Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com
ملکہِ قلب
Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com
ثانیہ حسین

# ملکہ قلب

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم ثانیہ حسین

All Rights Reserved

**Copyright:** Sania Hussain (Author)

**Published by:** Safar-e-Adab

**Published On:** safareadab.com

---

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

---

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

**Note:** We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

# ضروری بات

ملکہ قلب کے تمام جملہ حقوق لکھاری" ثانیہ حسین" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اداکاری سیکھو .....

کرنے کے لیے نہیں.....

اپنے ارد گرد موجود منافق لوگوں کی اداکاری سمجھنے کے لیے .....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاپان کے شہر ساپورو میں آج حسین شام اتری تھی۔ وجہ تھی بہار کا موسم۔ بہار کے موسم میں ساپورو شہر میں ہر طرف رنگینی سی پھیل جایا کرتی تھی۔ یہ شہر خاص طور پر بہار کے موسم میں کھلنے والے چیری بلاسم کی وجہ سے شہرت کا حامل ہے۔ چیری بلاسم کو جاپانی زبان میں ساکورا کہتے ہیں۔ ٹھنڈی اور معطر ہوا لوگوں کو پر سکون کر رہی تھی۔

سورج غروب ہونے کی تیاری میں تھا۔ آسمان پر جامنی رنگ پھیل چکا تھا۔ آج معمول سے زیادہ لوگ تفریح اور چہل پہل کے لیے گھروں سے باہر نکل آئے تھے۔ شام کے وقت ساپورو کی سڑکوں پر تفریح کا الگ ہی مزہ تھا اور جاپانی لوگ یہ موقع نہیں گنوایا کرتے تھے۔

سڑک سے آتے جاتے لوگوں کی نظر ساپورو کلاک ٹاور پر پڑتی تو لبوں کو ایک دلکش مسکراہٹ چھو جاتی۔ وہ اس وقت ساپورو کلاک ٹاور کے بلکل سامنے سڑک پر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اپنی مستی میں مگن چل رہی تھی۔ سفید گھٹنوں تک آتی فراک، سر پر سفید ہیٹ اور سفید ہی لانگ بوٹس پہنے وہ کافی پرکشش لگ رہی تھی۔ ساتھ سے گزرتے لوگوں کی نظر اس پر پڑتی تو ان کے دل میں ایک بار مڑ کر اسے دوبارہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی۔ اس کی دودھ جیسی رنگت، شفاف چہرہ اور جاپانی نقوش دیکھ کر دماغ میں اس کی خوبصورتی کا اعتراف کرنے کے لیے دو الفاظ گردش کرنے لگتے تھے "جاپانی گڑیا"۔

وہ ہاتھ میں چند وائٹ اور لاونڈر روزز (سفید اور ہلکے جامنی رنگ گلاب) اٹھائے بے نیازی سے چل رہی تھی۔ سڑک پار کر کے وہ کلاک ٹاور کے قریب آ پہنچی۔ سر اٹھا کر

اس نے اس کلاک ٹاور کو دیکھا اور پھر سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑے ان گلابوں کو۔ اس کے چہرے پر ایک سوگوار سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ چند لمحے وہاں رکنے کے بعد وہ آگے بڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دور جا کر ہی اس کے دل میں ایک عجیب لیکن شناسا سا احساس پیدا ہوا۔ ایک جانی پہچانی سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔

وہ شخص اس کی دائیں جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ فون کانوں سے لگا رکھا تھا اور وہ الفاظ جو اس لڑکی کو رکنے پر مجبور کر گئے یقیناً کال پر موجود شخص سے کہے گئے تھے۔ اس کا لہجہ خوشگوار اور چہرے پر قوس قزح کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ یہ رنگ اس نے تب دیکھے جب وہ کال پر مصروف پیچھے کی جانب مڑا اور اس سے غیر ارادی طور پر ٹکرا گیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود گلاب پھسل کر زمین پر جا گرے۔ وہ ہنوز اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ کیا وہ خواب تھا یا پھر حقیقت؟ اگر وہ خواب تھا تو بہت حسین تھا اور اگر وہ حقیقت تھا تو.... تو بہت ہی خوف ناک تھا۔

وہ شخص فون پر موجود شخص کی بات کو اتنا غور سے سن رہا تھا کہ ٹکرانے کے باوجود اس کی نظر سامنے کھڑی لڑکی پر نہ پڑی۔ وہ مصروف انداز میں دھیرے سے جھکا اور پھول اٹھانے کی غرض سے ہاتھ آگے بڑھائے۔ وہ اب نووارد سے کچھ کہہ رہا تھا۔

اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اس لڑکی کے دل کو بری طرح چبھے تھے۔ اور پھر اچانک ہی وہ شخص خاموش ہوا۔ سفید اور جامنی گلاب دیکھ کر اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ وہ سکتے کی حالت میں سیدھا ہوا اور نظر اس ملاقات میں پہلی بار اس لڑکی کے چہرے پر پڑی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں تو ماضی کی کئی بھولی بسری یادیں ان کے گرد گھومنے لگیں۔ کال پر موجود شخص شاید اب رابطہ منقطع کر چکا تھا۔ وہ دونوں چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ دل پر پڑی برف پگھلنے لگی مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس حالت سے باہر نکلے۔ شاید وہ اپنے جذبات چھپانے میں ماہر تھے۔ اس نے وہ پھول اس کی طرف بڑھائے جنہیں اس لڑکی نے خاموشی سے تھام لیا اور پھر اپنے ہیٹ کو قدرے آگے جھکایا جس کی وجہ سے اس کا آدھا چہرہ چھپ گیا۔ اتنا کرتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ وہ شخص ابھی تک فون کان سے لگائے اسے وہاں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔

پہلے حیرت، پھر پریشانی اور پھر غصے کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی۔ اس کی گرفت موبائل فون پر اتنا مضبوط ہو گئی کہ اگر وہ مزید چند لمحے اسے یوں ہی پکڑے رکھتا تو یقیناً وہ کرچی کرچی ہو جاتا۔ غصے سے فون جیب میں اڑستا وہ سڑک کے اس پار موجود اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

وہ لڑکی اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر بھی حیرت، پریشانی اور غصے کے تاثرات تھے جبکہ آنکھیں ویران تھیں اور یقیناً صدمے سے بھری ہوئی تھیں۔ پھول میز پر رکھتی وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ سر پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ کانوں میں اس شخص کے الفاظ گونج رہے تھے۔ وہ یقیناً ان الفاظ کی وجہ سے تکلیف میں تھی ورنہ اس شخص کو دیکھ کر اسے صرف اس شخص کی قسمت پر افسوس ہوتا تھا۔ بند آنکھوں میں بھی اسی شخص کا چہرہ جگمگانے لگا۔ اس نے اکتا کر آنکھیں کھولیں اور پھر اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ صرف اس شخص سے ملاقات کے بعد جایا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹول پر بیٹھی کینوس پر رنگوں سے بھیگا برش چلا رہی تھی۔ وہ جب بھی اس سے ملتی تھی تو اس کا چہرہ ذہن کی سکرین پر جم سا جاتا اور وہ اسے رنگوں کی مدد سے

کینوس پر اتارا کرتی تھی۔ اس طرح وہ اسے ذہن سے نکالنے کی سعی کیا کرتی تھی۔ آج بھی وہ یہی کر رہی تھی۔

وہ شخص کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا جبکہ ذہن اس لڑکی اور ان گلابوں کے درمیان الجھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ہی ایک اور شخص بیٹھا پچھلے کئی گھنٹوں سے اسے اسی طرح خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے مجھے اتنا جلدی میں یہاں کیوں بلایا ہے؟" آخر کار اس کی خاموشی سے اکتا کر اس نے سوال کر ہی ڈالا۔

(اس نے آنکھیں بند کیں اور ذہن کی سکرین پر ابھرتی اس شخص کی تصویر کو دیکھا۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ اور اس میں موجود برش کینوس پر خود بخود کام کرنے لگے۔)

"وہ ساپورو میں ہی ہے۔"۔ پہلی بار اس شخص نے اس سے کچھ کہا۔

"کون ساپورو میں ہے؟" سامنے بیٹھا شخص متجسس ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

(اس نے آنکھیں کھولیں تو اس شخص کے مسکراتے ہوئے چہرے کو کینوس پر دیکھا۔ چہرہ اب کی بار سپاٹ تھا۔ اس مکمل پینٹنگ کو دیکھ کر اس کا خود کو سراہنے کو جی چاہا اور ذہن میں یہی سوال آیا۔ "کیا اس سے زیادہ اچھا آرٹسٹ بھی کوئی ہو سکتا ہے؟" مگر چند لمحے مزید اس آرٹ کو دیکھنے کے بعد وہ الجھ سی گئی کہ یہ کمال اس کا تھا یا پھر اس شخص کے حسن کا۔ خیر... اس بات کا فیصلہ ناممکن تھا۔ اس نے اس کینوس کی دائیں جانب کونے میں اپنا نام لکھا جہاں عموماً آرٹسٹ اپنا نام لکھا کرتے ہیں "تمہاری ہانہ )"

"واٹ! ہانہ سا پورو میں ہے؟" سامنے بیٹھا شخص چونکا تھا جبکہ وہ ابھی تک غیر مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔

"ہاں"۔ اب کی بار اس نے نظریں اس پر جمائیں اور اپنی بات میں اضافہ کیا۔ "اب تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

چند لمحے سوچنے کے بعد سامنے بیٹھا شخص بولا۔ "میرا نہیں خیال کہ یہ درست فیصلہ ہے ۔ ابھی اسے مارنا مناسب نہیں ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ درست یا غلط کیا ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ہوتا صرف وہی ہے جو میں چاہتا ہوں۔ اسی لیے اسے جلد از جلد تلاش کرو اور ختم کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ لاس اینجلس (کیلیفورنیا) جانے سے پہلے ہی میں اس کی موت کی خبر سن لوں۔" وہ سخت لہجے میں اس سے گویا ہوا۔

(کمرے میں ارد گرد نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ واحد پینٹنگ نہیں تھی جو ہانہ نے اس شخص کی بنائی تھی بلکہ ایسی کئی اور پینٹنگز وہاں موجود تھیں۔ کہیں اس کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آتا تو کہیں نہایت سنجیدہ )...

"آر یو شیور؟" اس شخص نے آخری بار تصدیق چاہی۔

"یس آئی ایم۔" وہ یہ کہتے ہی اٹھا۔ "میں جانتا ہوں کہ یہ کام تمہارے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ارسم تم نے مجھے پہلے کبھی مایوس نہیں کیا اور مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی نہیں کرو گے۔" اپنے کوٹ کے بٹن بند کر کے اس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا گویا اس کی رضامندی چاہتا ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چاہے وہ اس کا باس تھا مگر سامنے بیٹھا شخص اس کا

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کوئی بھی کام تب تک نہیں کرتا تھا جب تک وہ خود رضامند نہ ہو۔ وہ چند لمحے خاموش رہا اور پھر سر کو خم دیا جس پر اس شخص کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ چھا گئی۔

(وہ اب اسٹول سے اٹھ چکی تھی۔ اس نے اس پینٹنگ کو آخری بار دیکھا اور پھر ہاتھ میں موجود لال رنگ اس پر دور سے اس طرح پھینکا کہ وہ قطروں کی صورت اس شخص کی تصویر پر پھیل سا گیا۔

"میں مانتی ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے مگر تم تو جانتے ہو ناں کہ میں اپنے مقصد کے آگے محبت کو بھی نظر انداز کر دیتی ہوں۔ اس لیے.... میں اپنے جن ہاتھوں سے تمہاری صورت کینوس پر اتارتی ہوں انہی ہاتھوں سے تمہیں ایک دن موت کے گھاٹ اتاروں گی۔ تمہاری قسم "!..

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

"کدھر ہو تم؟" اس نے فون کان سے لگایا تو غصے سے بھری آواز گونجی۔

"مال تو پہنچ گئی ہوں۔ اب بتاؤ کہ کہاں آنا ہے؟" اس نے گاڑی سے نکلتے ہی فون کندھے اور کان کے درمیان رکھا اور خود پرس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔ ڈرائیور کو واپس جانے کا حکم دیتی وہ آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ ڈرائیور کی آواز پر رکی اور مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔ "میڈم! صاحب نے کہا تھا کہ میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر نہ آؤں بلکہ آپ کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد ہی ان کے آفس پہنچوں۔"

"میں اکیلی نہیں ہوں۔ اپنی دوست سے ملنے آئی ہوں اور وہی مجھے گھر ڈراپ کر دے گی۔ تمہیں اور تمہارے صاحب کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ یہ کہتے ہی آگے جانے لگی لیکن پھر اچانک ہی مڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "کیا تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ یہ کس صاحب کا حکم ہے؟"

"عفان صاحب کا۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں کہیں بھی آپ کو اکیلا نہ چھوڑوں۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم میرے باڈی گارڈ نہیں ہو۔ سمجھے؟ تم ڈرائیور ہو اور میرے بھی نہیں شاید عفان کے کیونکہ میں تمہیں زریں چچی کا ڈرائیور سمجھ کر یہاں لے آئی۔ اس لیے تم صرف عفان کا ہی خیال رکھا کرو۔ میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں۔" آواز میں غصہ نہیں تھا۔ بس سنجیدگی سے اتنا کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔ مطلوبہ جگہ پہنچ کر اس نے ارد گرد نظر دوڑائی اور وہ اسے گلاس وال کے پاس ہی کرسی پر بیٹھی نظر آگئی۔ یہ اس کی فیورٹ جگہ تھی اور چونکہ اس کی دوست اس کی پسند کا خیال رکھتی تھی اس لیے وہ جانتی تھی کہ وہ اسے وہیں ملے گی۔ وہ اس کے پاس آئی اور سامنے ہی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ پرس درمیان میں رکھی ٹیبل پر رکھ دیا۔ "سب خیر تو ہے؟ فون پر کافی پریشان لگ رہی تھی تم۔"

گلابی رنگ کے فراک کے ساتھ سفید ٹائٹس اور سفید بلاک ہیلز پہنے وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے لاپرواہ انداز میں بولی تھی۔ بال کھلے تھے جبکہ سن گلاسز سر پر ہی ٹکے تھے۔

"کیونکہ وفا میڈم! میں پریشان ہی ہوں۔" سامنے بیٹھی لڑکی غصے سے آگ بگولہ ہوئی بیٹھی تھی۔

"مگر مجھے تو تم غصے میں لگ رہی ہو۔ اِز ایوری تھنگ آل رائٹ؟"

"نو!" جواب میں ایک ہی لفظ سننے کو ملا تھا۔

"ایک تو میرے سارے فرینڈز کو میری یاد صرف مشکل وقت میں ہی آتی ہے۔ جو پرابلم ہے وہ بتاؤ تاکہ اسے حل کرنے کے بارے میں سوچا جائے؟" کہنیاں میز پر رکھ کر اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں رکھا اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

شام کو وہ اپنے گھر میں داخل ہوئی تو اسے معمول کے مطابق لاؤنج میں وہ سب ساتھ بیٹھے نظر آئے۔ سب کی ایک ساتھ اس پر نظر پڑی مگر وہ تھی کہ اس کی نظر ان سب میں بیٹھی پریام پر ٹھہر سی گئی اور ایک خوشگوار چیخ اس کا حلق پھاڑ کر نکلی تھی۔ "پری تم... تم کب آئیں؟" وہ اس کی طرف بازو پھیلائے بڑھی۔ پریام بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس کے پاس آتے ہی اس کے گلے لگ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم کہاں تھی؟ میں پچھلے تین گھنٹوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"میں اپنی ایک دوست سے ملنے گئی تھی۔ تم بتاؤ کیسی ہو؟ سفر کیسا رہا؟ حسیب نہیں آیا؟" وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ سفر بھی اچھا رہا اور حسیب اس وقت عفان کے ساتھ اس کے آفس میں ہے۔" وفا کو دیکھنے کے بعد پریام کے چہرے پر خوشی سے بھری مسکراہٹ ٹھہر سی گئی۔

"تمہیں پتا ہے پری میں نے تمہیں کتنا زیادہ مس کیا۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ تم واپس آ گئی ہو۔ میں نا..." اس کی بات ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ شاہ میر نے اسے ٹوکا۔

"ہم بھی تمہارے کچھ لگتے ہیں وفا۔ نہ سلام نہ دعا۔ لگتا ہے تمہیں پریام کے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہیں آیا۔" شاہ میر جو دائیں جانب اپنی مما اور اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا تھا خفا ہو کر بولا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"او مائی گاڈ... شاہ میر بھائی اور بھابھی... آپ بھی واپس آ گئے۔ اتنا بڑا سرپرائز..." اس کو تو گویا جھٹکا لگا تھا۔

اب وہ اٹھ کر فریال سے ملنے لگی تھی۔ آفرین چچی اور زریں چچی بھی وہاں موجود تھیں۔ ان کے ساتھ ان سب کا دوست تعوذ بھی موجود تھا۔ دوستی کافی گہری تھی تو اس کا بلا جھجک ہی ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ایک اور لڑکی بھی وہاں موجود تھی جسے وفا کو دیکھ

کر صرف کوفت ہی ہونے لگی تھی اور وہ تھی "نوشابہ مراد" جو کہ شاہ میر کی بہن تھی۔ کافی دیر باتیں کرنے کے بعد اچانک ہی وفا کا فون بجنے لگا۔ اس نے موبائل اٹھایا تو وہاں عفان کالنگ جگمگا رہا تھا۔

اس نے فون کان سے لگایا تو امید کے عین مطابق اس کے سوالوں کا ڈھیر اسے سننے کو ملا تھا۔ "کہاں ہو تم؟ کس سے ملنے گئی تھی؟ ڈرائیور کو واپس کیوں بھیج دیا؟ اور یہ کیا بد تمیزی کی تم نے اس کے ساتھ.... کیا کہا اسے کہ وہ میرا ڈرائیور ہے تمہارا باڈی گارڈ نہیں۔"

"کیا میں نے کچھ غلط کہا؟" نہایت پر سکون انداز میں اس نے محض ایک سوال سے ہی اسے لاجواب کر دیا۔

"نہیں لیکن تم... تم ہو کہاں اس وقت؟" وہ اس کے لیے پریشان لگ رہا تھا۔

"میں اس وقت گھر پر ہوں۔ جس دوست سے ملنے گئی تھی اسی نے مجھے ڈراپ کیا ہے اور اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے عفان۔ اب مجھے کوئی اغوا تو نہیں کر کے لے جائے گا ناں۔" وہ اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا تم غصہ نہ کرو میں گھر آ کر بات کرتا ہوں۔"

"میں کیوں غصہ کروں گی عفان۔ میں صرف تمہیں سمجھا رہی ہوں کہ اب میں بچی نہیں رہی۔ میں اپنی کیئر خود کر سکتی ہوں۔"

چند لمحے وہ خاموش رہا اور پھر خدا حافظ کہہ کے فون رکھ دیا اور وفا صرف فون کو ہی دیکھتی رہ گئی۔

"میرے بیٹے کو تمہاری فکر ہے وفا۔" آفرین چچی نے اسے دیکھتے ہوئے پیار سے کہا۔

"اس گھر میں کس شخص کو اس کی فکر نہیں ہے چچی؟ یہ تو کوئی دودھ پیتی بچی ہے ناں جو نظر اوجھل ہوتے ہی کھو جائے گی؟" نوشابہ کاٹ دار لہجے میں کہتی ہوئی طنزاً مسکرائی تھی۔

"تم چپ رہو نوشابہ۔" سب خاموش رہے کیونکہ نوشابہ کو سمجھانا سب کی نظر میں خود کو کنویں میں دھکیلنے کے برابر تھا۔ مگر زریں یعنی اس کی ماں چپ نہ رہی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"فار گاڈ سیک مما! میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔ یہاں بابا سے لے کر عفان تک سب ہی کو اسی کی فکر ہے۔"

"اور اگر کسی کو نہیں ہے تو وہ تم ہو نوشابہ۔ آخر تمہیں اس سے مسئلہ کیا ہے؟ کزن ہے یہ تمہاری۔" شاہ میر نے بہن کو ڈپٹا اور پریام نے وفا کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب تک وفا رونے کی تیاری کر چکی ہو گی۔

"اب تک یہ نہیں تھی تو کتنا سکون تھا۔ کتنے مزے سے ہم سب باتیں کر رہے تھے۔ مگر اس کے آتے ہی.... آئی تھنک مجھے ہی یہاں سے چلے جانا چاہیے۔" اتنا کہتی وہ اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کسی نے اسے نہیں روکا۔ شاید سب کو اس کا یوں چلے جانا ہی بہتر لگا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وفا تم پریشان نہ ہو۔ تم جانتی ہو کہ نوشابہ کا رویہ صرف تمہارے ساتھ ہی نہیں بلکہ سعیر کے علاوہ مراد ہاؤس کے ہر فرد کے ساتھ ہی ایسا ہے۔" زریں چچی نے اسے حوصلہ دیا جس پر وفا صرف اثبات میں سر ہلاتی رہ گئی۔

وفا گیس کرو کہ میں سوئٹزر لینڈ سے تمہارے لیے کیا لایا ہوں؟ شاہ میر نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔ وفا نے چند لمحے سوچنے کے بعد کندھے اچکائے۔

"ارے وفا تم اپنی پسندیدہ چیز کو گیس نہیں کر پائی؟" فریال نے اسے سب سے سٹرانگ ہِنٹ دیا جس پر وفا کی آنکھیں کسی تارے کی طرح چمک اٹھیں۔

"رئیلی شاہ میر بھائی! آپ میرے لیے چاکلیٹس لائے ہیں؟" وہ چہکتے ہوئے بولی تھی۔

"جی ہاں! مجھے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ سوئٹزر لینڈ کی چاکلیٹس بہت مشہور ہیں۔ بس پھر میں تمہارے لیے ڈھیر ساری چاکلیٹس اٹھا لایا کیونکہ مجھے علم ہے کہ چاکلیٹس سے زیادہ بہترین تحفہ تمہارے لیے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

چاکلیٹس کا نام سن کر ہی وفا کے چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی جس پر وہاں موجود سب کے چہروں پر ہی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اب گیس کرو کہ میں تمہارے لیے کیا لائی ہوں؟ اتنا کہہ سکتی ہوں کہ وہ بھی تمہاری فیورٹ ہے۔" اب کی بار پریام نے اس سے کہا جس پر وہ اسے گھورتی رہ گئی۔

"کم از کم وہ چاکلیٹس نہیں ہو سکتیں کیونکہ چاکلیٹس کھانے پر جتنی ڈانٹ مجھے تم سے اور سعیر چاچو سے پڑی ہے اور کسی سے نہیں پڑی۔"

"تو کیا ہم غلط کرتے ہیں؟ تم ہی اپنی صحت کا خیال نہ رکھتے ہوئے جب اتنی زیادہ چاکلیٹس کھاؤ گی تو مجھے اور چاچو کو تمہیں ڈانٹنا ہی پڑے گا ناں۔"

"اگر چاکلیٹس نہیں ہیں تو پھر کیا لائی ہو؟" وہ کافی متجسس ہوئی۔

"تمہاری فیورٹ.... اسٹیلیٹو ہیلز..." اس نے جتنا خوش ہو کر اسے بتایا تھا وفا کا چہرہ اتنا ہی پھیکا پڑ گیا

"But you know i can't wear them."

وفا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"But i know you really like them."

پریام کے جواب پر اس نے گہرا سانس لیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پری مانا کہ مجھے اسٹیلیٹو (پنسل) ہیلز بہت پسند ہیں مگر میں انہیں پہن نہیں سکتی۔ مجھ سے صرف بلاک ہیلز ہی پہنی جاتی ہیں۔ تم، فریال بھابھی اور نوشابہ نہ جانے کیسے انہیں پہن کر خود کو سنبھال لیتی ہو۔ مجھ سے تو چلا ہی نہیں جاتا۔"

سب اس کی بات پر ہنس دیے تھے۔

"ساری لڑکیاں پہنتی ہیں وفا۔ اور تمہیں تو وہ صرف پسند نہیں ہیں بلکہ ان کا کریز ہے تو پھر تم انہیں پہن کر خود کو سنبھالنا سیکھ کیوں نہیں لیتی؟" آفرین چچی کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"چچی آپ جانتی ہیں کہ شاہ میر بھائی کی شادی پر میں نے یہ کرنا چاہا تھا اور سارا فنکشن گزار کر آخر میں کس طرح میں سیڑھیوں سے منہ کے بل گری تھی؟"

"تو بیٹا سیکھتے ہوئے انسان کئی بار گرتا ہے۔ دیکھنا تم کوشش کرو گی تو ایک دن ضرور سیکھ جاؤ گی۔" زریں چچی نے اسے سمجھایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چچی اس میں سیکھنے والی کیا بات ہے؟ ہیلز پہننا بھی کوئی سیکھتا ہے کیا؟ سب لڑکیاں آسانی سے پہن لیتی ہیں۔ میرے ساتھ ہی یہ مسئلہ ہے کہ میں زیادہ دیر تک اسٹیلیٹو ہیلز پہن کر نہیں چل سکتی۔ تھوڑی ہی دیر بعد کسی نہ کسی بہانے دھڑام سے گر جاتی ہوں۔"

"اچھا کم از کم وہ ہیلز رکھ تو لینا۔ اٹلی کے مشہور برانڈ کی ہیں۔" پریام نے آنکھ مارتے ہوئے کہا جس پر اس نے ہنس کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے یہ اتفاق کیسے ہوا کہ شاہ میر بھائی آپ اور پری تم ایک ہی ساتھ ہنی مون سے واپس آئے؟"

"جس اتفاق سے ایک ساتھ گئے تھے۔" شاہ میر کی بات پر وہ ہنس دیے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

شاہ میر کی شادی فریال سے جبکہ پریام کی شادی حسیب سے ہوئی تھی۔ دونوں کپلز کا ہنی مون کا پلان ایک ہی ساتھ بنا اور وہ ایک ہی دن روانہ ہوئے۔ پریام اور حسیب اٹلی جبکہ شاہ میر اور فریال سوئٹزرلینڈ گئے۔ اور اسی طرح ایک اور اتفاق سے ان کی واپسی بھی ایک ہی دن ہوئی۔ گھر میں ایک بار پھر رونق سی لگ گئی۔ وفا کو لگا تھا کہ وہ پری کے بغیر بہت بور ہو گی لیکن پری کے بھائی عفان کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں تھا۔ اس کے

علاوہ ان کا دوست تعوذ بھی ان کے لیے کافی تھا۔ مگر پھر بھی وہ پری کو بہت یاد کیا کرتی تھی۔

رات کو وہ، پری اور فریال ایک ساتھ اسی کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔ وہ دونوں اسے شاپنگ دکھانے کے بعد اب تصاویر دکھا رہی تھیں۔ وہ تینوں تصاویر کو دیکھ کر کافی ہنس رہی تھیں اور ان کے ہنسنے کی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ نوشابہ جو اس کے کمرے سے گزر رہی رہی تھی ان کی آواز سن کر رکی اور پھر دروازہ کھولتی اندر آ گئی۔

"یہاں تو کزنز گولز بنائے جا رہے ہیں۔ شاید تم سب بھول گئیں کہ تمہاری ایک اور کزن بھی ہے۔" مسکراہٹ میں طنز اور لہجہ ہمیشہ کی طرح کاٹ دار تھا۔

"جی ہاں! کیونکہ وہ کزن ہمارے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتی اور اگر بیٹھ بھی جائے تو سوائے طنز کرنے اور طعنے مارنے کے اسے کچھ آتا ہی نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے ناں کزن ڈیئرسٹ؟" وفا نے اپنا بدلہ لینا چاہا۔

"کافی اچھے سے سمجھنے لگی ہو تم مجھے.... کزن ڈیئرسٹ۔" اتنا کہتی وہ باہر چلی گئی جبکہ وفا گہرا سانس لیتی رہ گئی۔

"یہ اس طرح تیار ہو کر آخر جا کہاں رہی ہے؟ اور وہ بھی اس وقت..." فریال اس کی تیاری دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔

اس نے سلیولیس بلاؤز پہن رکھا تھا جبکہ کمر برہنہ تھی۔ جینز کے ساتھ اسٹیلیٹو ہیلز جبکہ بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

"معمول کے مطابق اپنے دوستوں کے پاس۔" وفا نے جواب دیا۔

"دن کے وقت آفس اور رات کے وقت دوست اور ان کے ساتھ ڈنر اور پارٹیز... اس کی روٹین چینج نہیں ہوئی؟" پری کے سوال پر وہ حیران ہوئی۔

"دو مہینوں میں کس کی روٹین چینج ہوتی ہے؟ کم از کم نوشابہ کی تو نہیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا چھوڑو اسے۔ موڈ ہی خراب ہو گیا۔ یہ بتاؤ کہ آج عفان کیسے آفس جانے کے لیے راضی ہو گیا؟ مجھے تو اس نکمے کے آفس جانے پر واقعی حیرت ہو رہی ہے۔" پریام بھی بہن تھی۔ بھائی کے لیے اس کے نام کے ساتھ کسی نہ کسی لقب کا استعمال کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی۔

"نکما تو نہیں ہے وہ پری۔ ہاں بس تھوڑا بہت سست ہے۔ کام سے کتراتا ہے مگر تم دیکھنا جب وہ آفس میں ایڈجسٹ ہو جائے گا تو کس طرح محنت کرے گا۔" وفا نے اپنے دوست کی حمایت کی۔

"دوست کی حمایت کی جا رہی ہے۔ ہمم؟" فریال کا لہجہ شرارتی تھا۔

"جی ہاں کیونکہ وہ میرا اچھا دوست ہے۔ وہ ہر بار میری حمایت کرتا ہے تو پھر میں کیوں نہیں؟"

"صرف دوست...؟" فریال بات کو مزید بڑھانا چاہتی تھی مگر پری کے کَس کر کہنی مارنے پر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دوست بھی اور ایک اچھا کزن بھی۔" وفا کافی معصوم تھی (سوائے نوشابہ کے معاملے میں) اس لیے وہ بات کو اس طرف لے کر ہی نہیں گئی جس طرف فریال لے کر جانا چاہتی تھی۔

"کہیں میری بیوی وفا سے ملنے کے بعد اپنے شوہر کو بھول تو نہیں گئی؟" تھوڑی ہی دیر بعد حسیب کی آواز پر تینوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"ہاں شاید۔" پریام کے جواب پر وہ ہنس دیا .

"تو پھر ساتھ چلنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟" حسیب کا شاید اب گھر جانے کا ارادہ تھا۔

"بیوی ہوں تمہاری۔ اب ہر وقت تمہارے ساتھ رہوں گی۔ تمہارا کیا بھروسہ ابھی کسی لڑکی سے ملنے چلے جاؤ۔" وہ بیڈ سے اٹھ کر جانے کی تیاری کرنے لگی۔

"یعنی تم صرف مجھ پر نظر رکھنا چاہتی ہو؟"

"جی ہاں! کیونکہ مردوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔" پری کے کہنے پر حسیب تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔ پری سامان پیک کرنے لگی جبکہ حسیب وفا اور فریال سے باتیں کرنے لگا تھا۔

"تم عفان اور تعوذ سے ملے؟" پری جب تیاری کر چکی تو اس سے پوچھا۔

"اب تک ہم تینوں شاہ میر کے ساتھ لان میں ہی بیٹھے تھے۔" اس کے جواب پر پری کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"عفان گھر آ چکا ہے؟" اس کی آواز قریباً پورے گھر میں گونجی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ لان میں عفان کا کان پکڑے کھڑی تھی جس کی وجہ سے عفان کا کان سمیت پورا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"پریام خدا کا خوف کرو۔ بھائی ہوں تمہارا۔ تم تو آتے ساتھ ہی جنگلی بلی کی طرح شروع ہو گئی۔" وہ بے چارا اپنا کان چھڑانے کی سعی کرتے ہوئے بولا۔

"تم پچھلے دو گھنٹوں سے گھر پر ہو مگر تمہیں اتنی بھی شرم نہ آئی کہ تم آ کر بہن کو سلام ہی کر لو جو پورے دو مہینے بعد اپنے گھر واپس آئی ہے۔" پری نے اس کا کان چھوڑا اور برس پڑی۔

"ایکسکیوز می میری بہن! یہ میرا گھر ہے۔ تمہارا گھر اب وہ ہے جہاں تم ابھی جا رہی ہو۔" یہ کہتے ہی اس نے اپنے کالر جھاڑے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مما! دیکھ رہی ہیں آپ اس کی بے غیرتیاں؟ کس طرح بے شرموں کی طرح کہہ رہا ہے کہ یہ میرا نہیں بلکہ اس کا گھر ہے۔" وہ آفرین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"عفان سدھر جاؤ اور اس طرح مت تنگ کیا کرو اپنی بہن کو۔" آفرین اب آگے بڑھ کر پریام کو گلے لگ کر الوداع کہہ رہی تھی۔

عفان منہ میں کچھ بڑبڑایا تو تھا مگر آفرین کے گھورنے پر خاموش ہو گیا۔ سب سے ملنے کے بعد پریام حسیب کے ساتھ چلی گئی جبکہ باقی سب کافی رات ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وفا اپنے کمرے میں موجود تھی جبکہ نظر اپنے بیڈ کراؤن کے اوپر دیوار پر لگی تصویر پر تھی۔ وہ تصویر اس کے والدین کی تھی جو کہ چار سالہ بچی کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کی نظر میں وہ دنیا کی حسین ترین تصویر تھی جسے دیکھ کر اس کے لبوں پر سوگوار سی مسکراہٹ پھیل جایا کرتی تھی۔ ایک پرفیکٹ تصویر..... ایک پرفیکٹ فیملی.... مگر پھر کس کی نظر اس فیملی کو ادھورا کر گئی؟ اتنا ادھورا کہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں ان تین نفوس میں سے صرف ایک ہی سروائیو کر پایا تھا اور وہ تھی وہ خود.... وفا جہانگیر.....

اس نے اس تصویر سے نظر ہٹا کر بیڈ پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور واٹس ایپ اوپن کر کے نظر مطلوبہ چیٹ پر ڈالی مگر وہاں کوئی میسج نہ تھا۔ حتیٰ کہ اس کے بھیجے گئے میسج ابھی تک سین بھی نہیں کیے گئے تھے۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس کی انگلیاں خود بخود کچھ ٹائپ کرنے لگی تھیں۔ میسج سینڈ کرنے کے بعد وہ سلائیڈنگ گلاس ڈور اوپن کرتی باہر بالکونی کی طرف آگئی۔ تازہ ہوا اس کو پر سکون کرنے لگی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے ساتھ والے کمرے کا گلاس ڈور اوپن ہونے کی آواز سنائی دی۔ بائیں طرف ساتھ والا کمرہ عفان کا تھا جبکہ دائیں طرف نوشابہ کا جبکہ تینوں کمروں کی بالکونی مشترکہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کی طرف آرہا ہے مگر وہ اسی طرح آسمان کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے ساتھ آکر خاموشی سے وہ بھی آسمان کو دیکھنے لگا۔

"سوری عفان۔"

"کس لیے؟"

"اس لیے کیونکہ تمہیں لگا کہ میں تم پر غصہ کر رہی تھی بٹ ٹرسٹ می آئی واز ناٹ۔"

"جب تم نے غصہ کیا ہی نہیں تو پھر سوری کیوں؟"

"کیونکہ تمہیں لگا۔"

وہ دھیرے سے ہنس دیا اور پھر ریلنگ سے ٹیک لگا کر اپنا رخ اس کی جانب کیا مگر بولا کچھ بھی نہیں۔

"کیسا رہا آج کا دن؟" وفا نے سوال کیا۔

"پریام اور شاہ میر گھر آئے ہوئے تھے مگر مجھے گھر آنے کی بجائے آفس میں کام کرنا تھا۔ کیسا گزرا ہو گا پھر؟"

"تمہیں عادت ہو جائے گی۔ لیکن پلیز عفان گو اَپ مت کرنا۔ اپنے کیریئر پر فوکس کرو۔ بہت ہو گیا ہنسی مذاق۔ بہت ہو گئی شرارتیں۔ اب تمہیں اپنا مستقبل بنانا ہے۔"

"یہ لیکچر دینے کے لیے امید ہے کہ سعیر چاچو نے کہا ہو گا کیونکہ ان کی نظر میں صرف تم ہی مجھے سمجھا سکتی ہو۔"

وہ خاموش رہی اور قدرے توقف سے بولی۔ ”اگر جانتے ہو تو پوچھتے کیوں ہو؟ چاچو تمہارا بھلا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح شاہ میر بھائی ایک کامیاب ڈاکٹر بن چکے ہیں اور نوشابہ ایک بزنس وومن... تم بھی اپنا بہترین کیریئر بنانے میں کامیاب ہو جاؤ۔“

”جانتا ہوں اور تم فکر نہ کرو۔ میں اس بار گو اَپ نہیں کروں گا۔ اوکے؟“

وہ اس کے تسلی بخش جواب پر مسکرا دی۔

”تمہارا موڈ کیوں آف ہے؟“ اس نے اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں تو۔“

”کیا واقعی؟“ وہ مشکوک انداز میں بولا۔

”میں تم سے جھوٹ بولوں گی؟“

اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

”حدید سے بات ہوئی؟“ عفان نے یہ سوال تب کیا جب اس کی نظر وفا کے ہاتھ میں موجود موبائل پر پڑی۔

"نہیں۔ کافی دن ہو گئے اس سے بات ہی نہیں ہوئی۔"

"مصروف ہو گا۔" عفان نے اندازہ لگایا۔

"ہاں مگر وہ اتنا وقت آف لائن نہیں رہتا۔ کم از کم میری تسلی کے لیے ایک میسج تو کر ہی دیا کرتا ہے۔ اسے معلوم بھی ہے کہ میں پریشان ہو جایا کرتی ہوں مگر پھر بھی... اس بار ایک میسج تک نہیں کیا۔" اس کے چہرے پر فکر کے آثار بڑھے جنہیں عفان جلد ہی بھانپ گیا۔

"چاچو سے بات ہوئی تھی میری وہ بتا رہے تھے کہ وہ دونوں کیلیفورنیا گئے ہوئے ہیں۔ شاید مصروفیت کی وجہ سے بتا نہیں پایا ہو گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیلیفورنیا.... مگر کیوں؟" وہ مزید پریشان ہوئی۔

"سعیر چاچو اس کے ساتھ کیلیفورنیا میں نیا بزنس سیٹ کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ اسی معاملے میں انہیں کیلیفورنیا جانا پڑا۔"

"اوہ اچھا۔" اسے تھوڑی سی ہی سہی مگر تسلی ہوئی۔

"تمہیں اس کی بہت فکر رہتی ہے ناں؟" عفان نے اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم.... وہ بہترین دوست ہے میرا اور اس طرح اتنے دن بات نہیں کرے گا تو فکر تو ہو گی۔"

"کیا تم نے کبھی میری اتنی فکر کی؟"

"تم تو ہر وقت ساتھ ہوتے ہو عفان اس لیے تسلی رہتی ہے مگر ہادی... عرصہ بعد تو اسے دیکھنا نصیب ہوتا ہے اور اپنے کیریئر کے لیے وہ اتنی سخت محنت کرتا ہے کہ اپنی صحت کا خیال ہی نہیں رکھتا۔ اب تم ہی بتاؤ مجھے اس کی فکر ہو گی کہ نہیں؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بلکل ہو گی۔ مگر تم پریشان مت ہوا کرو۔ حدید بچہ نہیں ہے اور اس بار تو چاچو سعیر بھی اس کے ساتھ ہیں۔"

"ہمم۔ مگر پھر بھی وہ اتنا لاپرواہ نہیں ہے کہ مجھے ایک میسج بھی نہ کرے۔ اسے سوچنا چاہیے تھا کہ میں کتنی پریشان ہو جاؤں گی۔ جہنمی انسان۔" پریشانی اور غصے کی وجہ سے وہ رو دینے کو تھی۔

عفان اس کے اس رویے پر ہنس دیا۔ "اچھا اب پلیز رونا مت۔ میں جانتا ہوں کہ وہ تمہارے لیے بہت اہم ہے۔ مگر مجھے یہ بھی یقین ہے کہ وہ مصروف ہو گا ورنہ وہ ایسا نہیں کرتا۔"

"وہ میرے لیے صرف اہم نہیں ہے عفان۔ وہ...." وہ جو اپنی دھن میں جواب دے رہی تھی اچانک رکی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ کیا؟" عفان غیر محسوس انداز میں ایک دم سیدھا ہوا۔

"پتا نہیں۔ میرے لیے میرے تمام فرینڈز اہم ہیں مگر اس کی اہمیت ان سے بھی زیادہ ہے۔ کتنی؟ یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم۔ کبھی کبھی میں خود سوچتی ہوں کہ کوئی شخص کسی کو اتنا اچھا کیسے لگ سکتا ہے۔ کوئی کسی کے لیے اس قدر ضروری کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اب میں جیلس ہو رہا ہوں وفا۔" اب کی بار وفا اس کے جواب پر ہنس دی۔

"یو شُڈّ ناٹ۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ میرے لیے تم بھی اہم ہو۔ اور تمہیں اپنا موازنہ ہادی سے ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔" اس بات پر عفان کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ میری زندگی میں تم دونوں کی اپنی جگہ ہے۔ میرے لیے جو ہادی ہے وہ تم نہیں ہو سکتے اور" ....

"جو میں ہوں وہ....؟" عفان نے اس کی بات کاٹی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اٹس ٹو مچ عفان! تم.... تم بات کو غلط رخ دے رہے ہو۔"

"میں بات کو غلط رخ نہیں دے رہا وفا۔ تم بات کو سمجھ ہی نہیں پا رہی۔ جس دن تم اس بات کو سمجھو گی اس دن تمہیں سمجھ آئے گی کہ میں کیا سمجھتا ہوں۔" وفا واقعی لاجواب

ہوئی۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ ہادی اس کے لیے کیا ہے۔ وہ اس کے لیے اتنا اہم کیوں ہے؟ ساری دنیا میں ہادی واحد شخص تھا جس کی وہ فکر کیا کرتی تھی۔ مگر ایسا کیوں؟

"تمہیں پتا ہے وفا تم سنجیدہ بلکل بھی اچھی نہیں لگتی بلکہ ان دو گڑھوں سے ساتھ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہو۔" عفان نے اس کے دونوں گال پر موجود گڑھوں کو چھوا جس پر وہ ہنس دی۔

"یہ ہوئی نا بات۔ اچھا چلو شاباش رات بہت ہو چکی ہے سو جاؤ۔" وہ اسے ہدایت دیتا ٹوٹے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

اس کی آنکھ تب کھلی جب منصب خالہ نے اس کا دروازہ زور زور سے بجایا۔ وہ بد دل ہو کر ان کی صلواتیں پڑھتی اٹھی اور دروازہ کھولا۔

"کیا منصب بی۔ آپ تو میری نیند کی دشمن ہی بن گئی ہیں۔" وہ اپنے بالوں میں کیچر لگاتے ہوئے بولی۔

"ہائے وفا پتر! میں بھلا کیوں تیری دشمن بنوں؟ وہ ناں اصل میں سعیر صاحب آئے ہوئے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ تم جلدی نیچے پہنچو تاکہ سب مل کر ناشتہ کریں۔" انہوں نے صفائی دیتے ہوئے اصل وجہ بتائی۔

"چاچو کب آئے؟"

"وہ تو رات کے آخری پہر آ گئے تھے۔" وہ یہ کہہ کر جانے ہی لگی کہ وفا نے انہیں روکا۔

"منصب بی! جب وہ آئے تھے تو کیا آپ جاگ رہی تھیں؟"

"جیا پتر! میں اس وقت تہجد کے لیے جاگی ہوئی تھی۔"

"تو کیا ان کے ساتھ کوئی اور تھا؟" اس سوال پر منصب بی چند لمحے اسے دیکھتی رہیں اور پھر اعصاب ڈھیلے کر کے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پتر تو سیدھا پوچھ لے کہ تیرا ہادی ساتھ تھا کہ نہیں۔" وفا کا دل ایک دم زور سے دھڑکا۔ سب ہی کو اس کی اور ہادی کی اس قدر گہری دوستی کا اندازہ تھا۔ منصب بی کو بھی ۔افف....

"تو آپ بتا دیں ناں۔"

"نہیں۔ ہادی ساتھ نہیں تھا اور نہ ہی وہ کیلو فنیا سے واپس آیا ہے۔" ان کے جواب پر وفا کھل کر ہنس دی اور پھر ہنستی چلی گئی۔ ہادی کے نام سے ہی چہرہ ہنسنے کو تیار ہو جاتا تھا اور پھر بس ملنے دو کوئی بہانہ اور گونجتا دیکھو مراد ہاؤس کو اس کے حسین قہقہوں سے ....

"اوہ گاڈ! منصب بی۔ کیلو فنیا نہیں کیلیفورنیا... گے... لی... فور... نیا"۔ وہ انہیں لفظ توڑ توڑ کر سمجھانے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا جو بھی ہے۔ تم جلدی سے آجاؤ سب میز (ڈائننگ ٹیبل) پر بیٹھنے ہی لگے ہیں۔"

منصب بی دل ہی دل میں اس کی ہنسی کے صدقے اتارتی وہاں سے چلی گئیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر فریش ہو کر حاضر ہوئی۔ پیلے رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سفید ٹائٹس پہنے وہ ہلکے گیلے بال کھلے چھوڑ کر آئی تھی جو اس کی کمر تک لہلہا رہے تھے۔

"سلام ایوری ون۔" اس نے آتے ہی سلام کیا مگر اسے سعیر کہیں نظر نہ آیا۔ سب نے خوش دلی سے اس کے سلام کا جواب دیا۔

"سعیر چاچو کدھر ہیں؟" وہ اپنی کرسی سنبھالتے ہوئے بولی تھی جو کہ عفان کے ساتھ ہی تھی۔ اور کسی کی ہو نہ ہو ان دونوں کی جگہ فِکس تھی۔

"بس آتے ہی ہوں گے۔ نوشابہ کے ساتھ سٹڈی میں بیٹھے ہیں۔" جواب زریں چچی کی طرف سے آیا تھا۔

"آخر چہیتی بیٹی ہے بابا کی۔ آتے ساتھ سب سے پہلے اسی سے ملاقات کا وقت پورا کریں گے۔" شاہ میر کے لہجے میں واضح طنز تھا اور وفا کو اس لمحے وہ واقعی نوشابہ کا بھائی لگا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کہنا کیا چاہتے ہو تم؟ وہ تم سے بھی مل چکے ہیں اور یہ خوامخواہ کے جو فتور تم نے اپنے دماغ میں پال رکھے ہیں انہیں باہر نکال پھینکو۔" زریں چچی اپنے بیٹے پر برس پڑی تھیں۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا مما۔ وہ بابا کو مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔ آخر کو بابا کا ان کے بزنس میں ساتھ جو دے رہی ہے۔"

"یہ تم بھی کر سکتے تھے مگر تمہارے سر پر تو ڈاکٹر بننے کا بھوت سوار تھا۔" زریں اب کھانا شروع کرنے لگی تھی۔

"ہر کسی کی اپنی پسند ہوتی ہے مما۔ مجھے بابا کے اس سو کالڈ بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ ویسے بھی بابا کو ان کی چہیتی نوشابہ، عفان اور حدید کافی ہیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چچی آپ چھوڑیں یہ سب اور کھانا کھائیں اور شاہ میر بھائی پلیز...." ہمیشہ کی طرح وفا نے انہیں روکنا چاہا۔ تب ہی اس کی نظر سیڑھیوں سے اترتے سعیر پر پڑی تھی۔ وہ فوراً مودبانہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اس کے علاوہ تمام لوگ ہی اس سے مل چکے تھے۔ "اسلام علیکم چاچو جان" !

"وعلیکم السلام! کیسی ہے ہماری وفا؟" وفا ان کے قریب پہنچی تو انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں بلکل ٹھیک چاچو جان۔ آپ کیسے ہیں؟" وہ اپنی جگہ پر واپس آگئی جبکہ سعیر سربراہی کرسی پر جا بیٹھا۔

"ہم بھی ٹھیک ہیں۔ ہمارے پیچھے کسی نے ہماری بیٹی کو تنگ تو نہیں کیا؟"

"کسی کی اتنی ہمت کہ وہ وفا کو تنگ کرے؟" زریں چچی کے جواب پر سب دھیرے سے ہنس دیے۔

کھانا کھاتے ہوئے اس نے دھیرے سے گردن موڑ کر عفان کو دیکھا جو آج کافی خاموش تھا۔ چند لمحے وہ سوچتی رہی کہ کیا اس نے آخری ملاقات میں اس سے کچھ غلط کہا تھا مگر وہ کچھ سمجھ نہیں پائی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے جہنمی انسان؟" وہ سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ازلی لہجے میں بولی تھی۔ یہ اس کا اپنا الگ ہی انداز تھا۔ جس شخص سے بھی بے تکلفی ہوتی اس کے لیے"

جہنمی انسان" کالقب استعمال لازمی کرتی۔ عفان نے گردن اس کی طرف موڑ کر دھیرے سے نفی میں سر ہلایا اور پھر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اچانک ہی اس نے سر اٹھایا جب وفا نے اپنی بلاک ہیل اس کے پاؤں پر دے ماری۔ بوٹ پہننے کے باوجود اس نے اس کی ہیل کو محسوس کیا۔ سر اٹھانے پر اس کی نظر سامنے بیٹھی آفرین پر پڑی تھی جس نے عفان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا ہوا عفان تم اچانک کھاتے ہوئے رک کیوں گئے؟"

"کچھ نہیں مما بس پانی کی ضرورت تھی تو..." اس نے یہ کہہ کر وفا کو گھورا اور پھر ساتھ رکھے جگ کی طرف اشارہ کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے فوراً مؤدبانہ انداز میں جگ سے گلاس میں پانی بھرا اور اس کی طرف بڑھایا۔ سعیر یہ ساری واردات غور سے دیکھ رہا تھا۔ عفان نے خاموشی سے پانی پیا مگر بولا کچھ بھی نہیں۔ وہاں سب کی آپس میں معمول کی باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر بعد عفان باہر گاڑی کی طرف جا رہا تھا جو کہ ڈرائیور سٹارٹ کر چکا تھا۔ ساتھ موجود ایک گارڈ کے ہاتھ میں اس کا بیگ تھا۔ تب ہی وفا اچانک اس کے سامنے آ گئی۔

"ناراض ہو مجھ سے؟"

"نہیں تو۔" اس کا لہجہ نارمل تھا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تو کیا غصہ ہو؟"

"بلکل بھی نہیں۔"

"تو پھر جہنمی انسان تم میرے ساتھ بات کیوں نہیں کر رہے؟" وہ غصہ ہوئی۔

عفان نے گردن دائیں جانب موڑ کر ساتھ کھڑے گارڈ کی طرف دیکھا جس پر وہ گارڈ خاموشی سے باہر چلا گیا۔

"میں نہ ہی ناراض ہوں اور نہ ہی غصہ۔ میں صرف آفس کے کام کو لے کر تھوڑا سا پریشان ہوں۔ تم اس بارے میں زیادہ مت سوچو۔" لہجے میں ہمیشہ کی طرح اپنائیت تھی۔

"تم اپنی ہر پرابلم میرے ساتھ شیئر کرتے ہو مگر اس بار تو تم مجھ سے بات ہی نہیں کر رہے۔"

"ٹرسٹ می۔ میں صرف کام کو لے کر تھوڑا پریشان ہوں۔ آفس سے واپس آؤں گا تو ہم دونوں باہر لنچ کرنے جائیں گے۔ اوکے؟" وفا کو تسلی ہوئی تو وہ مسکرا دی اور اسے سی آف کرتی واپس جانے ہی لگی تھی کہ نظر دائیں جانب موجود لان کی طرف پڑی۔ وہ خاموشی سے اس جانب بڑھ گئی۔ لان میں گلاب کے پودوں کی بہتات تھی اور ہر پودا گلاب کے پھولوں سے لدا ہوا تھا۔ بہار کا موسم آ چکا تھا۔ لبوں پر خود بخود مسکراہٹ پھیل گئی جس پر اس کے دو گڑھے واضح ہوئے تھے۔ بہت سے پھول نیچے گرے ہوئے تھے۔ کچھ بلکل ٹھیک تھے جبکہ کچھ کی پتیاں الگ ہو کر ارد گرد بکھر چکی تھیں۔ اس نے ایک پھول ٹہنی سمیت توڑا اور پھر وہ پھول لیتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ وہ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ چند لمحے دروازے کو دیکھتی رہی اور پھر اسے کھولتی اندر بڑھ گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے اندھیرے کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ دھیرے سے آگے بڑھی اور گلاس وال کے آگے سے پردے سمیٹے جس کی وجہ سے سورج کی روشنی کو اندر آنے کا راستہ ملا اور سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ بیڈ پر لیٹے شخص نے اچانک سے پھیلنے والی روشنی کے احساس سے آنکھیں کھولیں تو نظر سامنے کھڑی اس خوبصورت اور

معصوم سی لڑکی پر پڑی تھی جس کے ہاتھ میں معمول کے مطابق گلاب کا ایک پھول تھا۔ وہ اسے ہمیشہ کی طرح ایک اینجل لگی تھی جسے دیکھ کر لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر جایا کرتی تھی۔

"گڈ مارننگ۔" وہ یہ کہتے ہوئے اس کی طرف بڑھی اور اٹھنے میں اس کی مدد کی۔ تکیے اس کے پیچھے سیٹ کیے جس کی وجہ سے وہ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے قابل ہوا۔

"میں منصور کو بھیج رہی ہوں وہ آپ کو چینج کرائے گا اور پھر میں منصب بی کے ساتھ آپ کا ناشتہ لا رہی ہوں جس کے بعد آپ نے دوائی لینی ہے۔" پھول اس کے ہاتھ میں تھمانے کے بعد وہ پیار سے ہدایت دیتی وہاں سے چلی گئی۔ کچن میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر آفرین اور ساتھ کھڑی منصب بی پر پڑی۔

"چاچو کا ناشتہ ریڈی ہے؟"

"جی ہاں! آپ کے چاچو جان کا ناشتہ ریڈی ہے۔" آفرین جو منصب بی کو ہدایات دے رہی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی اور خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوکے۔ منصور ابھی ان کے کمرے میں ہے تو منصب بی آپ تھوڑی دیر بعد ہی ناشتہ لے کر جایئے گا۔" وہ یہ کہہ کر جانے ہی لگی تھی کہ آفرین چچی کا اترا ہوا منہ دیکھا۔

"آفرین چچی آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں؟" وہ فکر مند ہوئی۔

"بس وفا! تمہارے چاچو کی حالت کے بارے میں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔ بیماری ہے کہ بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔ عفان ان کا خیال رکھا کرتا تھا مگر اب تو وہ بھی آفس کے کاموں میں مصروف ہو گیا ہے۔"

"تو میری پیاری چچی! میں ہوں ناں۔ آپ فکر نہ کریں۔ دیکھئے گا ایک دن چاچو بلکل ٹھیک ہو جائیں گے۔" وفا نے انہیں پیچھے سے گلے لگا کر حوصلہ دیا۔

جب وہ منصب بی کے ساتھ واپس اسی کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے بیٹھا شخص اب کافی فریش لگ رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چلیں جی اب آپ ناشتہ کریں۔" منصب بی نے ٹرے ان کے سامنے رکھی اور پھر وفا ان کے ساتھ بیٹھ کر انہیں سوپ پلانے لگی۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" اس نے اس دوران گفتگو کا آغاز کیا۔

"اب تو موت آنے پر ہی طبیعت میں فرق آئے گا۔" وہ کہتے ہوئے زخمی سا مسکرایا۔

"افوہ چاچو! آپ کب سے ایسی مایوسی کی باتیں کرنے لگے۔ آپ ہی تو مجھے سٹرانگ بننے کا کہتے ہیں اور خود کو دیکھیں کیسے بزدلوں والی باتیں کر رہے ہیں۔"

"بزدلوں والی باتیں نہیں ہیں وفا۔ حقیقت ہے حقیقت"....

"بس کر دیں چاچو۔ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ مریض تب تک ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک وہ خود ٹھیک نہ ہونا چاہے۔ آپ تو ہار ہی مان کر بیٹھ گئے ہیں۔"

"کیونکہ میں ہار گیا ہوں بیٹا۔" اس کی آواز بھرائی تھی۔

"آپ نہیں ہارے۔ آپ کی بھتیجی آپ کو ہارنے نہیں دے گی۔" وفا کی اس بات پر وہ چند لمحے غور سے اسے دیکھتے رہا۔

"تم جہانگیر کی طرح باتیں کرتی ہو وفا۔ "

"آخر ان کی بیٹی جو ہوں۔" لہجے میں غرور تھا۔

"مگر تمہیں اس کی طرح سٹرانگ بھی بننا پڑے گا۔"

"میں کافی سٹرانگ ہوں چاچو جان۔" اس کے جواب پر وہ دھیرے سے ہنس دیے اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

"اٹس ناٹ اِنف۔ تمہیں اس سے کہیں زیادہ سٹرانگ بننا ہو گا۔ زمانہ بہت ظالم ہے۔ اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا پڑتا ہے ورنہ یہ ہمیں اپنے پیروں تلے روندتا چلا جاتا ہے۔ کبھی بھی اتنی کمزور مت ہونا کہ تمہیں گرانا اس کے لیے آسان ہو جائے۔ زندگی جینا ایک چیلنج ہے اور اس چیلنج کو پورا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اسی لیے تو بہت سے لوگ جینا چھوڑ دیتے ہیں اور پھر وہ نہیں بلکہ زندگی ان کو گزارتی ہے جیسا کہ تم مجھے ہی دیکھ لو۔ اس چیلنج کو پورا کرنے کے لیے دل کو پتھر کرنا پڑتا ہے۔ تم جیسے حساس لوگ یہ چیلنج پورا نہیں کر سکتے۔ اس لیے بی سٹرانگ میرا بچہ۔ "

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ چند ثانیے اسے دیکھتی رہی جبکہ آنکھوں میں نہ جانے کیوں نمی تیرنے لگی تھی۔ سلیم نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

"تم جہانگیر کی بیٹی ہو اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ جہانگیر کوئی عام شخص نہیں تھا۔ وہ انتہائی نڈر اور مضبوط انسان تھا۔ اس کی زندگی چاہے کم تھی مگر شاندار تھی۔ وہ جھکا نہیں تھا اور اس کی موت بھی اس کی شان میں کمی نہ لا سکی۔"

"مطلب؟" اسے کچھ ٹھٹکا تھا جبکہ سلیم مسکرا دیا۔

"بہت جلد سمجھ جاؤ گی مگر اس سے پہلے سٹرانگ بنو اور اس ذہن کا استعمال کرنا سیکھو۔ تم بہت ذہین ہو مگر خود کو بے وقوف کہلوانے پر تلی ہوئی ہو۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کو مجھ پر اتنا بھروسا کیوں ہے؟

"کیونکہ تم.... وفا جہانگیر ہو.... جہانگیر کی بیٹی..... اس کا خون... اور جہانگیر میرے لیے اس دنیا میں سب سے بڑھ کر تھا۔" سلیم کی آواز میں نمی تھی اور آنکھیں بھی آنسوؤں کی وجہ سے دھندلا گئیں جب نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھی تصویر پر پڑی تھی۔ وفا

نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو چہرہ بجھ سا گیا۔ اس تصویر میں مراد صاحب اپنے تین صاحب زادوں کے ہمراہ کھڑے تھے۔ سعیر، جہانگیر اور سلیم ....

تینوں بیٹے ہی کمال شخصیت کے مالک تھے مگر کچھ تھا جو جہانگیر کو ان سب سے امتیاز کر رہا تھا۔ اس کی شخصیت کا غرور، اٹھی ہوئی ناک، وجیہہ نقوش.... بلاشبہ وہ ان سب سے زیادہ ہینڈسم اور گڈ لکنگ تھا۔

سعیر آج بھی ویسا کا ویسا ہی تھا مگر سلیم... وفا نے نظر اس تصویر سے ہٹا کر سلیم پر ڈالی تو آنکھیں ایک بار پھر ڈبڈبا گئیں۔ وہ عمر سے پہلے ہی ضعیف ہو چکا تھا۔ وہ سعیر اور جہانگیر سے چھوٹا تھا مگر اس بیماری نے اسے وقت سے پہلے ہی بستر سے لگا دیا تھا۔ جھریوں زدہ چہرہ... آنکھوں کے گرد ہلکے جیسے وہ سالوں سے سکون کی نیند سویا ہی نہ ہو۔ سفید بال.... وہ کہیں سے بھی عفان کا باپ نہ لگتا تھا مگر اس کی آنکھیں.... اس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ عفان کی آنکھیں باپ پر ہی گئی تھیں۔ سرمئی آنکھیں... جن میں ہمیشہ اپنائیت سی ہوا کرتی تھی۔

"عفان کو کام کیسا لگا؟" وہ اب بات کو بدلنا چاہتا تھا۔

"کافی تھکا دینے والا۔" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا جسے سن کر وہ بھی ہنس دیا۔

"وہ بہت جلد ہی تھک جائے گا۔" وفا نے برتن سائیڈ پر رکھے تو سلیم نے ٹیک لگاتے ہوئے رنجیدہ ہو کر کہا۔

"کیا ہو گیا ہے چاچو جان آپ کو۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کو اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنی چاہیے کہ اس کا کام میں دل لگ جائے۔ سعیر چاچو اتنی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ گو اپ نہ کرے اور آپ ہیں کہ...." وفا نے اس کو میڈیسن تھمائی اور گلاس میں پانی بھرنے لگی۔

"وہ تھک جائے گا۔" اس نے بات دہرائی جبکہ وفا تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔ بیماری کی وجہ سے وہ اکثر ناسمجھی والی باتیں کیا کرتا تھا جسے مراد ہاؤس کے لوگ نظر انداز کر دیا کرتے تھے اور یہی ان کی سب سے بڑی بھول تھی۔

معمول کے مطابق آج بھی پریام کا فون آیا تو گھنٹوں بات جاری رہی۔ آج تو فریال بھی ساتھ ہی تھی اور لاؤڈ اسپیکر آن تھا اور ہمیشہ کی طرح ان کے قہقہے گونج رہے تھے۔ نوشابہ نہ ہوتی تو سب ٹھیک رہتا تھا۔ سب کزنز کی آپس میں کافی انڈرسٹینڈنگ تھی

سوائے اس کے۔ اسے تو اپنے باپ یعنی سعیر کے علاوہ مراد ہاؤس کا ہر شخص کسی کیڑے کی مانند لگتا تھا جسے وہ جب چاہے ذلیل کر دیا کرتی تھی۔ تھوڑی بہت اپنی ماں کی بھی عزت کیا کرتی تھی مگر ان کے علاوہ مجال ہے جو کسی کو انسان بھی سمجھتی ہو۔

ابھی ان کی باتیں جاری ہی تھیں کہ آفرین بھی وہاں آگئی اور پھر بیٹی سے بات کرتے ہوئے خاصی ایمو شنل ہو گئی۔ وفا اور فریال نے اسے چپ کرایا اور پھر کال بند کر کے اس سے باتیں کرنے لگیں۔ اتنے میں زریں بھی وہاں آ پہنچی اور محفل کی رونق میں اپنا حصہ ڈالا۔ سارا مزہ خراب تب ہوا جب وفا کا فون بجا۔ اس نے فون کان سے لگایا تو تعوذ کی آواز سنائی دی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہائے وفا... کیسی ہو؟"

"بہت اچھی۔" اس کے جواب پر سب ہنس دیے کیونکہ اس سوال کے بدلے میں وہ ہمیشہ یہی جواب دیا کرتی تھی۔

"تم سے بات کرنی تھی۔"

"بولو تعوذ اب کیا پرابلم ہو گئی؟"

"تمہیں کیسے معلوم کہ پرابلم ہو گئی ہے؟"

"تمہیں کوئی اور بات کرنی ہوتی تو تم سیدھا میرے گھر آتے۔ یہ پرابلم ہی ہوا کرتی ہے جسے تم میرے ساتھ فیس ٹو فیس شیئر نہیں کر سکتے۔" وہ وہاں سے معذرت کرتی باہر بالکونی میں آ کھڑی ہوئی۔

"وفا تم.... تم کیسے سب کچھ گیس کر لیتی ہو۔ آئی ایم ریئلی سوری۔ میں تمہیں خود غرض لگتا ہوں گا ناں جس نے آج تک تمہاری تو کوئی پرابلم سالو نہیں کی اور اپنی ہر پرابلم تمہیں بتا کر پریشان کر دیتا ہوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو تعوذ! زیادہ سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مشکل وقت میں ایک دوست ہی دوست کے کام آتا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں تمہاری دوست ہوں جسے تم اس قابل سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری پرابلم کا حل نکال سکتی ہے۔ رہی بات میری پرابلمز کی تو... میرے لیے ہادی ہی کافی ہے۔ پرابلم کریئیٹ ہونے سے پہلے ہی وہ اسے ختم کر دیتا ہے۔"

"ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ تم ہماری دوست ہو۔"

"اور میری خوش قسمتی ہے کہ ہادی میرا دوست ہے۔" وفا نے محض سوچا اور پھر مدعے پر آئی۔

"اب بتاؤ کہ ہوا کیا ہے؟"

"پہلے مام نہیں مان رہی تھیں اور اب.... اب شیریں۔"

"کس چیز کے لیے؟"

"آف کورس میرے اور شیریں کے رشتے کے لیے۔"

"تو تم نے شیریں سے بات کرنے سے پہلے ہی اپنی مما سے بات کر لی؟ تمہیں پہلے شیریں سے بات کرنی چاہیے تھی کہ وہ راضی ہے یا نہیں۔"

"میری ایک بار شیریں سے بات ہوئی تھی۔ اس کا رویہ کافی بہتر تھا مگر اب سننے کو ملا ہے کہ کسی نے اسے میرے بارے میں غلط انفارمیشن دی ہے۔"

"وہ کیسے؟" وفا کی نظر اب لان میں موجود پھولوں پر تھی۔

"کسی نے اسے کہا ہے کہ میں نہایت بد تمیز اور لو فر قسم کا لڑکا ہوں جس کا فیوچر بہت ڈَل ہے۔" تعوذ کے جواب پر وفا ہنس دی۔

"میری جان نکل رہی ہے اور تمہیں ہنسی آ رہی ہے؟"

"ارے یار! عادت سے مجبور ہے یہ۔ سمجھا کرو۔" جواب وفا کی بجائے عفان نے دیا تھا جب اس نے پیچھے سے آتے ہی اس کا فون چھین کر اپنے کان سے لگایا۔

"تم.... تم کہاں سے آ ٹپکے؟"

"بس... بالکونی میں ہوا کھانے آیا تو تم لوگوں کی باتیں سن کر رہا نہیں گیا۔" عفان کا موڈ کافی خوشگوار تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھو تم میری پرابلم کا حل نکالو نہ کہ اس کا مذاق بناؤ۔" تعوذ واقعی پریشان تھا۔

"اوہ کم آن تعوذ۔ تم وفا کے ہوتے ہوئے پریشان ہو رہے ہو۔ تمہاری شیریں کو منانے کے لیے اس کا شیریں دار لہجہ ہی کافی ہے۔"

"اسی لیے تو اسے کال کی ہے میں نے۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر یہ جا کر شیریں کو سمجھا دے تو وہ ضرور مان جائے گی۔"

"تم شیریں کا نمبر سینڈ کرو اور تیار رہو۔ ہماری آج ہی شیریں سے ملاقات ہو گی۔"

"ہماری؟" تعوذ حیران ہوا۔

"جی ہاں! رشتہ لینے صرف ایک شخص جائے گا تو مزہ نہیں آئے گا ناں۔" عفان نے کہتے ہی رابطہ منقطع کر دیا۔

"یہ کیا تھا؟" وفا سینے پر بازو لپیٹے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ وہ دل ہی دل میں اس کا اچھا موڈ دیکھ کر خوش بھی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارا فیصلہ... میں جانتا تھا کہ تم یہی فیصلہ کرو گی۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ میرے بات کرنے سے وہ مان جائے گی؟"

"جی ہاں کیونکہ تمہیں اپنی خوشگوار گفتگو اور لہجے سے لوگوں کو قائل کرنا آتا ہے۔"

"Are you saying that i have a silver tongue?"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر مسکراہٹ دباتے ہوئے کندھے اچکا دیے جس پر وہ بے اختیار ہنس دی۔

"ویل... یہ بھی ایک آرٹ ہے جو ہر کسی کو نہیں آتا۔" عفان نے اس کی تعریف کرنا چاہی۔

"جانتی ہوں اور شاید اسی لیے اس آرٹ کو لوگوں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتی ہوں۔"

"تم جیسا کوئی ہو سکتا ہے؟" عفان نے اس کا فون اسے واپس تھمایا۔

"بلکل بھی نہیں۔" جواب پر دونوں ہی ایک بار پھر ہنس دیے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں یاد ہو تو آج ہمارا لنچ کا پلان تھا۔" عفان نے اسے یاد دلانا چاہا مگر وفا فوراً بگڑی۔

"جی ہاں اور اس لیے تم نے آج ہی میری شیریں سے ملاقات ڈن کر دی۔"

"افف۔" عفان نے بے اختیار ماتھا چھوا۔ "میں سچ میں بھول گیا۔"

"تو اب بھگتو اس کی سزا۔ لنچ کینسل..... اور ہاں شیریں کو ملاقات کے لئے تم ہی بلاؤ گے۔" اتنا کہتی وہ آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ اچانک رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ سعیر چاچو اور ہادی ساتھ کیلیفورنیا گئے ہیں؟"

"تو کیا میں نے کچھ غلط کہا تھا؟"

"اگر وہ ساتھ گئے تھے تو ساتھ واپس کیوں نہیں آئے؟"

"یہ سوال اگر تم اپنے سر پھرے دوست سے خود کرو تو زیادہ بہتر ہے۔"

"فائن۔" وہ ایک لفظ میں جواب دیتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

مقررہ وقت پر وہ وہاں موجود سب کو سیڑھیوں سے اترتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ بلیک ٹاپ کے ساتھ سکن کلر کی لانگ سکرٹ اور ساتھ میں بلیک کلر کی بلاک ہیلز پہنے ہوئے تھی۔ بال اونچی پونی کی صورت پشت پر جھول رہے تھے۔ کانوں میں بڑی بڑی گول ایئر رنگز پہنی ہوئی تھیں جن کا سائز ایک چوڑی کے برابر تھا۔ ہاتھ میں برانڈڈ پرس اٹھائے وہ بے

نیازی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی ان تک آ پہنچی۔ تعوذ اور عفان کے ساتھ ساتھ وہاں پری، فریال اور دونوں چچیاں موجود تھیں۔

"دیکھو وفا اس عفان کو۔ یہ تو ساری بارات ساتھ لے جانے پر تلا ہوا ہے۔" تعوذ اس کے وہاں پہنچتے ہی پھٹ پڑا جبکہ وفا پری کو وہاں دیکھ کر اپنی خوشی نہ چھپا پائی اور اس کے گلے لگ گئی۔

"ارے.... کون سی بارات؟ صرف میں، فریال، شاہ میر، عفان، حسیب، وفا اور تم ہی تو جا رہے ہو۔" پری وفا سے الگ ہوتے ہی تعوذ پر برسی جس پر تعوذ منہ بسورتا رہ گیا۔

شاہ میر اور پریام چونکہ سعیر اور سلیم کی بڑی اولاد تھے تو ان کی آپس میں کافی دوستی تھی اور اسی طرح ان کی چھوٹی اولاد یعنی نوشابہ اور عفان کی بھی دوستی تھی۔ البتہ عفان کی وفا کے ساتھ نوشابہ کی نسبت زیادہ انڈرسٹینڈنگ تھی۔ شادی ہو جانے کے باوجود پریام کی شاہ میر کے ساتھ دوستی برقرار تھی۔ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ مراد ہاؤس میں نوشابہ کے علاوہ سب ہی ایک دوسرے کے دوست تھے چاہے پھر بات چچیوں کی ہی کیوں نہ ہو۔

"یہ میری نوجوان چچیاں کدھر جائیں گی؟" وفا کی بات پر تعوذ کا تو بی پی لو ہو گیا جبکہ باقی سب نے اس بارے میں سوچنا مناسب سمجھا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ چلیں مما۔ چلیں زریں چچی۔ آپ بھی اس ٹور کو ہمیشہ یاد رکھیں گی۔" پری نے انہیں فوراً انوائیٹ کیا۔

تھوڑی دیر بعد وفا اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی کار ڈرائیو کر رہی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر تعوذ منہ لٹکائے بیٹھا تھا۔ اسی طرح سڑک پر اس کی گاڑی کے پیچھے مزید گاڑیاں موجود تھیں اور ان میں بیٹھے لوگ یقیناً تعوذ کی حالت کو سوچ کر ہی لطف اندوز ہو رہے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اس طرح منہ کیوں لٹکائے بیٹھے ہو؟" وفا نے اس سے سوال کیا۔

"وفا اٹس ناٹ فیئر۔ میں نے صرف تم سے مدد مانگی تھی اور یہاں تو" .....

"جسٹ ریلیکس تعوذ۔ ان سب کا ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھ کر صرف کافی پینے کا پلان ہے جبکہ شیریں کے ساتھ صرف میں ہوں گی۔ میں اسے سنبھالوں گی اور یہ سب تمہیں۔ تم خوامخواہ ہی اتنا اوور ہو رہے ہو۔"

"ریئلی؟" وہ پہلے چونکا اور پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ "یہ میں نے کیوں نہیں سوچا؟ اوہ گاڈ... تمہاری فیملی میں کتنی انڈرسٹینڈنگ ہے یار.... اِٹس ریئلی اے ڈریم فیملی۔" وفا اس کے جواب پر مسکرا دی اور مسکراہٹ میں غرور چھلکا تھا۔ ریستوران پہنچ کر وہ سب ساتھ ہی باہر ٹھہر گئے۔

"دیکھو اب تم سب دو دو کر کے اندر داخل ہو تاکہ اتنی ساری عوام دیکھ کر سب کی توجہ ہم پر ہی مرکوز نہ ہو جائے۔" عفان کے مشورے پر سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

سب سے پہلے پری اور حسیب اندر داخل ہوئے اور شیریں کے پیچھے والی میز کی طرف جا کر اپنی اپنی کرسی پر براجمان ہوئے۔ شیریں اپنے موبائل پر مصروف تھی جبکہ انگلیاں مسلسل کچھ ٹائپ کر رہی تھیں۔ اس کے بعد دو نوجوان چچیاں اندر داخل ہوئیں اور ان کے ساتھ جا کر بیٹھیں اور ان کے بعد آمد ہوئی فریال اور شاہ میر کی۔ وفا نہایت سنجیدگی کا

اظہار کرتے ہوئے خاموشی سے اندر داخل ہوئی اور پھر شیریں پر نظر پڑتے ہی نہ جانے کیوں اسے ہنسی آئی تھی۔ اسے بچپن سے اداکارہ بننے کا شوق تھا۔ آج یہ شوق بھی پورا ہونے جارہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی جس پر شیریں نے موبائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر دیکھتی رہ گئی۔

عفان اور تعوذ کے آنے کے بعد اس سے پچھلی میز پر رونق سی لگ گئی جبکہ شاہ میر کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ وہ وہاں آنے کے لیے تیار نہ تھا مگر پری اور وفا کے کہنے پر اسے آنا پڑا۔ اس کی نظر میں یہ بچگانہ حرکت تھی۔ شیریں نے اپنا موبائل بند کر کے خاموشی سے میز پر رکھا جہاں وفا پہلے ہی اپنا پرس اور موبائل رکھ چکی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے، کہنیاں کرسی کی بازو پر ٹکا کر ہاتھوں کو باہم پھنسائے وہ ٹھوڑی پر رکھے ہوئے تھی اور نہایت شاندار شخصیت لگ رہی تھی۔ شیریں کو اس کی تعریف کے لیے الفاظ کا چناؤ کرنے میں دکت ہوئی تو وہ خاموش ہی رہی۔ تب ہی اس کی نظر اس کی کلائی میں موجود ڈائمنڈ بریسلیٹ پر پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس سے اس کے متعلق کچھ پوچھتی وفا نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"میں تعوذ کی سسٹر ہوں اتنا تو آپ کو معلوم ہو گا ہی۔"

"سسٹر...." عفان کے منہ سے کافی کا گھونٹ فوارے کی مانند نکلا تھا۔ شیریں کی ان کی طرف پشت تھی جبکہ وفا نے یہ سب غیر محسوس انداز میں دیکھ ہی لیا تھا۔

اس دوران ایک نوجوان شخص وفا کے ساتھ والی میز پر آ بیٹھا تھا۔ فون کان سے لگا رکھا تھا اور بات کرنے میں مصروف تھا۔ چہرے پر فکر اور پریشانی تھی۔ فون بند کر کے رکھنے کے بعد اس کی نظر غیر ارادی طور پر ساتھ والی میز پر بیٹھی لڑکی پر پڑی اور پھر نظر اس پر ٹھہر گئی۔ چہرے پر شناسائی دمکی تھی۔

"اس کی منہ بولی سسٹر۔ رائٹ؟" شیریں کے سوال پر وفا نے کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہن سگی، سوتیلی یا منہ بولی نہیں ہوتی۔ بہن بہن ہوتی ہے۔" اب کی بار شیریں لاجواب ہوئی تھی۔

وہ شخص اب ان کے پیچھے والی میز پر بیٹھی خلق خدا کو غیر محسوس انداز میں پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"دراصل میں اپنے بھائی کے رشتے کی بات کرنے آئی ہوں تم سے۔" وفا فوراً ہی مدعے پر آئی اور آپ سے تم پر ..

"میری دوست کی سب سے خاص بات.... سیدھی بات.... نو بکواس۔" عفان نے پیچھے سے کمنٹ کیا۔

"تم مجھ سے ہی میرے رشتے کی بات کرنے آئی ہو؟"

"شادی تم نے کرنی ہے تمہارے گھر والوں نے نہیں۔" وفا سیدھی ہو کر بیٹھی۔ "اس لیے میں تمہاری رائے چاہتی ہوں تاکہ پھر میں تمہارے گھر والوں سے بات کرنے کے متعلق کچھ سوچوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ چند لمحے وفا کو غور سے دیکھتی رہی جبکہ پیچھے بیٹھی عوام سے وفا کی سنجیدگی ہضم نہیں ہو رہی تھی اور وہ کافی پیتے ہوئے اپنی ہنسی دبانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ اب کی بار شاہ میر بھی کافی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہارے بھائی میں ذرا بھر بھی دلچسپی نہیں رکھتی۔" لہجہ دوٹوک تھا۔

"اب تم مجھے اس کی بہن کہہ رہی ہو جبکہ تھوڑی دیر پہلے تم مجھے اس کی بہن کہنے کی بجائے منہ بولی بہن کہہ رہی تھی ہو سکتا ہے کہ سوچنے سمجھنے کے بعد اس معاملہ میں بھی تمہاری رائے بدل جائے۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

"میں نے کب کہا کہ یہ آسان ہے۔ یہ بہت ہی مشکل ہے اسی لیے تو میں نے رضامندی کی بجائے رائے کا لفظ استعمال کیا۔"

"تم چاہتی ہو کہ میں اس رشتے کے لیے ہاں کر دوں؟"

"میں یہ ہر گز نہیں چاہتی۔ میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ تم کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو۔ یہ معاملہ عمر بھر کا ہوتا ہے۔ تمہاری ذرا سی غلطی تمہارے لیے وبالِ جان بن سکتی ہے۔ اس لیے...." وہ سانس لینے کو رکی اور پھر نظر سامنے بیٹھے تعوذ پر ڈالی۔ "تم مجھے اپنی دوست سمجھتے ہوئے اپنا اصل مسئلہ بتا سکتی ہو۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تعوذ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کھڑا ہو کر چیخ چیخ کر اس بات کا اقرار کرے کہ اسے وفا جیسی دوست کسی نیکی کے بدلہ میں ملی ہے۔ زریں اور آفرین چچی بھی اس کی اداکاری پر تبصرے کر رہی تھیں۔ وفا اور اتنی سنجیدہ.... کبھی اسے اس طرح دیکھا نہیں تھا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اس کا کوئی فیوچر ہی نہیں ہے۔ میرا نہیں خیال کہ وہ کچھ بن پائے گا۔"

وفا چند لمحے سوچتی رہی اور پھر جواب دیا۔ "یہ تم سے کس نے کہا؟"

"جس نے بھی کہا تمہیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے۔"

"فائن... جس نے بھی تم سے یہ سب کہا..... بلکل سچ کہا۔"

تعوذ کو اچانک ہچکی آئی تھی جبکہ باقی سب کے چہروں پر موجود مسکراہٹ ایک دم سمٹ سی گئی اور وہ سیدھے ہو بیٹھے۔ شیریں بھی متجسس سی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ واقعی یہ سچ ہے کہ اس کا فیوچر بہت ڈارک ہے۔ وہ محنت کرنا نہیں جانتا اور کامیابی کے لیے سخت محنت درکار ہوتی ہے۔"

تعوذ نا سمجھی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ وفا کا چہرہ بلکل سنجیدہ تھا اور نظریں شیریں پر ٹکی تھیں گویا اسے تعوذ کی کوئی پرواہ ہی نہ تھی۔

"میں ایک لڑکی ہوں اور بہن ہونے کا فرض نبھاتے ہوئے یہ ہرگز نہیں چاہوں گی کہ کسی بھی لڑکی کی زندگی برباد ہو۔ تعوذ نہایت بگڑا ہوا شخص ہے... یو نو... عیاش قسم کا۔ اسے لوفر کہنا بھی لوفروں کی توہین ہو گی۔ اور رہی بات تمہارے رشتے کی تو... تم وہ پہلی لڑکی نہیں ہو جس کے پاس اس نے مجھے سفارش کے لیے بھیجا ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی لڑکیوں کو تنگ کر چکا ہے۔"

شیریں چپ چاپ اس کی صاف گوئی کو دیکھتی رہی اور قدرے توقف سے بولی۔ "تم اپنے بھائی کے بارے میں خود ہی یہ سب بتا رہی ہو؟"

"میں اس کی بہن ہونے سے پہلے ایک لڑکی ہوں۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے کوئی بھی لڑکی اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ غلط کر بیٹھے۔ اس لیے تم چاہے تو سوچنے کا وقت لو یا پھر فوراً ہی انکار کر دو تمہاری مرضی۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں لگتا ہے کہ اس سب کے بعد بھی میں سوچنے کا وقت لوں گی؟" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر اس کا شکریہ ادا کرتی اپنا موبائل اٹھاتی وہاں سے چل دی۔ تعوذ شاک میں تھا جبکہ باقی سب کو تعوذ کے ساتھ ہونے والی اس زیادتی پر نہ جانے کیوں بس ہنسنا ہی آیا تھا۔

"چلو جی۔ ڈرامہ ختم..." عفان نے شیریں کے جاتے ہی تعوذ کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا جس پر باقی سب نے عفان کو گھوری سے نوازا۔ تعوذ بے یقینی سے سامنے بیٹھی وفا کو دیکھتا رہا جو اب فاتحانہ مسکرا رہی تھی۔ اس کی برداشت ختم ہوئی اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"What the hell you said to her, wafa?"

اس کا لہجہ صدمے سے بھرا ہوا تھا۔ "کم از کم مجھے "تم" سے یہ امید نہیں تھی۔" اس کے اس طرح بولنے پر وہاں بیٹھے تمام لوگوں نے پہلے تعوذ کو اور پھر وفا کو دیکھا۔

"میں نے وہ کیا جو مجھے ٹھیک لگا۔" اتنا کہہ کر وہ اسے پوری طرح نظر انداز کرتی پچھلی میز کی جانب بڑھ گئی اور جس کرسی سے ابھی تعوذ اٹھ کر اس کے پاس گیا تھا اسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ ساتھ ساوالی میز پر بیٹھا شخص ابھی تک اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک

ایک نقش.... وفا کی نظر لاشعوری طور پر اس شخص پر پڑی تو چند لمحے وہ اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا پائی۔ اس کی شخصیت میں کچھ مقناطیسی سا تھا۔ چند لمحے بعد اچانک ہوش میں آنے پر وہ سیدھی ہوئی اور باقی سب سے متوجہ ہوئی۔ تعوذ اب تک غصے میں وہاں سے جا چکا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے وفا؟" عفان نے فوراً پوچھا۔ "تم نے تو اس کی مدد کرنے کا کہا تھا ناں؟"

"میں نے کب کہا تھا۔ تم نے کہا تھا۔ کیا تمہیں یاد نہیں؟" وفا نے کہتے ہی لاپرواہی سے کندھے اچکائے جبکہ باقی سب اس کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

"وفا! از دِس ریئلی یو....؟" سب سے زیادہ حیرت پری کو تھی کیونکہ وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی۔ وفا کے لیے اس کے دوست بہت اہم تھے اور وہ تو دوستوں کے لیے جان تک دے سکتی تھی۔ پھر یہ سب.....؟

"پری پلیز... میرا سر درد کر رہا ہے۔ اب اس بارے میں گھر جا کر ہی بات کریں گے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوکے گائیز! ہم تو چلے۔ تم سب چِل کرو۔" شاہ میر اٹھ کھڑا ہوا اور فریال کو ساتھ لیتا چلا گیا۔

"وفا تم نے بہت غلط کیا ہے۔ تمہیں کم از کم تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔" آفرین چچی کو تعوذ کی فکر ہو رہی تھی۔

"جانتی ہوں۔" وہ بے حد پر سکون تھی۔

"تم تعوذ کی بینڈ بجانے کے بعد اتنی پر سکون کیسے رہ سکتی ہو وفا؟" پری پھر بولی۔

"جب تعوذ ہمارے گھر آئے گا تب ہی ہم اس ٹاپک پر بات کریں گے۔ اس سے پہلے میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ سوری..." اب وہ موبائل پر مصروف ہو چکی تھی جبکہ ساتھ والی میز پر بیٹھے شخص نے بہت ہی مہارت سے اس کی تصویر بنا ڈالی اور پھر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد وہ اب مراد ہاؤس آئے گا؟" پری کے سوال پر اس نے محض کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••••

آج مراد ہاؤس میں خاموشی سی تھی جو کہ عموماً وہاں نہیں ہوا کرتی تھی۔ سب ہی وفا کے ایسا کرنے پر شاکڈ تھے۔ کوئی اور ایسا کرتا تو کم شاک لگتا لیکن یہ وفا نے کیا تھا۔ یقین کرنا بہت مشکل تھا۔ وہ جب سے آئی تھی تب سے موبائل پر ہی لگی تھی۔

"تم نے ایسا کیوں کیا وفا؟" وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ گود میں کوشن رکھا تھا جبکہ وہ خود ریلز دیکھتے ہوئے ہنس رہی تھی۔ زریں چچی کے سوال پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سب اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔

"کم آن چچی۔ آپ ابھی تک اسی بات کو لیے بیٹھی ہیں۔"

"وفا تم جانتی ہو کہ وہ ویسا بلکل بھی نہیں ہے جیسا تم اسے بیان کر کے آئی ہو۔ وہ نہایت سلجھا ہوا اور ذہین لڑکا ہے۔ اور تو اور وہ اگلے ہی ماہ لندن جا رہا ہے۔ وہ صرف اتنا چاہتا تھا

کہ شیریں اس کے ساتھ کمٹڈ ہو جائے تا کہ وہ بے فکر ہو کر لندن جا سکے۔" اب کی بار آفرین چچی نے جواب دیا تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں تعوذ آجائے گا تو ہی بات ہو گی۔" اس نے ایک بار پھر بات کو ٹالا جبکہ باقی سب تاسف سے سر ہلاتے رہ گئے۔

آج اس نے کافی دنوں بعد انسٹا گرام اوپن کیا تھا اور اسے اپنے نئے فالوورز کی لمبی لسٹ دیکھنے کو ملی۔ وہ ببل چباتی آرام سے انگلی اوپر کرتی جا رہی تھی تب ہی اس کی نظر ایک فالوور پر جا کر رک گئی۔ اس نے فوراً سے اس کی پروفائل اوپن کی۔ وہ وہی شخص تھا جسے آج اس نے ریستوران میں دیکھا تھا۔ اس کی ایک تصویر غور سے دیکھنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ کافی ہنڈسم تھا۔ خوبصورت رنگت.... خوبصورت نقوش.... وہ ٹھٹکنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ ابھی چند منٹ پہلے ہی اس نے وفا کو فالو کیا تھا۔ وفا کی نظر اپنی پوسٹس پر پڑی تو گہرا سانس لیتی رہ گئی۔ وہ قریباً روزانہ اپنی تصویر انسٹا گرام پر پوسٹ کیا کرتی تھی۔ مراد ہاؤس کے ہر شخص کی تصویر، ہر خاص موقع کی ویڈیو اس کی پروفائل میں موجود تھی۔ کوئی بھی فالو کرنے والا شخص اس کی پروفائل دیکھ کر ہی اس کی پوری فیملی کے بارے میں

جان سکتا تھا جبکہ اس شخص کی پروفائل میں اس کی چند تصاویر موجود تھیں۔ اس نے اپنا نام ایش لکھ رکھا تھا جو شاید اسکا نِک نیم تھا۔ ایک تصویر وفا کو بہت پسند آئی تھی جس میں وہ شخص سنو فالنگ کے دوران کافی کا مگ اٹھائے شاید اپنے گھر کے لان میں موجود تھا۔ اس کے سر پر اور کندھوں پر برف پڑی ہوئی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا اور شاید اس کے ساتھ موجود شخص کو اس کی مسکراہٹ اتنا زیادہ پسند آئی کہ اس نے اس کی مسکراہٹ کو اس تصویر میں قید کر لیا۔ یہ آج سے ایک ماہ قبل پوسٹ کی گئی تصویر تھی اور آخری بھی... اس کے بعد اس شخص نے شاید کچھ اور پوسٹ کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اس کی مسکراہٹ کسی سے ملتی تھی۔ مگر کس سے؟ وفا گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی جب اسے گاڑی کی بیپ سنائی دی۔ شاید سعیر چاچو ہوں گے۔ یہ سوچ کر وہ دوبارہ اس شخص کے بارے میں سوچنے ہی لگی تھی کہ اسے عجیب سا شور سنائی دیا۔

اس نے سامنے دروازے کی طرف دیکھا تو اسے عفان اور پری کے ساتھ تعوذ آتا دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں کچھ بیگز تھے۔ زریں اور آفرین چچی بھی اسے دیکھ کر کافی خوش اور حیران ہوئی تھیں۔

وہ ان سب کو نظر انداز کرتا سیدھا وفا کے پاس آیا اور بیگز اس کی طرف بڑھائے۔

"تمہارے لیے لایا ہوں۔" وفا نے خاموشی سے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ تعوذ بھی عام سے انداز میں کہہ رہا تھا گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تمہاری فیورٹ چاکلیٹس ہیں۔" تعوذ کی اگلی بات سن کر ہی وفا کا چہرہ کھل اٹھا اور اس نے فوراً وہ بیگز اس کے ہاتھوں سے لیے۔

"آخر ہو کیا رہا ہے یہاں؟" فریال جو ابھی ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"کیوں کیا ہوا؟ میری بہن ہے یہ تو کیا میں اس کے لیے چاکلیٹس نہیں لا سکتا؟" تعوذ وفا کے ساتھ بیٹھ گیا اور پھر وفا اور وہ مل کر چاکلیٹس کھانے لگے جبکہ باقی سب ان کے اس رویے پر انہیں بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔

"لا سکتے ہو مگر.... جو اس نے تمہارے ساتھ کیا وہ؟" زریں چچی نے پوچھا

"کیا کیا ہے اس نے؟" تعوذ نے ایک ایک کر کے سب کو چاکلیٹ دی۔

"الف از الف۔ اب تم دونوں ہمیں کچھ بتا رہے ہو یا نہیں؟" پری بھڑک اٹھی۔

"ارے بتانے ہی تو آیا ہوں۔ "

"کیا؟" سب نے ایک ساتھ پوچھا۔

"یہی کہ میرا رشتہ طے ہو چکا ہے۔ "

"واٹ! مگر کس سے؟"

"آف کورس شیریں سے۔" تعوذ اب ایک اور چاکلیٹ کھول کر وفا کی طرف بڑھا رہا تھا اور وفا تو ایسے بیٹھی تھی جیسے اسے سب پہلے سے ہی معلوم ہو۔ "اب وفا کے ہوتے ہوئے میری پسند سے میرا رشتہ نہ ہو۔ کیا ایسا ممکن ہے؟"

"مگر یہ کب ہوا؟ اور شیریں کیسے مان گئی؟" عفان اس کے بلکل ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

"تھوڑی دیر پہلے ہی شیریں کا فون آیا تھا۔ وہ رشتے کے لیے مان گئی ہے۔ یہ بات میں نے سب سے پہلے میسج کر کے وفا کو بتائی مگر اسے پہلے سے ہی معلوم تھا۔ پھر میں بے مام کو بتایا

تو وہ کل ہی شیریں کے گھر رشتہ لے کر جانے کے لیے راضی ہیں۔ تو اب تم ہی بتاؤ ہو گیا ناں رشتہ؟" تعوذ نے تفصیل سے بتایا جس پر سب نے وفا کو گھورا۔

"آخر یہ سب ہوا کیسے؟ اور وفا کو یہ سب پہلے سے ہی کیسے معلوم تھا؟" فریال وفا کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"کیونکہ شیریں میری دوست ہے۔ ہم ایک دوسرے کو بہت پہلے سے جانتی ہیں۔ کل میں اسی سے ملنے گئی تھی۔ کل والی ملاقات میں ہی اس نے مجھے تعوذ کے بارے میں بتایا۔ اسے واقعی تعوذ کے بارے میں غلط بتایا گیا تھا لیکن میں نے اس کے سامنے سب کلیئر کر دیا کہ تعوذ اس کے لیے بہت اچھا شوہر ثابت ہو گا۔ اس کا فیوچر برائٹ ہے اور وہ اسے واقعی خوش رکھے گا۔" اب کی بار وفا نے تفصیل دی۔

"تو پھر وہ سب کیا تھا جو ریستوران میں ہوا؟" زریں چچی نے سوال کیا۔

"یہ سب میں نے شیریں کے کہنے پر کیا۔ وہ تعوذ کو منی ہرٹ اٹیک دینا چاہتی تھی۔" وفا نے ہنس کر کہا جس پر باقی سب کے اعصاب ڈھیلے پڑے اور سب نے سکھ کا سانس لیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو پھر تعوذ میرے بھائی بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔" عفان نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا۔

"تم یقین جانو میں گہرے صدمے میں تھا کہ وفا ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ مجھے واقعی ہرٹ اٹیک نہیں آیا بلکہ شیریں کا فون آ گیا۔ میں وفا کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ اس نے آج میرا بہت ساتھ دیا ہے۔" تعوذ کے لہجے میں تشکر تھا۔

"جی اور اسی لیے تم میرے لیے چاکلیٹس لے کر آئے ورنہ مجھ غریب کو کوئی پوچھتا ہی کہاں ہے؟" وفا نے منہ بسورا۔

"کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے لیے ہادی کافی ہے۔ وہ جب بھی آتا ہے تمہارے لیے چاکلیٹس لے کر آتا ہے۔ اگر ہم بھی تمہیں لا کر دیں تو تم موٹی بھینس بن جاؤ گی اور چلنے کے قابل بھی نہیں رہو گی۔" تعوذ کی بات پر سب متفق ہوئے۔

"شٹ اپ! میں اپنی چاکلیٹس سے متعلق اپنی ذات پر کسی قسم کا تبصرہ برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ ایک ساتھ چاکلیٹس کے سارے ڈبے اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ باقی سب اس کی حرکتوں پر ہنستے رہ گئے۔ وفا اور سدھر جائے.... ناممکن۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ڈنر کے وقت سب نے مل کر آج کا واقعہ سعیر اور شاہ میر کو سنایا تو وہ وفا کی چالاکی پر حیران رہ گئے۔ شاہ میر کافی مرعوب ہوا تھا۔ پری اپنے گھر جا چکی تھی۔ وفا ڈنر کے فوراً بعد اپنے کمرے میں آ گئی۔ معمول کے مطابق ہادی کی چیٹ کھول کر دیکھی جہاں اس کے بھیجے گئے میسج ابھی تک سین بھی نہیں کیے گئے۔ اس کا دل برا ہوا۔ منہ میں جاتی ہر چاکلیٹ کے ساتھ ہادی اسے بری طرح یاد آ رہا تھا۔ دل جب مزید برا ہوا تو اس نے چاکلیٹس بھی ایک طرف رکھ دیں۔ اسے اب کی بار خوب رونا آیا۔ نمبر ملا کر اس نے اسے کال کی تو اس کا نمبر آف تھا۔ "جہنمی انسان نہ ہو تو...." غصے میں آ کر اس نے اپنا موبائل بیڈ پر دے پٹخا۔ آنکھیں بھر آئی تھیں۔ تھوڑی دیر رونے کے بعد وہ اچانک کچھ یاد آنے پر اٹھی۔ سعیر چاچو سے ہادی کے بارے میں پوچھا جا سکتا تھا مگر اس کی سعیر کے ساتھ سلیم کی نسبت کم بے تکلفی تھی۔ اس نے ارادہ ترک کیا مگر پھر ایک اور شخص کا سوچ کر وہ اٹھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ نوشابہ کے کمرے کے باہر کھڑی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ بزنس کے معاملے میں ان کی اکثر بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ وہ دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی تو

نوشابہ جو ڈریسنگ کے سامنے اپنے چہرے پر کوئی ماسک لگائے کھڑی تھی۔ موبائل ڈریسنگ پر رکھا تھا جسے اس نے فوراً اٹھا کر کان سے لگایا۔ وہ یقیناً کسی سے بات کر رہی تھی اور شاید پہلے لاؤڈ اسپیکر آن تھا جسے وفا کے آتے ہی اس نے بند کیا اور خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا۔

"آج ہماری کزن ڈیئرسٹ ہمارے کمرے میں تشریف لائی ہیں۔ یہ معجزہ کیسے ہو گیا؟" وہ مخصوص مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے بولی تھی اور دنیا میں وہ واحد مسکراہٹ تھی جو وفا کو زہر لگتی تھی۔

"اب تم ہمیں یاد نہیں کرتی تو سوچا ہم ہی تمہیں یاد کر لیں۔" وفا نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہیں نہیں جانتی؟ کم از کم اتنا تو جانتی ہوں کہ جو لوگ تمہیں پسند نہیں ہوتے تم ان سے بات بھی مجبوری کے تحت کرتی ہو۔ اور یہ بات پوری دُنیا جانتی ہے کہ میں... تمہیں... بلکل بھی.... نہیں پسند۔" مسکراہٹ نوشابہ کے چہرے پر ابھی بھی برقرار تھی۔

"ویل.... تمہیں ہمیشہ سچ نہیں بولنا چاہیے نوشابہ۔" وفا چند قدم آگے بڑھی اور اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔ "ہادی کے بارے میں پوچھنا تھا تم سے۔"

"پوچھو جو پوچھنا ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"کیوں اس نے تمہیں نہیں بتایا؟" اس کے لہجے میں پھر طنز بھر آیا۔

"نہیں۔ ہماری پچھلے ایک مہینے سے بات نہیں ہوئی۔" وفا کے یہ الفاظ سنتے ہی نوشابہ کا جگ سے گلاس میں پانی ڈالتا ہاتھ ساکن ہو گیا۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے وفا کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہاری یعنی وفا کی... اس کے ہادی سے پچھلے ایک مہینے سے بات نہیں ہوئی۔ رئیلی؟ تم نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے کیا؟" نوشابہ ہنس دی وفا کو لگا کہ وہ اپنے آنسو نہیں روک پائے گی۔ وہ خاموشی سے وہاں کھڑی رہی صرف اور صرف ہادی کے لیے۔

"تین ہفتے پہلے ہم کیوٹو میں تھے۔ مگر پھر پچھلے ہفتے وہ بابا کے ساتھ کیلیفورنیا چلا گیا۔ اب بابا تو واپس آ گئے ہیں۔"

"اور ہادی؟"

"حدید نے بابا سے کہا تھا کہ اسے کچھ کام ہے۔ تو وہ بعد میں اکیلا ہی آ جائے گا۔ اور ویسے بھی وہ کوئی بچہ نہیں ہے اور نہ ہی پہلی بار ملک سے باہر گیا ہے۔ وہ اکثر ہی ملک سے باہر رہتا ہے۔"

"فائن۔" وفا اس کے کمرے سے باہر آ گئی جب دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اسے نوشابہ کا جواب سننے کے بعد تسلی نہیں ہوئی تھی بلکہ ہادی پر بے انتہا غصہ آیا تھا۔ ایک میسج.... صرف ایک میسج تو کر ہی سکتا تھا وہ.... بس پھر وفا نے ٹھان لی کہ اب اگر وہ آ بھی گیا تو وفا اس سے بات نہیں کرے گی۔ وہ ناراض ہونے کی پکی تیاری کر چکی تھی۔

ہادی کو چند القابات سے نوازتی وہ اپنے کمرے میں گئی اور فوراً اپنا فون اٹھا کر گوگل سے رابطہ کیا۔ "ٹوکیو تو سنا تھا اب کہ کیوٹو کون سا شہر ہے؟" وہ سوچتی رہ گئی لیکن جب گوگل بھائی جان نے کہ کیوٹو بھی جاپان کا ہی شہر ہے تو وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔

"وائے وفا وائے؟ تم اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہو جب ٹوکیو جاپان میں ہے تو اس کا بھائی کیوٹو بھی تو جاپان میں ہی ہو گا ناں۔ اللہ جی! میں سوچتی کیوں نہیں ہوں؟" وہ بد دل ہو کر بیڈ پر ڈھے گئی مگر اسے اس وقت انتہا کی بوریت محسوس ہوئی۔ وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیاں اترنے لگی۔

"کہاں چلی وفا؟ وہ بھی اس وقت؟" مردانہ آواز پر اس نے چونک کر دائیں جانب دروازے سے داخل ہوتے شاہ میر کو دیکھا۔

"کمرے میں دم گھٹ رہا تھا تو سوچا لان میں چلی جاؤں۔" وہ سیڑھیاں اتر کر آئی تو شاہ میر بھی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کافی پیو گی؟"

"اس وقت؟"

"ہاں۔ اسی بہانے کزنز کی آپس میں تھوڑی بہت بات بھی ہو جائے گی۔"

"ناٹ اے بیڈ آئیڈیا۔"

وہ دونوں منصب بی کو کافی بنانے کا کہہ کر لان کی طرف بڑھ گئے۔ لان میں ہر طرف روشنی بکھری تھی۔ وہ دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر براجمان ہوئے۔

"تم نے آج واقعی کمال کر دیا۔ آئی ایم ریئلی امپریسڈ۔ تم فرینڈز کی کافی کیئر کرتی ہو۔"

"ہادی کہتا ہے کہ وفا دوستی میں بہت اچھی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہادی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

"تمہیں حدید پر کچھ زیادہ ہی اعتبار ہے.... اندھا اعتبار۔"

"آپ ہادی کے بارے میں کم از کم میرے سامنے کوئی غلط کمنٹ نہیں کر سکتے۔ آخر کو میں دوستی میں بہت اچھی ہوں اور دوست کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاہاہا اوکے۔" شاہ میر ہنس دیا تھا۔

"آپ کے اور سعیر چاچو کے معاملات کب درست ہوں گے؟"

"معلوم نہیں۔" اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔ "ان کے خیال میں شاہ میر ہمیشہ سے غلط تھا اور ہمیشہ رہے گا۔"

"آپ ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کا بزنس میں ساتھ دے سکتے تھے مگر آپ نے نہیں دیا۔"

"وفا تم ابھی بچی ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں تم آج تک بڑی نہیں ہوئی۔ تم آج بھی وہی معصوم سی وفا ہو جو اسی پر اعتبار کرتی ہے جو وہ دیکھتی ہے۔ تم اصل معاملات کو نہیں سمجھ سکتیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا جب تم سب سمجھنے لگو گی اور تب تم مراد ہاؤس کی معصوم اور نادان سی وفا نہیں رہو گی بلکہ وفا جہانگیر بنو گی۔ اپنے بابا کی شیرنی"....

منصب بی کافی کے دو بڑے مگ وہاں لے کر آئی تھیں۔ دونوں نے ایک ایک مگ اٹھا لیا۔

"تمہارے لیے ہادی اور عفان میں سے کون زیادہ امپورٹنٹ ہے؟" شاہ میر نے عام سے انداز میں سوال کیا جبکہ وفا متذبذب ہوئی۔ یہی سوال اس کے لیے دنیا کا مشکل ترین سوال تھا۔

"میں نے آج تک ان دونوں کا موازنہ نہیں کیا شاہ میر بھائی۔"

"مگر تمہیں کرنا چاہیے۔ زندگی میں ایسے بہت سے معاملات ہوتے ہیں جن میں دو میں سے ایک کو زیادہ امپورٹنس دینی پڑتی ہے۔"

"عفان میرا ایک اچھا دوست ہے اور کزن بھی۔ وہ نہ ہو تو دل اداس ہو جاتا ہے۔ مگر ہادی...." وہ گہری سوچ میں پڑ گئی جبکہ شاہ میر غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ اس نے اس کے چہرے کے بدلتے ہر تاثر کو محسوس کیا۔ اس نے غور کیا کہ ہادی کے بارے میں سوچتے ہوئے ہی اس کے چہرے پر قوسِ قزح کے رنگ بکھر چکے تھے۔ اس کے چہرے پر موجود دائیں اور بائیں گال پر گڑھے گہرے ہو گئے۔

"ہادی نہ ہو تو ساری دنیا بے رنگ سی لگتی ہے۔ دل و دماغ ہر وقت اس کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ہادی کو لگتا ہے کہ میری مسکراہٹ مجھے مکمل کرتی ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ جو مسکراہٹ مجھے مکمل کرتی ہے وہ صرف اور صرف ہادی کی موجودگی ہی میرے چہرے پر لا سکتی ہے۔ اس کی نظر میں میں ایک معصوم سی بچی ہوں۔"

شاہ میر کافی کے گھونٹ بھرتا اس کے لفظوں کو غور سے سن رہا تھا۔

"عفان کو بھی یہی لگتا ہے کہ میں ایک بچی ہوں۔ وہ دونوں مجھے ایک بچی کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں مگر شاہ میر بھائی ان کے انداز میں بہت فرق ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"عفان مشکل راہوں میں میرا ہاتھ پکڑ کر چلتا ہے تاکہ میں گر نہ جاؤں جبکہ ہادی میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر تو چلتا ہے مگر ہاتھ نہیں پکڑتا۔ وہ مجھے سنبھل کر چلنا سِکھاتا ہے تاکہ میں گر نہ سکوں۔ وہ مجھے بتاتا ہے کہ مجھے کہاں قدم رکھنا ہے اور کہاں نہیں۔ کون سا راستہ میرے لیے بہتر ہے اور کون سا خطرناک۔ وہ مجھے ہر کسی پر اندھا اعتبار کرنے سے روکتا ہے۔ اس کی نظر میں دنیا بہت ظالم ہے اس لیے وہ کہتا ہے کہ میں اس قدر مضبوط ہو جاؤں کہ کوئی مجھے اپنے ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے۔"

"تمہاری باتوں سے تو یہی لگ رہا ہے کہ تمہارے لیے ہادی زیادہ اہم ہے۔" شاہ میر نے اندازہ لگایا جبکہ وفا نے کندھے اچکا دیے۔

"وہ میرے لیے ضروری ہے۔ میری لائف اس کے بغیر کسی خوفناک خواب کی مانند ہو گی جسے تصور کرنے سے بھی میری روح کانپ جاتی ہے۔"

شاہ میر کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ وہ بس گہرا سانس لیتا رہ گیا۔

"میرے خیال سے تمہارے لیے یہی بہتر ہو گا کہ تم اس کے بغیر رہنے کی عادت ڈال لو۔" وفا کا رنگ اچانک زرد پڑ گیا۔

"مگر کیوں؟ ہم ہمیشہ دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔" شاہ میر اس کے جواب پر مسکرا دیا۔

کتنی معصوم تھی ناں وہ.... جو یہ بھی نہ جانتی تھی کہ وہ ہادی سے محبت کر بیٹھی ہے۔

"تم واقعی بچی ہو وفا۔ اس لیے اس وقت تمہیں سمجھانا اپنا وقت ضائع کرنے کے برابر ہے۔ خیر اس بات کو چھوڑو۔ مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔"

"وہ کیا؟"

"یہی کہ.... میں لیون میں سیٹل ہونے کا سوچ رہا ہوں۔" شاہ میر کو لگا تھا کہ وفا کو یہ سن کر شاک لگے گا مگر وہ خاموش رہی۔

"کیا ہوا تم کچھ بول کیوں نہیں رہی؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویٹ۔ میں گوگل سے پوچھ لوں کہ لیون کدھر ہے۔" وفا اپنے موبائل میں گھس چکی تھی جبکہ شاہ میر قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

"اوہ گاڈ وفا! تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ لیون کہاں ہے؟"

"شاہ میر بھائی! میں نے نصاب کی کتابیں پڑھی تھیں۔ دنیا میں موجود ممالک کے شہروں کے نام یاد نہیں کیے تھے۔ اس لیے آپ کو میرا مذاق بنانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا.... اوہ گاڈ! آپ.... آپ فرانس میں سیٹل ہونے کا سوچ رہے ہیں؟" گوگل سے سرچ کرنے کے بعد وہ بری طرح چونکی تھی۔

"جی ہاں۔" شاہ میر اب قدرے سنجیدہ ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر کیوں؟ مطلب مراد ہاؤس میں آپ کو کیا مسئلہ ہے؟"

"مسئلہ تو کوئی نہیں ہے۔ بس میں بابا اور نوشابہ کی نظروں سے دور رہنا چاہتا ہوں۔"

"مطلب آپ اور فریال بھابھی بھی یہاں سے چلے جائیں گے؟"

"ہاں مگر یہ تب ہی ممکن ہو گا جب بابا مانیں گے۔"

"جہاں تک میرا خیال ہے چاچو کبھی نہیں مانیں گے۔" وفا کی بات پر شاہ میر نے سر کو خم دیا۔

"جانتا ہوں اور یہی تو مسئلہ ہے کہ میں یہاں رک بھی نہیں سکتا اور بابا کی اجازت کے بغیر لیون بھی نہیں جا سکتا کیونکہ اس طرح مزید اختلافات پیدا ہوں گے۔"

"تو پھر اب آپ کیا کریں گے؟"

"کچھ سوچتا ہوں۔" شاہ میر کو پریشان دیکھ کر وفا مزید پریشان ہوئی تھی۔ تب ہی ان دونوں کے موبائل وائبریٹ ہوئے۔ شاہ میر نے توجہ نہ کی مگر وفا نے نوٹیفکیشن دیکھتے ہی تاسف سے سر ہلایا۔ واٹس ایپ پر موجود فرینڈز فار ایور گروپ میں سب کی آمد ہو چکی تھی۔ چیٹ پڑھنے پر معلوم ہوا کہ سب تعوذ سے رشتے کی خوشی میں پارٹی مانگ رہے تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••••••

ساپورو میں یہ شام کا وقت تھا۔ اس وقت مارویاماسٹریٹ پر ہر طرف پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ لوگوں کی خوب چہل پہل تھی۔ وہاں ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت گھر تھا جس کے باہر پھولوں کا سٹال لگا ہوا تھا جہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ہانہ گلابی رنگ کے بلاؤز کے ساتھ سفید منی سکرٹ (جو کہ بہ مشکل گھٹنوں تک آتی تھی) پہنے ہوئے تھی۔ سیاہ بال کندھے سے ذرا نیچے تک آرہے تھے جن پر اس نے گلابی رنگ کے چھوٹے سے رومال سے گرہ لگا رکھی تھی۔ ماتھے پر بال برابر کٹے ہوئے تھے۔ اس کی رنگت دمک رہی تھی۔ دوسری لڑکی جس کا نام روز تھا مگر اسے روزی بلایا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی طرح کے حلیے میں ٹھہری تھی مگر آتے جاتے شخص کی توجہ کا مرکز ہانہ تھی۔ ایک جاپانی خاتون روزی کے پاس پہنچی تو اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور قدرے جھک کر اسے سلام کیا۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد اس نے اس خاتون کو ہانہ کی طرف بھیجا جو پھولوں کو سیٹ کرنے میں مصروف تھی۔ وہ خاتون شاید پھول خریدنا چاہتی تھی۔

"Yamada okusan konbanwa. (Good evening Mrs. Yamada)"

اس نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ وہ خاتون پھول لینے کے باوجود چند لمحے اس سے باتیں کرتی رہی۔ تب ہی ایک نوجوان اپنی سائیکل پر وہاں آ پہنچا۔ اس کی سائیکل کے فرنٹ پر ایک باسکٹ لگی ہوئی تھی۔ وہ بھی یقیناً پھول لینے آیا تھا۔ روزی کسی کام کے تحت گھر کے اندر چلی گئی۔

"Konbanwa hana."

اس شخص کی آواز پر ہانہ نے مڑ کر اسے دیکھا تو چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے جواباً سر کو خم دیا اور اس سے پوچھے بغیر ہی چند پھول اٹھا کر بکے بنانے لگی۔ اس نے وہ بکے بنانے کے لیے سفید اور لاونڈر (ہلکے جامنی) گلابوں کا استعمال کیا۔ جب بکے بن چکا تو وہ نوجوان اس خوبصورت بکے کو دیکھتا رہ گیا۔ اس نے اس بکے کو اپنی سائیکل کی فرنٹ باسکٹ میں رکھ دیا۔

"آج منگل ہے۔" اس نوجوان نے اسے کچھ یاد دلانا چاہا۔

"جانتی ہوں۔بس ابھی آئی۔" وہ یہ کہتے ہی روزی کو پکارتی ہوئی گھر کے اندر گئی۔

"روزی میں رِیو کے ساتھ جارہی ہوں تم گاہکوں کو دیکھ لینا۔"

وہ اتنا کہہ کر واپس آگئی جبکہ روزی کا منہ اتر گیا۔اب اسے سب کچھ اکیلے ہی سنبھالنا تھا۔

ہانہ اس کے ساتھ ہی سائیکل پر پیچھے بیٹھ گئی اور رِیو نے سائیکل چلانا شروع کر دی۔کافی دیر بعد ساپورو کلاک ٹاور کے سامنے ہی وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ریو کی کسی بات پر ہانہ کھل کر ہنس دی تھی۔ریو ساتھ ساتھ سائیکل بھی سنبھالے ہوئے تھا جبکہ ہانہ اب اس بکے کو ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھی۔وہ دونوں اس وقت ساپورو کلاک ٹاور کے سامنے محبت اور خوشی کے رنگوں کی بہترین مثال تھے۔ان دونوں کی پہلی ملاقات بروز منگل کو ساپورو کلاک ٹاور کے سامنے ہوئی تھی جب ہانہ ہاتھ میں سفید اور جامنی گلاب اٹھائے ریو سے ٹکرا گئی تھی۔وہ ان کی زندگی کا سب سے حسین دن تھا۔ریو ہر منگل کو سائیکل پر اس کے گھر جاتا اور وہاں سے گلاب لینے کے بعد ہانہ کے ساتھ کلاک ٹاور آیا کرتا تھا۔ان دونوں کے خیال سے ریو لاونڈر روز (جامنی گلاب) تھا جبکہ ہانہ وائٹ روز (سفید گلاب)۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ ہر منگل کی شام کو وہاں آیا کرتے اور ساپورو کلاک ٹاور دیکھنے کے بعد ریو کی سائیکل اور ہانہ کے پھولوں کے ساتھ گھنٹوں ساپورو کی سڑکوں پر مٹر گشتی کیا کرتے تھے۔ ان دونوں کی دنیا بہت حسین تھی۔ تفکرات اور پریشانوں سے خالی..... جہاں صرف اور صرف محبت کے رنگ ہوا کرتے تھے اور ان کی قیمتی مسکراہٹ.....

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

صبح ناشتے سے پہلے ہی تعوذ مراد ہاؤس میں آچکا تھا۔ عفان ابھی آفس جانے کے لیے ریڈی بھی نہیں ہوا تھا۔ تعوذ کے آتے ہی عفان اور فریال اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ آفرین چچی کچن میں سلیم مراد کا ناشتہ بنوانے میں مصروف تھی جبکہ زریں سعیر مراد کی تیاری کروانے میں مصروف تھی۔

"تم نے تو آج شیریں کے گھر رشتہ لے کر جانا تھا تو پھر صبح صبح مراد ہاؤس کیوں ٹپک پڑے؟" شاہ میر رسٹ واچ پہنتا ہوا ان کے پاس آیا۔ وہ شاید کہیں جانے کے لیے بلکل ریڈی تھا۔

"زریں اور آفرین چچی سے کچھ ہدایات لینے آیا ہوں۔"

"گڈ۔ لگے رہو۔" شاہ میر اتنا کہتا باہر چلا گیا۔ وفا اس وقت فون کان سے لگائے کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"تم یقین کرو میری ایکٹنگ سب کو چونکا گئی تھی۔"

"ارے! مجھے خود ہی یقین نہیں آ رہا تھا کہ وفا فرینڈز کی موجودگی میں بھی اس قدر سنجیدہ رہ سکتی ہے۔" شیریں کی بات پر وفا ہنس دی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر تعوذ پر پڑی جو زریں اور آفرین چچی کے ساتھ گپے مار رہا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہاں کزن تمہارے بیٹھے تھے اور ہنسی مجھے آ رہی تھی۔ یہ تو شکر ہے کہ تم نے جانے کا اشارہ کر دیا۔ اور تو اور تمہاری بریسلیٹ دیکھ کر نہ جانے کیوں زبان پھسلنے ہی لگی تھی مگر اس سے پہلے تم نے سوال کر لیا۔ "

"میں جانتی ہوں تم بھی کچھ زیادہ وقت ایکٹنگ نہیں کر سکتی۔"

"ویسے بتاؤ تو۔ وہ بریسلیٹ وہی تھی ناں جو حدید نے تمہیں گفٹ کی تھی؟"

"ہاں۔ اس کا یہ گفٹ بہت زیادہ عزیز کے مجھے۔ اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں ابھی تمہارے ہونے والے شوہر سے باتیں کر لوں۔" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ شیریں تھی؟" تعوذ نے فوراً پوچھا۔

"جی ہاں۔ "

اس نے اپنی کار گھر کے باہر کھڑی کی، بازو کے کف موڑے اور کوٹ بازو پر ڈالتا اندر داخل ہوا۔ گارڈز نے جھک کر سلام کیا تو اس نے محض سر کو خم دیا۔ وہ خاموشی سے چلتا

ہوا گھر کے اندر داخل ہونے کی بجائے دائیں جانب بڑھ گیا۔ اس طرف سعیر مراد کا سٹڈی روم تھا جس ایک کا دروازہ لان سے کھلتا تھا جبکہ دوسرا دروازہ سعیر کے اپنے کمرے کی طرف کھلتا تھا۔ لان والے دروازے کی طرف جاتے ہوئے اس نے گلاب کے پودوں کو غور سے دیکھا۔ پھولوں کی بہتات دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"وہ یقیناً انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہو گی۔" دھیمی آواز میں خود سے کہتا وہ آگے بڑھ گیا۔ تب ہی اس نے گلاس وال کے پار لاؤنج میں موجود ان سب کو دیکھا۔ نظر سب کو نظر انداز کرتی وفا پر جا ٹکی تھی۔ زریں نے تعوذ سے کچھ کہا تو سب ہی ہنس دیے تھے۔ وفا کی مسکراہٹ دیکھ کر اس کے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ نہ جانے کتنے دنوں بعد مسکرایا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"It's just your smile that makes me smile."

اس نے بغیر لب ہلائے گویا اس سے بات کی تھی۔ وہ آگے بڑھ گیا تو اسی وقت وفا کی نظر کسی احساس کے تحت گلاس وال پر پڑی جہاں سے اسے صرف لان دیکھنے کو ملا تھا۔ ایک عجیب سا احساس ہوا تھا.... شناسا مگر حسین....

اس کے سٹڈی میں داخل ہوتے ہی سعیر اٹھ کھڑا ہوا۔ حدید دنیا کا وہ واحد شخص تھا جس کی آمد پر سعیر اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" سعیر نے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ فکر نہ کیا کریں۔ مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ چھوٹے موٹے ایکسیڈنٹ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" دونوں اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جانتا ہوں مگر یہ چھوٹا نہیں تھا اور پھر میرے لاکھ منع کرنے کے باوجود تم لاس اینجلس بھی آ گئے۔ تمہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے حدید۔" سعیر کی فکر پر وہ ہنس دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کی ہنسی سمٹ گئی۔ معمول کی تھوڑی بہت باتیں کرنے کے بعد اس نے سعیر سے کہا۔ "ایک پرابلم ہو گئی ہے۔"

"کیا؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید نے اس کے سامنے ایک تصویر رکھی۔ سعیر نے دیکھا کہ وہ ایک لڑکی کی تصویر تھی۔ دیکھنے میں وہ کافی خوبصورت لگتی تھی۔ اس نے تصویر سے نظر ہٹا کر حدید کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"She is dead."

حدید کی اگلی بات پر انہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔

"تو؟ آخر مسئلہ کیا ہے؟"

"آپ کی بیٹی۔"

سعیر کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد سٹڈی میں دو کی بجائے تین نفوس موجود تھے۔ نوشابہ اس کرسی پر بیٹھی تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے حدید بیٹھا تھا جبکہ حدید خود کھڑکی کے پاس کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر غصہ بھی تھا اور پریشانی بھی۔

"اب کیا مسئلہ ہو گیا ہے بابا؟" نوشابہ کے لہجے میں شدید کوفت تھی۔

"ایک لڑکی کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔" سعیر غور سے نوشابہ کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہر روز کئی لوگ مرتے ہیں بابا۔ اب کیا ہر کسی کی ڈیتھ کی خبر مجھے دی جائے گی؟"

"ہر کسی کی نہیں صرف اس لڑکی کی کیونکہ وہ تمہارے بابا کے دشمن کی بیوی تھی۔"

حدید مڑے بغیر بولا تھا۔

"پھر تو اس کی موت پر ہمیں خوش ہونا چاہیے۔" نوشابہ نے کہہ کر حدید کی طرف دیکھا اور سعیر کی نگاہ بھی اب حدید پر تھی۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے نوشابہ۔ آخر اس کی موت سے ہمیں کیا پرابلم ہو سکتی ہے؟"

سعیر کی بات پر حدید ایک دم غصے سے مڑا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کو اندازہ بھی ہے کہ اس کی بیوی اسے کس قدر عزیز تھی۔" وہ رکا، سنبھلا اور پھر بولا۔ "وہ کسی بھوکے شیر کی طرح اس کے قاتلوں کی تلاش میں ہے۔"

نوشابہ کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔

"اس سے ہمارا کیا لینا دینا اور آخر وہ ہے کس کی بیوی؟ ہمارا کوئی ایک دشمن تو نہیں ہے۔"

"پہلے تو صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ وہ لڑکی ایش کے خاص لوگوں میں سے ایک تھی مگر کل ہی مزید معلومات کے بعد پتا چلا کہ وہ ایش کی بیوی تھی جس سے اس نے محبت کی تھی اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ بدلہ ضرور لے گا اور نہایت خطرناک طریقے سے لے گا۔"

"وہ ہم سے بدلہ کیوں لے گا۔ ہم نے تو اس کی بیوی کا قتل نہیں کیا۔"

"آپ نے نہیں کیا مگر آپ کی اس چہیتی مگر نہایت بے وقوف اور نالائق بیٹی نے یہ قتل کیا ہے۔" وہ شدید غصے میں تھا۔

سعیر نے ایک جھٹکے سے گردن سیدھی کر کے نوشابہ کو دیکھا جس کے ماتھے پر پسینے کی چند بوندیں واضح ہو چکی تھیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کس... کس کی ڈیتھ ہوئی ہے؟" اس نے آگے کو ہو کر میز پر رکھی تصویر اٹھائی اور پھر اس کے تاثرات نے اس بات کی گواہی دے دی کہ اس کا قتل نوشابہ نے ہی کیا تھا۔

"میں نے کسی وجہ کے تحت" ....

"یو...." حدید شدید غصے میں اس کی جانب مڑ کر کچھ سخت الفاظ بولنے ہی والا تھا مگر پھر لحاظ کرتے ہوئے رکا۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟ تمہیں میں نے کہا تھا کہ کچھ بھی کرنے سے پہلے کم از کم مجھ سے یا اپنے باپ سے ضرور مشورہ کر لیا کرو۔ مگر نہیں۔ تمہیں تو میری باتیں بکواس لگتی ہیں ناں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر اب خود بھی پریشان ہو چکا تھا۔

"تم ہوتے کون ہو مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے والے؟ میں کوئی بے وقوف اور نالائق لڑکی نہیں ہوں جس نے سوچے سمجھے بغیر یہ سب کیا۔" نوشابہ ایک دم اٹھی اور کرخت لہجے میں بولی۔

"نوشابہ! تمیز سے بات کرو اس سے۔" سعیر کی آواز کانوں میں پڑی تو وہ شل رہ گئی۔

"آپ مجھے اس سے تمیز سے بات کرنے کا کہہ رہے بابا؟ آپ اس کا لہجہ اور اس کے الفاظ نہیں سن رہے کیا؟"

"حدید کبھی غلط نہیں ہوتا نوشابہ۔ تم نے واقعی بہت غلط کیا ہے۔ تم جانتی ہو کہ ہم اس وقت بزنس میں لاس پر لاس برداشت کر رہے ہیں۔ لاس اینجلس میں ہم جو بزنس سٹارٹ کر رہے ہیں وہ ہمارا آخری چانس ہے۔ اگر اس میں ہم ناکام رہے تو پھر کبھی کامیاب نہیں ہو پائیں گے۔ تمہارے بھائی نے بھی میرا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ان حالات میں اگر تم اس طرح پاگلوں والی حرکتیں کرتی پھرو گی تو ہماری ناکامی یقینی ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

چند لمحوں کے لیے سٹڈی میں سکوت چھا گیا۔

"حدید میرا بیٹا نہیں ہے مگر وہ میرے لیے بیٹے سے بڑھ کر ہے۔ وہ غلط نہیں کہہ رہا۔ اسے بھی ہماری ہی فکر ہے۔ اگر ایش کو معلوم ہو گیا کہ اس لڑکی کے قاتل ہم ہیں تو وہ

ہمیں برباد کرنے کا کوئی موقع نہیں گنوائے گا۔اس وقت کسی قسم کے رسک کی گنجائش نہیں تھی مگر تم نے..... اوہ گاڈ نو شابہ تم نے یہ کیا کر دیا۔"

"انہیں پتا نہیں چلے گا کہ اس کا اصل قاتل کون ہے۔"نہایت پر سکون انداز میں کہتی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"وہ کیسے؟" دونوں نے اس کی طرف توجہ مرکوز کی۔

"کیونکہ اس قتل میں کوئی اور بھی ملوث تھا۔"

"تم نے کسی اور کے ساتھ مل کر یہ قتل کیا ہے؟"سعیر بے یقین سا تھا۔

"فار گاڈ سیک بابا۔میں نے خود یہ قتل نہیں کیا بلکہ کسی سے کروایا ہے۔"

سعیر اور حدید نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"تم جانتی بھی ہو کہ اشعر کی بیوی کو مارنا کسی عام لڑکی کو مارنے کی طرح نہیں ہے۔میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی ایسا شخص ہے جو اشعر کی بیوی کو مارنے کے لیے تیار ہو جائے۔"

"ہے ایک ایسا شخص.... نہایت نڈر.... جس کے لیے یہ دائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔"

"یامی نوکائی کا صرف ایک شخص اتنا نڈر اور بہادر ہے جس سے سب ڈرتے ہیں اور وہ ہے خود ایش۔ اس کے علاوہ میں نہیں مان سکتا ہے کوئی اتنا بہادر ہو سکتا ہے۔ "

"آپ زمان ساما کو بھول رہے ہیں بابا۔" سعیر اور حدید کے دماغ کی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

"نوشابہ... کوئی بھی شخص اتنا زیادہ بے وقوف کیسے ہو سکتا ہے جتنی بے وقوف تم ہو۔ میں واقعی تمہیں ایپری شیئٹ کرتا ہوں۔" حدید کے لہجے میں واضح طنز تھا۔

"جسٹ شٹ اپ!" نوشابہ تلملائی۔

"یو شپ اپ مس نوشابہ۔ تم اپنے باپ کے ایک دشمن کے ساتھ مل کر دوسرے دشمن کو نقصان پہنچا رہی ہو۔ آخر تم کر کیا رہی ہو؟ "

"یہ کام صرف وہی کر سکتا تھا۔ اس لیے مجھے اس کی مدد لینی پڑی۔"

"زمان تمہاری مدد کیوں کرے گا؟ "

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس نے کہا کہ بدلے میں اگر اسے کبھی میری ضرورت پڑے تو میں اس کا ساتھ دوں۔"

"انٹرسٹنگ.... اب اگر وہ تم سے تمہارے باپ کے خلاف کوئی مدد مانگے تو کیا کرو گی؟"

"انکار کر دوں گی۔" اس نے کندھے اچکائے جبکہ حدید گہرا سانس لیتا رہ گیا۔

"تم جانتی ہو تمہارے انکار پر وہ کیا کرے گا؟" وہ اس کی طرف جھکا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر کہا۔ "تمہارا قتل۔" جواباً نوشابہ اسے صرف گھورتی رہ گئی مگر آنکھوں میں کہیں نہ کہیں خوف تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زمان ملک کوئی بھی کام صرف اپنے مفاد کے لیے کرتا ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو ہو گی کہ اس نے تمہاری اس بے وقوفی میں تمہارا ساتھ دیا۔"

"مجھے نہیں معلوم۔" وہ اپنی اتنی عزت افزائی پر منہ بسورتی باہر چلی گئی جبکہ سعیر اب اپنا سر پکڑے بیٹھا تھا۔

"نوشابہ ایش سے محبت کرتی ہے۔" حدید نے نوشابہ کو باہر جاتا دیکھ کر کہا جس پر سعیر نے فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھیں حیرت کے مارے پھیل چکی تھیں۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"ایک انسان اتنی بڑی بے وقوفی صرف تب ہی کر سکتا ہے جب وہ دماغ کی بجائے دل کی سنے اور نوشابہ اپنا دل ہار چکی ہے۔" لہجے میں افسوس بھرا تھا اور نظروں میں غصہ تھا۔ سعیر کے چہرے پر تکلیف بڑھی جیسے بہت اذیت ناک یادوں کا سایہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر لہرایا ہو۔

ناشتے کی میز پر آج سعیر اور نوشابہ دونوں ہی نہیں تھے۔ وفا سلیم مراد سے ملنے کے بعد لان میں دوبارہ واپس آگئی۔ آج بھی گلاب کے پھول بہت زیادہ تھے۔ کافی سارے پھول گرے ہوئے تھے اور کچھ کی پتیاں بھی بکھری ہوئی تھیں۔ ہوا آج معطر تھی۔ اسے ہمیشہ کی طرح آج بھی وہاں آکر اچھا لگا اور اندر تک سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے ایک پھول ٹہنی سمیت توڑا اور پھر گہرا سانس لے کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر تک اتارا۔ اس کا وجود مہک سا گیا اور اسے تازگی کا احساس ہونے لگا۔ اچانک ہی جیسے خوشبو میں اضافہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہوا۔ وہ خوشبو صرف پھولوں کی نہیں تھی بلکہ کسی کی موجودگی کے احساس کی تھی۔ اس کا سانس ساکت رہ گیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پائی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور ہر دھڑکن اس بات کی گواہی دینے لگی کہ وہ آچکا ہے۔ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر تیزی سے مڑی۔ وہ اس کے بلکل پاس کھڑا تھا۔ سفید شرٹ کے ساتھ گرے پینٹ کوٹ پہنے اور بالوں کو اسٹائلش انداز میں جیل سے سیٹ کیے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کی سنہری آنکھیں..... ان آنکھوں میں تو وہ ہمیشہ محبت کے ابھرتے سورج کا منظر دیکھا کرتی تھی۔ آج بھی اچانک مڑنے پر اس کی نظر سب سے پہلے اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی اور پھر نگاہیں باقی تمام منظر بھول گئیں۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے حسین لمحہ تھا جب وہ اسے بتائے بغیر یوں اچانک سامنے آکر حیران کر گیا تھا۔ اسے واقعی حیرت ہوئی تھی۔ خوشگوار حیرت.....

"ہادی تم.... تم کب آئے؟" وفا وہ واحد لڑکی تھی جو حدید کو ہادی کہہ کر پکارتی تھی ورنہ دنیا میں کسی کی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ حدید کے نام کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑی کر سکے۔

"دو گھنٹے پہلے۔" لہجے میں شرارت تھی۔

"تو اب تک کہاں تھے؟" غصہ کیا ہوتا ہے یہ تو وہ اسے دیکھ کر ہی بھول چکی تھی۔

"تمہاری کزن ڈیئرسٹ کے ساتھ تمہارے چاچو کی سٹڈی میں۔" اس وقت وفا کو معلوم ہوا کہ موڈ غارت ہونا کسے کہتے ہیں۔

"جہنمی انسان۔" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا جبکہ حدید کھل کر ہنس دیا۔

"تم یقین نہیں کر سکتیں کہ میں نے تمہارے ان دو الفاظ کو کس قدر مِس کیا۔"

"کیا مطلب تم نے مجھے یاد نہیں کیا؟ اور تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم آخر تھے کہاں؟ ایک کال یا ایک میسج بھی کرنا گوارا نہ کیا تم نے؟ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں کتنی پریشان ہو گئی تھی؟" اس نے قدرے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پریشان نہیں غصہ...." حدید نے یہ کہتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پھول لے لیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں مذاق کر رہی ہوں؟"

"نہیں۔ بلکل بھی نہیں۔ مجھے علم ہے کہ تم میرے لیے بہت پریشان تھیں مگر میں کیا کرتا۔ میں بھی تو مجبور تھا۔

"کیا مجبوری تھی تمہاری؟"

"کیا تمہیں نہیں معلوم؟" وہ اب پھول کی پتیاں توڑ رہا تھا۔

"مجھے کیسے علم ہو سکتا ہے تمہاری سو کالڈ مجبوری کا؟"

"کیا تمہیں نوشابہ یا پھر تمہارے چاچو سعیر نے نہیں بتایا؟" وہ واقعی چونکا تھا۔

"نہیں تو۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوٹو میں میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔" ہادی نے جتنا آرام سے بتایا وفا کی آنکھیں اتنا ہی پھیل گئیں۔

"واٹ! تمہارا ایکسیڈنٹ؟ کب؟ کیسے؟ اور تم ٹھیک تو ہو ناں؟ اوہ گاڈ.... مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں؟" اس کی آنکھیں لاشعوری طور پر ڈبڈبا گئیں۔

"کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تم ہرٹ ہو گی۔"

"میں گئی بھاڑ میں۔ تم..... تم یہ بتاؤ کہ تم ٹھیک ہو؟ زیادہ نقصان تو نہیں ہوا؟" اس کی آنکھوں سے آنسو برسنے کو تیار تھے۔

"نہیں زیادہ نقصان نہیں ہوا بس تھوڑے سے زخم تھے جو بھر گئے۔ وفا تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ اسے اس طرح روتا دیکھ کر فکر مند ہوا۔

"اس نوشابہ کی بچی سے تو میں پوچھ لوں گی۔ بے وقوف، جاہل لڑکی۔ مجھے بتا دیتی تو کیا چلا جاتا اس کا؟ جہنمی عورت۔"

"تم پلیز رونا بند کرو۔" حدید کو اس کا دل ان سنہری ڈبڈبائی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

یہ اتفاق تھا..... حسین اتفاق کہ ان دونوں کی آنکھیں سنہری تھیں جن میں ہمیشہ محبت کے ابھرتے سورج کا منظر دکھائی دیتا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اگر تم اپنی محترمہ کے دو ڈمپلز دیکھ لو تو بلکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔" اس نے اس قدر معصومیت سے کہا کہ وفا بے اختیار بھیگی آنکھوں سے ہنس دی۔

"بس! اب دیکھنا میں بلکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔" اس نے پھول کی پتیاں اس کے اوپر اچھالیں۔ کچھ پتیاں نیچے جا گریں جبکہ کچھ وفا کے سر پر ہی رہ گئیں۔

"ہم مراد ہاؤس میں ٹھہرے ہیں اور محترمہ نے ابھی تک ہم سے کافی کا نہیں پوچھا۔ لگتا ہے کہ ہماری فکر میں یادداشت پر کافی اثر پڑا ہے۔ "

"ارے نہیں۔ میں بس ابھی گئی اور دو کپ کافی لائی تم جب تک اندر چل کر باقی سب سے مل لو۔ "

"تم جاؤ میں بھی بس ابھی آیا۔" حدید دو قدم پیچھے ہوا۔

"تم کدھر؟ ابھی تو آئے ہو۔"

"میں نے کہا نا تم چلو میں بس ابھی آیا۔" وہ باہر کی جانب چلا گیا اور وفا کچن کی طرف۔

"وفا پتر! تیرا ہادی آیا ہے کیا؟" وفا جیسے ہی کچن میں داخل ہوئی اور کافی بنانے لگی تو منصب بی نے سوال کیا جس پر وفا حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

"آپ کو کیسے پتا؟"

"پتر! تو ناشتے کے بعد کبھی کچن میں داخل نہیں ہوئی ناں۔ جس دن ہادی آئے اور اس کی کافی بنانی ہو تب ہی تو دوبارہ کچن میں قدم رکھتی ہے۔" وفا نے بے اختیار ماتھا چھوا اور سر جھکا کے ہنس دی۔

کافی بنا کر وہ واپس آئی تو ہادی اور عفان کو ساتھ بیٹھا دیکھا۔ آفرین چچی سلیم مراد کے ساتھ موجود تھی جبکہ زریں چچی ہادی سے اس کی طبیعت کے متعلق پوچھ رہی تھی۔ سب کو ہی اس کی فکر تھی سوائے اس کے اپنے آپ کے۔

"تو بتاؤ وفا اب خوش ہو؟ آخر حدید آ گیا ہے۔"

"بہت زیادہ۔" وفا کے جواب اور اس کے چہرے پر دمکتی خوشی نے عفان کو اندر تک زخمی کیا تھا مگر اب اسے عادت ہو چکی تھی۔ وفا نے ہمیشہ ہی حدید کو عفان پر فوقیت دی تھی۔

"تم تو کافی غصہ تھیں اس کے رابطہ نہ کرنے پر۔ تو کیا اپنا غصہ نکالا یا نہیں؟"

"پاگل ہو عفان۔ میں بھلا ہادی پر غصہ کر سکتی ہوں؟"

عفان کے لبوں پر سوگوار سی مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ زریں چچی اب تک ان بچوں کو ساتھ دیکھ کر جا چکی تھیں۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد عفان ان سے ایکسکیوز کرتا آفس چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب وفا ہادی سے بہت ساری باتیں کرے گی کیونکہ وہ جتنا ہادی کے ساتھ بولتی تھی اتنا کسی اور کے ساتھ نہیں بولتی تھی۔ ہادی مراد ہاؤس کے ہر شخص کا فیورٹ تھا اور ان دونوں کی دوستی کا سب ہی احترام کیا کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وفا ابھی بھی بچی ہے اس لیے بات کبھی دوستی سے آگے نہیں بڑھے گی۔

"اب بتاؤ مزہ آتا ہے نا مراد ہاؤس میں؟"

"وہ کیسے؟"

"وہ اس طرح کہ مراد ہاؤس میں کوئی بھی شخص اکیلا نہیں رہ سکتا۔ ہر وقت رونق لگی رہتی ہے۔ ابھی گھر میں پری اور شاہ میر بھائی نہیں ہیں ورنہ تو محفل لگ جاتی۔"

وہ ہنس دیا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ زندگی اس رونق کا نام ہے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرے لیے تو شاید اسی کا نام زندگی ہے۔ڈریم فیملی....ڈریم لائف.....کوئی بھی شخص میری زندگی کو دیکھ کر رشک کر سکتا ہے۔"

"میں تو نہیں کرتا۔" اس کے جواب پر وفا نے منہ بسورا۔

"محترمہ! زندگی چیلنجز کا نام ہے۔ ہر موڑ کوئی نا کوئی نیا چیلنج ہوتا ہے۔ اگر تمہاری زندگی میں کوئی پریشانی یا چیلنج نہیں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تمہیں اس چیلنج کے لیے تیار ہونے کی مہلت دی گئی ہے۔ یاد رکھو کہ زندگی ہمیشہ ایسی نہیں رہے گی۔ ایک دن سب بدل جائے گا۔ سب کچھ..... حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔"

وفا نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں ہمیشہ اسی طرح اپنی ڈریم لائف جینا چاہتی ہوں۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ سب کچھ ہمیشہ اسی طرح رہے؟"

"یہ فطری امور ہیں وفا۔ ان پر انسانوں کا بس نہیں چلتا..... ارے ہاں! میں تو تمہیں تمہاری چاکلیٹس دینا ہی بھول گیا۔" اس نے دو چاکلیٹس وفا کی طرف بڑھائیں۔ وہ یقیناً

اپنی کار سے چاکلیٹس ہی لینے گیا تھا اور پھر ہمیشہ کی طرح وفا کا چہرہ چاکلیٹس کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا۔

"تمہیں میری پسند ناپسند کا کتنا خیال رہتا ہے ہادی۔"

"تم میری اتنی فکر کرتی ہو۔ اس کے بعد اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔" دونوں مسکرائے تھے۔ چند لمحے بعد کچھ یاد آنے پر وہ بولی۔ "ہادی مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔ تمہیں پتا ہے میں ایک بات کو لے کر کافی کنفیوزڈ ہوں۔"

"اب کیا کنفیوز کر رہا ہے محترمہ کو؟"

"اگر ہم نے کسی شخص کو پہلے کبھی نہ دیکھا ہو مگر پہلی بار دیکھنے پر ایسا لگے کہ ہم اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"

"دیکھو وفا انسان کی زندگی میں بہت سے لوگ آتے ہیں اور بہت سے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور کی طرح دکھتا ہو۔ اس میں کوئی ایسی بات ہو جو کسی اور میں بھی آپ پہلے دیکھ چکے ہوں تو ایسا لگتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔"

"رکو میں تمہیں ایک تصویر دکھاتی ہوں۔ تم بتانا کہ کیا تم اسے پہلے کبھی دیکھ چکے ہو۔"

اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد ہادی کو ایک تصویر دکھائی۔ وہ چند لمحے اس تصویر کو دیکھتا رہا۔ وفا اس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر نہیں دیکھ پائی۔

"یہ کون ہے؟" وہ شاید اسے نہیں جانتا تھا۔

"کیا تمہیں ایسا نہیں لگا کہ تم اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکے ہو؟"

"نہیں۔ میں اسے پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ مگر یہ ہے کون؟"

"یہی تو میں نہیں جانتی۔ مجھے لگتا ہے کہ میں اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہوں مگر مجھے یاد نہیں آرہا کہ کہاں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ تصویر کہاں سے ملی تمہیں؟"

"کل ریستوران میں میں نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ جب گھر واپس آئی تو تھوڑی ہی دیر بعد اس نے مجھے انسٹاگرام پر فالو کرنا شروع کیا۔ تب ہی میں نے اس کی پروفائل میں یہ تصویر دیکھی۔"

"اس کا مطلب یہ تمہیں جانتا ہے۔ اس کی پروفائل ذرا کھول کر دکھاؤ مجھے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ اس کی ایک ایک تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کا دماغ اس شخص کا نام پڑھتے ہی ماؤف ہو چکا تھا۔ ایش ....

"تم اسے ہرگز فالو مت کرنا۔" ہدایت سن کر وفا چونکی اور پھر پوچھا۔

"مگر کیوں؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟"

"شاید.... خیر تم اسے چھوڑو۔" وفا نے موبائل آف کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ پھر اس کی نظر حدید کی کلائی سے ذرا نیچے بازو پر پڑی جہاں سے قطروں کی صورت خون رس رہا تھا اور اس کی سفید شرٹ میں جذب ہو کر نشان چھوڑ رہا تھا۔ اپنا کوٹ وہ آتے ساتھ اتار کر ساتھ ہی صوفے پر رکھ چکا تھا۔ یہ دیکھ کر وفا کی آنکھیں پھیل گئیں۔ حدید نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے پر اس کی نگاہ اپنی سفید شرٹ کے کف پر بنے سرخ دھبے پر جا ٹکی۔ شاید کچھ لگنے سے وہ زخم ہرا ہو گیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس تھوڑا سا زخم ہے تم پریشان نہ....." اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ وفا ایک دم دھاڑی۔

"تم انسان ہو؟ اگر ہاں تو کیا تمہیں احساس نہیں اپنے زخموں کا؟ اوہ گاڈ ہادی! تمہارے زخم ابھی تک بھرے نہیں اور تم کہہ رہے تھے کہ میں بلکل ٹھیک ہوں۔" غصے اور غم کی شدت سے اس کی آنکھیں برس پڑیں۔

ساتھ سے گزرتے شاہ میر نے یہ سب دیکھا تھا اور چہرے پر سوائے افسوس کے کوئی تاثر نہ آیا۔ وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس کے زخم پر مرہم لگانے میں مصروف تھی جبکہ وقفے وقفے سے آنسو صاف کرنے کے لیے اپنے گال بھی رگڑتی۔ حدید کو اس کو روتا دیکھ کافی تکلیف ہوئی۔

"دیکھو تم رونا تو".....

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شٹ اپ! آواز نہ آئے تمہاری جہنمی انسان۔ ایک تو زخم گہرا ہے اور میں جانتی ہوں کہ تمہیں تکلیف بھی ہو رہی ہے مگر مجال ہے جو تم پتھر انسان اس بات کا اعتراف کر لو۔" وہ دبے دبے غصے میں چلائی اور وہ گہرا سانس لیتا رہ گیا۔

"اپنی تکلیف کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا کرتے۔"

"جانتی ہوں۔ تم ہی نے سکھایا ہے کہ اپنی تکلیف کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا کرتے مگر ہادی..... میں دوست ہوں تمہاری.... تمہاری وفا۔ زخم تمہارا ہوتا ہے مگر تکلیف مجھے ہوتی ہے۔" وہ چند لمحے اس دیوانی کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ نظروں میں محبت تھی.... وہ محبت جو صرف محبوب کی خوشی چاہتی ہے اور اپنی خوشی کو فنا کر دیتی ہے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک۔ اگر تم رونا بند نہیں کرو گی تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور پھر کبھی واپس نہیں آؤں گا۔" وفا نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ان ڈبڈبائی سنہری آنکھوں میں وہ اپنا ہی عکس دیکھ کر ٹھٹکا۔ وہ اتنا خوبصورت تھا یا پھر وہ آنکھیں جن میں اس کا عکس تھا۔ وہ جواب اخذ نہیں کر پایا۔

"تم تو ہو ہی جہنمی انسان اور تو اور تم میرے دوست بھی نہیں ہو۔ میں تو پاگل ہوں نا جو تمہاری فکر میں ہلکان ہوتی رہتی ہوں۔"

"کس نے کہا میں تمہارا دوست نہیں ہوں؟" قدرے نرم لہجے میں پوچھتے ہوئے اس نے اس کے آنسو صاف کیے۔

"ہاں تو کیا ہو؟" اس نے گیلی سانس اندر کو کھینچی جبکہ حدید صوفے سے اٹھ کر اس سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ کیا میں واقعی تمہارا دوست نہیں ہوں؟"

"اگر تم میرے دوست ہوتے تو کبھی یہ نہ کہتے کہ رونا بند کرو ورنہ میں چلا جاؤں گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا! تو کیا کہتا میں؟"

"یہی کہ وفا چپ کر جاؤ۔ جب تک تم رونا بند نہیں کرو گی میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔" اس کے گلابی گال، ان پر اس کی فکر میں بہتے آنسو اور اس کی بچگانہ باتیں.... وہ سر جھکا کر ہنس دیا۔

"اگر میں ایسا کہتا.... پھر تو تم کبھی چپ ہی نہ کرتیں۔" لہجے میں یقین تھا اور درست تھا۔

"میں تمہاری عادی ہو چکی ہوں اور تم اس بات کا نہایت غلط فائدہ اٹھا رہے ہو۔" آنسو رگڑتی وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ بس جب تم روتی ہو تو یہاں درد ہوتا ہے۔" اس نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے دل پر رکھی۔

"غلط۔ اگر تمہیں علم ہوتا کہ درد کیا ہوتا ہے تو تم مجھے میسج ضرور کرتے اور اٹھو بھی.... کسی نے اس طرح بیٹھا دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔"

"بلکل۔ لاس اینجلس میں بیٹھ کر سوائے تمہیں میسج کرنے کے مجھے تو کوئی اور کام تھا ہی نہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وفا نے ایک نظر اپنے موبائل کو دیکھا اور پھر حدید کو۔

"تم مجھے بتا رہے ہو یا میں گوگل سے پوچھوں؟"

"کیا؟"

"یہی کہ لاس اینجلس کدھر ہے۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ تم کیلیفورنیا گئے ہوئے ہو۔" حدید پہلے تو اسے دیکھتا رہا اور پھر سر جھکا کر کھل کر ہنس دیا اور پھر ہنستا چلا گیا۔

"محترمہ! کیلیفورنیا ایک اسٹیٹ ہے اور لاس اینجلس کیلیفورنیا کا ہی شہر ہے۔"

وفا نے بے اختیار اپنا ماتھا چھوا۔ "ہادی اب تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔" اس نے اسے اتنا زیادہ ہنستا دیکھ کر منہ بسورا۔

"اوکے اوکے۔ سوری۔"

"اب بتاؤ کہ تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا کیسے؟"

"ہمم.... دراصل میں کافی تیز گاڑی چلا رہا تھا اور"....

"کیا تم پاگل ہو؟ اتنا تیز رفتار کوئی گاڑی چلاتا ہے بھلا کہ ایکسیڈنٹ ہی ہو جائے۔"

"بلکل..... میں پاگل ہوں اور شاید سامنے سے آتا شخص بھی اپنے پاگل پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیز گاڑی چلا رہا تھا اور پھر ہم دونوں پاگل ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔" یہ

بتاتے ہوئے حدید کے تاثرات دیکھ کر وفا بے اختیار ہنس دی۔ وہ یقیناً اسے ہنسانے کی سعی کر رہا تھا۔

"افف ہادی! تم تو ہر چیز کو مذاق ہی سمجھ لیتے ہو۔"

وہ جواباً مسکرایا اور پھر ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا۔ وہ اسے روک نہیں پائی کیونکہ اس نہایت مصروف شخصیت نے اسے جتنا وقت دیا تھا وہ بھی اس کے لیے غنیمت تھا۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تو چہرہ کافی سنجیدہ تھا اور اس پر اب واقعی تکلیف عیاں تھی۔ اس نے سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں تو ذہن کی سکرین پر کسی فلم کی مانند وہ منظر چلنے لگا۔ اس کی تیز رفتار گاڑی جسے وہ خود چلا رہا تھا..... سامنے سے آتی ایک اور گاڑی..... وہ ایک ہی لمحے میں پیش آنے والا ایکسیڈنٹ..... ہسپتال کا منظر..... دوسری گاڑی میں موجود اس شخص کی حالت.... اس کے چہرے پر کسی کو کھو دینے کا خوف..... اس کی آنکھوں میں کسی کے لیے بے پناہ محبت.... اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر اس شخص کا ہسپتال سے چلے جانا..... وہ شاید اسے بچانے جا رہا تھا جس کو وہ کھونا نہیں چاہتا

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھا.....اس شخص کی تصویر جو وفا نے اسے دکھائی تھی.....ایش.....اور وہ.....وہ یقیناً اپنی بیوی کو کھو چکا تھا.....

اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔

.....

"کیسی رہی حدید سے ملاقات؟"

شام کو وہ بالکونی میں کھڑی ڈھلتے سورج کا منظر دیکھ رہی تھی جب عفان وہاں پہنچا اور استفسار کیا۔

"بہت اچھی۔ کافی دنوں بعد بہت ریلیکس فیل کر رہی ہوں۔"

"گڈ۔ تعوذ کا رشتہ طے ہو گیا ہے لیکن شادی ایک سال بعد ہو گی۔"

"ہاں مجھے بتایا شیریں نے اور گروپ چیٹ بھی دیکھی تھی میں نے۔ مجھے تو یہ ٹھیک ہی لگا کیونکہ تعوذ بھی اتنے وقت میں لندن سیٹل ہو جائے گا۔"

"ہمم۔" عفان چند لمحے خاموش رہا اور پھر اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے چاہے مگر پھر خاموشی..... وہ کافی پریشان تھا۔ تھوڑی دیر بعد آخر کار اس نے بول ہی ڈالا۔" سعیر چاچو چاہ رہے ہیں کہ میں شادی کر لوں۔"

وفا چونکی اور پھر اس کے چہرے پر وہی خوشی اور ایکسائٹمنٹ دیکھنے کو ملی جو ایک دوست کو دوسرے دوست کی شادی کے ذکر پر ہوتی ہے۔ "رئیلی عفان۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اوہ گاڈ مجھے یقین ہی نہیں آرہا کہ میرے دوست عفان کی شادی ہو گی۔ کتنا مزہ آئے گا ناں تمہاری شادی میں۔ ہم بلکل اسی طرح انجوائے کریں گے جس طرح ہم نے شاہ میر بھائی اور پری کی شادی پر کیا تھا۔" وہ کافی پر جوش تھی۔

"ہمم۔" عفان پھیکا سا مسکرایا۔

"لڑکی کون ہے؟ یہ بتایا چاچو نے؟"

عفان چند لمحے پھر خاموش رہا اور پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"فائن۔ مجھے یقین ہے کہ سعیر چاچو کی پسند لاجواب ہو گی۔ لیکن عفان تم اپنے بابا سے بات ضرور کرنا۔ تم ہر بات سعیر چاچو کی مانتے ہو تو وہ کافی ہرٹ ہوتے ہیں۔ تم ان سے اس فیصلے پر رائے ضرور لینا۔"

"بابا مجھے ہمیشہ غلط گائیڈ کرتے ہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تم ان کے فیصلے کو ہمیشہ ڈی گریڈ کرتے ہو اور وہ ہر بار تمہاری بے رخی دل سے لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہوں۔ اِن فیکٹ ان کے لیے اپنی ذات کے علاوہ کوئی امپورٹنٹ نہیں ہے۔"

"اگر ایسا ہوتا تو آج وہ اس حال میں ہوتے؟"

Safar Aur Ab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایسا ہی ہے تب ہی تو وہ آج اس حال میں ہیں۔ ان کے فیصلے ہمیشہ سے غلط تھے۔ صدِ شکر کہ سعیر چاچو ہر وقت ان کی غلطی کو سدھارنے کے لیے موجود رہے ورنہ بابا نے تو مراد ہاؤس کی بربادی کے لیے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔"

"کون تمہیں یہ بکواس قسم کی باتیں بتاتا ہے عفان؟" وہ اس کی باتیں سن کر کافی غصہ ہوئی۔ اس کے لیے سلیم مراد اسی طرح اہم تھا جس طرح سعیر مراد۔

"بکواس نہیں ہے یہ حقیقت ہے۔ بکواس ہوتی تو سعیر چاچو خود یہ سب مجھے کبھی نہ بتاتے۔" اس کی آواز اونچی ہوئی۔

"واٹ! یہ سب تم سے سعیر چاچو نے کہا ہے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی ہاں اور سچ ہی بتایا ہے۔" اس نے اپنی اونچی آواز اور تلخ لہجہ محسوس کیا تو رکا اور پھر سنبھلا۔ چند لمحے خاموشی رہی۔

"ہمیں پرانی باتیں چھوڑ کر موو آن کرنا چاہیے۔ بزنس کے معاملے میں اختلافات تو چلتے رہتے ہیں۔" عفان نے بات سنبھالی۔

"فائن۔ تم یہ بتاؤ کہ تم چاچو کے فیصلے سے خوش ہو؟" وفا بھی اپنی پرانی ٹون میں واپس آ گئی۔

"پتا نہیں۔" وہ سر جھکا کر نیچے لان کی طرف دیکھنے لگا۔

"دل میں تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے جناب کے۔ ہے ناں؟" اس نے اسے چھیڑنا چاہا جس پر عفان ہلکا سا مسکرا دیا۔

شام کو وہ سعیر سے ملنے اس کی سٹڈی کی طرف چل دی۔ وہ بھی حدید کی طرح ہی ایک مصروف شخصیت تھا۔ جن کا مقصد تھا کام.... کام.... اور بس کام ....

"سلام چاچو!" وہ اندر داخل ہوتے ہی بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وعلیکم السلام! کیسا ہے ہمارا بچہ؟" وہ بھی اسے دیکھ کر کافی خوش ہوا۔

"میں بلکل ٹھیک۔ یہ کیا چاچو جان۔ آپ زیادہ تر ملک سے باہر رہتے ہیں اور جب پاکستان آتے ہیں تو سارا دن آفس اور پھر اس کے بعد سٹڈی۔ آپ کے پاس تو گھر والوں کے لیے ٹائم ہی نہیں ہے۔"

"آتے ساتھ ہم سے شکایت اور وہ بھی ہماری؟" وہ ہنس دیا۔ "اگر میں محنت نہیں کروں گا تو تم سب بچوں کیلیے یہ آسائشوں کا سامان کہاں سے آئے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ مراد ہاؤس کے بچوں کو کسی چیز کی کوئی کمی نہ ہو۔"

"ساری عمر تو لگا دی کمانے میں۔ اب بس کر دیں۔ ہم سب ہیں ناں۔"

"جو کمایا تھا وہ تو لاس میں چلا گیا۔" اس کا لہجہ افسردہ تھا۔

"مطلب؟" وہ چونکی۔

"پچھلے چند سالوں سے ہمیں کافی نقصان جھیلنا پڑ رہا ہے۔ لاس پر لاس.... لاس پر لاس..... کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے آخر یہ سب ہو کیسے رہا ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ حدید میرے ساتھ تھا ورنہ تو اب تک ہم سڑک پر آچکے ہوتے۔ اب بس لاس اینجلس میں جو بزنس سٹارٹ کیا ہے وہی ہماری آخری امید ہے۔ اگر اس میں ناکام ہوئے تو"....

"آپ مایوس نہ ہوں۔ مایوسی گناہ ہے۔ دیکھیے گا اللہ تعالیٰ آپ کی مدد ضرور کریں گے۔" تسلی پر وہ مسکرا دیا۔

"شاہ میر بھائی بھی آپ کی مدد کرتے تو شاید اتنا نقصان نہ ہوتا۔" وفا کی اس بات پر اس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ در آئی۔

"اس کی آنکھوں پر باپ سے دشمنی کی پٹی بندھی ہے۔ لیکن وہ ایک دن پچھتائے گا۔"

"لیکن چاچو اچھا ہی ہوا کہ انہوں نے آپ کی مدد نہیں کی۔"

"مطلب؟"

"انسان اپنی جن صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے وہ صرف انہی کا استعمال جانتا ہے۔ اس کا انٹرسٹ بھی ان صلاحیتوں کے استعمال میں ہی ہوتا ہے۔ اگر اس سے کچھ ایسا کرنے کو کہا جائے جس میں نہ ہی وہ انٹرسٹڈ ہوں اور نہ ہی اس کام کو کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو نتیجہ مایوس کن ہوتا ہے جس پر پچھتانے کے علاوہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔"

"مجھے اب اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ خود سب ہینڈل کر سکتا ہے اس لیے جو مرضی چاہے کرتا رہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ آپ کی مرضی چاہتے ہیں چاچو جان۔ آپ ان کے لیے بہت اہم ہیں اس لیے وہ ایک غلطی کے بعد مزید کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتے۔"

"میں اس کے لیے اہم نہیں ہوں۔"

"چاچو آپ ان کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ واقعی آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کی مرضی چاہتے ہیں ورنہ تو وہ کب کے لیون سیٹل ہو چکے ہوتے۔"

"لیون؟ مگر کیوں؟" وہ ایک دم سیدھا ہوا۔

"وہ کہتے ہیں کہ فرانس ان کا ڈریم لینڈ ہے۔ وہ اپنی باقی کی زندگی وہیں گزارنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ جانتے ہوئے کہ آپ نہیں مانیں گے انہوں نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اب آپ ہی بتائیں چاچو جان کہ کیا کوئی شخص آپ کے لیے اپنے خواب خود اپنے ہاتھوں سے بلاوجہ توڑے گا؟"

وہ خاموش رہا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم اپنی لاکھ کوششوں کے بعد بھی کسی کے دل کو اپنے لیے نہیں بدل سکتے۔" سعیر چونکا۔ یہ الفاظ....

"اگر وہ ڈاکٹر بننا چاہتے تھے تو آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ان کا ساتھ دیتے مگر آپ نے ان کے ہر راستے میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈالی۔ یہ تو ان کا نصیب تھا کہ وہ ڈاکٹر بن گئے ورنہ آپ نے تو..... خیر وہ آج بھی اپنے باپ سے محبت کرتے ہیں مگر انہیں صرف یہی گلہ ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کا ایک بزنس وومن بننے میں ساتھ دیا مگر اپنے بیٹے کا ڈاکٹر بننے میں ساتھ نہ دیا۔" وہ بولتی گئی جبکہ وہ خاموش رہا۔

"اسے کہو کہ وہ لیون میں سیٹل ہو سکتا ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔" اگلے لمحے ہی بولے جانے والے الفاظ نے وفا کو چونکا دیا اور خوشی اس کے چہرے پر دمکنے لگی۔

"رئیلی چاچو؟ آپ واقعی مان گئے؟"

وہ دھیرے سے مسکرایا اور پھر بولا۔ "ہاں۔ مجھے اب اس سے کوئی گلہ نہیں بس میں چاہتا ہوں کہ وہ جہاں رہے خوش رہے لیکن"....

"لیکن کیا؟"

"لیکن وہ عفان کی شادی کے بعد ہی لیون جا سکتا ہے۔"

"تھینک یو سو مچ چاچو جان۔ آئی لو یو۔"

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ۔"

وہ جب اپنے کمرے میں آئی تو خوشی کے مارے اس کا جھومنے کو جی چاہ رہا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ فرینڈز کی پرابلمز وہی حل کیا کرتی تھی اور اگر کرنے کی ہمت نہ بھی رکھتی ہوتی تو وہ اتفاق سے ہو جایا کرتی تھیں۔ اس کے سٹڈی سے باہر نکلتے ہی سعیر کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ اس کے کانوں میں وفا کے وہ الفاظ گونجنے لگے۔ "ہم اپنی لاکھ کوششوں کے بعد بھی کسی کے دل کو اپنے لیے نہیں بدل سکتے۔"

یہی الفاظ تو تھے سعیر کی پوری زندگی کے تجربات کا نچوڑ..... اس نے دراز کھول کر ایک تصویر نکالی اور پھر کئی لمحے وہ اسے دیکھتا رہا۔ اس کے لبوں پر سوگوار سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں نے تمہیں کھو دیا کیونکہ تم بہت ظالم تھیں.... ملکہِ قلب"!

رات کو ڈنر کرتے ہوئے سب ساتھ ساتھ گفتگو بھی کر رہے تھے۔ زیادہ تر حدید کا آنا اور تعوذ کے رشتے کو ڈسکس کیا گیا۔ سعیر جب کھانا کھا چکا تو سب پر ایک گہری نظر دوڑائی اور پھر کھنکھارا جس پر سب خاموش ہوئے اور توجہ اس کی طرف مرکوز کی۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے..... وقفہ..... میں چاہتا ہوں کہ عفان کی شادی کر دی جائے۔"

آفرین کی خوشی کے مارے آنکھیں پھیل گئیں جبکہ عفان کا سر جھک گیا۔ باقی سب بھی اس فیصلے پر کافی خوش ہوئے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آفرین! کیا تم اپنے بیٹے کی شادی کے لیے راضی ہو؟"

"مجھے بھلا کیوں کوئی اعتراض ہو گا بلکہ میں تو بہت خوش ہوں اس فیصلے سے۔"

"گڈ۔ تم سلیم کو بھی اس بات کی خبر دے دینا۔"

آفرین نے سر کو خم دیا اور پھر کچھ دیر سوچ کر کہا۔

"مگر آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ کس سے۔"

"یہ بھی بہت جلد بتا دوں گا۔ تم بے فکر رہو۔" وہ اٹھا اور کوٹ کے بٹن بند کرتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ اپنے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی اور کافی دیر سے یہ سوچ رہی تھی کہ اگر شاہ میر کو اتنی بڑی خوش خبری دینے کے لیے صبح کا انتظار کیا تو یقیناً اس کا پیٹ درد کرنے لگے گا۔ بس پھر وہ اٹھی اور موبائل اٹھا کر واٹس ایپ اوپن کر کے شاہ میر کی چیٹ کھولی۔

"ہیلو شاہ میر بھائی۔ کہاں ہیں آپ؟" اس نے میسج سینڈ کیا اور پھر چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھی تو شاہ میر کا میسج آیا ہوا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گھر ہی ہوں۔ سب خیریت؟ اگر تو تمہیں اس وقت چاکلیٹس چاہئیں تو آئی ایم رئیلی سوری۔"

"افوہ شاہ میر بھائی۔ ایک تو آپ ہر بات میں میری چاکلیٹس کو لے آتے ہیں۔ دراصل مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" اگلے ہی لمحے اس کا میسج آیا۔

"اوکے۔ میں منصب بی کو کافی کا کہتا ہوں تم لان میں آجاؤ۔"

اگلے ہی لمحے وہ پاؤں میں سلیپرز گھسیڑتی کمرے سے باہر چل دی۔ لان میں پہنچی تو شاہ میر اسے وہاں بیٹھا دکھائی دیا۔ وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے شاہ میر بھائی۔"

"مجھے بھی۔"

شاہ میر کے جواب پر وہ چونکی۔ "آپ کو کیا بات کرنی ہے؟"

"پہلے تم بتاؤ۔ لیڈیز فرسٹ۔"

"فائن۔ مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ..... ایسا کریں آپ خود ہی گیس کریں۔"

"وفا! اتنا سسپینس مت کریئٹ کرو۔ تمہیں پتا ہے کہ میں اچھی خبر سننے کے لیے ترس گیا ہوں۔"

"آپ کو کیسے معلوم کہ میں آپ کو اچھی خبر سنانے والی ہوں؟"

"تمہاری ایکسائٹمنٹ بتا رہی ہے۔"

"اچھا تو پھر سنیں۔ آپ لیون میں ایزیلی سیٹل ہو سکتے ہیں کیونکہ سعیر چاچو مان گئے ہیں۔"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پہلے نا سمجھی سے، پھر حیرت سے اور پھر بے یقینی سے .....

"واٹ! کیا تم..... تم یہ کہہ رہی ہو کہ بابا نے اجازت دے دی؟" وہ حیران تھا۔ بہت زیادہ .....

"یس۔" شاہ میر کو یہ بات اپنے اندر جذب کرنے میں کئی لمحے لگے۔ وہ کافی شاکڈ تھا۔

"مگر میں نے تو ابھی تک بابا سے اس بارے میں کوئی بات کی ہی نہیں۔" منصب بی کافی لے کر آچکی تھیں۔

"میں نے کر دی ناں۔" وفا نے کافی کا مگ اٹھایا۔

"جسٹ کانٹ بیلیو..... وہ اتنا جلدی کیسے مان گئے؟"

"کیونکہ انہیں منانے والی میں تھی۔ وفا جہانگیر.... جسے کوئی اور کام آئے نہ آئے لوگوں کو منانا ضرور آتا ہے۔"

"یو آر.... یو آر ریئلی این اینجل وفا۔ مطلب میں نے تمہیں ایک دوست سمجھ کر اپنا مسئلہ بتایا اور تم..... تم اسے حل بھی کر آئیں۔ امپریسو" ....

"ایسے ہی سب مجھے داد نہیں دیتے۔" لہجے میں غرور تھا۔ "اور ویسے بھی آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے اپنے فرینڈز کی پریشانیاں نہیں دیکھی جاتیں کیونکہ میری سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ میں دوستی میں بہت اچھی ہوں۔"

"آج یقین ہو گیا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس اب آپ فکر نہ کریں۔ فریال بھابھی کو بتائیں اور پھر تیاریاں شروع کریں۔ عفان کی شادی کی بھی اور اپنے نئے سفر کی بھی۔"

"عفان کی شادی سے یاد آیا۔ جو بات میں نے تم سے کرنی تھی وہ یہ تھی کہ تم جانتی ہو کہ بابا کس سے اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں؟"

"معلوم نہیں۔"

"جہاں تک مجھے خبر ملی ہے اس کے مطابق تو..... بابا کی نظر میں عفان کے لیے نوشابہ ہی ہے۔"

وفا خاموش رہی۔ نوشابہ کا نام سن کر پتا نہیں کیوں بس اسے خوشی نہیں ہوئی تھی۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ کافی انڈرسٹینڈنگ بھی ہے دونوں میں.... مینج کر لیں گے۔"

"تمہیں عفان کی نوشابہ سے شادی کا کوئی افسوس نہیں؟"

"کیا ہو گیا ہے شاہ میر بھائی۔ مجھے بھلا ان کی شادی کا افسوس کیوں ہونے لگا؟"

شاہ میر اس کے جواب پر مسکرا دیا۔ "یعنی میرا شک ٹھیک تھا؟"

"کیسا شک؟"

"یہی کہ تم حدید سے محبت کرتی ہو۔" اور یہی وہ الفاظ تھے جنہوں نے وفا کو بدل ڈالا۔ اس کے نظریات، اس کی سوچ، اس کا دل غرض اس کا سب کچھ .....

وہ سکتے کی حالت میں اسے دیکھتی رہی۔ وہ کیا کہہ گیا تھا؟ وہ کیا سن چکی تھی؟ سچ یا پھر جھوٹ؟ یا پھر وہ بات جس کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

"کک.. کیا کہا آپ نے؟" نہ جانے کیوں بس زبان بھی ساتھ چھوڑ گئی۔ دھڑکن کی رفتار کم ہو گئی مگر اس کی آواز اسے اس کے کانوں میں اتنا زور سے سنائی دینے لگی کہ اس کا جی چاہا وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لے۔

"وہی جو سچ ہے۔ تم اپنے ہادی سے محبت کرتی ہو۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا جبکہ وفا نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"آپ کو کیسے معلوم؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارے علاوہ سب کو معلوم ہے وفا۔ سب ہی جانتے ہیں کہ تم دونوں کے درمیان جو ہے وہ دوستی سے کہیں زیادہ ہے۔"

"ہم صرف دوست ہیں شاہ میر بھائی۔"

"رئیلی؟ کیا یہ صرف دوستی ہے کہ زخم ہادی کا تھا اور تکلیف وفا کو ہو رہی تھی؟"

"تو کیا مجھے اس سے محبت ہے؟" اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟ اپنے اس دل سے پوچھو کہ اس میں ہادی کا آخر کیا مقام ہے؟ اور دیکھ لینا اگر تم اپنے دل میں جھانکو گی تو وہ تمہیں اپنے دل کے تخت پر موجود دکھائی دے گا جہاں صرف ایک شخص کی جگہ ہوتی ہے کیونکہ دل پر سلطنت ہمیشہ ایک ہی شخص کرتا ہے"

تھوڑی دیر بعد وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے سیڑھیاں چڑھنا شروع کیں۔

(مجھے ہادی سے محبت ہے؟) خود سے سوال کرتی وہ اوپر چڑھ رہی تھی۔ دماغ کئی سوچوں میں الجھ سا گیا۔

(مجھے ہادی سے محبت ہے؟) ذہن کی سکرین پر بہت سے منظر آنے لگے۔ کانوں میں اپنی آواز کے ساتھ کسی اور کی آواز بھی گونجنے لگی۔

"تم وہ واحد شخص ہو محترمہ جو مجھے ہادی بلائے تو مجھے غصہ نہیں آتا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم ہی تو ہو محترمہ جو میرے لیے اس دنیا میں سب سے زیادہ خاص ہے۔"

(مجھے ہادی سے محبت ہے؟) شاہ میر کی شادی پر جب نوشابہ نے حدید کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا۔ "میں دوست نہیں بنایا کرتا۔" اور اس بات پر وفا اس سے کئی دن خفا رہی۔

"ارے محترمہ! میں تو صرف نوشابہ سے بچنے کا کوئی بہانہ چاہتا تھا۔ تم تو میری بیسٹ فرینڈ ہو اور مجھے اتنا عزیز ہو کہ اگر ہزار بار بھی مجھے دوستی کرنے کا موقع ملا تو میں آنکھ بند کیے صرف تم سے کروں گا۔"

(مجھے ہادی سے محبت ہے؟)

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"Your smile makes you perfect, wafa."

"میں اتنی ٹھنڈ میں صرف تم سے ملنے مراد ہاؤس آیا اور تم کہہ رہی ہو کہ مجھے تمہاری پرواہ نہیں ہے۔"

"احسان جتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ تم مراد ہاؤس صرف اور صرف سعیر چاچو سے ملنے آتے ہو۔" وہ منہ بسورے بولی تھی۔

"ان سے بات چیت میں آفس میں بھی کر سکتا ہوں۔ اگر تم پھر بھی نہیں مانتیں تو ٹھیک ہے آئندہ میں یہاں نہیں آیا کروں گا۔"

"میں تو صرف مذاق کر رہی تھی جہنمی انسان۔ نہ آئے ناں تو پھر مجھ سے کبھی بات نہ کرنا اور بھول جانا کہ تمہاری کوئی دوست وفا بھی ہے۔"

"اوکے۔" اور اس جواب پر وفا نے اسے ساتھ رکھا کشن دے مارا تھا۔ عفان نے یہ منظر اپنے کیمرے میں قید کر لیا۔ وہ تصویر اٹھائے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس تصویر میں پری، حدید اور وفا ساتھ بیٹھے تھے جبکہ باقی سب تصویر میں نہ آسکے تھے۔ حدید ہنس رہا تھا جبکہ وفا ہاتھ میں اٹھایا کشن اس کی طرف پھینک رہی تھی۔ وفا کو وہ منظر بے حد حسین لگا تھا جسے دیکھ کر وہ مسکرا دی۔ اسے واقعی احساس ہونے لگا کہ اس کے لیے ہادی کس قدر اہم ہے۔ اور جیسے جیسے وہ سوچتی اور سمجھتی گئی اس کے لبوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر محبت کے رنگ بکھرنے لگے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

مجھے ہادی سے محبت ہے۔ آواز اس کے دل سے آئی تھی۔ اس وقت وفا نے ہادی کے لیے اپنی محبت پر مہر ثبت کر دی۔

.....

فون بجنے پر وہ اپنے خوابوں کی دنیا سے واپس آئی اور دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مارا تو وہ اپنا موبائل فون ڈھونڈنے میں کامیاب رہی۔ آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں جبکہ وہ خود اوندھے منہ لیٹی تھی۔ اس نے فون کان سے لگایا جبکہ نیند کی وجہ سے کچھ نہ بولی۔ کافی دیر خاموشی سننے کے بعد وہ اکتا گئی۔

"اتنی صبح صبح کیا صرف خاموش رہنے کے لیے کال کی ہے جہنمی انسان؟" آواز نیند سے بوجھل تھی مگر پھر بھی غصے سے بھری تھی۔

"میرا نہیں خیال کہ یہ صبح کا وقت ہے۔" نہایت پر سکون جواب ....

"اچھا! تو کیا اتنی رات کو میری نیند خراب کرنے کے لیے کال کی ہے؟" اب کی بار اس نے مکمل طور پر آنکھیں کھولیں۔

"مجھے یہ بھی نہیں لگتا کہ یہ رات کا وقت ہے۔" اب کی بار اس نے نووارد کی آواز پہچانی تو ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"ہادی تم؟" اس نے فون ہٹا کر نمبر دیکھا جو غیر شناسا تھا اور پھر گھڑی کی طرف نظر دوڑائی جو دن کے بارہ بجا رہی تھی۔

"دوپہر کا وقت ہے محترمہ اور تم ابھی تک سو رہی ہو؟"

"ہاں۔ دراصل رات کو کافی دیر سے سوئی تھی۔" وہ اٹھی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا جہاں واضح شرمندگی تھی۔

"وجہ؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری؟" اور اس سوال پر وہ دھیرے سے ہنس دی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بلکل ٹھیک ہوں بس رات کو ایک راز معلوم ہوا تو خوشی کے مارے نیند ہی نہیں آئی۔" اس نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی ایسے شہزادے کا پتہ معلوم ہو گیا جو تمہیں چاکلیٹس لا کر دے گا یا پھر سرخ گلاب.... میرے خیال سے تو صرف یہ دو چیزیں ہی تمہیں خوش کر سکتی ہیں۔"

"یہ تو طے ہے کہ تم دنیا کے وہ واحد شخص ہو جو میری آنکھیں پڑھ لیتا ہے مگر آج تو میں تمہارے سامنے بھی نہیں۔ پھر تم نے کیسے درست اندازہ لگا لیا؟"

"تمہاری ذات میرے ذہن میں اس طرح نقش ہے کہ میں تمہیں دیکھے بغیر بھی تمہارا حال معلوم کر سکتا ہوں۔" اور یہ وہ بات تھی جو وفا کا ان کی محبت پر یقین پختہ کر گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ میں اس وقت کس کے بارے میں سوچ رہی ہوں؟" اس نے اپنی آگے کو آتی بالوں کی لٹ کو انگلی میں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"تم آئینے کے سامنے کھڑی اس شخص کو سوچ کر مسکرا رہی ہو جس سے تم ابھی بات کر رہی ہو۔" اس جواب پر وہ یکدم چونکی۔ اس نے فوراً مڑ کر کمرے میں دیکھا جہاں کوئی نہ تھا۔

"نہیں تو۔ میں تمہارے بارے میں ہرگز نہیں سوچ رہی۔" اس نے خود کو سنبھالا جبکہ شک کی بنا پر وہ اپنی بالکونی میں آکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی تھی۔ کیا وہ وہاں تھا یا پھر وہ واقعی اس کے ذہن پر نقش تھی؟ اسے وہاں پر ہادی تو دکھائی نہ دیا لیکن اس کے کال کرنے کی وجہ ضرور معلوم ہو گئی۔ باہر موسم بہت خوبصورت تھا۔ بادلوں سے بھرا آسمان برسنے کو تیار تھا۔ ان دونوں کو بارش بہت پسند تھی اور دونوں ہی یہ بات جانتے تھے۔ اس لیے جس دن بارش ہوتی اس دن کی ملاقات یقینی ہوتی تھی۔

اس کے جواب پر وہ ہنس دیا۔ "اگر تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں ورنہ میرے اندازے عموماً درست ہوتے ہیں۔"

وفا کا چہرہ گلابی پڑ گیا۔

"آج لنچ ساتھ کریں؟"

"کیوں نہیں۔" اس کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھر گئے۔

"پھر تیار رہنا میں تمہیں پک کر لوں گا۔"

رابطہ منقطع ہو گیا تو وہ واپس آئینے کے سامنے آئی اور خود کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ اس نے اپنی یہ صورت پہلی بار دیکھی تھی۔ اس کا چہرہ بلش کر رہا تھا۔ دونوں طرف گال پر موجود گڑھے مزید گہرے ہو چکے تھے۔ اس نے اپنے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کیں۔ اسے زیادہ تر اپنی آنکھیں، گال پر موجود گڑھے اور بال بہت پسند تھے۔ وہ اپنے بالوں کی حد سے زیادہ کیئر کرتی تھی۔ اس کے کمر تک آتے بال قدرتی طور پر بھورے تھے اور کلر کروانے کے بعد وہ مزید خوبصورت لگتے تھے۔ اس کا فون ایک بار پھر بجنے لگا۔ اس نے فون کان سے لگایا تو عفان کی آواز سننے کو ملی۔

"جاگ گئیں؟"

"ہاں۔ تم آفس جا چکے؟"

"اب تو واپس آنے کا بھی سوچ رہا ہوں۔"

"وہ کیوں؟ کام سے تھک گئے کیا؟" اس نے بالوں میں کیچر لگایا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ موسم کافی اچھا ہے اور تمہیں کچھ اسپیشل بھی بتانا ہے۔ اس لیے چاہ رہا تھا کہ ہمارا لنچ پلان جو کافی دنوں سے پینڈنگ ہے اس پر غور کیا جائے۔" وفا کے چہرے کی رنگت بدلی جبکہ وہ بولی کچھ بھی نہیں۔

"کیا ہوا؟" عفان نے خاموشی بھانپتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دراصل.... آج تو میرا اور....." وہ چپ ہوئی۔ ایک دوست تھا تو دوسرا محبت.... کسی ایک کو منع کرنا لازمی تھا اور وہ یہ نہیں کر سکتی تھی۔

"تمہارا اور حدید کا پلان تھا۔ ایم آئی رائٹ؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

شرمندگی کے باعث وفا نے اپنی شکل بگاڑی تھی۔ "تمہیں کیسے معلوم؟"

جواباً وہ ہنس دیا۔

"تم عفان کو کبھی انکار نہیں کر سکتیں وفا۔ اگر درمیان میں حدید نہ آئے تو....." لہجے میں عجیب تلخی سی تھی۔

وفا کو عجیب سے احساس نے آگھیرا۔ پشیمانی... افسوس..... دکھ.....

"سوری عفان۔"

"ایکسکیوز کی کوئی ضرورت نہیں وفا۔ ویسے بھی ہم ڈنر تو ساتھ ہی کریں گے۔ تم میرے لیے پریشان نہ ہونا ورنہ ہادی نے باوال مچا دینا ہے۔" وہ کہتے ہی ہنس دیا جس پر وفا محض مسکرا دی۔ عفان واقعی ایک اچھا دوست تھا مگر صرف دوست .....

سلیم مراد کے کمرے میں اس وقت وفا اور آفرین بیٹھی سلیم سے باتیں کر رہی تھیں۔ وفا سے بات کرنے کے بعد مجال ہے جو کسی کا بھی موڈ خوشگوار نہ ہو۔ سلیم مراد کا تو صرف وفا کے ساتھ ہی دل لگتا تھا یا پھر سچ یہ تھا کہ وفا کے علاوہ مراد ہاؤس میں اسے کوئی کچھ سمجھتا ہی نہ تھا۔ کسی کے پاس اس کے لیے وقت نہیں تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"عفان کی شادی ہونے والی ہے چاچو جان۔ آپ جلد سے جلد ٹھیک ہو جائیں تاکہ ہم سب مل کر اس کی شادی انجوائے کر سکیں۔" وہ اس کی بات پر مسکرا دیا۔

"تم نے کہیں جانا ہے؟" وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی جس پر سلیم مراد نے اندازہ لگایا۔

"جی چاچو جان۔ ہادی کے ساتھ لنچ پہ جا رہی ہوں۔ وہ بس آنے ہی والا ہے۔ "

"خیر سے جاؤ۔ اس کی طبیعت کیسی ہے اب؟"

"ہمیں تو کہتا ہے کہ ٹھیک ہوں لیکن زخم اتنا جلدی کہاں بھرتے ہیں؟"

"بہت بہادر اور محنتی بچہ ہے مگر"....

"مگر کیا؟" سوال آفرین نے کیا۔

سلیم مراد مسکرایا اور پھر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ وفا اور آفرین نے اس کے الفاظ سنے جو اس کے منہ سے نکلے تو چونک گئیں۔

"وہ بھی ہار جائے گا۔"

"ہار جائے گا؟ مگر کس سے؟" وفا نے فوراً سوال کیا۔

"اسی سے جس سے وہ اور سعیر لڑ رہے ہیں۔ ان کو کوئی تو سمجھائے کہ اس سے کوئی نہیں جیت سکتا۔ کوئی بھی نہیں..... وہ اپنی اور تم سب کی زندگیوں کو داؤ پر نہ لگائیں۔ انہیں کہو کہ وہ اپنی دنیا میں واپس لوٹ آئیں۔" اس کی آنکھوں کے کنارے نم ہو گئے۔ اس کی آواز میں تکلیف تھی۔

"آفرین.... آفرین دیکھو ناں... سعیر اب حدید کے بعد میرے بیٹے عفان کو بھی اسی دنیا میں لے جا رہا ہے۔ اسے کہو کہ ایسا نہ کرے۔ وہ سب ہار جائیں گے اور ان کا انجام وہی ہو گا جو باقی سب کا ہوا۔ وہ سب.... وہ سب مر گئے.... آفرین وہ سب مر گئے۔ اب یہ بھی.... یہ سب بھی خود کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔ روک لو انہیں آفرین... روک لو انہیں۔" اس کی بڑھتی آواز.... رکتا سانس.... وفا اور آفرین فوراً اٹھ کر اسے سنبھالنے لگیں۔ وفا نے منصور کو آوازیں لگانا شروع کر دیں جس پر باقی چند ملازم بھی وہاں پہنچ گئے۔ سلیم کسی بچے کی مانند رونے لگا۔ اس کی حالت غیر ہو گئی۔ منصور نے فوراً ہی اسے ایک انجیکشن لگایا جس کے زیرِ اثر وہ چند ہی لمحوں بعد بیڈ پر ڈھے گیا۔

وفااور باقی تمام ملازم اسے افسوس سے دیکھتے رہ گئے جبکہ آفرین منصور کے ساتھ مل کر اسے سیدھا کرنے اور اس پر چادر وغیرہ ڈالنے میں مصروف تھی۔

یہ واقعہ کافی عرصے بعد پیش آیا تھا۔ انہیں لگا تھا کہ اب وہ ٹھیک ہوتا جارہا ہے مگر نہیں.... وہ آج بھی ویسا ہی تھا۔ اسی مقام پر جہاں وہ برسوں پہلے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لان میں پریشان سی کھڑی تھی۔ گاڑی کی بیپ سنائی دینے پر وہ باہر آئی تو دیکھا وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے موبائل پر مصروف کھڑا تھا۔ اس کے پاس آنے پر اس نے موبائل جیب میں رکھا اور ایک خوشگوار مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیا۔

"چلیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد ان میں معمول کی کئی باتیں ہوتی رہیں۔ ساتھ ہادی ہو اور وفا خاموش رہے۔ ناممکن ....

وہ ریستوران پہنچے تو موسم کافی حد تک خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ وہ گلاس وال کے پاس آمنے سامنے اپنی اپنی کرسی پر براجمان تھے۔ وفا کی رنگت، اس کا انداز سب کچھ بدلا بدلا سا تھا۔ حدید نے اسے کافی غور اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"تمہارے بلش کرتے گال.... آنکھوں کے بدلے تاثر..... بدلی بدلی رنگت.... معنی خیز مسکراہٹ..... یقیناً تمہارا دل بدل گیا ہے۔"

"مطلب؟" وہ چونکی۔

"جب دل بدلتا ہے تو انسان پورا کا پورا بدل جاتا ہے۔ آنکھوں میں نئے خواب ہوتے ہیں جو آج میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں۔"

"مجھے تمہاری یہ عادت بہت بری لگتی ہے ہادی۔"

"کون سی؟ آنکھیں پڑھنے والی؟"

"اُف ہادی۔ تم تو میرا ذہن بھی پڑھنے لگے ہو۔" وفا نے منہ بسورا جبکہ ہادی ہنس دیا۔

"تمہیں بھی آنکھیں پڑھنا آنی چاہئیں۔" ویٹر سے آرڈر نوٹ کروانے کے بعد وہ بولا تو وفا نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھ سے نہیں پڑھی جاتیں۔ اب کیا آنکھوں میں کچھ لکھا ہوتا ہے جو مجھ سے پڑھا جائے؟"

"جی ہاں محترمہ! آنکھوں میں جذبات لکھے ہوتے ہیں۔"

"رئیلی؟ کس زبان میں؟" وفا نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔

"آنکھوں کی اپنی زبان ہوتی ہے جو صرف آنکھیں ہی پڑھ سکتی ہیں۔ تم سے یہ نہیں ہو گا ڈونٹ وری۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جہنمی انسان! دیکھ لینا ایک دن میں تمہیں تمہاری آنکھیں پڑھ کر دکھاؤں گی۔"

"میں داد دینے کے لیے تیار رہوں گا۔" اس کے اس طرح بھڑکنے پر وہ ہنس دیا۔

"زخم کیسا ہے تمہارا؟"

"کون سا؟" اس کے منہ سے پھسلا جبکہ وفا اسے دیکھتی رہ گئی۔ یاد آنے پر حدید نے کف سیٹ کیا۔

"معمولی سا زخم تھا۔ بھر گیا"...

"تمہیں پتا ہے ہادی آج سلیم چاچو کی طبیعت پھر خراب ہو گئی تھی۔"

"آج کیا کہانی سنائی انہوں نے؟" لہجہ عام سا تھا۔

"فار گاڈ سیک ہادی۔ تمہیں تو ان کی حالت سمجھنی چاہیے۔" اس کی بات پر حدید نے آنکھیں گھمائیں۔

"کیا سمجھوں؟ سب جانتے ہیں کہ ان کا یہ.... اس نے کنپٹی پر دستک دی..... ختم ہو چکا ہے۔ سارا دن کہانیاں بناتے رہتے ہیں اور پھر تمہیں بتا کر پریشان کر دیتے ہیں۔ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم ان کی باتوں کو نظر انداز کر دو۔"

"کوشش تو کرتی ہوں۔" کھانا سرو ہو گیا تو دونوں کھانے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتے رہے۔

"اس کے علاوہ گھر میں سب ٹھیک ہے؟"

"ہمم.... سب ٹھیک ہے۔"

"تمہارے چاچو نے گھر پر بلایا تھا۔ مجھے لگا پھر کسی فیصلے کے متعلق مشورہ چاہتے ہیں۔"

وفا نے کندھے اچکائے اور پھر اگلے ہی لمحے پر جوش ہو کر بولی۔

"یو نو واٹ چاچو سعیر نے عفان کی شادی کا فیصلہ کیا ہے۔" حدید کا ہاتھ یکدم رکا اور اس کے ہاتھوں میں موجود چمچ پھسل کر پلیٹ میں جا گرا۔

چند لمحے سکوت طاری رہا۔ وفا پریشان سی اسے دیکھے گئی۔

"آر یو اوکے؟" اس نے اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھایا۔ حدید نے سر کو خم دیا اور پھر پانی کا گھونٹ حلق تلے اتارا۔

"تم کافی خوش لگ رہی ہو اس فیصلے سے؟" ماحول میں اچانک ہی سنجیدگی پھیل گئی۔

"میں کیوں نہ خوش ہوں۔ آخر عفان دوست ہے میرا۔" اس کا لہجہ نارمل تھا۔ حدید نے جواباً سر کو خم دیا اور پھر کھانا چھوڑ کر گلاس وال کے پار برستی بارش کو دیکھنے لگا۔ بارش کے

قطرے وال پر پڑتے اور پھر پھسلتے چلے جاتے۔ بادل کافی زیادہ گہرے تھے جس کی وجہ سے باہر کی روشنی ماند پڑ گئی تھی اور اس سب میں پہلی بار ان دونوں نے بجلی کی گرج سنی جب حدید نے کہا۔

"وہ عفان کی شادی تم سے کرانا چاہتے ہیں۔" بجلی گرجنے کی آواز وفا کو اپنے کان کے پردے پھاڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو محض خاموشی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہے۔ اس کی شادی نوشابہ سے ہو رہی ہے۔ مجھے شاہ میر بھائی نے خود بتایا ہے۔" حدید نے نظریں اس کے چہرے پر جمائیں جو بلکل سپاٹ تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوہ.... مجھے لگا کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ کسی اور کے بارے میں کہاں سوچیں گے۔" چہرے کے تاثرات لوٹ آئے۔ ایک بار پھر سنجیدگی کی ڈور ٹوٹ گئی اور وفا کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہادی۔" وہ مسکرا دیا مگر کچھ تھا جو اس مسکراہٹ میں بکھر چکا تھا۔ باتوں کا پھر سے آغاز ہوا اور اس طرح لمحے سرکتے چلے گئے۔

"تم مضبوط ہو وفا۔ "

وفا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جو سر جھکائے بول رہا تھا۔

"مگر میری خواہش ہے کہ تم مزید مضبوط بن جاؤ۔"

"مگر کیوں؟"

"وقت کا کیا بھروسہ۔ کب کہاں کیسے زندگی بدل دے۔ تم بہت اچھی ہو۔ مجھے بہت اچھی لگتی ہو لیکن جس طرح کے لوگ مجھے پسند ہیں تم ویسی بلکل بھی نہیں ہو۔"

"کیسے لوگ پسند ہیں تمہیں؟" اس کے تمام اعصاب کان بن گئے۔

"وہ لوگ جو سیاہ گلاب ہوتے ہیں جبکہ تم ایک سرخ گلاب ہو جسے صرف خوشیاں بانٹنا آتی ہیں۔"

"سیاہ گلاب؟ سیاہ گلاب کون لوگ ہوتے ہیں؟" اسے اچھنبا ہوا۔

"وہ جن کے دل پتھر اور آنکھیں سرد ہوتی ہیں۔ جن کی روح زخمی اور وجود طاقتور ہوتے ہیں۔ جن کی آنکھوں میں ارمانوں کے جنازے پڑے ہوتے ہیں مگر وہ رونے کی

بجائے بدلہ لیتے ہیں۔ ہر اس ظلم کا بدلہ جو ان پر اور ان سے جڑے لوگوں پر کیا گیا۔ اگر ان پر کوئی بری نظر ڈالے تو وہ اس کی آنکھیں نوچ لینے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ان کے دشمن ان پر وار کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتے ہیں۔ وہ اپنے غم کا اشتہار لگانے کی بجائے اسے اپنی طاقت بنانا جانتے ہیں۔ ان کی گردن اونچی اور کمر سیدھی ہوتی ہے۔ ان کو ملنے والا ہر زخم ان کی طاقت میں اضافہ کرتا ہے۔ وہ مرنا تو پسند کرتے ہیں مگر ہارنا نہیں۔ وہ جو آخری سانس تک لڑتے تو ہیں مگر سر نہیں جھکاتے۔ وہ دنیا کو فتح کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ وہ جن کی جیت یقینی ہوتی ہے۔"

وفا لاجواب ہوئی۔ اس میں سیاہ گلاب کی ایک بھی خوبی نہ تھی کیونکہ وہ سرخ گلاب تھی۔

"میں ایسی نہیں بن سکتی۔ میں چاہوں بھی تو نہیں بن سکتی۔ میں تو چھوٹی سی بات پر بھی کئی دن روتی رہتی ہوں۔ میں اس قدر مضبوط نہیں بن سکتی۔"

"تمہیں سیاہ گلاب بنا دیکھنا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے وفا۔" وفا نے محسوس کیا کہ حدید کے لہجے میں کچھ مایوس کن تھا جو عفان کے ذکر سے پہلے نہیں تھا۔ وہ اچانک ہی تھکا تھکا سا لگنے لگا تھا۔

واپسی پر ان دونوں نے وفا کی خواہش پر آئس کریم کھائی اور حدید کافی دیر سڑکوں پر یونہی بلاوجہ گاڑی چلاتا رہا۔ مراد ہاؤس پہنچنے پر وفا کو لگا کہ وہ اسے ڈراپ کر کے چلا جائے گا مگر ایسا نہ ہوا۔ وہ سعیر سے ملنے کے لیے اندر چلا آیا۔

رات کے وقت وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش چلا رہی تھی اور اس کا ذہن حدید کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ تب ہی کسی نے اس کے گلاس ڈور پر دستک دی جس پر اس کی سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ پردے سمیٹ کر اس نے دیکھا تو باہر عفان کھڑا تھا۔ گلاس ڈور سلائیڈ کرتی وہ باہر بالکونی میں آئی۔

"پہلے تم حدید کی موجودگی میں مجھے بُھلا دیا کرتی تھیں اب تو اس کی غیر موجودگی میں بھی تمہیں میرا خیال نہیں آتا۔"

"ایسا نہیں ہے عفان۔ تھوڑی پریشان تھی تو تمہارا خیال ہی نہیں آیا۔ تم بتاؤ تمہیں کچھ بتانا تھا مجھے۔" دونوں چھوٹی سی شیشے کی میز کے گرد کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے اور ساتھ رکھی دو کرسیاں خالی تھیں جن پر کبھی پری اور شاہ میر بیٹھا کرتے تھے۔ کتنا حسین وقت تھا وہ مگر اب تو سب مصروف ہو چکے تھے۔

"ہاں۔ کچھ بہت خاص بتانا تھا تمہیں مگر اس طرح نہیں بتا سکتا۔" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ پھر بولا۔ "کیوں نہ کل ہم دونوں لنچ باہر کریں۔"

"فائن۔" مختصر سا جواب دے کر وہ مسکرا دی۔

"وفا مجھے حدید بہت اچھا لگتا ہے مگر جب اس کی موجودگی ہم دونوں کی دوستی پر اثر انداز ہوتی ہے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"اوہ عفان تم ایک بار پھر شروع...." وہ رکی اور کچھ سوچنے کے بعد بولی۔ "یہ بھی تو دیکھو کہ میں اس کی زندگی میں واحد فرینڈ ہوں۔ تمہارے تو اور بھی فرینڈز ہیں عفان۔ عرصہ بعد ہی تو مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں ہادی کے لیے اہم ہوں۔ کیا میں اپنی زندگی کے چند لمحے بھی اس کے نام نہیں کر سکتی؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

عفان خاموش رہا۔ "تم جانتی ہو وفا پچھلے کئی دنوں سے ہم دونوں میں عجیب سی دوری آتی جا رہی ہے۔ تمہارے پاس ہر دوست کے لیے وقت ہے سوائے میرے۔ کیا میں گلہ نہیں کر سکتا؟"

"عفان میری نظر میں میرے تمام فرینڈز برابر ہیں۔ تم خواہ مخواہ ہی بات کو"....

"خیر چھوڑو اس سب کو۔ کل ہم لنچ ساتھ کریں گے اور تمام گلے شکوے دور کریں گے۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بولا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ وفا نے گہرا سانس لیا اور وہیں بیٹھی چاند کو دیکھنے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

آج سے کچھ سال پہلے کیلیفورنیا کے شہر سان فرانسیسکو میں موجود ایک بوسیدہ عمارت کا وہ ایک تاریک کمرہ تھا۔ جہاں ایک شخص زمین پر اوندھے منہ پڑا تھا۔ اس کی سفید ٹی شرٹ جو جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی مکمل طور پر خون آلود تھی۔ جسم پر گہرے زخموں

کے نشانات تھے۔ اس کے ارد گرد جگہ خون سے تر تھی۔ پورا وجود خون اور پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ اچانک ہی دروازہ کھلنے پر باہر سے آتی روشنی اس کے وجود پر پڑی تو اس کی وحشت ناک حالت مزید واضح ہوئی۔ ماحول میں چھائی خاموشی کا دم کسی کی ہیلز کی بازگشت نے توڑا۔ دھیرے دھیرے وہ آواز اس کے قریب آرہی تھی۔ اس شخص کے بال جو کبھی اسٹائلش انداز میں سیٹ ہوا کرتے تھے آج خون سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس نے آرام سے سر اٹھایا تو اسے اپنے بالوں سے خون قطروں کی مانند ٹپکتا ہوا نظر آیا۔ نظر پھر رکی نہیں بلکہ سامنے سے آتی اس لڑکی کی سیاہ ہیلز پر جا رکی۔ چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ کسی نے پیچھے سے اس کی گردن دبوچ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔ نظر اب کی بار ہیلز سے اٹھتی اس لڑکی کے چہرے پر جا ٹکی جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس شخص کے وجود میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ لڑکی اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔ اس کی شخصیت بہت پرکشش اور آنکھیں بہت سرد تھیں۔ بالوں کو اونچی پونی میں باندھ رکھا تھا جو کہ اس کے کندھے سے ذرا نیچے تک جھول رہی تھی۔

بلیک ٹاپ کے ساتھ بلیک منی سکرٹ اور بلیک ہائی ہیلڈ بوٹس پہنے یقیناً وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی مگر اس وقت وہ اس شخص کو خوبصورت نہیں بلکہ سفاک لگی تھی۔

"لگتا ہے میرے لوگوں نے تمہاری کافی اچھی خدمت کی ہے۔" اس نے اس شخص کی آنکھ کے نیچے موجود زخم کو دھیرے سے چھوا تو درد کی شدت سے وہ چلا اٹھا۔

"اتنی خدمت کے بعد تو تمہیں مر جانا چاہیے تھا مگر تم تو بڑے ہی ڈھیٹ نکلے۔ سنا تھا کہ ملِک کے لوگ آسانی سے نہیں مرتے۔ آج دیکھ بھی لیا۔" اس نے ہاتھ بڑھایا تو ساتھ کھڑے گارڈ نے اس کو پسٹل تھما دی۔

پسٹل اس کی پیشانی پر رکھنے کے بعد اس نے ایک جھٹکے سے اس کا جبڑا نوچ کر پوچھا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اپنی موت سے پہلے بتا دو کہ اسٹون آف یامی نوکائی کہاں ہے۔"

"مم... میں بت... بتا.... چک"...

"کیا بتایا ہے اس نے؟" وہ یقیناً اپنا وقت ضائع نہیں کیا کرتی تھی۔

ساتھ کھڑے شخص نے جو ادب سے سر جھکائے کھڑا تھا بولنا شروع کیا۔

"اس کا یہی کہنا ہے کہ اسٹون آف یامی نوکائی ملک کے پاس نہیں ہے۔ ملک خود اس کی تلاش میں ہے۔"

"گڈ بوائے۔" اس نے پسٹل پر دباؤ بڑھایا اور پھر کہا۔ "اگر ملک سے غداری پر اتر ہی آئے ہو تو یہ بھی بتا دو کہ ملک کو کون لیڈ کرتا ہے؟ کیونکہ میرا نہیں خیال کہ اس بڈھے کے پاس اتنا دماغ بچا ہے کہ وہ اس کھیل میں اتنی خطرناک چالیں چل سکے۔"

"وو... وہ... زم... زمان.. سام... ساما..." فضا میں ایک دم گولی چلنے کی آواز گونجی اور پھر وہ شخص زمین پر بے حس و حرکت ڈھے گیا جبکہ اس لڑکی کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زمان ساما۔" اس نے وہ نام دہرایا جبکہ دماغ ایک نئی چال بننے لگا تھا۔

سان فرانسیسکو میں موجود ایک عالیشان بنگلے میں اس وقت وہ اپنے کمرے میں موجود تیار ہو رہی تھی۔ تیاری مکمل ہونے پر اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود پر ایک حتمی نگاہ ڈالی اور پھر مسکرا کر باہر کی جانب چل دی۔ رات کا وقت تھا اور اس بنگلے میں لوگوں کے قہقہوں کا شور گونج رہا تھا۔ جب وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آنے لگی تو ہال میں

یکدم خاموشی چھا گئی۔ وہاں موجود لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کا حسن دیکھ کر مبہوت ہو گئی۔ بلیک مرمیڈ ڈریس پہنے وہ واقعی لاجواب لگ رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ سیڑھیاں اترتی گئی ہال میں سرگوشیاں بڑھتی گئیں۔ اس نے آخری سیڑھی پر قدم رکھا تو ابراہم اس کے پاس آیا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے مسکرا کر تھام لیا۔ پورے ہال میں تالیاں گونجنے لگیں۔ تالیوں کا شور کم ہوا تو ابراہم نے سب کو اس پارٹی کا مقصد ایک بار پھر یاد دلایا۔

"آپ سب جانتے ہیں کہ آج کی یہ پارٹی ہماری پرنسیس پرل کے بزنس جوائن کرنے کی خوشی میں آرگنائز کی گئی ہے۔ امید ہے کہ آپ سب ہماری پرنسیس کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کریں گے۔"

"So.... Let's make this celebration unforgettable! "

تھوڑی دیر بعد وہ لوگوں کے ہجوم میں پر اعتماد سی کھڑی تھی۔ لوگ اس کی خوبصورتی سے زیادہ اس کی ذہانت اور کم عمر میں بزنس جوائن کرنے پر رشک کر رہے تھے۔ ابراہم ایک شخص کے ہمراہ اس کے پاس پہنچا تو اس کے ساتھ موجود لوگوں کا ہجوم چھٹ گیا۔

"پرل تم نے تو کمال کر دیا۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔" اس ادھیڑ عمر شخص نے اسے سراہنا چاہا۔

"یہ سب پرل کا نہیں بلکہ ابراہم ساما کی بیٹی کا کمال ہے۔ اگر میں ان کی بیٹی نہ ہوتی تو شاید مجھ سے یہ کبھی نہ ہو پاتا۔" اس نے ابراہم کی طرف دیکھ کر کہا تو ابراہم کا سر فخر سے مزید اونچا ہو گیا۔

"لوگ تو سمجھ رہے ہیں کہ تم بزنس جوائن کرنے کی حد تک کمال ہو لیکن وہ اس پارٹی کی اصل وجہ سے ناواقف ہیں۔ اب انہیں کون بتائے کہ یہ خوشیاں بزنس جوائن کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کے لوگوں کو مارنے پر منائی جا رہی ہیں۔" وہ تینوں اس بات پر ہنس دیے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جوزف انکل۔ اس کے لوگوں کو مار کر میدانِ جنگ میں اترنے کی خوشی میں...." اس نے اس کی بات میں اضافہ کیا تھا تب ہی ایک لڑکی نے بھی ان سب کو جوائن کیا۔

"ویسے کیا ان لوگوں نے ملک کے بارے میں کچھ بتایا بھی یا پھر تم نے ایسے ہی موت دے دی انہیں؟"

"جتنا معلوم کرنا تھا اتنا تو وہ بتا کر ہی مرے ہیں۔ اسٹون آف یامی نوکائی ملک کے پاس نہیں ہے اور اس کے علاوہ اسے اب کوئی زمان نامی شخص لیڈ کر رہا ہے۔"

"زمان۔" ابراہم نے وہ نام دہرایا اور پھر اس کے چہرے پر شناسائی چمکی۔ "زمان تو ملک کا بیٹا ہے۔"

پرل اور جوزف نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا جبکہ ساتھ کھڑی لڑکی بول پڑی۔

"زمان ملک کے بارے میں آپ نے بتایا تھا ابراہم انکل۔ آئی ری ممبر۔"

ابراہم نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اگر واقعی زمان ہی ملک کو لیڈ کر رہا ہے تو کھیل کافی خطرناک ہو جائے گا۔ وہ بہادری اور چالاکی میں باپ سے دس قدم آگے ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور میں سو قدم آگے..." پرل نے فوراً جواب دیا۔ "آپ دیکھیے گا ڈیڈ میں ہی اس شخص کو ہراؤں گی اور اسٹون آف یامی نوکائی حاصل کر کے دکھاؤں گی۔"

"اگر تم اسی طرح دلیری اور سمجھداری سے کام کرتی رہیں تو ہمیں پورا یقین ہے کہ جیت تمہاری ہو گی۔" جوزف کے لہجے میں یقین تھا۔

"مجھے اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ ہے۔ یہ دنیا والوں کو بتائے گی کہ صرف بیٹا ہی نہیں بلکہ بیٹی بھی باپ کی طاقت بن سکتی ہے۔" پرل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور دشمن کو ہرانے کا عزم مزید پختہ ہوا۔

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی نیل پینٹ لگانے میں مصروف تھی جب اس کی سماعتوں سے نوشابہ کی آواز ٹکرائی اور یقیناً اس کا موڈ غارت ہوا تھا۔

"ہیلو کزن ڈیئرسٹ! کیسی ہو؟" وہ اس کے پاس ہی آکر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ہمیشہ کی طرح بہت اچھی ہوں۔" جواب متوقع تھا۔

"میں شاپنگ کرنے جا رہی تھی تو سوچا تمہیں بھی ساتھ لیتی چلوں۔ ویسے بھی پری کی شادی اور عفان کے آفس جوائن کرنے کے بعد تم کافی اکیلی اور بور رہنے لگی ہو۔"

"میرا خیال کرنے کے لیے شکریہ مگر میں اس وقت تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔"

"کیوں؟" وہ بھی یقیناً ضبط کیے بیٹھی تھی۔

"کیونکہ مجھے آج عفان کے ساتھ لنچ پر جانا ہے۔"

"اوہ کم آن وفا۔ اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کے لیے تمہارے پاس پوری زندگی پڑی ہے۔ مجھے نہیں معلوم بس تم ابھی میرے ساتھ چل رہی ہو۔" وہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر میں نے کہا نا...." وفا کی بات ادھوری رہ گئی جب نوشابہ اچانک بول پڑی۔

"تمہیں تمہارے ہادی کی قسم۔" اور اس بات پر وفا کی بولتی بند ہو گئی۔

"آئی نیو اٹ۔ تم سے کام کروانے کے لیے صرف حدید کا حوالہ کافی ہے۔"

"فائن۔ میں چل رہی ہوں مگر شاپنگ کے بعد میں عفان کے ساتھ چلی جاؤں گی اور پھر تم اکیلی واپس آنا۔"

"ناٹ اے بیڈ آئیڈیا۔" نوشابہ کندھے اچکاتی وہاں سے چلی گئی جبکہ وفا گہری سانس لیتی رہ گئی۔

"عجیب لڑکی ہے۔" وہ بڑبڑائی اور پھر اٹھ کر خود کو آئینے میں دیکھا۔ وہ اچھی لگ رہی تھی مگر نوشابہ کے ساتھ چلنے کے لیے اس میں ایک کمی تھی اور وہ تھی سٹائل کی کمی.....

اس نے فوراً ڈریس چینج کرنے کے بعد پری کی دی گئی وائٹ اسٹیلیٹو ہیلز پہنیں۔ وائٹ بلاؤز کے ساتھ پنک لانگ اسکرٹ پہنے وہ واقعی پرکشش لگ رہی تھی۔ بالوں کو اونچی پونی میں باندھتی اور سن گلاسز لگاتی وہ باہر آگئی۔

"تم پہلے بھی اچھی لگ رہی تھیں۔ چینج کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ خوامخواہ ٹائم ویسٹ کر دیا۔" نوشابہ کے اس تبصرے پر اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کس طرح ری ایکٹ کرے۔ وہ کار کی جانب بڑھنے لگیں تو عقب سے آتی آواز پر رک گئیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کدھر جا رہی ہو تم دونوں؟" سعیر کے سوال پر وفا نے جواب دینے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ نوشابہ شروع ہو گئی۔

"بابا وفا نے شاپنگ کرنی تھی تو اس نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔ پہلے تو پری کے ساتھ جایا کرتی تھی لیکن اب بے چاری اکیلی ہے۔ اس لیے میں نے بغیر کچھ کہے اس کے ساتھ جانا ہی مناسب سمجھا۔ ایک کزن نہ سہی تو دوسری سہی۔" وفا کو اس کی بات سمجھنے میں تھوڑا وقت لگا تھا۔

"کیا ایسی بات ہے وفا؟" سعیر نے نوشابہ کو نظر انداز کر کے وفا کو دیکھا۔

وفا کا بی پی لو ہونے لگا۔ اس نے نوشابہ کے گھورنے پر اثبات میں سر ہلا دیا۔ سعیر واپس چلا گیا اور نوشابہ نے سکھ کا سانس لیا۔

"اس جھوٹ کی وجہ؟" وفا نے اب نوشابہ کو گھورا۔

"تم اپنے ہر دوست کا ساتھ دیتی ہو میں تو پھر بھی تمہاری کزن ہوں۔ اتنا بھی نہیں کر سکتی تم؟" وفا اس کے رویے کی وجہ جان گئی۔ اس نے یقیناً ضرورت کے وقت گدھے کو

باپ بنانے والی مثال پر عمل کیا تھا۔ شاید سعیر نے اس کو باہر جانے سے منع کیا تھا اس لیے اس نے اتنی اداکاری کی تھی۔

گاڑی میں ان کے درمیان زیادہ بات نہیں ہوئی۔ وہ خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھتی رہی۔ موسم کافی خوشگوار تھا اور وہ سفر میں تھی۔ وفا کو سب کچھ کافی اچھا لگنے لگا تھا۔ عفان کا میسج آیا تو وفا نے اسے بتایا کہ وہ نوشابہ کے ساتھ ہے اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے مطلوبہ جگہ پر ملے۔

"کزن ڈیئرسٹ کے ساتھ۔ رئیلی؟ مجھ سے یہ بات ہضم کیوں نہیں ہو رہی وفا؟" یہ میسج کرنے کے بعد عفان نے سوچنے والا ایموجی بھیجا تھا جبکہ وفا تلملاتی رہ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم حدید کو پسند کرتی ہو؟" خاموشی کا دم نوشابہ کی آواز نے توڑا۔

"اسے کون پسند نہیں کرتا؟"

"بات تو بلکل درست ہے لیکن میں اس پسند کی بات نہیں کر رہی۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کیا تم اس سے محبت کرتی ہو؟"

وفا چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر اس نے شانے اچکا دیے۔ نوشابہ سمجھ گئی کہ وہ اس بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتی۔

"وہ تمہیں پسند نہیں کرتا۔" وفا کے دل کو کچھ ہوا مگر وہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"

"کیونکہ میں اسے تم سے زیادہ جانتی ہوں اور ویسے بھی اس کی زندگی میں ایک اور لڑکی ہے۔" وفا کا دل دھک سے رہ گیا۔ اچانک ہی اسے سب کچھ برا لگنے لگا تھا۔

"میں نہیں مان سکتی۔ اگر اس کی زندگی میں کوئی ہوتی بھی تو وہ سب سے پہلے مجھے بتاتا۔"

نوشابہ ہنس دی۔ "وفا تم واقعی حد درجہ بے وقوف لڑکی ہو۔ کسی پر اتنا زیادہ بھروسہ کیسے کر سکتی ہو تم؟"

وفا کا دل جلنے لگا تھا۔

"مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے نوشابہ۔"

"ٹھیک ہے پھر لگی شرط؟"

"فائن۔ لگی شرط۔" وفا کو حدید پر اپنی ذات سے بھی زیادہ بھروسہ تھا اس لیے اس نے شرط لگانے میں دیر نہ کی۔

"اگر اسے تم سے محبت نہ ہوئی تو...." نوشابہ نے اسے غور سے دیکھا اور پھر اس کی نظر اس کے بالوں پر جا کر ٹھہر گئی۔ "تو تم اپنے بال کٹوا دینا۔"

"مجھے ہادی پر پورا بھروسہ ہے۔ اسے مجھ سے محبت ہے اور تمہاری سوچ سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر بات شرط کی ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر وہ کہہ دے کہ مجھے وفا سے محبت نہیں ہے تو میں اپنے بال کندھوں تک کٹوا دوں گی۔" آخر میں نہ جانے کیوں اس کی آواز کپکپا گئی۔ اسے اپنے لمبے بال جتنا عزیز تھے اتنا ہی اسے چھوٹے بالوں سے نفرت تھی۔ نوشابہ اس کے جواب پر مسکرا دی۔

"اگر اس نے کہہ دیا کہ اسے تم سے محبت ہے تو میں پچھلے سارے اختلافات بھول کر تم سے دوستی کر لوں گی اور خود تمہاری شادی حدید سے کرواؤں گی کیونکہ عفان کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں ہے۔" وفا نے گویا اس کی بات سنی ہی نہیں۔ اس کی سوئی ہادی کے گرد اٹک چکی تھی۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اگر اسے وفا سے محبت نہ ہوئی تو....؟

نوشابہ شاپنگ کرنے میں مصروف تھی جبکہ وفا اس وقت بوریت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نوشابہ کے ساتھ سٹائل مار کر چل تو لی تھی مگر اسٹیلیٹو ہیلز پہننے کے بعد گرنے کا مسلسل خوف اس کا موڈ مزید خراب کیے ہوئے تھا۔

"تم شاپنگ کر لو نوشابہ۔ میں ساتھ والے ریستوران جا رہی ہوں۔ عفان پہنچنے ہی والا ہے۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔"

وفا وہاں سے چل دی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی چل رہی تھی۔ ٹائلز والے فرش پر ان ہیلز کے ساتھ چلنا اس کے لیے جہاد کرنے کے برابر تھا۔ وہ سہج سہج کر چلتی ہیلز پر نظر ٹکائے چل رہی تھی کہ آگے سے آتے شخص سے بری طرح ٹکرا گئی۔ اس طرح ٹکرانے پر وہ لڑکھڑا کر گری تھی اور پھر اسے کچھ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تھی۔

اس نے سب سے پہلے اس شخص کو دیکھنے کی بجائے اپنی ہیلز کی طرف دیکھا اور امید کے عین مطابق اسے اپنی ہلیز ٹوٹی ہوئی نظر آئیں۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور چہرہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تلملانے لگا۔ سامنے کھڑے شخص نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس وقت کمر درد کے باعث اسے وہ ہاتھ تھامنا پڑا۔ وہ اٹھی تو نظر اس شخص کے چہرے سے ٹکرائی۔

"اندھے ہو کیا؟ دکھائی نہیں دیتا تمہیں؟ آنکھیں ہیں یا بٹن؟" وہ شروع ہوئی مگر سامنے کھڑے شخص کو اس قدر پر سکون دیکھ کر اسے چپ ہونا پڑا۔ دودھیا رنگت، جاپانی نقوش، نیلگوں آنکھیں، پر کشش اور بارعب شخصیت.... اسے دیکھ کر وہ یقیناً مبہوت ہوئی تھی۔

"لگتا ہے تمہیں اردو سمجھ نہیں آتی۔" اس کا لہجہ قدرے نرم ہوا۔ اگر وہاں پری اس کے ساتھ موجود ہوتی تو یقیناً کہتی۔ "اوہ گاڈ! کتنا ہینڈسم لڑکا ہے وفا؟ اگر میری حسیب سے شادی نہ ہوئی ہوتی تو میں یقیناً اسی سے شادی کرتی۔"

"ایکسکیوز می! مجھے اردو سمجھ بھی آتی ہے اور بولنا بھی۔ اور رہی بات ٹکرانے کی تو میں نہیں بلکہ تم مجھ سے ٹکرائی ہو۔"

وفا کا بی پی ہائی ہو گیا۔ "اچھا! تو کیا آندھی طوفان کی طرح میں چلی آرہی تھی۔ ہاں؟ اپنی غلطی مان لینے سے تمہارا کچھ نہیں چلا جائے گا جہنمی انسان اور دیکھو تو ذرا تمہاری غلطی کی

وجہ سے میری ہیلز ٹوٹ گئیں۔ پری کتنے پیار سے لے کر آئی تھی میرے لیے۔ آج تو دن ہی خراب ہے میرا۔ جانے صبح صبح کس کی شکل دیکھ لی تھی میں نے۔"

"آئینہ دیکھا ہو گا۔" نہایت پر سکون انداز میں کہتا وہ آگے بڑھنے لگا لیکن پھر اس کے پکارنے پر رکا۔

"کدھر چل دیے؟ میری ہیلز ٹوٹ چکی ہیں اور تم مجھے اس حال میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟" ہیلز ٹوٹنے کا صدمہ گہرا تھا۔

"تو کیا تمہیں سر پر بٹھا لوں؟" وہ اس کی بے تکی بات پر غصہ ہوا۔

"کمال ہے ایک تو غلطی کی ہے اوپر سے غصہ کر رہے ہو۔ اب میں ان ٹوٹی ہیلز کے ساتھ کس طرح جاؤں گی؟"

"مال میں ہی ٹھہری ہو جا کر نئی ہیلز خرید لو۔" اتنا کہہ کر وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جہنمی انسان!" اس نے اس قدر غصے سے کہا کہ اس کی آواز پورے مال میں گونجی تھی۔ وہ شخص مڑے بغیر تاسف سے سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

عفان کو کال کر کے اس نے اسے مال ہی پہنچنے کا کہا۔ نئی ہیلز لے کر وہ خراب موڈ کے ساتھ ہی لنچ کر رہی تھی۔

"وفا اب چھوڑو بھی۔ ایسا ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔ تم اپنا موڈ خراب مت کرو۔"

"نہیں میرا موڈ بلکل ٹھیک ہے۔ وہ تو تھا ہی جہنمی۔ میں بھلا اس کے پیچھے اپنا موڈ کیوں خراب کرنے لگی۔" دونوں جانتے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

"گڈ گرل۔ ویسے.... میرے خیال سے تو اب تک تمہیں علم ہو ہی گیا ہو گا کہ میں تم سے کیا بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے کراماً کاتبین تمہاری جاسوسی نہیں کرتے۔ کم آن عفان مجھے کیسے علم ہو گا کہ تم نے مجھ سے کیا بات کرنی ہے۔" وہ افسوس سے سر ہلانے لگی جبکہ عفان دھیرے سے مسکرا دیا۔

"اوکے میں تمہیں بتاتا ہوں۔" وہ رکا، سنبھلا اور پھر بولنا شروع کیا۔ "ایکچوالی سعیر چاچو اور میں.....یعنی ہم دونوں ".....

"عفان ڈوٹ سے کہ تم دونوں شادی کرنے والے ہو۔ ایک تو میرا موڈ ٹھیک نہیں ہو رہا اوپر سے تم آج عجیب حرکتیں کر رہے ہو۔ میں... سعیر چاچو... یعنی ہم... آگے بولو بھی۔" وہ ایک ہی سانس میں کہتی چلی گئی۔

"اوہ گاڈ وفا۔ تمہیں میری کنڈیشن کا اندازہ نہیں ہے۔ میں اس وقت بہت نروس ہوں۔ "

"فائن۔ ابھی گھر چلتے ہیں۔ شام تک میرا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا اور تم بھی.....تب ہی بات کریں گے۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو عفان نے اسے واپس بیٹھنے کو کہا۔

"میں اب ٹھیک سے سب بتاتا ہوں۔ تم بیٹھو۔" وفا بیٹھ گئی تو عفان نے گلہ کھنکھار کر بولنا شروع کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سعیر چاچو کی خواہش ہے کہ میری شادی تم سے ہو اور تم اس بات سے پہلے سے ہی واقف ہو کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" وہ ایک ہی سانس میں بول گیا جبکہ دوسری طرف وفا کا سانس رک گیا۔ چند لمحے گہری خاموشی رہی۔ اس کی حالت عجیب سی ہونے لگی۔ خوف، پریشانی، حیرت.... وہ کیا سوال کرتی اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔

"تمہیں اچھا نہیں لگا یہ سن کر؟" عفان کے ماتھے پر بل آ گئے۔

"مم... مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ آف کورس مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے اور میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

چند لمحے مزید خاموشی .....

"ہم اچھے دوست ہیں عفان مگر شادی...." عفان کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"ہم دوست ہیں تو کیا ہوا۔ دوست شادی نہیں کر سکتے کیا؟"

"فائن۔ ہم ابھی گھر چل رہے ہیں اور باقی باتیں شام کو ہوں گی۔" وہ عجلت میں اٹھی اور باہر چلی گئی جبکہ عفان حیرت سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

گاڑی میں بھی دونوں کے بیچ کوئی بات نہ ہوئی۔ عفان اتنا تو سمجھ چکا تھا کہ وفا کو اس کی بات بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

ابراہم نے کسی کی آہٹ پر دروازے کی سمت سر اٹھا کر دیکھا تو نظر سامنے کھڑی پرل پر پڑی۔ لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی اور موڈ قدرے خوشگوار ہو گیا۔ وہ جینز کے اوپر سلیو

لیس ٹاپ پہنے ہوئے تھی جبکہ کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے بالوں میں سفید رومال سے گرہ لگا رکھی تھی۔

"کیسے ہیں ابراہم ساما؟" وہ اس کے پاس ہی آ بیٹھی۔ ساما جاپانی اصطلاح ہے جسے کسی کو عزت دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح اردو زبان میں صاحب، جناب یا پھر مادام (میڈم، میم) کا استعمال ہوتا ہے اسی طرح جاپانی زبان میں نام کے ساتھ "ساما" لگا دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس کا باس اس کا باپ ہی تھا تو وہ اسے "ابراہم ساما" کہہ کر پکارتی تھی۔

"تم نے میرا سر فخر سے اونچا کر دیا پرل۔ دشمنوں کو اب تک اندازہ ہو چکا ہو گا کہ میدان میں ابراہم ساما کی بیٹی پرل قدم رکھ چکی ہے۔"

"آپ کو پتا ہے ڈیڈ۔ میں نے زندگی میں محبت کو صرف ایک ہی روپ میں دیکھا ہے اور وہ روپ ہیں آپ۔ جس نے مجھے باپ، ماں، بہن، بھائی، دوست غرض ہر حسین رشتے کا احساس دیا۔ آپ میرے لیے بیسٹ (best) ہیں ڈیڈ۔ اور میں آج یہ سب کچھ صرف اور صرف آپ کے لیے کر رہی ہوں۔"

"تم جانتی ہو کہ یامی نوکائی کے کچھ اصول ہیں۔ جب تک "اسٹون آف یامی نوکائی" لاپتہ ہے تب تک ہمارے دشمن جو مرضی چاہے کر سکتے ہیں لیکن جیسے ہی وہ کسی کے ہاتھ لگا اور وہ "کنگ آف یامی نوکائی" بن گیا تو سب کو اس کے ماتحت کام کرنا پڑے گا۔ پھر سب اس کے غلام ہوں گے اور وہ بادشاہ۔" اس نے اپنی بیٹی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ "ہمارا مقصد اسٹون حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ اسے دشمنوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ اسے اس کے حقیقی حقدار تک پہنچانا ہے۔ اس کے لیے ہمیں بہت ساری جنگیں لڑنی ہیں۔ تمہیں ثابت قدم رہنا ہو گا۔"

"آپ بے فکر رہیں۔ ابراہم ساما کی بیٹی ہوں۔ مجھے دنیا کا کوئی پتھر نہیں توڑ سکتا۔"

"جسے کوئی نہیں توڑ سکتا اسے محبت توڑتی ہے ہانہ۔" عرصہ بعد اس نے اس کا اصل نام لیا تھا۔

"میں نے صرف آپ سے محبت کی ہے ڈیڈ۔"

وہ دھیرے سے مسکرایا۔ "میں تم سے ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ کبھی محبت نہ کرنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انسان محبت سے جتنا دور بھاگتا ہے وہ اس کے اتنا ہی قریب آتی ہے۔

ہانہ! اگر محبت ہو بھی جائے تو اسے اپنی کمزوری مت بنانا۔ اسے حاصل کرنے کے خواب مت دیکھنا کیونکہ خواب دیکھنے سے انسان حقیقی دنیا سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ وہ دماغ کی بجائے دل کی سننے لگتا ہے اور ہماری دنیا میں فتح حاصل کرنے کے لیے دل کی نہیں بلکہ دماغ کی سننی پڑتی ہے۔"

"میں کبھی محبت نہیں کروں گی ڈیڈ اور اگر میں لاشعوری طور پر محبت کر بھی بیٹھی تو اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گی تاکہ میں ہار سے بچ سکوں۔ آپ جانتے ہیں ڈیڈ آپ کی ہانہ سب برداشت کر سکتی ہے مگر ہار نہیں۔"

"خدا تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے۔" اس نے اپنا سر باپ کے سینے سے لگایا۔ چند ہی لمحوں بعد کمرے میں ایک لڑکی داخل ہوئی۔ اس نے قدرے جھک کر ان کو سلام کیا۔

"ابراہم ساما! ایک خبر ملی ہے۔"

"بولو۔" پرل ابھی تک باپ کے سینے سے سر لگائے ہوئے تھی اور وہ اس کا سر سہلا رہا تھا۔

"ایش جاپان میں ہے۔" یہ سن کر ابراہم نے سر کو خم دیا اور کہا۔ "یعنی ایش ہمارے ہی ملک میں ہے۔ انٹرسٹنگ۔" پرل ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"ایش کون ہے؟"

"ایک نیا گینگ۔" جواب روزی نے دیا تھا۔

"کیا مطلب کوئی اور بھی اسٹون کی تلاش میں ہے؟" وہ قدرے حیران ہوئی۔

"معلوم نہیں کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ ہاں اتنا ضرور پتا چلا ہے کہ یہ گروپ ملک اور سعیر کے خلاف کام کرتا ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کوئی عام گینگسٹر نہیں ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ڈیوڈ (David) کے ساتھ تو نہیں؟"

"اونہوں۔" ابراہم نے کچھ سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "جب سے وہ منظر عام پر آیا ہے تب سے سعیر، ملک اور ڈیوڈ کو نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ پتا نہیں وہ یہ سب کیسے کر لیتا ہے مگر میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ وہ غلط نہیں ہے۔ جو ممبر زیامی نوکائی کے خلاف

ہوئے اور اس کے اصولوں کو توڑ کر کام کرنے لگے اس نے انہی کو نقصان پہنچایا۔ وہ چاہتا تو ہمیں بھی نقصان پہنچا سکتا تھا کیونکہ میں بھی یامی نوکائی کا ممبر ہوں مگر اس نے باقی تین ممبرز کو نقصان پہنچایا۔"

"اس کا کام دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت چالاک، ہوشیار اور نڈر انسان ہے۔ وہ جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لیتا ہے۔ وہ جنگ نہیں لڑتا بلکہ کھیل کھیلتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کون سی بازی کب اور کس کے خلاف چلنی ہے۔" روزی نے مزید بتایا۔

"تو آپ کو کیا لگتا ہے کہ ایش گینگ کا باس کون ہو سکتا ہے؟" اس نے ابراہم کی طرف دیکھ کر سوال کیا تو اس نے کندھے اچکا دیے جبکہ روزی بول پڑی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہو سکتا ہے کہ اس کا نام ہی ایش ہو۔"

ابراہم کچھ سوچ کر بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی چھوٹے موٹے گینگ کی بجائے مافیا ہو جس کے ممبرز اپنے اپنے گینگ کو لیڈ کرتے ہوں جیسا کہ یامی نوکائی میں ہوتا تھا۔ چھ ممبرز کا اپنا اپنا گینگ ہوا کرتا تھا۔"

"ایش بہت ہی حیران کن ہے۔ میرا تو اسے دیکھے بغیر ہی سراہنے کو جی چاہ رہا ہے۔" پرل مبہوت سی بولی تھی۔

"وہ اس قابل ہے پرل۔ بغیر کسی مافیا سپورٹ کے اتنے خطرناک لوگوں کے خلاف کام کرنا بلکل بھی آسان نہیں ہے۔ اگر وہ خود مافیا ہے تو یقیناً لاجواب ہے کیونکہ اتنے کم وقت میں مافیا بننا ناممکن ہے۔ یامی نوکائی پچھلی دو صدیوں سے کام کر رہا تھا۔" ابراہم بھی کافی حیرت زدہ تھا۔ "اگر کبھی اس سے ہاتھ ملانے کا موقع ملے تو پیچھے نہ ہٹنا۔ یہ ضرور اسٹون آف یامی نوکائی کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ اسے حاصل کر کے کنگ آف یامی نوکائی بننا چاہتا ہو۔" پرل نے اندازہ لگایا۔

"اس کی قابلیت بتا رہی ہے کہ وہ اس قابل ہے۔ وہ کنگ آف یامی نوکائی بننے کے قابل ہے پرل۔ یامی نوکائی کے جو حالات چل رہے ہیں ان کو سدھارنے کے لیے، ملک، ڈیوڈ اور سعیر جیسے لوگوں کو ان کی اوقات دکھانے کے لیے ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر وہ واقعی یامی نوکائی کی بھلائی چاہتا ہے تو وہ خود ہم تک پہنچے گا کیونکہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔" پرل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا جس پر روزی اور ابراہم نے اثبات میں سر ہلایا۔

ایک ہی اسٹیٹ تھی مگر شہر مختلف تھے۔ اَبراہم اور پرل سان فرانسیسکو میں تھے جبکہ اسی وقت کیلیفورنیا کے شہر لاس اینجلس میں موجود بنگلے میں قریباً اسی بات پر بحث جاری تھی۔

"آخر کون ہے یہ ایش جس نے اپنی موت کو دعوت دی ہے؟" مِلک ساما کا تلملاتا چہرہ اس کے غصے کی وضاحت کر رہا تھا۔

"ریلیکس ڈیڈ۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ مافیا ورلڈ میں آنے والا ایک نیا شخص ہمارا کچھ بگاڑ سکتا ہے؟" زمان ساما بلکل پر سکون انداز میں بولا تھا۔

"زمان تم اتنے پر سکون کیسے ہو سکتے ہو؟ اس نے آتے ساتھ ہمارا اتنا نقصان کر دیا ذرا سوچو وہ آگے کیا کرے گا۔"

"آپ کو اپنے بیٹے پر بھروسہ ہے؟"

"صرف تم ہی پر تو ہے زمان۔" وہ تھک کر صوفے پر ڈھے گیا۔ "مگر ہمارے بزنس میں اتنی تباہی تو سعیر اور ڈیوڈ بھی نہ مچا سکے جتنی اس سو کالڈ ایش نے مچا دی ہے۔"

"ہمیں جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا ہے۔ آپ ایش اور اس کی تباہی مجھ پر چھوڑ دیں۔"

"مگر زمان... تمہیں ہارنا بلکل بھی نہیں ہے۔"

"آپ جانتے ہیں کہ زمان ملک اپنے نام کے ساتھ ہار کا لفظ استعمال کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں.... اوہ کم آن ڈیڈ۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ملک ساما! ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔" ایک شخص دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا تھا۔

"اب کیا تباہی مچا دی ایش نے؟" ملک اپنی تباہی کے قصے سن سن کر تھک چکا تھا۔

"ایش نے نہیں بلکہ ابراہم ساما کی بیٹی پرل نے۔" زمان اور ملک دونوں نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا کیا ہے اس نے؟" زمان پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ جاپانی نقوش، نیلگوں آنکھیں، کسرتی وجود، سنجیدہ اور نہایت پر کشش شخصیت..... وہ یقیناً لاجواب تھا۔

"ہمارے تین آدمیوں کی الگ الگ جگہوں سے لاشیں ملی ہیں۔ ہر ایک کے بازو پر پرل لکھا ہوا ہے۔ اور..... اور وہ تینوں وہ لوگ تھے جن میں سے آپ نے اپنا خاص آدمی منتخب کرنا تھا زمان ساما۔" وہ سر جھکائے کپکپاتی آواز میں بولا تھا۔

(مافیا میں سے جب بھی کوئی قتل کرتا ہے تو مقتول کی بازو پر کوئی ایسا نشان چھوڑ دیتا ہے جس سے قاتل کی نشاندہی ہو سکے۔ مافیا ورلڈ میں اپنا نام چھپانے کی بجائے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ دشمن کو ان کی طاقت کا اندازہ ہو۔)

"ایش کم تھا کیا جواب ابراہم کی بیٹی...." ملک نے غصے میں ساتھ رکھی کرسی کو لات رسید کی تو وہ دور جا گری جبکہ زمان نے محض آنکھیں گھمائیں۔

"ڈیڈ! آپ ایک لڑکی سے ڈر رہے ہیں؟" لہجہ کافی رنجیدہ تھا۔

"میں ڈر نہیں رہا زمان۔ غصہ آ رہا ہے مجھے۔"

"آپ بے فکر رہیں۔ اس چڑیا کا غرور توڑ کر اسے نہ ہرایا تو میرا نام بھی زمان سامانہیں۔"

ملک کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ زمان کوٹ کے بٹن بند کرتا باہر کی جانب چل دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

وہ اپنے کمرے میں اداس سی بیٹھی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ اس طرح اداس ہوئی تھی کہ اپنے کسی دوست کو اس بارے میں نہیں بتا سکتی تھی۔

"ہادی ٹھیک ہی کہتا ہے کہ دوست زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ نہیں ہوتے۔ کبھی ان کی مجبوری ہوتی ہے تو کبھی ہماری اور کبھی قسمت کی بات ہوتی ہے۔ انسان خود ہوتا ہے جو ہر مشکل گھڑی میں اپنے ساتھ رہتا ہے۔ "

کسی خیال کے تحت اس نے موبائل اٹھایا اور ہادی کو کال کی مگر وہ مصروف تھا۔ بد دل ہو کر وہ لیٹنے ہی لگی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور پھر اس نے دیکھا کہ اندر آنے والی پری تھی۔

ایک دم اس کی اداسی غائب ہوئی اور وہ اٹھ کر پری سے ملی۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس وقت مجھے کسی دوست کی کتنی ضرورت تھی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس دیکھو پھر میں آگئی۔ "

دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔ اس دوران پری نے واقعی غور کیا کہ وہ پریشان تھی۔

"کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہو؟"

اس سوال پر وفا خاموش ہوئی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ پری کو بتائے بھی یا نہیں۔ آخر پری عفان کی بہن ہی تھی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی موڈ خراب تھا۔" موڈ خراب سے اسے اچانک کچھ یاد آیا اور پھر وہ پٹر پٹر بولنے لگی۔ "آج میں نوشابہ کے ساتھ مال گئی تھی وہ بھی تمہاری دی گئی اسٹیلیٹو ہیلز پہن کر۔ وہاں نہ جانے کہاں سے ایک جہنمی انسان آٹپکا اور مجھ سے ٹکرا گیا۔ پھر پتا ہے پری کیا ہوا؟"

"ہیلز ٹوٹ گئیں۔ ہے ناں؟" پری نے اندازہ لگایا اور ادھر وفا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ ہیلز ہی تو تھیں۔"

"ہاں مگر وہ تمہارا تحفہ تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔ یہ بھی بھلا پریشان ہونے والی بات تھی۔ پاگل لڑکی۔ ویسے مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔ سعیر چاچو نے آج مجھے کسی مقصد کے لیے مراد ہاؤس بلایا ہے۔"

اور وفا بے چاری تمام معاملہ سمجھ گئی۔

"وہ کیا؟" اسے انجان بننا پڑا۔

"یہ تو سعیر چاچو ہی بتائیں تو زیادہ بہتر ہے۔" پری مسکرا رہی تھی۔ اب کی بار وفا کو یقین ہو گیا۔

ڈنر کے وقت سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ معمول کے مطابق وفا اور عفان ساتھ بیٹھے تھے مگر ان میں کوئی بات نہ ہوئی۔ لاشعوری طور پر ان میں واقعی دوری آ گئی تھی۔ ورنہ ان کے ہوتے ہوئے مراد ہاؤس میں خاموشی کہاں ہوتی تھی۔

سب نے کھانا کھانا شروع کیا۔ شاہ میر اور حسیب بھی وہاں موجود تھے۔ سب ہی نے وفا کی چپ محسوس کی تھی مگر سعیر کی موجودگی کے باعث سب چپ رہے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر کھانا کھا چکا تو ہمیشہ کی طرح اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے کھنکھارا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ میں عفان کی شادی کرنا چاہتا ہوں تو..... میری عفان سے بات ہوئی۔ اس نے بتایا کہ اسے کون پسند ہے۔ نتیجتاً میں نے عفان کے لیے اسی

لڑکی کو منتخب کیا ہے۔" سب کی نگاہیں سعیر پر ٹکی تھیں مگر وفا سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اسی طرح شاہ میر بھی خاموشی سے سب سن تو رہا تھا مگر اس کی نظر کسی غیر مرئی نقطے پر تھی۔

"کون پسند ہے عفان کو؟" زریں نے فوراً سوال کیا جس پر سعیر مسکرا دیا اور پھر اس نے اپنی نظر وفا پر ٹکا دی۔ سب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر امید کے عین مطابق سب کے چہروں پر خوشی دمکنے لگی۔

سب سے زیادہ خوشی پری کے چہرے پر تھی۔ وہ تو یقیناً جھومنے کو تیار تھی۔

"عفان کی پسند کافی نہیں ہے۔ وفا سے بھی تو پوچھنا چاہیے۔" آفرین کو شروع سے ہی وفا اپنے بیٹے سے زیادہ عزیز تھی۔

"میرا نہیں خیال کہ وفا کو میرے فیصلے سے کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور ویسے بھی ان دونوں کا بچپن ایک ساتھ ایک ہی گھر میں گزرا ہے۔ کافی انڈرسٹینڈنگ ہے دونوں میں۔ وفا کے لیے عفان سے زیادہ اچھا ہمسفر کوئی اور نہیں ہو سکتا۔" وفا نے نظر اٹھا کر سعیر کو

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دیکھا اور اس کے اس مان کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور تب اس کی کوشش صرف اپنے آنسوؤں کو روکنے کی تھی۔ اس نے نظریں دوبارہ جھکا لیں۔

"جمعے کے بابرکت دن کو ہی ان کی منگنی ہو گی۔ امید ہے کہ میرا فیصلہ سب کو پسند آیا ہو گا۔" سعیر کہتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ جب سب نے رضامندی کا اظہار کیا تو وہ مسکرا کر سر کو خم دیتا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی وفا کی نظر لاشعوری طور پر سامنے بیٹھے شاہ میر پر پڑی۔ وہ وفا کو ہی دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں سوائے افسوس کے کچھ نہ تھا۔

سب عفان اور وفا کو مبارکباد دینے لگے تھے۔ پری نے اس کے پاس آ کر اسے گلے لگایا تو وہ نم آنکھوں سے زبردستی مسکرا دی۔ نہ جانے کیوں مگر ایسے موقع پر سب کو صرف لڑکی کی مسکراہٹ نظر آتی ہے اس کی آنکھیں نہیں....

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ آتے ساتھ اس نے گہرے گہرے سانس لیے۔ آنکھیں برسنا شروع ہو گئیں۔ مدد کی سخت ضرورت تھی مگر وہ کس کو پکارتی؟ سمجھنے والا کوئی تھا ہی نہیں۔

اس نے موبائل اٹھا کر حدید کو میسج کرنا چاہا مگر وہاں پہلے سے ہی اس کا میسج دیکھ کر وہ چونکی۔

"کانگریجولیشنز وفا۔" اس کے دل کو دھکا سا لگا۔ سب غلط ہو رہا تھا۔ وہ سب کی مدد کے لیے ہر وقت حاضر رہتی تھی مگر اس کی مدد کے لیے کوئی بھی موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے کمرے میں زریں، آفرین، فریال اور پری داخل ہوئے۔ وہ یقیناً ایک ساتھ شاپنگ کرنے کی پلاننگ کر رہی تھیں۔ اس نے خود کو نارمل رکھنے کی پوری کوشش کی مگر دماغ تھا کہ سن ہوتا چلا گیا۔ وہ سب ہنس رہی تھیں، باتیں کر رہی تھیں۔ بظاہر تو وہ انہیں سن رہی تھی مگر اس کا دل گھٹتا جا رہا تھا۔

کافی وقت گزر گیا تو زریں نے سب کو وہاں سے چلنے کو کہا۔

"ٹھیک ہے وفا پھر کل صبح چلیں گے۔" پری اتنا کہتی اسے گلے سے لگاتی آفرین اور فریال کے ہمراہ چلی گئی جبکہ زریں وہی بیٹھی رہی۔ اس نے دھیرے سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور پھر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "عفان اچھا لڑکا ہے وفا۔" وہ اسے جس طرح دیکھ رہی تھی وفا کو اپنے آنسو چھپانے میں دکت ہونے لگی۔

"جانتی ہوں چچی۔" آواز رنجیدہ تھی۔

"تو پھر ناخوش کیوں ہو؟" وفا نے چونک کر اسے دیکھا۔ کوئی تو تھا جسے اس کی آنکھیں بھی نظر آئی تھیں یا پھر سب ہی کو آئی تو تھیں مگر سب نے نظر انداز کر دیا کیونکہ سعیر کا فیصلہ پتھر پر لکیر تھا۔

اس کی آنکھیں پھر بھر آئیں مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"وفا میں تمہاری چچی نہیں بلکہ تمہاری ماں ہوں۔ تم مجھے شاہ میر اور نوشابہ سے زیادہ پیاری ہو۔ میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں اس لیے میرے خیال سے اس رشتے کو قبول کرنے میں ہی تمہارے لیے بہتری ہے۔ عفان تمہیں خوش رکھے گا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتی ہوں چچی جان۔"

"پھر اپنے چاچو کا مان مت توڑو۔ اپنے اس دل کو راضی کر لو جو ناراض ہوا بیٹھا ہے۔ دیکھو وفا! میں نے سعیر کے ساتھ ایک عمر گزاری ہے۔ میں جانتی ہوں اس نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لیا ہو گا۔ وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے لیکن اگر تم اس کے فیصلے پر اعتراض کرو گی تو

اس کے دل سے اتر جاؤ گی۔ پھر تم اس کے پیار کے لیے ترس جاؤ گی۔ وہی تو ہے جس نے تمہیں باپ کا پیار دیا۔ کبھی تمہیں جہانگیر کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اس نے تمہیں پالا، تمہارا خیال رکھا۔ نوشابہ اور شاہ میر سے بھی زیادہ پیار اس نے تمہیں دیا۔"

وفا نے خود کو سعیر کے احسانوں تلے دبتا محسوس کیا۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ زمین میں دھنستی چلی جا رہی ہے۔

"تمہارے پاس وقت نہیں ہے وفا۔ کل ہی تمہاری منگنی ہے اس لیے جلد از جلد خود کو اس رشتے کے لیے تیار کر لو۔" وہ اٹھی اور اس کے ماتھے پر پیار کرتی وہاں سے چلی گئی۔

"کل منگنی.... کل جمعہ ہے۔" اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ تمام رات جاگتی رہی تھی۔ حدید سے بات کرنے کے لیے اس نے کئی بار موبائل اٹھایا مگر پھر اس کے میسج کا سوچ کر اس کا دل مٹھی میں آ گیا۔ "کیا ہادی کو واقعی کوئی فرق نہیں پڑا؟ اوہ خدایا! یہ سب کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟ میں عفان سے شادی نہیں کر سکتی۔ میں.... میں ہادی کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کر سکتی۔" خود ہی روتے، خود ہی کو دلاسہ دیتے ہوئے اس کی پوری رات آنکھوں میں گزری تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

••••

"پرل ساما۔ ملک کے بیٹے نے پاپا کو مار دیا۔" روزی ہانپتی ہوئی پرل کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے اور سانس پھولا ہوا تھا۔ پرل ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اسے اتنا جلدی وار کی امید نہیں تھی۔

"جوزف انکل۔" وہ اس کا نام لیتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔ باہر لان میں امید کے عین مطابق بڑی تعداد میں ان کے لوگ سر جھکائے ایک طرف کھڑے تھے۔ لان کے بیچوں بیچ موجود اس میت کے پاس صرف ابراہم کھڑا تھا۔ وہ اس کے چہرے پر موجود دبہ دبہ غصہ دیکھ سکتی تھی۔ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ اس کے پاس پہنچی اور اس کے

کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔ ابراہم نے اس کی طرف دیکھے بغیر ایک کاغذ اس کی طرف بڑھایا۔

"میدانِ جنگ میں خوش آمدید، یو لٹل بچ" !

کاغذ پر لکھی تحریر پڑھنے پر اس نے غصے سے اس کاغذ کو مٹھی میں بھینچ لیا۔

"اس جنگ کا اختتام تمہاری موت سے ہو گا، یو باسٹرڈ" !

"جوزف کو مار کر اس کے بازو جلائے گئے ہیں۔" وہ سب اس وقت کانفرنس روم میں تھے جب ابراہم نے کہا۔

"انہیں کیسے علم ہوا کہ جوزف انکل سان فرانسیسکو میں ہیں؟" پرل نے وہاں موجود تمام لوگوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا۔

"وہ ہم سے کم نہیں ہیں پرل۔ اگر ہم ان کی ہر چیز پر نظر رکھتے ہیں تو وہ ہم سے دو قدم آگے ہیں۔" ابراہم کے ساتھ بیٹھے البرٹ نے کہا۔

"ایسا تب ہوتا ہے جب ہم انہیں خود پر نظر رکھنے کا موقع دیں۔ ہم میں سے کوئی تو ہے جو"....

"کیا تم یہ کہہ رہی ہو کہ ہم میں سے کوئی غدار ہے؟" ابراہم نے سربراہی کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

پرل نے کندھے اچکائے جبکہ نظر وہاں بیٹھے ایک ایک شخص کو اسکین کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کانفرنس روم سے سب چلے گئے سوائے ابراہم اور پرل کے۔

"ابراہم ساما! برنارڈ غدار ہے۔" لہجے میں سو فیصد یقین تھا۔

ابراہم چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تم بغیر کسی ثبوت کے اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"سب جانتے ہیں کہ آپ کے خاص آدمی دو ہیں جوزف اور البرٹ انکل۔ لیکن برنارڈ اور روزی وہ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آپ کے ایڈوائزر جوزف انکل ہیں۔ آپ ہی نے بتایا تھا کہ دشمن پر وار کرنے سے پہلے اسے کمزور کیا جاتا ہے اور اسے کمزور کرنے کے لیے

اس کے ایڈوائزر پر وار لازمی ہوتا ہے۔ آدھی جنگ تو ایک باس اپنے ایڈوائزر کی موت سے ہی ہار جاتا ہے۔ پارٹی میں جوزف انکل کا زیادہ تر وقت برنارڈ کے ساتھ گزرا تھا۔ کل جب میں آپ کے کمرے کی طرف آ رہی تھی تو برنارڈ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے کے رنگ بدل گئے۔ آپ جانتے ہیں کہ پرل چہرہ اور آنکھیں پڑھنے میں کمال درجہ ماہر ہے۔ سو یہ واضح ہوا کہ جوزف انکل کے قتل میں برنارڈ کا بھی ہاتھ ہے۔ وہ غدار ہے۔"

"جوزف نے منہ نہیں کھولا ہو گا۔ مجھے یقین ہے۔" ابراہم نے پرل سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"ڈیڈ! آپ جاپان واپس چلے جائیں۔" پرل کا لہجہ رنجیدہ تھا۔

"ہم میدان جنگ سے بھاگ رہے ہیں؟"

"بلکل بھی نہیں ڈیڈ۔ مجھے صرف آپ کی فکر ہے۔ میں آپ کو کسی بھی قیمت پر نہیں کھو سکتی۔ جس دن میں نے آپ کو کھویا اس دل میرا دل پتھر ہو جائے گا۔ زندہ تو رہوں گی مگر جی نہیں پاؤں گی۔" آنکھوں میں باپ کے لیے بے پناہ فکر تھی۔ "جاپان ہمارا اپنا ملک

ہے۔ وہاں ہمارے لوگ ہیں۔ میں یہ جنگ اکیلے لڑنا چاہتی ہوں۔ آپ پلیز چلے جائیں۔
"

"مجھے کچھ نہیں ہو گا پرل۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جاپان ہمارا ملک ہے تو یہ مت بھولو کہ ملک کا ملک بھی جاپان ہی ہے۔ وہ بھی وہاں ہماری طرح مزید طاقت ور ہو جائے گا۔"

"ڈیڈ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اسٹون آف یامی نوکائی حاصل کر کے دکھاؤں گی۔ آپ پلیز چلے جائیں۔ میرے ساتھ روزی ہو گی، البرٹ انکل ہوں گے۔ ہمارے لوگ بھی تو ہیں۔ میں یہ جنگ جیت کر آؤں گی۔ ٹرسٹ می ڈیڈ۔ آپ کی ہانہ بہت بہادر ہے۔ اس پر یقین کریں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ابراہم نے نفی میں سر ہلایا۔ چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ اچانک اس بنگلے میں ہلچل سی مچ گئی۔ دو لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے تھے۔

"ابراہم ساما! ملک کے لوگوں نے اٹیک کر دیا ہے۔ ہم چاروطرف سے گھرے ہوئے ہیں۔" ابراہم دھیرے سے مسکرا دیا جبکہ پرل کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

"ڈیڈ آپ مسکرا رہے ہیں؟" حیرت ہی حیرت تھی۔

"غلط لوگوں پر بھروسے کا نتیجہ ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ برنارڈ نے وہ کر دکھایا جو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکا۔" مسکراہٹ تھی مگر سوگوار سی، جس میں شکست تھی۔

"ڈیڈ آپ ابھی کے ابھی یہاں سے جا رہے ہیں۔ وینگ تم ڈیڈ کو پچھلی طرف سے کسی نہ کسی طرح نکال کر لے جاؤ۔ میں ان سب کو دیکھتی ہوں۔ مگر یاد رہے وینگ۔ میرے ڈیڈ کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔" انگلی دکھا کر تنبیہ کرتی وہ پسٹل اٹھاتی وہاں سے باہر چلی گئی۔ ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ بھاگ رہے تھے۔ باہر سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ داخلی دروازے پر آگ لگا دی گئی تھی۔ ہر سمت دھواں تھا۔ ملک کے لوگ اندر داخل ہو چکے تھے اور ابراہم کے لوگوں کو بے رحمی سے مار رہے تھے۔

وہ ان سب سے بچتی، کسی کو بچاتی تو کسی کو مارتی آگے بڑھ رہی تھی۔ آنکھوں میں غصہ اس قدر تھا کہ وہ لال ہو چکی تھیں۔ اس کو صرف ایک شخص کی تلاش تھی اور وہ تھا برنارڈ۔ ابراہم کا غدار جس کی وجہ سے ملک ان تک آ پہنچا تھا۔

ابراہم ہاتھ میں پسٹل اٹھائے کچھ لوگوں کے ہمراہ پچھلی طرف بڑھ رہا تھا۔ سامنے سے آتی گاڑیوں کو دیکھ کر وہ رکا۔ تین گاڑیاں تھیں جن میں سب سے آگے والی گاڑی میں موجود فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شخص کو اس نے دور سے ہی پہچان لیا۔

ملِک خود آیا تھا ....

زمان اگلے حصے کو آگ لگا کر خود اندر پہنچ چکا تھا۔ نظریں ایک شخص کو تلاش کر رہی تھیں۔ کیا مجھے اس کا نام بتانے کی ضرورت ہے؟

ہال میں ہر طرف دھواں تھا۔ وہ اب تک خالی ہو چکا تھا۔ وہاں کچھ موجود تھا تو وہ تھے بے جان وجود۔ وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئی اسے دروازے پر جو لاؤنج سے ہال کی طرف کھلتا تھا، کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ فائرنگ کی آواز، لوگوں کی چیخیں، بھڑکتی آگ... اس سب کے باوجود وہاں چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ تمام آوازیں پسِ پشت چلی گئیں۔ آواز تھی تو صرف کسی کی ہیلز کی اور کسی کے بوٹس کی۔

بوٹس کی آواز سامنے سے آ رہی تھی۔ وہ یقیناً فاصلے پر تھے مگر آمنے سامنے تھے۔ دھواں ہونے کے باعث وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں کیا لگتا ہے لٹل بچ کہ میں تمہیں ڈھونڈ نہیں سکتا؟" آواز سننے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ وہ زمان ملک ہی ہے۔ وہ خاموش رہی۔

وہ دونوں جو مخالف سمت سے آگے بڑھ رہے تھے کچھ فاصلے پر آکر رک گئے۔

"تمہیں کیا لگا کہ تم زمان ساما کو ہرا دو گی؟" وہ اب دائیں جانب بڑھنے لگا تھا۔ پرل نے بائیں جانب چلنا شروع کر دیا۔ اب وہ ایک دائرے میں چل رہے تھے۔

"کافی سمجھدار ہو تم۔ بول نہیں رہی تاکہ میں تمہاری آواز نہ سن سکوں اور تم کردار بدل کر مجھ سے بدلہ لے سکو۔"

پرل کو اس کی ذہانت پر واقعی حیرت ہوئی۔ زمان نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا تو اسے اس کا تھوڑا سا عکس دکھائی دیا۔ اندھیرا اور پھر دھواں.... دیکھنا کافی مشکل تھا۔

وہ محض اتنا ہی دیکھ پایا کہ وہ ایک باریک رومال سے نقاب چڑھائے ہوئے تھی۔ زمان اس کی سمجھداری سے مرعوب ہوا۔ پرل نے جب آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنا چاہا تو وہ

بھی واضح طور پر دیکھنے میں ناکام رہی۔ مگر وہ یہ اندازہ لگانے میں کامیاب رہی کہ مقابل بلا کا حسین تھا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم یہاں سے بچ نکلو گی تو یہ محض خام خیالی ہے۔" اس نے غیر محسوس انداز میں پسٹل اس کی جانب بڑھائی۔ اگلے ہی لمحے گولی صرف اس کی ہی نہیں بلکہ پرل کی بھی پسٹل سے نکلی تھی۔ فضا میں ایک ساتھ دو گولیاں چلنے کی آواز گونجی تھی۔ زمان کی پسٹل سے نکلنے والی گولی پرل کی دائیں بازو کا مانس چیرتی ہوئی گئی تھی جبکہ پرل کی پسٹل سے نکلنے والی گولی زمان کے کندھے پر لگی تھی۔ دونوں کے ہی بازو پہلو میں آگرے۔ انا ایسی تھی کہ دونوں کی آہ تلک نہ نکلی۔ زمان فوراً سیدھ میں پرل کی جانب بڑھا مگر وہاں کسی کو نہ پا کر وہ چونکا۔ وہ جا چکی تھی۔

"ایڈیٹ! وہ بچ کیسے گئی۔" زمان کو اس کے بچ نکلنے کا افسوس خود کو گولی لگنے سے زیادہ تھا۔

آگے کا رستہ بند دیکھ کر وہ واپس کانفرنس روم کے دروازے کے پاس آکر رک گئی۔ ہمت ختم ہو رہی تھی۔ اس کی ساری بازو خون سے تر تھی۔ درد کی شدت سے آنکھیں میچ

کر وہ دروازے سے ٹیک لگا کر ٹھہر گئی۔ آنکھیں کھولنے پر اس کی نظر دائیں جانب سے آتے برنارڈ پر پڑی تھی۔ وہ فون کان سے لگائے یقیناً کانفرنس روم کی طرف آ رہا تھا۔ پرل فوراً اندر چلی گئی۔

چند لمحے بعد برنارڈ نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ اندر سے لاکڈ تھا۔ تھوڑی دیر وہ اسے کھولنے کی کوشش کرتا رہا مگر ناکام رہا۔ پھر اچانک ہی دروازہ کھلا۔ اس نے حیرت سے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی نقاب پوش لڑکی کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکا۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ پرل کی پسٹل سے نکلنے والی گولی اس کی ٹانگ میں جا لگی۔ وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل جا گرا۔ پرل اس کے قریب آئی اور پھر اس کی گردن کی پچھلی طرف سے پکڑ کر اس کا چہرہ بلکل سامنے کیا۔

"فکر نہ کرو۔ تمہیں ابھی چھوڑے جا رہی ہوں۔ مگر یاد رکھنا کہ تمہیں میں نے صرف اس لیے نہیں مارا تا کہ بعد میں بار بار مار سکوں۔ تمہیں اتنی آسانی سے مرنے نہیں دوں گی۔ ایسی حالت کروں گی کہ ایک دن تم خود مجھ سے موت کی بھیک مانگو گے۔ کانفرنس روم میں یہ لینے آئے تھے ناں؟" اس نے چند کاغذات اس کے سامنے لہرائے۔ "یہ بھی

میں ساتھ لیے جا رہی ہوں۔ کہہ دینا اپنے زمان ساما سے کہ پرل لوٹ کر ضرور آئے گی اور تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارے گی۔ اور ہاں یہ بھی کہہ دینا کہ آج نہ اس کی جیت ہوئی ہے نہ میری ہار۔ پرل ابراہم مر تو سکتی ہے مگر ہار نہیں سکتی۔ جنگ کا آغاز اس نے کیا ہے اور اس کا اختتام میں اپنی جیت اور اس کی ہار سے کروں گی۔"

آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر کہتی وہ اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔

"کیسے ہو ابراہم ساما؟" ملک اس کے بلکل سامنے آ ٹھہرا۔

"تم جیسے کمینے انسان سے تو کافی بہتر ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ملک اس کے جواب پر ہنس دیا۔ "جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو زبان ایسے ہی چلنے لگ جاتی ہے مگر تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں بہت آرام دہ موت دوں گا۔ آخر تم بھی میری طرح یامی نوکائی کے ممبر ہو۔ اب ساتھ کام نہیں کرتے تو کیا ہوا۔ ایک وقت تو تھا ناں جب یامی نوکائی کے تمام ممبرز ایک ساتھ کام کیا کرتے تھے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ مجھے مار کر تم جیت جاؤ گے ملک ساما؟ سوچنا بھی مت کیونکہ میری پرل اسٹون آف یامی نوکائی کو کبھی بھی تم تک نہیں پہنچنے دے گی۔" لہجے میں یقین تھا۔

"اسی پرل کی بات کر رہے ہو تم جسے اب تک میرا بیٹا زمان مار چکا ہو گا۔" ملک نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے پیچھے کھڑی اس عمارت کو دیکھا جو اب مکمل طور پر آگ کی زد میں تھی۔ ابراہم کا دل مٹھی میں آ گیا۔ آنکھوں میں زندگی میں پہلی بار نمی تیرنے لگی تھی۔

"میری ہانہ!" اس نے بغیر آواز کے صرف لب ہلائے تھے۔

"فکر مت کرو۔ تمہیں بھی ابھی تمہاری بیٹی کے پاس بھیج دیتا ہوں۔" ملک نے پسٹل اس پر تانی ہی تھی کہ اچانک ملک کے پیچھے سے آنے والی گاڑیوں سے فائرنگ شروع ہوئی۔ دونوں ہکا بکا آنے والی گاڑیوں کو دیکھنے لگے۔ نہ وہ ملک تھا اور نہ ہی ابراہم۔ تو پھر وہ کون تھا؟

ابراہم نے موقع دیکھتے ہی پاس آ کر ملک کے پیٹ میں لات رسید کی تو اس کے ہاتھ سے پسٹل گر گئی اور وہ بری طرح لڑکھڑایا تھا۔ سنبھلتے ہی اس نے واپس ابراہم پر وار کیا۔

ابراہم نے خود کا بچاؤ کیا۔ ملک نے جھک کر پسٹل اٹھائی تو گاڑی سے اترنے والے شخص کی آواز گونجی۔

"رکو ملک۔ اپنی جگہ سے ہلنا بھی مت ورنہ جان سے جاؤ گے۔" وہ یقیناً ملک کا دشمن تھا۔

"تم ہو کون؟" سوال ابراہم نے کیا۔

"ارے ابراہم ساما!" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا کر اسے سلام کیا۔ "آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

بھوری آنکھیں، وجیہہ نقوش، بھورے بال، دور سے ہی اپنی طرف متوجہ کرنے والی شخصیت..... وہ قریباً زمان ساما کی ہی عمر کا تھا۔

"یقیناً آپ سب میرا نام جاننا چاہتے ہوں گے تو میں آپ کو اپنا نام..... پھر بھی نہیں بتاؤں گا۔ ہاں مگر اتنا جان لیں کہ میں وہ ہوں جس سے یامی نوکائی کے غدار لوگوں کو ڈرنا چاہیے کیونکہ ان کا انجام..... اوہ خدایا! بہت ہی خطرناک ہے۔" وہ ابرو سکیڑ کر بات کرتا تھا اور واللہ کمال لگتا تھا۔

"تم یقیناً ایش ہی ہو۔" ملک نے اندازہ لگایا۔

"اونہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔ "چلو خیر ہے۔ اسے تمہاری آخری خواہش سمجھ کر پوری کر دیتا ہوں۔ میرا نام اشعر ہے۔"

"یہ جو بھی ہے آج میرے ہاتھوں مرے گا۔" ابراہم کے عقب سے آتے زمان کی آواز گونجی جو ہاتھ میں پسٹل اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے کہتے ہی اشعر کی طرف نشانہ باندھا اور گولی چلا دی۔ ایک بار پھر گولیوں کا شور گونج اٹھا اور پھر افراتفری مچ گئی۔ اشعر نے فوراً اپنا بچاؤ کیا۔

"تمہیں کیا لگا کہ اشعر کوئی کچا کھلاڑی ہے۔" اشعر اور زمان کے درمیان گویا جنگ چھڑ گئی۔ اس وقت وہاں ملک، ابراہم اور اشعر کے لوگ تھے۔ ابراہم اور اشعر کے لوگوں کا ٹارگٹ ملک کے لوگ تھے۔ ملک ہارنے لگا تھا۔ زمان کا سارا فوکس اشعر پر تھا جبکہ ابراہم اور ملک آپس میں لڑ رہے تھے۔ لڑائی کا اختتام تب ہوا جب آمنے سامنے کھڑے ابراہم اور ملک نے ایک دوسرے پر گولی چلائی تھی۔ گولی پہلے ملک کی پسٹل سے نکلی تھی اور پھر اس کے جواب میں ابراہم نے گولی چلائی جو ملک کا سینہ چیرتی ہوئی گئی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

دونوں ایک ساتھ زمین پر بے جان ہو کر گرے تھے۔ زمان کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"ڈیڈ!" وہ دوڑتا ہوا ملک کے پاس پہنچا تھا۔ اشعر دور سے کھڑا یہ سب دیکھتا رہا۔ وہ ابراہم کو بچانے آیا تھا جو مر چکا تھا۔ اس کا کام ختم ہوا۔ البرٹ اور دیگر لوگ ابراہم کی طرف بھاگے تھے۔ اشعر پیچھے کی جانب مڑنے ہی لگا تھا کہ نظر دور سے آتی اس زخمی نقاب پوش لڑکی پر پڑی تھی جو ابھی پیش آنے والے واقعے سے بے خبر تھی۔ وہ ہاتھ میں کچھ کاغذات اٹھائے ہوئے تھی جن پر خون لگا ہوا تھا۔ وہ کافی زخمی تھی۔ وہ ہوشیار سی چلتی ہوئی اسی جانب آ رہی تھی کہ نظر سامنے کھڑے شخص سے ٹکرائی۔ اشعر نے اسی وہیں رک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ رکی اور پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ اشعر نے آنکھوں کے اشارے سے اسے یقین دلایا۔ اسے اس وقت اسی شخص پر اعتبار کرنا مناسب لگا۔

ملک کی گاڑیاں واپس جانے لگیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ ملک کے لوگوں سے خالی تھی۔ البرٹ اور اشعر کے کچھ آدمی ابراہم کو گاڑی میں بٹھا رہے تھے۔ اشعر کے

اشارے پر وہ آگے آئی اور ابراہم کا بے جان وجود دیکھ کر وہ بت بن گئی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا باپ ابراہم.... جس سے کچھ وقت پہلے وہ کانفرنس روم میں بیٹھی بات کر رہی تھی.... ابراہم ساما.... ہانہ کا باپ اور پرل کا باس.... مر چکا تھا۔

اس دن پرل کا دل پتھر ہو گیا۔ اس نے جینا چھوڑ دیا۔ بس پھر زندگی محض گزرنے لگی۔ آنکھوں میں صرف اور صرف انتقام کی آگ جلنے لگی۔ اس کا بس ایک ہی مقصد تھا۔ زمان ساما کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اشعر کے بنگلے میں موجود لان میں ابراہم کی میت کے پاس کھڑی تھی۔ ساتھ میں اس کے بہت سے لوگ تھے جبکہ زیادہ تر اشعر کے ہی لوگ تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ کافی دیر اپنے باپ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے کھڑی رہی۔ آنکھوں سے نمی کوسوں دور چلی گئی۔ اسے رونا نہیں تھا بلکہ باپ کا بدلہ لینا تھا۔

"میں قسم کھاتی ہوں ڈیڈ۔ آپ کی موت کا بدلہ لیے بغیر نہیں مروں گی۔ ملک کے بیٹے کا اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کیا تو میں بھی آپ کی ہانہ نہیں۔"

••••••

صبح وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ عجیب سی حالت تھی جو اپنی سمجھ سے بھی باہر تھی۔ طبیعت اچانک ہی خاموش ہو گئی تھی۔ مراد ہاؤس میں ابھی تک خاموشی تھی۔ سب سو رہے تھے۔ وہ تو پوری رات ہی نہیں سوئی تھی۔ جب کمرے میں دم گھٹنے لگا تو وہ باہر آ گئی۔ لان کی پچھلی طرف وہ اپنے گلاب کے پودوں کے پاس جا پہنچی۔ وہاں اس کی ہادی کے ساتھ کئی یادیں جڑی تھیں۔ وہ پودے اس نے ہادی کے ساتھ مل کر لگائے تھے۔ ان کی دوستی اس قدر گہری تھی کہ زخم ایک کا ہوتا اور تکلیف دوسرے کو ہوتی تھی۔ پھر ایسا کیسے ممکن تھا کہ ہادی کو وفا کی حالت کا اندازہ نہ ہوا ہو؟

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

گھاس پر شبنم کے قطرے موتیوں کی مانند سجے تھے۔ اس نے سلیپرز ایک طرف اتاریں اور گھاس پر ننگے پیر چلنے لگی۔ اسے اپنے اندر تک تازگی کا احساس ہونے لگا۔ بھولی بسری یادیں اس کا طواف کرنے لگیں۔

"ارے وفا تم اتنی بے وقوف کیوں ہو؟" تمام دوست ساتھ بیٹھے آپس میں مذاق کر رہے تھے جب کسی بات پر عفان نے وفا سے کہا تو سب ہنس دیے جبکہ ہادی بھڑک اٹھا تھا۔

"وہ بے وقوف نہیں ہے عفان۔ بس ابھی بچی ہے۔"

اس نے ایک پھول توڑا۔ اسی طرح ایک اور منظر ذہن کی اسکرین پر چلنے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاہ میر بھائی کہتے ہیں کہ میں بہت پاگل ہوں اور مجھے اس وجہ سے بہت سے نقصان اٹھانے پڑ سکتے ہیں۔"

"وفا تم پاگل نہیں ہو۔ تم بہت معصوم ہو اور رہی بات نقصان کی تو ہادی کے ہوتے ہوئے وفا پر کوئی خراش بھی نہیں آسکتی۔" اس نے ایک اور پھول توڑا۔

ایک اور منظر ...

"بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔ مت کیا کرو اتنا کام ہادی۔ اپنی صحت کا بھی خیال رکھا کرو۔"

"تمہیں دیکھتا ہوں تو تھکاوٹ اتر جاتی ہے وفا۔ درد اور تکلیف کا احساس تو تمہیں دیکھتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔"

ایک اور پھول اور ایک اور منظر ....

"دفعہ ہو جاؤ جہنمی انسان۔ میں نہیں کر رہی تم سے بات۔ ہفتے کا کہا تھا اور تم پانچ دن کی تاخیر سے آئے ہو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا چلا جاتا ہوں لیکن یہ چاکلیٹ تو لے لو۔ تمہاری پسندیدہ چاکلیٹ لایا ہوں اور وہ بھی بہت پیار سے۔"

"تم میری کمزوری کا بہت فائدہ اٹھاتے ہو ہادی۔"

"اصل میں مجھے منانا نہیں آتا ناں۔ اس لیے..." اور پھر وہ اتنی معصوم شکل بناتا تھا کہ وفا چاہے کتنا بھی غصہ کیوں نہ ہوتی ہنس دیا کرتی تھی۔ اس نے چوتھا پھول توڑا تو اسے یاد آیا جب وہ پورا دن اس کی خواہش پر لاہور کی سڑکوں پر ایک ساتھ مٹر گشتی کرتے رہے تھے۔

"گول گپے کھاؤ گی؟"

"تم یقین نہیں کرو گے ہادی میں ابھی تم سے یہی کہنے والی تھی۔"

"تمہارے کہنے سے پہلے ہی مجھے پتا چل گیا۔"

ان دونوں نے گول گپوں پر شرط لگائی تھی کہ جو زیادہ کھائے گا دوسرا اس کی ہر بات مانے گا۔ ہادی تو بہ مشکل دو گول گپے ہی کھا پایا تھا جبکہ وفا آنکھوں سے پانی بہاتی تین پلیٹیں کھالی کرنے میں کامیاب رہی تھی۔

"میں جیت چکی اور تم ہار گئے ہادی۔" وہ پر جوش سی بولی جبکہ وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

"میں بھلا تمہیں ہرا سکتا ہوں۔ تمہاری جیت ہی تو میری جیت ہے۔" اور اس جواب پر وہ لاجواب ہو گئی۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ کرنا کیا ہے؟"

"مجھے سرخ گلاب پسند ہیں اور چاکلیٹس بھی۔ تم جب بھی آؤ گے میرے لیے چاکلیٹس لاؤ گے اور رہی بات پھولوں کی تو تم میرے ساتھ مل کر مراد ہاؤس کے لان میں گلاب کے پودے لگواؤ گے۔"

"جیسا آپ کا حکم محترمہ"!

اس نے پانچواں پھول توڑا اور پھر پانچوں پھول ایک ساتھ گلدستے کی صورت پکڑے۔ وہ اتنا مگن تھی کہ اسے گاڑی کی بیپ بھی نہ سنائی دی۔ اچانک ہی سارے میں شناسا سی خوشبو پھیل گئی۔ اس نے کسی احساس کے تحت سر اٹھایا۔ پھولوں پر ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑ گئی۔ دل اتنا زور سے دھڑکا کہ اسے لگا ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔ آنکھیں نہ جانے کیوں دبڈبا گئیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہادی۔" اس کا نام لیتی وہ اچانک مڑی تھی اور پھر امید کے عین مطابق وہ اسے اپنے سامنے کھڑا نظر آیا۔ اس کا دل چاہا کہ ابھی اسے گلے سے لگا کر رو پڑے مگر وہ چپ رہی۔

سفید شرٹ کے ساتھ سرمئی پینٹ کوٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کے لیے ہادی دنیا کا سب سے حسین شخص تھا۔

اتنا حسین کہ اسے چاہنے کے لیے کئی زندگیاں ادھار لی جا سکتی تھیں۔

اتنا پرکشش کہ اسے سامنے بٹھا کر تمام عمر دیکھا جا سکتا تھا۔

اس کی سنہری آنکھیں اتنی حسین تھیں کہ چاند کی ایک سو اڑسٹھ راتیں واری جا سکتی تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیسی ہو؟" خاموش چہرہ.... خاموش آنکھیں جن میں وفا نے آج پہلی بار محبت کا سورج ڈوبتا محسوس کیا۔

اس نے اس سے سوال کرنا چاہا کہ سعیر چاچو کے فیصلے کے بعد میں کیسی ہو سکتی ہوں مگر آواز اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔

"زندہ ہوں۔" نہ جانے کہاں سے لفظ ملے اور خود بخود زبان پر آ گئے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تمہیں تو آج خوش ہونا چاہیے آفٹر آل تمہاری منگنی ہے آج۔"

اس کی بات پر آنسوؤں کا گولہ وفا کے حلق میں پھنس گیا۔

"میں تمہیں بتانے آیا تھا کہ میں.... وہ کھنکھارا اور پھر بولا..... میں کیلیفورنیا جا رہا ہوں۔ آج.... ابھی.... اسی وقت۔"

وہ سمجھ ہی نہیں پائی کہ وہ کیا کہہ گیا تھا۔ وہ تو اس کی آنکھیں پڑھنا جانتا تھا، اس کی ذات تو اس کے ذہن میں نقش تھی پھر آج وہ اتنا آسانی سے یہ کیسے کہہ گیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ الفاظ وفا کے لیے ناقابلِ برداشت ہوں گے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر کیوں؟"

"دراصل.... وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھا (زندگی میں پہلی بار).... میں جس سے محبت کرتا ہوں.... وہ اور میں.... یعنی ہم دونوں کیلیفورنیا میں سیٹل ہو رہے ہیں اور پھر وہی

شادی کریں گے۔اس کے علاوہ سعیر صاحب کے ساتھ جو بزنس سٹارٹ کیا ہے اسے میں نے ہی سنبھالنا ہے۔بلڈنگ فائنل ہو چکی ہے اور اب کام شروع کرنا ہے۔"

وہ بولتا چلا گیا جبکہ وفا کے ذہن میں صرف یہی الفاظ جم سے گئے۔"میں جس سے محبت کرتا ہوں۔"

ایک دم محبت میں بنایا گیا خوابوں کا کانچ کا محل چھناکے سے ٹوٹ گیا۔وفا کا دل ایک دم بند ہو گیا۔دھڑکن رک گئی۔وہ بہ مشکل مسکرائی۔کچھ وقت لگا اسے اس کی باتوں کو اپنے اندر جذب کرنے میں۔

"واپس آؤ گے؟"آنکھوں کے آنسو بہت ہی مشکل سے چھپاتی وہ آخر کار بول پڑی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے کندھے اچکائے۔"شاید نہیں۔"

"کبھی نہیں؟"ہمت جواب دینے لگی تھی۔

"کبھی بھی نہیں۔"

"میرے لیے بھی نہیں؟"الفاظ منہ سے پھسل گئے۔

وہ چند لمحے خاموش رہا اور پھر اس نے نظریں چرا لیں۔ ”تمہارے پاس سب کچھ ہو گا۔ عفان، تمہاری ڈریم فیملی، ڈریم لائف۔ تمہیں میری ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔“

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ مسکراہٹ میں ٹوٹے خوابوں اور ٹوٹی امید کے ٹکڑے تھے۔ اس کے الفاظ کسی دہکتی سلاخ کی طرح دل پر اثر کر رہے تھے۔

”یاد کرو گے مجھے؟“ دل نے جیسے ڈر ڈر کر سوال کیا۔

وہ چند لمحے اسے یوں ہی دیکھتا رہا اور پھر اس نے سرد آہ بھری۔

”دل تمہیں بھولتا ہی کب ہے۔“ اس کے لہجے میں کچھ الگ سا تھا۔ وفا چاہ کر بھی اسے نہیں سمجھ پائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”وہ لڑکی کون ہے جس سے تم محبت کرتے ہو؟“ یہ سوال پوچھنے کے لیے اس نے اپنی تمام ترہمت اکٹھی کی تھی۔

”گلوریانہ۔“

"نوشابہ ٹھیک کہتی ہے۔ وہ تمہیں مجھ سے زیادہ جانتی ہے۔ تم نے آج میری غلط فہمی دور کر دی ہادی۔" وہ زخمی سا مسکرائی۔ "میں تو شاید تمہیں جانتی ہی نہیں ہوں۔ کبھی لگتا ہے کہ میں تمہارے لیے سب کچھ ہوں اور کبھی لگتا ہے کہ نہیں۔ میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں ہوں۔ کبھی لگتا ہے کہ تم سا اپنا کوئی بھی نہیں اور کبھی لگتا ہے کہ تم سا غیر کوئی نہیں۔ آخر تم ہو کون ہادی؟ کیا ہو تم؟ میری غلط فہمی یا پھر میرا بکھرا ہوا خواب؟"

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔" وہ پریشان ہوا۔

وفا مسکرائی جبکہ اب تک اس کے ہاتھ سے پھول پھسل کر نیچے جا گرے تھے۔

"میرا مطلب...." وہ سنبھلی۔ "میرے بہترین دوست ہوتے ہوئے بھی تم میری منگنی کے وقت بھی موجود نہیں ہوگے۔ شادی تو دور کی بات"....

"تمہاری منگنی میرے بغیر بھی ہو سکتی ہے وفا۔"

"ہمم بلکل۔" اسے لگا اس کے سامنے اس کا ہادی نہیں ہے۔ وہ ہادی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ چند قدم آگے ہوا اور وفا کے کندھوں کو تھام کر بولا۔ ”میرے جانے کے بعد تمہاری زندگی میں جب بھی کوئی پریشانی آئے تو صرف ایک بار اپنے ہادی کو پکار لینا۔ میں ساری دنیا چھوڑ کر تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ “

”اگر جانتے ہو کہ تمہارے بعد میری زندگی میں پریشانی آئے گی تو پھر جا کیوں رہے ہو؟“ دل بہت ہی نادان تھا۔ کوئی بھی سوال کر لیتا تھا۔ پاگل کہیں کا !.....

”کیونکہ میری غیر موجودگی کی نسبت میری موجودگی سے تمہاری زندگی میں زیادہ پریشانیاں آئیں گی۔ میں صرف تمہیں پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہمیشہ سے تمہارا کیئر ٹیکر تھا اور ہمیشہ ہی رہوں گا۔ ہماری دنیا بہت مختلف ہے وفا۔ مجھے اپنی دنیا میں واپس جانا ہے۔“

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ تم کتنے ظالم ہو ہادی۔“

ہادی نے محض گہرا سانس لیا۔

"سب ہی مجھے کہتے تھے کہ میں پاگل ہوں، بے وقوف ہوں، ناسمجھ ہوں۔ ایک تم ہی تو تھے جو کہتے تھے کہ میں پاگل نہیں ہوں، معصوم ہوں۔ مگر تم غلط تھے ہادی۔ میں واقعی پاگل ہوں۔ میں بہت پاگل ہوں۔ مجھ سا پاگل کوئی نہیں ہے۔ ایسے پھول کھلا بیٹھی جن کے مقدر میں تمہارے قدموں تلے روندا جانا لکھا تھا۔" وفا نے ہادی کے قدموں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو نظر ان پھولوں پر پڑی جو اس کے قدموں کے نیچے تھے۔ وہ دو قدم پیچھے ہوا۔ مگر کیا ایسا ممکن ہے کہ ہادی وفا کی بات نہ سمجھ پایا ہو؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں معافی چاہتا ہوں۔"

"تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے ہادی۔ یہ تو ان کا مقدر تھا۔"

چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد وہ بولا۔ "خفا ہو؟"

"وفا ہادی سے خفا ہو سکتی ہے؟ میں جانتی ہوں کہ تمہیں منانا نہیں آتا۔ تمہے فکر رہو اب تمہیں منانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" وفا کا دل شدت سے چاہا کہ وہ اس کے سینے سے اپنا سر ٹکا لے اور پھر اس کی دھڑکن کو محسوس کرے۔ کیا واقعی اس کی دھڑکن کسی اور کے نام پر چلتی تھی؟

"میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم میری زندگی میں آئے۔ بہت کم وقت کے لیے ہی سہی مگر میری زندگی کو اتنا حسین بنا دیا کہ میں باقی کی زندگی ان یادوں کے سہارے جی سکتی ہوں۔"

"زندگی حسین تو تم نے میری بنائی۔ تمہارے ساتھ ہوتا تو لگتا تھا کہ زندگی گزارنی نہیں بلکہ جینی چاہیے۔ تمہاری موجودگی نے ہی احساس دلایا کہ خوشی کسے کہتے ہیں، دوستی کسے کہتے ہیں اور" ....

"اور...؟"

وہ خاموش رہا پھر چند لمحوں بعد بولا۔ "اور کچھ نہیں۔"

"You deserve only the best"

اور تمہارے لیے عفان بیسٹ ہے وفا۔ ہمیشہ خوش رہو۔ میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ!" وہ دو قدم مزید پیچھے ہوا۔

"تم جانتے ہو آج میرا شدت سے کیا دل چاہ رہا ہے؟" اس کے ظلم کی انتہا اور اپنے درد کی انتہا دیکھ کر وہ بول پڑی۔ ہادی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کاش ہم کبھی نہ ملے ہوتے۔ تمہارے بچھڑنے کی تکلیف تمہارے ملنے کی خوشی سے زیادہ ہے ہادی۔"

"بعض تکالیف انسان کا مقدر ہوتی ہیں۔" اتنا کہتا وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔

"ایک وعدہ تو کرتے جاؤ۔" وہ اس کی بات پر رکا جبکہ مڑا نہیں۔

"اپنی وفا کو کبھی مت بھولنا۔"

ایک زخمی مسکراہٹ ہادی کے لبوں کو چھو گئی جسے وفا نہیں دیکھ پائی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وعدہ کرتا ہوں۔ ساری دنیا کے لیے اجنبی ہونا پڑا ہو جاؤں گا مگر تمہارے لیے ہمیشہ تمہارا ہادی بن کر رہوں گا۔ تمہارا کیئر ٹیکر۔"

اور پھر وہ چلا گیا۔ ہادی اور وفا کی ملاقات کا اختتام ہوا۔ وفا کے آنسو آنکھوں سے نے بے اختیار رواں ہو گئے۔ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔ اسے لگا کہ اس کا دل دھڑکنا بند ہو گیا ہے۔ دھڑکن واقعی رک گئی تھی مگر سانس چل رہی تھی۔ وہ مر گئی تھی یا زندہ تھی؟

بالکونی میں کھڑی نوشابہ کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اسے یہ منظر کافی دلچسپ لگا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے وہ پھول اٹھائے اور پھر مڑ کر آگے جانے ہی لگی تھی کہ کسی احساس کے تحت رکی اور پھر گردن اٹھا کر سامنے بالکونی کی طرف دیکھا۔

وہ جیت چکی تھی اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر وفا کا جی چاہا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں دھنس جائے۔ تکلیف میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ چپ چاپ سر جھکائے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔

دروازہ بند کر کے وہ اندر آئی۔ کسی اپنے کی کمی بہت زیادہ محسوس ہونے لگی۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اس نے دراز سے جہانگیر اور اقراء کی تصویر نکالی اور پھر اسے سینے سے لگائے بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگی۔

"مما بابا کہاں ہیں آپ؟" کمرے میں اس کی سسکیاں گونجنے لگی تھیں۔

"آپ کی بیٹی کو آپ کی ضرورت ہے مما بابا۔ آپ کیوں چلے گئے؟ مجھے کیوں اکیلا کر دیا۔ میرا کیا قصور تھا؟"

آنکھیں اور ناک سرخ ہو چکی تھیں۔

"بابا آپ کی بیٹی سٹرانگ نہیں ہے۔ اسے آپ کی ضرورت ہے بابا۔ وہ ٹوٹ گئی ہے۔ اس کی سننے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔ مما بابا آپ پلیز لوٹ آئیں ناں۔"

"آپ کی بیٹی کا دل بند ہو رہا ہے۔ اس کی دھڑکن رک گئی ہے۔ آپ کی بیٹی مر گئی ہے مما بابا۔ اسے کندھوں کی ضرورت ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ کسی معصوم بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ جہاں مراد ہاؤس کے در و دیوار اس کی ہنسی اور قہقہے سنا کرتے تھے آج انہیں اس کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

ہادی ٹھیک ہی تو کہتا تھا۔ "حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔"

.....

Safar-e-Adab
BE AS THE SPRING FLOWER KNOW

"تو تم ایش ہو؟" پرل اس کے سامنے بیٹھی اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"میں نے کہا ناں کہ میرا نام اشعر ہے۔" وہ نظریں موبائل پر جمائے لاپرواہ سا بولا تھا۔

"تو پھر ایش کون ہے؟" وہ کافی نڈھال لگ رہی تھی مگر اس کا لہجہ آج بھی سرد تھا۔ وہ اپنے جذبات چھپانے میں ماہر تھی۔ وہ اپنے دکھ، درد کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتی تھی بلکہ اس کی تکلیف کا احساس تو پاس بیٹھے شخص کو بھی نہ ہوتا تھا۔ وہ واقعی کمال تھی۔

"چونکہ اب تم ایش سے ہاتھ ملا ہی چکی ہو تو تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ ایش کون ہے اور کیا ہے۔اس کے لیے تمہیں اس شخص سے ملاقات کرنی ہو گی۔" اس نے اپنے موبائل پر ایک تصویر کھول کر اس کی طرف موبائل بڑھایا۔

وہ چند لمحے اس تصویر کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اگلی تصویر کھولی جو ایک لڑکی کی تھی۔

"ارے! شرم کرو۔" اشعر نے فوراً اپنا موبائل واپس چھینا۔ "تمہیں پتا ہے یہ کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے۔"

"ایک تصویر ہی تو دیکھی ہے۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں اپنی بیوی کی تصویر ہر کسی کو نہیں دکھاتا۔" وہ کافی غصہ ہوا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو یہ بیوی ہے تمہاری؟"

وہ مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ میں پرل نے قوسِ قزح کے رنگ دیکھے تھے۔

"ہاں۔ ابھی ایک ماہ ہوا ہے شادی کو۔ مبارکباد دے سکتی ہو میں خوشی خوشی قبول کروں گا۔"

"مبارک ہو۔" اس نے اپنے موبائل کی اسکرین اوپن کرتے ہوئے کہا جبکہ اشعر نے سر کو خم دیا۔

••••••

جاپان کے شہر ساپورو میں منگل کی شام وہ ہمیشہ کی طرح ساپورو کی سڑکوں پر ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ہانہ ریو کے ساتھ ہوتی تھی تو اس کی زبان بند ہونا بھول جاتی تھی۔ آج بھی وہ اسے کچھ بتا رہی تھی جس پر وہ دونوں کھل کر ہنس رہے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہمیشہ کی طرح ریو سائیکل ساتھ لیے ہوئے تھا جبکہ ہانہ کے ہاتھ میں لاونڈر اور وائٹ روزز کا بکے تھا۔

"بہار کا موسم ختم ہونے والا ہے۔" ہانہ کے لہجہ رنجیدہ ہوا۔ "تم پھر کیلیفورنیا چلے جاؤ گے ناں؟"

"ہمم۔" ریو کے لہجے میں بھی دکھ جھلکا۔

"کل کسی اچھی جگہ چل کر سارا دن ساتھ سپینڈ کرتے ہیں۔" ریو کے مشورے پر ہانہ نے خوشی سے سر کو خم دیا۔

"پھر کہاں چلیں؟" ریو نے سوال کیا۔

"ناکاجیما پارک (Nakajima Park) کیسا رہے گا؟"

"پرفیکٹ۔ تو پھر تیار رہنا کل تمہیں ریو کی طرف سے ایک سرپرائز ملے گا۔"

اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"جمعرات کو میں تم سے ملنے آیا تھا مگر تم نہیں تھیں۔"

"مجھے روزی نے کال کی تھی۔ میں تمہارے لیے اپنی دوست کے ساتھ بنایا گیا لنچ پلان کینسل کر کے واپس آگئی مگر تم جا چکے تھے۔"

"انتظار سے سخت نفرت ہے مجھے۔ میں انتظار نہیں کیا کرتا۔"

"میرے لیے بھی نہیں؟"

"نہیں کا مطلب نہیں۔ پھر چاہے تم ہو یا کوئی اور۔" اس کا لہجہ حتمی تھا مگر وہ مسکرا دی۔

"میری خواہش ہے کہ کوئی ایسا دن بھی آئے جب تم میرا انتظار کرو۔"

"انتظار تو ختم ہوا میڈم۔ کل جو سرپرائز تمہیں ملنے والا ہے اس کے بعد کسی کو کسی کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔"

"دیکھیں گے۔"

اگلے دن وہ ناکاجیما پارک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہنستے مسکراتے انہوں نے سفر طے کیا۔ ناکاجیما پارک (Nakajima Park) جاپان کے شہر ساپورو میں واقع ایک خوبصورت اور مشہور پارک ہے۔ اس پارک کا رقبہ تقریباً 21 ہیکٹر پر محیط ہے اور یہ اپنے خوبصورت مناظر، تاریخی عمارات اور مختلف تفریحی سرگرمیوں کے لیے معروف ہے۔

ناکاجیما پارک سال کے مختلف موسموں میں مختلف رنگوں اور جاذبیت کا حامل ہوتا ہے، خاص طور پر بہار میں جب چیری کے درختوں کی خوبصورتی اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ اس پارک میں منعقد ہونے والے مختلف تہوار اور تقریبات بھی زائرین کی توجہ کا مرکز بنتی

ہیں۔ اس کے علاوہ پارک میں جاپانی باغ، لائبریری، ہوہی کان (ایک تاریخی عمارت)، ساپورو کنسرٹ ہال "کٹارا"، شوبو پونڈ (شوبو تالاب)، ہاسو آن ٹی ہاؤس سمیت کئی قابلِ دید مناظر موجود ہیں۔

سب سے پہلے ان دونوں نے ہاسو آن میں جا کر چائے پینا پسند کی۔ ہاسو آن ایک روایتی چائے خانہ ہے جو پارک کے جاپانی باغ کے دلکش مناظر میں واقع ہے۔ یہ چائے خانہ جاپانی چائے کی تقریب (چادو) کی روایت کو برقرار رکھتا ہے اور زائرین کو جاپانی ثقافت اور روایات کا ایک حقیقی تجربہ فراہم کرتا ہے۔ اسے روایتی جاپانی طرزِ تعمیر کے مطابق بنایا گیا ہے جس میں لکڑی، بانس اور کاغذی دروازے شامل ہیں۔ اس کے ارد گرد خوبصورت باغات اور تالاب موجود ہیں۔ چائے پینے کے بعد وہ ہوہی کان کے گرد چکر لگاتے کنسرٹ ہال "کٹارا" پہنچے۔ اسی طرح سارا دن وہ اس پارک کی خوبصورتی سے خود کو لطف اندوز کرتے رہے۔ ہانہ ہلکے گلابی رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سر پر ہیٹ پہنے ہوئے تھی جبکہ کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے بالوں میں گلابی ربن سے گرہ لگا رکھی تھی۔ ریو گلابی شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ پہنے ہوئے کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔

آخر جب وہ تھک چکے تو واپس ہاسو آن کے سامنے موجود تالاب کے کنارے آ بیٹھے۔ وہ ان دونوں کی زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا۔ آج کے دن وہ کھل کر ہنسے تھے۔ ساتھ میں ڈھیر ساری باتیں کیں، ہنسی مذاق کیا۔ تالاب کے کنارے بیٹھے وہ آپس میں کافی دیر باتیں کرتے تھے۔ جب شام کا وقت ہوا تو وہ دونوں ساکورا (چیری بلاسم) کے درختوں کی جانب بڑھ گئے۔ سڑک پر چلتے ہوئے ان کی نظر ارد گرد قطار میں کھڑے ساکورا کے درختوں پر تھی۔ انہیں ایسا لگا جیسے وہ درخت ان کے استقبال کے لئے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ ناکاجیما پارک کا وہ سب سے حسین منظر تھا۔

وہ دونوں جھیل کے پاس موجود ایک ساکورا درخت کے نیچے جا ٹھہرے۔

"تمہیں پتا ہے ہانہ! بہار کے موسم میں اس درخت کے نیچے ملنے والے کبھی نہیں بچھڑتے۔ وہ بہار ان کی زندگی میں اپنا مستقل مقام بنا لیتی ہے۔" ریو نے اس درخت کو دیکھتے ہوئے ہانہ کو بتایا۔

"اور بہار کے موسم میں اس درخت کے نیچے بچھڑنے والے؟"

"وہ پھر کبھی نہیں ملتے۔ چاہے ساری دنیا ان کو ملانے کی کوششوں میں لگ جائے وہ نہیں ملتے۔ بہار ان کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہے اور خزاں چھوڑ جاتی ہے۔"

"جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو میری زندگی بدلنے لگی ہے ہانہ۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری زندگی کے کچھ پل اس قدر حسین گزر سکتے ہیں۔ مجھے عورت ذات سے نفرت تھی مگر تم سے ملا تو لگا کہ..... اس دنیا کی خوبصورتی عورت سے ہی تو ہے۔"

ریو نے ہانہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے۔

"مجھے لگا تھا کہ میرے دل کا دروازہ کبھی کسی لڑکی کے لیے نہیں کھلے گا۔ میں کبھی کسی لڑکی سے محبت نہیں کر پاؤں گا۔ مگر ہانہ تم میری عورت ذات سے نفرت کو ختم کرنے میں کامیاب رہیں۔ لیکن کیا ہے ناں پرل! مجھے ٹھیک ہی لگتا تھا۔ مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہو گی۔ تم مجھے بہت پسند آئیں مگر مجھے تم سے محبت پھر بھی نہیں ہوئی۔" سارے میں ایک دم سناٹا چھا گیا۔

ہانہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جبکہ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ ایش نے ٹھیک کہا تھا کہ زمان کو اس کی سچائی معلوم ہو چکی ہے۔

اس نے یکدم اس کے ہاتھ چھوڑ دیے۔ ”تمہیں کیا لگا کہ تم کردار بدل کر مجھ سے بدلہ لے سکو گی۔ مجھے اپنی محبت میں گرفتار کر کے مجھے کمزور کر سکو گی۔“ وہ طنزاً مسکرایا۔

”پرل کبھی غلط نہیں ہوتی زمان ساما۔ تمہیں چاہے مجھ سے محبت نہ ہوئی ہو مگر میں تمہیں سمجھنے اور کمزور کرنے میں کامیاب رہی۔“ نہایت پر سکون لہجہ.... دونوں ہی جذبات چھپانے میں ماہر تھے۔ ”تمہاری آنکھیں بدل چکی ہیں۔ تم جتنی بھی کوشش کیوں نہ کر لو مجھے نہیں مار سکتے۔“

وہ کھل کر ہنس دیا۔

”تم اس وقت میرے ساتھ ہو۔ اپنے سب سے بڑے دشمن کے ساتھ۔ وہ بھی اکیلی۔ تمہارے پاس کوئی اسلحہ تک نہیں۔ اپنا بچاؤ کیسے کرو گی؟“

وہ اپنے ازلی پر سکون انداز میں مسکرائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زمان ساما تم پرل کو بہت ایزی لے رہے ہو۔ پرل ہمیشہ تیار رہتی ہے۔ کیا ہوا اگر میرے پاس اسلحہ نہیں۔ میرے پاس وہ لوگ تو ہیں جو اسلحہ لیے ہوئے ہیں۔" پرل کے لبوں پر جلا دینے والی مسکراہٹ پھیل گئی۔

زمان نے ارد گرد اپنی عقابی نظروں سے دیکھا تو اسے عام سے حلیے میں پرل کے کافی لوگ دکھائی دیے جو غیر محسوس انداز میں ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"تم بہت تیز ہو لڑکی۔ مگر زمان ساما سے زیادہ نہیں۔ میں تمہیں یہاں کچھ نہیں کہوں گا۔ تم جا سکتی ہو مگر یاد رکھنا ملک ساما کی موت کا بدلہ میں تم سے لوں گا۔"

"میں بھی ابراہم ساما کی موت کا بدلہ لیے بغیر نہیں مروں گی۔ مجھے تو اس دن کا سوچ کر ہی تم پر ترس آتا ہے جب تم میرے ہاتھوں قتل ہو گے۔"

"یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے۔"

پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

کہتے ہیں ناں کہ جو اس درخت کے نیچے بہار کے موسم میں بچھڑ جائے بہار اس سے خفا ہو جاتی ہے اور پھر وہ دونوں کبھی نہیں ملتے۔ کبھی بھی نہیں ....

زمان ساما اور پرل ساما بھی اس درخت کے نیچے بچھڑ گئے اور بہار کو خفا کر کے اپنے سنگ خزاں لے گئے۔

☆☆☆☆☆☆

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR LIFE

آج وفا کی منگنی کا دن تھا۔ وہ صبح بچوں کی طرح بلک بلک کر روئی تھی مگر سننے والا کون تھا؟

منصب بی اسے ناشتے کے لیے بلانے آئیں تو اسے عجیب حالت میں دیکھا۔ انہوں نے اسے کبھی بھی اس طرح پریشان اور اداس نہیں دیکھا تھا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ تمام رات اسے نیند نہیں آئی جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ آفرین اس کا ناشتہ اس کے کمرے میں ہی لے آئی۔ وفا اس وقت تک حقیقت قبول کر چکی تھی اس

لیے اس نے خود کو سنبھالنا مناسب سمجھا۔ اس نے خود ہی اپنا ڈریس سلیکٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دوپہر کے وقت آفرین، فریال اور پریام کے ہمراہ مال پہنچی تھی۔ وہاں اس نے اپنے لیے اپنی پسند کا لباس خریدا۔ اس لباس کو دیکھ کر باقی سب پریشان ہوئے تو تھے ہی مگر پھر اس کی پسند سمجھ کر قبول کر لیا۔ وہ سب اپنی شاپنگ کرنے میں مصروف تھے جبکہ وفا کو بہت تھکاوٹ محسوس ہونے لگی۔ اس نے پری کو بتایا تو پری فوراً اس کے لیے چاکلیٹس لے آئی۔ وفا زخمی سا مسکرا دی۔ اچانک ہی سب خواہشات، سب شوق مر چکے تھے۔ وہ جب تھک چکی تو ایک بنچ پر بیٹھ گئی جہاں پہلے سے ہی دو لوگ براجمان تھے۔ باقی سب شاپنگ کرنے میں مصروف تھے۔ وہ چند لمحے وہاں خاموشی سے بیٹھی رہی۔ تب ہی درمیان میں بیٹھا شخص اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس نے دائیں جانب دیکھا تو نظر اب اس شخص پر پڑی جو سر جھکائے پریشان سا بیٹھا تھا۔ اسے لگا کہ وہ اچانک ہی لوگوں کے چہرے پڑھنے لگی ہے۔ وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ نیلگوں آنکھوں والا وہی جاپانی شخص تھا جس کی وجہ سے اس کی اسٹیلیٹو ہیلز ٹوٹی تھیں۔ پہلے تو اس نے اسے نظر انداز کیا لیکن پھر وہ بول پڑی۔

"سوری!" وفا کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اس دن میں نے آپ سے غصے میں بات کی حالانکہ آپ ہمارے ملک میں مہمان ہیں تو مجھے آپ سے پیار سے بات کرنی چاہیے تھی۔" وہ واقعی شرمندہ تھی۔ اسے تو صرف دوست بنانا آتے تھے۔ کسی سے ذرا غصے میں بات کر لیتی تو پچھتاوا اس کے گلے کا ہار بن جاتا۔ آج وہ اس پچھتاوے کا ہار اتارنا چاہتی تھی۔

"اٹس اوکے۔" اس کا چہرہ کافی سنجیدہ تھا۔

"آپ پریشان ہیں؟" اس نے سوال کیا جس پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"فائن۔ آپ یہ کھائیں۔" اس نے ایک چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی جس پر وہ متذبذب ہوا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں یہ نہیں کھاتا۔" دوٹوک جواب ملا تھا۔

"کیوں؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کم از کم میں اجنبیوں کی دی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتا۔" اس نے اس پر غصہ کرنا چاہا مگر نہ جانے کیوں وہ اس پر غصہ نہیں کر پایا۔

"جب آپ نے مجھے دیکھا تو آپ کے چہرے پر شناسائی کی رمق آگئی۔ کیا میں واقعی اجنبی ہوں؟"

وہ لاجواب ہوا۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔ اجنبی تو وہ ہوتے ہیں جن کو آپ بلکل نہ جانتے ہوں، جو آپ کے لیے بلکل غیر شناسا ہوں۔ مگر جب اس نے اسے دیکھا تو شناسائی کس بات کی تھی؟

"مگر ہم ایک دوسرے کو جانتے بھی تو نہیں ہیں۔" اس نے وضاحت دی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں اسی لیے ہم ایس۔ ایف ہیں۔" وفا کی بات پر وہ پریشان ہوا جبکہ اس کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

"ایس۔ ایف سے کیا مراد؟"

"سٹرینجر فرینڈز۔ سٹرینجرز بھی اور فرینڈز بھی۔ جسے نہ جان کر بھی ہم جانتے ہوں اسے سٹرینجر فرینڈ کہتے ہیں۔" وہ اس کے جواب سے مرعوب ہوا۔

"اب تو لے لیں۔ زہر نہیں ملایا میں نے اس میں۔ دراصل خود پریشان ہوں تو آپ کی پریشانی دیکھی نہیں جارہی مجھ سے۔ چاکلیٹ کھانے سے انسان کا مائنڈ فریش ہو جاتا ہے اور سٹریس کافی حد تک کم ہو جاتا ہے۔" وہ نیلگوں آنکھوں والا چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ اسے سنہری آنکھوں میں بہت کچھ دیکھنے کو ملا تھا۔ پریشانی، افسوس، دکھ، تکلیف.... جبکہ پہلی ملاقات میں ان آنکھوں کے مناظر مختلف تھے۔

اس نے خاموشی سے ایک چاکلیٹ لے لی۔ "یہ یقیناً تمہارے ان دو الفاظ کا مداوا ہے جو تم نے مجھ سے کہے تھے۔"

وفا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "میں نے کیا کہا تھا؟"

"جہنمی انسان۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا اس کے جواب پر مسکرا دی۔ ”میں غصے میں اکثر اپنے دوستوں کو جہنمی بول دیتی ہوں۔ ہادی کو تو یہ سننے کی اس قدر عادت ہو چکی ہے کہ ہماری ملاقات کے وقت اگر میں اسے جہنمی نہ بولوں تو اسے چین نہیں آتا۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ زمان نے دیکھا اس کی آنکھیں اس شخص کے ذکر پر ڈبڈبا گئی تھیں۔

”اور تمہاری ہیلز کا کیا ہوا؟“ زمان نے بات بدلی۔

”میں نے نئی خرید لی تھیں مگر مجھے ان کے ٹوٹنے کا افسوس ہمیشہ رہے گا۔“ اس نے اپنی آنکھوں کے کنارے اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کیے اور مسکرا کر جواب دیا۔

”وفا چلیں۔“ پری وہاں آ پہنچی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”شیور۔“ وفا اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر الوداعی نگاہ زمان پر ڈالتی چلی گئی جبکہ زمان ہاتھ میں پکڑی اس چاکلیٹ کو دیکھتا رہ گیا۔

اس وقت وہ اپنے کمرے میں مکمل تیار بیٹھی تھی۔ چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا جبکہ آنکھیں نم تھیں۔ وہ خود کو رونے سے باز رکھتے ہوئے مسکرانے کی سعی کر رہی تھی۔

فنکشن شروع ہو چکا تھا۔ مراد ہاؤس کو برقی قمقموں سے سجا دیا گیا تھا۔ آج سلیم مراد بھی وہیل چیئر پر باہر فنکشن میں ہی موجود تھے۔ وفا ان کی بہو بن رہی تھی اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی۔

کمرے سے جب لڑکیاں چلی گئیں تو وہاں دو لوگ داخل ہوئے۔ تعوذ اور شاہ میر۔ تعوذ نے بھائی بن کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی اور پھر عفان کی تیاری میں مدد کروانے کے لیے وہاں سے چلا گیا۔ شاہ میر اس کے سامنے ہی کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"جانتی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تاکہ اپنے آنسو کم از کم شاہ میر سے چھپا سکے۔

"کاش میں تمہاری مدد کر سکتا وفا۔" نظروں میں افسوس تھا۔

"شاہ میر بھائی کیسی مدد؟ میں خوش ہوں۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

شاہ میر چند لمحے کچھ نہیں بول پایا۔ اب وفا بھی جذبات چھپانے لگی تھی۔ "تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ واقعی آتی ہے۔ خوشیوں کے گلشن میں بھی رات آتی ہے۔ حدید نے تم سے تمہاری ہنسی اور ہم سے ہماری پیاری سی وفا چھین لی۔ تمہیں اسے روک لینا چاہیے تھا۔"

وہ زخمی سا مسکرائی اور پھر اپنے آنسو صاف کیے۔ "شاہ میر بھائی میں سوچ رہی تھی کہ میرے پاس اتنا حوصلہ کہاں سے آیا کہ میں ہادی کو کچھ بتا بھی نہ پائی اور نہ ہی اسے روک پائی۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ اگر میں ایک بار بھی ہادی کو روک لیتی تو وہ ساری دنیا کو پسِ پشت ڈال کر میرے لیے رک جاتا۔ دراصل شاہ میر بھائی بات یہ ہے کہ اسے مجھ سے محبت نہیں تھی۔ جبکہ مجھے اس سے اتنی محبت ہے، اتنی محبت ہے کہ میں نے اسے جانے دیا۔ میں نے اسے اس کی محبت اور اس کی خوشیوں کے لیے جانے دیا۔ مجھے یہ حوصلہ میری محبت نے دیا۔ لازم نہیں کہ ہماری زندگی میں آنے والا ہر شخص مستقل ہو۔ وہ عارضی بن کر آیا اور یادوں کے مستقل زخم دے گیا۔ میں ساری زندگی اس کی یادوں کے ساتھ رہ سکتی ہوں شاہ میر بھائی۔ میں اتنی ظالم نہیں ہوں کہ میں اس کی محبت کی پرواہ کیے بغیر اسے اپنی محبت کے لیے روک لیتی۔"

شاہ میر نے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔

"شاید وہ تمہارے لیے بہتر نہیں تھا۔"

"ایسا تو مت کہیں شاہ میر بھائی۔ وہ میری ذات میں مجھ سے زیادہ ہے۔ وہ میرے لیے بہترین ہے بس میرے نصیب میں نہیں ہے۔" شاید حوصلہ ٹوٹنے لگا تھا اس لیے وہ رو دی تھی۔ آخر تھی تو پھر بھی وفاناں... چھوٹی چھوٹی بات پر رو دینے والی۔

"اچھا تم پلیز رونا بند کرو۔ سارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔" شاہ میر نے اسے ہنسانا چاہا۔

وفا نے اپنے آنسو پونچھے۔ "کیا شاہ میر بھائی! اتنی مشکل سے آنسو روکے بیٹھی تھی آپ کی وجہ سے آنکھوں سے نکل ہی آئے۔"

"اچھا سوری! اب تم بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ پہلے اچھی لگ رہی تھی مسکراتے ہوئے۔ اچھا یہ بتاؤ اپنی منگنی پر سیاہ لباس کون پہنتا ہے؟"

"ہادی کی وفا۔" تلخ سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ "سیاہ لباس پہن کر، سیاہ پوش ہو کر سمجھ نہیں آرہا شاہ میر بھائی کہ زیادہ سیاہ کیا ہے۔ میں، میرا لباس، میرا بخت، میری زندگی یا میرا عشق۔"

شاہ میر کچھ نہیں بول پایا۔ تب ہی کمرے میں زریں اور آفرین لڑکیوں کو لے کر داخل ہوئیں۔

"یہ کیا شاہ میر تم نے تو ہماری وفا کو رُلا دیا۔" انہوں نے وفا کے چہرے پر آنسو دیکھ کر کہا۔

"نہیں چچی جان! ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو شاہ میر بھائی سے یہ کہہ رہی تھی کہ جب یہ لیون سیٹل ہو جائیں گے تو میں انہیں بہت مِس کروں گی۔ کبھی لگا ہی نہیں کہ یہ میرے سگے بھائی نہیں بلکہ کزن ہیں۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ بھائیوں سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔"

"تو وفا اس میں اتنا سینٹی ہونے والی کیا بات ہے۔ اپنے ہنی مون پر فرانس ہی چلی جانا۔" پری نے پیچھے سے آکر اس کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے کہا جس پر سب ہنس دیے تھے۔

منگنی کے وقت شاہ میر نے وفا اور عفان کی ساتھ میں ایک تصویر بنا کر حدید کو بھیجی جس کے ساتھ یہ پیغام بھی تھا۔

" You lost the Diamond, Hadid Khanzada!"

فنکشن ختم ہوا تو رات کو اسے نیند بلکل بھی نہیں آئی۔ وہ بالکونی میں آ بیٹھی اور چاند کو دیکھنے لگی۔ شاید اس وقت ہادی بھی چاند کو ہی دیکھ رہا ہو۔ یہ سوچ کر وہ زخمی سا مسکرا دی۔ تب ہی عفان اس کے ساتھ والی کرسی پر آ بیٹھا۔

"آج بہت پیاری لگ رہی تھی تم۔"

"شکریہ۔" اس نے چاند سے نگاہ ہٹا کر سامنے بیٹھے عفان کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خوش ہو؟"

"میں کیوں خوش نہیں ہوں گی؟" اس نے سوال کے بدلے سوال ہی پوچھا۔

"شاید تم اپنی جگہ نوشابہ کو ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔"

"مجھے لگا تھا کہ نوشابہ کے ہوتے ہوئے چاچو جان کبھی بھی تمہارے لیے میرا انتخاب نہیں کریں گے۔ وہ کافی کانفیڈنٹ لڑکی ہے اور ایک بزنس مین کے لیے بزنس وومن ہی اچھی رہتی ہے۔"

"چاچو نے واقعی نوشابہ کو ہی منتخب کیا تھا مگر نوشابہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔ اس کے علاوہ میں بھی خوش نہیں تھا۔"

"تم کیوں خوش نہیں تھے؟ نوشابہ مجھ سے بہتر تھی عفان۔"

"کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے وفا۔" وہ تھوڑا سا آگے ہوا اور میز پر رکھا وفا کا ٹھنڈا ہاتھ تھام لیا جس میں اس کے نام کی انگوٹھی تھی۔ "میں تمہارا ہر قدم پر ساتھ دوں گا وفا۔ تمہیں ہر خوشی دوں گا اور محبت.... محبت تو اتنی دوں گا کہ تم حدید کو بھی بھول جاؤ گی۔"

اس کی آخری بات پر وفا کے دل کو دھکا سا لگا۔ اچانک ہی ماحول میں سوگواریت سی چھا گئی۔

"کیا تم مجھ سے ایک وعدہ کر سکتے ہو؟" ڈبڈبائی آنکھوں سے اس نے سوال کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا؟"

"ہمارے درمیان ہادی کا ذکر کبھی نہیں ہو گا۔"

عفان مسکرا دیا۔ "جیسا تم چاہو۔" وہ دل ہی دل میں خوش ہوا تھا کہ وفا کو چھوڑ جانے پر اسے حدید سے نفرت ہو چکی تھی۔

ایک سال پہلے جاپان کے شہر ٹوکیو میں اس وقت شام کا ہی وقت تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا تھا جبکہ گود میں لیپ ٹاپ رکھا تھا۔ نظریں سکرین پر جمی تھیں جبکہ انگلیاں کی پیڈ پر مسلسل حرکت کر رہی تھیں۔

"اشعر ساما! پہلے کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور نے استفسار کیا۔

"جہان یاکاتا (جہان وِلا)۔" مصروف انداز میں اس نے مختصر سا جواب دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ان کی گاڑی جہان یاکاتا کے سامنے جا رکی۔ وہ گاڑی سے اترا اور پھر کوٹ کے بٹن بند کرتا آگے بڑھ گیا۔ سن گلاسز لگائے، تھری پیس سوٹ پہنے وہ کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔

وہ گھر میں داخل ہوا تو اسے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ ملازمہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور قدرے جھک کر سلام کیا جس طرح عموماً جاپانی لوگ کرتے ہیں۔ اس نے جواباً سر کو خم دیا۔

"میری نورِ نظر کہاں ہے؟" نظریں اسی کو تلاش کر رہی تھیں۔

"اشعر ساما! ہمیشہ کی طرح آپ سے روٹھی ہوئی ہیں۔ آپ نے سوموار کو آنے کا کہا تھا جبکہ آج جمعہ ہے۔"

"اچھا چلیں میں اسے منالوں گا۔" وہ ہنستا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ کھڑکی کے پاس ہی کرسی ڈالے بیٹھی تھی اور باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میری نورِ نظر کیسی ہے؟" وہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"مجھ سے بات نہیں کرو تم۔" اس نے اشعر کی طرف دیکھے بغیر کہا جبکہ آواز میں دبہ دبہ غصہ تھا۔

"میں اپنی نورِ نظر سے بات نہیں کروں گا تو پھر کس سے کروں گا؟" وہ اس کے سامنے ہی پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

"اپنی اسی ماں کے ساتھ جا کر کرو جس کے پاس اب تک تھے۔" وہ اچانک ہی اس پر دھاڑی تھی۔ آنکھوں میں آنسو، سرخ ناک، غصے سے دہکتا مگر حسین چہرہ.... وہ ہنس دیا۔

"مگر میں اپنی کسی ماں کے پاس نہیں تھا۔ میری ایک ہی ماں ہے جو مر چکی ہے۔ کیوں خوامخواہ اپنی ساس کے پیچھے پڑ گئی ہو؟"

"تم جانتے ہو میں تمہاری گرل فرینڈ کی بات کر رہی ہوں۔" اس نے منہ بسورا جبکہ اشعر ہنستا چلا گیا اور اٹھ کر اسے گلے سے لگایا۔

"اوہ گاڈ نورِ نظر! جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں اس کے بعد تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ میری کوئی گرل فرینڈ ہو گی۔" وہ اپنے سینے پر رکھا اس کا سر سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

"تو پھر اتنی دیر کیوں کر دیتے ہو تم۔ تمہیں پتا ہے کہ میں اکیلی ہوتی ہوں۔"

"تم اکیلی نہیں ہو تیں۔ تمہارا ہینڈ سم ہَبی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو تا ہے۔ پلیز تم رو مت۔ میں آئندہ وقت پر ہی آؤں گا۔" وہ اس سے الگ ہوا اور اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"تم ہمیشہ یہی کہتے ہو۔ "

"اب میں تمہیں سچ بتاؤں۔ وہ تمہارا جو کھڑوس بھائی ہے نا۔ اگر وہ سان فرانسیسکو چلا جاتا تو مجھے وہاں نہ جانا پڑتا۔ مگر ان جناب کو تو پاکستان جانا تھا اور مجھے ذلیل کرنا تھا۔"

"تم تو ہو ہی ذلیل! چلو میں تمہارے لیے کھانا لگاتی ہوں۔"

"تو طے ہوا کہ تم اپنے کھڑوس بھائی کے خلاف کچھ نہیں سن سکتیں۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سچ ہمیشہ کڑوا ہو تا ہے۔ اور کڑوی چیزیں تمہیں نہیں پسند اس لیے چلو اور کھانا کھالو۔"

"اپنے کھڑوس بھائی کا انتظار نہیں کرو گی؟" جب کھانا لگ چکا اور وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر اس کی پلیٹ بھرنے لگی تو اشعر نے پوچھا۔

"کیا مطلب.... ڈینی ٹوکیو میں ہے؟" اس کا چہرہ ایک دم کھل اٹھا۔

"جی بلکل اور اس نے کہا تھا کہ وہ ہمیں لنچ پر جوائن کرے گا۔" اس نے پلیٹ اس کے ہاتھوں سے لینا چاہی مگر نورِ نظر نے نہ دی۔

"جب ڈینی آئے گا تو سب ایک ساتھ ہی شروع کریں گے۔" شوہر اور بھائی ایک ساتھ ایک ہی دن ایک ہی ٹیبل پر.... نورِ نظر کے لیے وہ عید کا دن بن چکا تھا۔

"نور بیٹا! ڈینیئل آیا ہے۔" ملازمہ نے ہانپتے ہوئے اس کے پاس پہنچ کر خبر دی۔

نورِ نظر اٹھ کھڑی ہوئی اور اشعر کی بھی سانس میں سانس آئی۔ کم از کم اب کھانا تو ملے گا۔

نورِ نظر نے خوش دلی سے اس کا استقبال کیا۔ اشعر نے بھی اٹھ کر اسے گلے سے لگایا۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے کھانا کھانا شروع کیا۔

"کیسا رہا تمہارا سفر؟" ڈینیئل نے اشعر سے پوچھا۔

"ٹھیک تھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم سان فرانسیسکو گئے؟" اشعر کے سوال پر اس نے گہرا سانس لیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"انسان ہوں۔ اتنے کم وقت میں اتنے ملک نہیں پھر سکتا۔" وہ کم وقت میں ٹھہر ٹھہر کر بولتا تھا۔

"کیا اب تم سان فرانسیسکو جاؤ گے؟" نورِ نظر نے سوال کیا۔

"ہاں! کسی سے ضروری ملاقات کرنی ہے۔ آج شام کو ہی روانہ ہو جاؤں گا۔"

"تو تم آئے کیوں ہو ذلیل! سیدھا ادھر ہی چلے جاتے نا۔ مجھے اپنا دیدار کروانے کی کیا ضرورت تھی؟" نورِ نظر امید کے عین مطابق شروع ہوئی۔ ڈینی نے تو شرمندہ ہو کر خشک لبوں پر زبان پھیری جبکہ اشعر نے پہلو بدلا۔ اس کی بیوی سدھرنے والی نہیں تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نورِ نظر تم ناراض کیوں ہو رہی ہو۔ میں وہاں صرف ایک ملاقات کے لئے جا رہا ہوں پھر واپس آجاؤں گا۔ آئی پرامس"!

نورِ نظر نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ شکل بگاڑتی کھانے میں مصروف ہو گئی۔ اشعر اور ڈینی کی نظریں ملیں تو اشعر نے اپنی ہنسی دبائی جبکہ ڈینی نے اسے ہنستا دیکھ ضبط کا گھونٹ بھرا۔

وہ کھانا کھا چکے تو نورِ نظر کسی کام کے لیے وہاں سے چلی گئی۔

"ابراہم ساما کی موت کا سن کر افسوس ہوا۔ پرل کے بارے میں بتاؤ۔ کیسی رہی اس سے ملاقات؟"

"ٹھیک رہی۔ اس نے ایش کے بارے میں پوچھا تو میں نے تم سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ لیکن ایک بات بتاؤ ایش ساما۔ ہم اس پر اعتبار کر کے کوئی خطرہ مول تو نہیں لے رہے؟"

"ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ اس کے دشمن اور ہمارے دشمن ایک ہی ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر صرف اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔"

"اور اسٹون آف یامی نوکائی؟"

"جہاں تک میرا خیال ہے ابراہم ساما کو اسٹون سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ صرف اسے حاصل کر کے اس کے اصل حقدار تک پہنچانا چاہتا تھا۔ پرل کا بھی یہی مقصد ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں یہاں آنے کی بجائے پہلے سان فرانسیسکو ہی جانا چاہیے تھا۔ تم جانتے نہیں ہو پرل کافی خطرناک لڑکی ہے۔ پہلی ملاقات میں ہی وہ تمہارا دیر سے جانے پر قتل ہی نہ کر دے۔" اشعر کی بات پر اس نے ایک ابرو اٹھایا۔

"کیا مطلب؟ باس ہوں میں اس کا۔ دیر سے جاؤں، جلدی جاؤں یا نہ جاؤں۔ اسے میری ہر حال میں عزت کرنی ہو گی۔"

"میں اسے ہدایات دے کر آیا ہوں۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ تمہیں باس مانتی بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ عزت کروانا جانتی ہے کرنا نہیں۔"

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" نورِ نظر اپنی کرسی پر واپس آ بیٹھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کچھ خاص نہیں۔ بزنس کے متعلق ہی تھیں۔" جواب ڈینیئل نے دیا۔

"اچھا میں نے تم لوگوں سے کچھ پوچھنا تھا۔"

"کیا؟" دونوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

"ایش کون ہے؟" اس نے معمولی انداز میں پوچھا جبکہ ان دونوں کو سانپ سونگھ گیا۔

"کون ایش؟ ہم تو کسی ایش کو نہیں جانتے۔ تمہارا رشتہ دار ہے کیا؟" اشعر نے بھرپور اداکاری کی۔

"استغفر اللہ! ہو ہی نہ جائے میرا رشتہ دار۔ اللہ پاک ایسے لوگوں سے تو مجھے بلکہ ہم سب کو دور ہی رکھیں۔ دراصل ہمارے پڑوس میں جو عورت رہتی تھی۔ بڑی ہی بھلی اور نیک عورت تھی۔ وہ تین دن پہلے کسی مال گئی تھی اپنی بیٹی کے لیے شاپنگ کرنے تو وہاں بم بلاسٹ ہوا جس کے نتیجے میں وہ بھی مر گئی۔ مجھے تو بہت دکھ ہوا اس کی موت کا سن کر۔ میں کل گئی بھی تھی اس کی بیٹی کے پاس۔ اب ہم حوصلہ دینے کے علاوہ کر ہی کیا سکتے ہیں۔"

"تو اس میں ایش کا کیا ذکر؟" اشعر نے متجسس ہو کر سوال کیا جبکہ ڈینی گہری سوچ میں پڑ گیا۔

"ارے وہ بم بلاسٹ ایش ہی نے تو کروایا تھا۔ بڑا ہی کوئی ذلیل انسان ہے۔ کیا ملے گا اسے معصوم لوگوں کی جان لے کر۔ خدا غارت کرے۔"

اشعر اور ڈینی دونوں چونکے مگر خود کو سنبھالے رکھا۔ اشعر کھنکھارا اور پھر بولا۔ ”

میرے خیال سے اتنا کافی ہے۔ “

”کیا کافی ہے۔ ایسے انسان کو تو چوک پر الٹا لٹکا دینا چاہیے۔ “

”جی ہاں پھر میڈم نورِ نظر اسے جھولا جھلائیں گی۔ نہیں؟ “

”توبہ ہے۔ میرا مطلب پھر اسے گولیوں سے بھون دینا چاہیے۔“ وہ جل کر بولی۔

”کافی نیک خیالات ہیں ہماری بہن کے۔“ ڈینی نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ اشعر اسے گھورتا رہ گیا۔

اشعر ڈینی کو گیٹ تک چھوڑنے آیا تو اس نے وہیں رک کر اس سے سوال کیا۔

”کیا تھا وہ سب جو نورِ نظر نے بتایا؟ “

”میں پاکستان تھا اشعر اور رہی بات بم بلاسٹ کی تو وہ میں نے نہیں بلکہ سعیر نے کروایا ہے تاکہ میرا نام لے کر مجھے مزید بدنام کر سکے۔“

”وہ گیم کھیل رہا ہے۔ “

"تو کیا ہوا۔ وہ ایک بوڑھا اور کمزور کھلاڑی ہے۔ انمول سے جڑے پچھتاوے نے اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ چاہے وہ کھیل کھیلے یا جنگ.... وہ ہارے گا کیونکہ اس کے مقابل ہم ہیں۔" وہ اترایا تھا۔ اس کی شخصیت میں واقعی غرور تھا جو اس پر خوب جچتا تھا۔

"اور ہم.... بہترین کھلاڑی ہیں۔" اشعر نے فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا جسے اس نے تھام کر الوداع کہا اور پھر چلا گیا۔

سان فرانسیسکو میں آج موسم کافی خوشگوار تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ درمیان میں رکھی میز پر کافی کے دو اَن چھوے مگ رکھے تھے جن میں سے بھاپ اڑ رہی تھی۔ سفید ہائی نیک کے ساتھ سفید اوور کوٹ اور سفید ہائی ہیلڈ بوٹس پہنے وہ ہمیشہ کی طرح پرکشش لگ رہی تھی۔ سن گلاسز اس نے سر پر ٹکا رکھی تھیں۔ چہرہ ہمیشہ کی طرح خوبصورت مگر آنکھیں سرد تھیں۔ اس سے کہیں زیادہ سامنے بیٹھے شخص کی آنکھیں سرد تھیں۔ سیاہ ہائی نیک کے ساتھ سیاہ پینٹ کوٹ پہنے وہ سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔ یہ تھی پرل اور ایش کی پہلی ملاقات۔

"میں تمہیں دیکھے بغیر ہی تم سے کافی امپریسڈ تھی اور تمہیں دیکھنے کے بعد لگ رہا ہے کہ میں بلکل درست تھی۔ تم ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ" ....

"گُڈ لُکنگ بھی ہوں۔ جانتا ہوں۔" ایش نے اس کی بات خود مکمل کی۔

"واٹ ایور!" اس نے کندھے اچکائے۔ شاید اب اسے اس کی تعریف کر کے برا لگ رہا تھا۔

"ابراہم سامانے مجھ سے کہا تھا کہ جب بھی ایش سے ہاتھ ملانے کا موقع ملے تو میں اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاؤں۔ یعنی انہیں تم پر پورا بھروسہ تھا۔ اس لیے میں صرف اور صرف ڈیڈ کی وجہ سے تمہارا ساتھ دے رہی ہوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایش نے مگ اٹھا کر کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"کیا جانتی ہو تم یامی نوکائی کے بارے میں؟"

"سب کچھ۔"

"پھر تو تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ اسٹون آف یامی نوکائی کہاں ہے؟"

"اسٹون نہ ہی ملک کے پاس ہے اور نہ ہی سعیر کے پاس۔ وہ دونوں ہی اس کی تلاش میں ہیں۔"

"تم شاید یامی نوکائی کے اصولوں کے بارے میں نہیں جانتی۔"

پرل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ یامی نوکائی سے منسلک ہر شخص کو عزت دی جاتی ہے چاہے وہ ہمارا دوست ہو یا دشمن۔ آئندہ تم سعیر ساما اور زمان ساما ہی کہو گی کیونکہ ملک ساما اب مر چکا ہے تو اس کی جگہ یقیناً زمان ساما ہی لے گا۔ اس کے علاوہ بھی یامی نوکائی سے جڑے ہر شخص کو ساما کہہ کر مخاطب کرو گی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوکے۔" پرل بور ہونے لگی۔

"اور رہی بات میری تو میں یعنی ایش تمہارا باس ہوں اور جو میں کہوں گا تمہیں وہی کرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے مگر".....

"مگر کیا؟"

"میں اپنی رائے دینے کے لیے آزادی چاہتی ہوں۔"

"ڈونٹ وری۔ میں اپنے خاص لوگوں سے رائے لے کر ہی کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔" ایش نے اسے تسلی دی۔

"ایک بات سمجھ نہیں آئی۔" پرل نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"کیا؟"

"یہی کہ تم یامی نوکائی سے کس طرح منسلک ہو۔ میں ابراہم کی بیٹی ہوں، زمان ملک کا بیٹا ہے۔ تم کون ہو اور یامی نوکائی کی بھلائی کیوں چاہتے ہو؟"

"وقت آنے پر سب بتادوں گا۔"

"اچھا یہ بتاؤ تمہارا گوتن کہاں ہے؟" وہ ساری انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"ایش گوتن ٹوکیو میں ہے۔ وہاں ٹریننگ دی جاتی ہے اور جو لوگ زخمی ہوتے ہیں یا انہیں بریک چاہیے ہوتا ہے تو وہ وہیں رہتے ہیں۔"

"انٹرسٹنگ! تم واقعی بہترین مافیا ہو۔"

"جانتا ہوں۔ میرے دشمنوں کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟"

"زمان سے.... وہ کھنکھاری.... زمان ساما سے بدلہ لینے کا۔"

"کوئی پلان ہے یا نہیں؟"

"پورا پلان تیار ہے۔ بس کچھ وقت چاہیے مجھے۔ اسے ایسے مقام پر لے آؤں گی کہ وہ خود مجھ سے ہارے گا۔"

ایش ہنس دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زمان ساما کو ہرانا آسان نہیں ہے پرل ساما۔ میں تمہیں آج فتح کے کچھ اصول بتاتا ہوں۔ سب سے پہلے تو انسان کو خود کو بدلنا چاہیے۔ اسے اپنے اندر فتح کا ایسا جذبہ پیدا کرنا چاہیے کہ انسان تو مر جائے لیکن وہ جذبہ ختم نہ ہو۔ اس کے بعد ہمیشہ اپنے دشمن کو خود

سے چار قدم آگے سمجھو۔ تب ہی تم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکتی ہو۔ باقی اصول پھر کبھی۔ پہلے ان پر غور کرو۔ "

"میں زمان ساما کو خود سے زیادہ طاقتور سمجھوں؟" اسے جیسے یقین ہی نہ آیا۔

"ایگزیکٹلی۔ وہ بہت ہی پاور فل آدمی ہے۔ ہمیں اس سے مقابلہ کرنے کے لیے خود کو بہت زیادہ تیار کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں صرف اس سے ہی نہیں بلکہ سعیر ساما اور ڈیوڈ ساما سے بھی لڑنا ہے۔ "

"ہم یہ کر لیں گے؟" ایش نے پہلی بار پرل کے چہرے پر یہ سوال کرتے ہوئے اضطراب دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آف کورس! بس ایک بات تم ہمیشہ یاد رکھنا تمہارے ساتھ ایش ساما کھڑا ہے۔ جسے ہرانے والا آج تک پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہو گا۔ "

پرل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ دل کو تسلی سی ہو گئی۔

"پھر کبھی بات ہو گی تو تم مجھے اپنے پلان کے بارے میں بتانا۔ اچھا ایک اور بات۔" وہ کافی زیادہ سنجیدہ ہوا۔ "جس کھیل کا تم حصہ بنی ہو وہ دنیا کا سب سے خطرناک کھیل ہے۔ اس میں حصہ تو بہت سے لوگ لیتے ہیں مگر اس کھیل کے اختتام پر سب ہی زندہ نہیں رہتے۔ بہت سے لوگ مریں گے، بہت زخمی ہوں گے تب ہی جا کر کوئی ایک فتح حاصل کرے گا۔ اس کھیل میں لڑکیاں عموماً ہار جاتی ہیں۔ جانتی ہو کیوں؟"

پرل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیونکہ وہ اس کھیل میں محبت کو شامل کر لیتی ہیں۔ جس سے یہ کھیل مزید خطرناک ہو جاتا ہے اور آخر میں سب سے زیادہ نقصان انہی لڑکیوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اسے میرا مشورہ سمجھو یا حکم۔ کبھی بھی اس کھیل میں محبت کو شامل مت کرنا کیونکہ محبت بذات خود ایک کھیل ہے۔ جس میں ہار جیت کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ اس میں ہار ہوتی ہے.... فقط ہار ہوتی ہے۔"

پرل نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ یہی تو تھا اس کا پلان۔ زمان کو محبت کے جال میں پھنسانا۔ اس نے سر جھٹک کر اپنا موبائل اٹھایا۔ ایش بھی کھڑا ہو گیا۔

اصولاً جب باس کھڑا ہوتا ہے تو سب اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں مگر وہ کھڑی نہ ہوئی اور اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی۔ ایش نے اسے ابرو اٹھا کر دیکھا اور پھر گہرا سانس لیتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ لڑکی واقعی سمجھ سے باہر تھی۔

"مجھے کہیں باہر لے کر چلو۔" نورِ نظر اشعر کے سامنے کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔ اشعر کا دماغ فوراً کوئی بہانہ سوچنے لگا۔

"آج کوئی بہانہ بھی نہیں چلے گا۔" اس نے اپنی بات میں اضافہ کیا جبکہ اشعر زبردستی مسکرایا۔

"کیوں نہیں۔ لیکن نورِ نظر اصل میں بات یہ ہے کہ ".....

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بات یہ ہے کہ ہم جا رہے ہیں اور ابھی جا رہے ہیں۔" نورِ نظر نے اس کی بات کاٹ کر اپنی بات جاری رکھی۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر ہار مان لی۔

"اوکے۔ میں گاڑی نکالتا ہوں تم ریڈی ہو جاؤ۔" نورِ نظر کا چہرہ اس بات پر کھل اٹھا۔

"اوہ آئی لو یو اشعر۔" وہ خوشی کے مارے اس کے گلے لگ گئی۔ عرصہ بعد انہیں ایک ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملتا تھا۔ جب سے شادی ہوئی تھی اشعر اسے کہیں بھی ساتھ نہیں لے کر گیا تھا مگر آج اسے ہار ماننی پڑی۔

"آئی لو یو ٹو بلیک میلر۔" اشعر کے جواب پر دونوں ہی ہنس دیے۔

سیاہ رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ سیاہ منی کوٹ پہنے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ جب وہ گاڑی میں بیٹھی تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اشعر پر نظر پڑی جو سیاہ ماسک لگائے ہوئے تھا۔

"کم آن اشعر! ہم تفریح کے لیے جا رہے ہیں بینک لوٹنے نہیں۔ تم نے ماسک کیوں لگا رکھا ہے؟" وہ حیران پریشان اسے دیکھے گئی۔

"نہیں دراصل مجھے فلو ہو گیا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی اور کو بھی ہو جائے۔" اس کے جواب پر نورِ نظر نے بے یقینی سے پہلے اسے دیکھا اور پھر گھر کی طرف۔

"گھر سے نکل کر اس گاڑی میں بیٹھنے تک تمہیں فلو بھی ہو گیا۔ کافی فاسٹ فلو ہے۔" اشعر اس کی بات پر ہنس دیا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ ابھی کے ابھی اتارو اس ماسک کو۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر خود اس کا ماسک اتارنے کی کوشش کی۔

"ارے یہ کیا...." اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا نورِ نظر اس کا ماسک اتار چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اتنے ہینڈسم ہوتے ہوئے بھی اپنی شکل دکھانے سے کتراتے ہو۔ کمال ہے۔ کیا تم بزنس ٹور پر بھی ایسے ہی ماسک لگائے رکھتے ہو؟" اس نے اسے شرمندہ کرنے کی پوری سعی کی۔ اشعر نے گاڑی چلانا شروع کر دی۔

"اوہو نورِ نظر! میں صرف تمہارے لیے یہ سب کر رہا تھا۔ اگر کسی لڑکی کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور وہ تمہارے ہینڈسم شوہر کو دل دے بیٹھی تو تمہارا کیا ہو گا؟ "

"میرے ہاتھوں تمہارا قتل۔" مختصر جواب دیتی وہ منہ بسورے کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھنے لگی۔ ادھر اشعر کا خوشگوار قہقہہ گونجا تھا۔

"میرا قتل کر دو گی تو تم زندہ کیسے رہو گی میرے بغیر؟ جہاں تک میرا خیال ہے ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

"جب تمہارا قتل کروں گی تو خود بھی تو مر جاؤں گی ناں۔" اشعر بے اختیار ہنس دیا۔

"خفا ہو گئی ہو کیا؟" اسے منہ پھولائے کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھتا دیکھ اس نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ آپ کی زوجہ آپ سے خفا ہیں اور اب آپ کو اسے منانا ہے۔ "

"کس طرح؟ "

"اس کی فیورٹ جگہ لے جا کر۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"ہماری زوجہ کے لیے تو ہماری جان حاضر۔" سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے سر کو خم دیا تو دونوں ہی ہنس دیے۔

نورِ نظر کے چہرے پر خوشی کے کمال رنگ تب آئے جب ان کی گاڑی ٹوکیو کے سب سے شاندار اور مہنگے علاقے گنزا میں داخل ہوئی۔

"او مائی گاڈ! مجھے کتنا اچھا ہَبی ملا ہے ناں۔ جسے میری ہر پسند ناپسند کا علم ہے۔" اس کے چہکنے پر وہ ہنس دیا۔

"گنزا میرا موسٹ فیورٹ ایریا ہے۔"

"جی ہاں۔ یہاں تمہارے ہَبی کی جیب جو خالی ہوتی ہے۔"

"تو کیا ہوا۔ آخر کماتے کس کے لیے ہو؟ تم ہی نے کہا تھا کہ تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا۔ تمہارا ہر نخرہ اٹھاؤں گا بس ایک بار شادی کر لو۔ ہو گئی ناں شادی۔ اب جھیلو مجھے بھی اور میرے نخرے بھی۔"

"میں نے کب انکار کیا۔ تم کہو تو میں تمہیں ساری دنیا کی سیر کروا دوں۔"

"ایسی باتیں مت کیا کرو اشعر۔ میری محبت بڑھ جاتی ہے اور پھر مجھ سے تمہارا انتظار نہیں ہوتا۔ میرا دل چاہتا کہ تم ہر وقت میرے ساتھ رہو۔ مجھ سے باتیں کرو۔ میرے نخرے اٹھاؤ۔ مگر تمہیں بزنس کے آگے میں کہاں نظر آتی ہوں۔"

"تم مجھے کیسے نظر آؤ گی۔ تم تو ہو ہی میری نورِ نظر۔ ہر وقت میرے دل میں رہتی ہو۔ میری آنکھوں کا نور ہو تم۔"

"تو پھر تم مجھے پہلے 'سوکیاباشی جیرو' (Sukiyabashi jiro) سے سوشی کھلاؤ گے اور پھر اس کے بعد ہم 'گنزا سِکس مال' (Ginza Six Mall) سے شاپنگ کریں گے۔ اوکے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر نے پہلے اسے گھورا مگر پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ مقابل نورِ نظر تھی جس کے لیے اس کی جان بھی حاضر تھی۔

"ویسے ایک بات کہوں برا مت ماننا۔ گنزا سِکس مال سے تمہاری تھوڑی سی شاپنگ میری قریباً ایک سال کی کمائی کھا جائے گی۔ یا پھر دو سال..... ہاں شاید دو سال۔" وہ حساب کرنے لگا۔

"شٹ اپ اشعر!" اس نے اشعر کے کندھے پر گھونسا مارا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سو کیا باشی جیرو میں بیٹھے سوشی کا مزہ لے رہے تھے۔ اشعر بار بار ارد گرد نظر دوڑاتا۔ اسے یقیناً کسی بات کا ڈر تھا۔

"ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا تم میری بات نہیں سن رہے؟" وہ جو کافی دیر سے سوشی کھاتے ہوئے کچھ بول رہی تھی اسے اس طرح دیکھ کر بولی۔

"نہیں تو۔ سن رہا ہوں میں۔" اور پھر نورِ نظر دوبارہ شروع ہو گئی۔

جب وہ سوشی کھا چکے اور نورِ نظر کی باتیں ختم ہوئیں تو وہ وہاں سے چل دیے۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اشعر نے ایش کی چیٹ کھول کر اس کے لیے ایک میسج چھوڑ دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ گنزا سِکس مال پہنچے تو اشعر نے محسوس کیا کہ دو گاڑیاں ان کے بالکل پیچھے تھیں۔ اشعر کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔ اس نے ایش کی چیٹ دوبارہ کھول کر ایک اور میسج کیا۔

"شکریہ سالے صاحب"!

موبائل جیب میں رکھ کر وہ اندر داخل ہونے ہی لگا تھا کہ ایک مخصوص آواز پر وہ مسکرایا۔ ایش کا جواب آ گیا تھا۔ اس نے موبائل پھر سے نکال کر اس کا میسج دیکھا۔

"یہ صرف میری بہن کی حفاظت کے لیے ہے تمہاری نہیں۔"

"جانتا ہوں۔ میں بھی صرف تمہاری بہن کی حفاظت چاہتا ہوں۔ اگر دشمنوں میں سے کسی نے اسے میرے ساتھ دیکھ لیا تو نورِ نظر ان کی نظروں میں آ جائے گی اور پھر وہ اس کے ساتھ کیا کریں گے یہ تم اچھے سے جانتے ہو۔" میسج سینڈ کر کے وہ نورِ نظر کا ہاتھ پکڑے اندر چل دیا۔ نورِ نظر شاپنگ کرنے میں مصروف تھی۔ بظاہر تو اشعر بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا مگر حقیقت میں وہ ایش سے چیٹنگ پر مصروف تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو تمہیں کس نے کہا اسے باہر لے جانے کو یہ جانتے ہوئے بھی کہ خطرہ بہت زیادہ ہے۔"

"کیا تمہیں علم نہیں کہ تمہاری بہن کتنی بڑی بلیک میلر ہے؟"

"کیا تم موبائل کی جان نہیں چھوڑ سکتے۔ اس وقت میرے ساتھ ہو تو میری طرف ہی متوجہ رہو ذلیل انسان!" نورِ نظر تلملا اٹھی۔

"اوکے باس!" اشعر نے منہ بسورتے ہوئے موبائل دوبارہ جیب میں رکھ دیا۔

تھرڈ فلور پر پہنچ کر نورِ نظر کی نظر سٹائلش گلاسز پر پڑی۔ اشعر کو لیتی وہ وہاں پہنچی۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں بلیک گلاسز لگائے کھڑے تھے اور نورِ نظر دونوں کی سیلفی بنانے میں مصروف تھی۔

"نورِ نظر کیا ملے گا اتنی تصاویر بنا کر؟" وہ اکتا گیا۔

"تم میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔" معصوم شکل بنا کر ایک بار پھر بلیک میل کیا گیا۔

"تمہیں سیلفی بنوانا بھی نہیں آتی اشعر۔ تم انسان ہو بھی یا نہیں؟"

"انسان ہوں مگر پاگل۔ جسے اس کی بیوی ہمیشہ بلیک میل کرتی ہے۔"

"یو نو واٹ! ایسی بیوی آلہ دین کا چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔"

"جانتا ہوں اسی لیے تو آسانی سے بلیک میل ہو جاتا ہوں۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"صدقے جاؤں اپنے ہینڈسم ہَبی پر۔" گلاسز درست کر کے اس نے اشعر کے سینے پر سر رکھ کر سیلفی بنائی جس پر اشعر مسکرا تا رہ گیا۔ اسی پل گَنز اسِکس مال میں ہینڈ بیگ اٹھائے، گلاسز لگائے، گردن اونچی کیے، شان سے چلتی ہوئی دو لڑکیاں داخل ہوئیں۔

"تو یہ ہے وہ مال؟" ایک لڑکی کافی مبہوت ہو کر بولی تھی۔

"ہاں۔ میں ہمیشہ اچھے مال سے ہی شاپنگ کرتی ہوں اس لیے سوچا کیوں نہ اس بار ٹوکیو کے گَنز اسِکس مال سے شاپنگ کر لی جائے۔" نوشابہ نے ہمیشہ کی طرح مغرور انداز میں جواب دیا۔

ہلکے سبز رنگ کے بلاؤز کے ساتھ اسکن کلر کی منی سکرٹ (جو گھٹنوں تک بھی نہ آتی تھی) اور ساتھ میں ہائی ہیلز پہنے وہ ہمیشہ کی طرح سٹائل مار کر آئی تھی۔

گلاسز کے بعد باری آئی تھی ہیٹ کی۔ نورِ نظر کی فرمائش پر اشعر کو بھی ہیٹ پہننا پڑا۔ نورِ نظر نے سیاہ جبکہ اشعر نے سفید ہیٹ پہن رکھا تھا اور اب بھی نورِ نظر کی سیلفیاں جاری تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارا موبائل پھٹ جائے گا نورِ نظر۔ بہت تصاویر ہو گئی ہیں۔ اب تک تو کم از کم سو بنا ہی چکی ہو گی تم۔" اشعر نے ایک بار پھر ٹوکا۔ اب وہ پہلے کی نسبت کافی ایزی تھا۔ فاصلے پر اس کے لوگ غیر محسوس انداز میں چوکنا ٹھہرے تھے۔

"ایسے کیسے؟ انسٹاگرام پر اپلوڈ کرنی ہیں یہ تصاویر۔ اب سو بناؤں گی تب ہی تو کوئی مشکل سے دو اچھی لگیں گی مجھے۔" اس نے سر جھٹکا۔ اشعر نے اپنا موبائل نکال کر اشعر کے آئے ہوئے میسج دیکھے۔

"جتنا جلدی ہو سکے واپس آؤ۔ کم از کم اس مال سے نکل آؤ۔" اشعر کو ایک دم پریشانی ہونے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا اب کچھ شاپنگ بھی کر لو پھر چلتے ہیں۔ رات کافی ہو چکی ہے۔"

"اشعر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ ٹوکیو میں رات کے وقت ہی تو باہر نکلنے میں مزہ آتا ہے۔"

"تمہارے مزے کسی دن جان لیں گے میری۔"

"تم غصہ کیوں کر رہے ہو۔ کر رہی ہوں ناں شاپنگ۔" وہ اس کی بازو میں بازو ڈالتی آگے بڑھ گئی۔ شاپنگ ہو چکی تو وہ روف ٹاپ گارڈن کی جانب چل دیے۔ وہ خوشی سے ارد گرد کا منظر دیکھ رہی تھی۔ روش کے ارد گرد پودے رکھے تھے۔ ان کے ساتھ تصاویر بنائیں جبکہ ساتھ کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا اشعر اسے گھورتا رہ گیا۔ جیسے ہی وہ گارڈن میں انٹر ہوئے روشنیوں کے سیلاب نے ان کا استقبال کیا۔ وہاں کرسیوں کے درمیان رکھی میزوں پر سائے کے لیے چھتریاں لگائی گئی تھیں۔ ارد گرد موجود درختوں پر برقی قمقمے لگائے گئے تھے۔ ایک طرف میوزک سسٹم تھا جہاں کھڑا ڈی جے ری مکس چلا رہا تھا۔ وہاں کافی لوگ تھے مگر فکر کسے تھی۔

تھوڑی بہت شاپنگ کرنے کے بعد نوشابہ اپنی دوست کے ہمراہ روف ٹاپ گارڈن آ پہنچی۔ اشعر اور نورِ نظر کولڈ ڈرنک پی کر فارغ ہوئے تو اشعر اسے پورے شہر کا منظر دکھانے گلاس وال کے پاس لے آیا۔ آخری فلور سے پورے شہر کا وہ خوبصورت منظر دیکھ کر نورِ نظر کافی خوش ہوئی۔ اسے خوش دیکھ کر اشعر کے لبوں کو بھی مسکراہٹ چھو گئی۔

"اشعر وہ دیکھو ٹوکیو ٹاور۔" چہکتے ہوئے اس نے ٹوکیو ٹاور کی جانب اشارہ کیا جس کا اوپر والا قریباً آدھا حصہ نظر آرہا تھا۔ رات کے وقت وہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔

"ایک سرپرائز دوں؟" اشعر نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی جبکہ لہجے میں شرارت تھی۔

"کیا؟" وہ متجسس ہوئی۔

"نیچے دیکھو۔"

نورِ نظر نے اس کے کہنے پر نیچے کی جانب دیکھا تو اسے اچھا خاصا چکر آیا تھا اور وہ فوراً دو قدم پیچھے ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"او مائی گاڈ! کیا ہم اتنی اونچائی پر ہیں؟"

وہ جس طرح ڈر کر پیچھے ہوئی تھی اشعر کا اسے دیکھ کر قہقہہ گونجا۔

ساتھ کھڑی نوشابہ نے آواز پر گردن موڑ کر ان کی جانب دیکھا۔ نظر گلاسز لگائے، ہیٹ پہنے خوبصورت نورِ نظر پر پڑی تھی جبکہ اشعر اس کی جانب پیٹھ کیے ہوئے تھا۔

"میرا دل باہر نکلتا تھا اور تم ہنس رہے ہو ذلیل انسان "!

"افف !نورِ نظر تم اتنا ڈر کیوں گئی ؟گلاس وال موجود ہے۔ نہیں گرو گی تم۔ "

نوشابہ جو اپنے موبائل سے تصاویر بنا رہی تھی وقفے وقفے سے ان کی جانب نظر ڈالتی۔ دل میں اس شخص کو دیکھنے کی خواہش سی جاگی تھی۔

"ویسے اشعر سوچو اگر یہ گلاس وال ٹوٹ جائے اور ہم سب نیچے گر جائیں تو؟" وہ کافی سنجیدگی سے بولی۔

"تو.... تو کیا ہو گا۔ آف کورس ہماری موت ہو گی۔"

"استغفر اللہ!" نورِ نظر نے منہ بسورا اور پھر اس کے بازو سے پکڑ کر اسے وہاں سے چلنے کو کہا۔

"چلو اب بہت ہو گیا۔" وہ یقیناً ڈر گئی تھی۔

"ارے اتنا جلدی کیوں۔ رات کے وقت ہی تو ٹوکیو میں تفریح کا مزہ آتا ہے۔" اشعر نے اسے چھیڑا۔

"میں نے کہا چلو۔" نورِ نظر اسے بازو سے پکڑے ہوئے اس کی منتیں کرنے لگی۔ اشعر ہنستا ہوا مڑا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ نورِ نظر کا کندھا نوشابہ سے ٹکرایا۔

"سوری۔" نورِ نظر نے معذرت کی جبکہ مڑنے پر نوشابہ کی نظر اشعر پر ٹھہر سی گئی۔ اشعر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نورِ نظر کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ نوشابہ کافی دیر انہیں وہاں سے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ چہرہ اسے کافی شناسا سا لگا تھا۔ اس نے نورِ نظر کے منہ سے اس کا نام سنا تھا جو اس کے ذہن پر نقش ہو گیا تھا۔

"اشعر۔" اس نے وہ نام دہرایا جبکہ لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس وقت اپنے کمرے میں پریشان سا بیٹھا تھا۔ اس نے ایش کو کال کی۔ چند ہی لمحوں میں ایش کی آواز گونجی۔

"سعیر ساما کی بیٹی وہاں تھی۔ تمہارا آمنا سامنا تو نہیں ہوا؟" ایش بھی کافی پریشان لگ رہا تھا۔ اشعر کافی دیر خاموش رہا تو ایش مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

"اوکے۔ یہ بتاؤ اس نے نورِ نظر کو تو نہیں دیکھا؟"

"اسی سے تو ٹکرائی تھی۔" اس نے آہستہ آواز میں کہا۔

"مطلب اس نے تم دونوں کو بالکل قریب سے دیکھا۔ اوہ گاڈ" !

"تم فکر مت کرو وہ مجھے نہیں پہچانے گی۔" اشعر نے اس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

"اگر وہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو فکر نہ ہوتی مگر وہ سعیر ساما کی بیٹی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ چالاک، شاطر اور عقابی آنکھ رکھنے والی۔" وہ رکا اور پھر سنبھل کر بولا۔ "تم بس اب نورِ نظر کو کہیں بھی لے کر مت جانا۔ میں کچھ دن تک وہاں پہنچ کر تم سے بات کرتا ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایش ساما!" اشعر کا لہجہ کافی رنجیدہ تھا اور آواز تھکی تھکی سی تھی۔

"کیا ہوا؟" ایش پریشان ہوا۔

"کیا ہم نارمل لائف نہیں گزار سکتے۔ ایسی لائف جس میں ہمیں اپنوں کو کھونے کا ڈر نہ ہو۔ جس میں ہم بغیر کسی ڈر کے باہر کی دنیا دیکھ سکیں۔ جس میں ہم کسی جنگ یا کھیل کا حصہ نہ ہوں۔ "

ایش نے گہرا سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔ "ہماری دنیا میں یہی سب تو چلتا ہے اشعر ساما۔ جنگ، کھیل، قتل و غارت۔ تم جانتے ہو اس دنیا سے فرار کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے موت۔ "

"مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا ایش ساما۔ میں اس دنیا میں آسانی سے رہ سکتا ہوں مگر "....

"مگر کیا؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نورِ نظر کو نہیں کھو سکتا۔ کسی حال میں بھی نہیں۔ اسے کچھ ہو گیا تو.... تو میں جی نہیں پاؤں گا ایش۔ زندگی میں پہلی بار مجھے کوئی خوشی بن کر ملا ہے۔ نورِ نظر میری زندگی کی پہلی اور واحد خوشی ہے۔ میں اسے نہیں کھو سکتا۔ "

"تم فکر مت کرو۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ "

"آئی وِش" !

"اچھا میری پرل سے ملاقات ہوئی تھی۔" ایش نے اس کا دماغ بٹانا چاہا۔

"پھر کیا لگتا ہے تمہیں کہ وہ واقعی ہمارا ساتھ دے گی؟"

"ہاں! وہ بہت کام کی لڑکی ہے۔ باقی لڑکیوں کی طرح نرم دل نہیں ہے اور نہ ہی حساس ہے۔ بڑے سے بڑا زخم تو جھیل لے گی مگر کسی بھی حال میں ہارے گی نہیں۔"

"گڈ لک!" رابطہ منقطع ہو گیا تو اشعر نے گہرا سانس لیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

انہی دنوں زمان نے ارسم سے ملاقات کی۔ ارسم اس کا ایڈوائزر تھا۔ ایڈوائزر خاص آدمی ہوتا ہے جو اپنے باس کے ہر راز سے واقف ہوتا ہے۔ اس کا باس کوئی بھی قدم

اٹھانے سے پہلے اس سے مشورہ ضرور کرتا ہے۔ ایڈوائزر جانتا ہے کہ اس کا باس کیا کر رہا ہے اور آنے والے وقت میں کون سا قدم اٹھانے والا ہے۔ وہ اپنے باس کا دایاں ہاتھ ہوتا ہے جس کے بغیر باس ادھورا ہوتا ہے۔ کوئی بھی باس اپنے ایڈوائزر کو منظر عام پر نہیں لاتا۔ وہ اسے خفیہ ہی رکھتا ہے اور اس سے ملاقات بھی ضرورت کے تحت خفیہ طور پر کرتا ہے۔ وہ دونوں اداکاری کرنے میں اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ عام حالات میں اگر ایک دوسرے کے سامنے بھی آجائیں تو کسی اور کو خبر بھی نہیں ہونے دیتے کہ وہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ایڈوائزر اپنے باس کی سب سے بڑی طاقت اور سب سے بڑی کمزوری ہوتا ہے۔ اپنا اور وفادار ہو تو طاقت..... اگر غداری پر اتر آئے تو کمزوری۔

"ملک ساما کی موت کا بہت دکھ ہوا مجھے۔" ارسم نے افسوس کا اظہار کیا تو زمان گہرا سانس لیتا رہ گیا۔

"تم کیا کر رہے ہو آج کل؟" اس نے سوال کیا۔

"آج کل تو ایش ساما ہی سر پر سوار ہے۔ نہ صرف میرے بلکہ ہر ایڈوائزر کے، ہر انویسٹی گیٹر کے، ہر مافیا باس کے۔"

"آخر یہ ہے کون جس کا یامی نوکائی سے کوئی تعلق بھی نہیں اور خود کو یامی نوکائی کا وفادار کہتا ہے۔" زمان الجھا ہوا تھا۔

"جو بھی ہے بہت خطرناک ہے۔ اس کے ارادے بتا رہے ہیں کہ یہ سب کو تباہ کر کے چھوڑے گا۔"

"اسے تو میں دیکھ لوں گا۔" چہرے پر غصہ در آیا۔ "یہ بتاؤ ڈیوڈ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟"

"ڈیوڈ آج کل منظر عام پر نہیں آ رہا۔ اس کے متعلق کوئی نئی معلومات بھی نہیں ملی۔ اس کے علاوہ اس کا بزنس بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس کی تمام انڈسٹریز ایش خرید چکا ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ڈیوڈ نے کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا؟" زمان متعجب ہوا۔

"یہی بات تو سمجھ نہیں آ رہی۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد تو اس کے قہر کی امید رکھی جا سکتی تھی مگر وہ ہے کہ روپوش ہوا بیٹھا ہے۔"

"وہ زندہ بھی ہے یا نہیں؟" اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا جبکہ ارسم چونکا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ڈیوڈ کے ساتھ اتنا سب کچھ ہو جائے اور وہ خاموش رہے۔ اونہوں۔ کہیں تو کچھ غلط ہے۔"

ارسم نے کندھے اچکائے۔ "میں اس کے متعلق کچھ معلوم کرواتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔"

"تمہارے ہوتے ہوئے مجھے فکر ہی کہاں ہوتی ہے ارسم۔ میں بہت لکی ہوں کہ مجھے تم جیسا ایڈوائزر ملا۔"

"یہ تو میرا فرض ہے زمان ساما۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا ایک آخری بات۔" زمان سیدھا ہوا۔ "سعیر ساما کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

ارسم ہنس دیا۔ "زمان ساما میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ سب کی بربادی کے لیے ایش ہی کافی ہے۔ اس کی وجہ سے سعیر پچھلے کچھ عرصے سے لاس میں جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہی چلتا

رہا تو کچھ عرصے میں سعیر اپنی پوری فیملی سمیت سڑک پر آجائے گا۔ اس کے پاس تو تمہارے جیسا کوئی بیٹا بھی نہیں جو اس کی مدد کر سکے کیونکہ شاہ میر تو ڈاکٹر بن گیا ہے۔"

"ہاں مگر میں نے سنا ہے کہ اس کی ایک بیٹی بھی ہے۔"

"زمان ساما! لڑکیاں صرف دل کی سنتی ہیں۔ دماغ کی سنتیں تو کم عقل مشہور نہ ہوتیں۔ اسی لیے تو ہمیشہ سے وہ ہارتی آئی ہیں۔ امید ہے کہ نوشابہ یعنی سعیر ساما کی بیٹی اور پرل دونوں ہی وقت سے پہلے ہار جائیں گی۔"

"اگر جیتنے بھی لگیں تو میں انہیں شیشے میں اتار لوں گا۔" زمان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ در آئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بالکل۔ مرد کا سب سے بڑا فن تو عورت کو شیشے میں اتارنا ہے۔" ارسم کی بات پر دونوں ہی بے اختیار ہنس دیے۔

"سان فرانسیسکو میں کس لڑکی کے ساتھ تھے تم؟"

اشعر اور نورِ نظر ایک ساتھ لان میں موجود جھولے پر بیٹھے تھے جب نورِ نظر نے سوال کیا۔ اس سوال پر اشعر کو سانپ سونگھ گیا۔

"میں کس لڑکی کے ساتھ تھا؟"

"یہی سوال میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔"

"میں تو کسی لڑکی کے ساتھ نہیں تھا۔ تم جانتی ہو کہ میں بزنس ورک کے لیے گیا تھا اور وہ بھی تمہارے کھڑوس بھائی کے کہنے پر۔"

"میرا بھائی کھڑوس نہیں ہے سمجھے تم۔ اور رہی بات لڑکی کی تو یہ بتاؤ یہ کون ہے۔"

نورِ نظر نے اسے ایک اسکرین شاٹ دکھایا جو اشعر کے ہی اسٹیٹس کا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ اسٹیٹس اشعر نے نورِ نظر کے ہی کہنے پر لگایا تھا جب اس نے پوچھا تھا کہ سان فرانسیسکو میں اس وقت کیا کر رہے ہو۔ جواباً اشعر نے کافی کا مگ اٹھا کر اس کی تصویر بنا کر اسٹیٹس پر لگا دی۔

"اس میں لڑکی کہاں ہے؟" اشعر نے پوری تصویر کا جائزہ لے کر کہا۔

"لڑکی نہیں ہے لڑکی کا موبائل ہے۔ یہ دیکھو۔" اس نے میز پر رکھے موبائل کی جانب اشارہ کیا۔ اپنے موبائل کے کیمرے سے تم تصویر بنا رہے تھے تو میز پر کس کا موبائل رکھا تھا۔

"ہو سکتا ہے کسی ویٹر کا ہو۔" اشعر نے کندھے اچکا کر کہا۔

"پرل ویٹر کا نام تھا کیا؟ "

"پرل؟ کون پرل؟ میں تو کسی پرل کو نہیں جانتا۔" اشعر نے خوب اداکاری کی۔

"یہ دیکھو موبائل کے کور پر پرل لکھا ہوا ہے۔"

"ہاں تو ہو سکتا ہے کہ پرل ویٹر کی بیوی یا پھر گرل فرینڈ کا نام ہو۔"

"ہاں یہ میں نے کیوں نہیں سوچا۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "تم نے کبھی میرا نام اپنے موبائل کور پر لکھوایا؟" منہ بسور کر پوچھا گیا۔

"تمہارا نام تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے۔ اسے موبائل کور پر لکھنے کی بھلا کیا ضرورت ہے ۔"

نورِ نظر ہنس دی اور پھر سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ ادھر اشعر نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ اگلے ہی لمحے اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے فون اٹھا کر دیکھا تو وہاں پرل لکھا جگمگا رہا تھا۔ پہلے اس نے وہ نام دیکھا اور پھر نورِ نظر کو جو پرل کا نام دیکھ کر اب اسے گھورنے میں مصروف تھی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا جبکہ اب تک نورِ نظر اس کے ہاتھ سے موبائل چھین چکی تھی۔ اس نے سبز بٹن دبا کر اسپیکر آن کیا۔

"تم کیا خود کو کسی پرائم منسٹر کی اولاد سمجھتے ہو۔ ہاں؟ میں صبح سے تمہیں میسجز کر رہی ہوں مگر تم جواب ہی نہیں دے رہے۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" پرل کی بلند آواز گونجی تھی۔

"تم کون ہو؟" نورِ نظر نے سوال کیا جبکہ نظریں اشعر کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

"مجھے اشعر سے بات کرنی ہے۔ میں اس کی بزنس پارٹنر بات کر رہی ہوں۔"

اس جواب پر اشعر کا سانس جو یقیناً سوکھ چکا تھا بحال ہو گیا۔ نورِ نظر کو بھی تسلی ہوئی۔

"کیا بات کرنی ہے اس سے؟"

"سان فرانسیسکو میں اس نے غلط ڈیل فائنل کر دی تھی۔ اس سے ہمیں نقصان ہو سکتا ہے اس لیے اسی سے متعلق بات کرنی ہے۔ مگر آپ کون ہیں اور اشعر خود کہاں ہے؟"

"میں اس کی بیوی ہوں۔ اشعر اس وقت ذرا مصروف ہے۔ فارغ ہو گا تو میں آپ کی کال کے بارے میں بتا دوں گی۔"

اوکے۔" رابطہ منقطع ہو گیا اور نورِ نظر نے بھی اشعر کو گھورتے ہوئے موبائل واپس کیا۔

"تم مجھے سچ بھی بتا سکتے تھے۔ ویٹر والا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم یقیناً ہرٹ ہوتیں۔"

جواب پر نورِ نظر مسکرا دی۔ "نہیں ہوتی میں ہرٹ۔ بزنس ورک میں تو یہ سب چلتا رہتا ہے۔ آئی کین انڈرسٹینڈ۔"

"تھینک یو۔"

"زیادہ سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیوی ہوں تمہاری۔ میں نہیں سمجھوں گی تو اور کون سمجھے گا؟ اور ویسے بھی جتنی محبت ہم ایک دوسرے سے کرتے ہیں ناں کسی تیسرے کے آنے کی ذرا بھر بھی گنجائش نہیں ہے۔"

"ہمارے بیچ تیسرا کبھی نہیں آئے گا۔" اشعر نے یقین دلایا۔

"پرامس؟"

"پکا پرامس۔ مر جاؤں گا مگر تمہاری جگہ کسی کو نہیں دوں گا۔ جو مقام میرے دل میں تمہارا ہے وہاں تک پہنچنے کا کسی نے سوچا بھی تو.....مار ڈالوں گا اسے۔"

نورِ نظر ایک بار پھر ہنس دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گینگسٹر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنے ہینڈسم لوگ گینگسٹر نہیں بنتے۔" اس نے اشعر کے کندھے پر پھر سے سر رکھ دیا۔

"بالکل۔ اتنے ہینڈسم لوگ چھوٹے موٹے گینگسٹر کہاں بنتے ہیں۔ وہ تو سیدھا مافیا جوائن کرتے ہیں۔" اشعر محض سوچتا رہ گیا۔

رات کے دوسرے پہر جب نورِ نظر سو چکی تو اشعر لان میں آ گیا اور پھر پرل کو کال ملائی۔ ایک بار، دو بار، تین بار.... جب وہ اکتا گیا تو غصے میں واپس جانے ہی لگا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟ میں کافی دیر سے کال کر رہا ہوں تم ریسیو کیوں نہیں کر رہیں؟"

"یہ وہی بد تمیزی ہے جو تم نے تب کی جب میں تمہیں میسجز کر رہی تھی۔"

"او مائی گڈ نیس! تب میری بیوی میرے ساتھ بیٹھی تھی تو میں کیسے جواب دیتا۔ کیا بتاتا اسے کہ تم کون ہو؟"

"اشعر ساما بھی اپنی بیوی سے ڈرتا ہے؟" پرل نے سیب کا ٹکڑا اپنے منہ میں ڈالا۔

"میں بس اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔ اسے ڈارکنیس ورلڈ سے بہت نفرت ہے۔"

"تو تم سے شادی کیسے کر لی اس نے؟"

"اسے نہیں معلوم کہ میں کون ہوں۔ کوئی نہیں جانتا کہ ایش کون ہے۔ سب مجھے ہی ایش سمجھتے ہیں۔ اب اگر یہ بات نورِ نظر کو معلوم ہو گئی تو وہ بہت ہرٹ ہو گی۔"

"نورِ نظر۔ نام کافی اچھا ہے۔" پرل نے تعریف کرنا چاہی۔

"نورِ نظر اس کا اصل نام نہیں ہے۔ اس کا نام کلارا ڈیوڈ ہے۔"

پرل جو سیب کا ایک اور ٹکڑا منہ میں ڈالنے ہی لگی تھی، اس کا ہاتھ ہوا میں ہی ساکن ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کلارا ڈیوڈ یعنی ڈیوڈ ساما کی بیٹی۔ او مائی گاڈ۔" وہ سکتے میں آ گئی۔

"ہاں۔ کلارا اصل میں ڈیوڈ ساما کی ہی بیٹی ہے۔"

"لیکن وہ تو مر چکی ہے۔"

"پرل ساما! وہ ایک افواہ تھی جو میں نے اور ایش نے پھیلائی تھی۔ وہ سب ہمارے پلان کا حصہ تھا۔"

"کیا تم مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا سکتے ہو کہ آخر کیوں تم نے اپنے ہی دشمن کی بیٹی کو پناہ دی، اس سے محبت کی اور شادی بھی.... اُف۔"

کلاراڈیوڈ یعنی ڈیوڈ ساما کی بیٹی۔ وہ اس کی بیٹی تو تھی مگر اس کی پرورش اس کی ماں نے کی۔ کلارا کے پیدا ہونے پر ہی ڈیوڈ نے اس کی ماں کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنی بیٹی کو لے کر اپنے ملک "اٹلی" واپس چلی گئی اور وہیں اپنی بیٹی کی پرورش کی۔ ڈارکنیس ورلڈ میں یہی بات سب سے اہم ہے کہ اپنے دشمن کی کمزوری ڈھونڈی جائے۔ زیادہ تر تو دشمن کی فیملی کو ہی ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ڈارکنیس ورلڈ کے لوگ فیملی نہیں بناتے۔ اگر بنا بھی لیں تو اسے دنیا کی نظروں میں نہیں آنے دیتے۔ یامی نوکائی میں فسادات تب شروع ہوئے جب ملکہِ قلب کی موت ہوئی اور اسٹون آف یامی نوکائی کھو گیا۔ تمام ممبرز ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ سعیر ساما ڈیوڈ سے دشمنی کا بدلہ لینے کے لیے اس کی طلاق یافتہ بیوی اور بیٹی کلارا کے پاس جا پہنچا۔

ڈیوڈ نے ان کی حفاظت کے لیے اپنے لوگ بھیجے۔ بیوی تو ماری گئی لیکن کلارا بچ گئی اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گئی۔ بیٹی کو دیکھ کر ڈیوڈ کا دل موم ہو گیا۔ اس نے اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور پھر وہ وہیں اپنے باپ کے ساتھ رہنے لگی۔ ڈیوڈ یاکاتا میں ہر وقت لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ پارٹیز ہوتیں جن میں فائرنگ کی جاتی۔ کلارا کو اس سب

سے نفرت ہونے لگی۔ وہ بہت حساس لڑکی تھی۔ گولی کی آواز پر ہی اس کا دل باہر نکلنے کو آجاتا۔

اس نے اپنے باپ سے کہا تو ڈیوڈ نے اسے ٹرین کرنا چاہا۔ وہ اسے اپنی طرح سفاک بنانا چاہتا تھا تاکہ لوگوں کو

معلوم ہو سکے کہ ڈیوڈ کی بیٹی بالکل اپنے باپ کی طرح ہے۔ مگر چونکہ کلارا کا بچپن ان سب سے عاری، ماں کی محبت سے بھرپور اور پرسکون تھا۔ اسے اس سب کی عادت نہ تھی۔ اس نے کئی بار ڈیوڈ کو باپ سمجھ کر بتایا کہ وہ وہاں نہیں رہ سکتی مگر ڈیوڈ نہ مانا اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ کلارا پر غصہ کرنے لگا۔ دھیرے دھیرے کلارا کو بھی اپنے باپ سے نفرت ہونے لگی۔ ان ہی دنوں اس کی ملاقات یونیورسٹی میں اشعر سے ہوئی۔ وہ اس وقت بہت اکیلی تھی۔ اسے کسی اپنے کی ضرورت تھی۔ کوئی ایسا جو اسے سن سکے، سمجھ سکے اور اس کی زندگی میں خوشیاں لا سکے۔ اشعر دیکھتا تھا کہ وہ بڑی گاڑی پر آتی تھی، آگے پیچھے گارڈز ہوتے مگر اس کا چہرہ بجھا سا ہوتا تھا۔ اس میں امیر لڑکیوں والا غرور نہیں تھا۔ وہ بالکل عام مگر بے حد حسین تھی۔ اس قدر معصوم کہ اس کا ظلم سے ذرا بھی تعلق

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

نہیں تھا۔ اشعر نے ایک دوست کی طرح اسے وقت دینا شروع کیا۔ دھیرے دھیرے وہ ایک دوسرے کو سمجھنے لگے۔ وہ اس کی موجودگی میں ہنسنے لگی، خوش رہنے لگی۔ آخر ایک ایسا وقت آیا کہ وہ بالکل بدل گئی۔ اس کے اندر سے چپ اور ڈر دونوں کا ہی خاتمہ ہو گیا۔ وہ بس خوشیوں اور سکون کی خواہش رکھتی تھی جو صرف اشعر کی موجودگی میں ہی حاصل ہوتا تھا۔ ان ہی دنوں اشعر نے کلارا کی ملاقات ایش سے کروائی مگر ایش نے اپنا اصل نام بتانے کی بجائے اس سے ڈینیئل بن کر ملاقات کی۔ ملاقات کافی اچھی رہی مگر اس کا نتیجہ رات کو ایش نے اشعر کو کال کر کے بتایا۔

"وہ کلارا ڈیوڈ ہے۔ ڈیوڈ ساما کی بیٹی۔"

"ہر ڈیوڈ کو ہم ڈیوڈ ساما تو نہیں سمجھ سکتے ایش ساما۔ میرا نہیں خیال کہ اتنی معصوم لڑکی ڈیوڈ ساما کی بیٹی ہو سکتی ہے۔"

"میں تم سے پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں۔ وہ ڈیوڈ ساما کی ہی بیٹی ہے۔ تصدیق کرو کہ کہیں وہ کسی پلان کے تحت تو نہیں آئی تمہاری زندگی میں۔"

اشعر خاموش ہو گیا مگر ایش کے دماغ میں ایک نیا پلان جنم لینے لگا۔

اگلے دن کلارا اور وہ ایک ساتھ بیٹھے کافی پی رہے تھے جب اشعر نے اس سے سوال کیا۔

"تمہارا نام کلارا ڈیوڈ ہے۔ تمہارا باپ وہی ہے جو مافیا گینگ کو لیڈ کرتا ہے۔"

کلارا ایک دم ساکت ہو گئی۔ اسے لگا کہ وہ کافی کا گھونٹ حلق سے نیچے نہیں اتار پائے گی۔ اشعر نے بھی اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو غور سے دیکھا۔

"بتاؤ کلارا۔ تمہارا باپ وہی ہے جو کرائم کنگز میں شامل ہے۔ جس سے ساری دنیا ڈرتی ہے۔ جو اسمگلنگ کرتا ہے۔"

"اشعر میں.... مجھے میری مام...." اور اگلے ہی لمحے وہ رو دی تھی۔ اس کے اس طرح سہم جانے پر اشعر کا دل بری طرح دکھا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوکے اوکے ریلیکس۔ ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔"

"نن.... نہیں اشعر میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔ مم... میں ڈرتی تھی کہ تمہیں سچ سننے کے بعد مجھ سے نفرت نہ ہو جائے۔"

"ریلیکس کلارا۔ تم مجھے ایزی ہو کر سب بتا سکتی ہو۔" اشعر نے اسے حوصلہ دیا۔

"میرے ڈیڈ.... مابسٹر ہیں۔ (مابسٹر یعنی مافیا کا ممبر) کرائم کنگز میں بھی شامل ہیں مگر اشعر..... مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ان کی دشمنی کی وجہ سے میری مام چلی گئیں۔ میں اکیلی رہ گئی بالکل اکیلی۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں بھی ان کی طرح بن جاؤں۔ ان کی طرح ڈارکنیس ورلڈ کا حصہ بن جاؤں۔ مگر مجھے گولیوں، ہتھیاروں ان سب سے بہت ڈر لگتا ہے۔ میں ان کی طرح نہیں بننا چاہتی۔ "

"تم مجھے یہ سب پہلے بھی بتا سکتی تھی۔ مگر خیر.... تم فکر نہ کرو۔ جو تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔" اس نے اسے تسلی دی۔

"وہ واقعی ڈیوڈ ساما کی بیٹی ہے ایش ساما مگر"....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت وہ ایش کے سامنے بیٹھا تھا جب اس نے اسے کلارا کے بارے میں بتایا۔

"مگر کیا؟"

"مگر وہ اس کی طرح بالکل بھی نہیں ہے۔ وہ بہت معصوم ہے۔ اپنی مام کی ڈیتھ کو دل سے لگائے ہوئے ہے۔ اسے ڈارکنیس ورلڈ سے بہت ڈر لگتا ہے۔ میں اسے اس حال میں نہیں دیکھ سکتا۔ ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ "

"کیا کرو گے تم؟ "

"اسے ڈیوڈ سے بہت دور لے جاؤں گا۔"

"کتنا دور؟" ایش بہت سنجیدہ تھا۔ "آخر ہم سب کی ایک ہی دنیا ہے۔ ایک دن اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم اس کے باپ سے بھی بڑے مابسٹر ہو۔ آج اسے اس کے باپ سے نفرت ہے کل کو تم سے بھی ہو جائے گی۔ تب تم کیا کرو گے؟ "

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں اسے اپنی سچائی سے ہمیشہ دور رکھوں گا۔ مگر ایش ساما پلیز اسے ڈیوڈ سے دور کر دو۔ وہ اس کے ساتھ محفوظ نہیں ہے۔ "

"تم جانتے ہو کہ ہماری دنیا میں کوئی بھی کام بغیر معاوضے کے نہیں ہوتا۔ اگر وہ اپنے باپ سے دور جانا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے۔ میں اسے اس کے باپ کی دنیا سے نکال لاؤں گا مگر اس کے بدلے میں اسے میرا ایک کام کرنا ہو گا۔"

"ایش ساما تم کلارا سے معاوضہ لو گے۔ تم کلارا کو چھوڑو تم میرے لیے یعنی اپنے ایڈوائزر کے لیے اتنا نہیں کر سکتے؟" اشعر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گیا۔

"دیکھو اشعر میں تم سب سے بڑا امابسٹر ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ کب، کیا اور کیسے کرنا ہے۔ میں خود غرضی نہیں دکھا رہا بلکہ سب کے راستے آسان کر رہا ہوں۔ ٹرسٹ می۔ سب کا فائدہ ہو گا۔ میری کلارا سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ میرے لیے ایک بہن کی طرح ہے۔ اگر تم واقعی اس کی بھلائی چاہتے ہو تو تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں تم سے کہوں گا۔"

اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا ایش اسے کبھی دھوکا نہیں دے سکتا۔

اگلے دن وہ کلارا کے ساتھ لندن بریج پر موجود تھا۔ اس نے کلارا سے اس طرح بات کی جیسے اسے اس کے باپ کی اصلیت جان کر کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ کافی دیر وہ باتیں کرتے رہے۔ اس نے کلارا کو ہنسانے کی پوری سعی کی۔ تب ہی کلارا کھکھلا کر بولی۔

"ویسے ناں میں کچھ سوچ رہی تھی۔"

"کیا؟"

"یہی کہ میں اپنے بچوں کی شادی تمہارے بچوں سے کرواؤں گی۔"

"واٹ! اس کا کیا مطلب ہوا؟" اشعر بری طرح چونکا۔

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے؟ بھئی میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے بیٹے سے اور بیٹے کی شادی تمہاری بیٹی سے کرواؤں گی۔" اس نے عام سے انداز میں جواب دیا۔

"مطلب تم.... تم میرے بچوں کی ساس بنو گی؟"

"ہاں تو... کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

اشعر چند لمحے بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا اور پھر کھل کر ہنس دیا۔ ساتھ سے گزرتے لوگوں نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"تم اور میرے بچوں کی ساس... اوہ مائی گڈ نیس" !

اس کے قہقہے پر وہ بری طرح جلی۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔ اب تو میں اپنے بچوں سے یہی کہوں گی کہ اس افلاطون سے اور اس کے ناکارہ بچوں سے دور رہو۔" اتنا کہتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ اشعر ابھی بھی ہنسے جا رہا تھا۔

"میں اسے اپنے بچوں کی ماں بنانے کا سوچ رہا ہوں اور یہ ساس..... اور میں اس کے بچوں کا سسر.... استغفر اللہ۔" خود سے کہتا وہ اس کی جانب چل دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ارے رکو تو۔" اس نے اس کی کہنی سے پکڑ کر اسے اپنے مقابل ٹھہرایا۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ"....

"کیا؟" وہ منہ بسورے بولی۔

"کہ..." وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم اشعر۔ اٹھو سب ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔" وہ پریشان ہو گئی اور واقعی پاس سے گزرتے لوگ انہیں دیکھ کر مسکرا دیے اور چند لوگ تو رک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"میں تمہیں اپنے بچوں کی ساس نہیں بلکہ ماں بنانا چاہتا ہوں۔" وہ باقی سب سے بے نیاز بولتا چلا گیا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟" اس نے اپنی کوٹ کی جیب سے ایک پیلا پھول نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔

اچانک ہی سب کچھ بدل گیا۔ کلارا کو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ سانس لینا بھول گئی۔ ایک دم ٹھنڈی اور معطر ہوا چلنے لگی۔ لندن بریج کے نیچے بہتے دریا میں اچانک ہی روانی سی آ گئی۔ اس نے خود کو سنبھالا۔

"پیلا گلاب دے کر کون پروپوز کرتا ہے؟" اس نے ہنسی دباتے ہوئے سوال کیا۔

"تمہارا ہونے والا ہینڈسم ہَبی۔ اشعر جہان۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ کھل کر ہنس دی۔

"تمہاری تمام خواہشات پوری کروں گا۔ ہر ناز، ہر نخرہ اٹھاؤں گا۔ تمہاری زندگی میں اتنی خوشیاں لے آؤں گا کہ تم اپنے تمام غم بھول جاؤ گی۔ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے بغیر اب نہیں رہ سکتے۔ تو کیا باقی کی زندگی میرے ساتھ جینا چاہو گی؟"

نہ صرف کلارا کو بلکہ پاس کھڑے لوگوں کو بھی اس حسین لڑکی کی قسمت پر رشک ہونے لگا۔

کلارا چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ لوگوں نے بھرپور تالیاں بجائیں۔ ان دونوں کے چہروں پر محبت بھری مسکان در آئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جس دن میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تب تم نے پیلے لباس کے ساتھ پیلا پھول اپنے بالوں میں سجا رکھا تھا۔ قسم سے مجھے پیلا رنگ اس سے پہلے کبھی اتنا اچھا نہیں لگا تھا۔ اس کے بعد تو اس رنگ سے عشق ہی ہو گیا ہے۔" کلارا نے اس کے ہاتھوں سے وہ پھول لے لیا۔ اشعر نے پھر کوٹ کی جیب سے ایک سیاہ مخملی ڈبیا نکالی جس میں رکھی ڈائمنڈ رِنگ جگمگا رہی تھی۔ اس نے کلارا کا ہاتھ تھاما اور پھر وہ رنگ اس کے ہاتھوں کی زینت بنا دی۔

تالیوں کا شور ایک بار پھر گونجا اٹھا۔ اشعر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی لو یو نورِ نظر۔"

"نورِ نظر؟" وہ متعجب ہوئی۔

"میری آنکھوں کا نور ہو تم۔ میری نورِ نظر ہو تم۔" اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"کیا میری نورِ نظر بنو گی؟"

"اتنا ہینڈسم اور کیئرنگ ہَبی ہو گا تو انکار کون کر سکتا ہے۔" اس کے جواب پر دونوں ہی ہنس دیے۔

لندن میں رات کا وقت تھا مگر سارا شہر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اشعر اس وقت ڈیوڈ یا کاتا کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا جبکہ چہرے پر فکر تھی۔ تب ہی اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے فون کان سے لگایا تو ایش کی آواز گونجی۔

"تیار ہو؟"

اشعر نے گہرا سانس لیا اور پھر بولا۔ "ہاں۔"

"گڈ۔" ایش نے فوراً رابطہ ختم کر دیا۔ اگلے ہی لمحے ہر طرف فائرنگ کی آواز گونجنے لگی۔ ڈیوڈ یا کاتا میں الارم بجنے لگے تھے۔ ہر طرف شور سا مچ گیا۔ فائرنگ ڈیوڈ یا کاتا پر ہی کی جا رہی تھی۔ داخلی دروازے میں گولیوں کی وجہ سے سوراخ ہونے لگے۔ شیشے کی کھڑکیاں چھناکے سے ٹوٹنے لگیں۔ وہ چپ چاپ یہ سب دیکھتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈیوڈ کے لوگوں کا ہجوم باہر آتا دکھائی دیا۔ مگر جب مقابل ایش کے لوگ تھے تو ان کی ہر کوشش بے کار تھی۔ لمحے سرکتے گئے۔ اس کی نظر اوپر والے کمرے کی جانب ٹکی تھی جس میں پہلے تو اندھیرا تھا لیکن فائرنگ اور ہنگامے پر لائٹس آن ہو گئیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد اشعر کا فون بجنے لگا۔ کلارا کا نام دیکھ کر اس کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہیلو" !

"ہیلو اشعر۔ ہمارے.... ہمارے گھر پر حملہ ہو گیا ہے۔ مم... مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اشعر۔ میں کیا کروں۔" اس کی آواز نم تھی۔ وہ رو رہی تھی۔ اشعر کا دل گویا مٹھی میں آ گیا۔

"ڈیوڈ کہاں ہے اور اس کے لوگ؟"

"ڈیڈ....ڈیڈ تو بیسمنٹ میں ہوتے ہیں اشعر۔ وہ.... وہ میرے پاس نہیں ہیں۔ میں بالکل اکیلی ہوں اشعر۔ پلیز میری مدد کرو۔ مجھے بہت.... بہت ڈر لگ رہا ہے اشعر۔ میں باہر نہیں نکل سکتی۔ باہر سب آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بہت فائرنگ ہو رہی ہے۔ اشعر میں مرنا نہیں چاہتی۔" وہ اب کی بار کسی معصوم بچے کی طرح زور زور سے رونے لگی جبکہ اس کے آخری جملے پر اشعر کے دل کو دھکا سا لگا۔

"اوکے اوکے تم فکر نہ کرو۔ میں وہیں پہنچ رہا ہوں۔"

"اشعر جلدی پہنچو پلیز۔ مم.... میں مرنا نہیں چاہتی اشعر۔ مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے میری مام کو بھی مار ڈالا تھا اور اب.. اب مجھے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کلارا میں نے کہا نا تم فکر مت کرو میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ بس تم اپنے کمرے سے باہر مت نکلنا۔" اس نے فون بند کر کے سامنے والے کمرے کی جانب دیکھا۔ دل میں ٹیس سی اٹھی مگر اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

جب بھی کوئی مابسٹر اپنا یا کا تا یا گھر بنواتا ہے تو اس کا نقشہ بظاہر تو بہت ہی سادہ ہوتا ہے مگر اندر اتنا ہی پیچیدہ ہوتا ہے۔ دنیا والوں کی نظروں میں وہ ایک عمارت ہوتی ہے مگر

بیسمنٹ میں الگ ہی دنیا بسی ہوتی ہے۔ باس کا کمرہ، کانفرنس روم، ٹارچر سیل اور اس کے علاوہ اس کے لوگ اور دیگر معاملات دیکھنے کے ذرائع بھی وہیں بیسمنٹ میں موجود ہوتے ہیں۔ اوپر موجود عمارت سے زیادہ بڑی بیسمنٹ ہوتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیا والے ان کی اصلیت نہ جان سکیں۔ ڈیوڈ اس وقت اپنی بیسمنٹ میں موجود تھا جب یہ حملہ ہوا۔ اشعر خاموشی سے کلارا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا مگر وہاں جا کر اسے اداکاری کرنی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تو اندر موجود کلارا سہم سی گئی۔ جب نظر اشعر پر پڑی تو وہ اس کی جانب دوڑی آئی۔ اس کا وجود کپکپا رہا تھا اور موسم ٹھنڈا ہونے کے باوجود اسے پسینہ آ رہا تھا۔

"اشعر دیکھو یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے اشعر مجھے بچا لو۔ پلیز مجھے بچا لو اشعر۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔" اشعر نے اسے سنبھالا اور پھر کندھوں سے پکڑ کر اس سے مخاطب ہوا۔

"میری بات غور سے سنو۔ یہ سعیر کے لوگ ہیں اور بہت خطرناک ہیں۔ ہمیں ہوشیاری سے یہاں سے نکلنا ہو گا۔ اس کے لیے سب سے پہلے رونا بند کرو اور ہمت کرو۔ ہم یہ کر سکتے ہیں۔ "

اس نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ہاتھ کی پشت سے اپنے گال رگڑے۔

"ہمیں یہاں سے نکلنے کے لیے ڈینی کی مدد لینی ہو گی۔ وہ جو کہے گا ہمیں وہ کرنا ہو گا۔ وہ ہمیں پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہے۔ اوکے۔ اس لیے جیسا وہ کہے گا بغیر کسی سوال کے ہمیں وہی کرنا ہو گا۔" کلارا نے اثبات میں سر ہلایا تو اشعر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس نے فوراً ایش کو کال ملائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کافی دیر بعد وہ دونوں ڈیوڈ یا کاتا سے عجلت میں نکلتے دکھائی دیے۔ اشعر نے اسے اپنی گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کلارا اپنا تنفس بحال کرنے لگی جبکہ اشعر کا دل اب خاصا مطمئن تھا۔ گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی تھی۔

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟" کلارا بولنے کے قابل ہوئی تو پہلے پہل یہی سوال کیا۔

"ایئرپورٹ اور پھر وہاں سے جاپان۔"

"مگر اشعر ہمارے پاس تو نہ ہی پاس پورٹ ہے اور نہ "....

"ڈینی ہے نا۔ وہ سب مینج کر چکا ہے۔" اشعر نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی جواب دیا۔

"تھینک گاڈ!" کلارا نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

"ڈینی کتنا اچھا ہے نا۔ اس نے ہماری اتنی مدد کی اور کافی ہوشیار بھی ہے۔" آنکھیں بند کیے ہی وہ بول پڑی۔

"بہت زیادہ۔" اشعر کے لبوں کو مسکان چھو گئی۔

"ڈینی جاپان میں ہے؟"

"ہاں۔ وہ ٹوکیو میں ہماری رہائش کے سارے انتظامات کر چکا ہے۔"

"میں اس کی شکر گزار ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھے آزادی نصیب ہوئی۔ اشعر دیکھو تو۔" وہ ایک دم خوش ہو گئی۔ "میں ڈارکنیس ورلڈ سے دور جا رہی ہوں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے۔ جہاں ہتھیار نہیں ہوں گے، ظلم نہیں ہو گا۔ مجھے موت کا خوف نہیں ہو گا۔ جہاں میں تمہارے ساتھ اپنی ایک الگ دنیا بناؤں گی۔ وہ دنیا جہاں صرف خوشیاں ہوں گی اور محبت ہو گی۔" اشعر مسکرا دیا لیکن جب نظر کلارا کے چہرے پر پڑی تو اس نے دیکھا بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں مگر وہ مسکرا بھی رہی تھی۔

"کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ تم ایک چھوٹے مابسٹر کی بیٹی سے بڑے مابسٹر کی بیوی بننے جا رہی ہو۔" وہ محض سوچتا رہ گیا۔

وہاں سے ایئرپورٹ، ایئرپورٹ سے ٹوکیو تک کا سفر آسان تو نہیں تھا مگر وہ دونوں بہت خوش تھے۔ ان کی خوشی اس طرح تھی جیسے دو پنچھی سالوں کی قید سے آزاد کر دیے گئے ہوں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اگلے دن ٹوکیو میں شام کے وقت وہ بالکل تیار بیٹھی تھی۔ وائٹ برائیڈل گاؤن پہن رکھا تھا اور چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔ تب ہی دو لڑکیاں اس کو باہر لے جانے کے لیے آئیں۔ ان کا کام اس کو باہر لے جاتے ہوئے اس کے لباس کو سنبھالنا تھا۔ باہر لان سفید اور پیلے رنگ کے پھولوں سے مکمل طور پر سجا ہوا تھا۔ چند مہمان بھی موجود تھے۔ اشعر تھری

پیس سوٹ پہنے معمول سے کہیں زیادہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ لان میں داخل ہوتی کلارا کی نظر سب سے پہلے اشعر پر ہی پڑی تھی۔ بھوری آنکھیں نیلی آنکھوں سے ملیں تو دونوں ہی پلکیں جھپکنا بھول گئے۔ اشعر کو یقین سا ہو گیا کہ اس کی ہونے والی بیوی ضرورت سے کہیں زیادہ حسین ہے۔ مہمانوں کا لحاظ کرتے ہوئے کلارا نے نظریں جھکا لیں۔ جب وہ اس کے پاس جا ٹھہری تو سارے مہمان احترام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر طرف تالیوں کا شور گونج اٹھا۔ ان دونوں نے سر کو خم دے کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اشعر نے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

"کیسا لگ رہا ہوں؟"

"میرے ہینڈسم ہَبی لگ رہے ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور تم میری نورِ نظر۔"

اشعر نے اتنا کہہ کر اس کی جانب پھولوں کا بکے بڑھایا تو وہ اسے دیکھ کر پہلے تو چونکی اور پھر سر جھکا کر ہنس دی۔ وہ سفید اور پیلے گلابوں کا بکے تھا۔

"شادی پر کون سی دلہن پیلے گلابوں کا بکے اٹھاتی ہے؟" کلارا نے غیر محسوس انداز میں سرگوشی کی۔

"ہینڈسم ہَبی کی نورِ نظر۔"

"مجھے پنک روززز زیادہ پسند تھے مگر خیر..... اپنے ہینڈسم ہَبی کے لیے میں اپنا نام تو کیا اپنی پسند بھی بدل سکتی ہوں۔"

اس کے جواب پر دونوں ہی ہنس دیے۔ اگلے ہی لمحے کلارا کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔

"کسے ڈھونڈ رہی ہو؟" اشعر کے سوال پر اس نے اس کی جانب دیکھا۔

"ڈینی نہیں آیا؟"

"بہن کا نکاح ہے۔ ایسے نہیں آئے گا۔" بہن کا لفظ سن کر کلارا مسکرا دی۔ اسے تو بِن مانگے ہی حسین رشتے مل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ڈینی اسے سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ تھری پیس سوٹ پہنے وہ بھی ہمیشہ کی طرح فریش اور کمال شخصیت لگ رہا تھا۔

وہ ان تک آیا تو اشعر نے اسے ہاتھ ملا کر گلے سے لگایا۔

"آنے میں دیر کر دی سالے صاحب۔"

"سب کچھ سنبھالنا تو مجھے ہی تھا۔ تم تو تیار ہو کر میری بہن پر لائن مارنے ادھر آ پہنچے۔"

"اب سے تو یہ میری بیوی ہو گی۔ اس کی فکر اب تمہیں نہیں مجھے کرنی چاہیے۔"

"بالکل۔ اگر تم نے میری بہن کو تھوڑی سی بھی تکلیف دی تو اپنے کفن دفن کا انتظام کر لینا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تینوں ہی اس کے جواب پر ہنس دیے۔

"نکاح شروع کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا باپ پرانی فلموں کے ولن کی طرح عین موقع پر چھاپا مار دے۔"

"ڈیوڈ کو بھول جاؤ۔ وہ اب تم دونوں کے راستے میں کبھی نہیں آئے گا۔" ڈینی کی بات پر کلارا چونکی۔

"مطلب؟"

ڈینی نے اپنے موبائل کی مدد سے اسے اسی دن کی نیوز دکھائی۔ جس میں بتایا جارہا تھا کہ لندن کے معروف بزنس مین ڈیوڈ کی بیٹی کلارارات کو ہونے والے کسی دشمن کے حملے میں ماری گئی۔

وہ چند لمحے ٹکٹکی باندھے وہ خبر دیکھتی رہی اور پھر گہرا سانس لیتی رہ گئی۔

"اچھا ہی ہوا۔ اب ڈیڈ کو پتا چلے گا کہ اپنوں کو کھونا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی تکلیف سے گزریں جس تکلیف سے میں مام کی ڈیتھ کی وجہ سے گزری تھی۔"

"اسے پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ نہایت سفاک انسان ہے۔ ڈیوڈ یا کاتا کو جلا دیا گیا تھا۔ ڈیوڈ اور اس کے چند لوگ تو بچ گئے مگر تمہاری غیر موجودگی سے سب نے یہی اندازہ لگایا ہے کہ تم مر چکی ہو۔"

ڈینی کی بات پر کلارا فوراً بولی۔

"اگر انہوں نے جانچ پڑتال کی تو؟"

"ایسا نہیں ہوتا کلارا۔ ایک تو تمہیں زیادہ لوگوں نے نہیں دیکھ رکھا۔ جن لوگوں نے تمہیں دیکھ رکھا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ تم کلارا ڈیوڈ ہو۔ چند دن یہ خبر چلے گی اور پھر جب کوئی نئی خبر ملے گی تو سب اس خبر کو بھول جائیں گے۔ اس طرح یہ معاملہ دب جائے گا۔"

"تھینک یو سو مچ ڈینی۔"

"میری بہن ہو تم اس لیے یہ سب کرنا میرا فرض تھا۔"

"اوہ تو یہ تھی تمہاری اور نورِ نظر کی کہانی۔" پرل جو اشعر کی کہانی سننے میں مصروف تھی اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ہاں۔"

"مطلب ایک ماہ پہلے جو ڈیوڈ یاکاتا پر حملہ ہوا تھا وہ تم نے اور ایش نے کروایا تھا۔ انٹرنسٹنگ۔ ویسے اشعر ساما کیا ابھی تک اسے تمہاری سچائی معلوم نہیں ہوئی؟"

"نہیں۔"

"یہ تو اچھا ہوا کیونکہ اب تم مجھ سے کوئی پنگا نہیں لو گے۔"

"وہ کیوں؟"

"کیونکہ اگر تم نے مجھ سے کوئی پنگا لینے کی کوشش کی تو اشعر ساما میں تمہاری سچائی تمہاری نورِ نظر کو بتانے میں دیر نہیں کروں گی۔"

"لو جی۔ ایک بلیک میلر کم تھی کیا میرے لیے جواب دوسری بھی۔" اشعر نے تاسف سے سر ہلایا جبکہ پرل ہنس دی۔

"اچھا مجھے تم سے یہ بات کرنی تھی کہ میں جاپان آنا چاہتی ہوں۔"

"تو ایش ساما سے بات کرو۔ وہ اجازت دے دے تو آجاؤ۔"

"میں نے ایش ساما کو میسج کر دیا تھا مگر اس نے ابھی تک دیکھا ہی نہیں۔" لاپرواہی سے جواب دیا گیا۔

"تم ایش ساما کو سمجھتی کیا ہو آخر کہ کچھ بھی کرنے سے پہلے اسے صرف میسج کر دو گی۔ وہ باس ہے ہمارا۔ میں نے اس کے ساتھ وقت گزارا ہے۔ وہ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ ظالم ہے۔ اگر تم نے اس کے حکم کے برعکس کوئی کام کیا تو وہ تمہیں اس طرح مارے گا کہ تم دونوں کے علاوہ تمہاری موت کی خبر بھی کسی کو نہیں ہو گی۔"

"اگر تو تم مجھے ڈرا رہے ہو تو سن لو۔ پرل کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی۔"

"مگر اب ڈرنا چاہیے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اچانک بولی۔ "اشعر ساما ایک کام کرو گے؟"

"کیا؟"

"میرے ڈیڈ کا خاص آدمی ابھی زخمی ہے تو کیا تم مجھے کسی کی انفارمیشن نکلوا کر دے سکتے ہو؟"

"کس کی؟"

"آف کورس زمان ساما کی۔"

"دیکھو تم ایش ساما کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گی۔"

"اوکے اوکے لیکن تم پلیز جلد از جلد میرا کام کر دو۔"

"ٹھیک ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••••

"مجھے سعیر کی بیٹی کے بارے میں انفارمیشن چاہیے۔"

زمان نے ارسم کو کال کر کے سب سے پہلا کام یہی بتایا۔

"تمہارا اس سے کیا لینا دینا؟"

اف وہ ایڈوائزر کم اور اس کا باس زیادہ لگتا تھا۔

"تعلق بنانا چاہتا ہوں اس سے۔" وہ واحد شخص تھا جس سے زمان غصے میں بات نہیں کر سکتا تھا۔

"کیسا تعلق؟"

"کم آن ارسم صرف دوستی کرنا چاہتا ہوں تاکہ سعیر کے متعلق کچھ زیادہ جان سکوں۔"

"ٹھیک ہے۔ کل صبح تمہیں اس کے متعلق تمام انفارمیشن مل جائے گی۔"

رابطہ منقطع ہو گیا اور زمان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

اگلے دن وہ اپنے آفس میں بیٹھا کام میں مصروف تھا۔ تب ہی اس کی سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

"زمان سر! آپ کو کوئی نوشابہ میم ملنے آئی ہیں۔ "

زمان کے سر کو خم دے کر اسے اندر آنے کی اجازت دی جبکہ چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے پر زمان نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ بلیک ٹاپ کے ساتھ بلیو پینٹ کوٹ پہنے ہوئے واقعی بزنس وومن لگ رہی تھی۔ بال کھلے چھوڑ رکھے تھے اور سن گلاسز لگا رکھی تھیں۔ اسے پہلی نظر میں ہی نوشابہ میں سعیر کی جھلک دکھائی دی تھی۔ دونوں میں ہی غرور کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

وہ اس کے سامنے ہی کرسی پر براجمان ہوئی تو زمان نے مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو تم ہو زمان ساما۔ میرے باپ کے دشمن ملک ساما کی اولاد؟"

زمان نے ضبط کا گھونٹ بھرتے ہوئے محض سر کو خم دیا۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ "

"تم سو فیصد اپنے باپ پر گئی ہو۔ اس کی طرح غلط فیصلوں سے نقصان مت اٹھانا۔"

"مشورے کے لیے شکریہ۔ اب کیا ہم مدعے کی بات کر سکتے ہیں؟" اس کا لہجہ ہمیشہ کی طرح کاٹ دار ہی تھا۔ زمان غیر محسوس انداز میں مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

"تم ایک سمجھدار لڑکی ہو اس لیے میں نے تمہارے باپ کی بجائے تم سے بات کرنا مناسب سمجھا۔" وہ کھنکھارا اور پھر اپنی بات جاری رکھی۔ "یامی نوکائی میں فسادات کی وجہ تمہارے باپ کی کنگ آف یامی نوکائی سے دشمنی تھی۔ باقی سب میں تو بلاوجہ ہی دشمنی نے جنم لے لیا۔ کیا تم اور میں مل کر تمہارے باپ کے دل کو میرے لیے دشمنی سے پاک نہیں کر سکتے؟"

"ایسا کرنے کی وجہ؟"

"دیکھو نوشابہ تمہیں دیکھ کر بھی یہی لگتا ہے کہ تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے والی لڑکی ہو۔ اسی لیے اگر ہم دونوں ہاتھ ملا لیں تو تمہارے باپ کو اور مجھے دونوں کو ہی فائدہ ہو گا۔"

"کیا تم تھوڑی وضاحت کر سکتے ہو؟" نوشابہ اس بارے میں سوچنے لگی تھی۔ زمان کے چہرے پر بھی امید بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ہم دونوں کا دشمن ایک ہی ہے اور وہ ہے ایش ساما۔ وہ ہم دونوں کو ہی نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ ڈیوڈ ساما شاید بیٹی کی موت کا غم لے کر روپوش ہو چکا ہے۔ اب تم خود ہی سوچو اگر ہم مل کر ایش ساما کے خلاف کام کریں گے تو جیت یقیناً ہماری ہی ہو گی ناں۔ "

نوشابہ چند لمحے سوچتی رہی اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہاری بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر بابا کو اتنا جلدی منانا آسان نہیں۔ "

"تو جلدی منانے کا کون کہہ رہا ہے۔ تم دھیرے دھیرے ان کو خود پر اعتبار کرنے پر مجبور کر دو۔ ان کا بزنس میں بھرپور ساتھ دو۔ ایک دن آئے گا جب وہ تمہارے فیصلوں پر آنکھ بند کر کے یقین کریں گے۔ "

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خاصے سمجھدار ہو تم زمان ساما۔ پلان بنانا، اسے پورا کرنا.... ہر چیز کی تکنیک آتی ہے تمہیں۔ امپریسیو۔"

زمان کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ تیر سیدھا نشانے پر جا لگا تھا۔

"زمان ساما " !

نوشابہ سے ملاقات کے بعد وہ آفس میں بیٹھا اپنے کام پر حتمی نگاہ ڈال رہا تھا جب اس کی سیکرٹری ہانپتی ہوئی اس تک آ پہنچی۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"برنارڈ غائب ہے۔"

"فکر تو تمہیں ایسے ہو رہی ہے جیسے ہمارا کوئی وفادار غائب ہوا ہو۔" اس نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا جس پر وہ چونکی۔

"پر سر وہ تو اب آپ کا وفادار تھا ناں؟"

زمان ہنس دیا۔ "اب میرا وفادار تھا... اونہوں.... وہ کسی کا وفادار تھا ہی نہیں۔ وہ وفادار ہوتا تو اپنے پہلے باس ابراہم ساما کا ہوتا۔ اگر وہ اس سے غداری کر سکتا ہے تو مجھ سے کیوں نہیں۔"

"مگر سر آپ نے اس کی حفاظت کی ضمانت دی تھی۔" وہ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا۔ کب اور کسے ؟ "

"سر وہ میرا شوہر ہے۔ اسے کچھ ہو گیا تو"....

"تو کیا؟" وہ لاپرواہی سے اٹھا اور کوٹ کے بٹن بند کر کے جانے کی تیاری کرنے لگا۔

"سر آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ بے گناہ ہے۔ اس نے صرف آپ سے وفاداری کرتے ہوئے وہ سب کیا۔ اب وہ لوگ اسے مار دیں گے۔"

"غدار کی سزا موت ہوتی ہے آن۔ غداری چاہے کسی سے بھی کی گئی ہو۔ اور برنارڈ غدار ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"سر آپ.... آپ پلیز اسے بچا لیں۔ آپ کے حکم پر تو آپ کے لوگ اسے جیسے کیسے بچا لیں گے۔ سر پلیز اسے بچا لیں۔ آپ کے لیے تو یہ بالکل آسان ہے سر۔"

"اس کا انجام موت ہے آن مگر فکر نہ کرو وہ ابھی نہیں مرے گا۔ پرل ساما جیسی خطرناک لڑکی اسے کہاں اتنا جلدی مرنے دے گی۔" وہ اس کے سامنے آیا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ "وہ اسے تڑپائے گی۔ ایک سال.... دو سال.... اس سے بھی

زیادہ..... مگر اسے آسانی سے مرنے نہیں دے گی۔ وہ مجھے صرف اور صرف اس لیے مارنا چاہتی ہے کہ میں ملک ساما کا بیٹا ہوں جس نے ابراہم ساما کا قاتل کیا۔ وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہے تو سوچو برنارڈ سے کتنی کرتی ہو گی جس کی وجہ سے ڈیڈ ابراہم ساما تک جا پہنچے۔" شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر آنکھ مارتا وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ آن اس پتھر دل شخص کی خود غرضی دیکھ کر روتے ہوئے وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھتی چلی گئی۔

وہ اس وقت ٹوکیو میں موجود جہان یاکاتا میں بیٹھی تھی۔ انداز ہمیشہ کی طرح مغرور اور لاپرواہ سا تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے موبائل پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھی اور سامنے بیٹھا اشعر اسے گھورنے میں۔

"میں نے تمہیں کہا بھی تھا پرل ساما کہ ایش ساما کی اجازت کے بغیر کچھ مت کرنا۔" نہایت غصے میں اسے کچھ یاد دلایا گیا۔

"میں نے کیا ہی کیا ہے۔ صرف جاپان ہی تو آئی ہوں۔ اور ویسے بھی میں نے اسے میسج کر دیا تھا۔ اب اگر اس نے وہ نہیں دیکھا تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم اسی پر جا کر برسو۔"

اشعر اس کے جواب پر لب بھینچتا رہ گیا۔ تب ہی نورِ نظر اپنی ملازمہ کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ ملازمہ نے آکر انہیں اوچا (جاپان میں استعمال کی جانے والی گرین ٹی) سرو کی جبکہ نورِ نظر نے مسکرا کر پرل کو خوش آمدید کہا۔

پرل بھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔ اسے وہ نیلی آنکھوں والی نورِ نظر واقعی بہت حسین لگی تھی۔ ادھر نورِ نظر بھی سبز آنکھوں والی جاپانی گڑیا کو دیکھ کر مبہوت سی ہو گئی۔

"تو تم ہو نورِ نظر۔ اشعر جہان کی آنکھوں کا نور؟"

نورِ نظر نے مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا جبکہ اس کے گال سرخ ٹماٹر بن گئے۔

"باقی باتیں بعد میں نورِ نظر۔ ابھی پرل کو جانا ہے۔" وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اشعر نے اسے ٹوکا جبکہ پرل ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم ابھی تو آئیں تھی پرل پھر اتنا جلدی کیوں جا رہی ہو؟" نورِ نظر نے فوراً سوال کیا۔

"تمہارے شوہر کو پتہ۔" پرل کے جواب پر اشعر تلملا تا رہ گیا اور پھر جلد ہی سنبھل کر بولا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم یقیناً اتنا لمبا سفر کر کے تھک گئی ہو گی۔ اب تمہیں جا کر آرام کر لینا چاہیے۔"

"میری فکر کرنے کے لیے شکریہ۔ میں یہیں ٹھیک ہوں۔" پرل کے جواب پر اشعر کا جی چاہا کہ ہاتھ میں پکڑی اوچا کی پیالی اس کے اوپر انڈیل دے۔

تھوڑی دیر بعد جب نورِ نظر اور پرل باتیں کرنے میں مصروف تھیں تو اشعر کا فون بجنے لگا۔ وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا۔

"کیا پرل ساما تھوڑا انتظار نہیں کر سکتی تھی؟ اسے کہو کہ برنارڈ کے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کرے مگر اسے ابھی مارنے میں اسی کا نقصان ہے۔" ایش کی سرد آواز گونجی۔

"کیا مطلب یہاں ہو کیا رہا ہے آخر؟ برنارڈ کہاں ہے؟" اشعر جھنجھلا گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پرل ساما اسے کنڈنیپ کروا کے جاپان پہنچ چکی ہے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے؟"

اشعر کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئیں۔ اس سے پرل کی اتنی چالاکی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"تو وہ اس لیے جاپان آئی ہے؟" وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔

"اب اسے جاپان میں ہی رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمان ساما اس تک رسائی حاصل کر کے ہم تک پہنچ جائے۔" ایش نے حکم دے کر کھٹاک سے فون بند کیا۔

چونکہ یہ ایک سال پہلے کا وقت تھا اس لیے ان دنوں پاکستان میں موجود مراد ہاؤس کے حالات بھی حال سے مختلف تھے۔ اس وقت کچن میں معمول سے زیادہ شور شرابہ تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے لوگوں کو بھی کچن سے آتی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

شاہ میر لاؤنج میں داخل ہوا ہی تھا کہ کچھ ٹوٹنے کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ اس نے لاؤنج میں بیٹھے تمام لوگوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو ان سب نے ایک ساتھ کچن کی جانب دیکھا اور پھر شاہ میر سارا معاملہ سمجھ گیا۔ کچن کے اندر کھڑی وفا شرمندہ نگاہوں سے کبھی سامنے کھڑی منصب بی کو دیکھتی تو کبھی فرش پر گرے برتنوں کو۔

"وفا پتر میں تینوں کہاوی سی کہ تو کچھ نہ کر۔ میں سب خود کر لِیاں گی۔" منصب بی تاسف سے کہتی برتن اٹھانے لگیں جبکہ وفا شرمندگی سے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتی رہ گئی۔

"جب کھانا میں نے بنانا ہے تو آپ کیوں کچھ کریں گی؟"

منصب بی فوراً سیدھی ہوئیں۔ ”تو مینوں دَس دے کہ آخر تیرے سر تے کھانا بنانے دا بھوت سوار کیہنے کیتا؟“ لہجے میں غصہ نہیں تھا بس افسوس تھا۔

”کیا منصب بی.... اب میں کھانا بنانا بھی نہیں سیکھ سکتی؟ “

”ایہی تے میں کہہ رہی آں۔ پہلے تو سِکھ لے فِر کھانا بنا لیئیں۔ “

”اچھا صرف بریانی بنانے دیں۔“ یہ کہہ کر وہ چند لمحے منصب بی کو دیکھتی رہی گویا ان سے اجازت چاہتی ہو۔

”چل ٹھیک ہے۔ لیکن وفا پتر میں کہہ رہی آں۔ صرف بریانی.... اس توں علاوہ ہور کچھ وی نہیں بنائے گی تو۔ “

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا تشکرانہ انداز میں مسکرا دی اور پھر اس کی اور کچن کی تکرار شروع ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ سعیر بھی وہاں پہنچا تو سب نے اسے سلام کیا۔

”چاچو جان آج کھانا وفا نے بنایا ہے۔“ پری نے سعیر کو بھی خبر دینا چاہی۔

"کیا واقعی؟ وفا کب سے کھانا بنانا سیکھ گئی؟"

"بس آج ہی سے۔" جواب زریں نے دیا۔

وفا بھی وہاں آکر بیٹھی تو سب کی سراہتی نظریں اس پر پڑیں۔

"تو کیا بنایا ہے آج ہماری وفا نے؟"

"آپ کی فیورٹ بریانی چاچو جان۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"سچ سچ کہو ناں کہ ہادی کی فیورٹ بریانی۔" ساتھ بیٹھے عفان نے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی تو وفا نے اسے کہنی مار کر چپ رہنے کا سگنل دیا۔

"آج تو پھر ہم سب سے پہلے بریانی ٹرائی کریں گے۔" شاہ میر نے اپنی پلیٹ میں بریانی ڈالتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد وفا کی نظر ان سب پر ٹکی تھی جو بریانی کا پہلا چمچ منہ میں ڈالنے لگے تھے۔ اس کی سانس میں سانس تب آئی جب ایک ایک کر کے سب نے بریانی کی تعریف کی۔

"واہ وفا تم نے تو کمال کر دیا۔ پہلی بار بریانی بنائی اور وہ بھی کمال۔" شروعات آفرین نے کی۔

"واقعی۔" شاہ میر نے بھی آفرین کا ساتھ دیا اور پھر سب نے ہی اس کی تعریف میں ایک ایک فقرہ بولا۔

وفا کا چہرہ کھل اٹھا۔ آخر کار اس کی گھنٹوں کی ریاضت رنگ لائی تھی۔

"بائی داوے ہادی کو بریانی نہیں پسند مگر مجھے یقین ہے کہ آج میرے ہاتھ کی بریانی کھانے کے بعد بریانی اس کی فیورٹ ہو جائے گی۔" وفا نے بھی غیر محسوس انداز میں عفان کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمم..... آئی تھِنک سو۔ آفٹر آل اتنی اچھی جو بنی ہے۔" عفان نے بھی خوش ہو کر جواب دیا۔ تب ہی وفا کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھی۔

"کیا ہوا؟" شاہ میر نے سوال کیا تو وفا بوکھلا گئی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" اس نے کھانا شروع کر دیا لیکن نگاہ بار بار دروازے کی جانب اٹھتی تھی اور پھر اگلے ہی لمحے اسے دروازے سے آتا حدید دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ مزید کھل اٹھا۔ شاہ میر نے پہلے وفا کے دمکتے چہرے کو دیکھا اور پھر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دروازے کی جانب دیکھا۔ نظر حدید سے ٹکرائی تو اسے تمام بات سمجھ میں آگئی۔

حدید ان کے قریب آیا تو سعیر اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ شاہ میر، نوشابہ اور عفان کو یہ بات شروع سے ہی پسند نہ تھی کہ کسی کے لیے کبھی نہ اٹھنے والا شخص خود سے کئی سال چھوٹے حدید کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ اس نے ہاتھ ملا کر حدید کو گلے سے لگایا۔ چہرے پر مسکراہٹ بکھر چکی تھی۔ سعیر نے اسے سربراہی کرسی کے ہی ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ سب کو سلام کا جواب دے کر وہ وہاں بیٹھا تو نگاہ سب سے پہلے اس حسین چہرے پر پڑی جسے دیکھ کر اس کی ساری تھکاوٹ اتر جاتی تھی۔ وفا نے غیر محسوس انداز میں سر کو خم دے کر اسے سلام کیا جس پر حدید نے اپنی سنہری آنکھوں سے سلام کا جواب دیا۔

عادت کے مطابق سعیر نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی وہاں شور سا مچ گیا۔

"کیسے ہو حدید؟" سب کے سوالات کا ڈھیر سا لگ گیا۔ وفا بھی وہاں سے اٹھ کر سربراہی کرسی پر جا بیٹھی۔

سب کو جواب دے کر وہ مکمل طور پر وفا کی جانب متوجہ ہوا۔

"تو کیا اسپیشل بنایا ہے محترمہ نے ہمارے لیے؟"

"جو کچھ بھی ہے بہت مزے دار ہے۔ چاہو تو ان سب سے پوچھ لو۔"

حدید نے ان سب کی جانب دیکھا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یقین کرو حدید۔ تمہاری وجہ سے وفا کے ہاتھوں میں ذائقہ ہی آ گیا۔" پری نے اسے یقین دلایا اور پھر اس کی پلیٹ میں بریانی ڈالی۔

حدید چند لمحے بریانی کو دیکھتا رہا اور پھر وفا کی جانب دیکھا۔

"دیکھنے میں بہت اسپائسی لگ رہی ہے۔" اس نے شکل سے اندازہ لگایا۔

"جتنی دیکھنے میں لگ رہی ہے اس سے کہیں زیادہ اسپائسی ہے۔" عفان نے اپنی رائے دی۔

حدید نے ایک نظر پھر وفا کو دیکھا اور پھر کھنکھار کر چمچ سنبھالا۔ اس نے بریانی کا پہلا چمچ منہ میں ڈالا تو سب اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگے۔ اسے بہت کم چیزیں ہی پسند آیا کرتی تھیں۔

چند لمحے گزرے اور پھر اس نے تھمب سے پرفیکٹ کا اشارہ کیا تو سب کی سانس میں سانس آئی۔ اب انہیں واقعی لگنے لگا کہ وفا کی محنت رنگ لائی تھی۔

اس نے آدھی پلیٹ کھائی اور پھر معذرت کر لی۔ سب جانتے تھے کہ وہ اپنی ڈائیٹ کا حد سے زیادہ خیال رکھتا تھا۔ اس کے بعد ان سب میں معمول کی باتیں ہوتی رہیں۔ حدید سامنے ہوتا تو وفا کی نگاہوں کو اس کے چہرے پر ٹکے رہنے کی عادت تھی۔ یہ وہ عادت تھی جسے اس نے ختم کرنے کی کئی بار کوشش کی مگر ناکام رہی۔ بھلا عادتیں بھی کبھی پیچھا چھوڑتی ہیں؟

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"حدید میں نے سنا ہے کہ اتوار کو تمہارے بھائی کا نکاح ہے۔" عفان کے سوال کر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا واقعی؟" پری پر جوش ہوئی۔ "اس کا مطلب اب ہم حدید کے گاؤں جا سکتے ہیں۔"

"ایک منٹ۔" حدید فوراً بولا۔ "میں نے تم سب کو کب انوائیٹ کیا؟"

"کیا نہیں مگر کرو گے تو سہی ناں۔" زریں نے جواب دیا۔

"آپ سب لوگ میری بات غور سے سنیں۔ میرے گاؤں کا ماحول یہاں کے ماحول سے بالکل مختلف ہے۔ اس لیے"....

"تو کیا ہوا۔ ہم جائیں گے.... جائیں گے.... جائیں گے۔" وفا اس کی بات کاٹ کر شروع ہو گئی۔

"ڈن ہو گیا۔" پری نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

"یہ کیا؟ تم لوگوں نے بغیر انویٹیشن کے خود سے ہی ڈن کر لیا۔" شاہ میر حیران ہوا۔

"تم چپ رہو۔ بس جانے کی تیاری کرو۔ اسے ہم دیکھ لیں گے۔ ہے ناں وفا؟" پری کی بات پر شاہ میر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

"دیکھو لڑکیوں! میرے گاؤں کے مردوں کو تو چھوڑو اگر لڑکیوں نے بھی تمہیں دیکھ لیا تو انہیں مرگی کا دورہ پڑ جائے گا۔"

"کیوں؟ اتنی بھی کوئی حسین نہیں ہیں ہم۔" وفا کی بات پر چند لمحے وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر کھنکھار کر بولا۔

"حسن میرے گاؤں میں بھی ہے مگر بات یہاں حسن کی نہیں تم سب کے حلیے کی ہو رہی ہے۔" وہ اب ان لڑکیوں کو نظر انداز کر کے زریں اور آفرین کی جانب متوجہ ہوا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرے بابا یعنی بڑے خان گاؤں کے سردار ہیں۔ اگر میں شہر کی لڑکیاں وہاں لے کر گیا تو لوگ کیا سوچیں گے۔ مجھے شرمندہ مت کریں پلیز۔"

"اس میں شرمندہ ہونے والی کیا بات ہے؟ اور ہمارے حلیے کو کیا ہے؟" وفا کمر پر ہاتھ رکھے بولی۔

"یہ تو نا سمجھ ہیں۔ آپ ہی انہیں سمجھائیں۔ دراصل ہمارے گاؤں کی لڑکیاں اس طرح کا لباس نہیں پہنتیں۔ ان کے سر پر دوپٹہ نہ ہو تو بڑے خان کا بس نہیں چلتا کہ وہ انہیں گولی سے اڑا دیں۔ ان کے لباس دیکھ کر تو انہوں نے زہر پی لینا ہے۔" اس نے پری اور وفا کے لباس کی جانب اشارہ کیا۔

"کیا مطلب؟ کیا ہم غلط لباس پہنتی ہیں؟" پری متعجب ہوئی۔

"نہیں غلط نہیں ہے مگر بڑے خان "...

"چھوڑو بڑے خان کو۔ وہ تو بزرگ ہو چکے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ آج کل کا فیشن ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہی تو مسئلہ ہے۔" حدید نے سر کھجاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

"دیکھو لڑکیوں! آخر حدید بیٹے کو معلوم ہے نا کہ تم سب کا جانا وہاں بہتر نہیں تب ہی تو وہ روک رہا ہے ورنہ حدید بھلا کیوں چاہے گا کہ تم سب اس کا گاؤں نہ دیکھو۔ پاگل مت بنو۔ اس کی بات کو سمجھو۔" آفرین نے انہیں سمجھانا چاہا۔

"لیکن چچی جان..." پری نے کچھ کہنا چاہا مگر شاہ میر کے اشارے پر خاموش رہی۔

"ٹھیک۔ نہیں جا رہے ہم۔ تمہیں تمہارے بھائی کا نکاح مبارک۔" وفا ایک دم اٹھی اور اتنا کہتی وہاں سے چلی گئی۔

"ارے وفا سنو تو...." اس نے پیچھے سے آواز لگائی مگر بے سود۔ وہ جا چکی تھی۔

"تمہیں اب اسے منانا چاہیے حدید۔ تم سے ناراض ہو کر وہ خود کافی اپسیٹ ہو جاتی ہے۔" عفان کو وفا کی فکر ہونے لگی۔

"ڈونٹ وری۔ وہ وفا ہے تو میں اس کا ہادی اور ہادی وفا کو وفا سے بھی زیادہ اچھے سے جانتا ہے۔" وہ دھیرے سے مسکراتا، موبائل اور کیز اٹھا کر سلام کرتا باہر کی جانب چلا گیا۔ وہ سب اسے جاتا دیکھتے رہے جبکہ عفان کے چہرے پر وفا کے لیے افسوس در آیا۔

"تم پریشان نہ ہو عفان۔ حدید اسے اچھے سے ہینڈل کر لے گا۔" شاہ میر نے اسے تسلی دی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اپنے کمرے میں آکر خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ گال پھول چکے تھے جبکہ چہرے پر خفگی تھی۔

سینے پر بازو لپیٹے وہ منہ میں ہی کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"شرم نہیں آئی اسے انکار کرتے ہوئے۔ وہ جانتا بھی ہے کہ مجھے اس کا گاؤں دیکھنے کا کتنا شوق ہے۔ گاؤں کو چھوڑو مجھے اس کی بہن پلوشے سے ملنے کا کتنا شوق ہے۔ اب تو جو بھی ہو جائے چاہے زمین پھٹ جائے یا کالی قیامت آجائے میں اس سے بات نہیں کروں گی۔"

حدید اس وقت کار ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا جبکہ نظر بار بار ساتھ رکھے موبائل کی اسکرین پر پڑتی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وفا نے اپنا موبائل اٹھایا۔ حدید کی چیٹ کھولی مگر وہاں کوئی میسج نہ تھا۔ وہ موبائل اپنے سامنے رکھ کر اسے مسلسل تکنے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید بار بار نظر موبائل کی اسکرین پر ڈالتا مگر مطلوبہ میسج موصول نہ ہوا۔ اس نے وقت دیکھنا شروع کر دیا۔

وفا بددل ہو کر سیدھی ہوئی۔

"جہنمی انسان نہ ہو تو۔ خفا ہو جاؤں تو منا بھی نہیں سکتا۔" اس کی انگلیاں کچھ ٹائپ کرنے لگیں۔ "تم سے تو میں ابھی پوچھتی ہوں۔"

حدید نے وقت دیکھا تو لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے گنتی شروع کر دی۔

"ایک.... دو.... تین...." تب ہی نظر موبائل اسکرین پر پڑی جہاں وفا کا میسج جگمگا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے ایک میسج کر کے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا۔ یہ صرف حدید کو بتانے کا طریقہ تھا کہ وہ اس سے خفا ہے۔ جب کافی دیر تک جواب نہ آیا تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے عادت سے مجبور ہو کر ایک اور میسج کیا۔

حدید نے اس کا دوسرا میسج دیکھا تو ہنس دیا مگر وہ بھی جواب کہاں دینے والا تھا۔

تیسرا..... چوتھا اور پھر اسی طرح اس نے میسجز کا انبار لگا دیا۔ حدید جب اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو گاڑی پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر صوفے پر آ بیٹھا اور پھر وفا کی چیٹ کھولنے ہی لگا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے سبز بٹن دبا کر فون کان سے لگایا۔ اس کے بعد اسے سب سے پہلے وہی دو الفاظ سننے کو ملے جن کی اسے امید تھی۔

"جہنمی انسان!" اس کی آواز میں دبے دبے غصے کے ساتھ ساتھ رنج بھی تھا۔

"جی جہنمی انسان کی محترمہ۔"

اور اس کی آواز اور اپنائیت بھرا لہجہ سن کر ہی وہ پگھل گئی۔ سارا غصہ ایک دم اڑن چھو ہو گیا۔

"تم جانتے ہو میں ناراض تھی تم سے۔"

"اور تم جانتی ہو کہ مجھے منانا نہیں آتا۔"

"اوہ گاڈ ہادی! تو سیکھ لو نا۔"

"نہیں۔ تمہیں منانے کی بجائے تم سے ناراض ہونے میں زیادہ مزہ آتا ہے۔" وہ کہتے ساتھ ہنس دیا۔

"کاش تم میرے سامنے ہوتے۔" وفا بری طرح جلی تھی۔

"ہاں تاکہ تم میری بلائیں لے سکتی۔ آخر تمہارا ہادی اتنا پیارا جو ہے۔"

"اتنے بھی کوئی پیارے نہیں ہو تم۔" اس نے منہ بسورا۔

"ہاں بس اتنا پیارا ہوں کہ ہزاروں لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر۔ زیادہ پیارا ہوتا تو".....

"تو؟"

"تو.... کوئی ایسی حسینہ بھی ہمیں پسند کر لیتی جس کے ساتھ ساری عمر گزارنے کا ارادہ کیا جا سکتا۔"

وفا ہنس دی۔

"بے چارے کو ابھی تک کوئی حسینہ بھی نہیں ملی۔ افسوس ہے۔"

"افسوس بعد میں کرنا پہلے یہ بتاؤ کہ جب میں نے منع کر دیا تھا تو کیوں گاؤں جانے کی رٹ لگا دی تھی۔"

"ہادی...." نہایت معصوم اور بچگانہ لہجے میں اس نے بولنا شروع کیا۔ "مجھے تمہارا گاؤں دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ اس سے کہیں زیادہ پلوشے سے ملنے کا۔ پلیز لے چلو ناں۔ پلیز ہادی۔"

"تم پھر شروع ہو رہی ہو وفا۔" لہجہ ہمیشہ کی طرح نرم تھا۔

"ہادی...." وفا کے لہجے میں لاڈ تھا جو وہ صرف ہادی سے کیا کرتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ سب سے زیادہ لاڈ ہادی ہی اس کے اٹھاتا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وفا...." وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"ہادی پلیز"....

"وفا پلیز"....

"فار گاڈ سیک ہادی"....

"نو وفا"....

"میرے پیارے ہادی"....

"نو بلیک میلنگ وفا"....

"اپنی وفا کے لیے ہادی"....

"وفا کے لیے صرف چاکلیٹس کافی ہیں۔"

"نہیں نا"....

"جی ہاں"....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں پکا تنگ نہیں کروں گی ہادی"....

"نہیں وفا"....

"میں زیادہ بات بھی نہیں کروں گی ہادی"....

"اونہوں وفا"....

"میں اچھی سی ڈریسنگ کروں گی ہادی"....

"پھر بھی نہیں وفا"....

"میں سر پر دوپٹہ بھی لوں گی ہادی"....

"تم اتنی ضدی کیوں ہو وفا....؟"

"تم اپنی وفا کی ایک ضد بھی پوری نہیں کر سکتے ہادی...؟"

"ہزاروں تو کر چکا ہوں وفا".....

"ایک اور بھی کر دو ناں"...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید خاموش ہوا۔ اس کا لہجہ اتنا میٹھا تھا کہ کانوں میں رس گھلنے لگا۔

"اوکے۔ لیکن".....

"لیکن کیا....؟" وہ اچانک ہی پر جوش ہوئی۔

"تم لوگ ساتھ چلو گے لیکن تمہیں بھی میری کچھ باتیں ماننی ہوں گی۔"

"تم حکم کرو ہادی۔"

"وہ میں تم سب کو آ کر بتاؤں گا۔ ابھی مجھے کچھ کام ہے تو میں فون رکھ رہا ہوں۔"

"سو سوئیٹ آف یو ہادی۔"

"اپنے الفاظ اور لہجے سے تم لوگوں کو آسانی سے فتح کر لیتی ہو۔"

"لوگوں کا تو نہیں پتہ ہاں مگر تمہیں فتح کرنا میرے لیے بہت آسان ہے۔"

"ایڈیٹ۔"

"آج تو تمہارا دیا گیا یہ لقب بھی بہت اچھا لگ رہا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے جواب پر دونوں ہی ہنس دیے۔

رابطہ منقطع ہوا تو اگلے ہی لمحے وفا یہ خبر واٹس اپ کے فرینڈز فار ایور گروپ پر شیئر کر چکی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر بعد وہ عفان، شاہ میر اور پری کے ہمراہ بالکونی میں بیٹھی حدید کے بھائی کے نکاح کو ڈسکس کر رہی تھی۔

"بھئی مان گئے وفا کو۔ اس کے آگے حدید بھی ہار گیا۔" شاہ میر نے تبصرہ کیا۔

"وہ صرف اسی کے آگے تو ہارتا ہے۔" عفان نے کہا۔

"ویسے ایسا کیا کہا تم نے اس سے کہ وہ مان گیا؟" پری کے سوال پر وہ ہنس دی۔

"اس سب کو چھوڑو اب یہ سوچو کہ روانہ کب ہونا ہے۔ ڈریسنگ کیسی کرنی ہے اور کس کس نے جانا ہے۔"

"میں تو نہیں جا رہا۔ تم سب جاؤ۔" شاہ میر کے بات پر تینوں چونکے۔

"کیوں شاہ میر بھائی؟ آپ بھی ساتھ چلیں۔ بہت مزہ آئے گا۔" وفا شروع ہوئی۔

"ارے تم سب فکر نہ کرو۔ ایسے نہیں جائے گا یہ۔ منہ نہ توڑ دوں میں اس کا اگر یہ نہ گیا تو۔" پری اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"اچھی دہشت گردی ہے۔" شاہ میر ششدر رہ گیا۔

"میں کہہ رہی ہوں شاہ میر۔ تم چل رہے ہو۔ ورنہ میں اور وفا تم سے کبھی بات نہیں کریں گے اور فریال کو تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں کریں گے کہ وہ شادی کرنے سے ہی انکار کر دے گی۔"

شاہ میر نے ایک ابرو اٹھا کر ان دونوں کو باری باری دیکھا جو دانت نکالے بیٹھی تھیں۔

"تم لوگوں کو تمیز نہیں ہے۔"

"بالکل بھی نہیں۔" وفا نے جواب دیا تو سب ہنس دیے۔

اگلے دو دن تو حدید غائب رہا۔ نہ کوئی میسج اور نہ ہی کوئی کال۔ مگر ہفتے والے دن وہ اچانک ہی مراد ہاؤس آ پہنچا۔ ہر طرف ایک دم رونق سی پھیل گئی۔ حدید کے آنے کی خبر سن کر وفا اور پری دوڑتی ہوئی لاؤنج میں آ پہنچیں۔

"ہادی ہادی ہادی....." وفا نے حدید کے پاس پہنچ کر مشکل سے بریک لگائے۔

"کیا ہو گیا ہے محترمہ۔ آرام سے۔" وہ اس کے اس انداز پر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے گاؤں جانے کے لیے کتنی ایکسائیٹڈ ہوں۔"

"اوکے اوکے۔"

جب سب اپنی اپنی جگہ براجمان ہو گئے تو حدید نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

"آپ سب کو میرے ساتھ چلنا ہے تو میری کچھ باتیں بھی ماننی پڑیں گی۔ "

"ایک کیا ہم تو تمہاری سو باتیں ماننے کو تیار ہیں۔ بس ایک دفعہ تم ہمیں اپنے گاؤں لے چلو۔" پری پر جوش سی بولی تھی۔

"ٹھیک ہے تو پھر اب سنو۔ سب سے پہلے تو تم لڑکیاں پورا پورا لباس پہنو گی وہ بھی دوپٹے کے ساتھ۔ "

اس نے باری باری پری اور وفا کو دیکھا۔

"ہمارا لباس پورا ہی ہوتا ہے ہادی۔"

وفا کی بات پر حدید نے اسے سر تا پیر دیکھا۔ بلیک ٹاپ کے ساتھ بلیک جینز۔ اسی طرح پری نے بھی گرے ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہن رکھی تھی۔

"میرا مطلب سادہ سا لباس۔" اس نے وضاحت کی۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ شلوار قمیض یا پھر فراک وغیرہ۔" زریں نے اس کی مزید وضاحت کی۔

"اوکے ہم مینج کرلیں گی۔" وفا اور پری نے ایک ساتھ جواب دیا۔

"تم لوگ حویلی کے کسی بھی فرد کے ساتھ فری نہیں ہوگے۔ کام کی بات کروگے اس کے علاوہ فالتو بحث سے پرہیز کروگے۔"

"اوکے۔" سب نے ایک ساتھ جواب دیا۔

"مردوں سے تو بالکل بات نہیں کرنی اور مفت میں حویلی میں گھومنا پھرنا بھی نہیں ہے۔ پلوشے تم سب کو ایک بار ساری حویلی دکھادے گی اس کے بعد تم اپنے کمرے کے علاوہ کہیں نہیں جاؤ گے۔"

"کیا مطلب ہم گھوم پھر نہیں سکتے۔ تو کیا ہم حویلی کی دیواریں دیکھنے جارہے ہیں؟"

"افوہ وفا۔ میرا مطلب نکاح سے پہلے تک۔ اس کے بعد واپسی پر میں تم سب کو سارا گاؤں دکھادوں گا۔"

"ٹھیک۔"

"مجھے امید ہے کہ تم لوگ مجھے وہاں شرمندہ نہیں کروگے۔"

"پکا۔"

اور یہ جواب سن کر حدید کی سانس میں سانس آئی۔

"فریال کدھر رہ گئی۔ کہا بھی تھا کہ آج آجائے تاکہ سب مل کر سارا پلان بنا سکیں۔"

پری نے موبائل پر نظریں ٹکائے مصروف انداز میں کہا۔

"شاہ میر بھائی کو معلوم ہو گا۔" وفا کی بات پر شاہ میر نے اسے گھورا اور پھر کندھے اچکا دیے۔

"فریال بھی جا رہی ہے؟" حدید کو اچھنبا ہوا۔

"ہم سب جا رہے ہیں تو وہ بھی تو ضرور جائے گی ناں۔" وفا کے جواب پر وہ زبردستی مسکرا دیا جبکہ دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اب افراد کی تعداد میں اضافہ شروع ہو چکا تھا۔

پہلے فریال، پھر حسیب اور پھر تعوذ کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی گئی۔ حدید سوائے زبردستی مسکرانے کے کچھ نہ کر پایا۔

روانگی کے وقت وفا نے حدید کی گاڑی میں بیٹھنے کی ضد کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پری اور فریال بھی اس کے ساتھ حدید کی گاڑی میں بیٹھنے کے لیے تیار ہو گئیں۔

پری اور فریال پیچھے بیٹھ گئیں جبکہ وفا ابھی باہر ہی کھڑی تھی کہ حدید اس کے پاس آیا۔

"اور کیا کیا کرواؤ گی ضدی محترمہ؟" اس کی شکل دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ وہ زبردستی وہ سب کر رہا تھا۔

"اب کیا کروادیا میں نے؟"

"یونو مجھے لڑکیوں سے الرجی ہے۔" اس نے پری اور فریال کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"افوہ ہادی! دیکھ لینا ہم تینوں کی وجہ سے تمہارا سفر کتنا اچھا گزرے گا۔"

"وہ تو نظر آ ہی رہا ہے۔" اس نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو چپڑ چپڑ باتیں کر رہی تھیں۔ اس کا تو سمجھو موڈ ہی غارت ہو گیا۔ وہ ہمیشہ تنہا سفر کیا کرتا تھا۔ خاموشی اور سکون سے اور آج یہ لڑکیاں خاموشی اور سکون کا ستیاناس کرنے والی تھیں۔

سفر شروع ہوا۔ وفا حدید کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ وہ، پری اور فریال مسلسل باتیں کرتی رہیں جبکہ حدید محض اپنی قسمت کو کوستا رہا۔

"تم کیوں خاموش بیٹھے ہو؟" وفا نے سوال کیا۔

"تم لڑکیاں آپس میں لگی ہو تو میں کیا کباب میں ہڈی بنوں۔" اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"اوہو۔ تم تو خفا ہوئے بیٹھے ہو۔ پری اور فریال تم دونوں آپس میں بات کرو میں نے ہادی سے بات کرنی ہے۔"

پری اور فریال اپنی اور ارد گرد کی تصاویر بنانے میں مصروف ہو گئیں اور وفا حدید سے بات کرنے میں۔

"سوری۔" آواز اس قدر کم تھی کہ حدید بہ مشکل ہی سن پایا تھا۔

"کس لیے؟" اس نے وفا کی جانب دیکھے بغیر پوچھا۔

"تم سے ہر وہ کام کروانے کے لیے جو تمہیں نہیں پسند۔"

"تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ کچھ بھی..... بس مجھے فکر ہو رہی ہے۔" وہ واقعی پریشان تھا۔

"کس کی؟"

"آف کورس تمہاری۔ مجھے اس دنیا میں سوائے وفا کے کسی کی فکر نہیں ہوتی۔" لہجہ اٹل تھا۔

"میری فکر کیوں؟"

"تم کوئی ایسی ویسی بات نہ کر دو جو بڑے خان یا کسی بھی دوسرے شخص کو بری لگے۔ اس کے علاوہ اگر تم نے کسی کو بندوق اٹھائے دیکھ لیا تو تم تو وہیں بے ہوش ہو جاؤ گی۔"

وفا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"واٹ! بندوق..... تمہارے گاؤں والے بندوقیں اٹھائے پھرتے ہیں؟ مگر کیوں؟"

اس کی حالت امید کے مطابق تھی۔ پری اور فریال بھی ان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"ہر وقت تو نہیں بس ضرورت کے وقت۔ لیکن خانزادہ حویلی کے کچھ مرد ہیں جو ہر وقت اٹھائے پھرتے ہیں جیسا کہ میرا بھائی۔"

"کیوں؟ دابِر بھائی نے حویلی کو سرحد سمجھ رکھا ہے کیا؟" وہ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔

:"خان حویلی میں ایسا چلتا رہتا ہے۔ اگر تم صحیح سلامت خان حویلی سے واپس لوٹنا چاہتی ہو تو میری دی گئی ہدایات پر ضرور عمل کرنا پڑے گا۔"

"اور بھی ہدایات باقی ہیں؟" وفا نے سر پر دوپٹہ ٹھیک سے سیٹ کرتے ہوئے کہا۔ یہی حال پیچھے بیٹھی لڑکیوں کا تھا۔ انہوں نے تو دوپٹہ ایسے لپیٹ لیا جیسے میلاد پر جا رہی ہوں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم لوگ بالکل شریف لڑکیوں کی طرح رہنا وہاں پر۔ زیادہ بات نہیں کرنی۔ جو پلو شے کہے صرف وہی کرنا۔ میں اسے سب سمجھا چکا ہوں اور وہ شہر کی لڑکیوں کے حالات سمجھتی بھی ہے۔ خاص طور پر بڑے خان سے تو بہت دور رہنا۔ وہ سردار ہیں اور اگر سردار کسی کو مار بھی دے تو کوئی اس سے سوال بھی نہیں کر سکتا۔"

حدید نے گردن وفا کی جانب موڑی اور پھر وہ اسے دیکھ کر اپنی ہنسی روکنے میں ناکام رہا۔

سادہ سا سوٹ پہنے، دوپٹے کو اچھی طرح سر پر ٹکائے، آنکھوں میں بے حد خوف لیے وہ اپنے ناخن کترنے میں مصروف تھی۔

"میری جان نکل رہی ہے اور تمہیں ہنسی آرہی ہے۔" وفا نے اس کے کندھے پر گھونسا مارا۔

"تمہاری مسکینوں والی شکل دیکھ کر مجھ سے ہنسی نہیں روکی جارہی۔"

"جہنمی انسان!" ازلی لہجے میں ایک بار پھر بولا گیا۔

"ایک اور سب سے اہم بات۔" حدید کو اچانک یاد آیا۔

وفا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تم مجھے ہادی ہرگز نہیں بلاؤ گی۔ بالکل بھی نہیں۔"

"مگر کیوں؟"

"مجھے حویلی میں چھوٹا خان بلایا جاتا ہے۔ لیکن تم مجھے حدید بلا سکتی ہو۔ اس کے علاوہ میرا نام بگاڑنے کی ہمت آج تک کسی کی بھی نہیں ہوئی۔" اس نے وفا کی جانب دیکھ کر اپنی بات میں اضافہ کیا۔ "سوائے تمہارے۔"

"اب ہادی بلانے میں کیا جاتا ہے؟ میری تو عادت بن چکی ہے۔ منہ سے پھسل گیا تو؟"

"حویلی والے کیا سوچیں گے وفا۔" وہ ششدر سا اسے دیکھنے لگا۔ "دیکھو وفا ہماری حویلی میں لڑکے اور لڑکیاں صرف ضرورت کی حد تک بات کرتے ہیں۔ ان میں بے تکلفی بالکل بھی نہیں ہوتی۔ تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ہماری بے تکلفی ایکسیپٹ کر لیں۔ بڑے خان مجھے تو کچھ نہیں کہیں گے البتہ تمہاری کوئی گارنٹی نہیں ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوکے اوکے۔ میں حدید ہی بلاؤں گی بلکہ ایسا کرتے ہیں تم میرے سامنے ہی مت آنا۔ نہیں تو میری زبان پھسل جانی ہے۔"

"میں تمہارے سامنے آؤں گا بھی نہیں۔ مرد مردان خانے میں ہوتے ہیں۔ وہ حویلی کے اندر صرف ضرورت کے تحت ہی داخل ہوتے ہیں۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے ہادی۔" وہ آخر کار بول پڑی جس پر حدید نے اسے گھورا۔

"اوہ سوری۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے حدید خانزادہ۔" اس نے اس کے نام پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ گرل۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ڈرنے والی لڑکیاں بالکل بھی نہیں پسند۔"

وفا اس کے جواب پر مسکرا دی۔ وہ گاؤں میں داخل ہوئے تو ان سب کو بہت سے حسین مناظر دیکھنے کو ملے۔ وہ لڑکیاں پہلی بار کسی گاؤں میں آئی تھیں۔ براہ راست ہرے بھرے کھیت، کھلا ماحول، وسیع و عریض گھر دیکھ کر وہ کافی خوش ہو گئیں۔ تصاویر بنانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار وہ خانزادہ حویلی پہنچ گئے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گاڑی رکی تو چار لوگوں نے بڑھ کر گاڑی کے دروازے کھولے۔

وہ سب ایک ساتھ باہر نکلے تو نظر سب سے پہلے داخلی دروازے میں موجود لوگوں پر پڑی جو ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ ان میں دو ادھیڑ عمر خواتین، دو کم عمر

لڑکیاں، چار پانچ مرد اور کچھ بچے شامل تھے جو ان کے آگے پیچھے بھاگ دوڑ رہے تھے۔

ان کے پیچھے ہی ایک اور گاڑی آرکی جس میں سے شاہ میر، حسیب، تعوذ اور عفان نکلے۔

وہ معمولی سے انداز میں چلتے ہوئے ان تک آپہنچے جن کا خوف کے باعث برا حال تھا۔

عفان وفا کے قریب آٹھہرا اور سرگوشی کی۔

"کیا یار سارے لڑکوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ سفر کا سارا مزہ ہی خراب ہو گیا۔" وفا نے اس کے جواب پر پہلے تو بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر اسے تاسف سے گھورتی رہ گئی۔

"ہمارے ساتھ بھی ہوتے تو کوئی خاص مزہ نہ آتا۔ سارا راستہ صرف ہادی کی ہدایات ہی سنتے رہے اور ساتھ ساتھ ڈرتے بھی رہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ سب اب ایک ساتھ آگے کی جانب بڑھنے لگے۔

حدید نے سب سے پہلے ایک شخص کو گلے لگایا۔

"آ بگینے مبارک ہو ماڑا۔"

اس کی اس شخص سے بے تکلفی دیکھ کر وفا سمجھ گئی کہ وہی دابِر خان تھا جس کا شام کو آبگینے کے ساتھ نکاح تھا۔

اس کے بعد وہ باری باری سب کو ملتا گیا۔ ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔

"کیسا رہا آپ سب کا سفر؟"

وہ لڑکی کم عمر تھی۔ دودھیا رنگت، خوبصورت نین نقش، چہرے پر بلا کی معصومیت، پر اثر لہجہ... وہ ان سب کو پہلی نظر میں ہی بھا گئی۔

"ٹھیک رہا۔" تینوں لڑکیوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

پھر وہ ان سب کو حویلی کے اندر لے گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی ان سب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ جس طرح ان لوگوں نے سوچا تھا حویلی بالکل ویسی ہی تھی۔ وسیع اور شاندار۔ اس حویلی کا نقشہ پرانے طرز کا تھا مگر اسے نئے طرز میں ڈھال دیا گیا تھا۔

"آپ یقیناً تھک چکی ہوں گی۔ میں آپ کو آپ کے کمرے میں لے چلتی ہوں آپ تھوڑا آرام کر لیں۔"

انہوں نے جواباً سر کو خم دیا۔

"تم پلوشے ہو۔ رائٹ؟" وفا نے سوال کیا تو وہ چلتے چلتے رکی اور اس کی جانب دیکھ کر مسکرائی۔

"میں گلِ لالہ ہوں۔ پلوشے کے چچا کی بیٹی۔"

"اوہ تو تم اس کی کزن ہو۔" پری کے سوال پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پلوشے آبگینے کے پاس گئی ہے۔ بس ابھی آتی ہی ہو گی۔" وہ وضاحت کرتے ہوئے انہیں کمرے میں لے گئی۔

جب وہ انہیں چھوڑ کر چلی گئی تو پری نے فوراً کہا۔

"کافی خوبصورت تھی ناں؟"

فریال اور وفا جو بیڈ پر ڈھے چکی تھیں محض "ہمم" ہی کر پائیں۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک لڑکی ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"اسلام علیکم! کیسی ہیں آپ سب؟"

اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ گلِ لالہ کی نسبت کافی شوخ اور چنچل تھی۔ وہ کسی بھی قسم کا تکلف کیے بغیر ان کے پاس آ بیٹھی۔

اس کے سوال کا جواب وفا نے دیا تھا جبکہ پری اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ فریال سیدھی ہو کر بیٹھ رہی تھی۔

"میرا نام پلوشے ہے۔ میں چھوٹے خان کی بہن ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ آپ سب کو میرے بارے میں بتا چکے ہوں گے۔"

"ہاں۔ وہ جب بھی اپنے گاؤں کی بات کرتا ہے تو تمہارا ذکر ضرور کرتا ہے۔" وفا نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ فریال اور پری نے اسے گھورا کیونکہ انہیں پلوشے کا نام بھی تب معلوم ہوا تھا جب وفا نے گاؤں آنے کی ضد کی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گلِ لالہ انہیں بہت خوبصورت لگی تھی لیکن پلوشے کو دیکھنے کے بعد انہیں یقین سا ہو گیا کہ وہ گاؤں حسن کے رنگوں سے آباد تھا۔

"آپ وفا ہیں ناں؟" اس نے وفا سے پوچھا۔

"جی۔"

"چھوٹے خان نے بتایا تھا کہ ان کی ایک ہی دوست ہے... وفا۔ وہ دوست نہیں بنایا کرتے لیکن آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ ان کی واحد دوست ہیں۔"

وفا مسکرا دی جبکہ اس کا چہرہ بلش کرنے لگا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ وفا ہے؟" فریال نے سوال کیا۔ لہجے میں تجسس تھا۔

"چھوٹے خان نے کہا تھا کہ وفا کے چہرے پر ڈمپلز پڑتے ہیں جو انہیں بہت پسند ہیں۔ اس لیے ان کے ڈمپلز سے ہی پہچان گئی۔"

"اوہ..... پسند ہیں۔" فریال نے غیر محسوس انداز میں پری کے کان میں سرگوشی کی جبکہ وفا کا چہرہ لال ٹماٹر بن گیا اور گڑھے مزید گہرے ہو گئے۔

"فنکشن شام کو ہی شروع ہو جائے گا۔ اس لیے جلدی تیار رہیے گا آپ سب۔ پھر میں آپ سب کو اپنے تمام گھر والوں سے ملواؤں گی۔"

"ہمیں ابھی حویلی دیکھنی ہے۔ فنکشن کے وقت تو مناسب نہیں رہے گا۔" پری اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں ذرا دیکھ لوں کہیں باہر دابِر لالہ تو نہیں۔" وہ اٹھ کر دروازے سے باہر کی جانب جھانکنے لگی۔

پری اور فریال بھی اس کے پاس آکر اس کی دائیں بائیں جانب سے جھانکنے لگیں جبکہ وفا تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔

"کوئی نہیں ہے۔ چلیں۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ پری اور فریال فوراً باہر نکل گئیں۔ پلوشے نے پیچھے کھڑی وفا کو دیکھا تو وفا بھی آگے بڑھ آئی۔ وہ اور پلوشے ساتھ ساتھ چلنے لگیں۔

"آپ چھوٹے خان کی دوست ہیں تو انہیں اچھے سے جانتی ہوں گی۔ نہیں؟"

پلوشے کے سوال پر وفا نے کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کبھی لگتا ہے کہ میں اسے سب سے زیادہ جانتی ہوں مگر کبھی لگتا ہے کہ نہیں میں اسے اتنا نہیں جانتی جتنا ایک دوست دوسرے دوست کو جانتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اندر کی حالت کبھی ظاہر نہیں کرتا۔ وہ کیسا ہے، کس حال میں ہے، کیا محسوس کر رہا ہے، خوش ہے یا رنجیدہ.... اس بات کا اندازہ تو اس کے پاس بیٹھا شخص بھی نہیں لگا سکتا۔"

پلوشے نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"چھوٹے خان بہت مضبوط ہیں۔ اپنی طاقت اور کمزوری... دونوں ظاہر نہیں کرتے۔ مگر پھر بھی کیا انہوں نے کبھی آپ سے گلِ لالہ کے متعلق بات کی؟"

"گلِ لالہ کے متعلق..... نہیں تو۔" وفا متجسس ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ راہداری پار کر کے اب سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔

"بڑے خان چاہ رہے ہیں کہ گلِ لالہ کی شادی کر دی جائے۔ چھوٹے خان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو نظر میں کیسے رکھ سکتے ہیں۔"

وفا کی اچانک ہی حویلی کے مناظر سے دلچسپی ختم ہو گئی۔ کچھ عجیب سا محسوس ہوا جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

"ہادی کیا چاہتا ہے؟"

"ہادی....؟" پلوشے حیران ہوئی۔

وفا نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ پلوشے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی رہ گئی۔

"میرا مطلب حدید یعنی چھوٹے خان کا کیا کہنا ہے؟"

پلوشے خاموش ہو گئی۔ چہرہ ایک دم اتر سا گیا۔

"کسی کو نہیں معلوم۔ اسی لیے تو آپ سے پوچھنا چاہا کہ شاید انہوں نے آپ سے اس متعلق بات کی ہو یا کبھی اپنی پسند کا اظہار کیا ہو۔"

وفا نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ جہاں سے گزر رہے تھے وہاں بائیں جانب کمروں کی قطار تھی۔ ایک کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک ہی کسی احساس کے تحت وفا رکی۔ اس نے بائیں جانب کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا۔ پلوشے اس کے رکنے پر رک گئی۔

"کیا ہوا آپ رک کیوں گئیں؟"

"یہ کس کا کمرہ ہے؟" وفا کی سوئی اس کمرے پر اٹک چکی تھی۔

پلوشے نے ایک نظر وفا کو دیکھا پھر کمرے کو۔ "چھوٹے خان کا۔"

تب ہی اچانک اندر سے دروازہ کھلا اور سامنے کھڑے شخص کو وفا بے یقینی سے دیکھتی رہ گئی۔ پری اور فریال آگے جا چکی تھیں۔ وہ کافی فریش لگ رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مل چکی پلوشے سے؟" وہ وفا سے مخاطب ہوا تو جواباً وفا مسکرا دی۔

"تم دونوں کو ہی ایک دوسرے سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ اب تو ہو گیا نا شوق پورا۔"

وفا اور پلوشے نے نظروں کا تبادلہ کیا اور پھر مسکرا دیں۔ حدید کی نظر پری اور فریال پر پڑی جو کافی فاصلے پر کھڑی تصاویر بنا رہی تھیں جبکہ نگاہ بار بار ان کی جانب اٹھتی تھی۔

"تم لوگ جاؤ ان کے پاس۔ میں بڑے خان سے مل لوں۔" حدید اتنا کہتا آگے بڑھ گیا۔

وفا سر جھٹکتی پلوشے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ جب وہ پری اور فریال کے پاس پہنچی تو نظر عادت سے مجبور ایک بار پیچھے کی جانب ڈالی۔ وہ زینے اتر رہا تھا۔ نگاہ وفا پر پڑی تو وہ مسکرا دیا۔ نہایت نرم اور اپنائیت بھری مسکراہٹ.... جسے پلوشے دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔

شام کے وقت وہ سب اپنے کمرے میں موجود تیاری میں مصروف تھیں۔ وفا آئینے کے سامنے کھڑی خود پر حتمی نگاہ ڈال رہی تھی۔ پری ڈریسنگ روم میں تھی جبکہ فریال ابھی میک اپ کرنے میں مصروف تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا تو پلوشے اندر داخل ہوئی۔

"تیاری کر لی؟" نہایت بے تکلف انداز میں وہ ان کے پاس آئی اور پھر وفا جو دوپٹہ سیٹ کرنے میں مصروف تھی، اس کی مدد کرنے لگی۔

"ہاں بس ذرا سا میک اپ رہتا ہے۔" فریال نے جواب دیا۔

پلوشے نے وفا کا دوپٹہ ایک جانب سیٹ کیا۔

"ہادی نے کہا تھا کہ دوپٹہ سر پر لینا ہے۔" وفا نے کہا تو پلوشے اس کے معصوم انداز پر ہنس دی۔

"جو دوپٹہ آپ لائی ہیں وہ سر پر نہیں ٹکنے والا۔"

"پھر کیا کروں؟ بڑے خان تو مجھے گولی مار دیں گے۔" وفا کا خوف دیکھ کر پلوشے نے کندھے اچکائے۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ خانزادہ حویلی کے لوگ مہمانوں کا بہت احترام کرتے ہیں پھر چاہے وہ خود بڑے خان ہی کیوں نہ ہوں۔"

پری ڈریسنگ روم سے باہر نکلی اور پھر آئینے کے سامنے آکر خود کی تیاری دیکھنے لگی۔

"اچھا۔ ہادی تو کہہ رہا تھا کہ وہ غصے میں کسی کو مار بھی سکتے ہیں۔"

"انہوں نے غلط نہیں کہا لیکن"....

"لیکن کیا؟"

"وہ آپ پر غصہ کر ہی نہیں سکتے۔" پلوشے اتنا کہتی مڑ گئی اور پری کے پاس جا کر اس کے بال جو آگے کی جانب ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، انہیں ٹھیک کرنے لگی۔ وفا شش و پنج میں اسے دیکھتی رہی۔

"وہ..." وفا کچھ پوچھنے ہی لگی تھی کہ اس نے دیکھا پلوشے پری سے بات کرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد گلِ لالہ ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ تیار نہیں تھی۔

"پلوشے تم آبگینے کے پاس سے ہو آئی؟" اس نے سب کو سلام کرنے کے بعد پلوشے سے استفسار کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں وہ تیار ہو رہی ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ حویلی میں کچھ خاص مہمان آئے ہیں اس لیے میں اس کے پاس نہیں رک سکتی۔"

گلِ لالہ اچھا کہہ کر مڑنے ہی لگی تھی کہ وفا نے اسے روکا۔

"گلِ لالہ رکو تو۔" وہ رکی اور پھر وفا کی جانب دیکھا۔

"ہمارے ساتھ تو بیٹھو۔"

پلوشے نے ایک نظر وفا کو دیکھا اور پھر گلِ لالہ کو۔ پھر وہ گہری سانس لیتی رہ گئی۔

"بڑی خانم نے کہا ہے کہ میں چھوٹے خان کو کھانا دے دوں۔"

"اوکے۔" وفا کے جواب پر اس نے سر کو خم دیا اور پھر چلی گئی۔ اس نے گلِ لالہ کی اتری رنگت محسوس کی تھی۔

فنکشن شروع ہو چکا۔ نیچے وسیع لان مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ حویلی شاندار طریقے سے سجی ہوئی تھی۔ تمام انتظامات دیکھ کر واقعی لگتا تھا کہ گاؤں کے سردار کے بڑے صاحبزادے کا نکاح ہے۔ پلوشے کے ہمراہ وہ اس جانب بڑھ رہی تھیں۔ وفا سب سے پیچھے تھی۔ وہ ابھی لان میں داخل نہیں ہوئی تھی کہ اچانک لڑکھڑائی۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی کسی نے اسے اس کی کمر سے تھام لیا۔ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اگلے ہی لمحے جب اس کی نظر اس شخص کے چہرے پر پڑی تو اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس نے ایک ہاتھ سے اس کی کمر جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس کا دایاں ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہائی ہیلز پہننا محترمہ کے لیے ہانیکارک ہے۔" وفا اس کی بات پر ہنس دی۔ پلوشے نے مڑ کر ان کی جانب دیکھا تو آنکھیں باہر نکلنے کو تیار ہو گئیں۔

"چھوٹے خان! خود تو مریں گے اس بیچاری کو بھی ساتھ مروائیں گے۔" وہ جلدی سے ان کی جانب آئی۔ خوف کے باعث ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمایاں ہونے لگیں۔ وہ دونوں بھی اگلے لمحے سیدھے ہوئے۔

"تم اس کی ہیلز چینج کرواؤ۔ ہر بار قسمت اسے تھامنے کے لیے مجھے نہیں بھیجے گی۔" وہ نرم لہجے میں اتنا کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

پلوشے نے تھکے تھکے انداز میں وفا کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کو بھی یہیں گرنا تھا۔ صدِ شکر کسی نے دیکھا نہیں ورنہ قیامت آجاتی۔" وہ خاصی ڈری ہوئی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے وفا کا ہاتھ تھاما اور واپس اپنے کمرے کی جانب لے گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ پلوشے کے ساتھ لان میں داخل ہوئی جہاں سب مہمان موجود تھے۔ سب کی نظر ایک ساتھ ان کی جانب اٹھی۔ پلوشے سے ان سب کی نگاہ پھسلتے ہوئے وفا پر پڑی تو وہ واپس لوٹنا بھول گئی۔

اس نے زرد رنگ کی فراک کے ساتھ سرخ دوپٹہ ایک جانب سیٹ کیا ہوا تھا۔ سنہری آنکھیں کاجل سے لبریز تھیں۔ چمکتے بھورے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے جو کمر پر لہرا رہے تھے۔ پیروں میں کھسہ ڈال رکھا تھا۔ کانوں میں جھمکے تو جان لینے کو تیار تھے۔ وہ حسن کی دنیا میں بھی سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ وہ یقیناً حسن کی ملکہ تھی۔

وہ پری اور فریال کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔ تب ہی پلوشے نے انہیں کسی سے ملوانا چاہا۔ دو خواتین.... ایک یقیناً ان کی والدہ تھی.... بڑی خانم۔ اور دوسری؟

"یہ بڑی خانم ہیں۔ میری والدہ۔" پلوشے نے بتانا شروع کیا۔ اور یہ میرے چچا کی بیوی۔ چھوٹی خانم۔"

"گلِ لالہ کی والدہ؟" وفا کے منہ سے پھسلا تو ماحول میں اچانک سکوت طاری ہو گیا۔

دونوں خواتین نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"نہیں۔" پلوشے کے جواب پر وفا حیران ہوئی۔

"مگر وہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ تمہاری کزن ہے۔ تمہارے چچا کی بیٹی۔"

"ہاں وہ.... وہ میرے چچا کی ہی بیٹی ہے مگر.... چھوٹی خانم کی نہیں۔" وفا کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔

تھوڑی دیر ان سے بات کرنے کے بعد چھوٹی خانم وہاں سے چلی گئی۔

"ناراض مت ہونا بچے۔ بس چھوٹی خانم کو گلِ لالہ کا ذکر نہیں پسند۔" بڑی خانم نے وضاحت کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کوئی بات نہیں۔" وفا مسکرائی۔ "گلِ لالہ کی والدہ کون ہے پھر؟"

"وہ مر چکی ہے۔"

وفا کو اپنے سوال پر شرمندگی سی ہوئی۔

بڑی خانم چلی گئی تو وفا نے پلوشے سے سوال کیا۔

"گلِ لالہ ہے کہاں؟"

"اپنے کمرے میں۔ وہ یہاں نہیں آئے گی۔"

"کیوں؟"

"اسے محفل نہیں پسند۔ جہاں چند لوگ موجود ہوں وہاں اس کی طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔"

وفا نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا تو پلوشے نے نظریں چرا لیں۔

"وہ ونی کی بیٹی ہے وفا۔" آخر کار وہ بول پڑی۔ وفا اس کی بات پر چونکی۔ چہرے پر افسوس در آیا۔ پلوشے مزید بولی۔ "ونی کی اولاد کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اسے قبول کر تو لیا گیا ہے مگر...." اس کے لہجے میں شکست تھی۔

"مگر فرق ابھی باقی ہے۔" وفا نے اس کی بات افسوس بھرے لہجے میں مکمل کی۔

"ہم بے بس ہیں وفا۔ اصول اصول ہوتے ہیں۔ ہم اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرتی ہوں کہ گلِ لالہ کو احساسِ کمتری سے نکال سکوں

مگر میں ناکام رہتی ہوں۔ چھوٹے خان بھی میرا ساتھ دیتے ہیں مگر ہم دونوں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ سب شاید اس کا نصیب ہے۔" پلوشے کا لہجہ رنجیدہ ہوا۔

وفا خاموش رہی وہ چند لمحے کچھ نہیں بول پائی۔ وفا اور پلوشے جب اکیلی ہوئیں تو وفا بولی۔

"اگر گلِ لالہ کو اس گھر میں بیٹی کا مقام نہیں مل پایا تو بہو کا کیسے ملے گا؟ "

پلوشے نے اس کے سوال پر گہری سانس لی۔

"بڑے خان نے چھوٹے خان کو دو راستے بتائے ہیں۔ یا تو وہ گاؤں کے اگلے سردار بن کر بڑے خان کی گدی سنبھالیں یا پھر گلِ لالہ سے شادی کر لیں۔"

"ہادی کا کیا کہنا ہے؟"

"وہ دونوں سے ہی انکاری ہیں۔ "

"وجہ؟ "

"کسی کو نہیں معلوم۔ ان کا کہنا ہے کہ گلِ لالہ ان کے لیے چھوٹی بہن کی طرح ہے اور رہی بات سردار بننے کی تو وہ سردار نہیں بننا چاہتے۔ "

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سردار بننے میں کیا حرج ہے؟"

"وہ کامیاب بزنس مین بننا چاہتے ہیں۔ غیر ممالک میں اپنا بزنس پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ سب وہ سردار بن کر نہیں کر سکتے۔"

"تو بڑے خان کو سمجھنا چاہیے۔"

"انہیں کون سمجھائے۔ ان کے خیال سے بزنس کرنا ان کے لیے مستقبل میں پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔" پلوشے کی بات پر وفا نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ بہت سمجھدار اور ہوشیار ہے۔ ایسا ہوتا تو وہ کبھی بزنس کا انتخاب نہ کرتا۔"

"ہمم۔" پلوشے نے گردن موڑ کر ساتھ سے گزرتی چھوٹی سی لڑکی کو پکڑا اور پھر بولی۔

"گلِ لالہ کو بلا لاؤ۔ اسے کہو پلوشے بلا رہی ہے۔"

"لیکن وہ تو اس وقت کچن میں ہیں اور زمینہ کو چپ کروا رہی ہیں۔"

"زمینہ کو کیا ہوا؟"

"زمینہ کی بیٹی نے غلطی سے چھوٹے خان کو کھانا دیتے ہوئے بریانی بھی ساتھ دے دی۔ بڑی خانم نے دیکھ لیا تو بہت غصہ ہوئیں۔ زمینہ پر بہت گرجی برسیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو یہ کیوں نہیں بتایا کہ چھوٹے خان کو بریانی سے الرجی ہے۔"

جہاں پلوشے یہ سن کر پریشان ہو گئی وہاں وفا شاکڈ رہ گئی۔ دماغ میں گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔ وہ لڑکی چلی گئی تو پلوشے وفا سے مخاطب ہوئی۔

"میں زمینہ اور گلِ لالہ کے پاس سے ہو کر آتی ہوں۔"

"رکو پلوشے۔" پلوشے رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔ وفا اس کے قریب آئی اور شاک میں بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسے بریانی سے الرجی ہے؟"

"کسے؟ چھوٹے خان کو؟"

وفا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی۔ بھائی کو بریانی اور اسپائسی کھانوں سے الرجی ہے۔ اگر غلطی سے چکھ بھی لیں تو ایک دو دن بیمار رہتے ہیں اور حالت کافی بگڑ جاتی ہے۔" وہ اتنا کہہ کر چلی گئی جبکہ وفا کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور چلے گئے۔

"اوہ گاڈ۔" وہ بڑبڑائی اور پھر اسے سمجھ آئی کہ وہ دو دن کیوں غائب رہا۔ اس کے اعصاب کافی مضبوط تھے اس لیے تیسرے دن ہی وہ سنبھل کر وہاں آ پہنچا۔ لیکن پچھتاوا تھا کہ چمٹ سا گیا۔ وہ شرمندہ سی اب فنکشن کا حصہ تو تھی مگر وہ وہاں ہو کر بھی وہاں نہ تھی۔ پری اور فریال اس کے ساتھ باتیں کرتی رہیں مگر وہ صرف ہاں، ہوں میں ہی جواب دیتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد دروازے میں ہلچل سی مچ گئی۔ آبگینے کی آمد ہو چکی تھی۔ پلوشے وفا کو لے کر اس کے پاس جا پہنچی۔ غیر ارادی طور پر ان دونوں میں خاصی بے تکلفی ہو چکی تھی۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں جانب سے اس کے ساتھ چلنے لگیں۔ سب کی نگاہ دلہن سے پھسلتی وفا کے چہرے پر ٹھہر سی جاتی۔ وفا کو اس سب کی عادت ہو چکی تھی اس لیے بغیر کسی تاثر کے وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ آبگینے کو بٹھا دیا گیا تو وفا نے پلوشے کے

ہمراہ دلہن کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ پلوشے کی آنکھیں جھیل جیسی نیلی تھیں۔ یقیناً وہ بہت حسین خانزادی تھی۔

"مرد حضرات ادھر نہیں آئیں گے تو نکاح کیسے ہو گا"

"کس نے کہا کہ مرد ادھر نہیں آئیں گے؟"

"ہادی نے کہا تھا کہ وہ مردان خانے میں ہی ہوں گے۔"

پلوشے وفا کے جواب پر ہنس دی۔

"افف وفا۔ آپ مہربانی کر کے چھوٹے خان کو ہادی مت کہیں۔ کم از کم یہاں نہیں۔ چھوٹے خان اور میرے لیے تو برداشت کرنا آسان ہے مگر باقی سب کے لیے نہیں۔"

وفا نے شرمندہ ہو کر آگے کو آتے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"اور انہوں نے بالکل درست کہا۔ مرد مردان خانے میں ہی ہیں۔ بس نکاح کے لیے بڑے خان، خان چچا، نکاح خواں اور چھوٹے خان یہاں آئیں گے۔ آبگینے کی رضامندی لے کر یہاں سے چلے جائیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد پردے کا اعلان کر دیا گیا۔ حویلی کی عورتوں کے علاوہ سب نے پردہ کر لیا۔ لڑکیوں نے بھی دوپٹہ سر پر لے لیا۔

"پلوشے!" وفا نے اسے پکارا۔

"کیا ہوا؟"

"دوپٹہ سر پر نہیں ٹک رہا۔ کیا کروں؟"

پلوشے نے تاسف سے سر ہلایا اور پھر اسے اپنا دوپٹہ پکڑے رہنے کو کہا۔

"اب کیا تم اتنی دیر اسے پکڑے رکھو گی؟" پری نے سوال کیا تو پلوشے ہنس دی۔

"میں کچھ کرتی ہوں۔" پلوشے نے چند لمحے کچھ سوچنے کے بعد اپنے بالوں میں لگی پِن اتاری اور پھر اس کی مدد سے وفا کے دوپٹے کو اس کے سر پر ٹکا دیا۔

"اب ٹھیک؟"

وفا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"بہت بہت شکریہ پلوشے۔"

"دوست شکریہ ادا نہیں کرتے وفا۔ "

وفا جواباً مسکرا دی۔

مرد حضرات وہاں تشریف لا چکے تھے۔ وہ سب بھی ان ہی کی جانب متوجہ ہوئیں۔ سب سے آگے ایک مرد تھا جسے دیکھ کر وفا اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ کون ہے۔ وہ سہراب خان تھا یعنی گاؤں کا سردار۔ شال کندھوں پر ڈالے وہ کافی بارعب شخصیت لگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ مہراب خان یعنی گلِ لالہ کا باپ تھا۔ نظر جب حدید پر پڑی تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

اس نے پہلی بار اسے کُرتا اور اس کے ساتھ شال پہنے دیکھا تھا۔ وہ اس میں بہت پرکشش اور وجیہہ لگ رہا تھا۔ سفید کُرتا، بادامی رنگ کی شال..... وہ واقعی لاجواب لگ رہا تھا۔ بھیڑ کو کاٹتے ہوئے حدید کی نظر وفا پر پڑی۔ نظریں ملیں تو وفا کا دل یکدم زور سے دھڑکا۔ اسے لگا ان سنہری آنکھوں سے زیادہ حسین دنیا کا کوئی منظر ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ آنکھیں نہیں تھیں بلکہ سحر تھا جس میں وہ کھو جایا کرتی تھی۔ اسے دیکھ کر حدید کے

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد اس نے نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹالیں اور پھر نکاح خواں کی جانب متوجہ ہوا جو آبگینے سے سوال کر رہا تھا۔

مگر اس کی آنکھوں میں ابھی بھی وفا کا ہی عکس تھا۔ ذہن کئی سوالات میں الجھا ہوا تھا۔ کیا تھی وہ اس کے لیے؟ حسن کی دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ ہی اسے سب سے زیادہ حسین کیوں لگتی تھی؟ اس کی آنکھوں میں ہمیشہ اسی کا عکس کیوں رہتا تھا؟ دماغ میں ہر وقت اسی کے خیالات کیوں رہتے تھے؟ دل اسی کے نام پر کیوں دھڑکتا تھا؟ کیا تھی وہ؟ کون تھی وہ؟ وفا؟ ایک عام سی لڑکی... یا... یا پھر وہ... جو دل پر راج کرتی ہے؟ وہ جو روح پر راج کرتی ہے؟

ملکۂ قلب.... دل نے جواب دیا اور وہ اپنے ہی دل کے جواب پر بری طرح چونکا۔ اس نے گردن موڑ کر وفا کو دیکھا۔

میری ملکۂ قلب.....

وہ پلوشے سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ اور اسے وہ بے حد حسین منظر لگا تھا۔ اس کا دل زور زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ بہار آچکی تھی... آخر کار حدید کو اسی

دن، اسی لمحے احساس ہو گیا کہ بہار آچکی تھی۔ اس کی اور وفا کی زندگی میں محبت کی بہار آچکی تھی۔ وہ بہار جس کے آنے کا ہمیشہ سے اسے خوف تھا۔

نکاح ہو چکا تو مرد حضرات وہاں سے جانے لگے۔ وہ سب انہیں جاتا ہوا دیکھ رہی تھیں جب بڑے خان یعنی سہراب خان کی نظر وفا پر پڑی۔ وہ وہیں ٹھہر سا گیا۔ اسے اپنی جانب دیکھتے ہوئے وفا کا سانس رک گیا۔ اس آنکھوں میں جو تاثر تھے وفا انہیں نہ پہچان پائی۔ اگلے ہی لمحے وہ خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ وفا کی سانس میں سانس آئی۔

"بڑے خان مجھے دیکھ کر رک کیوں گئے تھے؟"

رات کو جب فنکشن ختم ہو چکا تو وہ سب اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں۔ پلوشے اور گلِ لالہ بھی وہاں موجود تھیں۔ وفا نے سوال کیا تو پلوشے نے کندھے اچکا دیے۔

"میں نے تو دوپٹہ بھی سر پر ٹکا رکھا تھا۔" وہ چھت کو گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

سب اس کا خوف دیکھ کر ہنس دیں۔

"ارے وفا تم خوامخواہ ہی پریشان ہو رہی ہو۔" پری نے اسے حوصلہ دیا۔

"نہیں وہ مجھے دیکھ کر رکے کیوں؟" وہ بھی وفا تھی۔

"ہو سکتا ہے وہ یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ لڑکی پہلے تو کبھی گاؤں میں نہیں دیکھی۔" فریال نے اپنی رائے دی۔

"نہیں بڑے خان وفا کو دیکھ کر چونکے تھے۔" گلِ لالہ نے کہا تو وفا ایک دم سیدھی ہوئی۔

"ہے نا؟ میں بھی یہی کہہ رہی ہوں کہ وہ مجھے دیکھ کر صرف رکے نہیں بلکہ چونک بھی گئے تھے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وفا!" پلوشے نے اسے مخاطب کیا۔ "آپ ضرورت سے زیادہ سوچتی ہیں۔ یہ عادت چھوڑ دیں۔"

"لیکن..." وہ کچھ کہنے ہی لگی کہ پلوشے نے کہا۔

"کل میں آپ لوگوں کو اپنا پورا گاؤں دکھاؤں گی۔ دیکھیے گا ہمارا گاؤں کتنا خوبصورت ہے۔"

پھر گاؤں کے متعلق گفتگو شروع ہوئی جسے وفا خاموشی سے سنتی رہی۔ سوئی تو جہاں اٹکنی تھی اٹک چکی تھی۔

پری اور فریال کو نیند آنے لگی تو وفا نے انہیں اچھی خاصی سنا دی۔

"مجھے نیند نہیں آرہی اور جب تک مجھے نیند نہیں آجاتی تم دونوں کیسے سو سکتی ہو؟"

پری اور فریال تو خاموش رہیں کیونکہ انہیں اس سب کی عادت تھی لیکن پلوشے اور گلِ لالہ کھل کر ہنس دیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کوشش کریں گی تو آجائے گی۔" پلوشے اور گلِ لالہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"نہیں آئے گی۔" وفا نے منہ بسورا۔

"اچھا پھر ایک کام کرتے ہیں۔" پلوشے بولی۔ "آپ میرے کمرے میں چلیں۔ ہم تب تک باتیں کرتی رہیں گی جب تک آپ کو نیند نہیں آجاتی۔ ان دونوں کو سونے دیں۔ یہ کافی تھک چکی ہیں۔" اس نے پری اور فریال کی جانب اشارہ کیا جن کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔

وفا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔" سلیپرز پہنتی وہ پلوشے کے ساتھ ہولی۔ جاتے جاتے رکی اور مڑ کر ان دونوں کو دیکھا۔ "تم بے وفاؤں سے تو میں بعد میں پوچھوں گی۔"

پھر وہ پلوشے کے ساتھ اس کے کمرے میں آگئی۔ گلِ لالہ بھی تھکاوٹ کے باعث اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"تم لوگوں کی حویلی بہت خوبصورت ہے پلوشے لیکن مجھے اس وقت مراد ہاؤس کی بہت یاد آرہی ہے۔ خاص طور پر اپنی بالکونی کی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اپنا گھر تو اپنا ہوتا ہے وفا۔ جو سکون اپنے گھر ملتا ہے وہ دنیا کے کسی کونے میں نہیں ملتا۔"

وفا پلوشے کی بات سے متفق ہوئی۔

"تم بہت پیاری ہو پلوشے۔" وفا کی بات پر پلوشے مسکرا دی۔

"آپ سے کم۔"

"ایسا کس نے کہا؟"

"چھوٹے خان کی آنکھوں نے۔"

وفا اس بات پر چونکی۔ "تم آنکھیں پڑھنا جانتی ہو؟"

"زیادہ نہیں۔ البتہ اندازہ لگا لیتی ہوں۔"

"کیا کہا اس کی آنکھوں نے؟"

"یہی کہ اس دنیا میں وفا سے زیادہ حسین کوئی نہیں۔"

وفا جواب سن کر پہلے تو چونکی اور پھر بلش کرنے لگی۔

"کافی گہری دوستی ہے آپ دونوں کی۔ نہیں؟"

"بالکل۔ بے مثال اور لاجواب۔"

پلوشے جواب سن کر مسکرا دی۔

"تم بتاؤ کچھ اپنے اور ہادی کے بارے میں۔"

"چھوٹے خان حویلی میں سب سے زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ دابِر لالہ تو بڑے خان کے ساتھ گاؤں کے معاملات دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ چھوٹے خان جب بھی آتے ہیں میرے لیے وہ عید کا دن بن جاتا ہے۔" اس نے بولنا شروع کیا۔

"مگر مسئلہ یہی ہے کہ وہ آتے بہت کم ہیں۔ ان کے سر پر تو مانو بزنس کا بھوت سوار ہے۔"

"وہ ایک دن ضرور کامیاب ہو گا پلوشے۔ تم دیکھنا وہ ایک بہترین اور کامیاب بزنس مین بنے گا۔ انشاءاللہ۔"

"انشاءاللہ۔"

.....

وہ اس وقت ایک تاریک کمرے میں بند تھا۔ اس کی حالت وحشت ناک تھی۔ جسم زخموں سے بھرا پڑا تھا۔ جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔ آنکھوں کے گرد ہلکے، زرد رنگت، خون آلود وجود.... وہ درد سے کراہ رہا تھا۔ تب ہی خاموشی کی ڈور کو کسی کی ہیلز کی ٹک ٹک نے توڑا۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس ہمت کہاں باقی تھی؟

وہ سرد آنکھوں والی لڑکی چہرے پر سنجیدگی لیے خاموشی سے اس کے سامنے آرکی اور پھر پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔

"تمہیں کیا لگا تھا برنارڈ کہ ابراہم ساما کی بیٹی.... پرل تمہیں چھوڑ دے گی؟ چچ چچ... کتنی غلط سوچ ہے ناں تمہاری۔" اس نے برنارڈ کے بالوں سے نوچ کر اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا۔

"حالت دیکھو اپنی.... ہہہ..... کیا تھے تم۔ شان سے چلنے والا برنارڈ ساما اور اب.... اب دیکھو کیا ہو تم.... ابراہم ساما کا غدار برنارڈ۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی پسٹل کو غور سے دیکھا۔

برنارڈ نے اس کا ارادہ بھانپ لیا تو تڑپنے لگا۔ اسکی زبان شاید کاٹی جا چکی تھی۔ وہ بول نہیں پا رہا تھا۔ مگر اس کی تڑپ دیکھ کر پرل کو اپنے اندر تک سکون اترتا محسوس ہوا۔ اگلے ہی لمحے گولی چلنے کی آواز آئی۔ برنارڈ درد کی شدت سے چیخ اٹھا۔ گولی اس کے دائیں پاؤں میں لگی تھی۔ فرش پر خون کی ندی بہنے لگی۔ وہ کسی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

"کہا تھا نا کہ تمہیں آسانی سے نہیں مرنے دوں گی۔ تڑپاؤں گی.... بہت تڑپاؤں گی مگر مرنے بالکل بھی نہیں دوں گی۔ تم سے ابھی بہت سے حساب چکتا کرنے ہیں۔" وہ اتنا کہتی اسے وہیں تڑپتا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

.....

نورِ نظر اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اشعر کمرے میں داخل ہوا تو نظر نورِ نظر سے ہوتے ہوئے اس کے سامنے بکھرے تحائف پر پڑی۔

"یہ سب کس نے دیا؟"

وہ اس کے پاس آیا اور تمام چیزوں کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

"تمہاری بزنس پارٹنر نے۔" وہ عام سے انداز میں بولی جبکہ اشعر چونکا۔

"میری بزنس پارٹنر؟"

"پرل کی بات کر رہی ہوں اشعر۔ اور کتنی پارٹنرز ہیں تمہاری؟"

"اوہ ہاں۔ پرل.... صرف پرل ہی ہے مگر میں حیران اس بات پر ہوں کہ پرل نے تمہیں یہ سب کیوں دیا؟"

"دوستی میں تو یہ سب چلتا رہتا ہے۔ "

وہ مزید حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ "تم دونوں کی دوستی کب ہوئی؟"

نورِ نظر ہنس دی۔

"بس ہو گئی۔" چند لمحے بعد وہ پھر بولی۔ "ڈینی نے کہا تھا کہ وہ جلدی واپس آ جائے گا۔ مگر وہ آیا کیوں نہیں؟ "

"اسے ضروری کام پڑ گیا تھا۔ اس لیے" ...

"نورِ نظر...." وہ چند لمحے کے توقف سے بولا۔

"کیا ہوا؟"

"مجھے ایک ضروری کام ہے تو"....

"تو....؟"

"تو مجھے جانا پڑے گا۔" اسے غصے میں آتا دیکھ وہ جلدی سے بولا۔ "بٹ آئی پرامس میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" اس نے منہ بسورا۔

"نہیں میں سچ بول رہا ہوں۔ ٹرسٹ می میں جلدی واپس آجاؤں گا۔"

"پکا پرامس؟"

"پکا پرامس۔"

نورِ نظر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

تھوڑی دیر بعد اشعر جانے کے لیے بالکل تیار تھا۔ نورِ نظر اسے سی آف کرنے دروازے تک آئی۔ جب وہ جانے لگا تو اس نے اشعر کو روکا۔ اگلے ہی لمحے نورِ نظر نے اسے ایک بلیک کلر کا بینڈ دیا اور اپنا ہاتھ آگے کیا۔

"میری کلائی پر باندھ دو۔"

"یہ کیا ہے؟"

"گارڈین بینڈ (Guardian Band)۔ جب تک یہ میری کلائی میں رہے گا مجھے یقین رہے گا کہ تم محفوظ ہو۔"

اشعر مسکرا دیا۔ ”تمہارے ڈیڈ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“

”وہ بہت خطرناک ہیں اشعر۔ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو بھی کچھ ہوا تو برباد دونوں ہوں گے۔“

”تمہارے ہینڈسم ہَبی کو کچھ نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کے ہوتے ہوئے اس کی نورِ نظر کو کچھ ہو سکتا ہے۔“ اس نے گارڈین بینڈ باندھ کر دوسرا گارڈین بینڈ خود پہننے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

”میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تم مجھے کبھی چھوڑو گے تو نہیں؟“ اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے سوال کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”تمہیں چھوڑنا ہم دونوں کو مارنے کے برابر ہے۔ میں بھلا کیوں ایسا چاہوں گا۔“ نورِ نظر نے بھی اس کی کلائی پر گارڈین بینڈ باندھ دیا تو اس نے نورِ نظر کا ماتھا چوما۔

”پرل تمہارے ساتھ ہو گی۔ اس لیے فکر مت کرنا۔ وہ بہت اچھی ہے۔“

”جانتی ہوں۔“

اشعر نے اس کے آنسو پونچھے اور پھر وہ اسے الوداع کہہ کر چلا گیا۔

.....

وفا کو نیند آنے لگی تو اس نے پلوشے سے الوداع کہا اور پھر اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ راہداری سے گزرتے ہوئے اسے خوف سا آنے لگا۔ حویلی میں مدھم سی لائٹس جل رہی تھیں۔ ہر کمرے کا دروازہ بند تھا۔ تب ہی اس کی نظر دائیں جانب قطار میں موجود کمروں میں سے ایک کمرے پر پڑی۔ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے روشنی باہر کی جانب آ رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کے قریب پہنچی۔ تجسس سا ہونے لگا کہ اس وقت بڑے خان کی دہشت کے باوجود آخر کون لائٹس آن کیے ابھی

تک جاگ رہا ہے۔ وہ دبے دبے قدموں سے وہاں تک پہنچی۔ راہداری میں اس کمرے کے دروازے کے بالکل ساتھ ہی ایک سٹول پر واز رکھا تھا۔ وہ بھی وفا تھی۔ الٹے کام کرتی نہیں تھی بلکہ اس سے خود ہی ہو جاتے تھے۔ وہ جب چپکے سے اندر کی جانب جھانکنے لگی، چونکہ وہ اسٹول کے بالکل قریب کھڑی تھی تو اسٹول پر رکھا واز دھڑام سے گرنے ہی لگا تھا کہ وفا نے جلدی سے اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ سب بہت جلدی میں ہوا۔ اگلے ہی لمحے وہ دروازے کے بالکل سامنے واز پکڑے زمین پر بیٹھی تھی۔

"شکر ہے بچ گیا۔" اس کے چہرے پر خوشی ایسے دمکی جیسے اس نے کوئی جنگ فتح کر لی ہو۔ ہنستے ہوئے اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو نظر کمرے میں بالکل سامنے ہی بیٹھے شخص پر پڑی جو اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا سانس رک گیا۔ وہ دم سادھے اسے دیکھے گئی۔ اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچا جہاں سے دوپٹہ غائب تھا۔ اس نے جلدی سے دوپٹہ بنانا چاہا اور ماشاءاللہ سے ایسا کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے واز دھڑام سے گرا۔ چند لمحے بعد وہ کبھی ٹوٹے بکھرے واز کو دیکھتی تو کبھی بڑے خان کو۔ انہوں نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا آپ اٹھ جاؤ۔" بڑے خان کا لہجہ امید کے برعکس کافی نرم تھا۔

وہ خاموشی سے اٹھی اور پھر ایک نظر ٹوٹے واز کو دوبارہ دیکھا۔

"چیزیں ٹوٹ جائیں تو افسوس نہیں کیا کرتے۔ انسان کا ٹوٹ جانا زیادہ افسوس ناک ہوتا ہے۔"

وفا نے ان کے جواب پر سر کو خم دیا۔

"اندر آجاؤ۔"

انہوں نے بلایا تو وفا خاموشی سے اندر کی جانب بڑھ آئی۔ اس کمرے میں کہیں کوئی بیڈ یا باقی فرنیچر نہیں تھا۔ چاروں طرف موجود الماریوں میں اسے کتابیں دیکھنے کو ملیں۔ کہیں کتابیں تو کہیں فائلز۔ وہ زمین پر موجود میٹ پر بیٹھے تھے جبکہ سامنے ایک لکڑی کی چھوٹی میز نما چوکی رکھی تھی جس پر خوبصورت لال کپڑا بچھا ہوا تھا۔ اس پر چند کتابیں، کاغذ اور قلم رکھے تھے۔

انہوں نے اسے سامنے ہی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چوکی کی دوسری جانب بیٹھ گئی۔ وہ اب اس شخص کو قریب سے دیکھ رہی تھی۔ خوبصورت نین نقش، سفید داڑھی، بارعب شخصیت.... وہ واقعی سردار کہلانے کے لائق تھا۔

"تم ہی شہر سے حدید کے ساتھ آئی ہو؟"

"جی میں اور میرے ساتھ کچھ کزنز بھی ہیں۔" آواز خوف کے باعث ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ وہ بہ مشکل ہی بول پائی۔

"سعیر کی بھتیجی ہو؟" لہجہ گھمبیر تھا مگر وفا کا خوف دھیرے دھیرے ختم ہونے لگا۔

"جی۔ سعیر مراد کی بھتیجی اور جہانگیر مراد کی بیٹی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ماضی کی فلم سی چلنے لگی۔

وہ ہسپتال کے کاریڈور میں موجود تھا جب ایک نرس چھوٹی سی بچی لیے اس کے پاس آئی۔ وہ چار سالہ بچی تھی جو بہت زیادہ رو رہی تھی۔ سیب جیسے گال، سنہری آنکھیں، گوری رنگت..... گلابی فراک پہنے وہ معصوم سی پری لگ رہی تھی۔ اس کے ماتھے اور

دائیں ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔ نرس نے وہ بچی اسے تھمادی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہسپتال کے لان میں موجود تھے۔ بچی کے ہاتھ میں چاکلیٹ تھی اور اب وہ خوش دکھائی دے رہی تھی۔ جب وہ ہنستی تو اس کے دونوں گالوں پر گڑھے پڑتے جو اس پر خوب جچتے تھے۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا جبکہ آنکھوں میں بے تحاشا افسوس تھا۔

"آپ سعیر چاچو کو جانتے ہیں؟"

وفا کی آواز پر سوچ کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ وہ فوراً سنبھلا۔

"ہاں۔ بہت اچھے سے۔"

"ارے۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میں انہیں ضرور بتاؤں گی کہ بڑے خان آپ کو جانتے ہیں۔" چند لمحے پہلے والا خوف اڑن چھو ہو چکا تھا۔

"اسے مت بتانا۔ مجھے جان لینا اس کے لیے ٹھیک نہیں۔" اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"وہ کیوں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ایک راز ہے اور راز بتائے نہیں جاتے۔ انہیں خود تلاشنا پڑتا ہے۔" لہجے میں اسی طرح اپنائیت بھری تھی جس طرح حدید کے لہجے میں ہوا کرتی تھی۔

"میں کیسے اسے تلاش کروں؟"

"وقت آنے پر تمہیں بہت سے راز جاننے ہیں وفا۔"

وہ اندازہ نہیں کر پائی کہ وہ اس کا نام کیسے جانتے ہیں۔ "شاید ہادی نے بتایا ہو۔" یہ سوچ کر اس نے کندھے چکائے۔

"کون سے راز جاننے ہیں مجھے؟"

بڑے خان نے گہری سانس لی۔ "وہی جو تمہارے انتظار میں ہیں۔"

"آپ بالکل سلیم چاچو کی طرح باتیں کرتے ہیں۔ وہ بھی مجھے یہی کہتے ہیں کہ تم بہت خاص ہو اور وقت آنے پر تمہیں بہت کچھ جاننا ہے۔ مگر وہ کبھی صاف لفظوں میں کچھ نہیں بتاتے۔"

بڑے خان ہنس دیے۔

"وہ سچ کہتا ہے۔ تم بہت خاص ہو مگر"....

"مگر کیا؟"

"غلط جگہ پر ہو۔"

"غلط جگہ۔" وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی جگہ دیکھنے لگی۔ "کیا غلط ہے میری جگہ پر؟"

بڑے خان چند لمحے کچھ نہیں بول پائے۔ وہ حیرت سے اس بے وقوف کو دیکھتے رہے اور پھر ہنس دیے۔

"تم بہت معصوم ہو۔ میں اس جگہ کی بات نہیں کر رہا تھا۔ بیٹھ جاؤ"

"تو پھر کون سی جگہ؟" وہ پھر سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

"کچھ نہیں۔" مسکراہٹ ابھی بھی ان کے لبوں پر برقرار تھی۔

"سلیم کیسا ہے؟"

"آپ انہیں بھی جانتے ہیں؟" وہ پرجوش ہوئی۔

"تم سوال بہت کرتی ہو۔ بالکل اپنی ماں پر گئی ہو۔ "

اور وفا کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ وہ فوراً بولی۔

"آپ میری مما کو بھی جانتے ہیں؟"

انہوں نے تاسف سے سر ہلایا۔

"میں تمہاری پوری فیملی کو جانتا ہوں۔ بہت پرانا تعلق ہے۔"

"اور مجھے آج معلوم ہو رہا ہے۔ اس ہادی کے بچے سے تو میں بعد میں پوچھوں گی۔"

"ہادی؟"

اور یہاں وفا کی بولتی بند ہو گئی۔ "بڑے خان اصل میں وہ ناں.... آپ کو تو پتا ہے کہ میری زبان پھسل جاتی ہے۔ مجھے گولی مت ماریے گا۔"

"میں بھلا کیوں تمہیں گولی ماروں گا؟" وہ ہنستے چلے گئے۔

"ہادی نے کہا تھا کہ اگر تم نے مجھے ہادی بلایا تو بڑے خان غصہ کریں گے اور غصے میں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ گولی بھی مار سکتے ہیں۔"

"ہادی..... حدید؟"

"جی۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں تم پر غصہ کیوں کروں گا۔ تم تو بہت معصوم ہو۔ "

"شکریہ بڑے خان۔ اور سلیم چاچو کا آپ نے پوچھا تھا۔ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔"

"کیوں کیا ہوا اسے؟" وہ متعجب ہوئے۔

"پتا نہیں بس ان کی حالت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ ڈاکٹرز ان کی بیماری اخذ نہیں کر پا رہے۔ انہیں دورے پڑتے ہیں۔ عجیب عجیب سی باتیں کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ وہ لوٹ کر آئے گا اور سب کو ختم کر دے گا۔ کبھی کہتے ہیں کہ سعیر اپنی قبر کھود چکا ہے اب وہ اسے اس میں اتارنے آئے گا۔ اس طرح اور بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ سعیر چاچو نے کہا ہے کہ ہم ان کی باتوں کو نظر انداز کیا کریں۔ "

"تم سے بھی یہ سب کہتا ہے؟"

"مجھ سے بات کرتے ہوئے ٹھیک رہتے ہیں۔ مجھے ہر وقت سمجھاتے رہتے ہیں۔ اور تو اور آپ کو پتا ہے انہوں نے ایک بار مجھے کیا کہا؟"

"کیا؟"

"یہی کہ میں مراد ہاؤس سے بھاگ جاؤں۔ اپنی دنیا میں چلی جاؤں۔ وہ میرے لیے محفوظ ہے۔ اگر میں یہاں رہی تو سعیر چاچو مجھے مار ڈالیں گے۔ اب آپ ہی بتائیں۔ بھلا مجھ سے اتنا پیار کرنے والے سعیر چاچو مجھے کیوں ماریں گے؟"

بڑے خان نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کے چہرے پر فکر کے آثار بڑھے۔

"کیا تم نے اس متعلق سلیم سے وضاحت طلب کی؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں لیکن وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ میں بے بس ہوں۔ کاش میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ میں تمہیں آنے والی قیامت سے بچا سکتا۔"

بڑے خان نے افسوس سے وفا کو دیکھا۔ نظروں میں ہمدردی تھی۔ رنج تھا۔

"اگر کبھی کسی راز کا سراغ ملے تو میرے پاس آجانا۔ میں اس معاملے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔"

"اور وہ سراغ کیسے ملے گا؟"

"وہ تمہیں خود تلاش کرنا ہے۔" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ پھر بولے۔

"تمہاری رگوں میں جہانگیر کا خون دوڑ رہا ہے۔ اس لیے مجھے پورا یقین ہے کہ تم اس کی بیٹی بن کر دکھاؤ گی۔ اپنی دنیا میں واپس جاؤ گی۔ خود کو منواؤ گی۔ اور ہر راز پر سے پردہ اٹھاؤ کر انتقام کی جنگ کا حصہ بنو گی۔"

"انتقام کی جنگ؟"

"ہاں۔ میں ابھی صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں۔ باقی سب تمہیں خود جاننا ہو گا۔" وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی رہی۔

"حدید سے دوستی ہے تمہاری؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی ہاں۔ بہت گہری۔" جواب سن کر وہ مرعوب ہوئے۔

"میں نے آپ سے کوئی غلط بات تو نہیں کی؟"

جواباً بڑے خان نے نفی میں سر ہلایا۔

"اوہ گاڈ۔ شکر ہے۔ ہادی نے کہا تھا کہ وہاں کوئی بھی ایسی ویسی بات نہیں کرنی۔ ورنہ بڑے خان غصہ ہوں گے۔"

وہ ہنس دیے۔ "اس نے مجھے کافی ظالم بیان کیا۔ ہے ناں؟"

"جی۔ میں تو یہاں آکر ہی پچھتا رہی تھی۔ مگر اب مجھے لگ رہا ہے کہ میں نے یہاں آکر بہت اچھا کیا۔ آپ تو بالکل بھی ویسے نہیں جیسے ہادی نے بتایا۔ مانا کہ شکل سے آپ کافی سخت اور ظالم لگتے ہیں مگر دل کے بہت اچھے ہیں۔"

وہ ایک بار پھر ہنس دیے۔

"میں شکریہ ادا نہیں کر رہا۔"

ان کے جواب پر وفا بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

"میں بھی ویلکم نہیں کہہ رہی۔ "

کمرے سے آتی ہنسی کی آواز پر حدید جو اسی جانب آرہا تھا، بری طرح چونکا۔

وہ جلدی سے اس کمرے کے اندر داخل ہوا اور پھر اسے وہی دیکھنے کو ملا جس کا اسے خوف تھا۔

"سلام بڑے خان!" اس نے خود کو سنبھال کر سلام کیا جبکہ نظر بار بار وفا کی جانب اٹھتی تھی۔

"وعلیکم السلام" !

"وفا تم ادھر کیا کر رہی ہو؟"

"مجھ سے ملنے آئی تھی۔ اور تمہیں اس بات سے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔ "

وفا نے ان کے لہجے سے اندازہ لگایا کہ حدید اور بڑے خان کے تعلقات کچھ زیادہ بہتر نہیں تھے۔

"مجھے کیوں کوئی مسئلہ ہو گا بڑے خان۔ اس وقت اسے آرام کر لینا چاہیے تھا۔"

"بڑے خان پوچھیں اس سے کہ اس نے مجھے اتنا کیوں ڈرایا؟" وفا فوراً بولی۔

حدید اس کی بڑے خان سے اس قدر بے تکلفی پر چونک سا گیا۔

"میں نے ڈرایا نہیں سچ بتایا تھا۔"

"اچھا لیکن بڑے خان تو اتنے اچھے ہیں۔ ابھی تک تو انہیں میری کسی بات پر غصہ نہیں آیا۔"

"اچھے ہیں تو صرف تمہارے لیے۔" وہ بڑبڑایا۔

"کیا کہا؟"

"کچھ نہیں۔" حدید خاموش ہو گیا۔

"وفا! تم اب جا کر آرام کر لو۔ صبح حدید تمہیں اپنے گاؤں کی سیر کروائے گا۔" بڑے خان کی بات پر وفا سر کو خم دے کر اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔

"دھیان سے۔ گلدان کے ٹکڑے پاؤں میں نہ لگ جائیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR WRITE

"جی بڑے خان۔" وفا وہاں سے چلی گئی جبکہ حدید ایک ابرو اٹھا کر بڑے خان کو بے یقینی اور بے تحاشا حیرت سے دیکھتا رہا۔

"ایسے کیا گھور رہے ہو برخوردار؟"

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔"

وہ اس جگہ بیٹھ گیا جہاں سے وفا اٹھ کر گئی تھی۔

"تم ہی سعیر کے ایڈوائزر ہو ناں؟"

"جب جانتے ہیں تو بار بار پوچھتے کیوں ہیں؟" وہ ان سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔

"تاکہ شاید تمہیں شرم آجائے اور تم یہ کام چھوڑ دو۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک ایڈوائزر اپنی جاب سے صرف موت کی صورت میں ہی دستبردار ہو سکتا ہے۔"

بڑے خان نے غصے میں ایک جھٹکے سے سامنے رکھی چوکی کو ہاتھ سے پرے پھینکا۔ اس پر رکھا سارا سامان بکھر گیا۔

"تو یہ جاب کی ہی کیوں؟" وہ چند لمحے پہلے والے شخص نہیں رہے تھے۔ ان کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا تھا۔

"تم سردار بن کر باقی کی زندگی سکون سے اس گاؤں میں گزار سکتے تھے مگر تمہارے سر پر تو سعیر جیسے خبیث انسان کا ساتھ دینے کا بھوت سوار ہو چکا ہے۔"

ان کی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ انگارہ بن چکی تھیں۔ تنفس بگڑ چکا تھا جبکہ حدید خاموشی سے انہیں سنتا رہا۔

"جانتے بھی ہو کہ کس کے بیٹے ہو تم؟ تمہارا باپ جہانگیر سے دشمنی کا کبھی سوچ بھی نہ سکا اور تم ہو کہ سعیر کا ساتھ دے رہے ہو۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بڑے خان۔ میں یہ راستہ اپنا چکا ہوں۔ مجھے اب اسی پر چلنے دیں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو میری لاش بھی دیکھنے کو نہیں ملے گی۔"

"اسی لیے پال پوس کر بڑا کیا تھا تمہیں کہ تم اپنے ہی باپ کے دشمنوں سے ہاتھ ملا سکو۔ اپنے باپ کے سب سے چہیتے آدمی جہانگیر کے خلاف جا سکو۔"

"بڑے خان پلیز"۔۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی۔" وہ باقاعدہ اس پر دھاڑ رہے تھے۔ "آج اس لڑکی کو دیکھ کر جانتے ہو مجھے کتنی شرمندگی ہو رہی تھی۔ وہ تو تمہیں دوست سمجھتی ہے۔ اسے سعیر کی سچائی تو ایک نا ایک دن معلوم ہو گی ہی لیکن ذرا سوچو جس دن اسے تمہاری سچائی معلوم ہوئی تو کیا گزرے گی اس کے دل پر۔ جب ساری دنیا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو دوست سہارا بنتے ہیں۔ اس کا تو دوست ہی اس کا دشمن ہے۔"

وہ خاموش رہا۔

"وعدہ کرو مجھ سے۔ کرو وعدہ کہ کبھی اس لڑکی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

"بڑے خان میں اسے نقصان کیوں پہنچاؤں گا؟ وہ واقعی میری دوست ہے۔"

"جب باس کچھ کہتا ہے تو اس کا حکم ماننا ایڈوائزر پر فرض ہو جاتا ہے۔ تم نقصان نہ بھی پہنچاؤ تو سعیر اسے ایک دن ضرور نقصان پہنچائے گا۔"

"وہ ایسا نہیں کرے گا۔ وہ اس سے بہت پیار کرتا ہے۔"

"وہ ہمیشہ اپنے پیاروں پر ہی وار کرتا ہے۔ کیا اسے انمول عزیز نہیں تھی؟ وہ تو اسے ملکۂ قلب مانتا تھا۔ کیا اس کا بھائی جہانگیر اس کے لیے اہم نہیں تھا؟ کیا اقراء اس کی بھابھی اور وفا کی ماں نہیں تھی؟ کیا سلیم اس کا بھائی نہیں ہے؟ "

حدید کچھ بھی نہ بول پایا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ اگر وفا کو کوئی بھی تکلیف پہنچی تو تمہارا مجھ سے اور اس حویلی سے ہر طرح کا تعلق ختم ہو جائے گا۔ پھر جا کر اپنے اسی خبیث باس کے پاس رہنا اور اس کے تلوے چاٹنا۔"

حدید کے لیے ضبط کیے رہنا مشکل ہو گیا۔ وہ مٹھیاں بھینچے بیٹھا رہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے پستول میں موجود گولیاں تمہارے سینے میں اتر جائیں۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید ایک جھٹکے سے اٹھا اور دروازے کو دھڑام سے بند کرتا وہاں سے چلا گیا۔ اس نے واز کے ایک بڑے ٹکڑے کو پیر سے ٹھوکر ماری تو وہ بہت دور جا گرا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ سنہری آنکھوں میں بھی سرخی تھی۔

"تلوے چاٹنا.... واٹ ربِش!" اسے وہ الفاظ یقیناً بہت برے لگے تھے۔

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR HEART

رات کے وقت نورِ نظر اور پرل ایک ساتھ بیٹھی کافی پی رہی تھیں۔ ان میں کافی بے تکلفی ہو چکی تھی۔ پرل نے زندگی میں پہلی بار کوئی دوست بنائی تھی اور اسے خوشی تھی کہ اس کی قسمت میں نورِ نظر جیسی دوست لکھی ہوئی تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھتی تو یہ بھول جایا کرتی کہ اس کی دنیا اور نورِ نظر کی دنیا میں بہت فرق ہے۔ ساتھ ہوتے ہوئے وہ

صرف دوست ہوا کرتی تھیں۔ وہ اس کے ساتھ ہنسنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی آنے لگی تھی۔

"تمہیں اشعر سے محبت کیسے ہوئی نورِ نظر؟" پرل کے سوال پر نورِ نظر ہنس دی۔

"محبت کا "کیسے" اور "کیوں" سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ بس ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے لیے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ محبت کیسے ہو رہی ہے۔ ہمیں تو اس کے ہونے کا احساس بھی ہوتا ہے جب یہ ہمارے دل کی دنیا میں اپنا مستقل مقام بنا چکی ہوتی ہے۔"

پرل نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پتہ ہے پرل۔ میں زندگی سے بہت بے زار ہو چکی تھی۔ بچپن میں صرف مام کا ساتھ تھا۔ ڈیڈ کی محبت کے لیے ترستی رہی۔ پھر ڈیڈ کی ہی دشمنی کی وجہ سے میں نے مام کو کھو دیا۔ ڈیڈ کی صحبت نصیب ہوئی تو احساس ہوا کہ ڈیڈ انسان نہیں ہیں۔ کم از کم انسان اتنے ظلم نہیں کر سکتے جتنے ڈیڈ نے کیے۔ وہ میرے سامنے ہی لوگوں کو بغیر کسی وجہ کے صرف اپنا شوق پورا کرنے کے لیے بے دردی سے مار دیا کرتے تھے۔ پھر مجھے ڈیڈ سے نفرت

ہونے لگی۔ یونیورسٹی پہنچی تو کسی کو دوست نہیں بنایا۔ ایسا لگتا تھا کہ اگر کسی کو دل کے ذرا بھی قریب کیا تو میں اسے کھو دوں گی۔ میں زندگی کے ہر مقام پر محرومیاں جھیلتی رہی۔ مگر پھر مجھے اشعر ملا۔ "

وہ مسکرا دی۔ پرل نے دیکھا کہ اشعر کا نام لے کر ہی اس کی تمام کوفت دور ہو چکی تھی۔ جیسے وہ اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت حصے کو بیان کرنے جا رہی ہو۔

"اس نے مجھ سے دوستی کی۔ میرا خیال رکھا۔ مجھے ہنسنا سکھایا۔ مجھے بتایا کہ مجھے زندگی گزارنی نہیں بلکہ جینی ہے۔ اس نے میری تمام محرومیوں کو دور کر دیا۔ وہ ہوتا ہے تو لگتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ سب بہت حسین ہے مگر وہ نہ ہو تو خوف سا رہتا ہے۔ کہیں.... کہیں ہم ایک دوسرے کو کھو نہ دیں۔" اس نے اپنی کلائی میں موجود گارڈین بینڈ کو دھیرے سے چھوا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تم لوگ ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہو۔ تمہیں کوئی بھی اس سے جدا نہیں کر سکتا۔" پرل نے اسے حوصلہ دیا تو وہ مسکرا دی۔

•••••••

وہ سب صبح ناشتے کے بعد گاؤں کی سیر کرنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ پلوشے اور گلِ لالہ بھی ان کے ساتھ جا رہی تھیں۔ جب وفا ان سب کے ہمراہ حویلی کے اندرونی حصے سے باہر نکلی تو اس کی نظر اس کے گروپ کے باقی افراد پر پڑی۔ حدید ان کے ساتھ ہی ٹھہرا تھا مگر ان کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ مکمل طور پر اپنے موبائل میں مصروف تھا۔ پلوشے اور گلِ لالہ پیچھے پیچھے چلنے لگیں اور دوپٹہ اچھے سے سیٹ کر لیا۔ وہ سب ان کے قریب پہنچیں تو لڑکے انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ وہاں آ کر کافی انجوائے کر رہے تھے۔

"کیسا رہا فنکشن؟" شاہ میر نے سوال کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت اچھا۔ ہمیں تو بہت مزہ آیا۔" وفا کو وہاں صرف بڑے خان کا خوف تھا جو اب ختم ہو چکا تھا اس لیے وہ آج کافی فریش اور خوش لگ رہی تھی۔

"ہمیں بھی مزہ آیا مگر تم تینوں ساتھ نہیں تھیں تو...." عفان کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ وفا فوراً بولی۔

"سیدھی بات کرو ناں کہ پہلی بار ایسا فنکشن اٹینڈ کیا جس میں حسین و جمیل پریاں دیکھنے کو نہیں ملیں۔"

سب وفا کے جواب پر ہنس دیے۔

"واٹ ایور!" عفان نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب ایک ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ انہیں گاؤں کی سیر پیدل ہی کرنی تھی۔ وفا کو آج پلوشے نے تیار کیا تھا۔ اس نے سفید شلوار قمیض کے ساتھ سترنگی دوپٹہ پہن رکھا تھا۔ پاؤں میں سترنگی کھسہ پہن رکھا تھا۔ بالوں کو چوٹی میں باندھا ہوا تھا جبکہ اس کے چھوٹے

بال آگے کو لہرا رہے تھے جو اسے مزید پر کشش بنا رہے تھے۔ آنکھیں کاجل سے لبریز تھیں۔ وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" عفان نے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

"میں کب نہیں لگتی؟" اس نے ایک ادا سے اپنی چوٹی پیچھے کی جانب ڈالی اور مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔ اس کی ان اداؤں پر تو کوئی بھی ہنسی خوشی اپنی جان وار سکتا تھا۔ جیسا کہ عفان اور ان سے کچھ فاصلے پر موجود وہ وجیہہ شخص جو وفا کو اس صورت میں دیکھ کر مبہوت سا ہو گیا تھا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ آنکھوں میں موجود محبت کے آسمان پر چاہت کی قوسِ قزح بننے لگی۔ اگلے ہی لمحے کانوں میں بڑے خان کے الفاظ گونجے تو اس نے سر جھٹکا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم کیوں خاموش ہو آج؟" چند ہی لمحوں بعد وہ اسے اپنے ساتھ ساتھ چلتی دکھائی دی۔

حدید نے نفی میں سر ہلایا۔

"اپنا گاؤں اسی طرح لٹکے ہوئے منہ کے ساتھ دکھاؤ گے؟"

وہ اس کی بات سن کر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ کیا تھا اس لڑکی میں کہ اسے دیکھ کر ہی اس کی ساری پریشانی غائب ہو گئی۔ اس کی آواز سن کر مسکرانے کو جی چاہا۔ وہ اس کے ساتھ خاموش کیسے رہ سکتا تھا؟ وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

"نہیں۔ ہنستے مسکراتے ہوئے تمہیں اپنا سارا گاؤں دکھاؤں گا۔" اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب گاؤں کے مناظر دیکھ کر مبہوت ہو رہے تھے۔ حدید انہیں ٹیوب ویل کے پاس لے گیا تو سب نے ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھوئے۔ وہ کافی دیر ٹانگیں اس میں لٹکائے بیٹھے رہے۔ کوئی کسی پر پانی ڈال رہا تھا تو کوئی کسی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہنسی خوشی کا سماں تھا۔ شاہ میر کی نظر بار بار فریال پر پڑتی اور حسیب کی نظر بار بار پری پر پڑتی۔ کبھی وفا فریال کو چھیڑتی تو کبھی پری کو۔ پلوشے اسے ہر چیز دکھاتے ہوئے ساتھ ساتھ اس کی وضاحت بھی کر رہی تھی۔ وہ کھیتوں میں پہنچے تو سب دو دو یا تین تین ہو کر پھیل سے گئے۔ وہ منظر کافی خوبصورت تھا۔

"تمہارا گاؤں کتنا خوبصورت ہے ہادی۔" جب وہ اور حدید باقی رہ گئے تو وہ بولی۔

"اس سے کہیں زیادہ ایک اور منظر حسین ہے۔ کہو تو دکھاؤں؟ "

"ضرور۔" وہ پرجوش ہوئی۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ گاؤں کی سب سے خوبصورت جگہ پر موجود تھے۔ وفا نے بے یقینی سے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔ اس کے سامنے دور دور تک صرف اور صرف پھول تھے۔ وہاں قریباً ہر رنگ کے گلاب موجود تھے۔ پھولوں کی خوشبو سے فضا مہک رہی تھی۔

"میں نے اتنی خوبصورت جگہ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔" وہ بے یقین سی تھی۔

"مجھے معلوم تھا کہ تمہیں یہ جگہ ضرور پسند آئے گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ٹھنڈی معطر ہوا چل رہی تھی۔ وفا کے آگے کو آتے بال اڑ رہے تھے۔ اسی طرح حدید کے بال بھی تیز ہوا کے باعث الجھ رہے تھے۔

"ایک بات پوچھوں وفا؟" وہ ہنوز اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"پوچھو۔" اس نے آگے کو آتے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"میں تمہارے لیے کتنا اہم ہوں؟ "

"جتنا جینے کے لیے سانسیں۔" وہ عام سے انداز میں بولی جیسے اسے خود بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ ادھر حدید کا سانس رک گیا۔

خدشات سچ ثابت ہونے لگے تھے۔ اس کی محبت یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ جب تک کوئی وفا کو اس کی محبت سے آگاہ نہیں کرے گا وہ بھی نہیں جان سکے گی اسے حدید سے محبت ہے۔

"میں نے کبھی تمہیں نقصان پہنچایا تو؟" حدید نے دم سادھے یہ سوال کیا۔

"میرا ہادی اور مجھے نقصان پہنچائے....." وہ سر جھکا کے ہنس دی۔ "مذاق اچھا ہے۔ "

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں سنجیدہ ہوں وفا۔ "

"میں بھی مذاق نہیں کر رہی۔ جس شخص سے میں نے کبھی غصے کی امید نہیں کی اس شخص سے نقصان کی امید کیسے کر سکتی ہوں۔"

"پھر بھی اگر میری وجہ سے کبھی تم ہرٹ ہوئی تو"....

"مجھے یقین ہے کہ تم کبھی مجھے ہرٹ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر پھر بھی کبھی تم نے مجھے کوئی زخم دیا تو مرہم بھی تم ہی لگاؤ گے۔"

"اتنا اندھا اعتبار کیوں کرتی ہو مجھ پر؟"

"میں اپنے ہر قریبی پر اعتبار کرتی ہوں لیکن تم وہ واحد ہو جس پر میں اندھا اعتبار کرتی ہوں۔ کیونکہ تم اس کے قابل ہو۔ کالی قیامت تو آسکتی ہے مگر میرا ہادی میرا اعتبار کبھی نہیں توڑ سکتا۔"

وہ زور زور سے دھڑکتے دل کے ساتھ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے گیا۔

"اگر کبھی میں نے یہ اعتبار توڑ دیا تو؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا بھی اب بالکل سنجیدہ ہوئی۔ چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

"تو وفا ہادی کے لیے مر جائے گی..... اور ہادی وفا کے لیے۔ وفا سانس تو لے گی لیکن اس کا دل دھڑکنا چھوڑ دے گا۔ وہ مسکرانا چھوڑ دے گی۔ وہ اعتبار کرنا چھوڑ دے گی۔ وہ دوست بنانا چھوڑ دے گی۔ لوگ اس کے قہقہے سننے کے لیے ترس جائیں گے۔ انہیں

اسے ہنستا دیکھ عرصہ بیت جائے گا۔ وہ زخمی پرندے کی طرح خاموشی اختیار کر لے گی۔ مگر خدا کی قسم! تم سے پھر بھی نہ کوئی گلہ کرے گی اور نہ ہی شکایت۔ کیونکہ تم....." وہ سانس لینے کو رکی۔ "تم وہ ہو جو کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ میں نے تمہیں اپنے دل میں موجود اعتبار کے سب سے اونچے اور خاص درجے پر مقام دے رکھا ہے۔ اگر تم وہ مقام رد کر کے چلے گئے تو...." اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ آواز کپکپانے لگی۔ "تو میں اس مقام کو جلا ڈالوں گی۔ میں اپنے دل کو مار دوں گی۔"

چند لمحوں کے لیے وہاں سکوت طاری ہو گیا۔ صرف ہوا چلنے کی اور پھولوں کے سرسرانے کی آواز تھی۔ ہر سو رنج سا پھیل گیا۔

"اور میں جانتی ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔" کافی دیر بعد اس نے قدرے آہستہ آواز میں کہا۔ جیسے وہ حدید سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی ہو۔

حدید نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ وفا کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی جبکہ حدید سپاٹ چہرہ لیے بس اسے ہی دیکھ رہا تھا یا شاید اس کے اعتبار کو۔

اگلے ہی لمحے وہ سنبھلا اور پھر سامنے پھولوں کی جانب دیکھنے لگا۔

"گلاب تمہیں بہت پسند ہیں ناں؟"

وہ یہ بات اچھے سے جانتا تھا مگر پھر بھی پوچھ رہا تھا۔ وفا کو اندازہ ہو گیا کہ وہ صرف بات بدلنا چاہتا ہے۔

"ہاں۔ بہت زیادہ۔"

"چلو پھر۔" حدید نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے کی جانب بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد حدید گلاب توڑتا ہوا دکھائی دیا جبکہ وفا محض اسے یہ سب کرتا دیکھ رہی تھی۔ اس نے جب گلاب توڑ لیے تو انہیں وفا کی جانب بڑھایا۔ اس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اپنے بالوں میں لگاؤ۔ مزید اچھی لگو گی۔"

وفا اس کی بات پر دھیرے سے مسکرا دی اور پھر اس کے ہاتھوں سے پھول لے لیے۔ دو پھول اس نے دائیں جانب کان کے پیچھے بالوں میں ٹکا دیے۔ چوٹی کو بائیں جانب آگے کیا اور پھر ایک پھول اس میں لگا دیا۔ حدید مسکرا کر اس کی یہ کاروائی دیکھتا رہا۔ پھر اس نے

مزید پھول توڑ کر وفا کو دیے جنہیں اس نے چوٹی میں لگا دیا۔ اس کی پوری چوٹی پر پھول تھے۔

"پھول پری لگ رہی ہو۔"

حدید کی بات پر دونوں کھل کر ہنس دیے۔

وہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑے شاہ میر اور پری نے یہ سب دیکھا تھا۔ شاہ میر سرد آہ بھرتا رہ گیا جبکہ پری چہکتی ہوئی ان کی جانب چل دی۔ اس نے ان دونوں سے زیادہ پھولوں پر توجہ دی تھی۔ پلوشے جو فریال اور گلِ لالہ کے ساتھ تھی اس کی نظر ان پر پڑی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

شام کو وہ گھوم پھر کر واپس حویلی پہنچے۔ سب کا موڈ بہت خوشگوار تھا۔ بڑی خانم اور چھوٹی خانم نے ان کے ساتھ کچھ وقت بیٹھ کر باتیں کیں۔ وفا کو حویلی کا ہر شخص بہت پسند آیا۔ آخر کار ان کی روانگی کا وقت آ پہنچا۔

وفا پہلے کی طرح حدید کی ہی گاڑی میں بیٹھی۔ پری اور فریال بھی اس کے ساتھ ہی تھیں۔ واپسی کا سفر رات کے اندھیرے میں کٹا تھا۔ تھوڑی دیر ہی باتیں کرنے کے بعد وفا کو نیند آ گئی۔ سارا راستہ حدید ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ اس کا پر سکون معصوم چہرہ دیکھنے کا کام بھی سر انجام دیتا رہا۔

اس کی آنکھ تب کھلی جب حدید نے دھیرے سے اس کے کندھے کو ہلایا۔

"اٹھو وفا۔ گھر آ چکا ہے۔"

وفا اٹھی پھر اسے الوداع کہتی مراد ہاؤس کے اندر داخل ہو گئی۔ حدید اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ اس کے ساتھ مراد ہاؤس نہیں جائے گا۔ چونکہ اسے صبح آفس جانا تھا اس لیے وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچنا چاہتا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کسی کی کال آئی تو اشعر نے فون کان سے لگایا۔

"پہنچ چکے؟" ایش کی آواز گونجی۔

"ہاں۔بس کل تک کام ہو جائے گا۔"

"گڈ۔پرل ساما کے بارے میں بتاؤ کچھ۔"

اچھی لڑکی ہے۔کام کافی بہترین طریقے سے کرتی ہے۔برنارڈ کی حالت دیکھ کر یقین سا ہو گیا کہ اس کی رگوں میں یامی نوکائی کے ممبر کا خون دوڑ رہا ہے۔وہ ابراہم ساما کی ہی طرح نڈر اور ہوشیار ہے۔"

"نورِ نظر کے سامنے کچھ بولا تو نہیں اس نے؟"

"وہ مافیا لیڈی ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین اداکارہ بھی ہے۔جس طرح ہم مابسٹرز ہوتے ہیں۔بہترین اداکار....وہ نورِ نظر کے ساتھ بیٹھتی ہے تو لگتا نہیں ہے کہ وہ ایک مافیا لیڈی ہے۔"

ایش نے سر کو خم دیا اور پھر بولا۔

"آج کل نوشابہ اور زمان ساما کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ یقیناً ہمارے خلاف ہی کوئی سازش کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ ڈیوڈ تو غائب ہو چکا ہے۔"

"جانتا ہوں۔ اسی لیے اب ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔"

"اوکے باس" !

اس وقت زمان اور نوشابہ ایک دوسرے کے سامنے موجود تھے۔ دونوں اپنے ازلی حلیے میں گردن سیدھی کیے سنجیدہ سے بیٹھے تھے۔

"ایش کے خلاف کچھ بھی کرنے سے پہلے ہمیں اس کے بارے میں مکمل طور پر جاننا ہو گا۔"

زمان کی بات پر نوشابہ نے سر کو خم دیا۔

"تمہارے ساتھ کام کرنے سے پہلے میری ایک شرط ہے زمان ساما۔"

"کیسی شرط؟"

"سارا معاملہ صرف ہم دونوں کے بیچ ہی رہے گا۔"

"تم جانتی ہو ایک باس کچھ بھی اپنے ایڈوائزر سے مشورہ کیے بغیر نہیں کرتا۔"

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں۔ ہمارا معاملہ تمہارے ایڈوائزر تک بھی نہیں پہنچنا چاہیے۔ اگر تم متفق ہو تو ٹھیک ہے ورنہ"....

"اوکے اوکے۔ مجھے منظور ہے۔"

نوشابہ فاتحانہ انداز میں مسکرا دی۔

"اب تک کی معلومات کے مطابق یہ ہے ایش۔" زمان نے ایک تصویر اس کے سامنے رکھی۔

نوشابہ نے وہ تصویر دیکھی تو بے اختیار اس کا ایک ابرو اٹھ گیا۔ اس نے تصویر سے نظر ہٹا کر زمان کو حیرت سے دیکھا۔

"میں اسے حقیقت میں دیکھ چکی ہوں۔"

زمان چونکا۔ "کہاں؟"

"یہ کسی لڑکی کے ساتھ گنزا سکس مال میں موجود تھا۔ "

"ٹوکیو میں ؟" زمان کے چہرے پر خوشی دمکی جب نوشابہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں کل ہی جاپان جا رہا ہوں۔ "

"مگر تم کرو گے کیا؟" نوشابہ یقیناً پریشان ہوئی تھی۔

"ہم رابطے میں رہیں گے۔ میں تمہیں سب بتا دوں گا۔ "

زمان وہاں سے چلا گیا تو نوشابہ اس تصویر کو دیکھتی رہ گئی۔ دل کو کچھ ہوا۔ زمان نے اسے نقصان پہنچایا تو؟

دل نے سوال کیا۔ وہ حیران رہ گئی۔ اسے اس کی فکر کیوں ہونے لگی تھی۔ کیا وہ.... وہ اسے پہلی نظر میں ہی دل دے چکی تھی۔

کچھ دن بعد پرل اس وقت ٹوکیو کی سڑکوں پر آسمان سے برسنے والے برف کے گالوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اس نے نیوی بلیو اوور کوٹ پہن رکھا تھا جبکہ پیروں میں ہم رنگ ہائی ہیلز تھیں۔ البرٹ کی کال آئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

"ہیلو۔"

"پرل ساما آپ کے لیے نئی خبر ہے۔"

"بولو۔"

"زمان ساما آج ہی جاپان پہنچا ہے۔"

پرل کے چہرے پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"کون سے شہر؟"

"ساپورو۔"

رابطہ منقطع ہوا تو اس کی کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"معاف کرنا ایش ساما۔ لیکن مجھے اپنے پلان پر عمل کرنا ہو گا۔" وہ دھیمی آواز میں خیالوں میں ہی اس سے مخاطب ہوئی۔

اگلے ہی لمحے اس نے کسی کو کال کی۔

"ہیلو روزی۔ تم اگلی ہی فلائیٹ سے جاپان پہنچو۔ "

"اوکے پرل ساما۔ "

پرل کا دماغ نئی چال بننے لگا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

ایک ماہ بعد جہان یاکا تامیں اس وقت خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پرل کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی تو نورِ نظر خاموشی سے اپنے کمرے میں اداس سی بیٹھی تھی۔ تب ہی اچانک اسے لگا کہ اس کا سر چکرا رہا ہے۔ اس کو متلی ہونے لگی۔ اس نے جلدی سے ملازمہ کو آواز لگائی تو وہ دوڑی چلی آئی۔

"نور بیٹا تم ٹھیک تو ہو؟"

کمرے میں داخل ہوتے ہی ملازمہ نے دیکھا کہ وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے زمین پر بیٹھی درد کی شدت سے رو رہی تھی۔ نورِ نظر نے اس کے سوال پر نفی میں سر ہلایا۔

ملازمہ اس کی حالت دیکھ کر ہریشان ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے جلدی سے پرل کو کال کی۔ پرل تھوڑی ہی دیر بعد لیڈی ڈاکٹر کے ہمراہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔

چہرے پر نورِ نظر کے لیے فکر تھی۔ اس نے موبائل نکال کر اشعر کو میسج کرنا چاہا لیکن تب ہی ڈاکٹر باہر آئی اور مسکراتے ہوئے پرل سے پوچھا۔

"آپ ان کی کیا لگتی ہیں؟"

"ہم دوست ہیں۔ آپ یہ بتائیں وہ ٹھیک تو ہے ناں؟"

"جی جی۔ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اور آنے والا مہمان بھی۔"

پرل نے پہلے تو نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"ریئلی؟ شی... شی اِز ایکس پیکٹنگ؟"

ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔ "آپ ان سے مل سکتی ہیں۔"

"تھینک یو ڈاکٹر۔"

اسے سی آف کرنے کے بعد وہ نورِ نظر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ معمول کی نسبت تھوڑی ویک لگ رہی تھی۔

"ہماری دوست کو بہت بہت مبارک ہو۔" پرل نے اسے گلے سے لگایا جبکہ نورِ نظر کے گال سرخ ہو گئے۔

"اپنے ہبی کو خود بتاؤ گی یا میں spoiler بنوں؟" پرل نے اسے چھیڑا۔

"You don't need to be a spoiler."

نورِ نظر سیدھی ہوئی۔

"میں اسے خود بتانا چاہتی ہوں۔ اور وہ بھی تب جب وہ وقت پر واپس آئے گا۔"

"اگر وہ وقت پر نہ آیا تو؟"

"تو میں اسے جہان یا کا تا میں گھسنے ہی نہیں دوں گی۔"

جواباً دونوں ہی ہنس دیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مراد ہاؤس میں اس وقت شاہ میر ایک بار پھر سعیر سے لڑ بھڑ کر خاموشی سے لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ وہ سب اس کے ارد گرد اداسی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اچھا ناں شاہ میر بھائی۔ اب بس بھی کر دیں۔ اور کتنی دیر ایسے منہ لٹکائے بیٹھے رہیں گے؟" وفا شروع ہوئی۔

"میں تو کہتا ہوں ہمیں ہی اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہیے۔" تعوذ کی بات پر وفا نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ اپنا وقت ضائع مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔" شاہ میر واقعی بہت اداس تھا۔

"ارے ایسے کیسے؟ میرا بھائی اداس ہے اور میں یہاں سے چلی جاؤں۔"

شاہ میر نے وفا کو دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

"چلو تعوذ ڈی جے بن کر شروع ہو جاؤ۔"

عفان نے مشورہ دیا۔

"پھر کیا لگانا چاہیے؟" تعوذ نے سوال کیا۔

"آف کورس ہمارا موٹیویشنل سونگ۔"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سب ساتھ مل کر شاہ میر کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے گانا گا رہے تھے۔

ارے چھوٹی سی تو جان کاہے رہے پریشان

چھڈ دنیانوں، دنیا تو دے گی گیان

پورا لاؤنج ان کی آواز سے گونج رہا تھا۔ سعیر چونکہ اس وقت اپنی سٹڈی میں تھا اس لیے وہ سب کھل کر گا رہے تھے۔

بننا ہے تجھے مہان تو پھر منتر پڑھ لے او بھیا

آل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو

ٹینشن وینشن چھوڑ بھیا ہو جا تو بھی فالتو

"ارے بچوں۔" زریں لاؤنج میں داخل ہوئی۔ "یہ کیا گھر کو سر پر اٹھا رکھا ہے۔ ابھی سعیر آ گیا تو؟"

"وہ سٹڈی میں ہیں چچی جان۔ آپ بے فکر رہیں۔"

تماشا پھر سے شروع ہو گیا۔ اس تماشے کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ میر کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

"دیکھیں شاہ میر بھائی۔ آخر کار ہم نے آپ کو ہنسا ہی دیا۔"

"جہاں تم جیسے دوست ہوں وہاں کوئی اداس کیسے رہ سکتا ہے۔"

"اچھا شاہ میر سنو۔" زریں سنجیدگی سے بولی۔

"جی مما سنائیں۔"

"تمہارے بابا چاہ رہے تھے کہ اگلے ماہ تمہاری اور پری کی ایک ساتھ شادی کر دی جائے۔"

"اوئے ہوئے۔ ہماری لڑکی تو بلش کرنے لگی۔" وفا نے پری کو بلش کرتا دیکھ تبصرہ کیا تو سب ہنس دیے جبکہ پری نے وفا کو زور سے کہنی ماری۔

"تو پھر کیا کہنا ہے تم دونوں کا؟"

"کہنا کیا ہو گا۔ تمہیں ان کی سرخ شکلیں نہیں نظر آ رہیں۔" آفرین بھی وہاں آ پہنچی۔

"مطلب ڈن ہو گیا؟" وفا نے پرجوش ہو کر پوچھا۔

"ڈن۔" آفرین نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

سب جوشی سے چہک اٹھے۔

"اب مراد ہاؤس میں دو دو شادیاں ہوں گی۔ ایم سو ایکسائیٹڈ۔" وفا تو باقاعدہ اچھل رہی تھی۔

اس کے بعد مراد ہاؤس میں دو شادیوں کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

اشعر نے ایش کو کال کی۔

"بولو۔" ایش کی آواز گونجی۔

"جہان یا کاتا کوئی ڈاکٹر آئی تھی۔ سب خیریت تو ہے؟" وہ کافی پریشان تھا۔

"میں کیا ڈاکٹر کا اسسٹنٹ ہوں؟" ایش تلملایا۔

"نہیں میرا مطلب شاید تمہیں معلوم ہو کہ وہ کیوں گئی تھی وہاں۔"

"خود اپنی بیوی کو کال کر کے کیوں نہیں پوچھ لیتے؟"

"اس بار لیٹ ہو چکا ہوں۔ وہ غصے میں میری کال ہی نہیں ریسیو کر رہی۔"

"شاباش! تھوڑا اور لیٹ ہو جاتے۔"

"ایش ساما۔ اتنا کام خود دیتے ہو اور پھر سناتے بھی ہو۔"

"اچھا اچھا اب بگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنا ہو چکا کافی ہے۔ اگلی ہی فلائیٹ سے میری بہن کے پاس پہنچو۔"

"اوکے باس!" اشعر کو تو گویا عید کا چاند نظر آ گیا۔

اگلے دن اس کی گاڑی جہان یاکاتا کے سامنے آ رکی۔ وہ کوٹ کے بٹن بند کرتا گاڑی سے باہر نکلا اور پھر جہان یاکاتا کے اندر داخل ہوا۔ نظر سامنے ہی گیٹ کے ساتھ کھڑی نورِ نظر پر پڑی۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے، منہ پھلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہے میری نورِ نظر؟" وہ خوشی خوشی اس کی جانب بڑھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گارڈز! اس شخص کو جہان یاکاتا میں قدم نہیں رکھنے دینا۔" اس نے پاس کھڑے دو گارڈز کو حکم دیا جبکہ اشعر کے قدم وہیں رک گئے۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔

"واٹ! میں کیوں اندر نہیں آ سکتا؟"

"تم وقت پر آئے؟"

"اونہوں۔" اشعر نے نفی میں سر ہلایا۔

"بس پھر باہر ہی رہو۔"

"ارے میری بات تو سنو۔" وہ اندر داخل ہونے لگا تو گارڈز اس کے سامنے آ گئے۔

"تم... تم لوگ مجھے اندر آنے سے روکو گے۔ اپنے باس کو؟" وہ ان پر چلایا۔

"سر آپ نے ہی کہا تھا کہ اگر ہم نے میڈم کا حکم نہ مانا تو آپ ہماری ہڈیاں توڑ دیں گے۔" ایک گارڈ روانی سے بولتا چلا گیا جبکہ نورِ نظر سر جھکا کر ہنس دی۔

"نورِ نظر تم ہنس رہی ہو۔ انہیں کہو ہٹ جائیں۔ میں تمہیں اصل وجہ بتاتا ہوں۔ وہ تمہارا جو کھڑوس بھائی ہے ناں"....

"میرا بھائی کھڑوس نہیں ہے۔ اور گارڈز اسے اٹھا کر باہر پھینک دو۔"

گارڈز اشعر کی جانب بڑھے تو وہ دو قدم پیچھے ہوئے۔

"تم لوگوں کا دماغ خراب ہے۔ باس کو باہر پھینکو گے؟" وہ ایک بار پھر چلایا۔

"کیونکہ باس کا ہی حکم ہے کہ میڈم کا ہر حکم ماننا ہے۔"

"شٹ اپ! دور رہو مجھ سے۔" وہ اب گارڈز کو نظر انداز کر کے نورِ نظر کی جانب متوجہ ہوا۔

"نورِ نظر میں سچ میں کام میں پھنس گیا تھا۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔" اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی حالت پر روئے جبکہ نورِ نظر اس کی حالت دیکھ کر اپنی ہنسی دبانے میں مصروف تھی۔

"تم شام تک گھر میں داخل نہیں ہو گے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔" وہ اتنا کہتی اندر کی جانب چلی گئی۔

اشعر بے حد حیرت سے اسے وہاں سے جاتا دیکھتا رہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا بیویاں ایسی ہوتی ہیں؟" وہ سوچتا رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جہان یا کا تا کے باہر ہی اپنی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ فون کان سے لگا رکھا تھا جبکہ کانوں میں ایش کے ہنسنے کی آواز گونج رہی تھی۔

"اوہ گاڈ اشعر۔ اس نے.... اس نے تمہیں گھر ہی داخل نہیں ہونے دیا۔" وہ کھل کر ہنس رہا تھا جبکہ اشعر کا جی چاہا کہ وہ واقعی وہیں بیٹھ کر رونے لگ جائے۔

"تم چپ کر رہے ہو یا نہیں ایش ساما؟"

"نہیں۔" ایک بار پھر ایش کا خوشگوار قہقہہ گونجا۔

"دفعہ ہو جاؤ۔ بے وفا دوست۔" اس نے فون بند کر دیا۔

اگلے ہی لمحے اسے ایش کا میسج موصول ہوا۔

"سڑک پر کھڑے ہوئے اپنی تصویر لازمی بھیج دو۔ میں بھی تو دیکھوں کہ بے چارا شوہر کس طرح باہر ذلیل ہو رہا ہے۔"

اشعر مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

"اسے اس ریستوران لے کر جاؤ۔ ارینج منٹس میں کروا چکا ہوں۔"

ایش کا ایک اور میسج موصول ہوا جس کے ساتھ ایک ریستوران کا ایڈریس بھی تھا۔

"آج کچھ خاص ہے کیا؟" اشعر نے میسج کیا۔

"یہ ڈریس بھی گفٹ کر دو۔ اس کے پسندیدہ رنگ کی ساڑھی ہے۔" ایش نے اس کے سوال کر اگنور کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

اگلے ہی لمحے ڈلیوری بوائے اشعر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے پاس ایک گفٹ تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم کہ اس کا پسندیدہ رنگ کون سا ہے؟" اشعر نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"وہ میری بہن ہے باسٹرڈ۔" وہ یقیناً غصہ ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا ایک اور میسج آیا۔

"بائی داوے اس سب میں میری پرل نے مدد کی۔"

"شکریہ سالے صاحب" !

"ناٹ ایکسیپٹڈ" (Not accepted)

ایش کے آخری میسج پر اشعر ہنس دیا۔

اس نے نورِ نظر کی چیٹ کھولی اور پھر میسج کیا۔

"تیار ہو جاؤ نورِ نظر۔ تمہارے لیے سرپرائز ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے میسج کا فوراً جواب آیا۔

"میرے پاس بھی۔" وہ یقیناً اس کی حالت پر ترس کھا چکی تھی۔

اشعر نے وہ گفٹ گارڈ کے ذریعے نورِ نظر تک پہنچایا۔

"یہ ساڑھی پہن لو۔"

میسج کر کے وہ اس کا انتظار کرنے لگا۔

کافی دیر بعد وہ اسے سامنے سے آتی دکھائی دی۔ پیلے رنگ کی ساڑھی پہنے وہ کوئی پیلا گلاب لگ رہی تھی۔ اشعر کا پسندیدہ گلاب....

بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ کافی دیر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔

"چلیں۔" وہ اس کے سامنے آرکی۔

"تم تو مجھ سے ناراض تھی نا؟"

"تھی مگر اب نہیں ہوں۔ اپنے ہینڈسم ہبی پر ترس آگیا مجھے۔"

"آپ کا ہینڈسم ہبی آپ کا شکر گزار ہے۔" اشعر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر قدرے جھک کر اسے کہا تو وہ ہنس دی۔

"اچھا اب چلو بھی۔ تمہیں کچھ بہت ہی خاص بتانا ہے۔"

"کیا؟"

"ابھی نہیں۔"

وہ دنوں گاڑی میں بیٹھے تو اشعر نے گاڑی چلانا شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ مطلوبہ جگہ موجود تھے۔ وہ سارا ریستوران خالی تھا۔ تم نے پورا ریستوران بک کروا دیا۔

"معلوم نہیں۔" اشعر کے منہ سے پھسلا۔

"واٹ!" نورِ نظر چونکی۔

"مم... میرا مطلب ہاں۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اندر داخل ہوئے تو نورِ نظر چونک کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں خوشی کے مارے پھیل گئیں۔

"او مائی گڈ نیس!" ارینج مینٹس دیکھ کر وہ ایک طرف بہت حیران تھی تو دوسری طرف بہت خوش۔

"یہ سب تم نے کروایا؟" وہ جیسے بے یقین سی تھی۔

اشعر سوائے زبردستی مسکرانے کے کچھ نہ کر پایا۔

وہ ٹیبل کی جانب بڑھ گئے۔ آس پاس کھڑے آدمیوں نے کانوں میں رس گھول دینے والا ساز بجانا شروع کر دیا۔ کچھ ویٹرز نے آگے بڑھ کر نورِ نظر کا استقبال کیا۔ ایک ویٹر نے اشعر کو پیلے اور سفید گلابوں کا بکے لا کر دیا تو اشعر نے ایک گھٹنے کے بل بیٹھ کر نورِ نظر کو وہ بکے پیش کیا۔

"ہاؤ سوئیٹ اشعر۔" وہ بے حد خوش تھی۔ چہرے پر محبت اور خوشی کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے بعد انہوں نے اس ہلکے سے ساز پر ہلکا سا ڈانس کیا۔ اشعر ایک ہاتھ اس کی کمر پر جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھامے اس کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔

اشعر نے قریب ہو کر نورِ نظر کے کان میں سرگوشی کی۔

"I love you, Noor e nazar."

نورِ نظر ہنس دی۔

"We love you too, Dad."

نورِ نظر کے جواب پر وہ ساکت رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ سب کچھ بھول گیا۔ کانوں میں صرف نورِ نظر کے کہے گئے الفاظ گونج رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے چہرے پر خوشی دمکی۔

"واٹ! کیا..... کیا کہا تم نے؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہی جو تم نے سنا۔" وہ مسکراہٹ دبائے کھڑی تھی۔

"کیا..... کیا میں ڈیڈ بننے والا ہوں؟"

نورِ نظر نے اثبات میں سر ہلایا تو اس نے اگلے ہی لمحے نورِ نظر کو گلے سے لگا لیا۔ وہ خوش تھا.... بہت خوش۔ اتنا خوش کہ اس کا جی چاہا وہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتائے کہ اس کی زندگی میں ایک اور خوشی آنے والی ہے۔ نورِ نظر کی طرح ایک اور حسین نعمت.... اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ اسے زندگی میں کبھی کوئی خوشی نہیں ملی تھی۔ نورِ نظر اس کی زندگی کی سب سے پہلی خوشی تھی مگر اب وہ واحد نہیں رہی تھی۔ اس کی بدولت اسے ایک اور خوشی ملنے والی تھی۔

"تھینک یو.... تھینک یو سو مچ نورِ نظر۔" اس نے اس کا ماتھا چوما۔

"دیکھنا وہ بالکل تمہارے جیسی ہو گی۔" اشعر نے کہا تو نورِ نظر نے اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو دیکھے اور پھر اس کی اپنی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"وہ بالکل تمہارے جیسا ہو گا۔" نورِ نظر کی بات پر اشعر نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ میری بیٹی ہو گی اور وہ بالکل تمہارے جیسی ہو گی۔ نیلی جھیل جیسی آنکھوں والی۔"

نورِ نظر اس کے جواب پر کھل کر ہنس دی۔

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"مجھے یقین ہے۔" اشعر کی آنکھوں میں واقعی یقین تھا۔

چونکہ اشعر واپس آچکا تھا تو پرل نے انہیں خیر باد کہا اور ساپورو چلی گئی۔ اور پھر وہاں سے شروع ہوئی ہانہ اور ریو کی کہانی.....

زمان نے چونکہ اسے ساپورو کی رہنے والی ایک معصوم سی لڑکی سمجھا اس لیے اس نے اسے اپنا نام زمان نہ بتایا بلکہ ریو بتا دیا۔

پرل بہت خوش تھی کہ شکار خود اس کے جال میں آپھنسا ہے۔

وقت گزرتا گیا۔ زمان نے ساپورو میں رہتے ہوئے اشعر اور نورِ نظر کے متعلق تمام انفارمیشن اکٹھی کر لی۔ اب بس اسے بہترین وقت کا انتظار تھا۔

اسے ہانہ کی صحبت بہت اچھی لگنے لگی۔ وہ اس کے ساتھ خود کو بہت خوش محسوس کرنے لگا۔ اس نے بالکل درست کہا تھا کہ ہانہ اس کے دل سے عورتوں کے لیے نفرت مٹانے

میں کامیاب رہی تھی۔ اس کا دل ہانہ کے لیے دھیرے دھیرے موم ہونے لگا۔ زمان ملک اتنی آسانی سے کہاں محبت کرنے والا تھا۔ اس لیے ہانہ محبت تو نہیں البتہ پسند کی حد تک اسے بہت اچھی لگنے لگی۔ واقعی.... پرل بہترین اداکارہ تھی۔

"ساپورو میں کیا کر رہے ہو؟" زمان نے ارسم سے بات کی تو اس نے سب سے پہلے یہی سوال کیا۔

"کچھ خاص نہیں۔"

"لڑکی کا معاملہ ہمیشہ خاص ہوتا ہے زمان ساما۔" زمان اس کی بات پر خاموش رہا۔ اسے ارسم کے ان سرپرائزز کی عادت ہو چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں کیسے معلوم کہ لڑکی کا معاملہ ہے؟"

"زمان ساما! کیوں اپنا فوکس لوز کرنے پر تلے ہو۔ چھوڑو اس سب کو۔" ارسم نے اس کے سوال کو نظر انداز کیا۔

"وہ اچھی لڑکی ہے ارسم۔"

زمان کی بات پر ارسم خاموش ہو گیا۔

"اس کے علاوہ کیا کر رہے ہو؟" ارسم نے معمولی سے انداز میں پوچھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ زمان اس سے کچھ نہیں چھپا سکتا۔

زمان ایک لمحے کو رکا۔ جی چاہا کہ اشعر اور نورِ نظر والا معاملہ بتا دے مگر پھر نوشابہ کی شرط یاد آنے پر وہ خاموش رہا۔

"ارسم میرا ایک کام کرو گے؟"

"تمہارے ہی کے تو کام کرتا ہوں۔"

"تم سعیر ساما پر کڑی نظر رکھو۔ وہ ہمارے خلاف کوئی چال چل رہا ہے۔" زمان اس کا دھیان خود سے ہٹانا چاہتا تھا۔

"زمان ساما تم تو جانتے ہو کہ آج کل لاس اینجلس میں اس کی بلڈنگ کا کام جاری ہے۔ چند ماہ بعد وہ مکمل ہو گا تو اس کا بزنس سٹارٹ ہو جائے گا۔"

"اور تم اس کے بزنس میں اس کا بھرپور ساتھ دو گے۔"

"جانتا ہوں۔ پہلے اس کا اعتبار جیتنے کے لیے اس کے بزنس کو بہت آگے لے جاؤں گا۔ پھر جب اس کا سارا انحصار مجھ پر اور اس کے بزنس پر ہو گا تو میں اسے زمان ساما کا وفادار بن کر دکھاؤں گا اور بتاؤں گا اسے کہ میں نے اس کا ساتھ محض ایک چال کے تحت دیا۔"

ارسم کے جواب پر زمان کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

"تم بہت کمال شخص ہو ارسم۔ تمہارا دماغ کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں دو لوگوں کا ایڈوائزر ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے۔"

"میرے لیے ناممکن بھی نہیں ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مراد ہاؤس میں نوشابہ سے تو تمہاری ملاقات ہوتی ہی رہتی ہو گی۔ کیسی لگتی ہے وہ تمہیں؟"

"نہایت بے وقوف، نالائق، اکھڑ، بدمزاج اور بدتمیز لڑکی۔"

زمان اس کے جواب پر ہنس دیا۔

"لگتا ہے تمہاری کوئی ذاتی دشمنی ہے اس کے ساتھ؟"

"اسے اس دنیا میں کسی سے نفرت ہے تو وہ ہوں میں یعنی زمان ساما کا ایڈوائزر ارسم اور سعیر ساما کا ایڈوائزر حدید۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کی شخصیت کو اس کے سامنے بیان کرنے سے نہیں ڈرتا۔ بس اسی لیے اب میں اسے بالکل نہیں پسند اور مجھے تو وہ کبھی اچھی لگی ہی نہیں تھی۔"

"تم سعیر ساما کے بچوں کی شادی انجوائے کرو اور مجھے بھی کچھ دن سکون سے ہانہ کے ساتھ گزارنے دو۔"

رابطہ منقطع ہونے سے پہلے ہی زمان پھر بولا۔

"ارسم میرا ایک اور کام بھی کر دو۔"

"وہ کیا؟"

"جب تم شادیوں سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے ہانہ کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔"

"اوکے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایش ساما!" اشعر نے ایش کو کال کی۔

"اس وقت تو میری کال کاٹ دی تھی اب کیوں کال کر رہے ہو؟"

"ارے سالے صاحب تم تو ناراض ہی ہو گئے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے مذاق کرنے کی عادت ہے۔"

ایش ہنس دیا۔

"اب کام کی بات کرو۔"

"دو موار یگا تو گازائمس" (Thank you so much)

"ناٹ ایکسپٹڈ" (Not accepted) ایش چند لمحوں بعد پھر بولا۔

"کارے واسیتے واتا شی نو ایموٹو نو تامے دتا" (That was all for my Sister)

اشعر اس کے جواب پر ہنس دیا۔

"تم چاچو اور ماموں دونوں بننے والے ہو۔" اس نے ایش کو خوش خبری دینا چاہی۔

"میں صرف ماموں بننے والا ہوں۔" ایش نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر رابطہ منقطع کر دیا جبکہ اشعر ہنستا چلا گیا۔

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR LIFE

کچھ عرصہ بعد ہانہ اور ریو اس وقت ساپورو میں موجود تھے۔ چونکہ موسم سرما اپنے عروج پر تھا اس لیے ہر طرف برف کی سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔ ساپورو کلاک ٹاور برف سے ڈھنپا ہوا مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔ ہانہ نے گہرے جامنی رنگ کی گھٹنوں تک آتی ڈریس کے ساتھ سفید اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔ پیروں میں ہمیشہ کی طرح ہائی ہیلڈ بوٹس تھے۔ اسی طرح ساتھ چلتے ریو نے بھی سفید ہائی نیک کے ساتھ سفید اوور کوٹ پہن رکھا

تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ چل رہے تھے۔ ریو کے ساتھ سائیکل تھی جس کی فرنٹ باسکٹ میں سفید اور جامنی گلابوں کا بکے رکھا تھا۔ باتیں کرتے ہوئے وہ ساپورو کلاک ٹاور سے کہیں آگے پہنچ گئے۔ تب ہی ریو اچانک رک گیا۔ ہانہ اس کے رکنے پر رک گئی اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ ریو کی نظر ایک سفید عمارت پر ٹھہر چکی تھی۔ وہ پوری کی پوری عمارت سفید تھی جس کی تعمیر میں زیادہ تر شیشہ استعمال کیا گیا تھا۔ وہ عمارت اتنی عالیشان اور پرکشش تھی کہ دیکھنے والی آنکھ اس پر ٹھہر سی جاتی۔

"کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ یہ سفید محل ہماری ملکیت ہو اور پھر ہم دونوں مل کر اسے محبت اور خوشی کے رنگوں سے رنگ محل بنا دیں۔"

ہانہ اس کی بات سن کر چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ دل میں ٹیس سی اٹھی۔ اس شخص سے محبت وہ کرنا نہیں چاہتی تھی اور نفرت وہ کر نہیں پا رہی تھی۔ کیا اس شخص کو دھوکا دینا آسان تھا؟

ریو نے سفید محل سے نظریں ہٹا کر ہانہ کی جانب دیکھا تو وہ سر جھٹک کر مسکرا دی اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

"تم ایک عام سے ورکر ہو ریو اور میں پھول بیچ کر اپنا گزر بسر کرنے والی لڑکی۔ اس سفید محل کو خریدنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔" ریو اس کی بات سن کر چند لمحے اس محل کو دیکھتا رہا۔ آنکھوں میں اس محل کو اپنا بنانے کا عزم تھا۔ وہ ہانہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

"ایک دن یہ سفید محل میری ملکیت ہو گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔" ریو کی بات پر ہانہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔ آنکھوں میں کرب سا جاگا مگر وہ خود کو سنبھالے رہی۔ وہ جانتی تھی کہ زمان کے لیے اس محل کو خریدنا کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن ریو ہانہ کے سامنے زمان ہونے کا اقرار کرے..... یہ ناممکن بات تھی۔

کافی دیر بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ کے اسی مخصوص کمرے میں موجود تھی۔ اسٹول پر بیٹھی وہ اس کی صورت کو کینوس پر اتار رہی تھی۔ آنکھیں خشک اور ویران تھیں۔ ایک طرف ریو کی آواز کانوں میں گونجتی تو دوسری طرف ابراہم ساما کی محبت، اس کا یقین، اس کا مان یاد آتا۔ جب آرٹ مکمل ہو چکا تو اس نے اس کے ایک طرف کونے میں لکھا "تمہاری ہانہ" وہ باہر جانے کے لیے اٹھی ہی تھی کہ اسے سامنے ابراہم کھڑا نظر آیا۔

"ڈیڈ!" وہ چونک کر اسے دیکھے گئی۔ باہر اندھیرا تھا۔ صرف وہی کمرہ روشن تھا۔ ابراہم چونکہ دروازے کے پاس باہر کی جانب کھڑا تھا اس لیے اس کا چہرہ وہ واضح طور پر نہ دیکھ سکی۔ وہ دو قدم آگے بڑھی اور آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا۔ غور کرنے پر اسے ابراہم کی مسکراہٹ واضح دکھائی دی۔ اس مسکراہٹ میں پیار تھا، اپنائیت تھی، اپنا پن تھا اور سب سے بڑھ کر "مان" تھا۔ اور وہ مان ہانہ ہی نے توڑ رکھنا تھا۔ اس کی آنکھیں ایک دم ڈبڈبا گئیں۔ اس کا جی چاہا کہ وہ فوراً آگے بڑھ کر اپنے باپ کے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اس نے جلدی سے مزید دو قدم بڑھائے ہی تھے کہ اس کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ نہیں شاید.... شاید سامنے کا منظر دھندلانے لگا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تو سامنے کوئی نہ تھا۔

"ڈیڈ!" اس نے ابراہم کو پکارنا شروع کر دیا۔ لہجے میں تڑپ تھی۔ وہ واحد شخص ہی تو تھا جو اس کا اپنا تھا۔ وہ دنیا میں کسی سے بھی نہ ڈرنے والی لڑکی اسے کھونے سے ڈرا کرتی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے پاس آئی مگر وہاں کوئی نہ تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ڈیڈ!" وہ اسے پکارتے ہوئے ہر جانب دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو برسنے لگے تھے۔

"ڈیڈ!... آپ... آپ کہاں ہیں ڈیڈ؟" اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔ الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔ تب ہی اچانک لائٹس آن ہوئیں اور روزی دوڑتی ہوئی آئی۔

"پرل ساما!" وہ اس کے پاس پہنچی جو اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے چِلا رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں ڈیڈ"!

"پرل ساما! سنبھالیں خود کو۔" وہ اسے بازوؤں سے پکڑے سنبھالنے کی سعی کرنے لگی مگر سن کون رہا تھا؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے معاف کر دیں ڈیڈ۔ اپنی ہانہ کو معاف کر دیں۔" وہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ پورا اپارٹمنٹ اس کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

"میں اس سے محبت نہیں کرنا چاہتی تھی ڈیڈ مگر...." اس کا چہرہ سرد موسم میں بھی پسینے اور آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ بال اطراف سے چہرے پر چپکنے لگے تھے۔

"مگر آپ کی ہانہ خود کو بے بس محسوس کر رہی ہے ڈیڈ!" روزی نے اسے سنبھالنے کی پوری کوشش کی اور آخر کار ہانہ اس سے لپٹ کر کسی معصوم بچے کی طرح بلک بلک کر رونے لگی۔

"روزی میرے ڈیڈ کہاں ہیں؟" روزی نے زندگی میں پہلی بار اسے اس طرح روتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ لڑکی جو بڑی سے بڑی تکلیف پر کبھی نہ روئی، جو اپنی ماں کی موت پر نہ روئی، جو اپنے باپ کی موت پر نہ روئی وہ آج شرمندگی کے باعث پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ وہ زمان ساما سے محبت ہو جانے پر رو رہی تھی۔

"روزی پلیز.... پلیز میرے ڈیڈ کو بلاؤ.... انہیں کہو کہ اپنی ہانہ کو معاف کر دیں... ان کی ہانہ ایسا نہیں چاہتی تھی مگر.... مگر وہ بے بس ہو چکی ہے۔"

"پرل ساما! خدا کے لیے خود کو سنبھالیں۔ ابراہم ساما یہاں نہیں ہیں اور نہ ہی کبھی لوٹ کر آئیں گے۔"

"مگر انہیں آجانا چاہیے روزی۔ ان کی ہانہ کو ان کی بہت ضرورت ہے۔ ان کی ہانہ کو محبت توڑنے لگی ہے۔ انہیں کہو کہ وہ آجائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ.... ان کی ہانہ محبت کے ہاتھوں ٹوٹ جائے۔"

"پرل ساما! میری طرف دیکھیں۔ کون ہیں آپ؟" روزی نے اسے بازوؤں سے تھام کر اپنے مقابل کیا۔

"کس کی بیٹی ہیں آپ؟ پرل ساما آپ ابراہم ساما کی بیٹی ہیں۔ آپ پرل ابراہم ہیں۔ آپ وہ ہیں جو کوئی اور لڑکی نہیں ہو سکتی۔ آپ صرف آپ ہیں۔ آپ واحد ہیں۔ آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ جو آپ کر سکتی ہیں وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ آپ پرل ہیں اور پرل.... محبت کو بھی ہرا سکتی ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہانہ کی سسکیاں ایک دم رک گئیں۔ آنکھیں ایک دم خشک ہو گئیں۔ دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ دل کی دھڑکن اس لمحے رک کر اچانک زور زور سے چلنے لگی۔ آنکھوں میں موجود ٹھاٹھیں مارتا آنسوؤں کا سمندر ایک دم ساکن ہو گیا۔

"آپ یہ کر سکتی ہیں پرل ساما! مجھے یقین ہے۔ ابراہم ساما کو بھی یقین تھا کہ آپ.... آپ زمان ساما کو ہرا سکتی ہیں۔ صرف آپ ہی ہیں جس کے ہاتھوں زمان ساما کی موت لکھی ہے۔ آپ تاریخ بدلیں گی۔ آپ محبت کو ہرائیں گی۔ آپ زمان ساما کو خود قتل کریں گی۔" انتقام کی جو آگ ابراہم ساما کی موت پر بھڑک اٹھی تھی، روزی کے الفاظ اس میں روح پھونک رہے تھے۔

"آپ نے ابراہم ساما سے وعدہ کیا تھا کہ آپ زمان ساما کو ہرائیں گی۔ محبت ہو جانے سے آپ کمزور نہیں ہوئیں پرل ساما! خدارا خود کو قابلِ ترس مت بنائیں بلکہ ابراہم ساما کی بیٹی بن کر دکھائیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے اپنے گال ہاتھ کی پشت سے رگڑے اور پھر پر عزم ہو کر بولی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی محبت کو خود ہراؤں گی۔ میں زمان ساما کو اپنے ہاتھوں سے ماروں گی۔ یہ میرا نہ صرف ڈیڈ سے بلکہ خود اپنے آپ سے وعدہ ہے۔" آواز پھر بھی آخر میں کپکپا گئی۔

پرل نے اس دن معصوم سی ہانہ کو اور اپنی محبت کو اپنے ہی اندر مار کر دفن کر ڈالا۔

.....

"آج میں اور تمہارا کھڑوس بھائی ایک ساتھ جہان یاکا تا آرہے ہیں۔ "

اشعر کا میسج دیکھ کر نورِ نظر کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔ اس نے فوراً ان کے لیے کھانے کا انتظام کروانا شروع کر دیا۔ چند ہی گھنٹوں بعد وہ دونوں جہان یاکا تا میں تشریف لا چکے تھے۔ ان کے پاس آنے والے مہمان کے لیے بہت سارا سامان تھا۔ کھلونے، کپڑے... وہ باقاعدہ اس کے لیے پوری شاپنگ کر کے آئے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نورِ نظر نے وہ سامان دیکھا تو مسکرا دی۔ وہ ساری شاپنگ بے بی گرل کے لیے کی گئی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم کہ بے بی گرل ہو گی؟" اس نے سوال کیا۔

"تمہارے شوہر نے فرمایا تھا۔" ایش نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بے بی گرل ہی ہو گی۔ ہماری اینا۔" اشعر نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم تو کوئی ولی ہو ناں جسے الہام ہوتے ہیں۔" ایش نے آنکھیں گھماتے ہوئے زبردست طنز مارا۔

"واٹ ایور!" اشعر نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

کافی دیر باتیں کرنے کے بعد نورِ نظر ملازمہ کے پاس کچن میں چلی گئی۔

دونوں کی نظر ایک ساتھ صوفے پر رکھے نورِ نظر کے موبائل پر پڑی۔ ان دونوں نے پہلے موبائل کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سٹڈی میں موجود تھے۔ دروازہ بند تھا جبکہ اشعر کے ہاتھ میں نورِ نظر کا موبائل تھا۔

"یہ دیکھو۔ یہ بھی دیکھو۔ اب بتاؤ تمہاری بہن کے ہم سب کو مروانے کے ارادے ہیں کہ نہیں؟" اشعر اسے باری باری انسٹاگرام کی تمام پوسٹس دکھا رہا تھا جن میں وہ اور نورِ نظر بالکل واضح تھے۔

"اگر یہ ایسا کرتی رہی تو اس کے باپ یا پھر زمان سامامیں سے ہم تک کوئی نا کوئی ضرور آ پہنچے گا۔"

"تم مجھے اس کے اکاؤنٹ کی تمام ڈیٹیلز دو۔ میں کچھ کرتا ہوں۔" ایش نے اپنا موبائل نکالتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد اشعر عادت سے مجبور اکاؤنٹ سے ہوتا ہوا اس کی کانٹیکٹ لسٹ تک جا پہنچا۔

"تم کانٹیکٹ لسٹ میں کیا کر رہے ہو؟" ایش اس کی اس حرکت پر حیران ہوا۔

"دیکھ رہا ہوں کہ میری پیاری نورِ نظر نے میرا نمبر کس نام سے سیو کر رکھا ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کتنے نام جانتی ہے وہ تمہارے؟"

"میرا مطلب جس طرح آج کل کی لڑکیاں اپنے جانو مانو کا نمبر سیو کرتی ہیں۔ سوئیٹ ہارٹ، سول میٹ، لائف لائن، ہارٹ بیٹ، مائی لو وغیرہ وغیرہ"....

ایش نے بے اختیار ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر تاسف سے سر ہلاتا اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔

"ایش ساما!" اشعر پریشان سا بولا۔

"کیا ہوا؟ کہیں ڈریکولا تو نہیں لکھا ہوا؟" ایش کی بات پر وہ ضبط کرتا رہ گیا۔

"نہیں۔ دراصل اس میں میرا نمبر ہی سیو نہیں ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟ پھر وہ کام کے دوران تمہارا سر کیسے کھاتی ہے؟"

"معلوم نہیں۔" اشعر نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی انگلی ایک نام پر جا کر رک گئی۔ چہرے پر تذبذب جاگا۔

"یہ کون ہے؟" اشعر کو پریشان دیکھ کر ایش نے وہ نام دیکھا تو چونک گیا۔

"تمہارے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟" اگلے ہی لمحے وہ ہنستے ہوئے بولا۔

اشعر نے پریشانی کے عالم میں پہلے ایش کو دیکھا اور پھر موبائل اسکرین کو جہاں پر "ذلیل اول" لکھا ہوا تھا۔ اس نے اس پر کلک کر کے ڈیٹیلز دیکھیں تو وہ واقعی اسی کا نمبر تھا۔ اسے خود پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور ترس بھی۔ ایش اب تک سنبھل چکا تھا مگر اگلے ہی لمحے اسے جھٹکا لگا جب اس کی نظر "ذلیل دوم" پر پڑی۔

اشعر نے جلدی سے اس کی ڈیٹیلز دیکھیں۔ وہ ایش کا نمبر تھا۔ ان دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے گردن پیچھے کی جانب ڈال کر زوردار قہقہہ لگایا۔

انہیں خود پر واقعی ہنسی آ رہی تھی جن کے نمبر نورِ نظر نے "ذلیل اول" اور "ذلیل دوم" کے نام سے سیو کر رکھے تھے۔ اچانک دروازہ کھلا اور نورِ نظر اندر داخل ہوئی۔ اس نے باری باری دونوں کو دیکھا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ایش کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے جن کی مدد سے وہ شاید اشعر کو کچھ سمجھا رہا تھا۔

"تم دونوں خاموش ہو تو پھر باہر کس کے ہنسنے کی آوازیں آ رہی تھیں؟" اس نے سب سے پہلا سوال یہی کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمیں کیا معلوم؟" ان دونوں نے کندھے اچکاتے ہوئے ایک ساتھ کہا۔

وہ چند لمحے مشکوک انداز میں انہیں آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھتی رہی اور پھر بولی۔

"اچھا میرا موبائل گم گیا ہے۔ کیا تم دونوں میں سے کسی نے دیکھا ہے؟"

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر نورِ نظر کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

نورِ نظر خاموشی سے باہر چلی گئی تو اگلے ہی لمحے ان دونوں کا پھر سے قہقہہ گونج اٹھا۔

"او مائی گاڈ! ذلیل... ذلیل دوم۔" اشعر ہنستے ہوئے بہ مشکل بول پایا۔

"اور تم ذلیل اول۔" ایش نے گویا یاددہانی کروائی۔

اچانک ہی دروازہ دوبارہ کھلا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے نورِ نظر انہیں ہنستا ہوا دیکھ چکی تھی۔ ان دونوں کی ہنسی کو فوراً بریک لگے اور وہ سنجیدہ ہو کر سیدھے ہوئے۔ وہ کیسے بھول گئے کہ وہ بھی کلاراڈیوڈ تھی.... اس کی رگوں میں بھی یامی نوکائی کے ممبر ڈیوڈ ساما کا خون تھا۔

"یقیناً میرا موبائل بھی تم لوگوں کے پاس ہی ہو گا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں تو۔" اشعر نے فوراً جواب دیا لیکن اس کے چودہ طبق تب روشن ہوئے جب ایش نے خاموشی سے اس کا موبائل اس کی جانب بڑھایا۔

"جانتے ہو یہ کتنی غیر اخلاقی حرکت ہے۔" اس نے ایش کے ہاتھ سے اپنا موبائل لے لیا۔

"دراصل جس دن اخلاقیات کا سبق پڑھنا تھا اس دن ہم دونوں نے سکول سے چھٹی کر لی تھی۔" اشعر نے چہرے پر معصومیت سجائے کہا تو وہ تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دن بعد نورِ نظر اس وقت اپنے کچن میں کھڑی ملازمہ کو ہدایات دینے میں مصروف تھی۔ اچانک ہی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر برق رفتاری سے مڑی۔

نظر مقابل کھڑی سبز آنکھوں والی لڑکی پر پڑی تو اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے اور اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"پرل تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔"

"اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے؟"

ملازمہ کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی تو پرل اور نورِ نظر باہر لان میں آ بیٹھیں۔ موسم سرما کا اختتام تھا۔ باہر یخ بستہ ہوا چل رہی تھی جبکہ برفباری کا سلسلہ کافی دنوں سے ختم ہو چکا تھا۔

"اب اس طرح اچانک سامنے آ جاؤ گی تو ڈر تو لگے گا ناں۔"

پرل نورِ نظر کی بات پر ہنس دی۔

"پریشان لگ رہی ہو۔ سب خیریت؟" نورِ نظر نے اس کے چہرے کی بدلی رنگت دیکھ کر استفسار کیا۔

پرل نے چونک کر اسے دیکھا مگر اگلے ہی لمحے وہ سنبھلی اور اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ”سب ٹھیک ہے۔“

”پرل!“ نورِ نظر نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے مشکوک انداز میں دیکھا تو پرل نظریں چرا گئی۔

نورِ نظر نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور بولی۔ ”دوست ہوں تمہاری اور دوستوں سے کچھ نہیں چھپایا کرتے۔ دوست ہی تو ہمارے ہر زخم کا مرہم ہوتے ہیں۔“

پرل چند ساعتیں اسے دیکھتی رہی۔ اسے لگا کہ واقعی کوئی ہے جو ابراہم کے علاوہ بھی اس کا ہے۔ اس کی فکر کرنے والا۔ اس کو سمجھنے والا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”میں ہمیشہ محبت کرنے سے کتراتی تھی نورِ نظر۔“ وہ کافی دیر بعد کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ ”میں نے زندگی میں محض ایک شخص سے محبت کی۔ اپنے ڈیڈ سے.... اس کے بعد میں نے محبت کو اپنے قریب آنے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہر ہر بہ آزمایا۔ دل کو پتھر بنایا۔ لیکن....“ وہ خاموش ہو گئی گویا اس کے لیے اپنی بات مکمل کرنے کے لیے الفاظ کا چناؤ مشکل ہو گیا ہو۔

"انسان محبت سے جتنا دور بھاگتا ہے محبت اس کے اتنا ہی قریب آتی ہے پرل۔"

نورِ نظر کی بات پر اس کی نظریں جھک گئیں۔

"مگر میں نے اس سے ہمیشہ نفرت کی ہے۔ میں آج بھی اس سے محبت نہیں کرنا چاہتی۔ مگر کچھ دنوں سے لگ رہا ہے کہ مجھ میں اور میرے دل میں کچھ بدل سا گیا ہے۔ وہ سامنے ہوتا ہے تو ہر طرف محبت کے رنگ بکھر جاتے ہیں۔ دنیا حسین لگنے لگتی ہے۔ میں بھول جاتی ہوں کہ..... مجھے اس سے نفرت ہے۔"

"تم اس سے محبت کرنا بھی نہیں چاہتی اور تمہیں محبت ہے بھی۔ یہ کیا ماجرا ہے؟"

"یہی تو مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ مجھے اس سے نفرت ہے نورِ نظر.... آج بھی مجھے اس سے نفرت ہی ہے لیکن میری نظر جب اس کے چہرے پر پڑتی ہے تو لگتا ہے یہ شخص نفرت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اس چہرے سے، ان نیلگوں آنکھوں سے نفرت کرنا سراسر زیادتی ہے۔ ایسا چہرہ جو بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ محبت بھری نظریں اس کا طواف کر سکیں اس چہرے سے نفرت کیسے ممکن ہے؟ کم از کم میرے لیے تو یہ واقعی ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں اسے بتا دینا چاہیے کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔ "

نورِ نظر کی بات پر اسے جھٹکا سا لگا۔

"واٹ!" وہ سنبھلی اور پھر بولی۔ "میں اور اس سے محبت کا اقرار کروں....ہہہ....ناممکن۔" وہ طنزاً مسکرائی جبکہ آنکھوں میں افسوس اور کرب جاگا۔

"وہ ہے کون؟"

"ساپورو میں رہتا ہے۔ ریو نام ہے اس کا۔" پرل نے قدرے آہستہ آواز میں بتایا۔

"نفرت کی وجہ؟ "

پرل نے اس سوال پر گہری سانس لی۔

"بہت پرانی دشمنی ہے۔ "

"تم جیسی لڑکی بھی کسی سے دشمنی کر سکتی ہے؟" نورِ نظر نے اس معصوم سے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو پرل چونکی۔

"کیوں؟ میری کیوں کسی سے دشمنی نہیں ہو سکتی؟ "

پرل کے سوال پر نورِ نظر مسکرا دی۔

"اگر ریو کا چہرہ نفرت کے قابل نہیں ہے تو یہ حسین چہرہ بھی فقط محبت کے قابل ہے۔"

نورِ نظر نے پیار سے پرل کے گال پر تھپکی دی۔

"ان سبز آنکھوں کو محبت کے خواب دیکھنے کا پورا حق ہے۔ ان آنکھوں میں دشمنی کے جذبات پالے رکھنا سراسر زیادتی ہے۔ ان سے ان کا حق مت چھینو۔"

"نورِ نظر!" پرل نے سرد آہ بھری۔ "کاش میں تمہیں تمام معاملات بتا سکتی۔" اس کا لہجہ رنجیدہ ہوا۔

"تم کچھ مت بتاؤ تو بھی تمہاری آنکھیں سب بیان کر رہی ہیں۔ تم ریو سے واقعی محبت کر بیٹھی ہو۔"

نورِ نظر کی بات پر وہ مزید رنجیدہ ہو گئی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا نہیں ہونے دے سکتی۔ میں محبت کو شروعات میں ہی ختم کر ڈالوں گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نورِ نظر مسکرا دی۔

"یہ محبت کی شروعات نہیں ہے پرل۔ تمہاری آنکھوں میں محبت کے خواب اپنا مستقل مقام بنا چکے ہیں۔ تمہارے دل کی زمین پر محبت اپنے قدم جما چکی ہے۔" نورِ نظر کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"تم میرے دل کا حال جانے بغیر ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟" پرل حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

"تم جانتی ہو دوست کس ہستی کو کہتے ہیں؟"

پرل نے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔

"دوست اس ہستی کو کہتے ہیں جو آپ کی سرد آنکھوں کے اندر تک جھانک لے۔ جو آپ کے سخت لہجے کا جواب نرم لہجے سے دے۔ جو آپ کی مسکراہٹ میں چھپے درد کو پہچان لے۔ جس کے لیے آپ کا پتھر دل بھی کسی شفاف آئینے کی مانند ہو جسے دیکھ کر وہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

آپ کے اندر کا سارا حال جان لے۔" وہ رکی اور پھر پرل کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی۔ "اور تم مجھ سے پوچھ رہی ہو کہ میں کیسے جانتی ہوں۔"

پرل لاجواب سی ہو گئی۔ وہ کچھ بھی نہ بول پائی۔

"اس سے محبت میرے لیے بہت خطرناک ہے نورِ نظر۔ میں تمہیں کیسے سمجھاؤں؟"

"تمہیں اپنے دل کو سمجھانا ہو گا پرل۔ لڑکیوں کو یہ دل بہت ذلیل کرواتا ہے۔"

پرل خاموش ہو گئی۔ وہ تو پہلے سے ہی اپنے اندر محبت کو دفنا چکی تھی۔

"میں پرل ہوں نورِ نظر! میں محبت کو ہراؤں گی۔ میں نے کہا تھا کہ مجھے کچھ نہیں توڑ سکتا تو مطلب کچھ نہیں۔ محبت بھی نہیں۔ میں باقی لڑکیوں کی طرح محبت کو اپنے سر پر سوار کر کے اپنے مقصد سے لاتعلق نہیں ہوں گی۔" وہ اٹھی اور نورِ نظر کو گلے سے لگایا جو خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔ "تم دیکھنا نورِ نظر! میں پرل ابراہم بن کر دکھاؤں گی اور فتح حاصل کروں گی۔ میری فتح کی خوشخبری میں سب سے پہلے تمہیں سناؤں گی۔ آئی پرامس!" وہ اس سے الگ ہوئی اور مسکرا کر الوداع کہتی وہاں سے چلی گئی جبکہ نورِ نظر

بت بنی کھڑی اسے وہاں سے جاتا دیکھتی رہی۔ دماغ سن ہو گیا۔ سماعت اور بصارت جواب دے گئی۔ رنگت زرد پڑ گئی۔ کانوں میں صرف یہی الفاظ گونجنے لگے۔ "میں پرل ابراہم بن کر دکھاؤں گی۔"

آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں۔

"پرل ابراہم.... اب.... ابراہم...." وہ کپکپاتی آواز میں بڑبڑائی۔

منظر بدلا۔ جہان یاکاتا کا لان ڈیوڈ یاکاتا کے لاؤنج میں بدل گیا۔ نورِ نظر وہی تھی مگر اکیلی نہیں۔ اس کے سامنے ڈیوڈ بیٹھا تھا۔ چہرے پر غصہ تھا اور اعصاب تنے ہوئے تھے۔ نورِ نظر ڈری سہمی ہوئی تھی۔ ڈیوڈ کے قریب اس کا خاص آدمی کھڑا ہوا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ڈیڈ! میں ان سے کچھ بھی نہیں سیکھنا چاہتی۔ مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔" اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری ٹریننگ کے لیے میں کسی اور کو مختص کر دیتا ہوں۔"

"نہیں ڈیڈ۔ میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں کسی سے بھی ٹریننگ نہیں لینا چاہتی۔ بلکہ میں... میں تو ٹریننگ ہی نہیں لینا چاہتی۔"

"کلارا تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔" وہ غرایا۔ "ڈیوڈ ساما کی بیٹی ہو کر تم اتنی بزدل کیسے ہو سکتی ہو؟"

"ڈیڈ میں بزدل نہیں ہوں۔ بس مجھے.... مجھے ہتھیاروں سے ڈر لگتا ہے۔ میں آپ کی دنیا کا حصہ نہیں بننا چاہتی۔ اس دنیا کے ہر شخص کا انجام اپنے دشمن کے ہاتھوں قتل ہے۔ ڈیڈ مجھے... مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔ میں جینا چاہتی ہوں۔"

"تمہارا کسی اور کے ہاتھوں ہو نہ ہو مگر میرے ہاتھوں ضرور قتل ہو گا۔" وہ سرخ آنکھوں سے ایک بار پھر چلایا تو کلارا مزید سہم گئی۔

"یامی نوکائی کے باقی ممبرز کی اولاد کو دیکھو۔ ملک ساما کا بیٹا زمان اس سے چار قدم آگے ہے۔ وہ باپ سے کہیں زیادہ بہادر، نڈر اور ہوشیار ہے۔ ابراہم ساما کی بیٹی کو دیکھو۔ جب سے وہ باپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی ہے ہر طرف ان کی دھاک بیٹھ چکی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ایک نا ایک دن ابراہم اور اس کی بیٹی پرل مل کر اسٹون آف

یامی نو کائی ڈھونڈ نکالیں گے۔ اس کی بیٹی تمہاری طرح بالکل بھی نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں میں فتح کا عزم ہے۔ دشمن اس کا نام سن کر ہی کانپنے لگتے ہیں اور تم.... تم کیا ہو کلارا؟ "

وہ ایک دم غصے سے اٹھا اور سامنے رکھی میز کو زور سے لات رسید کی تو وہ دور جا گری اور اس پر رکھا سارا سامان زمین بوس ہو گیا۔ کلارا سہم کر خود میں سمٹ سی گئی۔

"کاش! کاش تم پرل ابراہم کی طرح ہوتیں یا پھر... تم میری بیٹی ہی نہ ہوتیں۔" وہ اتنا کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ کلارا کے دل کو اس کے الفاظ کسی نیزے کی مانند چیرتے ہوئے محسوس ہوئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

منظر بدلا۔ وہ جہان یاکاتا کے لان میں کھڑی تھی۔ شام کے وقت ہر سو پھیلی روشنی کے باوجود اسے ہر طرف اندھیرا دکھائی دیا۔ اس نے سن دماغ کے ساتھ دوبارہ وہ نام دہرایا۔

"پرل ابراہم۔"

اس نے سوچا تھا کہ پرل ابراہم کی بیٹی نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں بہت سی پرل نامی لڑکیاں موجود ہیں لیکن پرل ابراہم.... یہ کیسے ممکن تھا کہ پرل ابراہم ابراہم ساما کی بیٹی نہ ہو؟ آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ اس نے مشکل سے خود کو سنبھالا اور من من بھر کے قدموں سے چلتی ہوئی اپنے کمرے تک پہنچی۔

اشعر جہان یاکاتا پہنچا تو اسے عجیب سی ویرانی محسوس ہوئی۔ وہ خاموشی سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں پہنچا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس نے پورے گھر میں اسے تلاش کیا مگر وہ کہیں موجود نہ تھی۔ وہ پریشان سا چلتا ہوا باہر گیٹ کی جانب آیا۔ گارڈ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ڈرائیور کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے ہی باہر گئی ہے۔ اشعر نے اسے کال کی تو اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔ اس نے ڈرائیور کا نمبر ملایا تو جواب ندارد۔ اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں واضح ہونے لگیں۔ پریشانی بڑھنے لگی۔ جاپان کے باقی شہروں کی نسبت ٹوکیو میں شاذ و نادر ہی برفباری ہوا کرتی ہے۔ اس وقت اتفاق سے ہلکی ہلکی برفباری ہونے لگی۔ اس کے باوجود اس کا وجود پسینے سے بھیگنے لگا۔

"کس طرف گئی تھی وہ؟"

گارڈ نے دائیں جانب اشارہ کیا تو وہ فوراً اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس جانب چل دیا۔ وہ آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا ارد گرد دیکھ رہا تھا کہ شاید کہیں وہ نظر آجائے۔

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے ایش کو میسج کیا۔ ایش نے سب کو کال کرنے سے منع کر رکھا تھا۔ اس لیے ہر بار میسج کے ذریعے ہی اس سے رابطہ کرنا پڑتا تھا۔

"نورِ نظر گھر پر نہیں ہے۔"

وہ نیہون باشی (ٹوکیو میں موجود ایک علاقہ) میں داخل ہوا تو ایش کا میسج جگمگایا۔

"مجھے بتانے کی بجائے اسے ڈھونڈنے پر فوکس کرو۔ یو فول"!

اس نے اس کا جواب دیکھا تو اسے مزید پریشانی ہوئی۔ اس نے بے بسی سے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا۔ تب ہی اس کا ایک اور میسج موصول ہوا۔ ایش اور اشعر کی مدد نہ کرتا.... ناممکن۔

اس نے جلدی سے میسج دیکھا تو وہاں لکھی جگہ کا نام دیکھ کر اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ صحیح راستے پر تھا۔

وہ اس وقت نیہون باشی برج کے پاس سڑک پر بنے شیر کے مجسمے کے قریب کھڑی تھی۔ وہ مجسمہ لوہے کا بنا تھا۔ بظاہر تو نظریں اسی پر ٹکی تھیں مگر دماغ کئی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس نے براؤن کلر کی ڈریس کے ساتھ اسکن کلر کا اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔ کندھوں اور سر پر ہلکی ہلکی برف پڑی تھی۔ وہ ویران آنکھوں سے اس مجسمے کو دیکھتی رہی جب دل و دماغ اس سوال میں الجھے ہوئے تھے کہ کیا اشعر اسے دھوکا دے رہا ہے؟ کیا وہ بھی ایک مابسٹر ہے؟ کیا اس کا بھی یامی نوکائی سے تعلق ہے؟ وہ جس چیز سے ہمیشہ ڈرتی آئی تھی وہی اس کے نصیب میں کیوں لکھی تھی؟ ڈارکنیس ورلڈ....

وہ خاموشی سے نیہون باشی برج کی جانب بڑھ گئی۔ اس برج کے نیچے موجود دریا بھی آج بہت خاموش تھا۔ ارد گرد ہر جانب خاموشی سی تھی یا شاید.... خاموشی اس کے اندر تھی۔ اس کے خیالات اسے رونے پر مجبور کر رہے تھے۔ دل بھر سا گیا تھا۔ زندگی میں صرف ایک شخص اسے سچا اور اپنا لگا تھا جس پر اس نے آنکھ بند کر کے اعتبار کیا۔ کیا وہ بھی اسے دھوکا دے رہا تھا؟ اشعر.... اشعر جہان بھی دھوکا دے سکتا ہے؟ اس کی آنکھیں برس پڑیں۔ آنسو گالوں پر بہنے لگے۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی نیہون

باشی بریج پر چلنے لگی۔ شام ڈھلنے لگی تھی۔ ہر جانب برقی قمقمے جگمگانے لگے۔ تب ہی اس کی نظر سامنے بریج کی دوسری جانب سے آتے اشعر پر پڑی۔ وہ ہانپتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اشعر کی نظر اس پر پڑی۔ اس نے محسوس کیا کہ اسے دیکھنے پر اشعر کے چہرے پر خوشی چمک اٹھی۔ وہ سانس لینے کے لیے رکا اور پھر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھک کر سانس لینے لگا۔ اس کا تنفس بگڑا ہوا تھا۔ وہ یقیناً پریشانی کے عالم میں اس کی تلاش کو نکلا تھا۔ تنفس بحال ہوا تو وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ نورِ نظر کی رفتار قدرے سست پڑ چکی تھی۔ برفباری کے دوران وہ دونوں مخالف سمت سے ایک دوسرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ منظر بہت حسین تھا مگر عجب ویرانی سی تھی۔ وہ ایک دوسرے کے مقابل آ پہنچے تو اشعر بولا۔

"میری جان نکلنے کو تھی نورِ نظر"!

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔

"کیوں؟"

"تم اکیلی اس طرح بنا بتائے باہر آ گئیں۔ میں ڈر گیا تھا۔"

"کس بات کا ڈر.... کہیں میں بھاگ نہ جاؤں؟ "

"واٹ!" اشعر نے پہلے تو نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلایا۔ اسے بدلاؤ محسوس ہونے لگا۔ نورِ نظر کا لہجہ، اس کی آنکھیں، اس کے تاثرات... سب کچھ بدلا بدلا سا تھا۔

"مجھے اس بات کا ڈر نہیں تھا نورِ نظر! میں جانتا ہوں تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔ "

"اور تم اسی بات کا فائدہ اٹھا رہے ہو۔" نورِ نظر کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"فائدہ؟ تم... تم کیا سمجھ رہی ہو نورِ نظر؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہی جو مجھے بہت پہلے سمجھ جانا چاہیے تھا۔ وہی جو تم مجھے کبھی سمجھانا ہی نہیں چاہتے تھے۔" اس کی آواز بڑھنے لگی اور آنکھوں سے موتی گرنے لگے۔ پاس سے گزرتے ایک جوڑے نے انہیں مڑ کر دیکھا مگر فکر کسے تھی؟

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ تم کس بارے میں بات کر رہی ہو۔" اشعر کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ بے یقینی سے نورِ نظر کو دیکھ رہا تھا۔

"اشعر جہان تم مجھے دھوکا کیسے دے سکتے ہو؟ تم.... تم اپنی نورِ نظر کو دھوکا کیسے دے سکتے ہو؟" اس نے شہادت کی انگلی سے اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا نورِ نظر!" اشعر نے دو قدم آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھاما۔ "اشعر جہان مر تو سکتا ہے مگر اپنی نورِ نظر کو کبھی دھوکا نہیں دے سکتا۔"

"ہہہ۔" وہ طنزاً مسکرائی جبکہ آنکھوں میں موجود آنسوؤں کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

"میرا یقین کرو۔ میں صرف یہ نہیں چاہتا تھا کہ تم اس حالت میں باہر آؤ اور وہ بھی فون آف کر کے۔"

"تو پھر مجھے بتاؤ اشعر جہان کہ اس دن جب ڈیوڈ یا کاتا پر حملہ ہوا تھا تب ڈینی نے مجھے ڈیڈ کے لاکر میں موجود فائلز اٹھا کر اسے دینے کو کیوں کہا تھا؟"

وقت تھم سا گیا۔ اشعر سانس روکے اسے دیکھے گیا۔ اس کے گرد خطرے کی گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

"ہمارے درمیان طے ہوا تھا کہ ہم اس بارے میں کبھی بات نہیں "...

"وہ اس لیے کیونکہ تم دونوں کا تعلق ڈارکنیس ورلڈ سے ہے۔ تم لوگ ڈیڈ کے دشمن ہو۔" وہ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات جاری کرتے ہوئے بولی۔

"جانتے ہو اشعر!" اس کی آواز نم ہو گئی۔ ". مجھے دکھ اس بات کا نہیں ہے کہ تم ڈیڈ کے دشمن ہو۔ وہ کرائم کنگ ہیں۔ ان کے لاکھوں دشمن ہیں۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ تم نے مجھ سے سب کچھ چھپایا۔ تم نے مجھ سے یہ چھپایا کہ تم ایک مابسٹر ہو۔ تمہارا تعلق بھی ڈارکنیس ورلڈ سے ہے۔" وہ اس پر غصہ نہیں تھی بس اسے دکھ تھا۔ بہت زیادہ دکھ۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اگلے ہی لمحے وہ اس کے سینے سے لگ کر زار و قطار رونے لگی۔ اشعر بے جان ہوتے وجود کے ساتھ اسے سن رہا تھا۔ اسے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ مکمل طور پر ایک بت بن چکا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ میں.... میں تمہارے بغیر بالکل بھی نہیں رہ سکتی۔ تم نے یہ سب کیوں کیا اشعر؟ تم نے اپنی نورِ نظر کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟"

"میں مجبور تھا۔" وہ بہ مشکل اتنا ہی بول پایا۔

نورِ نظر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ رونے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ نیلی آنکھوں کے کناروں پر بھی سرخی تھی۔ اسے اس حال میں دیکھ کر بھی اشعر کو اس پر بے تحاشا پیار آیا تھا۔

"کیا مجبوری تھی تمہاری؟" وہ بہت ہی معصومیت اور بے بسی سے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں تمہیں نہیں کھونا چاہتا تھا نورِ نظر"!

اور یہ وہ بات تھی جسے سن کر وہ اس کے سینے سے لگ کر مزید رونے لگی۔ دل کی بھڑاس نکلنے لگی۔ اس کا اس طرح بچوں کی طرح بلک بلک کر رونا اشعر کو تکلیف دے رہا تھا۔

"اور میں تمہیں نہیں کھونا چاہتی اشعر! ڈارکنیس ورلڈ والوں کو خوشیاں راس نہیں آتیں۔ ان کے دشمنوں سے ان کی خوشیاں برداشت نہیں ہوتیں۔ اشعر اگر... اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا؟ ہماری اینا کا کیا ہو گا جو ابھی تک اس دنیا میں بھی نہیں آئی؟"

اشعر نے نم آنکھوں سے اس کا سر سہلایا اور پھر بولا۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا تم بے فکر رہو۔ میرے دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

نورِ نظر نے نفی میں سر ہلایا تو اشعر نے اپنی بات میں اضافہ کیا۔

"میں نے کہا ناں کہ تمہارے اشعر کو کچھ نہیں ہو گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر... اگر انہوں نے ہماری اینا کو کچھ...." وہ بولنے ہی لگی تھی کہ اشعر نے اسے ٹوکا۔

"ہماری اینا کو بھی کچھ نہیں ہو گا۔ میرے دشمن میری فیملی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"اور اگر میں مر گئی تو.... جس طرح مام مر گئی تھیں۔"

"شٹ اپ نورِ نظر!" اشعر کے دل کو اس کی بات پر دھکا سا لگا۔ دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ اسے لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گا۔

"اشعر نقصان کسی نہ کسی کو تو اٹھانا پڑتا ہے ناں۔" وہ ابھی بھی رو رہی تھی۔

اشعر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پیار سے بولا۔

"تم دونوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ کبھی بھی نہیں۔ تم میری زندگی ہو نورِ نظر! تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی میرے لیے جان لیوا ہے۔"

"اشعر تم.... تم یہ سب چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" اس کے گال سرخ تھے۔ سر پر برف پڑی تھی۔ شام ڈھل چکی تھی۔ رات کا آغاز ہو چکا تھا۔ نیہون باشی برقی روشنی سے جگمگانے لگا تھا۔

"یہ سب چھوڑ دینا زیادہ خطرناک ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں تم... تم پلیز یہ سب چھوڑ دو۔ اشعر پلیز۔" وہ کسی معصوم بچے کی طرح اس کی منتیں کرنے لگی۔

"نورِ نظر یہ ممکن نہیں ہے۔"

"میرے لیے۔ اپنی اینا کے لیے۔ میں نہیں چاہتی کہ ہماری اینا بھی اس دنیا میں آنے کے بعد موت کے مسلسل خوف کے ساتھ اس طرح جیے جس طرح میں ہمیشہ سے جیتی آئی تھی۔"

اشعر خاموش رہا۔

"اشعر پلیز۔ تم اینا کو کیا بتاؤ گے؟ اسے کیا کہو گے کہ تم کیا ہو؟ سوچو اشعر جب اسے معلوم ہو گا کہ اس کا باپ ایک مابسٹر ہے تو اس پر کیا گزرے گی۔ اشعر میں اس تکلیف سے گزر چکی ہوں۔ میں اس تکلیف کو سمجھ سکتی ہوں۔ خدارا تم بھی.... تم بھی اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور ہمارے لیے مافیا چھوڑ دو۔"

"نورِ نظر میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اشعر پلیز! میں نہیں چاہتی کہ ہم میں سے کسی کو بھی کسی کی موت کی خبر ملے۔" وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔

"اوکے اوکے۔" وہ عجلت میں بولا تو نورِ نظر نے چونک کر اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ بے یقینی سے اس کا بازو پکڑے بولی۔

"کیا... کیا تم میرے لیے واقعی سب چھوڑ دو گے؟"

"نورِ نظر کے لیے تو اشعر کی جان بھی حاضر۔" وہ پیار سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر بولا۔

وہ بے تحاشا بے یقینی سے اسے چند لمحے دیکھتی رہی۔

"تھینک یو۔ تھینک یو سو مچ اشعر۔" وہ آنسو بہاتی، مسکراتی اس کے گلے لگ گئی جبکہ اشعر گہری سانس لیتا رہ گیا۔

•••••

اگلے دن ٹوکیو کی سڑکیں اس وقت گیلی تھیں۔ ہلکی ہلکی برفباری ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی۔ وہ پرسوچ نگاہوں سے ریستوران کے بیرونی حصے میں بیٹھا آسمان سے زمین پر گرتے برف کے گالوں کو دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر پریشانی تھی۔ ملال تھا۔ افسوس تھا۔ کندھوں اور سر پر ہلکی سی برف پڑی تھی۔ اس کے خیالات کا تسلسل تب ٹوٹا جب کوئی اس کے پاس آیا۔ اس نے نظر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں نے ہاتھ ملا کر ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ الگ ہونے کے بعد ایش اس کے سامنے ہی موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ بھی آج کافی خاموش تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نورِ نظر کیسی ہے؟" اس کا پہلا سوال اس کی بہن کے متعلق تھا۔

"ٹھیک۔" مختصر جواب...

"اور تم؟"

اشعر کی نظریں جھک کر درمیان میں رکھی میز پر موجود گلدان پر ٹک گئیں۔ اس میں پیلے گلاب سجے تھے جن پر برف کی تہہ جمنے لگی تھی۔

"معلوم نہیں۔" وہ قدرے آہستہ آواز میں بولا۔

"تم مافیا چھوڑنا چاہتے ہو؟" پرسکون انداز میں پوچھا گیا۔

اشعر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں اقرار بھی تھا اور پشیمانی بھی۔ ایش چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔"

"میرے ضمیر کا کیا جو آخری دم تک مجھے کوستا رہے گا۔ تم جانتے ہو میں مافیا کا حصہ کبھی بھی تمہارے لیے نہیں تھا۔ میں اپنے لیے تھا۔ اپنے ڈیڈ کے لیے تھا۔ میں اپنے ڈیڈ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ کیا کہوں گا ان سے کہ میں ان کی موت کا بدلہ بھی نہ لے سکا۔"

ایش خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ لمحے سرکتے گئے۔ ان میں کافی دیر خاموشی رہی۔

"جو مر چکا ہے تم اس کے لیے اسے تکلیف دو گے جو زندہ ہے؟"

اشعر کچھ نہ بول پایا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا اشارہ نورِ نظر کی جانب ہے۔ وہ اس کی واقعی بھائی کی طرح کیئر کرتا تھا۔

"مگر ایش! میں اتنے سالوں سے جس مقصد کے لیے اتنی کوششیں کر رہا ہوں اس کو ایک دم سے کیسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤں۔" وہ کافی زیادہ پریشان تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ لیکن ایک بات تو طے ہے کہ میں...." نظریں ایک بار پھر جھک کر ان پیلے گلابوں پر ٹک گئیں۔ "میں نورِ نظر کو نہیں کھو سکتا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے۔" ایش آگے کو ہوا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا فیصلہ سنایا۔ "تم مافیا چھوڑ رہے ہو۔ ابھی اسی وقت۔ اب سے تم نہ ہی مابسٹر ہو اور نہ ہی تمہارا یامی نوکائی سے کوئی تعلق ہے۔ اس کے علاوہ اب تم میرے ایڈوائزر بھی نہیں رہے کیونکہ میں تمہیں جاب سے فائر کرتا ہوں۔" آخری بات کہتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم مجھے بے روزگار بھی کر رہے ہو؟"

ایش نے جواباً کندھے اچکائے۔ "تم کوئی اور جاب ڈھونڈ لو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ تمہیں ایش جیسا باس کبھی نہیں ملے گا۔"

اشعر ہنس دیا۔ "جانتا ہوں۔" آنکھوں میں نمی چمکی۔ ان کے خیال سے یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔

"میں نورِ نظر کے ساتھ کیوٹو شفٹ ہو رہا ہوں۔"

"نائس"!

"تم نے میرا ہمیشہ ساتھ دیا ایش۔ ہر قدم پر میرے ساتھ کھڑے رہے۔ میں نے ایسا باس کبھی نہیں دیکھا یا شاید.... مجھے باس کی صورت میں ایک دوست مل گیا۔ اور ہر شخص کے پاس ایش جیسا ایک دوست ضرور ہونا چاہیے کیونکہ منافقوں کے درمیان ایک مخلص دوست ہونا بہت ضروری ہے۔ تھینک یو ایش۔" اشعر نے مسکرا کر کہا گویا آنکھوں میں موجود آنسوؤں کو روکنے کی سعی کی ہو۔

"ناٹ ایکسپٹڈ۔" ایش کے جواب پر اس نے ایک نظر خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر دونوں کا قہقہہ گونج اٹھا۔

جب وہ جانے لگے تو ایش نے اسے گلے سے لگایا۔

"خوش رہو۔"

"نورِ نظر سے ملنے نہیں آؤ گے؟" الگ ہوتے ہوئے اشعر نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں ہمیشہ اس سے ڈینی بن کر ملا۔ اب چونکہ وہ جان چکی ہے کہ اس کا بھائی ڈینی ایک مابسٹر ہے تو میں اس سے مابسٹر بن کر نہیں ملنا چاہتا۔"

"اینا سے ملنے بھی نہیں آؤ گے؟"

ایش خاموش ہو گیا۔ الفاظ کا چناؤ مشکل ہو گیا یا شاید.... اسے جواب معلوم ہی نہیں تھا۔

"زندگی رہی تو کبھی ڈینی بن کر ملنے آؤں گا۔" چند لمحوں کے توقف سے مسکرا کر کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

•••••

وہ گاڑی چلاتا ہوا جہان یا کاتا کی جانب جا رہا تھا۔ دل پر سکون تھا لیکن دل کے کسی نہ کسی کونے میں ملال اب بھی سانسیں لے رہا تھا۔ خاموشی سے گاڑی چلاتا اشعر تب چونکا جب اس کے سامنے ہی ایک تیز رفتار گاڑی آئی اور اس نے فوراً بریک لگائے۔ وہ سنبھل کر سیدھا ہوا اور سامنے گاڑی کی جانب دیکھا۔ گاڑی چلانے والی ایک لڑکی تھی اور وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ نوشابہ تھی۔ نوشابہ سعیر....

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے نوشابہ کو گاڑی سے نکلتا دیکھا۔ سڑک چونکہ زیادہ چوڑی نہ تھی اس لیے اس کا راستہ بند ہو چکا تھا۔ وہ اس کی گاڑی کے بالکل مقابل آ کھڑی ہوئی۔ اشعر نے گہری سانس لی اور پھر دروازہ کھولتا باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل آمنے سامنے کھڑے تھے۔ درمیان میں فاصلہ بہت کم تھا۔ نوشابہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ اشعر کو دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ آنکھوں میں سکون اترا۔ محبت کے اثرات تھے .....

"راستہ روکنے کی وجہ؟" وہ سرد مہری سے بولا۔

نوشابہ کا دل دھک سے رہ گیا مگر خیر..... اسے یہی امید تھی۔

"تمہارا راستہ روکنے کا مجھے پورا حق ہے... اشعر جہان!" وہ اس کے نام پر زور دیتے ہوئے بولی۔

وہ چونکا نہیں۔ اسے امید تھی کہ اب تک وہ اس کے بارے میں سب جان چکی ہو گی۔ آخر اس کا ساتھ دینے والا زمان ملک جو تھا۔

"میں نے یہ حق کبھی کسی کو نہیں دیا۔"

"سوائے اپنی بیوی کے جس کے پاس تم ابھی جا رہے ہو۔ ہے ناں؟" معصومیت سے پوچھا گیا جبکہ مسکراہٹ میں شیطانیت تھی۔

"تم..." اشعر غصے سے دو قدم آگے ہو کر اسے انگلی دکھاتے ہوئے کچھ سخت بولنے ہی لگا تھا کہ نوشابہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرا دی۔

"ریلیکس، مائی لو" (Relax, my love!) !

اشعر نے ایک نظر اپنے کندھے پر موجود اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے کو۔ اگلے ہی لمحے اس نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"جسٹ شٹ اپ! ہم سے دور رہنے میں ہی تمہاری بہتری ہے۔" وہ غرایا۔

"محبت کے اسیر بہتری کہاں چاہتے ہیں۔"

پہلی بار اشعر بری طرح چونکا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟"

"بکواس نہیں اقرار ہے۔ نوشابہ سعیر کی اشعر جہان سے محبت کا اقرار۔"

"اپنی حد میں رہو تم۔ جانتی بھی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں پھر بھی یہ بکواس کرتے ہوئے تمہیں ذرا شرم نہ آئی۔" اشعر کا دماغ گھومنے لگا۔ غصے کی آخری حد کیا ہوتی ہے اس وقت کوئی اشعر جہان سے پوچھتا۔

"تم مرد ہو اور مرد صرف ایک عورت کا کہاں ہوتا ہے؟" اس کے چہرے پر جلا دینے والی مسکراہٹ در آئی۔

"مگر اشعر جہان صرف اپنی بیوی کا ہے۔ صرف.... اپنی.... بیوی.... کا۔ سمجھی تم۔"

نوشابہ زخمی سا مسکرا دی۔

"محبت کرتے ہو اس سے؟"

"تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"وہ وقت کب آئے گا جب میرے پیارے جہان چاچو کے بیٹے کو مجھ سے محبت ہو گی؟"

"تا قیامت نہیں۔" وہ اتنا کہہ کر مڑا۔ دل پر لگا باپ کی موت کا زخم تازہ سا ہو گیا۔

"رکو اشعر!" اس نے اسے بازو سے پکڑا اور خود اس کے سامنے آ گئی۔

"میں واقعی محبت کرتی ہوں تم سے۔ میرا یقین کرو۔" لہجے میں منت تھی۔

"میں نے کہا اپنی بکواس بند کرو۔ مراد ہاؤس کے لوگوں کی محبت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ خود غرض لوگ "....

وہ چند لمحے نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"اگر مجھے تم سے محبت نہ ہوتی تو میں کبھی بھی آج تمہارے سامنے نہ آتی۔ زمان ساما تمہارے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ میں تو صرف تمہیں بچانا چاہتی ہوں۔"

"میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں۔ آئندہ مجھے اپنی یہ شکل مت دکھانا۔" اس کے چہرے کی جانب اشارہ کرتا وہ اپنی گاڑی کی جانب چل دیا۔ وہ چند لمحے بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی اور پھر گہری سانس لے کر اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔ چند لمحوں بعد اشعر کی گاڑی آگے بڑھنے لگی اور نوشابہ کی پیچھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نظریں ایک دوسرے پر ہی ٹکی تھیں۔ اشعر کی نگاہوں میں نفرت تھی، غصہ تھا۔ نوشابہ کی آنکھوں میں محبت تھی، اسے حاصل کرنے کا جنون تھا۔

جب سڑک دو راستوں میں تقسیم ہوئی تو دونوں الگ الگ راستوں پر روانہ ہو گئے۔

وہ گھر داخل ہوا تو پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور ماتھے پر پسینے کے باعث چپکے ہوئے تھے۔ وہ چند لمحے آنکھیں موندے گہرے سانس لیتا رہا۔ جب تنفس بحال ہوا تو وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ نورِ نظر اس وقت اپنی الماری میں سر دیے شاید کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔

عقب سے آتی آواز پر وہ سیدھی ہوئی تو نظر سامنے کھڑے اشعر سے ٹکرائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے الماری بند کی جبکہ اشعر کی حالت دیکھ کر اس کے چہرے پر پریشانی در آئی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اشعر دو قدم آگے بڑھا اور نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے گلے سے لگا لیا۔

نورِ نظر خاموش رہی۔ فکر بڑھنے لگی۔

"میں نے سب کچھ چھوڑ دیا نورِ نظر۔" اشعر نے بولنا شروع کیا۔ "میں نے اپنی نورِ نظر اور اینا کے لیے سب چھوڑ دیا۔"

یہ سن کر نورِ نظر کے چہرے پر سکون طاری ہو گیا۔ ایک دم ساری تھکاوٹ اتر گئی۔

"وعدہ کرو۔ وعدہ کرو کہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔ اشعر جہان کو کبھی بھی تنہا اذیت میں نہیں چھوڑو گی۔" اس کی آواز نم تھی۔

"میں تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی اشعر۔ یہ تمہاری نورِ نظر کا تم سے وعدہ ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••

کچھ عرصہ بعد شام کے وقت کیوٹو کا منظر اس وقت بے حد حسین تھا۔ آج معمول سے زیادہ برفباری ہوئی تھی۔ ہلکی ہلکی برفباری ابھی بھی جاری تھی۔ نئے جہان یاکاتا میں موجود لان پر برف کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ ایک میز کے ارد گرد رکھی دو کرسیوں پر وہ دونوں براجمان تھے۔ اشعر نے سفید ہائی نیک کے ساتھ سفید کوٹ پہن رکھا تھا جبکہ نورِ نظر نے لال رنگ کی ڈریس کے ساتھ سفید کوٹ پہن رکھا تھا۔ بال کھلے تھے جن پر برف موتیوں کی صورت پڑی تھی۔ اشعر کی کسی بات پر نورِ نظر کھل کر ہنس دی۔ منظر کافی حسین تھا ....

تھوڑی دیر بعد اشعر کھڑا ہوا اور نورِ نظر کو بھی اندر چلنے کو کہا۔

"اٹھو نورِ نظر۔ موسم کافی زیادہ سرد ہو رہا ہے۔ تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔" وہ کافی فکر مند تھا۔

نورِ نظر نے اس کا ہاتھ تھاما جبکہ کھڑی نہ ہوئی۔

"ابھی بیٹھ جاؤ ناں۔ دیکھو کتنا مزہ آرہا ہے۔ پلیز۔"

اشعر نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"کافی دیر سے باہر ہیں۔ تمہیں واقعی ٹھنڈ لگ جائے گی۔ "

"میں نے ڈیزی کو بولا ہے وہ ابھی گرم گرم کافی لا رہی ہے ہمارے لیے۔ تھوڑی دیر اور رک جاؤ ناں میرے ساتھ باہر۔ پلیز۔" وہ اس کے بالکل قریب کھڑی ہو کر اس کی منتیں کرنے لگی۔ دونوں ہاتھوں سے اس کا کوٹ پکڑ لیا۔ جب معصوم نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہا تو اشعر پگھل گیا۔ نورِ نظر کی نیلی آنکھوں کے گرد گھنی، لمبی اور مڑی ہوئی پلکیں تھیں۔ ایسی آنکھیں اشعر نے کسی اور کی نہیں دیکھی تھیں۔ جب وہ پلکیں اٹھا کر اس سے معصومانہ انداز میں بات کرتی تو اشعر کو اس پر بے تحاشا پیار آتا تھا۔ آج بھی وہی ہوا ....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر نے اس کا گال تھپکا اور پھر ہار مانتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

تب ہی ڈیزی ان دونوں کے لیے کافی لے آئی۔

"اینا کہاں ہے؟ "

دونوں نے کافی کا مگ اٹھایا تو اشعر نے سوال کیا۔

"اینا سو چکی ہے۔"

ڈیزی نے جواب دیا۔ نورِ نظر اور ڈیزی مل کر اینا کا خیال رکھتے تھے۔ نورِ نظر باہر آ بیٹھی تو اشعر سمجھا ڈیزی اینا کے پاس ہو گی۔ اب ڈیزی بھی باہر آ گئی تو وہ اینا کے لیے فکر مند ہوا۔

ڈیزی جواب دے کر چلی گئی جبکہ ان کی گفتگو کا پھر سے آغاز ہو گیا۔ ڈارکنیس ورلڈ چھوڑنے کے بعد سب کچھ بدل سا گیا تھا۔ اب اسے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔ جو تھوڑا بہت ملال دل میں موجود تھا وہ اینا کی پیدائش کے بعد ختم ہو گیا۔ زندگی اب واقعی زندگی لگنے لگی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے تھے۔ دونوں کا ماضی خوشیوں سے عاری تھا۔ دونوں نے مل کر ایک دوسرے کی زندگی میں خوشیوں کے رنگ بھر دیے تھے۔ مزید رنگ ان کی زندگی میں اینا کی پیدائش سے آئے تھے۔

"پرل کیسی ہے؟" اشعر کے اچانک سوال کرنے پر وہ چونکی۔ اشعر کا ڈارکنیس ورلڈ کے ہر فرد سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ چاہے وہ پرل تھی یا پھر ایش۔ نورِ نظر کا اب تک پرل سے رابطہ تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اشعر کو یہ بات معلوم ہو۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میں اس سے رابطے میں ہوں؟"

"میں ڈارکنیس ورلڈ کو خیر باد کہہ کر کیوٹو آیا ہوں اپنی عقل بیچ کر نہیں۔"

اس کی بات پر وہ ہنس دی اور پھر مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا! تو پھر تمہاری عقل کہاں گئی؟"

اشعر چند ساعتیں اسے دیکھتا رہا اور پھر کھل کر ہنس دیا۔

نورِ نظر کو وہ منظر بے حد پسند آیا۔ اس نے اس منظر کو قید کر لینا ہی مناسب سمجھا۔ اس نے سامنے رکھا اشعر کا موبائل اٹھایا اور پھر اس کی تصویر بنالی۔ نورِ نظر کا انسٹاگرام اکاؤنٹ بین ہو چکا تھا۔ کیوں اور کیسے؟ کیا یہ مجھے بتانے کی ضرورت ہے؟

اشعر نے اپنی تصویر دیکھی تو اسے وہ واقعی بہت پسند آئی۔

"اسے انسٹاگرام پر اپلوڈ کر دو۔" نورِ نظر نے مشورہ دیا۔

اشعر اسے تاسف سے دیکھتا رہ گیا۔ اس کے سر پر آج بھی انسٹاگرام کا بھوت سوار تھا۔ اپنے ڈھیر سارے فالوورز کھو دینے کا صدمہ ایسا تھا کہ اس نے دوبارہ اکاؤنٹ ہی نہیں بنایا۔

"اوکے۔" اپنی تصویر اپلوڈ کرنے میں برائی ہی کیا تھی؟ اشعر نے یہ سوچ کر جواب دیا اور وہ تصویر اپلوڈ کر ڈالی۔

اگلے دن اشعر کو بزنس ٹور کے لیے نگویا (جاپان کا شہر) جانا تھا۔ وہ جاب اسے اللہ اللہ کر کے ملی تھی اور بہت اچھی جا رہی تھی۔ وہ اپنا کام پوری زمہ داری سے کر رہا تھا۔ ناشتہ کرنے کے بعد اس نے اینا کو پیار کیا اور پھر نورِ نظر کو الوداع بول کر جانے ہی لگا تھا کہ اچانک کسی احساس کے تحت رکا۔

"جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔"

"خیریت؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس ویسے ہی۔ میرا تو جانے کا دل بھی نہیں کر رہا۔ جانا مجبوری ہے کیونکہ میں اس نئی جاب سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتا۔"

نورِ نظر ہنس دی۔

"تم اپنا اور اینا کا خیال رکھنا۔"

"تم بھی اپنا خیال رکھنا۔"

نورِ نظر اسے گیٹ تک سی آف کرنے آئی۔ جب وہ جانے لگا تو وہ اس کے گلے لگ گئی۔

"اپنا ڈھیر سارا خیال رکھنا اور مجھے کال کرتے رہنا۔" وہ پیار سے بولی تو اشعر مسکرا دیا۔

"لگتا ہے آج تمہارا بھی دل نہیں چاہ رہا کہ تمہارا ہینڈسم ہبی تمہیں چھوڑ کر جائے۔"

"ہاں۔" اس نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ چونکا اور پھر ہنس دیا۔

"میں جلدی واپس آجاؤں گا۔" اس نے گویا یقین دلایا۔

اگلے ہی لمحے نورِ نظر نے اس کے سامنے دو بینڈز لہرائے۔ گارڈین بینڈز.....

اشعر نے سمجھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو نورِ نظر نے ایک گارڈین بینڈ اس کی کلائی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد اشعر نے دوسرا گارڈین بینڈ نورِ نظر کی کلائی پر باندھ دیا۔ اور پھر وہ چلا گیا ....

نورِ نظر بڑی مشکل سے اینا کو سلانے کے بعد تھک کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔ تب ہی اسے احساس ہوا کہ کوئی اس کی کھڑکی پھلانگ کر اندر داخل ہوا ہے۔ وہ چونک کر مڑی اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی زوردار چیخ فضا میں گونجتی نقاب پوش نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کام ڈاؤن نورِ نظر۔ اٹس می پرل۔"

اس کی آواز سن کر اس نے سکھ کا سانس لیا جبکہ تنفس بگڑ چکا تھا۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی سیدھی ہوئی اور سامنے کھڑی سبز آنکھوں والی اپنی پسندیدہ لڑکی کو دیکھا۔

"پرل میری جان نکل گئی تھی۔" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"میں عزرائیل تھوڑی ہوں؟" پرل پرسکون انداز میں بولتی بیڈ پر آ بیٹھی۔ نقاب اتار دیا۔

"اس وقت اس سے کم بھی نہیں لگ رہی۔ اس طرح کھڑکی پھلانگ کر کون آتا ہے؟"

"پرل ابراہم۔" وہ اپنے بالوں کو پونی میں باندھتے ہوئے مصروف انداز میں بولی تو نورِ نظر نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر چِت لگائی۔

"تمہاری یہ عادت کسی دن جان لے گی میری۔"

پرل ہنس دی۔

"اینا کدھر ہے؟ میں اس سے ملنے آئی ہوں۔"

"ہاں ہم تھوڑی نا تمہارے کچھ لگتے ہیں جو تم ہم سے ملنے آؤ گی۔" نورِ نظر منہ بسور کر بولی تو پرل کھل کر ہنس دی۔

اگلے لمحے وہ اس کے پاس آئی اور اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

"ہاں میں تو صرف اپنی بھانجی کو جانتی ہوں۔ تم کون ہو؟"

وہ الگ ہوئی تو نورِ نظر نے اس کے کندھے پر ایک اور چپت لگائی۔

"ذلیل"!

"اور کس کس کو بول چکی ہو؟" پرل نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ لوگوں کو نہیں بس اشعر اور ڈینی کو۔"

پرل اس کے جواب پر دوبارہ ہنس دی۔ شاید ریو کے علاوہ صرف نورِ نظر ہی تھی جس کے ساتھ وہ کھل کر ہنسا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اینا پرل کی گود میں تھی۔ وہ جاگ چکی تھی اور پرل اس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔ نورِ نظر بے چاری پاس کھڑی خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں افسوس اس بات کا تھا کہ اگر ایسا ہونا تھا تو اس نے اسے سلانے میں اتنی محنت کیوں کی تھی۔

"اس کی آنکھیں بالکل تم پر گئی ہیں نورِ نظر۔"

پرل کی بات پر نورِ نظر چونکی۔

"میری آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں؟"

پرل ہنس دی۔

"جی ہاں۔ ایسے ہی اشعر تمہاری آنکھوں کا دیوانہ نہیں ہے۔ "

نورِ نظر کا چہرہ سرخ پڑ گیا اور لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

....

زمان اور نوشابہ اس وقت آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ زمان اسے اشعر کے متعلق تمام معلومات دے چکا تھا کہ اب وہ ٹوکیو سے کیوٹو میں شفٹ ہو چکا ہے۔ کچھ نوشابہ نے زمان کو اس کے متعلق بتایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

"پھر کیا چاہتی ہو اب تم؟" زمان نے سوال کیا۔

"دیکھو زمان ساما! تمہاری دشمنی اشعر سے ہے جو کہ ایش ہی ہے۔ میری دشمنی اس کی بیوی سے ہے۔ آگے تم سمجھ جاؤ کہ کرنا کیا ہے۔"

زمان حیران ہوا۔

"اس کی بیوی سے کیسی دشمنی؟"

"سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے زمان ساما" !

زمان گہری سانس لیتا رہ گیا۔

"اوکے۔ تو تمہارا پلان کیا ہے؟" زمان کے سوال پر نوشابہ کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اگلے پل وہ اسے اپنا سارا پلان بتانے لگی۔

•••••

اشعر اس وقت اپنے کام میں مصروف بیٹھا تھا جب اسے ایک میسج موصول ہوا۔

مصروفیت کے باعث اس نے اس جانب توجہ نہ دی۔ کافی دیر بعد وہ فری ہوا اور نورِ نظر کو کال کرنے کی غرض سے موبائل اٹھایا تو نظر اس میسج پر پڑی۔ اس نے وہ میسج اوپن کیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور سارا سامان وہیں چھوڑتا اپنی کار کی جانب بھاگا۔ اس کی رفتار قدرے تیز تھی۔ گارڈز نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر سن کون رہا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا اور کیوٹو کی جانب روانہ ہو گیا۔

نورِ نظر اس وقت اپنے گھر کے لان میں بیٹھی تھی۔ تب ہی اچانک ایک گارڈ اس کی جانب آیا۔ اس کے ہاتھ میں پیلے گلابوں کا بکے تھا۔ اسے دیکھ کر نورِ نظر کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔ گارڈ نے اسے وہ تھمایا اور کہا کہ دینے والے نے اپنا نام نہیں بتایا۔

نورِ نظر نے سر کو خم دے کر اسے جانے کو کہا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بکے اسے صرف اور صرف اشعر ہی بھیج سکتا ہے۔

اس نے اینا ڈیزی کے ہاتھوں میں دی تو وہ اسے لے کر اندر چلی گئی۔ وہ خود کھڑی ہوئی اور اشعر کا نمبر ملایا۔

فون کان سے لگائے اور بکے ہاتھوں میں لیے وہ نرم نرم گھاس پر ٹہلنے لگی۔ اشعر کا فون آف جا رہا تھا۔ وہ پہلے تو پریشان ہوئی پھر اس کی مصروفیت کا سوچ کر خاموش ہو گئی۔ تب ہی وہی گارڈ دوبارہ اس کی جانب آتا دکھائی دیا۔

"آپ سے کوئی ملنا چاہتا ہے۔"

"کون؟"

"ایک لڑکی ہے۔ نہ ہی اپنا نام بتا رہی ہے اور نہ ہی اندر آ رہی ہے۔ بس آپ سے ملنے کی رٹ لگا رکھی ہے۔"

"اچھا چلو۔ میں آتی ہوں۔" وہ پریشان سی ہو گئی۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد آخر کار وہ باہر کی جانب چل دی۔ اور وہی اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

جب وہ باہر پہنچی تو سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ اسے پہچاننے میں اسے دکت محسوس ہوئی۔ اگلے ہی لمحے گولی چلنے کی زوردار آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ نظر پیچھے کی جانب پڑی تو گارڈ کو زمین پر بے جان پڑا پایا۔ وہ چونک کر صدمے کی حالت میں نوشابہ کی جانب مڑی جو اسے دیکھ کر محض مسکرا رہی تھی۔

"چلو گی میرے ساتھ؟" نوشابہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

نورِ نظر کی تمام حسیں جواب دینے لگیں۔ اس نے خود کو نفی میں سر ہلاتا محسوس کیا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر گاڑی بہت تیز چلا رہا تھا۔ آنکھوں میں نورِ نظر کو کھو دینے کا خوف لہو کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ سارا وجود پسینے سے شرابور تھا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنی جیب کو چھوا۔ وہ جلد بازی میں موبائل وہیں چھوڑ آیا تھا۔

"اوشِٹ"!

اس لمحے اسے ایش بہت یاد آیا تھا۔ مگر ایش سے رابطے کے لیے اس کے پاس موبائل نہیں تھا۔ خوف کیا ہوتا ہے اشعر کو اس دن معلوم ہوا تھا۔ چند ہی گھڑیاں گزری تھیں کہ اچانک اسے اپنے پیچھے گاڑیوں کا احساس ہوا۔ اس نے مرر کی مدد سے پیچھے کی جانب دیکھا تو اسے سات سے آٹھ گاڑیاں اپنے پیچھے رواں دکھائی دیں۔ اس کے عین پیچھے موجود گاڑی کے ڈرائیور نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر ایک مخصوص اشارہ کیا تو اشعر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ آنکھوں میں آنسو برسنے کو تھے۔

وہ ایش کے آدمی تھی۔

اشعر کی گاڑی سمیت تمام گاڑیاں نورِ نظر کو بچانے کے لیے کیوٹو کی جانب روانہ تھیں۔ رفتار بہت تیز تھی مگر فکر کسے تھی۔

اس وقت نورِ نظر کے سامنے چار آدمی ہاتھ میں گنز لیے کھڑے تھے۔ کمرہ نیم روشن تھا۔ اس کا وجود خوف کے سبب پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ موت کا خوف مسلسل ستا رہا تھا۔ تب ہی کمرے میں ایک شخص داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر اسے مزید خوف آیا۔ ایسا لگا جیسے دل ابھی حلق پھاڑ کر نکل آئے گا۔

وہ آدمی کافی وجیہہ تھا۔ جاپانی نقوش، شاندار شخصیت اور نیلی آنکھیں.....

نیلی آنکھیں نیلی آنکھوں سے ملیں تو زمان مبہوت سا ہو گیا۔ اس نے آج تک بہت سے لوگوں کی نیلی آنکھیں دیکھی تھیں مگر اسے یقین تھا کہ نیلی آنکھیں صرف اس پر ہی جچتی ہیں۔ آج نورِ نظر کو دیکھ کر وہ یقین بکھر سا گیا۔

اس کے ہاتھ میں پسٹل تھی۔ سرد آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

ساتھ کھڑے ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس سے کچھ کہا تو اس نے ہاتھ ہوا میں اٹھا کر منع کر دیا۔

"نوشابہ کو آجانے دو۔ وہ اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہے۔" زمان نے انگریزی میں کہا تو نورِ نظر چونک گئی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اسے موت آنے والی تھی۔ موت... ہاں موت !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ جس سے وہ ہمیشہ سے ڈرتی آئی تھی۔ ایک موت ہی تو تھی جس سے ڈر کر وہ اٹلی سے لندن، لندن سے ٹوکیو اور پھر ٹوکیو سے کیوٹو آئی تھی۔ مگر موت وہاں بھی اس تک آ پہنچی تھی۔

اگلے ہی لمحے اندر ایک لڑکی داخل ہوئی۔ اس کی ہائی ہیلز کی ٹک ٹک نورِ نظر کو نفرت کی حد تک بری لگی تھی۔ کیا ہوتا اگر وہ نہ آتی؟ کاش! کاش.... وہ نہ آتی۔

وہ جیسے جیسے قریب آ رہی تھی نورِ نظر کو سانس لینے میں اتنی ہی دکت ہونے لگی۔

وہ اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی تو زمان ایک طرف ہو کر سگریٹ سلگانے میں مصروف ہو گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اشعر جہان کی بیوی بننے کی اوقات بھی ہے تمہاری؟" نوشابہ اپنے ازلی لہجے میں بولی۔

"ہاں۔ یہ اوقات مجھے اس کی محبت نے دی ہے۔"

نورِ نظر نے اپنی تمام ترہمت جمع کر کے جواب دیا۔ نوشابہ ہنس دی۔

"مرد کی محبت دو دن کی ہوتی ہے۔ دیکھنا وہ کچھ عرصہ بعد مجھ سے محبت کرنے لگے گا۔"

جہاں نوشابہ کی اس بات پر نورِ نظر کو جھٹکا لگا تھا وہیں زمان نے بھی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اشعر جہان کی محبت صرف اور صرف اس کی نورِ نظر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں۔" نورِ نظر کو نہ جانے کیوں اس کی بات پر غصہ آیا تھا۔

"تمہارے مرنے کے بعد بھی نہیں؟" معنی خیز مسکراہٹ لیے نوشابہ نے پوچھا تو نورِ نظر کی رہی سہی ہمت ختم ہو گئی۔ حوصلہ جواب دے گیا۔ رگوں میں تکلیف سی بسنے لگی۔

"مم... مجھے جانے دو۔" اس کی آواز کپکپائی۔ "اشعر تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ مجھے جانے دو۔"

نوشابہ مسکرا دی اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر اس کا چہرہ چھوا۔

"اسی چہرے سے ہی عشق ہے ناں اشعر کو؟"

نورِ نظر فوراً دو قدم پیچھے ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم فکر مت کرو۔ تمہارے چہرے کو کچھ نہیں ہو گا۔ بس تمہاری جان نکلے گی۔"

نورِ نظر کی آنکھیں اس طرح برسیں جیسے سالوں بعد بارش آئی ہو۔

"مجھے جانے دو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ پلیز مجھے جانے دو۔ اشعر کو تم کبھی حاصل نہیں کر سکو گی۔ کبھی بھی نہیں۔ میرے مرنے کے بعد بھی نہیں۔ مجھے جانے دو۔"

"ایسا کس نے کہا؟ تم مرو گی تب ہی تو وہ میرا ہو گا۔ اس لیے پلیز میری ہیلپ کر دو۔ ہمم۔" وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی تو نورِ نظر مزید دو قدم پیچھے ہوئی۔

اشعر کی گاڑی سمیت وہ تمام گاڑیاں اس وقت کیوٹو میں داخل ہوئی تھیں۔ دل تھا کہ ابھی سینے سے باہر نکلنے کو تھا۔ کاش! کاش اسے دیر نہ ہو۔ کاش وہ وقت پر پہنچ جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مسلسل فکر میں کئی بار وہ ایکسیڈنٹ سے بچا تھا۔ بار بار اس کی نظر گارڈین بینڈ پر پڑتی۔

نوشابہ آگے بڑھی تو اس کے دو آدمیوں نے پیچھے سے آکر نورِ نظر کو پکڑ لیا۔ اگلے ہی لمحے نوشابہ نے چاقو اس کی گردن پر رکھا۔

نورِ نظر دم سادھے کھڑی تھی۔ دل بار بار اشعر کا نام لے رہا تھا۔ آنکھوں سے گرم پانی مسلسل بہہ رہا تھا۔ وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اشعر کے لیے، اینا کے لیے... مرنا نہیں چاہتی تھی۔

نوشابہ نے چاقو پر دباؤ ڈالا تو وہ اس کی گردن پر گہرا کٹ لگا گیا۔ خون فوراً بہنے لگا۔ اس کی چیخ فضا میں گونجی تھی۔ مگر سن کون رہا تھا۔ نوشابہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ جب اسے لگا کہ مزید دباؤ اس کی جان لے سکتا تھا تو وہ پیچھے ہوئی۔ نورِ نظر لڑکھڑائی۔ آدمی وہاں سے ہٹ گئے تو وہ نیچے گر گئی۔ اس کی گردن خون سے بھر چکی تھی۔

"زمان ساما!" نوشابہ نے اسے پکارا تو وہ اپنی سگریٹ قدموں تلے مسلتا ان کی جانب بڑھ آیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نورِ نظر زمین پر اوندھے منہ پڑی اس کی آواز سن چکی تھی۔ اسے لگا کہ اس کی رگوں سے خون نچڑنے لگا ہے۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ دل کی دھڑکن قدرے رک رک کر چلنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ماضی کی فلم چلنے لگی۔

زمان اس کے پاس آیا۔ آدمیوں نے ایک بار پھر اسے پکڑ کر سیدھا کیا۔ زمان نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا۔ اسے اس چہرے پر تکلیف کے علاوہ کچھ اور دیکھنے کو نہ ملا۔

اشعر ہانپتا ہوا جہان یا کا تا پہنچا تو وہاں نورِ نظر نہیں تھی۔

ڈیزی ایک کمرے میں اینا کو لیے چھپی بیٹھی تھی۔ وہ نورِ نظر کو آوازیں لگانے لگا۔ اس کے پیچھے داخل ہونے والے لوگ پورے گھر میں اسے تلاش کرنے لگے۔ ڈیزی نے اشعر کی آواز سنی تو دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور بتایا کہ نورِ نظر کو کچھ لوگ لے کر جا چکے ہیں۔

اس لمحے اشعر کو لگا کہ وہ سانس نہیں لے سکے گا۔ ہمت جواب دینے لگی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"صیاد!" اس نے ایک شخص کو پکارا۔ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا۔

اس نے ایک سوال کیا تو وہ شخص سوچ میں پڑ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ فوراً بول پڑا۔

جواب سن کر اشعر نے صیاد کو ڈیزی اور اینا کے ساتھ رکنے کو کہا اور خود دوبارہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

زمان نے نورِ نظر کی گردن پر اپنے ہاتھ رکھے تو اس کے ہاتھ خون آلود ہو گئے جبکہ نورِ نظر کی تکلیف کے باعث ایک دل خراش چیخ نکلی تھی۔ نوشابہ کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا۔ وہ اس کے عین سامنے کھڑی اس کو مرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

)وہ دونوں یونیورسٹی میں بیٹھے تھے۔ اشعر کی بات پر وہ کھکھلا کر ہنس دی تھی۔ (

زمان نے اس کی گردن پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی۔ اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔

(وہ دونوں لندن بریج پر کھڑے تھے۔ اشعر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اظہار محبت کر رہا تھا۔) نورِ نظر نے اپنے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ پکڑ کر خود کو بچانے کی سعی کی مگر بے سود۔ اس کے دماغ میں اس وقت صرف اور صرف اشعر کا خیال تھا۔ شاید وہ آجائے... شاید اسے موت سے رہائی مل جائے۔ بعض لمحات ناقابلِ بیان ہوتے ہیں۔ وہ اتنے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کے لیے الفاظ ہی نہیں ملتے۔ وہ لمحات بھی ناقابلِ بیان ہیں۔

بس..... وہ آرہا تھا اور جان.... جان جا رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

)وہ دونوں ٹوکیو میں موجود جہان یاکا تامیں ایک ساتھ کھڑے تھے۔ وہ عروسی لباس پہنے ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں پیلے گلابوں کا بکے تھا۔ ڈینی کی کسی بات پر وہ تینوں ہنس رہے تھے۔ (

اشعر اس وقت فل اسپیڈ میں گاڑی چلا رہا تھا۔ دل میں تکلیف سی اٹھی۔ ایسی تکلیف جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اسے اپنی کلائی میں موجود گارڈین بینڈ ڈھیلا ہوتا محسوس ہوا۔ اس کا دل یکدم مٹھی میں آگیا۔

زمان نے اپنے ہاتھ اس کی گردن سے ہٹائے تو وہ زمین پر ڈھے گئی۔

)وہ دونوں روف ٹاپ گارڈن میں موجود گلاس وال کے ذریعے پورے شہر کا نظارہ کر رہے تھے۔ دونوں نے گلاسز لگا رکھے تھے جبکہ سر پر ہیٹ تھے۔ (

وہ دو قدم پیچھے ہوا تو نوشابہ نے مسکرا کر پسٹل اس کی جانب کی اور پھر فضا میں گولیاں چلنے کی آواز گونجی۔

ایک نہیں، دو نہیں، چار گولیاں اس کے جسم میں پیوست کی گئی تھیں۔

)وہ دونوں نیہون باشی بر تیج پر موجود تھے۔ وہ اس کے سینے سے سر ٹکائے بچوں کی طرح رو رہی تھی اور وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے اس چپ کروا رہا تھا۔ (

"بس کرو نوشابہ بہت ہو گیا۔" نوشابہ جب چاقو لیے اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھی تو زمان نے کہا۔ "وہ مر چکی ہے۔"

نوشابہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جانتی ہوں۔ مگر نشان تو چھوڑوں جس سے اشعر کو معلوم ہو کہ اس کی بیوی کا قتل کس نے کیا ہے۔"

)وہ دونوں جہان یاکاتا کے لان میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ ہلکی ہلکی بر فباری ہو رہی تھی۔ زندگی حسین تھی... بہت حسین۔ (

وہ دائیں جانب سڑک پر مڑنے لگا تھا۔ شاید سامنے سے آتے شخص کا بھی یہی ارادہ تھا۔ اشعر کی آنکھیں تب دھندلائیں جب اس کی گاڑی سامنے سے آتی تیز رفتار گاڑی سے ٹکرا گئی۔ وہ اس قدر بری طرح ٹکرائے کہ پیچھے سے آتی گاڑی بھی اشعر کی گاڑی میں آ

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لگی تھی۔ اس کی نظر واقعی دھندلا گئی۔ وہ اپنے حواس کھونے لگا۔ اور جانتے ہو اس وقت اور کیا ہوا تھا؟ اس کی کلائی میں موجود گارڈین بینڈ ٹوٹ گیا۔ ہاں وہ ٹوٹ گیا اور اس کی کلائی سے جدا ہو کر اس کے قدموں میں ڈھے گیا۔

نوشابہ نے چاقو کی مدد سے نورِ نظر کی بازو کا مانس چیر کر سی، زیڈ اور این لکھا۔ (czn)

اشعر کے حواس تب بحال ہوئے جب اسے ہسپتال لایا گیا تھا۔ وہ سب کچھ نظر انداز کرتے ہوئے باہر کی جانب بھاگا۔ ڈاکٹرز اور مزید عملے نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ چلانے لگا۔

"نورِ نظر۔ میری نورِ نظر۔ مجھے جانے دو۔ پلیز مجھے جانے دو۔" جسم پر لگے زخم بہت تکلیف دے رہے تھے مگر اس سے زیادہ تکلیف اس کے سینے میں تھی۔ ساتھ ہی موجود کمرے میں بیڈ پر پڑے شخص نے وہ سب دھندلاتی نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ اشعر کی نسبت وہ بہت زیادہ زخمی ہوا تھا۔ اس کا سارا وجود خون سے تر تھا۔ اس نے اس شخص کے چہرے پر کسی کو کھو دینے کا خوف واضح طور پر دیکھا تھا۔ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ شخص کون تھا؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہاں وہ حدید تھا۔ اسی کی گاڑی سے اشعر کی گاڑی ٹکرائی تھی۔

اشعر کا جنون اور تڑپ دیکھ کر وہاں موجود کوئی بھی شخص کچھ نہ کر پایا۔

اس نے ایش کے لوگوں کو وہاں کھڑے دیکھا تو چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"مر نہیں گیا میں جو تم لوگ یہاں منہ لٹکائے کھڑے ہو۔ میری نورِ نظر کو بچاؤ۔ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ ان کے ساتھ زخمی وجود کے ساتھ اپنی نورِ نظر کی طرف روانہ ہوا۔

"یہ دروازہ کھلا رہنے دو۔"

جب وہ سب وہاں سے جانے لگے تو نوشابہ نے دائیں دروازے کی جانب اشارہ کر کے کہا۔ اس کمرے کے دو دروازے تھے۔ اس دروازے کے عین سامنے نورِ نظر کی لاش پڑی تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ جیسے ہی وہ دروازے سے اندر داخل ہو تو سب سے پہلے اس کی نظر اس بے جان وجود پر پڑے۔ کاش میں اس وقت اس کے چہرے پر موجود تکلیف کو دیکھ

سکتی مگر افسوس!" وہ بے رحمی سے کہتی گئی جبکہ زمان ایک ابرو اٹھا کر اس کی سفاک لڑکی کو دیکھے گیا۔

گاڑی رکی تو اشعر فوراً باہر نکل کر آگے بڑھ گیا۔ اس کی حالت اور اس کی جلد بازی دیکھ کر کسی کو بھی اس پر بے تحاشا ترس آ سکتا تھا۔

وہ سامنے موجود عمارت کے اندر داخل ہوا۔ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس کے وجود میں ٹیس سی اٹھی مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔ اس کے پیچھے ایش کے لوگ بھی تھے۔

وہ دوسری منزل پر ہی پہنچا تھا کہ اسے محسوس ہوا وہاں موجود ہر کمرہ بند تھا سوائے ایک کے۔ وہ عجلت میں اس کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ وہ رکا.... اس کی نظر اس کی کلائی پر پڑی۔ دل اتنا زور سے دھڑکا کہ اسے لگا وہ دوبارہ نہیں دھڑک سکے گا۔ کلائی خالی تھی۔ گارڈین بینڈ ٹوٹ کر گر چکا تھا۔ کہاں؟ اسے علم نہیں تھا۔ آنکھوں میں موجود آنسو اسے تیزاب کی طرح جلانے لگے۔ وہ برق رفتاری سے اس کمرے کی جانب بڑھا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے سامنے آیا اس کی نظر نورِ نظر پر پڑی۔ وہ پیلے رنگ کا قدموں تک آتا فراک پہنے ہوئے تھی۔ دائیں طرف کان کے پیچھے پیلے رنگ کا گلاب ٹکا رکھا تھا۔ وہ

BEING THE STRING OF YOUR KITE

خاموش سی کھڑی تھی مگر جب نظر اشعر پر پڑی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ دم سادھے اسے دیکھنے لگا۔ وہ ٹھیک تھی۔ بالکل ٹھیک تھی۔ اشعر کو گویا سانس مل گئی تھی۔ دل دھڑکنے لگا۔ وہ اس کی طرف بڑھا جو اس کی جانب آ رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے دروازہ پار کیا منظر دھندلا گیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی نظر نورِ نظر پر پڑی۔ مگر وہ نہیں جو ایک لمحہ قبل اس کے سامنے کھڑی تھی بلکہ اس نورِ نظر پر جو زمین پر بے حس و حرکت پڑی تھی۔

وہ رک گیا۔ وقت رک گیا۔ سانس رک گئی۔ دھڑکن رک گئی گویا ساری دنیا رک گئی۔ اس کی حالت..... اس کی حالت دیکھ کر اشعر جہان کو خود سے نفرت ہونے لگی۔ اپنی آنکھوں سے نفرت ہونے لگی۔ اس کا دل چاہا کہ کاش وہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی اسے موت آ جاتی۔ آنکھیں ایک دم برسنے لگیں اور ایسے برسیں کہ چند ہی لمحوں میں اس کا سارا چہرہ بھیگ گیا۔

اس نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔ ہمت جواب دے چکی تھی۔ اس کے پاس پہنچتے ہی وہ گھٹنوں کے بل ڈھے گیا۔ ٹھوڑی کپکپانے لگی۔ وجود کپکپانے لگا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں

سے اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔ اس کا چہرہ بالکل صاف شفاف تھا۔ وہاں ایک خراش بھی نہیں تھی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ گہری نیند سو رہی ہے۔ اور اس کے پکارنے پر اٹھ بیٹھے گی۔ مگر نظر جب اس کی گردن پر پڑی تو ....

اس کی گردن سرخ تھی۔ بالکل سرخ۔ خون کی وجہ سے اس پر بال چپکے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ سارا وجود خون میں لتھڑا ہوا تھا۔ اس کی بازو سے خون ابھی بھی جاری تھا۔

اس نے دھیرے سے اس کا گال تھپتھایا۔

"نورِ نظر!" اس نے اسے پکارنا شروع کیا۔ دل میں آخری امید سی تھی کہ شاید.... شاید وہ زندہ ہو۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اٹھو نور نظر! تم.... تم نے وعدہ.... کیا تھا کہ تم... تم مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤ گی۔"

اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔ وہ بہ مشکل بول پا رہا تھا۔

"اٹھ جاؤ نور نظر۔ تم.... تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں.... مم... میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گا؟"

وہ اس سے اس طرح مخاطب تھا جیسے وہ اسے سن رہی ہو۔

"دیکھو تم مم... مجھے... مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہو۔ تم اپنے اشعر کو کک... کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہو۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو گر کر نور نظر کے چہرے پر ٹپک رہے تھے۔ ساتھ کھڑے ایک آدمی نے جھک کر نور نظر کی نبض چیک کی اور پھر نفی میں سر ہلایا۔ آخر اس قدر تکلیف جھیلنے کے بعد وہ زندہ بھی کیسے رہ سکتی تھی۔

اشعر نے اس کے بے جان وجود کو سینے سے لگایا۔

وہ مر چکی تھی۔

ہاں! وہ مر چکی تھی۔

اشعر جہان کی نورِ نظر اسے تنہا اذیت میں چھوڑ کر مر چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نور نظر!" وہ زور زور سے چلا رہا تھا۔ مرد ہوتے ہوئے بھی وہ اس تکلیف کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔ نور نظر مر چکی تھی۔ وہ اسے بچا نہیں سکا تھا۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کر پایا تھا۔

اس کے چیخنے کی آواز پوری عمارت میں گونج رہی تھی۔ وہ بچوں کی طرح اسے سینے سے لگائے بلک بلک کر رو رہا تھا۔ نور نظر کی قیمتی سانسیں تھم چکی تھیں۔ وہ جو اس کی زندگی کی پہلی خوشی تھی وہ اسے کھو چکا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اشعر جہان اس طرح تکلیف سے ہار کر رو رہا تھا۔ وہ نہ صرف رویا تھا بلکہ درد کی شدت سے چِلا رہا تھا۔ چیخ رہا تھا۔ اس وقت وہ کسی نہ کسی طرح اپنی نور نظر کو موت سے بچانا چاہتا تھا۔ اس کے کانوں میں نور نظر کی آواز گونجنے لگی تو درد کی شدت میں مزید اضافہ ہوا۔

"میں مرنا نہیں چاہتی اشعر۔ مجھے موت سے ڈر لگتا ہے۔ میں جینا چاہتی ہوں۔"

اور آج وہ موت کا سامنا کر کے اپنی زندگی ہار چکی تھی۔

وہ مر چکی تھی.....

•••••

زمان لیپ ٹاپ پر کام مکمل کر کے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ تھکاوٹ بہت زیادہ تھی تو اس لیے اسے بہت جلد ہی نیند آ گئی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کا فون بجنے لگا۔ دوسری بیل پر اس کی آنکھ کھلی تو اس نے نیند میں ہی موبائل کان سے لگایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہیلو زمان ساما"!

آواز سن کر اس کی نیند اچانک ہی اڑ گئی۔

"ارسم! کیسے ہو؟ طبیعت کیسی ہے اب تمہاری؟"

جس دن ارسم کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اسی دن ہی زمان اس سے ملنے ہسپتال پہنچ گیا۔ ارسم کو اس سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ مصروفیت کے باوجود زمان ارسم کو روزانہ کال کر کے اس کی خیریت دریافت کیا کرتا تھا۔

آج ارسم نے خود کال کی تھی۔ زمان کو نہ جانے کیوں بہت خوشی ہوئی۔

"اب قدرے بہتر ہے۔"

وہی جواب سننے کو ملا جس کی اسے امید تھی۔

"کیسی گئی آج ہانہ سے ملاقات؟" ارسم کا اگلا سوال غیر متوقع تھا۔

"اچھی رہی۔"

"ہانہ کے متعلق انفارمیشن ملی ہے۔ اور زمان سامنے مجھے بہت افسوس ہوا یہ جان کر کہ"...

"کہ؟" زمان پریشان ہوا۔

"کہ اگر تم اسی طرح اس میں انٹرسٹڈ رہے تو ضرور ہار جاؤ گے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زمان ملک اپنے نام کے ساتھ ہار کا لفظ استعمال کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ہار جاؤں گا۔ واٹ نان سینس"!

"یہ راستہ اپنے لیے تم نے خود منتخب کیا ہے جس کی منزل ہار ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" زمان قدرے پریشان ہوا۔

"ہانہ کون ہے جانتے ہو؟"

"کیا مطلب؟ ساپورو میں رہنے والی ایک عام سی لڑکی ہے وہ۔"

زمان کے جواب پر ارسم مسکرا دیا اور قدرے توقف سے بولا۔ "ہانہ ہی پرل ہے۔ ابراہم ساما کی بیٹی پرل۔ جسے تم نے آج تک نہیں دیکھا اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے کردار بدل کر تمہیں اپنی محبت کے جال میں پھنسانا چاہا کیونکہ زمان ساما! صرف محبت ہی ہے جو پتھر سے پتھر دل اور بہادر سے بہادر انسان کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔"

زمان کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا بکواس ہے یہ۔ ہانہ پرل نہیں ہو سکتی۔"

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے۔ یقین نہ آئے تو منگل کے علاوہ کسی دن جا کر دیکھ لو۔ وہ تمہیں وہاں نظر نہیں آئے گی۔"

ارسم وہ واحد شخص تھا جس پر زمان آنکھ بند کر کے اعتبار کرتا تھا مگر اس کی اس بات پر وہ مطمئن نہ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جمعرات والے دن ہانہ سے ملنے چلا گیا۔ ارسم کی بات کے مطابق اسے وہ وہاں نہ ملی۔

وہ ساپورو کی ایک سڑک کی دائیں جانب خاموشی سے چل رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اسے دھوکا ملا تھا۔ ہانہ سے اسے محبت نہیں ہوئی تھی مگر اس کی سچائی جاننے کے بعد اس کے دل کے شیشے پر دراڑ سی آگئی۔ کہیں نہ کہیں اس کا دھوکا زمان کی شخصیت پر اثر چھوڑ گیا تھا۔ دو دن وہ بریک پر رہا۔ کام سے دل اٹھ گیا تھا۔ سارا دن بس دل و دماغ اسی سوال میں الجھے رہتے۔

"کیا واقعی ہانہ پرل ہے؟"

وہ اس وقت ساپورو کے ایک مہنگے ہوٹل میں موجود تھی۔ اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں وہ صرف منگل کو ہی جایا کرتی تھی۔ تب ہی ایش کی کال پر اس کی آنکھ کھلی۔

"ہیلو " !

"کہاں ہو تم ؟" ایش کی سرد آواز گونجی تھی۔

"ساپورو میں۔" جواب پر سکون انداز میں دیا گیا۔

"زمان سے بدلے کی غرض سے گئی تھی ناں تم ؟" ایش کے اس سوال پر وہ فوراً اٹھ بیٹھی۔

"جب جانتے ہو تو پوچھ کیوں رہے ہو ؟ "

"کیونکہ تم اپنا مقصد بھول چکی ہو۔ کہا بھی تھا کہ یہ پلان نہایت فضول ہے مگر تم میری سنتی ہی کہاں ہو۔ تم ہمیشہ خود کو ہی درست سمجھتی ہو جبکہ ہر بار تم درست نہیں ہوتی پرل ساما۔" وہ نہایت غصے میں اس پر چلا رہا تھا جبکہ وہ صرف آنکھیں گھماتی رہ گئی۔

"میرا پلان پرفیکٹ ہے۔ مگر تم تو ہمیشہ مجھے ڈی گریڈ کرنے کی....." وہ اتنا ہی بولی تھی کہ ایش اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"تمہارا سو کالڈ پلان کسی کام کا نہیں ہے پرل ساما! اسی لیے کل جب اپنے اس سٹوپڈ ریو کے ساتھ ناکاجیما پارک جاؤ تو ساتھ میں اپنی حفاظت کے لیے کچھ لوگ بھی لیتی جانا۔" اور یہاں پرل کا سانس رک گیا۔

"مگر کیوں؟"

"کیونکہ زمان ساما کو تمہاری سچائی معلوم ہو چکی ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ تمہیں نقصان ضرور پہنچائے گا۔ لیکن اگر تم اپنے لوگ ساتھ لے کر جاؤ گی تو وہ پبلک پلیس پر کوئی تماشا نہیں کرے گا۔"

"اوکے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس کے بعد تم مجھ سے ٹوکیو میں ملو گی۔" حکم دے کر اس نے کھٹاک سے فون بند کیا جبکہ پرل شکل بگاڑتی رہ گئی۔

اگلے دن بروز منگل کوریو اور ہانہ کی ہونے والی ملاقات سے آپ سب واقف ہیں۔ اس کے بعد پرل فوراً ٹوکیو چلی گئی جبکہ زمان پاکستان۔ زمان کی مینٹل ہیلتھ کافی ڈسٹرب ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ نوشابہ کے کہنے پر پاکستان آ گیا۔

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاپان کے شہر ٹوکیو میں ابھی صبح کا وقت تھا۔ تب ہی ایک بڑے ریستوران کے سامنے ایک سیاہ گاڑی آ رکی۔ ڈرائیور نے جلدی سے باہر نکل کر دروازہ کھولا تو وہ باہر نکلی اور سن گلاسز لگاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ اندر داخل ہوئی تو نظر سب سے پہلے مطلوبہ شخص پر ہی پڑی۔ وہ چند لمحے وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ ساری دنیا کو پرل سے بات کرنے کے لیے ہمت چاہیے ہوتی تھی جبکہ وہ واحد شخص تھا جس سے بات کرنے کے لیے پرل کو حوصلہ چاہیے ہوتا تھا۔ نڈر تو وہ تھی ہی اور بنا پلک جھپکے اس سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات بھی کر سکتی تھی مگر اس کے لیے اس کی عزت کرنا لازم قرار دیا گیا تھا جو وہ ہرگز نہیں کر سکتی تھی۔ اور آج جو کچھ وہ کر کے آئی تھی اس سے وہ شخص ایک باس کی حیثیت سے اسے منع کر چکا تھا۔ وہ سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا اور ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا۔

اس نے ہیلز کی آواز پر موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے سے آتی پرل کو دیکھا۔ امید کے عین مطابق اسے دیکھ کر وہ مزید سنجیدہ ہوا۔ سفید بلاؤز کے ساتھ ہلکی نیلی پینٹ اور ہم رنگ کوٹ پہنے اور پاؤں میں ہلکی نیلی اسٹیلیٹو ہیلز پہنے وہ بھی ہمیشہ کی طرح بے مثل لگ رہی تھی مگر پرواہ کسے تھی۔ ایک نظر اس پر ڈال کر وہ دوبارہ موبائل کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ خاموشی سے اس کے سامنے آ بیٹھی۔

وہ اسے دیکھتی رہی مگر مقابل اپنے موبائل میں گم تھا۔ اس کی برداشت جب جواب دے گئی تو اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ وہ بول دیا۔

"مجھے لگا تھا کہ تمہاری موت کی خبر سننے کو ملے گی۔" اس نے موبائل میز پر رکھ دیا اور مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"اب تمہیں ہمیشہ غلط ہی لگتا ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں؟" اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"میں کبھی غلط نہیں ہوتا پرل ساما۔ اگر میں تمہیں وقت پر زمان ساما کے بارے میں خبر نہ دیتا تو تمہاری موت یقینی تھی۔" ایک ابرو اٹھا کر نہایت سنجیدگی سے جواب دیا گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم یہ کہہ رہے ہو کہ آج میں صرف تمہاری وجہ سے زندہ ہوں؟"

"یقیناً.... اب تمہیں میرا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ اگر میرے کہنے پر تم اپنے لوگ نہ لے کر جاتیں تو اس وقت میں تمہارے سامنے نہیں بلکہ تمہاری قبر پر بیٹھا فاتحہ پڑھ رہا ہوتا۔"

"تم اور میری قبر پر فاتحہ پڑھو... ہہہ... کم از کم تم سے تو یہ امید بلکل نہیں ہے۔" اس نے سر جھٹکا اور پھر میز پر رکھی فائل اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"پرل ساما!" وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم نے میری بات نہیں مانی۔"

وہ چونکی مگر خود کو سنبھالے رہی۔

"کون سی بات؟"

"تم اچھے سے جانتی ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے ایش ساما۔ تم غلط سوچ رہے ہو۔ میں صرف زمان ساما سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔"

"تم بدلہ لینا چاہتی تھی مگر اس سے محبت کر بیٹھی۔"

"فار گاڈ سیک ایش ساما۔ مجھے زمان ساما سے محبت نہیں ہے۔ بلکل بھی نہیں۔" وہ تلملا اٹھی جبکہ وہ سرد آہ بھرتا رہ گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہارا چہرہ سب بتا رہا ہے۔ خیر اب تمہیں بریک لے لینا چاہیے۔ کم سے کم ایک ہفتے کا۔"

"اور زیادہ سے زیادہ پوری زندگی۔ ہے ناں؟" وہ بریک کے نام پر بری طرح جلی تھی۔ اس کی نظر میں بریک کمزور لوگ لیتے تھے جو کام سے جلدی تھک جاتے تھے۔

"تمہاری مرضی جتنا مرضی لو۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"مجھے کسی بریک کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ مل کر کام کروں گی۔"

"شٹ اپ پرل ساما! تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ میں تمہارا باس ہوں۔ میں جو کہوں گا تمہیں وہی کرنا ہو گا۔ ایک تو تم زمان ساما سے محبت کر...." وہ غصے سے دھاڑا مگر پھر اچانک رک گیا۔ وہ اس کی دُکھتی رگ پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

ادھر پرل کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ مجھے.... زمان ساما سے محبت.... بلکل بھی نہیں ہے۔"

غصے میں ٹھہر ٹھہر کر اس نے وضاحت کی۔ وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ ایش ساما کا اس کے ہاتھوں قتل ہو۔

"اور میں بھی تم سے کہہ چکا ہوں کہ.... تمہارا چہرہ.... سب بتا رہا ہے۔" اسی انداز میں جواب دیا گیا۔

"کیا بتا رہا ہے میرا چہرہ۔ ہاں؟"

"ادھر دیکھو۔" ایش نے ساتھ ہی موجود دیوار پر نصب آئینے کی جانب اشارہ کیا۔

پرل نے اس طرف دیکھا تو سب سمجھ گئی مگر مجال ہے جو رتی برابر بھی شرمندگی ہوئی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے تمہارا چہرہ تب ہی سرخ ہوتا ہے جب تم جھوٹ بولتی ہو۔ اور اب تمہارا چہرہ سرخ ٹماٹر بن چکا ہے۔ پرل ساما! تم کم از کم ایش کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتیں۔" پرل کا چہرہ مزید سرخ ہوا مگر وہ خاموش رہی۔ "تم پورا ایک ہفتہ ایش

گوتن میں رہو گی۔" ایش گوتن میں وہ رہائش پذیر ہوا کرتے تھے جنہیں پروٹیکشن کی ضرورت ہوتی تھی۔ وہاں ایش کے گارڈز ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ کوئی پرندہ بھی وہاں نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے علاوہ جب کوئی نیا شخص ایش مافیا جوائن کرتا تو اسے ایش گوتن میں ہی ٹریننگ دی جاتی تھی۔

"نو پرابلم۔" وہ اٹھی اور پھر اپنا کوٹ جو وہ کرسی کی بازو پر رکھے ہوئے تھی، اٹھاتی وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ ایش نے اسے پکارا۔

"پرل ساما"!

وہ رکی۔ وہ آواز اس کرخت لہجے والے ایش کی نہیں تھی بلکہ ایک ہارے ہوئے شخص کی تھی۔ وہ حیران ہو کر مڑی تو دیکھا وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"نورِ نظر مر چکی ہے۔"

وہ جو اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی اس کی بات سن کر بت بن گئی۔ اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔ اسے اپنی سماعت پر گویا یقین ہی نہ آیا۔

وہ بت بنی اسے دیکھتی رہ گئی جس کی نظریں اب اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ اس نے دماغ میں اس کی بات بار بار دہرائی۔ شاید یقین آجائے۔

"نورِ نظر مر چکی ہے۔ نورِ نظر مر.... نورِ نظر۔" اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے دوست بنائی تھی اور اور وہ اس طرح کھو جائے گی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"کک... کیا کہا تم نے؟"

"نورِ نظر مر چکی ہے۔" وہ اس کی حالت کا اندازہ لگا چکا تھا اس لیے دوبارہ اپنی بات دہرائی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن ایسا کیسے.... ممکن...؟" وہ بے یقین سی تھی۔

ایش کھڑا ہوا اور پھر گہری سانس لے کر بولا۔

"کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا پرل ساما۔ زندگی میں آگے بڑھنا ہے تو ایک بات اپنے دماغ میں بٹھالو۔ اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی"...

"ہاں مگر... اشعر کیسا ہے؟" اسے اشعر کی فکر ہونے لگی۔

"کیسا ہو سکتا ہے؟" ایش کے چہرے پر زخمی تاثر در آیا۔

"کس نے کیا ہے یہ؟" اب درد غصے میں بدلنے لگا۔

"زمان ساما اور نوشابہ سعیر۔"

اسے جھٹکا سا لگا مگر اگلے ہی لمحے خود کو سنبھالا۔ اب اسے واقعی بریک کی ضرورت تھی۔ اسے یقین سا ہو گیا کہ ایش ہر کام تکنیک سے کیا کرتا تھا۔ یقیناً اس سے زیادہ ہوشیار اس دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد وہ مطلوبہ جگہ پہنچی۔ جب وہ گاڑی سے باہر نکلی تو نظر سامنے موجود محل پر پڑی۔ وہ جاپانی طرز کا محل تھا جو نہایت مہارت اور خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ وہ داخلی دروازے کے قریب پہنچی تو وہاں دروازے کے اوپر اسے لکھا دکھائی دیا۔ "ایش گوتن "

وہ سرد آہ بھرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ وہ محل اس طرح بنایا گیا تھا کہ درمیان میں بہت بڑا لان تھا اور دائیں بائیں جانب دو عمارتیں کھڑی تھیں۔ یعنی اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ وہ لان میں کھڑی دونوں حصوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ تب ہی اسے سامنے سے ایک شخص آتا دکھائی دیا جس کے پیچھے تین گارڈز تھے۔

"پرل ساما! ویلکم ٹو دا ایش گوتن۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل نے ناگواری سے سر کو خم دیا اور ہاتھ میں اٹھایا پرس اسے تھما دیا۔ وہ ہکا بکا اسے دیکھے گیا۔ جب گارڈز کے سامنے بے عزتی محسوس ہونے لگی تو فوراً وہ پرس پیچھے کھڑے ایک گارڈ کو تھمایا۔

"تم ہو کون؟" پرل نے گلاسز آنکھوں سے ہٹا کر سر پر ٹکا دیں۔

"میرا نام صیاد ہے پرل ساما! ایش ساما اور اشعر ساما کے خاص آدمیوں میں سے ایک۔ "

"گڈ۔" وہ اتنا کہتی دائیں جانب موجود عمارت کی طرف بڑھ گئی۔

"پرل ساما! ادھر نہیں۔" وہ فوراً اس کے قریب آیا۔ "آپ ادھر رہیں گی۔" اس نے بائیں جانب اشارہ کیا۔

"آخر ادھر ہے کیا؟" اسے یقیناً دائیں جانب موجود عمارت زیادہ پسند آئی تھی۔

"یہ خاص طور پر ایش ساما اور اشعر ساما کے لیے ہے۔ ان کے علاوہ ادھر کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں۔" اس نے تفصیل دی۔

"کیا اتنی بڑی عمارت میں صرف وہ دو ہی رہتے ہیں؟ "

"نہیں وہ ادھر رہتے نہیں ہیں۔ دراصل یہ عمارت خاص امور کے لیے بنائی گئی ہے۔ "

"(اور وہ خاص امور کیا تھے وہ اچھے سے جانتی تھی) اوکے۔" وہ اب کی بار بائیں جانب چل دی جبکہ پیچھے کھڑا صیاد اس کے ایٹی ٹیوڈ پر شکلیں بناتا رہ گیا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ پرل کو اپنا غم چھپانے کے لئے جو کرنا پڑتا تھا وہ کرتی تھی۔

یہ کیوٹو میں موجود قبرستان کا منظر تھا۔ قبرستان کے باہر موجود سڑک پر ایک گاڑی آ کر رکی۔ دروازہ کھلنے پر اندر سے اشعر باہر نکلا۔ ڈرائیور نے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ بند کیا اور پھر اسے سہارا دینے کے لیے اس کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ اشعر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کر دیا۔ اس کے ماتھے پر اور ایک بازو پر پٹی بندھی تھی۔ مزید وہ ٹھیک سے چل بھی نہیں پا رہا تھا۔ نورِ نظر کی موت نے اسے بہت نڈھال کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ایکسیڈنٹ میں ملنے والے زخم نہ جانے کیوں کافی گہرے تھے۔ اتنے کہ آسانی سے جان ہی نہیں چھوڑ رہے تھے۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھا کر چلنے لگا۔ اس کی چال سے لگتا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ ابھی بھی بری طرح درد کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک قبر کے سامنے کھڑا تھا۔ ہاتھوں میں پیلے گلابوں کا بکے تھا جبکہ ڈرائیور بالکل ساتھ کھڑا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے کبھی بھی اپنے باس کو سہارا دینا پڑ سکتا ہے۔ مگر اگلے ہی لمحے اشعر نے سر کے اشارے سے اسے وہاں سے چلے جانے کو کہا۔ وہ خاموشی سے نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے چلا گیا۔ اشعر دھیرے سے اس قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ آنکھوں کے گرد ہلکے تھے جبکہ رنگت زرد پڑ چکی تھی۔

اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بے اختیار اس کے لبوں سے پھسلا۔

"نورِ نظر!" چند لمحوں کے وقفے کے بعد وہ پھر بولا۔ "تم نے وعدہ کیا تھا۔ تم اپنا وعدہ کیسے توڑ سکتی ہو۔ تم نے خود کہا تھا کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔" لہجے میں سوگواریت تھی، رنج تھا، تکلیف تھی، شکوہ تھا۔

ایک دم ٹھنڈی ہوا چل پڑی۔ اتنی ٹھنڈی کہ اشعر کو سردی کا احساس ہونے لگا۔ فضا میں شناسا سی مہک پھیل گئی۔ اشعر کو واقعی نورِ نظر کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اسے اپنے کندھے پر اس کا لمس محسوس ہوا اور کانوں میں اس کی سرگوشی سنائی دی گویا وہ اس کے پاس بیٹھی، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کے کان کے قریب ہو کر اسے پکار رہی ہو۔

"اشعر"!

اس نے یکدم آنکھیں کھولیں۔ دل زور سے دھڑک اٹھا۔ اس نے ارد گرد ہر جانب نگاہ دوڑائی مگر وہ کہیں بھی نہیں تھی مگر وہ جانتا تھا کہ وہ وہیں تھی۔ سارا قبرستان ویران تھا مگر کتنے ہی لوگ وہاں موجود تھے۔

"نورِ نظر!" وہ ایک بار پھر آنکھیں موندے درد کی شدت سے چِلا اٹھا۔ اس کی آواز پورے قبرستان میں گونجی تھی۔

جانے اس کے کتنے ہی لمحے وہیں قبرستان میں نورِ نظر کی قبر کے پاس بیت گئے۔ جب شام ڈھل چکی تو ڈرائیور اس کے پاس آیا اور اسے چلنے کو کہا۔ اشعر نے جانے سے منع کر دیا اور ڈرائیور کو چلے جانے کو کہا۔ ڈرائیور کو اس پر شدید قسم کا ترس آیا لیکن وہ اس کا حکم مانتے ہوئے باہر گاڑی کے پاس جا کر پھر سے اس کا انتظار کرنے لگا۔ سب کچھ بدلنے میں بہت کم وقت لگا تھا... بہت ہی کم...

اس کی ساری رات قبرستان میں کٹی تھی۔ یخ بستہ ہوا کی وجہ سے ٹھٹھرتی رات میں بھی اسے سردی کا احساس نہ ہوا۔ ہوا بھی تو قابلِ برداشت۔

جب اندھیرا ختم ہونے لگا اور صبح کی روشنی ہر سو پھیلنے لگی تو وہ جہان یا کا تا کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اسے نہ چاہتے ہوئے بھی ڈرائیور کا سہارا لینا پڑا۔ اسے اپنے زور پر چلنے میں کافی دشواری پیش آئی۔ ڈرائیور دھیرے دھیرے اسے اندر کی جانب لے گیا۔ اس کی نظر جہاں بھی پڑتی اسے نورِ نظر کی یاد آتی۔ لان سے گزرتے ہوئے اس کی نظر اس

جھولے پر پڑی جو نورِ نظر کی فرمائش پر وہاں آیا تھا۔ وہاں بیٹھ کر وہ اشعر کے کندھے پر سر رکھ کر اس سے ڈھیر ساری باتیں کیا کرتی تھی۔ وہ سر جھٹک کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ عجیب سے احساس نے اسے آگھیرا۔ اس نے برق رفتاری سے گردن موڑ کر دوبارہ اس جھولے کی جانب دیکھا۔ وہ اس جھولے کے بالکل پاس کھڑی اشعر ہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ حلیہ وہی تھا۔ پیلے رنگ کی فراک.... ایک جانب بالوں میں لگا پیلا پھول....

وہ اب کی بار چونکا نہیں بلکہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور پھر دھیرے سے اس جھولے پر جا کر بیٹھ گئی۔ اشعر کی برداشت ختم ہوئی تو وہ اس کی جانب چل دیا۔ وہ اپنے تمام زخم بھول گیا۔

وہ اس کے بالکل قریب پہنچ گیا تو وہ اسی حالت میں بیٹھی رہی۔ چہرے پر مسکراہٹ برقرار تھی۔ درمیان میں فاصلہ بہت کم تھا۔ اتنا کہ وہ اس کی مہک محسوس کر سکتا تھا۔ وہ چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ تب ہی نورِ نظر آنکھوں میں شرارت لیے اٹھی اور پھر ہنستی ہوئی اس سے دور بھاگی۔ اس کے ہنسنے کی آواز لان میں گونج رہی تھی۔ اشعر اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو اشعر بھی اسی جانب بڑھ گیا۔ ڈرائیور

اسے پیچھے سے آوازیں لگاتا رہا مگر سن کون رہا تھا۔ وہ لاؤنج سے ہوتی ہوئی سیڑھیوں کے پاس جا کر رک گئی جبکہ مسکراہٹ دبا رکھی تھی۔

وہ اس کے اس طرح تنگ کرنے پر خود کو بے بس محسوس کرنے لگا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر چل دی۔ اشعر دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وجود میں ٹیس سی اٹھی مگر وہ اسے نظر انداز کیے نورِ نظر کی جانب متوجہ تھا۔ وہ جب سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا تو وہ اسے سامنے ہی نظر آئی۔ اس نے تھکی ہوئی سانس خارج کی تو وہ کھل کر ہنس دی۔

اشعر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اگلے ہی لمحے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ اشعر اس کے تعاقب میں اسے پکارتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہوا۔

ڈیزی اس وقت اینا کو سلا کر ابھی فارغ ہوئی تھی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کی نظر اینا پر پڑی۔ اسے نظر انداز کرتے ہوئے اس نے پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی مگر وہ کہیں نہیں تھی۔ ڈیزی اسے اس حالت میں بھاگتا دیکھ حیران بھی ہوئی اور پریشان بھی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟" اس نے سوال کیا۔

اشعر ہوش میں آیا اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔ نظر نہ چاہتے ہوئے بھی بار بار کمرے کی ہر جانب اٹھتی تھی۔

"ایناسو گئی؟"

"جی۔ بہت مشکل سے سوئی ہے۔" ڈیزی واقعی تھکی تھکی لگ رہی تھی۔

اشعر ایناکے پر سکون چہرے پر نظریں ٹکائے کھڑا رہا۔ اچانک ہی اسے دوبارہ نورِ نظر کا احساس ہوا۔ وہ ایناکے پاس بیٹھ کر اس کا ماتھا چوم رہی تھی۔ مسکراہٹ اب غائب تھی جبکہ آنکھوں میں کرب تھا۔ وہ چند لمحے ایناکو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتی رہی اور پھر نم آنکھوں سے اشعر کو دیکھا۔ چند لمحوں بعد وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اشعر کے پاس آئی۔ آنکھوں میں اب کی بار کوئی شرارت نہ تھی۔ اس نے بنا کچھ کہے خاموشی سے اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔ اشعر کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ دم سادھے بت بنا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ وہ بالکل ساکت کھڑا تھا کہ کہیں اس کی کسی حرکت پر وہ پھر سے غائب نہ ہو جائے۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی اشعر۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ آواز نورِ نظر کی ہی تھی لیکن اسے کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے محسوس کیا وہ وہاں نہیں تھی۔ وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

اس دن وہ اپنے کمرے میں جا کر خوب رویا۔ اتنا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں رویا تھا۔ اور وہ آخری بار تھا۔ اس کے بعد اس کی آنکھیں خشک اور ویران ہو گئیں۔ پھر کسی نے اسے روتا ہوا نہیں دیکھا۔ اس کے دل و دماغ پر اب انتقام کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔ زمان کے متعلق وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ بھی اس قتل میں ملوث تھا۔ اس لیے صرف اور صرف نوشابہ سے انتقام لینا اس کا جنون بن چکا تھا۔

شام کو ڈیزی اینا کو لیے لان میں بیٹھی تھی۔ تب ہی اسے سامنے سے آتا اشعر دکھائی دیا۔ وہ پہلے پہل اسے دیکھ کر چونک گئی۔ وہ صبح والے اشعر سے کافی مختلف تھا۔ سفید شرٹ کے ساتھ سرمئی پینٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔ بال جیل سے اچھی طرح سیٹ کیے گئے تھے۔ بھوری آنکھیں بالکل خشک تھیں۔ ایسے جیسے صدیوں سے ویران پڑی ہوں۔ شخصیت شاندار جبکہ چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔

"آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

اشعر نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"اپنے کام پر۔"

وہ اتنا کہتا وہاں سے چلا گیا۔ وہ ابھی بھی آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ سر سے پٹی اتار دی گئی تھی۔ اس کے زخم ابھی نہیں بھرے تھے مگر وہ اداکاری کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

اگلی شام کو وہ واپس آیا تو کافی جلدی میں تھا۔ وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا اور اپنا ضروری سامان پیک کرنے لگا۔

جب وہ باہر آیا تو ڈیزی کو آوازیں لگانا شروع کر دیں۔ ڈیزی اینا کو لیے اس کے پاس آئی۔

"تھوڑی دیر بعد صیاد یہاں پہنچے گا۔ تم اپنا سامان پیک کر لو پھر وہ تمہیں اور اینا کو ٹوکیو لے جائے گا۔"

"مگر کہاں؟"

"ایش گو تن۔ اس وقت صرف وہی ایک جگہ ہے جہاں اینا محفوظ رہے گی۔"

"لیکن اشعر ساماوہاں کا ماحول۔" اشعر دو قدم آگے بڑھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"میں اپنی بیٹی کو اس ماحول کا عادی بناؤں گا۔ نورِ نظر کو اس ماحول سے بچانے کی کوشش کا نتیجہ تم دیکھ چکی ہو۔" اس کا لہجہ سخت تھا۔ وہ کم از کم اس وقت ڈیزی کو اشعر نہیں لگا۔ "ڈارکنیس ورلڈ میں پیدا ہونے والے اس سے کبھی دور نہیں جاسکتے۔ کبھی بھی نہیں۔ یہی ان کی بدقسمتی ہوتی ہے۔"

وہ تب چپ ہوا جب نظر اینا کے چہرے پر پڑی۔ اشعر کے چہرے کے تاثرات فوراً بدلے۔ سختی کی جگہ نرمی نے لے لی۔ ڈیزی نے تاثرات پڑھتے ہوئے اینا اس کی جانب بڑھادی۔ اشعر نے اسے اپنے بازوؤں میں لیا اور چند لمحے ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کو غور سے، محبت سے دیکھتا رہا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اس کی نیلی آنکھیں بالکل اپنی ماں پر گئی تھیں۔ گہری اور چمکدار جن کے گرد لمبی، گھنی اور مڑی ہوئی پلکیں تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب اشعر نے چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے ایسا لگا جیسے نورِ نظر اسے دیکھ رہی ہے۔ وہ اسی کی آنکھیں ہی تو تھیں۔

دل کو کچھ ہوا۔ جب پتھر دل نرم ہونے لگا تو اس نے اس کا ماتھا چوما۔ اینا کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔ اسے آخری بار دیکھ کر اس نے اینا ڈیزی کو واپس تھما دی۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" ڈیزی نے سوال کیا۔

"پاکستان۔" مختصر سا جواب دیتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

•••••

موجودہ وقت یعنی وفا کی منگنی کے بعد کا وقت پہلے سے کافی مختلف تھا۔ مراد ہاؤس میں اس وقت مکمل خاموشی تھی۔ لاؤنج میں بیٹھا شاہ میر اپنے موبائل میں مصروف تھا۔ تب ہی زریں اس کے پاس آ بیٹھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر بولی۔

"شاہ میر تمہیں نہیں لگتا کہ سب بدل گیا ہے؟"

شاہ میر نے سر اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"مطلب؟ کیا بدل گیا ہے؟"

"مراد ہاؤس۔"

شاہ میر نے نا سمجھی سے اپنی ماں کو دیکھا تو وہ مزید بولی۔

"کچھ عرصہ پہلے جو ہر وقت رونق لگی رہتی تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ وفا اپنی منگنی کے بعد خاموش سی ہو گئی ہے۔"

"جب آپ کو وجہ معلوم ہے تو پھر کیوں زیادہ سوچ رہی ہیں؟"

زریں خاموش ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس نے پھر بولنا شروع کیا۔

"اب واقعی لگتا ہے کہ وفا ہی اس گھر کی رونق ہے۔ وہ کیا خاموش ہوئی ہے مراد ہاؤس خالی خالی سا لگتا ہے۔ سب اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ کھانے کی ٹیبل پر بھی کوئی نہیں ہوتا۔" اس کے لہجے میں رنج تھا۔

"تو قصور آپ کے شوہر محترم کا ہے مما۔" شاہ میر کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"کیوں اپنے باپ کے پیچھے پڑ گئے ہو؟" زریں نے افسوس سے کہا۔

"میں اپنے باپ کے پیچھے نہیں بلکہ میرا باپ مراد ہاؤس کی خوشیوں کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ آپ لوگ سمجھتے کیوں نہیں ہیں؟"

"سمجھ تم نہیں رہے اور وہ بھی اپنے باپ کو۔ شاہ میر اپنے باپ کے خلاف کون جاتا ہے بھلا؟" زریں حیرت اور بے بسی سے بولی۔

"شاہ میر مراد۔"

"اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ کا نام استعمال کرتے ہوئے تمہیں شرم آتی ہے کیا؟"

"میرا جواب آپ کو پسند نہیں آئے گا مما۔"

"آخر تمہیں اپنے باپ سے مسئلہ کیا ہے؟ کیا کیا ہے اس نے؟"

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر شاہ میر نے ایک ابرو اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"کیا مجھے آپ کو بتانے کی ضرورت ہے؟" شاہ میر کے سوال پر زریں نے نظریں چرا لیں۔

"وہ سب جھوٹ ہے۔ صرف الزام.... تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا باپ ایسا کر سکتا ہے؟"

"جی ہاں!" وہ اٹھ کر اپنی ماں کے ساتھ آ بیٹھا۔

"مما آپ سب جانتی ہیں۔ اس گھر میں صرف آپ ہی ہیں جو سب جانتی ہیں یا پھر سلیم چاچو۔ اب ان کی تو کوئی سننے سے رہا۔ لیکن کم از کم آپ تو کچھ خیال کریں۔ کب تک بابا کو ڈیفنڈ کرتی رہیں گی۔ آپ جانتی ہیں کہ وفا سے عفان کی شادی کا فیصلہ بالکل غلط ہے۔ وفا کے ساتھ ظلم ہے یہ۔ آپ کیوں نہیں کچھ کرتیں؟"

"میں کیا کر سکتی ہوں شاہ میر؟"

"آپ بابا کو سمجھائیں۔"

"میں سعیر کے خلاف نہیں جا سکتی۔ وہ فیصلہ کر چکا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ اپنا فیصلہ کبھی نہیں بدلے گا میں اس کے خلاف جا کر خود کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔"

"لیکن مماوفا بہت معصوم ہے۔ وہ ایک مابسٹر کے ساتھ کیسے سروائیو کر سکتی ہے؟"

"وہ کر لے گی شاہ میر۔ تمہاری ماں کر سکتی ہے تو وہ کیوں نہیں؟"

"وفا زریں نہیں ہے۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو میں مان لیتا مگر وفا.... مماوفا یہ سب نہیں جھیل پائے گی۔ محبتوں میں پلی بڑھی لڑکی دھوکے کی دنیا میں کیسے جی پائے گی؟ وہ آپ کی طرح اداکاری نہیں کر سکتی۔ اسے ہتھیاروں سے ڈر لگتا ہے۔ ظلم سے وحشت ہوتی ہے۔ میں جانتا ہوں اسے۔ وہ سروائیو نہیں کر پائے گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اس کی فکر چھوڑ دو۔ ورنہ اپنے باپ کا تم پر جو تھوڑا بہت اعتبار بچا ہے اسے کھو دو گے۔"

شاہ میر سرد آہ بھرتا رہ گیا۔

"افسوس کہ مراد ہاؤس کا ہر فرد اس سے محبت کرنے کے باوجود اس کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا۔"

"شاہ میر۔ تمہارا باپ اسے مار دے گا۔ اگر ہم میں سے کسی نے کوئی بھی قدم اٹھایا تو وہ جان سے جائے گی۔" زریں کے لہجے میں سوگواریت سی تھی۔

"اسی لیے تو خاموش ہوں مما۔" شاہ میر نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"مجھے اس کی فکر ہے شاہ میر۔ وہ میرے اور آفرین کے ہاتھوں میں پلی ہے۔ وہ مجھے نوشابہ سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔ ہمارا کوئی بھی غلط قدم اس کی جان لے سکتا ہے۔ سعیر کو اسے مارنے کا فقط بہانہ چاہیے۔ جس دن اسے کوئی بہانہ ملا وہ اسے مار دے گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

شاہ میر سر جھکائے خاموشی سے سنتا رہا۔ ان دونوں میں کافی دیر خاموشی رہی۔

"وفا کتنی معصوم ہے ناں مما۔ جو اس کا دشمن ہے اسی سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ اسی کو سگے باپ کی جگہ دے کر سگی بیٹی کی طرح اس کی عزت کرتی ہے۔"

زریں کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"شاہ میر ایک بات تو طے ہے کہ وفا کا انجام موت ہے۔ وہ کبھی بھی اسے موت دے دے گا۔"

"اگر وفا کو کبھی کچھ ہوا نا مما تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اس گھر سے تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا اور مڑ کر کبھی اس گھر کی طرف نہیں دیکھوں گا۔"

"اور اگر وفا کو کچھ نہ ہوا تو سعیر جان سے جائے گا۔" وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بولی جبکہ شاہ میر چونکا۔

"وہ بابا کو کسی صورت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کسی صورت بھی نہیں۔ اگر میں ابھی جا کر اسے بتا دوں کہ بابا اس کے دشمن ہیں تو وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرے گی۔ وہ بابا پر اور حدید پر اندھا اعتبار کرتی ہے اور وہ دونوں ہی...." شاہ میر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"نہیں شاہ میر۔ اس کی رگوں میں جہان کا خون ہے۔ جہان یامی نوکائی کا سب سے نڈر اور بہادر ممبر تھا۔ ارباز کی غیر موجودگی میں وہی یامی نوکائی کو لیڈ کیا کرتا تھا۔ وفا اس کی

بیٹی ہے۔ اس کے پاس صلاحیتیں ہیں مگر وہ انہیں پہچان نہیں پا رہی۔ اگر وہ ان کو پہچان لے تو وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ وہ ڈارکنیس ورلڈ میں اپنا مقام بنا سکتی ہے۔ "

"ایسا نہیں ہو سکتا مما۔ وفا نے آج تک ایک مچھر نہیں مارا اور آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ ڈارکنیس ورلڈ میں اپنا مقام بنائے گی۔" شاہ میر کے لبوں پر افسوس بھری مسکراہٹ در آئی۔

•••••

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا سلیم مراد کے کمرے میں بیٹھی اسے دوائی دے رہی تھی۔ چہرے پر سنجیدگی سی تھی۔ مسکراہٹ غائب تھی۔ سلیم اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب وہ اسے دوائی دے کر باہر جانے لگی تو سلیم نے اسے روکا۔

"وفا" !

"جی چاچو جان!" اس نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تو سلیم نے اسے اپنے پاس آنے کو کہا۔

وہ اس کے پاس آ بیٹھی تو اس نے اس کا ہاتھ اپنے جھریوں زدہ ہاتھوں میں لیا۔

"کیا ہوا ہے ہماری گڑیا کو؟" وہ اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ وفا نے فوراً نظریں چرا لیں۔

"کچھ نہیں چاچو جان۔"

"پھر اتنی اداس کیوں ہو؟"

"نہیں تو۔ میں اداس نہیں ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیم ہنس دیا۔

"مجھ سے جھوٹ بولو گی؟"

"نہیں چاچو جان میں جھوٹ نہیں بول رہی۔"

"منگنی سے خوش ہو؟"

وفا کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔ ”جی چاچو جان۔ میں خوش ہوں۔ آفٹر آل عفان میرا دوست بھی ہے اور کزن بھی۔ ہم دونوں میں کافی انڈرسٹینڈنگ ہے۔“

”تم کہو تو میں سعیر سے بات کروں؟“

”کیسی بات؟“ اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

”تم جانتی ہو وفا کہ کیا بات۔“

وفا کی نظریں جھک گئیں۔

”میں انہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتی۔ وہ اس فیصلے سے خوش ہیں۔ پوری فیملی اس فیصلے سے خوش ہے۔ میں ان کی خوشی کا قتل نہیں کر سکتی۔“

”تمہاری پوری زندگی کا سوال ہے۔ اس معاملے میں بھی تم ان لوگوں کی خوشی کے بارے میں سوچ رہی ہو؟“ اسے جیسے افسوس ہوا۔

”کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میری خوشی ادھوری ہے۔ میری محبت کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔“

"کس کو؟"

"آپ جانتے ہیں کس کو۔" وفا کی بات پر سلیم نے گہری سانس لی۔

"تمہیں اسے بتا دینا چاہیے تھا۔"

"نہیں چاچو جان۔ عین ممکن تھا کہ میرے اظہارِ محبت سے ہماری دوستی بھی ختم ہو جاتی۔ محبت نہ سہی کم از کم دوستی تو برقرار رہے۔"

سلیم ہنس دیا۔

"کافی سمجھدار ہو گئی ہے میری گڑیا۔"

وفا مسکرا دی اور انگلی کے پوروں سے آنکھوں کے کنارے صاف کیے۔

"اس سے رابطہ کیا؟"

وفا نے سر اٹھا کر نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا۔ "میں نے کوشش کی تھی مگر وہ مجھ سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا۔"

"شاید وہ موو آن کرنا چاہتا ہے۔" سلیم کے جواب پر وفا ہنس دی۔

"وہ بہت پہلے ہی مجھ سے موو آن کر چکا ہے۔ وہ کسی اور سے محبت کر چکا ہے چاچو جان۔"

"تمہارے لیے بھی موو آن کرنا بہتر ہے۔"

"کوشش کر رہی ہوں مگر یہ بالکل بھی آسان نہیں ہے۔"

"ناممکن بھی نہیں ہے۔" سلیم کی بات سن کر وفا نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

آج سے دو دن قبل حدید اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ سامنے لیپ ٹاپ رکھا تھا اور وہ پر سوچ نگاہوں سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اسکرین پر ایش کی تمام ڈیٹیلز موجود تھیں۔ اس نے ایش کی انسٹاگرام آئی ڈی اوپن کی تو اشعر کی تصاویر دیکھنے کو ملیں۔

"اس نے اپنا نام اشعر سے بدل کر ایش کیوں رکھ دیا؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم اس طرح اس تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔" سامنے بیٹھے سعیر نے سوال کیا۔

"یہی تو وہ چاہتا ہے۔" حدید کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "وہ انتقام لینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے دشمن خود اس تک پہنچیں۔ کھونے کے لیے اس کے پاس صرف اس کی بیوی تھی جو نوشابہ کی بے وقوفی کے باعث مر چکی ہے۔"

"تم نے ٹھیک کہا تھا حدید۔ نوشابہ اس سے محبت کرتی ہے۔ تم جانتے ہو کہ میرا ارادہ عفان اور نوشابہ کی شادی کروانے کا تھا مگر نوشابہ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد میری نظر میں وفا سے زیادہ اچھی لڑکی عفان کے لیے کوئی نہیں تھی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید نے تھوک نگلا۔ گلے میں کچھ اٹک گیا۔ وہ چند ساعتیں خاموش رہا۔ وفا کے ذکر پر ماضی اس کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ ایک دم ہر طرف گلاب کے پھولوں کی خوشبو پھیل گئی۔ اس نے سر جھٹکا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"آج میں واپس پاکستان جا رہا ہوں۔" سعیر نے اسے اطلاع دی تو حدید نے سر کو خم دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ سعیر نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

•••••

اس وقت سعیر سٹڈی میں بیٹھا تھا۔ نوشابہ اس کے پاس اس کی کرسی پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ دونوں کی نظر سامنے بیٹھے عفان پر تھی۔ وہ کافی پریشان اور متذبذب دکھائی دے رہا تھا۔

"سعیر سامامیں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے آپ کے لیے اپنے باپ کے خلاف جا کر مافیا جوائن کیا۔ آپ کا ساتھ دیا مگر اب جو آپ کرنے کا کہہ رہے ہیں وہ "...

"وہ تمہیں ہر حال میں کرنا ہے۔" سعیر نے کرخت لہجے میں کہا تو عفان نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ نوشابہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔

"اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ پلیز ایسا مت کریں۔"

"عفان کیا میں بکواس کر رہا ہوں؟" سعیر غرایا۔ "تمہیں صرف وہ کرنا ہے جو تمہیں کہا گیا ہے۔ باقی سب ہم سنبھال لیں گے۔"

عفان کا سر جھک گیا۔

"جی"۔

نوشابہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"دیکھو اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں بہت فائدہ ہو گا۔ پاکستان میں موجود ڈیڈ کا بزنس تم سنبھالو گے۔ اس کے علاوہ تم جو چاہو گے بابا تمہیں وہ دیں گے۔"

عفان نے اس کی بات پر گہری سانس لی۔

"یہ تم کیوں نہیں کر لیتی؟"

"سب جانتے ہیں کہ میرے اور وفا کے تعلقات شروع سے ہی خراب ہیں۔ سب کا شک سیدھا مجھ پر جائے گا۔ لیکن اگر میری جگہ تم ہوگے تو شاید سب وہی سمجھیں جو ہم انہیں سمجھانا چاہتے ہیں۔"

عفان نے اثبات میں سر ہلایا۔

ڈنر کے وقت ٹیبل پر صرف چند لوگ ہی موجود تھے۔ سعیر آج کافی عرصہ بعد وہاں آیا تھا۔ اس نے باری باری زریں اور آفرین کو دیکھا۔

"باقی سب کہاں ہیں؟"

"عفان اپنے کمرے میں، نوشابہ اپنے کمرے میں، وفا اپنے کمرے میں جبکہ شاہ میر اور فریال کراچی گئے ہوئے ہیں۔"

سعیر نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"ان سب کو بلاؤ جو اپنے کمروں میں بیٹھے ہیں۔"

سعیر نے حکم دیا تو منصب بی ان سب کو بلانے چلی گئیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں وہاں موجود تھے۔ وفا عفان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی مگر چہرہ خاموش تھا۔ نوشابہ اس کے بالکل سامنے ہی شاہ میر کی جگہ پر بیٹھی تھی۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے وفا؟" سعیر نے سب سے پہلے وفا سے سوال کیا۔

"ٹھیک ہے چاچو جان۔" اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اتنی خاموش کیوں ہو؟"

"نہیں تو۔"

"عفان منگنی کے بعد تم نے وفا کا خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے۔" سعیر عفان کی جانب متوجہ ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں چاچو جان بس آفس کے کاموں میں مصروف رہتا ہوں۔ وفا سے بات کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا۔"

"اب سے اسے ٹائم دینا شروع کر دو۔ کبھی لنچ پر، کبھی شاپنگ پر لے جایا کرو۔ پری کے بعد تو یہ بالکل اکیلی اور خاموش ہو چکی ہے۔"

"پری نہیں ہادی۔" سب نے سوچا مگر لبوں پر خاموشی رہی۔

"جی چاچو جان۔"

"گڈ۔ کل ہی اسے آؤٹنگ پر لے جانا۔"

عفان نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ وفا خاموش ہی بیٹھی رہی۔ شاید ہادی کے بعد اسے خاموشی راس آنے لگی تھی۔ اس کی نظر بے اختیار نوشابہ پر پڑی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی جبکہ وفا کو اس کی مسکراہٹ دیکھنے کے بعد عجیب سے احساس نے آگھیرا۔ اس نے سر جھٹکا۔ ڈنر کے دوران عفان کی نظر بار بار وفا پر پڑتی۔ گویا وہ کھانے سے زیادہ وفا کی جانب متوجہ تھا۔ اس کا یوں بار بار وقفے وقفے سے اسے دیکھنا وفا کو پریشان کرنے لگا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر اس کی نظر کو محسوس کر رہی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اس کا جی چاہا کہ وہ اپنی فیملی کو چھوڑ کر وہاں سے چلی جائے۔ اس کا کھانے سے جی اٹھ گیا۔ سعیر کی موجودگی کے باعث وہ محض چمچ ہلاتی رہی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم کھانا کیوں نہیں کھا رہیں.... کزن ڈیئرسٹ؟" نوشابہ نے معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس سے سوال کیا تو سب کی نظر وفا کی پلیٹ پر پڑی جس میں کھانا ویسے کا ویسا رکھا تھا۔ وفا اچانک ہی گڑبڑا گئی۔ اسے کیا کہنا چاہیے وہ نہیں جانتی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری وفا؟" زریں نے فکرمندی سے پوچھا۔ وفا پریشان ہو گئی۔ اس کی کیفیت خود اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

"لگ تو نہیں رہا۔" آفرین نے اس کی شکل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا جس پر بے چینی سی تھی۔ عفان نے اپنی دو انگلیوں کی پشت سے وفا کا ماتھا چھوا۔ اس کا وجود برف کی مانند سرد پڑ چکا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں ٹھیک ہوں بس مجھے تھوڑا آرام کرنا ہے۔" وفا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور عجلت میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ عفان اس کی بے رخی پر گہری سانس لیتا رہ گیا۔

وہ کمرے میں آئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔ شاہ میر جب بھی کہیں جاتا وفا کو اپنی تصاویر ضرور بھیجتا تھا۔ یا پھر یوں کہا جائے کہ مراد ہاؤس کا کوئی بھی فرد باہر تفریح کے لیے جاتا تو اپنی تصاویر باقی سب کو بھیجنا اپنا

فرض سمجھتا تھا۔ آج بھی وہی ہوا۔ شاہ میر نے اپنی اور فریال کی چند تصاویر بھیجی تھیں جن میں شاہ میر اور فریال کی شرارتیں واضح تھیں۔ کسی تصویر میں شاہ میر فریال کا کان کھینچے ہوئے تھا تو کسی تصویر میں فریال شاہ میر کا۔ ایک تصویر میں وہ چاکلیٹ کھا رہے تھے جس کے ساتھ میسج تھا۔ "مِسنگ یو وفا۔"

وہ زخمی کا مسکرا دی۔

"مِسنگ یو ٹو شاہ میر بھائی۔" اس نے میسج سینڈ کر کے موبائل ایک طرف رکھ دیا اور آنکھیں موند لیں۔ بعض اوقات انسان کی زندگی جانتے ہو کیسے بدلتی ہے؟ ایک وقت میں اس کے پاس اتنے سارے دوست ہوتے ہیں کہ لوگ اس پر رشک کرتے ہیں۔ اس کے پاس ہزاروں خوشیاں ہوتی ہیں، قہقہے لگانے کے ہزار بہانے ہوتے ہیں مگر پھر جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟ وقت بدلتا ہے اور سب ختم ہو جاتا ہے۔ دوست وہی ہوتے ہیں بس دوستیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ احساس بدل جاتے ہیں۔ ان کے ہونے کے باوجود انسان کے پاس کوئی نہیں ہوتا۔ وہ تنہا ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس ایسا کوئی نہیں ہوتا جس کو وہ اپنا حال سنا سکے۔ جس کو اپنی تکلیف اور درد کا بتا کر وہ اپنا دل ہلکا کر سکے۔ جس کے کندھے پر سر

رکھ کر وہ رو سکے۔ وہ دنیا کی بھیڑ میں بھی تنہا ہو جاتا ہے۔ اسے ان بے نام دوستوں کی موجودگی سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ اسے کسی کی اشد ضرورت ہوتی ہے مگر پھر بھی اسے کوئی نہیں چاہیے ہوتا۔

اسے اس وقت اپنی قسمت پر رشک نہیں بلکہ ترس آیا تھا۔ وہ ہر درد، ہر تکلیف سب سے پہلے ہادی کو بتایا کرتی تھی۔ آج وہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اس کا سب سے اچھا دوست عفان تھا جس سے وہ ہر بات شیئر کرتی تھی۔ آج حالات ایسے تھے کہ اسے عفان سے الجھن ہونے لگی تھی۔ شاہ میر خود اس کے لیے کچھ نہ کرنے پر پشیمان تھا۔ وہ اسے کچھ بھی بتا کر مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پری، تعوذ، شیریں.... وہ کسی سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔ وقت نے گویا اس سے اس کی زبان چھین لی تھی۔ وہ تکلیف میں نہ ہو کر بھی تکلیف میں تھی۔ تکلیف کس بات کی تھی یہ اسے معلوم نہ تھا۔ صرف ہادی کے بچھڑنے سے اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا۔

وہ اٹھ بیٹھی تو اس کے سر میں ٹیس سی اٹھی۔ اسے اپنے گالوں پر گرم آنسو بہتے محسوس ہوئے۔ سر چکرانے لگا۔ اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ خود بخود کام کرنے

لگے۔اس نے حدید کی چیٹ اوپن کی۔ان کی آخری بات کو کئی دن گزر چکے تھے۔

لاشعوری طور پر اس نے اسے کال ملائی۔چند لمحے گزرے... مگر کال ریسیور نہ کی گئی۔

اس کی سنہری آنکھیں ایک دم زور سے برس پڑیں اور پھر وہ روتی چلی گئی۔

کافی دیر بعد اس کے گلاس ڈور پر کسی نے دستک دی۔اس نے فوراً اپنے آنسو پونچھے اور چہرہ واش کرنے چلی گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس آئی اور گلاس ڈور کے سامنے سے پردے ہٹائے۔سامنے اسے عفان کھڑا نظر آیا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور اسے باہر آنے کو کہا۔تب ہی وفا کی نظر پیچھے کرسی پر بیٹھی نوشابہ پر پڑی۔اس کا تو مانو موڈ مزید غارت ہو گیا۔وہ بددل ہو کر باہر آئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہیلو کزن ڈیئر سٹ! کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟"نوشابہ کا لہجہ....وفا مشکوک انداز میں اسے دیکھے گئی۔

"اتنی دیر میں صرف موڈ خراب ہوتا ہے۔طبیعت ٹھیک نہیں۔"وفا کو نہ جانے کیوں بس غصہ آیا تھا۔

عفان اور نوشابہ نے نظروں کا تبادلہ کیا۔ پھر عفان نے کھنکھار کر دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ ہم تین کزنز ہی اس وقت گھر موجود ہیں تو کیوں نہ کہیں باہر چلیں۔ تمہارا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا اور طبیعت بھی۔"

"نہیں مجھے نہیں جانا۔" وفا نے فوراً انکار کیا۔

"کم آن!" نوشابہ بالکل سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "میرے ساتھ باہر جانے کا موقع تمہیں پھر کبھی نہیں ملے گا۔"

"دیکھو وفا۔ نوشابہ کبھی کبھی ہی تو کہتی ہے۔ میرے خیال سے تمہیں اس کا دل رکھ لینا چاہیے۔" عفان نے اپنا حصہ ڈالا۔

اس سے پہلے کہ وفا کچھ کہتی اچانک ہی عفان کا فون بجنے لگا۔ وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چل لو وفا۔ اس کے بدلے میں تمہیں.... وہ کھنکھاری.... وہ شرط معاف کر دوں گی۔"

وفا چونکی۔ "کون سی شرط؟"

نوشابہ نے کرسی سے ٹیک لگائی جبکہ چہرے پر مشکوک سی مسکراہٹ تھی۔

"تمہارے بال۔" اس نے اس کے لمبے بالوں کی جانب دیکھا۔

وفا کو اچانک ہی اس سے لگائی گئی شرط یاد آگئی۔ گلے میں جیسے کچھ اٹک گیا۔ وہ بول نہیں پائی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں۔ تمہارا دکھ بہت بڑا ہے۔ میں تمہیں مزید دکھ نہیں دینا چاہتی۔ آخر کو تمہیں اپنے بال بہت زیادہ عزیز ہیں کسی عزیز کو کھو دینے کے بعد انہیں کھو دینا برداشت نہیں کر پاؤ گی تم۔" اس نے یقیناً اس کے زخموں پر نمک چھڑکا تھا۔ اتنے میں عفان واپس آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں تو کیا فیصلہ کیا تم نے؟"

"میرا ابھی جانے کا موڈ نہیں ہے۔ پھر کبھی۔" وفا ہمت جمع کر کے بہ مشکل بول پائی۔

"ٹھیک ہے پھر کل چلتے ہیں۔" نوشابہ یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ شاید اسے جانا تھا۔

دونوں نے وفا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وفا نے مجبوراً اثبات میں سر ہلایا۔

نوشابہ چلی گئی تو ان دونوں میں کافی دیر خاموشی رہی۔ وہ آسمان کو تکتی رہی یہ جانتے ہوئے بھی کہ عفان اس پر نظریں ٹکائے ہوئے ہے اور اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ طویل خاموشی کے بعد اچانک ہی عفان بول پڑا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں وفا؟ میری وفا تو ایسی نہیں تھی۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

وفا نے اس کی جانب دیکھے بغیر نفی میں سر ہلایا۔ وہ اپنے آنسو چھپانے کی کوشش میں لگی تھی۔ عفان جس سے اس نے آج تک کوئی بات نہیں چھپائی تھی اس سے اپنے آنسو اور اپنا درد چھپانا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔

"مجھے لگنے لگا ہے کہ تم مجھ میں ذرا بھی انٹرسٹڈ نہیں ہو۔ منگنی سے پہلے ہمارے درمیان جو دوستی تھی وہ بھی ختم ہو چکی ہے۔"

وفا نے تھوک نگلا۔

"وفا جیسی ہر وقت ہنسنے مسکرانے والی لڑکی اتنی سنجیدہ اور خاموش کیسے ہو سکتی ہے؟"

وفا نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"خاموشی اور سنجیدگی کے لیے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"وجہ ہوتی ہے وفا۔ کیا تم اس منگنی سے خوش نہیں ہو؟" وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

وفا نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر گہری سانس لی۔

"ایسی بات نہیں ہے عفان۔ میں خوش ہوں۔ کچھ دن تک میں تمہیں پہلے جیسی نظر آؤں گی۔"

اب کی بار عفان کے گلے میں کچھ اٹکا تھا۔ گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری تھی۔ وہ زبردستی مسکرایا۔

"پکا؟" وہ بہ مشکل بول پایا۔

وفا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ اسے موو آن کرنا تھا۔ اسے حقیقت کو قبول کرنا تھا۔

"گڈ گرل! پھر کل لنچ باہر کریں گے۔ تم ریڈی رہنا۔"

وہ مسکرا کر کہتا اٹھا۔ وفا جواباً مسکرائی تو وہ سر کو خم دیتا اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ وفا سرد آہ بھرتی رہ گئی۔

اگلا دن سب کچھ بدلنے والا تھا۔ وہ صبح اٹھی تو طبیعت مزید بوجھل تھی۔ فریش ہونے کے بعد وہ ابھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بالوں میں برش چلا رہی تھی تب ہی منصب بی اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"وفا پتر! تینوں زریں بی بی بلاری اے۔"

وفا دھیرے سے مسکرا دی۔

"منصب بی آپ میرے ساتھ ایک ہی زبان کیوں نہیں بول سکتیں؟"

"کیا کروں وفا پتر۔ اپنی زبان بھولتی تھوڑی نہ ہے۔ آپ ہی زبان پہ آجاتی ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا کوئی بات نہیں۔ آپ چلیں میں آ رہی ہوں۔" وفا پھر سے برش چلانے لگی۔ اس نے آئینے میں منصب بی کا عکس دیکھا تو پھر انہیں مڑ کر دیکھا۔ وہ ابھی تک کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟ کوئی کام ہے کیا؟"

منصب بی نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا؟" وفا چند قدم آگے آ کر اس کے بالکل مقابل آ ٹھہری۔

"تو ہادی کو سب کچھ بتا کیوں نہیں دیتی پتر؟"

"کیا؟" وفا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہی کہ تو اس منگنی سے خوش نہیں ہے۔ تو اس سے محبت کرتی ہے۔"

وفا چند لمحے انہیں یک ٹک دیکھے گئی۔ ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"

"سچ!" ان کا لہجہ بے باک تھا۔

وفا چند لمحے کچھ نہیں بول پائی۔ الفاظ ختم ہو چکے تھے۔

"تو نے اسے کیوں جانے دیا؟"

"اسے جانا تھا منصب بی۔ میں اسے روک کر ساری زندگی پشیمان نہیں رہنا چاہتی تھی۔" وہ سنبھل کر بولی۔

"مگر میں جانتی ہوں وفا۔ تو اسے روکتی تو وہ رک جاتا۔ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاتا مگر تو نے اسے روکا ہی نہیں۔ کیا تجھے اپنی محبت پر ذرا بھی یقین نہیں تھا؟"

وفا کے دل کو کچھ ہوا۔ عجیب سا سوال تھا۔

"اپنی محبت پر تو یقین تھا لیکن اس کی محبت پر نہیں تھا۔ منصب بی اسے مجھ سے محبت نہیں تھی۔ اسے اس کی وفا سے محبت ہی نہیں تھی۔"

"وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اسے تجھ سے محبت ہے اور بے حد ہے۔ حدید جیسے لوگ جنہیں اپنی انا جان سے زیادہ عزیز ہو وہ ہارا نہیں کرتے مگر وہ ہر بار تیرے سامنے ہار گیا۔ وہ ہر کسی سے سخت لہجے میں بات کرتا مگر تجھ سے بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ ایسا نرم ہو جاتا

جیسے وہ کسی معصوم بچے سے بات کر رہا ہو۔ وہ کچھ بھی بھول سکتا تھا مگر اتنی مصروفیت کے باوجود تیرے لئے چاکلیٹس لانا نہیں بھولتا تھا۔ وہ تجھے ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ ایسا کیسے ممکن ہے کہ اسے تجھ سے محبت نہیں؟ "

"ممکن ہے منصب بی۔" وفا نے سرد آہ بھری۔ "ممکن ہے تب ہی تو وہ جا چکا ہے۔ وہ میرے سامنے کسی اور سے محبت ہونے کا اقرار کر چکا ہے۔ وہ میری محبت اپنے پیروں تلے روند کر جا چکا ہے۔" آواز آخر میں کپکپا گئی۔ آنسو گلے میں کسی پھندے کی مانند پھنس گئے۔

"مگر آپ فکر نہ کریں۔ میں ہادی کو، اس کی یادوں کو پیچھے چھوڑ کر کافی آگے جا چکی ہوں۔ میں اپنی منگنی سے خوش ہوں۔ اور دیکھیے گا اب آپ کو وفا کبھی بھی خاموش اور اداس دکھائی نہیں دے گی۔" وہ زبردستی مسکرائی اور منصب بی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا گویا انہیں یقین دلا رہی ہو۔

"کم از کم آنسو تے چھپا لے۔ جھلی!" منصب بی نے اداسی سے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی جبکہ آنسو آنکھوں سے امڈنے لگے۔

"چل تو آجا فیر۔" انہوں نے اسے آنسو چھپاتا دیکھ وہاں سے چلے جانا ہی مناسب سمجھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ناشتہ کرنے کے بعد ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ پری حسیب کے ہمراہ انہیں ملنے آئی تھی۔ وفا اسے دیکھ کر مسکرائی جبکہ اسے دیکھ کر ہونے والی وہ بے حد خوشی غائب ہو چکی تھی۔ وہ پرجوش سی لڑکی اب خاموش ہو چکی تھی۔ پری نے محسوس کیا مگر چپ رہی۔

تھوڑی دیر بعد انہیں تعوذ آتا دکھائی دیا۔ گھر میں ہنسی مذاق شروع ہو گیا اور محفل سی لگ گئی۔ مگر وفا... وفا خاموش رہی۔

زریں اس کے پاس آکر بیٹھی اور اس کے سر پر پیار کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خاموش مت رہو وفا۔" انہوں نے غیر محسوس انداز میں اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

وفا نے بے اختیار زریں کا ہاتھ تھام لیا اور بے بسی سے بولی۔

"میرے بس میں نہیں ہے چچی جان۔"

اور زریں سرد آہ بھرتی رہ گئی۔

لنچ ٹائم سے تھوڑی دیر پہلے وہ سب ابھی تک ساتھ بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے کہ اچانک ہی وفا کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے موبائل کان سے لگایا تو شاہ میر کی آواز گونجی۔

"کیسی ہو کزن؟"

"میں ٹھیک آپ کیسے ہیں؟ فریال بھابھی کیسی ہیں؟"

"ہم دونوں ٹھیک ہیں بلکہ بہت مزے میں ہیں۔ تم بتاؤ... یہ گھر میں شور کیسا ہے؟"

وفا دھیرے سے مسکرا دی۔ "آج کافی عرصہ بعد سب ساتھ ہیں۔ فقط آپ کی کمی ہے۔"

"ارے واہ! ہمارے جانے کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ ہمم؟"

"نہیں شاہ میر بھائی ایسی بات نہیں ہے۔"

شاہ میر ہنس دیا۔ "جانتا ہوں۔ مذاق کر رہا تھا۔"

وفا تب تک وہاں سے اٹھ کر ایک طرف جا کھڑی ہوئی تھی جہاں شور قدرے کم تھا۔

"تمہارے لیے کیا لیتا آؤں؟"

"کچھ نہیں۔"

"پھر بھی۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو"....

"کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ ہے میرے پاس۔ آپ بس آجائیں۔" وفا کی آواز نم ہو گئی۔

"لگتا ہے کافی زیادہ یاد آرہی ہے میری۔" شاہ میر نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "میرا دل بہت گھبرا رہا ہے شاہ میر بھائی۔ صبح سے عجیب محسوس ہو رہا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

شاہ میر ایک دم سنجیدہ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"مطلب؟ کیا کچھ ہوا ہے؟"

"معلوم نہیں۔ شاید.... شاید کچھ ہونے والا ہے۔"

"تم عفان یا کسی اور دوست سے بات کر لو۔ شاید دل ہلکا ہو جائے۔" اس نے مشورہ دیا۔

"پتہ ہے شاہ میر بھائی۔ ایک دم سے ایسا لگنے لگا ہے کہ میرے پاس اب کوئی دوست نہیں ہے۔"

"تمہارے پاس تمہارا ہادی نہیں ہے وفا۔ شاید اسی لیے۔"

"میں کیا کروں؟" وہ بے بس سی بولی۔

"موو آن۔"

"یہ بہت زیادہ مشکل ہے۔ میں نے کوشش کی مگر وفا کی ہر بات میں ہادی ہوتا ہے۔ کوئی وفا سے بات کرے تو بھی ہادی کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کا ذکر، اس کی یادیں میرے ساتھ سائے کی طرح ہیں۔ میں ان سے پیچھا نہیں چھڑوا سکتی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم عفان کو ٹائم دو۔ اس کے ساتھ کہیں باہر جاؤ۔ شاید اس کی موجودگی میں تم حدید کو بھول جاؤ۔" وہ اس کے لیے کافی فکر مند تھا۔

"یو نو واٹ! مجھے نہیں معلوم کیوں مگر مجھے عفان سے، اس کی موجودگی سے الجھن ہونے لگی ہے۔"

"وفا!" شاہ میر نے اسے ٹوکا۔ آواز میں بے یقینی سی تھی۔ "تم نے تمام عمر اس کے ساتھ گزارنی ہے۔"

"لیکن میں بے بس ہوں۔"

"یو شڈ ٹرائی کیونکہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ حدید اب کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔"

وفا نے گہری سانس لی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ پلیز واپس آجائیں۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے میں اس گھر میں بالکل اکیلی ہوں۔ مجھے میرے بھائی کی ضرورت ہے۔" وہ رو دینے کو تھی۔

"اوکے اوکے۔ ہم کل ہی واپس آرہے ہیں۔ تم پریشان مت ہو۔ اپنا خیال رکھنا۔"

"جی۔" وفا نے رابطہ ختم کیا اور پھر واپس ان سب کے پاس آبیٹھی۔

آج چونکہ عفان نے آفس سے چھٹی کی تھی اس لیے وہ لنچ ٹائم گھر میں ہی موجود تھا۔ اس نے وفا کو چلنے کا کہا تو سارے گھر والے وفا کو چھیڑنے لگے۔ وہ بہ مشکل مسکرائی اور پھر نوشابہ کے متعلق پوچھا۔

"وہ تو صرف تمہیں منانے کے لیے کہہ رہی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ جائے گی۔ اس وقت وہ اپنے فرینڈز کے ساتھ گئی ہوئی ہے۔ ابھی صرف ہم دو ہی جا رہے ہیں۔" وفا کو برا لگا۔ نوشابہ کا نہ جانا تو برا لگ ہی نہیں سکتا تھا بلکہ باعثِ خوشی تھا۔ پھر کیا برا لگا وہ نہیں جانتی تھی۔

وفا ریڈی ہونے کے بعد کار میں آ بیٹھی جو عفان پہلے سے اسٹارٹ کر چکا تھا۔ عفان کی نظر اس پر پڑی تو وہ چونکا۔

"تم تیار نہیں ہوئیں؟"

وفا نے ایک نظر خود پر ڈالی اور ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں تیار ہوں عفان۔"

"تم اپنے ہونے والے شوہر کے ساتھ لنچ پر جا رہی ہو۔ پہلے تو ذرا سا باہر جانے کے لیے اتنا تیار ہوتی تھیں۔ اب کیا ہو گیا؟ اتنی سمپل؟"

وفا خاموش رہی اور چپکے سے آگے دیکھنے لگی۔ شاید اس کے پاس جواب نہیں تھا۔

وہ سادہ سا سفید لباس پہنے ہوئے تھی جبکہ ساتھ میں سرمئی دوپٹہ تھا۔ عفان کو کچھ یاد آیا تو اس کے چہرے پر تکلیف ابھری۔ اس نے سر جھٹکا اور پھر گاڑی چلانا شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ وفا کے فیورٹ ریستوران میں موجود تھے۔ اس کا فیورٹ کھانا میز پر سجا تھا۔ وقفے وقفے سے عفان اس سے بات کرتا تو وہ مختصر سا جواب دیتی۔ اس نے کھانا بھی تھوڑا سا کھایا۔

"وفا تم کچھ لے کیوں نہیں رہیں؟ میں نے سب کچھ تمہاری پسند کا منگوایا ہے۔"

"نہیں بس پیٹ بھر گیا۔"

پھر ان دونوں میں خاموشی رہی.... طویل خاموشی.... تھوڑی دیر بعد اچانک ہی وفا گہری سانس لے کر اس سے مخاطب ہوئی۔

"آئی ایم ریئلی سوری عفان۔ میرے رویے، میری خاموشی اور میری ان باتوں کے لیے جو تمہیں بری لگیں۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتی مگر میں مجبور ہوں۔ میں بے بس ہوں۔ مجھے خود نہیں معلوم کہ مجھے خود کو کیسے پہلے جیسا بنانا ہے۔ تم پلیز مجھے معاف کر دو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

عفان نے اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو تھاما جن میں سے ایک ہاتھ میں اس کے نام کی انگوٹھی تھی اور حدید کا دیا گیا بریسلٹ تھا۔ "میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ دوست کو کھو دینا آسان نہیں ہوتا۔ انسان زخمی ہو کر رہ جاتا ہے۔ آئی کین انڈرسٹینڈ۔ تم پلیز معافی مت مانگو۔"

"میں پرامس کرتی ہوں اب سے بالکل خاموش نہیں رہوں گی۔ تمہارے ساتھ اسی طرح ہنسی مذاق کروں گی جس طرح پہلے کیا کرتی تھی۔ اب تمہیں مراد ہاؤس میں پہلے والی وفا دیکھنے کو ملے گی۔"

وہ بولتی چلی گئی جبکہ عفان کا سانس رک گیا۔ اس کا جسم ایک دم ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ نظروں میں بے حد افسوس جاگا۔ بے حد ....

وہ زبردستی مسکرایا اور اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے بعد وہ واقعی پہلے جیسے ہو گئے۔ وہ ایک ساتھ بلکل پہلے کی طرح اپنی پسندیدہ جگہوں پر گئے۔ ہنسی مذاق کیا۔ وفا کافی عرصہ بعد مسکرائی تھی جبکہ عفان.... اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ اسے لگا جیسے وہ زمین میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ وہ بہ مشکل مسکرا رہا تھا۔ ملال تھا کہ جان لینے کو تھا۔

جب شام ڈھل چکی تو وہ دونوں اس وقت اپنی پسندیدہ سڑک پر ایک ساتھ چل رہے تھے۔ وہ مسلسل بول رہی تھی اور عفان کبھی اس کی بات پر مسکرا دیتا تو کبھی حیرت کا اظہار کرتا۔ ٹھنڈی ہوا کافی پر سکون کر رہی تھی۔ پاس سے گزرتے لڑکے نے انہیں روکا۔ اس کے ہاتھ میں لال گلاب تھے۔ عفان نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے پھول خرید لیے۔ وہ لڑکا چلا گیا تو اس نے وہ پھول وفا کی طرف بڑھائے۔ وفا کو اس وقت حدید بہت شدت سے یاد آنے لگا۔ دل میں تکلیف سی ہونے لگی۔ وہ سر جھٹک کر مسکرائی اور وہ پھول لے لیے۔ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس نے عفان کا بازو تھام کر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

عفان سکتے میں رہ گیا۔

وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ عفان کا فون بجنے لگا۔ اس نے اسکرین پر جگمگاتا نام دیکھا تو چہرے پر پسینے کی بوندیں واضح ہونے لگیں۔ وفا نے اس کے کندھے سے سر اٹھایا تو عفان اسے دیکھنے لگا۔ نگاہوں میں کچھ اتنا عجیب تھا کہ وفا کے دل میں عجیب سے احساس نے جنم لیا۔ شاید خوف یا شاید دکھ ....

"مم... میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں جب تک تم گاڑی میں بیٹھو۔" اس نے تھوڑے سے فاصلے پر موجود اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کیا جبکہ آواز میں لرزش تھی۔ وفا نے سر کو خم دیا اور پیچھے کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی عفان نے سرد آہ بھری۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ موبائل کان سے لگائے وہ من من بھر کے قدموں کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ لمحہ بہ لمحہ وہ دور ہو رہے تھے۔ چند لمحے گزرے.... وفا گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ عفان سعیر کی سنتا اب بھی آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کے بیچ فاصلہ بہت بڑھ چکا تھا۔ اتنا کہ عفان اگر مڑ کر دیکھتا وہ اسے اپنی گاڑی بہت چھوٹی نظر آتی۔ اگر وہ پیچھے کی جانب بھاگتا تو اسے کافی وقت لگ جاتا۔ وہ بڑھتا گیا اور بڑھتا گیا۔

سعیر نے کچھ کہا تو اس کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ دل ایک دم ٹھہر سا گیا۔ پھر جانتے ہو کیا ہوا؟

کچھ ٹکرانے کی زوردار آواز آئی۔ اتنی بلند آواز کہ عفان کو اپنے کانوں کے پردے متاثر ہوتے محسوس ہوئے۔ ایک دل خراش چیخ فضا میں بلند ہوئی۔ درد بھری.... تکلیف بھری.... مگر عفان چلتا رہا۔ رفتار قدرے سست پڑ چکی تھی۔ چلنا دوبھر ہو گیا تھا۔

آنکھیں بھیگ گئیں مگر وہ رکا نہیں بلکہ چلتا رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وفا کے ساتھ گزرا وقت کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔ مراد ہاؤس میں، اسکول میں، کالج میں، یونیورسٹی میں۔ وہ جہاں بھی جاتے ساتھ جایا کرتے تھے۔ ہر جگہ سے ان کی یادیں وابستہ تھیں حتیٰ کہ اس سڑک سے بھی۔ سعیر کی آواز جیسے دل کو پتھر کرنے لگی۔ آخر کار جب اس کی برداشت ختم ہوئی تو وہ مڑا۔ اسے اپنی وہ گاڑی دیکھنے کو نہ ملی جسے وہ چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ بہت دور سے ہی دیکھ سکتا تھا کہ اس کی گاڑی مکمل طور پر آگ کی زد میں تھی۔ ساتھ ایک ٹرک کھڑا تھا۔ جس کا ڈرائیور سعیر کی دی گئی معلومات کے مطابق بھاگ کر جا چکا تھا۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے اسے پکارا مگر آواز ساتھ چھوڑ چکی تھی۔

وہ آگے بڑھا مگر ہمت جواب دینے لگی۔ سعیر کی آواز موبائل سے اس کے کانوں میں گونجی۔

"تم اس کے قریب نہیں جاؤ گے۔"

عفان کے قدم رک گئے۔ وہ سکتے کی حالت میں سامنے موجود آگ سے لپٹی گاڑی کو دیکھتا رہا۔ لوگ اس کی جانب لپک رہے تھے۔ وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ وہیں کھڑا رہا۔ بغیر ایک قدم بڑھائے ....

....

مراد ہاؤس میں اس وقت بالکل سناٹا تھا۔ لوگ موجود تھے مگر خاموشی قبرستان کی سی تھی۔ سب خاموش تھے.... بالکل خاموش۔ آواز تھی تو محض سسکیوں کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پری آفرین سے لگ کر مسلسل رو رہی تھی۔ آفرین کے پاس اسے دلاسہ دینے کے لیے الفاظ تک نہ تھے۔ زریں بلکل سپاٹ چہرہ لیے بت بنی بیٹھی تھی۔ آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے۔ سعیر خاموشی سے میز پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔ تب ہی دروازے سے چند نفوس اندر داخل ہوئے۔ شاہ میر سکتے کی حالت میں تھا۔ وہ دھیرے دھیرے

چلتا ہوا ان تک آیا اور پھر زریں کے ساتھ ہی صوفے پر ڈھے گیا۔ اس کا حلیہ قابلِ ترس تھا۔

عفان کے بال بکھرے، آنکھیں سرخ جبکہ ہمت.... ہمت اس میں اب بھی نہیں تھی۔ ملال اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ تعوذ خاموش چہرہ لیے ہوئے تھا۔ اس کے علاوہ چند اور دوست بھی تھے جو ابھی اسے مٹی کے حوالے کر کے آئے تھے۔

پہلے پہل جب شاہ میر کراچی سے وہاں پہنچا تو اسے یقین ہی نہ آیا۔ وہ سخت صدمے میں اس کی موت سے انکاری تھا۔ وہ یقین ہی نہیں کر سکتا تھا کہ وفا مر چکی ہے۔ مراد ہاؤس کی وفا.... ہادی کی وفا.... سب کی دوست وفا.... مر چکی ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مگر اس کے ہاتھ میں موجود عفان کی انگوٹھی، حدید کا بریسلٹ، اس کی ڈی این اے رپورٹس.... سب اس کی موت کا یقین کرنے پر اسے مجبور کر گئے۔

سب گہرے صدمے میں تھے۔ بے یقین سے تھے مگر کیا کیا جائے۔ وہ مر چکی تھی۔

تب ہی دروازے سے ایک اور شخص داخل ہوا۔ وہ جس کے آنے سے پہلے ہی وفا کو خبر ہو جایا کرتی تھی۔ جس کے آنے پر وہ دل سے مسکرا اٹھتی تھی۔ وفا کا ہادی آیا تھا۔ کوٹ بازو پر ڈالے، زرد رنگت اور بکھرے بال لیے وہ اندر داخل ہوا۔ آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں۔ انداز تھکا تھکا سا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا سعیر کے قریب جا پہنچا۔ سعیر آج بھی اس کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس نے چند قدم آگے بڑھ کر حدید کو گلے سے لگانا چاہا لیکن وہ دو قدم پیچھے ہو گیا۔

آنکھوں میں تکلیف کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔

"وفا....؟" اس کی آواز ایسی تھی کہ سننے والے کا دل اس کے لیے ترس سے بھر جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ نہیں رہی حدید"!

"مجھ سے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یاد ہے یا نہیں؟" لہجہ سرد ہوا۔

"مجھے سب یاد ہے حدید مگر یقین کرو وہ ایکسیڈنٹ ہم سب کو ہلا کر رکھ گیا ہے۔ سب بے یقین ہیں۔ کسی کو اس کی موت کا یقین نہیں آ رہا۔"

عفان نے نظر اٹھا کر سعیر کو دیکھا۔ چہرے پر زخمی تاثر در آیا۔ شاہ میر نے بھی سرد آہ بھری۔ زریں کے بہتے آنسوؤں میں اچانک روانی آ گئی۔

تھوڑی دیر بعد حدید کی گاڑی قبرستان کی جانب روانہ تھی۔ ساتھ میں شاہ میر بیٹھا تھا۔ سارا راستہ خاموشی رہی۔ قبرستان پہنچ کر شاہ میر اسے وفا کی قبر کے پاس لے گیا۔ حدید ضبط کیے کھڑا رہا۔ آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔ ان میں نمی تیرنے لگی۔

شاہ میر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اس کا قاتل جانتے ہو کون ہے؟"

حدید نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کون؟"

"حدید خانزادہ۔"

اس نے نا سمجھی اور حیرت سے شاہ میر کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ تمہارا انتظار کرتی رہی۔ اس دنیا میں صرف اس کا ہادی ہی تھا جو اسے موت کے منہ سے نکال سکتا تھا۔ مگر تم... تم محض اپنے کیریئر کے لیے اسے چھوڑ کر چلے گئی۔ تمہیں اس کی محبت پر ذرا ترس نہ آیا؟" اس کی آواز کپکپا گئی۔

ایک دم تیز ہوا کا جھونکا آیا۔

قبر پر پڑے تازہ گلابوں کی پتیاں ارد گرد بکھر گئیں۔ قبر ایک دم صاف اور ویران ہو گئی۔ بالکل ویران....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

اگر پچھلے وقت میں جائیں تو .....

اشعر کے پاکستان جانے سے ایک دن پہلے شام کے وقت وہ ایش گوتن میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد ایش کے لوگ پستول لیے چوکنا کھڑے تھے۔

"کہاں جا رہے ہو تم؟" ایش نے نہایت سنجیدگی سے سوال کیا۔

"پاکستان۔" اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔ صرف خاموشی تھی۔

"وجہ؟"

"کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے؟" ایک ابرو اٹھا کر سوال کیا گیا جبکہ ایش نے گہری سانس لی۔

"میں جانتا ہوں تم اس وقت تکلیف میں ہو مگر تمہیں جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا چاہیے۔"

اشعر خاموش رہا۔ لمحے گزرتے گئے۔ خاموشی بڑھتی گئی۔

"ہم نورِ نظر کی حفاظت کیوں نہیں کر پائے؟" نگاہیں کسی غیر مرئی نقطے پر جمائے اشعر نے رنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ہم ضرور کر پاتے.... اگر اس کی قسمت میں ہوتا۔"

"ایش جانتے ہو..... اس کی قسمت میں تھا۔ لیکن... لیکن مجھے دیر ہو گئی"۔

"اشعر بہانہ تو چاہیے ہوتا ہے۔ دنیا کا نظام اسی اصول پر تو چل رہا ہے۔"

"مجھے دیر ہو گئی ایش۔ مجھے یہ تسلیم کر لینے دو۔ یہی سچ ہے۔" اس کے لہجے میں بلا کا رنج تھا۔

"تمہیں دیر نہیں ہوئی۔ میرے لوگ بھی تو تھے۔ ایکسیڈنٹ تمہارا ہوا تھا ان کا نہیں۔ وہ کیوں اسے نہ بچا سکے؟"

اشعر نے گہری سانس لی۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ ایش۔ تم نے آج تک یامی نوکائی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا مگر میرے لیے... میری نورِ نظر کے لیے اس کے اصولوں کو نظر انداز کیا اور اپنے لوگوں کو ہماری مدد کے لیے بھیجا۔"

"وہ سب میری..." ایش کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ اس نے سر جھٹکا۔

"پاکستان جانا لازمی ہے؟"

"بے فکر رہو۔ تمہارا ایڈوائزر ہوں کوئی عام کھلاڑی نہیں ہوں۔ وہاں جا کر اپنے طریقے سے کام کرنا چاہتا ہوں۔"

ایش نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔ "مجھے تم پر اعتبار ہے۔"

.....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

**کافی سال پہلے.....**

26 اگست کی تاریخ کو .....

یہ منظر تھا جاپان میں .....

موجود ایک ریستوران کا.....

ایک میز پر دو لوگ بیٹھے تھے۔ ایک نوجوان سنہرے بالوں والی لڑکی اور ایک چھ سالہ بچہ۔ دونوں آپس میں بات کرتے ہوئے کافی خوش دکھائی دے رہے تھے۔ بچہ دیکھنے میں اپنی عمر سے کہیں زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔ معصوم، خوبصورت مگر سنجیدہ.... ساتھ میں بیٹھی لڑکی جو شاید اس کی ماں تھی، خوبصورت نقوش اور چمکتی رنگت کی مالکہ تھی۔ اس بچے سے بات کرتے ہوئے اس کی نظر اچانک ہی سامنے والی میز کے ساتھ کھڑے شخص پر پڑی۔ وہ کان سے موبائل لگائے اس کی جانب پیٹھ کیے ہوئے تھا۔ چہرے پر شناسائی دمکی اور مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ اسے پہچان چکی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھی اور بچے کو کچھ کہا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اس شخص کی جانب بڑھ گئی۔

"تم پانچ منٹ کے اندر یہاں پہنچو۔ میری فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔" وہ اپنی گھڑی سے وقت دیکھتے ہوئے بولا۔

تب ہی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔ "جہان" !

شناسا سی آواز پر اس کا چہرہ دمکا۔ وہ فوراً مڑا تو نظر سامنے کھڑی لڑکی پر پڑی۔ اس نے ہلکے سبز رنگ کے فراک کے ساتھ ہم رنگ ہائی ہیلز پہن رکھی تھیں۔ سنہری بال اونچی پونی میں مقید تھے جبکہ آگے سے دائیں بائیں جانب موجود لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔ چمکتی آنکھیں، دمکتی رنگت، پر اعتماد شخصیت.... وہ دیکھنے میں کوئی اپسرا تھی۔

"انمول!" اس شخص نے اس کا نام لیا۔ بے یقینی لہجے میں گھل چکی تھی۔

"آئی جسٹ کانٹ بیلیو کہ تم اتنے سال بعد میرے سامنے ہو۔" وہ خوشگوار حیرت لیے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں تو اکثر ہی جاپان آتا رہتا ہوں۔ تم یہاں کیسے؟"

انمول مسکرا دی اور جواب دیا۔

"شادی کر چکی ہوں اور یہی رہتی ہوں۔"

"اوہ۔" وہ لہجے میں بے یقینی اور حیرت لیے بولا۔ خوشگوار حیرت ....

انمول نے اپنی میز کی جانب اشارہ کیا تو وہ دونوں اس جانب چل دیے۔ آمنے سامنے بیٹھنے کے بعد گفتگو کا پھر سے آغاز ہوا۔

"تم نے شادی کر لی اور مجھے علم بھی نہیں ہوا۔ "

"تم لاپتہ ہی ایسے ہوئے کہ تمہیں ڈھونڈ ہی نہیں پائی۔" نہایت نرم اور شیریں لہجہ....

"یہ میرا بیٹا ہے۔ اشہد۔" اس نے ساتھ بیٹھے لڑکے کی جانب اشارہ کیا جو باری باری دونوں کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ انمول کی بات پر اشہد نے سر کو خم دے کر سامنے بیٹھے وجیہہ شخص کو سلام کیا۔ جہان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا اور پھر اپنی گود میں بٹھا کر پیار کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت پیارا بچہ ہے۔ "

انمول مسکرا دی۔ اشہد خاموشی سے واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔ جہان کے آنے کے بعد وہ پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سنجیدہ ہو گیا ایسے جیسے اسے ان کی گفتگو میں کوئی دلچسپی نہ ہو۔

"ارباز کو معلوم ہے تمہاری شادی کا؟ اس کا تو دل ہی ٹوٹ گیا ہو گا۔ بہت چاہتا تھا وہ تمہیں۔"

"وہ آج بھی چاہتا ہے۔ اور تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں ارباز کا دل توڑ کر کسی اور سے شادی کر سکتی ہوں؟"

"کیا مطلب؟ تم نے اسی سے شادی کی ہے؟" حیرت ہی حیرت تھی۔ مگر خوشگوار ...

انمول نے اثبات میں سر ہلایا تو جہان کا بے اختیار ایک ابرو اٹھ گیا۔ خوشی بھی تھی اور حیرت بھی۔ ہاں مگر حیرت زیادہ تھی۔

"تم دونوں سے تو میں حساب لوں گا۔ ہم تین دوست تھے۔ دو نے شادی کر لی اور تیسرے کو علم تک نہیں۔ افسوس ہے۔"

"میں نے کہا ناں۔ تم ہی اپنے کیریئر کے پیچھے ہمیں بھول کر ایسے لاپتہ ہوئے کہ معلوم ہی نہ رہا جہانگیر مراد آخر کہاں بستا ہے۔"

اس نے اس انداز میں جواب دیا کہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم بتاؤ۔ تم نے شادی کی یا پھر آج بھی کیریئر کا بھوت سوار ہے سر پر؟ "

"کم آن انمول۔" وہ پھر ہنس دیا۔ "مجھ سے زیادہ ارباز کو کیریئر کی فکر تھی۔ "

"ہاں یہ تو ہے اور نتیجتاً آج تم دونوں کامیاب بزنس مین ہو۔"

"اور شادی شدہ بھی۔ "

انمول کے چہرے پر مزید خوشی چھا گئی۔

"تم نے کس سے شادی کی؟"

"اقراء سے۔"

"وہ جو تمہاری کزن تھی؟ "

جہان نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ایک بیٹی بھی ہے میری۔ وفا"...

"وفا جہانگیر۔ نام تو کافی اچھا ہے۔" وہ خاصی مرعوب ہوئی۔ "پھر کب ملوا رہے ہو اپنی بیوی اور بیٹی سے؟ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جب موقع ملا۔"

"اشہد کی 3 ستمبر کو سالگرہ ہے۔ گرینڈ پارٹی ارینج ہو گی۔ تم اپنی فیملی کے ساتھ آجانا۔"

"میں نہیں آسکوں گا کیونکہ اس وقت شاید میں پاکستان میں ہوں گا۔"

"گریٹ! پارٹی بھی پاکستان میں ہی ہو گی۔ کیونکہ کل ہی ہم پاکستان جا رہے ہیں۔ "

"اٹس ٹو گڈ۔ پھر تو میں ضرور آؤں گا۔"

"فیملی کے ساتھ۔" انمول نے گویا یاد دہانی کروائی۔

"آف کورس! فیملی کے ساتھ۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جہانگیر" !

مردانہ آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک اور نوجوان ٹھہرا تھا۔ شاندار شخصیت مگر جہانگیر سے کم.... اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر انمول کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہ سعیر ہے۔ میرا بھائی۔" جہان نے تعارف کروایا تو انمول نے سر کو خم دیا۔

"جانتی ہوں۔ تم یونیورسٹی میں اکثر اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور ایک بار اس کی تصویر بھی دکھائی تھی۔"

سعیر نے انمول کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا۔ اس نے زندگی میں بہت سی حسین لڑکیاں دیکھی تھیں مگر انمول جیسی..... کبھی نہیں۔

"سعیر یہ انمول ہے۔ یونیورسٹی میں ہم تین دوست ہوا کرتے تھے۔ انمول، میں اور ارباز۔ ان دونوں کی وجہ سے مجھے کبھی بھی لندن میں فیملی کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔"

سعیر نے سر کو خم دے کر سلام کیا تو انمول مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر سعیر ٹھٹکا۔ دل میں عجیب سا احساس پیدا ہوا جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ چند لمحے مزید اس اپسرا کو دیکھنے کے بعد وہ محبت کے شیش محل کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ اس نے خود کو روکنے کی کوشش کی مگر اس کی خوبصورتی دیکھ کر وہ پتھر دل انسان پگھلنے لگا۔ دل کا دروازہ جو کبھی کسی کے لیے نہیں کھلا تھا اسے دیکھتے ہی کھل گیا۔

"میری فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ میں چلتا ہوں۔ سعیر کی وجہ سے آلریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔" چند لمحے کی مزید گفتگو کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

انمول بھی کھڑی ہوئی مگر سعیر بیٹھا رہا۔ نظر اب بھی اس کے چہرے پر تھی۔

"پاکستان میں ملاقات ہو گی۔" انمول کی بات پر اس نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور پھر سعیر کی جانب دیکھا۔

"چلیں؟"

سعیر چونکا مگر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اس نے انمول پر سے نظریں ہٹائیں اور خود کو سنبھالا۔

"شیور!" وہ بھی اٹھا۔

الوداع کرنے کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ انمول واپس بیٹھ گئی جبکہ نظریں ابھی بھی انہیں جاتا دیکھ رہی تھیں۔ عرصہ بعد کسی گہرے دوست سے ملاقات ہوئی تھی۔ اسے کافی اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ تب ہی جہانگیر کے ساتھ چلتے سعیر نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مڑ کر اس اپسرا پر پھر سے نگاہ ڈالی۔

دونوں کی نظریں ملیں....

سعیر کے دل میں ہلچل سی مچ گئی۔ اور اسی دن، اسی لمحہ انمول نے اس کے دل کی سلطنت میں قدم رکھا۔ وہاں پوری دھج سے حکمرانی کرنے کے لیے۔ اس کے بعد سعیر کا دل اس ملکۂ کا اسیر ہو گیا اور یہاں سے شروع ہوئی ہماری کہانی۔ "ملکۂ قلب۔ "

.....

Safar-e-Adab
DEFINE THE STRING OF YOUR LIFE

وفا کی موت کے تین سال بعد مراد ہاؤس کا منظر بالکل ویسا ہی تھا جیسا وفا کی موت کے بعد تھا۔ عجیب خاموشی اور ویرانی سی تھی۔ زریں اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھی۔ منصب بی اس کے سر کا مساج کر رہی تھیں۔ زریں کی آنکھوں کے گرد ہلکے، زرد رنگت اور جسم کافی کمزور لگ رہا تھا۔

"زریں بی بی اپنا خیال رکھا کر۔ تو تے ڈھلتی جا رہی ایں۔"

زریں کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"بوڑھی ہو گئی ہوں منصب۔ اب کیا خیال رکھوں۔"

"تو پہلے تے نہیں لگدی سی۔ تینوں وفا دے غم نے ضعیف کر دتا اے۔" آخر میں ان کا لہجہ درد بھرا تھا۔ زریں تو گویا وفا کے ذکر پر ہی آنسو روکتی رہ گئی۔ آج بھی اسے وفا یاد آتی تھی۔ آج بھی اسے مراد ہاؤس میں اس کے قہقہوں کی آواز سنائی دیتی تھی مگر پھر حقیقت اسے اپنا رنگ دکھا کر اداس کر دیا کرتی تھی۔

"خوشیاں نہ ہوں تو انسان بیمار پڑ جاتا ہے۔ وفا تو اپنے ساتھ مراد ہاؤس کی ہر خوشی لے گئی۔ اس کے بعد کسی کو کوئی خوشی ہی کہاں ملی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویسے زریں بی بی۔ وفا نال ہویا بہت ظلم سی۔ اس دی عمر نہیں سی کہ او موت نوں گلے لاندی۔ مینوں تے او اج وی یاد آوے تے میرا دل پھٹن لگ جاندا اے۔" ان کی آنکھوں میں نمی در آئی۔

"وہ گئی تو سلیم بھی چلا گیا۔ میرا بیٹا شاہ میر بھی ایسا گیا کہ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔ تین سال ہو گئے منصب تین سال۔ مجھے اپنے بیٹے کو دیکھے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ "

"او آجائے گا۔ میری دعا اے۔ تو فکر نہ کر۔ اک دن ماں یاد آوے گی تے خود ہی واپس آجائے گا۔"

زریں زخمی سا مسکرا دی اور پھر سر جھٹکا۔

"کاش وفا بھی واپس آسکتی "!

منصب خاموش رہی۔ بولنے کے لیے کچھ نہ بچا۔

وفا کی موت کا دکھ سلیم مراد نہیں سہہ پایا۔ چونکہ وہ پہلے سے ہی بیمار تھا تو وفا کی موت کے بعد مزید بیمار رہنے لگا۔ ٹھیک تین ماہ بعد وہ بھی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔

شاہ میر فریال کے ہمراہ لیون چلا گیا اور پھر واپس کبھی نہ آیا۔ پری نے بھی جیسے مراد ہاؤس کی راہیں بھلا دیں۔ گھر میں صرف آفرین اور زریں ہوا کرتی تھیں وہ بھی اپنے اپنے کمرے میں۔ سب کچھ جیسے ختم ہو گیا تھا۔ عفان بزنس میں مصروف ہو چکا تھا۔ سعیر تو

ویسے ہی کبھی فارغ نہیں تھا۔ حدید نے اس کے بعد پھر کبھی مراد ہاؤس میں قدم نہیں رکھا۔

•••••

وہ اس وقت گنز اسکس مال کے روف ٹاپ گارڈن میں موجود تھا۔ سامنے میز پر اس کا موبائل، کیز اور چند کاغذات رکھے تھے۔ اس کی نظر ارد گرد کا طواف کر رہی تھی۔ نورِ نظر کے ساتھ یہاں اس کی کئی یادیں جڑی تھیں۔ ہیلز کی ٹک ٹک پر وہ ماضی کی یادوں سے واپس آیا اور سنبھل کر سیدھا ہوا۔ سفید شرٹ کے ساتھ اسکن ٹراؤزر اور اسکن کلر کی ہائی ہیلز پہنے وہ وقار سے چلتی ہوئی اس تک آ پہنچی۔ بھورے بال جو کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے تھے، کھول رکھے تھے۔ گلاسز لگا رکھی تھیں۔ انداز میں بلا کا غرور اور اعتماد تھا۔ سامنے بیٹھنے کے بعد اس نے پرس میز پر رکھ دیا جبکہ گلاسز سر پر ٹکا دیں۔

"سفر کیسا رہا؟" اشعر نے سوال کیا۔

"اچھا۔" لہجہ خاصا پر اعتماد اور سنجیدہ تھا۔ اس کے جواب پر اشعر نے سر کو خم دیا۔

"تمہیں لاس اینجلس جانا ہے۔" اس کی بات پر اس کا ایک ابرو اٹھ گیا۔

"کام؟"

اشعر نے ایک تصویر اس کے سامنے رکھی۔

"جانتی ہو یہ کون ہے؟"

وہ چند لمحے اس تصویر کو دیکھتی رہی اور پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ڈیوڈ ساما؟"

اس نے اندازہ لگایا اور سامنے بیٹھے اشعر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آف کورس!" اب اس نے اس کے سامنے ایک نقشہ رکھا۔ "وہ اس وقت اس عمارت کی بیسمنٹ میں موجود ہے۔" اس نے ایک عمارت پر انگلی رکھ کر اسے تفصیل دی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کی آنکھیں ایک دم چمک اٹھیں۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہ یہیں ہے؟" لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔

"ہاں۔ اب اسے ختم کرنا اور اسٹون آف یامی نوکائی ایش تک پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میں یہ کر لوں گی۔"

"یہ بہت مشکل کام ہے۔ اسے مکمل ہوش و حواس میں کرنا ہو گا۔ تمہاری چھوٹی سی بھی غلطی تمہاری جان لے سکتی ہے۔"

"جانتی ہوں۔ تم فکر مت کرو مجھ سے یہ آسانی سے ہو جائے گا۔"

"کل کی فلائیٹ سے تم کیلیفورنیا جا رہی ہو۔ صیاد تمہارے ساتھ ہو گا۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے رابطہ بالکل مت کرنا۔"

اس نے آنکھیں گھمائیں۔ "میں ہر مسئلہ خود سلجھا سکتی ہوں۔ مشورے کے لیے شکریہ۔" اس کا لہجہ سرد ہوا۔ وہ یقیناً جل بھن گئی تھی۔

اشعر خاموشی سے اسے چند لمحے دیکھتا رہا۔

"خود کو منوانے کا یہ پہلا اور آخری موقع ہے۔ بی کیئر فل" !

وہ بغیر کوئی جواب دیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ گلاسز دوبارہ آنکھوں پر لگائیں اور پرس اٹھایا۔

"تم دیکھنا لائلہ جیت کر آئے گی۔"

اشعر نے سر کو خم دیا جبکہ وہ ٹائلز کے فرش پر ٹک ٹک کرتی وہاں سے چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی اشعر نے اپنا موبائل اوپن کیا۔ ایش کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"اس سے سخت لہجے میں بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کی تو اپنے کفن دفن کا انتظام کر لینا کیونکہ قتل کے بعد تو میں وہ سب کرنے سے رہا۔"

"میں نے اس کا بھرپور استقبال کرتے ہوئے اس پر پھول برسائے اور تم سخت لہجے کی بات کر رہے ہو۔"

"شٹ اپ!" ایش کا میسج جگمگایا۔

اشعر نے اس کو شٹ اپ بولتے ہوئے تصور کیا اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

لاس اینجلس میں شام کو ڈھلے کافی وقت ہو چکا تھا۔ وہ ایک شاندار ہوٹل کے شاندار کمرے میں موجود تھی۔ بالوں کو کیچر لگائے وہ ٹراؤزر شرٹ پہنے رف حلیے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے اپنا چہرہ دیکھا تو اس پر سنجیدگی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ مسکراہٹ کا گویا لبوں سے ناتا ٹوٹے عرصہ بیت چکا تھا۔ تب ہی اچانک دروازہ کھلنے پر اس نے گردن دائیں جانب موڑی۔ نظر سامنے کھڑی سبز آنکھوں والی لڑکی سے ٹکرائی۔

"تم یہاں؟" لائلہ نے سوال کیا۔

"ہاں۔ مجھے لاس اینجلس آئے تین دن ہو چکے ہیں۔ ایش نے بتایا کہ تم یہاں ہو تو سوچا تم سے ملنے آجاؤں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یقیناً ایش نے ہی مجھ سے ملاقات کرنے کا حکم دیا ہو گا ورنہ تم اور خود مجھ سے ملنے آؤ۔ اچھا مذاق ہے۔" وہ طنزاً مسکرائی جبکہ پرل نے کندھے اچکائے۔

"واٹ ایور"!

اگلے ہی لمحے لائلہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کا حلیہ پہلے سے مختلف تھا۔ پرل اپنے موبائل میں مصروف تھی۔

لائلہ ہاتھوں پر دستانے چڑھانے لگی تو پرل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تیار ہو؟"

لائلہ نے اس کی جانب دیکھے بغیر اثبات میں سر ہلایا۔

"جب تک وہ مر نہ جائے اسے اپنا چہرہ مت دکھانا۔" پرل نے مشورہ دیا۔

لائلہ نے اب کی بار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھیں شکرانے کے طور پر جھکائیں تو پرل مسکرا دی۔ وہ جیسے جیسے تیار ہوتی گئی پرل اسے بغور دیکھتی رہی گویا اس کا جائزہ لے رہی ہو۔

لائلہ نے جالی دار کپڑے سے نقاب چڑھایا۔ تیکھی آنکھیں توجہ اپنی جانب مبذول کروانے پر مجبور کرنے لگیں۔

کیچر اتارنے پر بال کھل گئے۔

"بالوں کو پونی میں باندھ لو۔ ایزی رہو گی۔" پرل کے مشورے پر وہ دھیرے سے مسکرائی۔ اگلے ہی لمحے اس نے بال اونچی پونی میں قید کر دیے۔ بال پونے میں مقید کندھے تک جھولنے لگے۔ جب وہ مکمل تیار ہو گئی تو پرل کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔

سیاہ ٹی شرٹ اور جینز کے ساتھ سیاہ جیکٹ پہنے، سیاہ ہائی ہیلڈ بوٹس پہنے، چہرے پر نقاب چڑھائے، بالوں کو اونچی پونی میں باندھے وہ مکمل تیار لگ رہی تھی۔

پرل نے اسے سر تا پیر دیکھا اور پھر انگوٹھے سے پرفیکٹ کا اشارہ کیا۔ لائلہ دھیرے سے مسکرا دی اور پھر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔ وہاں سے پستول اٹھا کر جیب میں اڑستی اور ایک چھوٹا سا نقشہ اٹھا کر اس نے پرل پر حتمی نگاہ ڈالی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"Best of luck!"

پرل نے مسکرا کر کہا۔ لائلہ نے جواباً مسکرا کر سر کو خم دیا اور پھر اگلے ہی لمحے کھڑکی سے کود گئی۔ پرل نے ایک نظر کھڑکی سے جھانک کر نیچے کی جانب دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ مسکرا دی اور پھر کھڑکی بند کرتی اندر کی جانب آ گئی۔ وہ دونوں جانتی تھیں کہ پرل وہاں کیوں آئی تھی۔

"پرل ساما اس وقت ہوٹل کے کمرے میں موجود ہے۔" سعیر، حدید اور زمان ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ نظریں سامنے ہی لیپ ٹاپ پر جمی تھیں۔ کان میں بلیوٹوتھ لگائے وہ سب فریڈرک کو سن رہے تھے۔

"گڈ۔ ہمارے لوگ اس کمرے پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ تم بے فکر ہو جاؤ اور ڈیوڈ تک پہنچو۔ اسٹون آف یامی نوکائی اس سے لے کر ہم تک پہنچانا اب تمہاری ذمہ داری ہے۔" زمان اسے حکم دیتا گیا۔

"یس باس!" فریڈرک نے اتنا کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر نے رخ حدید کی جانب موڑا۔ "تمہیں جانا چاہیے۔"

زمان خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ حدید نے سر کو خم دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد سعیر زمان سے مخاطب ہوا۔

"حدید سے زیادہ قابلِ اعتبار شخص اور کوئی نہیں ہے۔ اگر یہ وہاں گیا تو مجھے پورا یقین ہے اگلے چند لمحوں میں اسٹون آف یامی نوکائی ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔"

زمان نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جبکہ چہرے پر مشکوک مسکراہٹ بکھر گئی۔ حدید کو زمان سے زیادہ بہتر کون جانتا تھا۔ ہاں مگر سعیر ہی تھا جو نہیں جانتا تھا کہ زمان کا ایڈوائزر ارسم کون ہے۔

اس عمارت کی بیسمنٹ کافی وسیع اور کشادہ تھی۔ وہاں موجود ایک کمرے میں اس وقت ڈیوڈ بیڈ پر بالکل خاموش لیٹا تھا۔ پر سوچ نظریں چھت پر جمی تھیں۔ کمرہ نیم روشن تھا۔ خاموشی اس قدر تھی کہ سوئی بھی گرتی تو آواز آتی۔ اس خاموشی کی ڈور کو کسی کی ہائی ہیلز کی ٹک ٹک نے توڑا۔ ڈیوڈ کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ مگر وہ اسی حالت میں پڑا رہا۔ ٹک ٹک کی آواز جیسے جیسے قریب آتی گئی ڈیوڈ کے وجود میں خوف کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جب وہ اس کے بالکل قریب آ ٹھہری تو اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس کا سارا وجود مفلوج تھا۔ زبان تک ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"کیسے ہو ڈیوڈ ساما؟ "

نسوانی آواز پر اس نے محض نگاہوں کو حرکت دے کر اسے دیکھا۔ وہ نقاب چڑھائے ہوئے تھی جبکہ اس کی آنکھیں نہایت سرد اور سفاک معلوم ہوتی تھیں۔ اس کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اس نے پھر سے کچھ بولنا چاہا۔ زبان کو حرکت دینا چاہی۔ مگر بے سود۔ اس کی نظروں نے اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ تک کا سفر کیا تو آنکھیں پھیل گئیں۔ ان ہاتھوں میں پستول تھی۔ وہ بول تو نہ پایا مگر اس کی ہچکیاں گونجنے لگیں۔ وہ حرکت کرنے کی سر توڑ کوشش کرنے لگا۔

"شش۔" لائلہ نے اپنے منہ پر جو نقاب سے ڈھکا تھا، انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کو کہا۔

"خاموش رہو گے تو آرام دہ موت دوں گی۔ نہیں تو جتنا تنگ کرو گے اتنا تڑپا کر ماروں گی۔" اس کا لہجہ نہایت نرم اور پر سکون تھا۔

اس نے ایک نظر پستول کو دیکھا اور پھر ڈیوڈ کو۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم پر گولی چلانا زیادتی ہو گی۔"

لائلہ کی بات پر وہ ایک دم ساکت ہو گیا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی؟ ڈیوڈ اسے سمجھنے کی سعی کرنے لگا مگر اگلے ہی لمحے جب لائلہ نے اس کے ساتھ رکھا تکیہ اٹھایا تو اسے مزید سمجھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اس نے پھر سے اپنی کوشش شروع کر دی مگر بے سود۔

لائلہ نے وہ تکیہ اس کے منہ پر رکھ کر اپنی تمام تر ہمت اور طاقت سے اس کی سانسیں روکنے کی کوشش کی۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کا مفلوج وجود حرکت کرنے لگا۔ اسے پھڑ پھڑاتا دیکھ لائلہ نے گہری سانس لی۔ دل میں کہیں سکون سا اترنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کا وجود بالکل ساکت ہو گیا۔ کوئی حرکت، کوئی مزاحمت نہیں تھی۔ لائلہ نے تکیے پر سے دباؤ ہٹا دیا۔ وہ مر چکا تھا۔ تکیہ ہٹا کر اس نے اس کا چہرہ آخری بار دیکھا۔

"گنہگار نہ ہوتے تو کم از کم موت کے بعد ہی اپنی بیٹی سے ملاقات کر لیتے۔ مگر خیر۔ خدا تمہیں جہنم واصل کرے!" غصے کی شدت اتنی تھی کہ وہ کیا کہہ گئی اس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔ اتنا کہتی وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی اور پھر نقشہ کھول کر مطلوبہ جگہ کی تلاش میں نکلی۔ اسٹون آف یامی نوکائی وہیں کہیں تھا.... بیسمنٹ میں۔

راہداری سے ہوتی ہوئی وہ ایک ہال میں پہنچی۔ تب ہی اسے کہیں دور سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ ایک دم رک گئی۔ دل ڈوب کر ابھرا مگر وہ خود کو سنبھالے رہی۔ وہ چاپ اسے نزدیک آتی سنائی دی۔ وہ جو کوئی بھی تھا ڈیوڈ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ لائلہ جلدی سے چند قدم پیچھے آکر ایک ستون کی اوٹ میں ٹھہر گئی۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو نظر سامنے بیڈ پر پڑے ڈیوڈ کے بے جان وجود پر پڑی۔ وہ وہیں رک گیا۔ چہرے پر بے یقینی سی بکھر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ بھاگ کر اس تک آیا اور اس کی نبض چیک کی۔ وہ مر چکا تھا۔ وہ چونک کر سیدھا ہوا اور جلدی سے انہیں رابطہ کیا۔ سعیر اور زمان رابطہ ملنے پر ایک دم سیدھے ہو بیٹھے۔

"کیا ہوا؟ کیا اسٹون آف یامی نوکائی مل گیا؟" سعیر روانی سے پوچھتا چلا گیا۔

"سعیر ساما ادھر مسئلہ ہو گیا ہے۔ یہاں ہم سے پہلے کوئی آیا تھا۔"

"کہنے کا کیا مطلب ہے تمہارا؟" سعیر حیرت اور غصے سے دھاڑا۔

"سعیر ساما ڈیوڈ مر چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اسے مارا گیا ہے۔"

سعیر اور زمان نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"حدید اوپر ہے اسے فوراً بیسمنٹ میں بلاؤ۔ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے وہ ابھی تک وہیں ہو گا۔ اسٹون اس کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیے۔ حدید کو بلاؤ۔ فوراً...." وہ عجلت میں بولتا چلا گیا۔

رابطہ منقطع ہوا تو سعیر نے دیکھا زمان اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا اتنا اعتبار ہے حدید پر؟"

سعیر چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سعیر مراد نے تمام عمر کسی پر اعتبار نہیں کیا۔ حدید خانزادہ وہ پہلا شخص ہے جس پر اعتبار کرنے کے لیے میرے دل و دماغ نے مجھے مجبور کر دیا۔ وہ ایک پرفیکٹ شخص ہے جو دل و دماغ میں توازن رکھتا ہے۔ سب کچھ سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ بہت ذہین، چالاک

اور کام کے معاملے میں ایماندار اور نہایت سنجیدہ.... ایسا شخص میں نے پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔ "

زمان نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اس کو اپنا قہقہہ روکنے میں دکت محسوس ہوئی۔

حدید ہاتھ میں پستول لیے چوکنا ہو کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ تب ہی اس کے سامنے فریڈرک ہانپتا ہوا آ پہنچا۔

"حدید ساما یہاں کوئی موجود ہے۔ میں نے خود اس کی ہیلز کی آواز سنی ہے۔ "

"ہیلز کی؟"

"ہاں۔ وہ لڑکی ہے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ پرل ساما ہی ہے۔" اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں ظاہر تھیں۔ پرل ساما سے کون نہیں ڈرتا تھا؟

"ایڈیٹ! تم ایک عام سی لڑکی سے ڈر رہے ہو؟" حدید نے غصے سے اسے دیکھا۔

"عام سی لڑکی سے نہیں۔مافیالیڈی سے۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تو حدید تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔لائلہ اس وقت سامنے موجود کمرے کی ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑی تھی۔اسے محسوس ہوا کہ اب وہاں اس کے علاوہ ایک نہیں بلکہ دو لوگ ہیں۔ اس نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔

"You can do it, Laela!"

اس نے خود کو حوصلہ دیا اور پھر مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔ہیلز کی ٹک ٹک پر حدید چونکا اور پھر دھیرے سے اسی جانب چل دیا۔لائلہ کافی آگے تھی۔وہ جلد ہی مطلوبہ کمرے میں پہنچ گئی۔ادھر ادھر دیکھنے میں وقت ضائع کیے بغیر وہ سیدھا لاکر کی جانب چلی گئی۔اپنے انداز سے لاکر کھول کر وہ تھوڑی ہی دیر بعد ہاتھ میں ایک چمکتا دمکتا ہیرا اٹھائے ہوئے تھی۔

"اسٹون آف یامی نوکائی۔" اس نے گویا خود کو بتایا۔لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ ابھی اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔تمام لائٹس آف ہو

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گئیں۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ تب ہی اسے احساس ہوا کہ دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا ہے۔ اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔ لیکن وہ بھی لائلہ تھی۔ گہری سانس لیتی آہستہ آہستہ دائیں جانب دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ہیلز پہننے کا مقصد سٹائل مارنا نہیں بلکہ مقابل کو بھٹکانا ہوتا تھا۔ اس نے بھی وہی کیا۔ مقابل دھیرے سے آگے کی جانب چلتا آرہا تھا جبکہ وہ دوسری طرف سے دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کمرے میں فقط کسی کے بوٹس اور کسی کی ہیلز کی آواز تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس گہرے اندھیرے میں گولی کبھی بھی چل سکتی تھی۔ موت کا خوف نہیں تھا بس.... ناکامی کا خوف تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ کمرے سے باہر تھی۔ اس نے سکھ کا سانس لیا اور پھر آگے بڑھنے لگی۔ چند ہی قدم آگے بڑھنے کے بعد اسے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ دل کا حال ایسا تھا کہ ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔ جب اسے اپنے قریب کسی کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے آگے بڑھ کر ستون کے پیچھے جا ٹھہری۔ ایسے حالات میں اس کا عموماً تنفس بگڑ جاتا تھا مگر آج اس نے اسے بحال رکھنے کی پوری کوشش کی ہوئی تھی۔ وہ اس کے بوٹس کی آواز کو آسانی سے سن سکتی تھی۔ وہ دھیرے

دھیرے اس کے قریب آرہا تھا۔ اس نے اس گھپ اندھیرے میں واپسی کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ ستون کی دوسری جانب پہنچا تو کسی احساس کے تحت رک گیا۔ لائلہ نے ہیلز کے ساتھ آواز کیے بغیر چلتے ہوئے دروازے کی جانب چلنا شروع کر دیا۔ حدید اس کے بالکل پیچھے تھا۔ ہوا یوں کہ لائلہ ایک جگہ آکر رک گئی۔ اسے لگا وہ اس کے بالکل قریب ہے اور ایسا ہی تھا۔ وہ اس کے بالکل پیچھے تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب پشت کیے ہوئے تھے۔ درمیان میں فاصلہ بہت ہی کم تھا۔ اتنا کم کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک قدم پیچھے ہوتا تو دوسرے سے ٹکرا جاتا۔

سارے میں اچانک ہی شناسا سی خوشبو پھیل گئی۔ گلابوں کی۔ ہاں شاید گلابوں کی ....

دونوں کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ عجیب مگر شناسا سی کیفیت نے ان دونوں کو آگھیرا۔ اگلے ہی لمحے لائٹس آن ہوئیں جو کہ یقیناً فریڈرک نے کی تھیں۔ وہ دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچا تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ نہ وہ بوٹس والا مرد اور نہ وہ ہیلز والی لڑکی۔ وہ چونکا اور پھر ارد گرد نظر گھما کر دیکھا۔ وہ دونوں ہی غائب ہو چکے تھے۔ وہ کہیں نہیں تھے۔ کہیں بھی نہیں ....

وہ اس عمارت سے عجلت میں باہر نکلی۔ تنفس بگڑ چکا تھا۔ دماغ میں گھنٹیاں سی بج رہی تھیں۔ دل میں آج سالوں بعد کسی احساس نے جنم لیا تھا۔ کوئی پرانا، شناسا مگر حسین احساس....

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور گہرے گہرے سانس لیے۔ تھوڑی دیر سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے رہی۔ جب حواس بحال ہوئے تو اس نے جلدی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ اگلے لمحے سانس نہیں لے پائی۔

"اسٹون؟" حیرت میں ڈوبی آواز سے اس نے خود سے استفسار کیا۔

وہ جلدی سے گاڑی سے باہر نکلی اور اپنی ہر جیب میں تلاش کیا۔ وہ کہیں نہیں تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔ اس نے خالی آنکھوں سے اپنے ہاتھ دیکھے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ ان ہاتھوں میں موجود تھا۔ وہ اسٹون جسے دیکھنے کے لیے دنیا ترستی تھی۔ جسے حاصل کرنا یامی نوکائی کے ہر شخص کی خواہش تھی۔ وہ اسٹون اس کے ہاتھوں میں آکر بھی کھو گیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے آنکھیں بند کر کے یاد کرنا چاہا۔ یقیناً جب وہ شخص اس کے قریب آیا تھا تب ہی اس نے اس گھپ اندھیرے میں نہایت مہارت سے اسٹون چرا لیا تھا۔ اندازہ لگا کر اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اگلے ہی لمحے فریڈرک باہر نکلتا دکھائی دیا۔ وہ جلدی سے واپس اپنی گاڑی میں بیٹھی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

حدید کمرے میں داخل ہوا تو سعیر فوراً کھڑا ہو گیا جبکہ زمان اپنی کنپٹی مسلنے میں مصروف تھا۔

"کون تھی وہ؟"

سعیر کے سوال پر حدید نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔ "آف کورس! پرل ساما۔"

"وہ اس وقت ہوٹل کے اسی کمرے میں موجود ہے جہاں پہلے تھی۔ وہ اس کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی تو وہاں کیسے پہنچ سکتی ہے؟" سعیر میکانکی انداز میں بولا جبکہ حدید کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"کیا مطلب وہ پرل ساما نہیں تھی؟"

"نہیں۔" اب کی بار زمان بولا۔ سرد آنکھیں، سنجیدہ لہجہ... وہ اپنے ازلی انداز میں بولا تھا۔

"وہ پرل ساماہی تھی زمان ساما!" فریڈرک دروازے سے نمودار ہوا۔

سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ کھنکھار کر بولا۔

"میں نے اسے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ پرل ساماہی تھی۔ سیاہ لباس پہنے، نقاب چڑھائے، ہیلز پہنے، اپنی ازلی حلیے میں وہ پرل ساماہی تھی۔ ہیلز پہن کر مقابل کو بھٹکانا محض پرل ساماہی جانتی ہے۔" اس کا لہجہ اٹل تھا جبکہ زمان نے گہری سانس لی۔ پرل کے ذکر پر اس کے دل پر لگا چھوٹا سا ہی سہی مگر وہ زخم تازہ ہو جایا کرتا تھا۔ اور یہ بات تو طے تھی کہ سالوں بعد بھی پرل کا نام سن کر اس کا دل بدل جایا کرتا تھا۔ دماغ میں سب سے پہلے ہانہ کا اسکیچ بن جاتا اور پھر وہ گہری سانس لے کر خود کو یقین دلایا کرتا کہ ہانہ محض ایک جھوٹا کردار تھا جسے پرل نے نہایت سمجھداری سے نبھایا تھا۔ وہ اداکارہ تھی۔ اداکاری اس کا پیشہ تھا۔

"وہ پرل نہیں ہو سکتی۔ پرل کمرے میں موجود ہے۔" زمان کی آواز کمرے میں گونجی۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ کمرے میں موجود لڑکی پرل ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور لڑکی محض ہمیں بھٹکانے کے لیے پرل بن کر وہاں موجود ہو۔"

"وہ پرل ہی ہے سعیر ساما! میں اسے اچھے سے جانتا ہوں۔" زمان دبی دبی آواز میں دھاڑا۔ سعیر خاموش ہو گیا جبکہ حدید نے پرل کے ذکر پر اس کے چہرے پر موجود تکلیف دیکھ کر محض افسوس کیا۔

"تو پھر وہ کون تھی جس نے ڈیوڈ کا قتل کیا؟" فریڈرک کو اچھنبا ہوا۔

سعیر نے ساتھ رکھی کرسی کا سہارا لیا۔ اور آنکھیں بند کر کے چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔

"ایک لڑکی اسٹون آف یامی نوکائی کیسے حاصل کر سکتی ہے؟" لہجہ افسوس سے بھرا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کس نے کہا کہ وہ اسٹون آف یامی نوکائی حاصل کر چکی ہے؟" حدید کی آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا۔ نگاہوں میں حیرت اور کئی سوالات تھے۔

"حدید کے ہوتے ہوئے اسے کوئی اور کیسے حاصل کر سکتا ہے؟" اس نے اپنا ہاتھ آگے کر کے انہیں اس میں موجود وہ قیمتی پتھر دکھایا۔ لمحے بھر کے لیے کمرے میں قبرستان کی

سی خاموشی پھیل گئی۔ زمان ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر اس کے قریب آ کر اس اسٹون کو دیکھا۔ سعیر اور فریڈرک بھی بے یقینی سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس چمکتے دمکتے قیمتی پتھر کی چمک ان کی آنکھوں کو چمکا رہی تھی۔ وہ تینوں دم سادھے اسے دیکھتے رہے۔ سعیر نے وہ پتھر اپنے ہاتھوں میں لیا تو چہرے پر شباب اتر آیا۔

"کتنے.... کتنے سال لگے تھے اس کی تلاش میں۔" وہ مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں ایک طرف فتح چمک رہی تھی تو دوسری طرف بے یقینی سی تھی۔ چند لمحے دیکھنے کے بعد اس نے وہ پتھر زمان کی جانب بڑھایا اور پھر حدید کے گلے لگ گیا۔

"مجھے یقین تھا حدید۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ صرف تم ہی یہ کر سکتے ہو۔ تم ہی اسٹون آف یامی نوکائی کو ہم تک لا سکتے ہو۔ جیت تمہارے بخت میں ہے اور تمہارا ساتھ میرے بخت میں۔ تم میرے لیے Good luck ہو حدید۔"

الگ ہونے پر سعیر نے اس کے کندھے تھپکائے تو وہ مسکرا دیا۔ اس نے زمان کی جانب دیکھا تو زمان نے مسکرا کر آنکھوں ہی آنکھیں میں اسے داد دی۔ حدید کو نہیں.... ارسم کو۔

واپس ہوٹل جانے کی بجائے لائلہ اپنی گاڑی کو بلاوجہ ہی لاس اینجلس کی سڑکوں پر بھگاتی رہی۔ چہرے پر کرب تھا۔ آنکھوں میں ہار کا دکھ۔ وہ آنسوؤں کو بہ مشکل اپنے اندر اتار رہی تھی۔ گاڑی کی اسپیڈ بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اگر وہ کسی سے ٹکرا جاتی تو اس کے بچنے کی شاید کوئی امید نہ ہوتی۔ کافی دیر اسی طرح ریش ڈرائیونگ کرنے کے بعد اچانک ہی اس کا فون بجنے لگا۔ مخصوص رنگ ٹون پر اس نے اسپیڈ قدرے کم کی اور موبائل اٹھا کر دیکھا۔ اشعر کا نام جگمگا رہا تھا۔ گلے میں کچھ ڈوب کر ابھرا۔ اس نے موبائل واپس ڈیش بورڈ پر پٹخا اور پھر گاڑی ایک طرف روک دی۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کر اس نے سرد آہ بھری۔ کیا کرتی وہ؟ اشعر کو اپنی ہار کی خبر دیتی؟ اسے بتاتی کہ کوئی انجان سا شخص اس سے جیت کر اسٹون آف یامی نوکائی لے اڑا۔ اور ایش..... ایش کو وہ کیا جواب دیتی؟ رہی پرل تو اس نے تو یہ خبر سن کر یقیناً اس کے اندر پوری چھ گولیاں اتار دینی تھیں۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے موبائل پھر سے اٹھایا اور دھڑکتے دل سے اشعر کو کال کی۔

"ابھی تک پہنچی کیوں نہیں تم؟"

اس کی آواز گونجنے کے بعد چند ساعتیں صرف خاموشی چھائی رہی۔

"کیا ہوا لائلہ؟ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"اشعر وہ..." الفاظ ختم ہو گئے جبکہ اشعر سننے کے لیے خاموش رہا۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں؟" آواز میں فکر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"پھر کیا ہوا؟ کچھ بول کیوں نہیں رہیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پھر خاموشی .....

"اچھا تم جلدی سے واپس آؤ۔ آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

رابطہ منقطع ہوا تو وہ موبائل کی اسکرین کو گھورتی رہ گئی۔ اس پر اتنا اعتبار کیا گیا تھا کہ اسٹون آف یا می نو کائی کے متعلق پوچھنے کی خطا بھی نہیں کی گئی۔ اسے یقین تھا کہ وہ

اسٹون ساتھ لائے گی۔ افف یہ اعتبار.... اس نے سر جھٹکا اور گاڑی پھر سے اسٹارٹ کر دی۔

☆☆☆☆☆☆

اس عمارت کی بیسمنٹ کافی وسیع اور کشادہ تھی۔ وہاں موجود ایک کمرے میں اس وقت ڈیوڈ بیڈ پر بالکل خاموش لیٹا تھا۔ پر سوچ نظریں چھت پر جمی تھیں۔ کمرہ نیم روشن تھا۔ خاموشی اس قدر تھی کہ سوئی بھی گرتی تو آواز آتی۔ اس خاموشی کی ڈور کو کسی کی ہائی ہیلز کی ٹک ٹک نے توڑا۔ ڈیوڈ کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ مگر وہ اسی حالت میں پڑا رہا۔ ٹک ٹک کی آواز جیسے جیسے قریب آتی گئی ڈیوڈ کے وجود میں خوف کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جب وہ اس کے بالکل قریب آ ٹھہری تو اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس کا سارا وجود مفلوج تھا۔ زبان تک ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"کیسے ہو ڈیوڈ ساما؟"

نسوانی آواز پر اس نے محض نگاہوں کو حرکت دے کر اسے دیکھا۔ وہ نقاب چڑھائے ہوئے تھی جبکہ اس کی آنکھیں نہایت سرد اور سفاک معلوم ہوتی تھیں۔ اس کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اس نے پھر سے کچھ بولنا چاہا۔ زبان کو حرکت دینا چاہی۔ مگر بے سود۔ اس کی نظروں نے اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ تک کا سفر کیا تو آنکھیں پھیل گئیں۔ ان ہاتھوں میں پستول تھی۔ وہ بول تو نہ پایا مگر اس کی ہچکیاں گونجنے لگیں۔ وہ حرکت کرنے کی سر توڑ کوشش کرنے لگا۔

"شش۔" لائلہ نے اپنے منہ پر جو نقاب سے ڈھکا تھا، انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کو کہا۔

"خاموش رہو گے تو آرام دہ موت دوں گی۔ نہیں تو جتنا تنگ کرو گے اتنا تڑپا کر ماروں گی۔" اس کا لہجہ نہایت نرم اور پر سکون تھا۔

اس نے ایک نظر پستول کو دیکھا اور پھر ڈیوڈ کو۔

"تم پر گولی چلانا زیادتی ہو گی۔"

لائلہ کی بات پر وہ ایک دم ساکت ہو گیا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی؟ ڈیوڈ اسے سمجھنے کی سعی کرنے لگا مگر اگلے ہی لمحے جب لائلہ نے اس کے ساتھ رکھا تکیہ اٹھایا تو اسے مزید سمجھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ اس نے پھر سے اپنی کوشش شروع کر دی مگر بے سود۔

لائلہ نے وہ تکیہ اس کے منہ پر رکھ کر اپنی تمام تر ہمت اور طاقت سے اس کی سانسیں روکنے کی کوشش کی۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کا مفلوج وجود حرکت کرنے لگا۔ اسے پھڑپھڑاتا دیکھ لائلہ نے گہری سانس لی۔ دل میں کہیں سکون سا اترنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کا وجود بالکل ساکت ہو گیا۔ کوئی حرکت، کوئی مزاحمت نہیں تھی۔ لائلہ نے تکیے پر سے دباؤ ہٹا دیا۔ وہ مر چکا تھا۔ تکیہ ہٹا کر اس نے اس کا چہرہ آخری بار دیکھا۔

"گنہگار نہ ہوتے تو کم از کم موت کے بعد ہی اپنی بیٹی سے ملاقات کر لیتے۔ مگر خیر۔ خدا تمہیں جہنم واصل کرے!" غصے کی شدت اتنی تھی کہ وہ کیا کہہ گئی اس کا اندازہ اسے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

خود بھی نہیں تھا۔ اتنا کہتی وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی اور پھر نقشہ کھول کر مطلوبہ جگہ کی تلاش میں نکلی۔ اسٹون آف یامی نوکائی وہیں کہیں تھا.... بیسمنٹ میں۔

راہداری سے ہوتی ہوئی وہ ایک ہال میں پہنچی۔ تب ہی اسے کہیں دور سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ ایک دم رک گئی۔ دل ڈوب کر ابھرا مگر وہ خود کو سنبھالے رہی۔ وہ چاپ اسے نزدیک آتی سنائی دی۔ وہ جو کوئی بھی تھا ڈیوڈ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ لائلہ جلدی سے چند قدم پیچھے آکر ایک ستون کی اوٹ میں ٹھہر گئی۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو نظر سامنے بیڈ پر پڑے ڈیوڈ کے بے جان وجود پر پڑی۔ وہ وہیں رک گیا۔ چہرے پر بے یقینی سی بکھر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ بھاگ کر اس تک آیا اور اس کی نبض چیک کی۔ وہ مر چکا تھا۔ وہ چونک کر سیدھا ہوا اور جلدی سے انہیں رابطہ کیا۔ سعیر اور زمان رابطہ ملنے پر ایک دم سیدھے ہو بیٹھے۔

"کیا ہوا؟ کیا اسٹون آف یامی نوکائی مل گیا؟" سعیر روانی سے پوچھتا چلا گیا۔

"سعیر سامااد ھر مسئلہ ہو گیا ہے۔ یہاں ہم سے پہلے کوئی آیا تھا۔"

"کہنے کا کیا مطلب ہے تمہارا؟" سعیر حیرت اور غصے سے دھاڑا۔

"سعیر ساما ڈیوڈ مر چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اسے مارا گیا ہے۔"

سعیر اور زمان نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"حدید اوپر ہے اسے فوراً بیسمنٹ میں بلاؤ۔ جس نے بھی اسے قتل کیا ہے وہ ابھی تک وہیں ہو گا۔ اسٹون اس کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیے۔ حدید کو بلاؤ۔ فوراً...." وہ عجلت میں بولتا چلا گیا۔

رابطہ منقطع ہوا تو سعیر نے دیکھا زمان اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا اتنا اعتبار ہے حدید پر؟"

سعیر چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔

"سعیر مراد نے تمام عمر کسی پر اعتبار نہیں کیا۔ حدید خانزادہ وہ پہلا شخص ہے جس پر اعتبار کرنے کے لیے میرے دل و دماغ نے مجھے مجبور کر دیا۔ وہ ایک پرفیکٹ شخص ہے

جو دل و دماغ میں توازن رکھتا ہے۔ سب کچھ سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ بہت ذہین، چالاک اور کام کے معاملے میں ایماندار اور نہایت سنجیدہ.... ایسا شخص میں نے پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔ "

زمان نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اس کو اپنا قہقہہ روکنے میں دکت محسوس ہوئی۔

حدید ہاتھ میں پستول لیے چوکنا ہو کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ تب ہی اس کے سامنے فریڈرک ہانپتا ہوا آ پہنچا۔

"حدید ساما یہاں کوئی موجود ہے۔ میں نے خود اس کی ہیلز کی آواز سنی ہے۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہیلز کی؟"

"ہاں۔ وہ لڑکی ہے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ پرل ساما ہی ہے۔" اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں ظاہر تھیں۔ پرل ساما سے کون نہیں ڈرتا تھا؟

"ایڈیٹ! تم ایک عام سی لڑکی سے ڈر رہے ہو؟" حدید نے غصے سے اسے دیکھا۔

"عام سی لڑکی سے نہیں۔مافیالیڈی سے۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تو حدید تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔لائلہ اس وقت سامنے موجود کمرے کی ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑی تھی۔اسے محسوس ہوا کہ اب وہاں اس کے علاوہ ایک نہیں بلکہ دو لوگ ہیں۔ اس نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔

"You can do it, laela!"

اس نے خود کو حوصلہ دیا اور پھر مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔ہیلز کی ٹک ٹک پر حدید چونکا اور پھر دھیرے سے اسی جانب چل دیا۔لائلہ کافی آگے تھی۔وہ جلد ہی مطلوبہ کمرے میں پہنچ گئی۔ادھر ادھر دیکھنے میں وقت ضائع کیے بغیر وہ سیدھا لاکر کی جانب چلی گئی۔اپنے انداز سے لاکر کھول کر وہ تھوڑی ہی دیر بعد ہاتھ میں ایک چمکتا دمکتا ہیرا اٹھائے ہوئے تھی۔

"اسٹون آف یامی نوکائی۔" اس نے گویا خود کو بتایا۔لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ ابھی اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔تمام لائٹس آف ہو

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گئیں۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ تب ہی اسے احساس ہوا کہ دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا ہے۔ اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔ لیکن وہ بھی لائلہ تھی۔ گہری سانس لیتی آہستہ آہستہ دائیں جانب دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ہیلز پہننے کا مقصد سٹائل مارنا نہیں بلکہ مقابل کو بھٹکانا ہوتا تھا۔ اس نے بھی وہی کیا۔ مقابل دھیرے سے آگے کی جانب چلتا آرہا تھا جبکہ وہ دوسری طرف سے دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کمرے میں فقط کسی کے بوٹس اور کسی کی ہیلز کی آواز تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس گہرے اندھیرے میں گولی کبھی بھی چل سکتی تھی۔ موت کا خوف نہیں تھا بس.... ناکامی کا خوف تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ کمرے سے باہر تھی۔ اس نے سکھ کا سانس لیا اور پھر آگے بڑھنے لگی۔ چند ہی قدم آگے بڑھنے کے بعد اسے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ دل کا حال ایسا تھا کہ ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔ جب اسے اپنے قریب کسی کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے آگے بڑھ کر ستون کے پیچھے جا ٹھہری۔ ایسے حالات میں اس کا عموماً تنفس بگڑ جاتا تھا مگر آج اس نے اسے بحال رکھنے کی پوری کوشش کی ہوئی تھی۔ وہ اس کے بوٹس کی آواز کو آسانی سے سن سکتی تھی۔ وہ دھیرے

دھیرے اس کے قریب آرہا تھا۔ اس نے اس گھپ اندھیرے میں واپسی کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ ستون کی دوسری جانب پہنچا تو کسی احساس کے تحت رک گیا۔ لائلہ نے ہیلز کے ساتھ آواز کیے بغیر چلتے ہوئے دروازے کی جانب چلنا شروع کر دیا۔ حدید اس کے بالکل پیچھے تھا۔ ہوا یوں کہ لائلہ ایک جگہ آکر رک گئی۔ اسے لگا وہ اس کے بالکل قریب ہے اور ایسا ہی تھا۔ وہ اس کے بالکل پیچھے تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب پشت کیے ہوئے تھے۔ درمیان میں فاصلہ بہت ہی کم تھا۔ اتنا کم کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک قدم پیچھے ہوتا تو دوسرے سے ٹکرا جاتا۔

سارے میں اچانک ہی شناسا سی خوشبو پھیل گئی۔ گلابوں کی۔ ہاں شاید گلابوں کی ....

دونوں کا دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ عجیب مگر شناسا سی کیفیت نے ان دونوں کو آگھیرا۔ اگلے ہی لمحے لائٹس آن ہوئیں جو کہ یقیناً فریڈرک نے کی تھیں۔ وہ دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچا تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ نہ وہ بوٹس والا مرد اور نہ وہ ہیلز والی لڑکی۔ وہ چونکا اور پھر ارد گرد نظر گھما کر دیکھا۔ وہ دونوں ہی غائب ہو چکے تھے۔ وہ کہیں نہیں تھے۔ کہیں بھی نہیں ....

وہ اس عمارت سے عجلت میں باہر نکلی۔ تنفس بگڑ چکا تھا۔ دماغ میں گھنٹیاں سی بج رہی تھیں۔ دل میں آج سالوں بعد کسی احساس نے جنم لیا تھا۔ کوئی پرانا، شناسا مگر حسین احساس....

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور گہرے گہرے سانس لیے۔ تھوڑی دیر سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے رہی۔ جب حواس بحال ہوئے تو اس نے جلدی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ اگلے لمحے سانس نہیں لے پائی۔

"اسٹون؟" حیرت میں ڈوبی آواز سے اس نے خود سے استفسار کیا۔

وہ جلدی سے گاڑی سے باہر نکلی اور اپنی ہر جیب میں تلاش کیا۔ وہ کہیں نہیں تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔ اس نے خالی آنکھوں سے اپنے ہاتھ دیکھے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ ان ہاتھوں میں موجود تھا۔ وہ اسٹون جسے دیکھنے کے لیے دنیا ترستی تھی۔ جسے حاصل کرنا یامی نوکائی کے ہر شخص کی خواہش تھی۔ وہ اسٹون اس کے ہاتھوں میں آکر بھی کھو گیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے آنکھیں بند کر کے یاد کرنا چاہا۔ یقیناً جب وہ شخص اس کے قریب آیا تھا تب ہی اس نے اس گھپ اندھیرے میں نہایت مہارت سے اسٹون چرا لیا تھا۔ اندازہ لگا کر اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اگلے ہی لمحے فریڈرک باہر نکلتا دکھائی دیا۔ وہ جلدی سے واپس اپنی گاڑی میں بیٹھی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

حدید کمرے میں داخل ہوا تو سعیر فوراً کھڑا ہو گیا جبکہ زمان اپنی کنپٹی مسلنے میں مصروف تھا۔

"کون تھی وہ؟"

سعیر کے سوال پر حدید نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔ "آف کورس! پرل ساما۔"

"وہ اس وقت ہوٹل کے اسی کمرے میں موجود ہے جہاں پہلے تھی۔ وہ اس کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی تو وہاں کیسے پہنچ سکتی ہے؟" سعیر میکانکی انداز میں بولا جبکہ حدید کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"کیا مطلب وہ پرل ساما نہیں تھی؟"

"نہیں۔" اب کی بار زمان بولا۔ سرد آنکھیں، سنجیدہ لہجہ... وہ اپنے ازلی انداز میں بولا تھا۔

"وہ پرل ساماہی تھی زمان ساما!" فریڈرک دروازے سے نمودار ہوا۔

سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ کھنکھار کر بولا۔

"میں نے اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔ وہ پرل ساماہی تھی۔ سیاہ لباس پہنے، نقاب چڑھائے، ہیلز پہنے، وہ پرل ساماہی تھی۔ ہیلز پہن کر مقابل کو بھٹکانا محض پرل ساماہی جانتی ہے۔" اس کا لہجہ اٹل تھا جبکہ زمان نے گہری سانس لی۔ پرل کے ذکر پر اس کے دل پر لگا چھوٹا سا ہی سہی مگر وہ زخم تازہ ہو جایا کرتا تھا۔ اور یہ بات تو طے تھی کہ سالوں بعد بھی پرل کا نام سن کر اس کا دل بدل جاتا تھا۔ دماغ میں سب سے پہلے ہانہ کا اسکیچ بن جاتا اور پھر وہ گہری سانس لے کر خود کو یقین دلایا کرتا کہ ہانہ محض ایک جھوٹا کردار تھا جسے پرل نے نہایت سمجھداری سے نبھایا تھا۔ وہ اداکارہ تھی۔ اداکاری اس کا پیشہ تھا۔

"وہ پرل نہیں ہو سکتی۔ پرل کمرے میں موجود ہے۔" زمان کی آواز کمرے میں گونجی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ کمرے میں موجود لڑکی پرل ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور لڑکی محض ہمیں بھٹکانے کے لیے پرل بن کر وہاں موجود ہو۔"

"وہ پرل ہی ہے سعیر ساما! میں اسے اچھے سے جانتا ہوں۔" زمان دبی دبی آواز میں دھاڑا۔ سعیر خاموش ہو گیا جبکہ حدید نے پرل کے ذکر پر اس کے چہرے پر موجود تکلیف دیکھ کر محض افسوس کیا۔

"تو پھر وہ کون تھی جس نے ڈیوڈ کا قتل کیا؟" فریڈرک کو اچھنبا ہوا۔

سعیر نے ساتھ رکھی کرسی کا سہارا لیا۔ اور آنکھیں بند کر کے چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔

"ایک لڑکی اسٹون آف یامی نوکائی کیسے حاصل کر سکتی ہے؟" لہجہ افسوس سے بھرا تھا۔

"کس نے کہا کہ وہ اسٹون آف یامی نوکائی حاصل کر چکی ہے؟" حدید کی آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا۔ نگاہوں میں حیرت اور کئی سوالات تھے۔

"حدید کے ہوتے ہوئے اسے کوئی اور کیسے حاصل کر سکتا ہے؟" اس نے اپنا ہاتھ آگے کر کے انہیں اس میں موجود وہ قیمتی پتھر دکھایا۔ لمحے بھر کے لیے کمرے میں قبرستان کی

سی خاموشی پھیل گئی۔ زمان ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر اس کے قریب آ کر اس اسٹون کو دیکھا۔ سعیر اور فریڈرک بھی بے یقینی سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس چمکتے دمکتے قیمتی پتھر کی چمک ان کی آنکھوں کو چمکا رہی تھی۔ وہ تینوں دم سادھے اسے دیکھتے رہے۔ سعیر نے وہ پتھر اپنے ہاتھوں میں لیا تو چہرے پر شباب اتر آیا۔

"کتنے.... کتنے سال لگے اس کی تلاش میں۔" وہ مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں ایک طرف فتح چمک رہی تھی تو دوسری طرف بے یقینی سی تھی۔ چند لمحے دیکھنے کے بعد اس نے وہ پتھر زمان کی جانب بڑھایا اور پھر حدید کے گلے لگ گیا۔

"مجھے یقین تھا حدید۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ صرف تم ہی یہ کر سکتے ہو۔ تم ہی اسٹون آف یامی نوکائی کو ہم تک لا سکتے ہو۔ جیت تمہارے بخت میں ہے حدید اور تمہارا ساتھ میرے بخت میں۔ تم میرے لیے Good luck ہو حدید۔"

الگ ہونے پر سعیر نے اس کے کندھے تھپکائے تو وہ مسکرا دیا۔ اس نے زمان کی جانب دیکھا تو زمان نے مسکرا کر آنکھوں ہی آنکھیں میں اسے داد دی۔ حدید کو نہیں.... ارسم کو۔

واپس ہوٹل جانے کی بجائے لائلہ اپنی گاڑی کو بلاوجہ ہی لاس اینجلس کی سڑکوں پر بھگاتی رہی۔ چہرے پر کرب تھا۔ آنکھوں میں ہار کا دکھ۔ وہ آنسوؤں کو بہ مشکل اپنے اندر اتار رہی تھی۔ گاڑی کی اسپیڈ بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اگر وہ کسی سے ٹکرا جاتی تو اس کے بچنے کا شاید کوئی امید نہ ہوتی۔ کافی دیر اسی طرح ریش ڈرائیونگ کرنے کے بعد اچانک ہی اس کا فون بجنے لگا۔ مخصوص رنگ ٹون پر اس نے اسپیڈ قدرے کم کی اور موبائل اٹھا کر دیکھا۔ اشعر کا نام جگمگا رہا تھا۔ گلے میں کچھ ڈوب کر ابھرا۔ اس نے موبائل واپس ڈیش بورڈ پر پٹخا اور پھر گاڑی ایک طرف روک دی۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کر اس نے سرد آہ بھری۔ کیا کرتی وہ؟ اشعر کو اپنی ہار کی خبر دیتی؟ اسے بتاتی کہ کوئی انجان سا شخص اس سے جیت کر اسٹون آف یامی نوکائی لے اڑا۔ اور ایش..... ایش کو وہ کیا جواب دیتی۔ رہی پرل تو اس نے تو یہ خبر سن کر یقیناً اس کے اندر پوری چھ گولیاں اتار دینی تھیں۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے موبائل پھر سے اٹھایا اور دھڑکتے دل سے اشعر کو کال کی۔

"ابھی تک پہنچی کیوں نہیں تم؟"

اس کی آواز گونجنے کے بعد چند ساعتیں صرف خاموشی چھائی رہی۔

"کیا ہوا لائلہ؟ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"اشعر وہ..." الفاظ ختم ہو گئے جبکہ اشعر سننے کے لیے خاموش رہا۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں؟" آواز میں فکر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"پھر کیا ہوا؟ کچھ بول کیوں نہیں رہیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پھر خاموشی .....

"اچھا تم جلدی سے واپس آؤ۔ آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

رابطہ منقطع ہوا تو وہ موبائل کی اسکرین کو گھورتی رہ گئی۔ اس پر اتنا اعتبار کیا گیا تھا کہ اسٹون آف یا می نو کائی کے متعلق پوچھنے کی خطا بھی نہیں کی گئی۔ اسے یقین تھا کہ وہ

اسٹون ساتھ لائے گی۔ افف یہ اعتبار.... اس نے سر جھٹکا اور گاڑی پھر سے اسٹارٹ کر دی۔

❤ ❤ ❤

لاس اینجلس میں اس وقت رات ڈھلنے کو تھی اور پورا کا پورا شہر صبح کی روشنی کو خوش آمدید کہنے کی تیاری میں تھا۔ اس کی گاڑی اس اپارٹمنٹ کی جانب رواں تھی جہاں اشعر اور صیاد موجود تھے۔ اس کا چہرہ خاموش تھا اور آنکھوں میں شکست تھی۔ ہمت اور حوصلہ بالکل بھی باقی نہیں تھے۔ دھیرے سے گاڑی چلاتے ہوئے اچانک ہی اس کی نظر اپنے موبائل کی اسکرین پر پڑی جو ڈیش بورڈ پر رکھا تھا۔ وہاں پرل کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"Proud of you!"

وہ چند لمحے اس کا میسج تکتی رہی۔ جی چاہا کہ موبائل اٹھا کر پھینک دے مگر اسے خود پر قابو رکھنا تھا۔ گہرا سانس لے کر اس نے موبائل واپس رکھا ہی تھا کہ وہ تھرتھرانے لگا۔ اب کی بار اسکرین پر جگمگانے والا نام ایش کا تھا۔ اس نے یکلخت آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

افف!

پھر نہ چاہتے ہوئے بھی فون کان سے لگایا۔

"کہاں ہو؟" نہایت سنجیدہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"راستے میں ہوں۔"

"ٹھیک ہو؟"

"چونکہ تم نے کہا تھا کہ ہر حال میں خود کو ٹھیک رکھنا ہے اس لیے ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔"

"گڈ! اور اسٹون؟"

اس نے بے اختیار تھوک نگلا اور پھر اگلے ہی لمحے سنبھل کر بولی۔

"نہیں ہے۔"

چند لمحے خاموشی رہی۔ اسے اندازہ تھا کہ اسے شاک لگا ہو گا۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد اس کی سنجیدہ اور گھمبیر آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"کیا مطلب نہیں ہے؟ تم جانتی بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"جانتی ہوں۔" آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"اسٹون اس وقت تمہارے پاس ہونا چاہیے تھا لائلہ ساما۔ اگر وہ تمہارے پاس نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟"

"چرا لیا گیا ہے۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"واٹ دا ہیل آر یو سے انگ.... اسٹون چرا لیا گیا ہے۔ اسے چرانے کے لیے تم وہاں گئی تھی۔"

"ہاں مگر"....

"تمہیں وقت پر پہنچنا چاہیے تھا۔ ایڈیٹ!" سنجیدگی میں اضافہ ہوا۔

"مجھے دیر نہیں ہوئی تھی ایش ساما۔ میں وقت پر پہنچ گئی تھی۔ ڈیوڈ ساما مر چکا ہے اور اسٹون... وہ بھی میں حاصل کر چکی تھی مگر.... وہاں کوئی تھا جس نے اسے مجھ سے ہی چرا لیا۔"

"کون تھا وہ؟"

"معلوم نہیں۔ اندھیرے کے باعث میں اسے نہیں دیکھ پائی۔"

"کم از کم اتنی عقل تو ہو گی تم میں کہ اندازہ ہی لگا سکو۔"

لائلہ نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا اور پھر چند لمحے سوچتی رہی مگر اندازہ نہ لگا سکی۔

"میں نہیں جانتی ایش ساما"!

"لائلہ ساما اس نے تم سے اسٹون چرا لیا اینڈ یو کانٹ ایون گیس کہ وہ کون تھا۔"

وہ دل شکستہ ہو کر خاموش بیٹھی رہی۔

"تم نے کیا کر دیا لائلہ ساما۔ وہ ہمارے لیے بہترین چانس تھا اور.... آخری بھی۔" آواز میں غصہ گھلنے لگا۔

"میں...." وہ کچھ بولنے ہی لگی کہ ایش کی غصے بھری آواز نے اسے ٹوکا۔

"مجھے وہ اسٹون چاہیے اور ہر حال میں چاہیے۔ اس کے لیے چاہے تمہیں کہیں بھی جانا پڑے، کسی کی بھی مدد لینی پڑے آئی ڈونٹ کیئر۔ مجھے بس وہ اسٹون چاہیے۔"

"میں کوشش کروں گی ایش ساما۔" آواز میں تھوڑا بہت اعتماد باقی تھا۔

"تمہارے پاس ایک مہینے کا وقت ہے۔ مجھے وہ اسٹون لا کر دو۔ تب تک میں اشعر اور باقی سب کو سنبھالے رکھتا ہوں۔ مگر یاد رہے لائلہ ساما! صرف ایک مہینہ... اس کے بعد نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

اگلے ہی لمحے رابطہ منقطع ہو گیا جبکہ وہ سرد آہ بھرتی رہ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ آج واقعی ایک باس کی طرح اس سے پیش آیا تھا۔ اور وہ.... نہ ہی غصہ کر سکی اور نہ افسوس۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو نظر سب سے پہلے پرل سے جا ٹکرائی۔ اس کے چہرے پر دھیمی سی مسکان تھی اور اس مسکان میں لائلہ کو فتح کی چمک دکھائی دی۔

پرل سے ہوتے ہوئے نظر اشعر پر جا ٹھہری جو خاموشی سے صوفے پر بیٹھا موبائل پر کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔ ہیلز کی ٹک ٹک پر اس نے سر اٹھا کر لائلہ کو دیکھا۔

"آخر کار تم نے وہ کر دکھایا جس کی مجھے بالکل بھی امید نہیں تھی۔"

اس کے طنز کا وہ عموماً منہ توڑ جواب دیا کرتی تھی مگر اس وقت وہ خاموش رہی اور ٹکٹکی باندھے چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ جب سب کو گھورتا پایا تو سنبھلی اور کھنکھار کر خاموشی سے اس کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔ اس کا بجھا چہرہ دیکھ کر ان تینوں نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" صیاد نے سوال کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے اسے دیکھا۔ پھر خشک لبوں پر زبان پھیری۔ اپنی ہار کا اعلان کرنا بالکل بھی آسان نہیں تھا۔

"پانی۔" اس نے میز پر رکھے پانی کے جگ کی جانب اشارہ کیا۔ پرل نے صیاد کو پانی دینے کا اشارہ کیا تو صیاد منہ بگاڑتا رہ گیا۔ سارے کام اسی سے کیوں کروائے جاتے تھے۔ کیا

اس کی کوئی عزت نہیں تھی؟ وہ یہ سوال پوچھ ہی لیتا مگر اس وقت یہ سوال کرنا اسے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے برابر لگا۔

پانی کا گلاس بھر کر اس نے لائلہ کی جانب بڑھایا۔ ادھر ادھر دیکھے بغیر اس نے ایک ہی سانس میں سارا پانی حلق سے نیچے اتار دیا۔

"اتنی بڑی کامیابی کے بعد بھی تم خوش نہیں۔ وجہ؟" پرل اس کے سامنے والے صوفے پر اشعر کے ساتھ ہی ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔ لہجہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا۔

"اسٹون میرے پاس نہیں ہے۔" ڈھیر ساری ہمت جمع کر کے اس نے روانی سے وہ بات آخر کار کہہ ڈالی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہاں موجود ہر شخص نے گویا تاسف سے سر ہلایا۔ اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟" اب کی بار اشعر بولا اور لائلہ کا گلاس میز پر رکھتا ہاتھ ساکن ہو گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے بیٹھے اشعر کو دیکھا۔

اسے سوالیہ نظروں سے گھورتا دیکھ پرل نے گہری سانس لی۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے اشعر ساما۔ یہ پریشان ہونے والی بات تھوڑی ہے۔ لازم تو نہیں کہ وہ اسٹون ہم بھی دیکھتے۔ تم نے اچھا کیا کہ وہ اسٹون ایش ساما کو ہی دے دیا۔ اس طرح راستے میں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ کوئی بھی شخص معمولی سے حملے کا سہارا لے کر وہ اسٹون تم سے چرا سکتا تھا۔ ایش ساما کے پاس وہ محفوظ رہے گا۔" پرل نے کندھے اچکائے جبکہ لائلہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

اسے وہ بات ہضم کرنے اور سمجھنے میں چند لمحے لگے۔ مگر اس نے لاعلمی کا اظہار بالکل نہیں کیا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے سامنے اداکاروں کے اداکار بیٹھے ہیں جو اس کے چہرے کے تاثرات بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔ اس نے محض اثبات میں سر ہلایا۔

"بائی داوے کیسا رہا سب؟" پرل محفوظ انداز میں بولی۔

"تمہارا دوسرا قتل...." اشعر نے پرل کی بات میں اضافہ کیا اور ایک ابرو اٹھا کر لائلہ کو دیکھا۔ نگاہوں میں ناپسندیدگی نہیں تھی بس اکتاہٹ تھی۔ لیکن لائلہ کو ہمیشہ ہی وہ ناپسندیدگی لگی تھی۔

"ٹھیک رہا۔" بددل ہو کر جواب دیا۔ "اور اشعر ساما تم مجھے جتانا کب بند کرو گے؟" لہجہ ذرا تلخ ہوا۔

"میں نے کسی کو کچھ نہیں جتایا۔ محض ایک سوال کیا۔" اشعر نے کندھے اچکائے۔

"ہہہ۔" لائلہ طنزاً مسکرا دی۔ مسکراہٹ میں طنز کم اور تکلیف زیادہ تھی۔

"وہ واقعی صرف سوال کر رہا تھا لائلہ ساما۔ اس کا وہ مطلب ہرگز نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو۔" پرل نے دھیمے لہجے میں اسے سمجھانا چاہا۔

"میں سب سمجھتی ہوں پرل ساما۔ مجھے جتائے بغیر اس کا دن ہی کہاں گزرتا ہے۔"

"ایسی بات نہیں۔ ان فیکٹ اشعر ساما تو تمہاری کامیابی پر بہت خوش ہے۔ ہے ناں اشعر ساما؟"

اس نے لائلہ سے نظریں ہٹا کر اشعر کی جانب دیکھا۔ نظریں ملیں تو اشعر نے سنجیدگی سے ایک ابرو اٹھایا۔ گویا پوچھ رہا ہو کیا واقعی؟

"مجھے کسی کی کامیابی سے کوئی غرض نہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "مجھے صرف اسٹون کے مل جانے کی خوشی ہے جس کی ہمیں سالوں سے تلاش تھی۔ گاٹ اٹ؟" اشعر نے پرل کو دیکھ کر کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ پرل کی نظر لائلہ پر پڑی تو لائلہ نے گہرا سانس لیا۔ چہرے پر درد واضح ہوا، تکلیف ابھری۔

"میں نے کہا تھا ناں پرل ساما۔ اس کے دل میں میرے لیے موجود نفرت کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ تین سالوں کا ساتھ بھی نہیں۔"

پرل نے سرد آہ بھری جبکہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اشعر کی گردن مروڑ دے جو اس کی سراسر بے عزتی کر کے گیا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لائلہ ساما۔ اس کی فکر مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ ڈیوڈ ساما کو کس طرح مارا۔ گولی ماری یا گردن کاٹ دی؟" صیاد اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور نہایت دلچسپی سے استفسار کیا۔

لائلہ نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تو وہ خاموش ہو گیا اور پھر چند ہی لمحوں بعد بہانہ کرتا وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔

"اسٹون کہاں ہے؟"

پرل کے سوال پر لائلہ جو سر جھکائے سوچ میں گم تھی ایک دم چونکی اور سر اٹھا کر پرل کو دیکھا۔

"مطلب؟"

پرل نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور آگے کو ہو بیٹھی۔ نگاہوں میں تفتیش تھی، شک تھا۔

"اسٹون آف یامی نوکائی اس وقت کہاں ہے لائلہ ساما؟" نہایت سرد لہجے میں پوچھا گیا۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ وہی پرل ہے جو چند لمحے قبل وہاں موجود تھی۔

"ایش ساما کے پاس۔" لائلہ پر اعتماد رہی۔ آنکھوں میں یقین برقرار رکھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم اس لڑکی کے سامنے اداکاری کر سکتی ہو جس نے تمہیں اداکاری سکھائی ہے؟"

"معلوم نہیں۔ مگر اس وقت میں اداکاری نہیں کر رہی۔ اسٹون واقعی ایش ساما کے پاس ہے۔"

"مجھے یقین نہیں۔"

"ایش ساما سے پوچھ لو۔ اس پر تو یقین ہے ناں۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا جبکہ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ پرل چند لمحے آنکھیں چھوٹی کیے اسے شک کی نگاہ سے دیکھتی رہی۔

"پرل ساما اٹس ٹو مچ۔" وہ گویا اس کی نگاہوں سے اکتا گئی۔ اگلے ہی لمحے پرل نے گہری سانس لی۔ اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ ماحول میں چھائی تلخی ایک دم چھٹ سی گئی۔

"گڈ۔ تمہیں پریشان دیکھ کر شک ہوا کہ کہیں تم ہار کر تو نہیں آئی۔ یقین دہانی کے لیے یہ سب کرنا پڑا۔" پرل نے سخت لہجے کی وجہ بتائی جبکہ لائلہ دل ہی دل میں اس کی اداکاری اور ہوشیاری کو داد دیے بنا نہ رہ سکی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں ہار جاتی تو زندہ لوٹ کر آتی؟" لائلہ نے بھی اداکاری میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔

"بالکل۔ ایش ساما تو پہلی فرصت میں ہی تمہارا قتل کر ڈالتا۔" پرل کی بات پر لائلہ کا حلق تک سوکھ گیا مگر اداکاری کا خول برقرار رہا۔ پرل اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر جانے لگی۔

"اب ہمیں واپس ٹوکیو جانا ہے؟"

لائلہ کی آواز پر وہ رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں یاد نہیں۔ پرسوں سعیر ساما نے لندن میں گرینڈ پارٹی آرگنائز کی ہے۔ تمام بزنس ٹائیکون وہاں انوائیٹڈ ہیں۔"

"اوہاں۔" لائلہ کو یاد آیا۔

"چونکہ اب تم بھی ایش ساما کی بزنس پارٹنر ہو اس لیے تمہیں وہاں جانا پڑے گا۔"

"میں...؟" وہ بری طرح چونکی۔

"کیا تم اب ایک بزنس وومن نہیں؟"

"ہوں مگر.... پرل ساما"!

"کیا وہ سب تمہیں ایک کامیاب بزنس وومن کے طور پر نہیں جانتے؟"

لائلہ نے گہری سانس لی۔

"وہ سب لائلہ کو جانتے ہیں۔ اب تمہیں انہیں بتانا ہے کہ لائلہ کون ہے۔"

"مگر.... وہاں سب ہوں گے پرل ساما"!

"جانتی ہوں۔ اسی لیے تو تمہارا ساتھ چلنا لازمی ہے۔" اس نے لائلہ کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ "اب وقت آچکا ہے لائلہ ساما تمہیں خود کو متعارف کروانے کا۔ سب کو یہ بتانے کا کہ تم کون ہو۔ تمہاری اصلیت کیا ہے۔ تم اب بالکل تیار ہو۔ تم وہ بن چکی ہو جو تمہیں بننا تھا۔ ایک مضبوط، ظالم، سنگدل اور ایموشن لیس لڑکی... جیسی ہر مافیا لیڈی ہوتی ہے... جیسی ہر اداکارہ ہوتی ہے"...

لائلہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لازمی آنا۔ میں وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔" پرل مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔ وہ اس طرح پیار سے بات ہر بار نہیں کیا کرتی تھی۔ لائلہ تو اس کی سختیاں بھی جھیل چکی تھی۔ پرل ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ سامنے سے صیاد آتا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ایک ملازم تھا جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور اس پر دو کپ کافی کے رکھے تھے۔

"پرل ساما کدھر چلیں؟ کافی تو پیتی جائیں۔" صیاد نے اسے روکا۔ پرل رکی (وہ ہمیشہ نہیں رکا کرتی تھی) اور مڑ کر لائلہ کو دیکھا۔ لائلہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ گویا پوچھا ہو کہ کیا وہ رکنے والی ہے۔

پرل چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ ماضی کی ایک بات یاد آئی۔

لائلہ کو یقین تھا کہ وہ نہیں رکے گی مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں امید سی تھی۔ شاید وہ رک جائے اور لائلہ کے ساتھ بیٹھ کر کافی پی لے۔ لمحے سرکتے گئے۔ لائلہ حیران تب ہوئی جب پرل مڑی اور اس کی جانب چل دی۔ لائلہ بے یقین سی اسے دیکھے گئی۔

"تھوڑی سی دیر میں کیا جاتا ہے۔" لائلہ کے پاس بیٹھ کر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیں اور پھر ہنستی چلی گئیں۔ صیاد کے ساتھ موجود ملازم انہیں ناسمجھی سے دیکھتا رہا۔ صیاد نے تاسف سے سر ہلایا اور ملازم کے سر پر چپت لگائی۔

"اس کے پیچھے بھی ایک کہانی ہے جو تمہیں نہیں معلوم۔ اسی لیے اپنا دماغ مت کھپاؤ اور کافی دے کر جاؤ۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

اگلے دن یہ منظر تھا لاس اینجلس میں واقع ایک بڑی اور عالیشان عمارت کے چوتھے فلور پر موجود سعیر مراد کے آفس کا۔ گلاس وال سے چھن کر آتی سورج کی کرنیں سارے آفس کو روشن کیے ہوئے تھیں۔ بالکل اسی طرح وہاں موجود ان تین لوگوں کا چہرہ بھی اتنا ہی روشن تھا۔ سعیر کے لبوں سے تو مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔ سامنے بیٹھے حدید اور اس کی دائیں جانب بیٹھی نوشابہ کا چہرہ بھی فتح کی چمک لیے ہوئے تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں کہتا تھا ناں نوشابہ۔ حدید میرا Good luck ہے۔ جب سے یہ میری زندگی میں آیا ہے تب سے میرا ہر کام آسان ہو گیا ہے۔ میرے کندھوں پر موجود ہر بوجھ آہستہ آہستہ ہٹتا جا رہا ہے۔ میں بہت ہلکا محسوس کرنے لگا ہوں۔"

"ماننا پڑے گا۔ حدید نے واقعی کمال کر دکھایا۔ چور کے ہاتھوں سے چوری کر آیا۔ انٹرسٹنگ "!

نوشابہ نے اسے سراہنا چاہا جبکہ حدید کو آج بھی اس کے لہجے سے نفرت ہوئی۔ وہ اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دے پایا۔ نوشابہ نے اس کے چہرے پر اپنے لیے تلخی محسوس کی تو سرد آہ بھرتی رہ گئی۔

"کم آن حدید! اتنی بڑی کامیابی کے بعد بھی تم مجھے معاف نہیں کرو گے تو یہ زیادتی ہو گی۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی۔

"کیسی معافی؟ "

"اداکاری مت کرو۔ میں جانتی ہوں کہ تم نے آج تک مجھے میری غلطی کے لیے معاف نہیں کیا۔"

"میرا تم سے کوئی لینا دینا نہیں ہے نوشابہ۔ یہ جو بھی غلطی اور معافی کی تم بات کر رہی ہو میری سمجھ سے باہر ہے۔" اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"تمہیں سمجھنی چاہیے۔"

"مجھے فضول میں کچھ نہیں سمجھنا۔ ان فیکٹ مجھے فضول لوگوں، فضول باتوں اور فضول کاموں سے سخت نفرت ہے۔"

"تمہارے باس کی بیٹی ہوں۔ فضول نہیں۔"

"میرا تعلق صرف سعیر ساما سے ہے اور صرف سعیر ساما کے لیے ہی میں یہاں بیٹھا تمہیں برداشت کر رہا ہوں۔" لہجے میں کڑواہٹ سی گھل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"حدید!" سعیر نے اسے ٹوکا۔ "کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ غصہ چھوڑو اور اسے معاف کر دو۔ نادان ہے یہ۔"

"وہ نادانی نہیں تھی سعیر ساما۔ میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں جو کچھ نہیں سمجھ پائے گا۔ میں سب سمجھتا ہوں اور اچھے سے سمجھتا ہوں۔ آپ میرے باس ہیں اور میں آپ کا

ایڈوائزر۔ اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کو معاف کر دوں گا۔ میں سب کچھ معاف کر سکتا ہوں مگر وعدہ خلافی نہیں۔ پھر چاہے وعدہ خلاف میرا اپنا باس اور اس کی بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔" اتنا کہہ کر اس نے ایک سرد نگاہ نوشابہ پر ڈالی جو بے اختیار پہلو بدلتی رہ گئی۔

"ہاں مگر"...

"سعیر ساما اس بات کو رہنے دیں۔ اس بات پر پھر سے بحث آپ کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔"

"ہاں مگر کبھی نہ کبھی تو ہم نے وضاحت دے کر تمہارے دل میں موجود اس خلش کو ختم کرنا ہے جو تین سال پہلے ختم نہ ہو سکی۔ تو کیوں نہ آج ہی۔"

"میرا لہجہ تلخ ہو گیا تو میں نہیں دیکھوں گا یہاں میرا باس بھی موجود ہے۔ تب یہاں صرف ہادی ہو گا اور اس کی وفا کے قاتل۔ اور قاتلوں سے حدید خانزادہ کس طرح بات کرتا ہے یہ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مجبوراً سعیر اور نوشابہ کو خاموش ہونا پڑا۔ سعیر کسی کا تلخ لہجہ برداشت نہیں کرتا تھا مگر بات حدید کی ہوتی تو وہ خاموشی اختیار کر لیتا۔ حدید اس کے لیے اہم تھا۔ بہت زیادہ اہم یا شاید وہ ضروری تھا۔ اس کے لیے، اس کے بزنس کے لیے، اس کی ترقی کے لیے....

"تم کہہ کیوں نہیں دیتے کہ تم سچ سننے سے ڈرتے ہو۔ اور سچ یہی ہے کہ وہ اسی لائق تھی۔ زندہ رہ کر وہ جو تباہیاں مچاتی اس کا اندازہ سب کو ہے۔ اس کا بھائی اشعر"....

"شٹ اپ.... جسٹ شٹ اپ نوشابہ! تم میری برداشت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو۔ سچ سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ سچ یہ ہے کہ وفا کا قتل ہوا تھا اور اس میں تم سب کا ہاتھ تھا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

نوشابہ اونچی آواز میں بول ہی رہی تھی کہ حدید غصے سے اٹھا اور شہادت کی انگلی دکھاتے ہوئے اس پر دھاڑا۔

"ہاں یہی سچ ہے۔ کیا کر لو گے تم۔ ہاں؟ ہم نے ہی تین سال پہلے اس کا قتل کروایا تھا اور ہم نے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ وہ اسی لائق تھی۔ وہ سچائی جاننے کے بعد ہم سے دشمنی مول لے لیتی اور کبھی بھی اشعر کو میرا نہیں ہونے دیتی۔"

"تمہیں ساری دنیا میں صرف اپنا آپ دکھائی دیتا ہے؟ کسی کی جان کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں؟ تم نے وفا کو قتل کیا ہے نوشابہ۔ ہادی کی وفا کو۔ اس کی محبت کو۔ آج مجھے ساری دنیا میں کسی سے سخت نفرت ہے تو وہ تم ہو۔"

"کام ڈاؤن حدید!" سعیر اٹھ کھڑا ہوا۔ "اور تم اپنی بکواس بند رکھو نوشابہ۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" اس نے نوشابہ کو آنکھیں دکھائیں اور حدید کو تسلی دینے لگا۔

"پوچھو اپنے باپ سے۔ پوچھو کہ حدید خانزادہ ان لوگوں کے ساتھ کیا کرتا ہے جو اسے ناپسند ہوں۔ تم.... تم مجھے صرف ناپسند نہیں ہو بلکہ نفرت ہے مجھے تم سے... سخت نفرت۔ سامنے ہوتی ہو تو جی چاہتا ہے اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالوں تمہارا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"حدید پلیز... ریلیکس"!

"اگر اتنی ہی محبت تھی اس سے تو اسے چھوڑ کر کیوں آئے تھے۔ اسے ساتھ لے آتے۔ حفاظت کرتے اس کی۔ مگر تم تو بزدلوں اور جاہلوں کی طرح محض اپنے کیریئر کے لیے اسے کسی اور کے لیے چھوڑ کر"....

پورے آفس میں نوشابہ کی تیز آواز گونج رہی تھی۔ تب ہی ایک زناٹے دار تھپڑ نے اس کا منہ بند کیا۔ تھپڑ اتنے زور سے پڑا تھا کہ اس کا چہرہ ایک طرف جھک گیا۔ درد کی شدت کے باعث اس کا ایک ہاتھ اس کے سرخ گال پر جا پہنچا۔ بال بھی اسی جانب جھولنے لگے۔ آفس میں چند لمحوں کے لیے سناٹا چھا گیا۔ حدید کی اس حرکت کے بعد سعیر بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نوشابہ سکتے میں تھی۔ اسی سکتے میں وہ دھیرے سے سیدھی ہوئی۔ آنکھوں میں جہاں بے یقینی تھی وہیں خون اتر آیا۔ مگر یہ کیا؟ مقابل کی حالت دیکھ کر وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ اس کا غصہ کیا تھا۔ اگر کوئی حدید کا غصہ دیکھ لیتا تو وہ نوشابہ کی موت کا منظر دیکھنے کے لیے ضرور رک جاتا۔ سعیر بھی حدید کو ضرور ٹوکتا مگر اس کی حالت دیکھ کر وہ اسے کچھ بھی کہنے کی غلطی نہیں کر سکا۔ وہ جانتا تھا غصے میں اگر اسے باس کی بیٹی دکھائی نہیں دی تو باس بھی نظر نہیں آئے گا۔ ایک وفا کا ذکر ہی تو تھا جس پر وہ اپنے حواس کھو دیا کرتا تھا۔ سعیر اس کی حالت سمجھتا تھا۔ نگاہوں کے اشارے سے اس نے نوشابہ کو چلے جانے کا حکم دیا۔ نوشابہ بھی حدید کی سرخ انگار

آنکھیں دیکھ کر وہاں ایک لمحہ بھی نہیں رکنا چاہتی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنا پرس اٹھایا اور ایک سرد نگاہ حدید پر ڈالی۔

"پچھتاؤ گے۔"

چبا چبا کر کہتی وہ دروازہ ٹھاہ کی آواز سے بند کرتی وہاں سے چلی گئی۔

حدید نے گہرا سانس لیا۔ ضبط کے باعث اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے۔ درد کم اور غصہ زیادہ تھا۔

"اس بے وقوف کے کہنے پر وفا کو مارا تھا؟" لہجے میں بلا کا افسوس تھا۔ "ایک دن آپ بہت پچھتائیں گے سعیر ساما۔ اتنا کہ پچھتاوا جان لینے کو آجائے گا۔ ایک پیسوں سے محبت کرنے والی نہایت بے وقوف، جاہل اور بد تمیز لڑکی کے لیے آپ نے خود سے محبت کرنے والی لڑکی کو مار دیا۔ وہ آپ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتی تھی اور باپ بھی بھلا بیٹیوں کا قتل کرتے ہیں؟"

سعیر خاموش رہا۔ بولنے کے لیے ایک لفظ بھی نہیں تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں اس کا قتل آپ سب کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ آپ نے مجھ سے کیا گیا وعدہ توڑ دیا۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں وفا کی زندگی سے نکل جاؤں تو آپ اس کی زندگی بخش دیں گے۔ اس کی عفان سے شادی کر کے اسے ہمیشہ کے لیے مراد ہاؤس میں ایک بیٹی کی حیثیت سے رکھا جائے گا۔ مجھے اپنی زندگی سے منسلک کوئی فیصلہ کرنے کے لیے کوئی مجبور نہیں کر سکتا مگر صرف وفا کے لیے میں نے وہ کیا جو آپ نے کہا۔ آپ کے فیصلے پر سر جھکا دیا۔" اس کی آواز نم ہونے لگی۔

"میں اسے اس کے لیے چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ اس کی زندگی کے لیے... اس کی خوشیوں کے لیے... میں نے اپنی تمام خوشیاں داؤ پر لگا دیں صرف اس لیے کہ وہ خوش رہے۔ وہ پر سکون رہے۔ میں جانتا تھا کہ وہ میرے ساتھ... ایک مابسٹر کے ساتھ ڈارکنیس ورلڈ میں سروائیو نہیں کر پائے گی۔ مگر عفان اس کا کزن تھا۔ اس کا دوست تھا۔ وہ اس کے ساتھ سروائیو کر سکتی تھی۔ وہ ایک نہ ایک دن مجھے بھول جاتی۔ مگر آپ نے...." اس کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"اشعر کبھی بھی اسے سچ بتا کر ڈارکنیس ورلڈ کا حصہ بنا سکتا تھا۔ مجھے صرف اسی بات کا ڈر تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھ سے ضرور انتقام لیتی۔" سعیر نے کہا تو حدید نے افسوس سے سر ہلایا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے اگر آپ انمول کے بغیر زندہ رہ کر اتنی پر سکون زندگی گزار سکتے ہیں تو کیا ہر شخص اپنی محبت کے بغیر اس طرح رہ سکتا ہے؟" حدید نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

سعیر کی ہمت جواب دینے لگی۔ وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ سانس رک رک کر چلنے لگی۔ ماضی کسی خوفناک فلم کی مانند آنکھوں کے سامنے چلنے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ نے حدید خانزادہ کی محبت پر وار کیا ہے۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ چونکہ یامی نوکائی کے اصول کے مطابق میں ایڈوائزر کی جاب سے دستبردار نہیں ہو سکتا اس لیے آپ کے لیے کام کرنا محض میری مجبوری ہے۔ جو عزت اور لگن کبھی ہوا کرتی تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ اب صرف مجبوری باقی ہے وفاداری نہیں۔"

اتنا کہتا وہ رکا نہیں بلکہ اپنا کوٹ اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔ سعیر سن دماغ اور ساکت وجود کے ساتھ وہیں بیٹھا رہا۔

"آپ انمول کے بغیر زندہ رہ کر اتنی پر سکون زندگی گزار سکتے ہیں.... پر سکون زندگی... پر سکون..." حدید کے الفاظ دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔ کوئی اور یہ بات کرتا تو یقیناً سعیر کے ہاتھوں مرتا مگر وہ حدید تھا۔ افف حدید! وہ حدید ہونے کا بہت غلط فائدہ اٹھا رہا تھا۔ سعیر نے اتنا سوچ کر سر جھٹکا اور پھر اپنا والٹ نکالا۔ اس میں ایک چھوٹی سی تصویر موجود تھی۔ وہ چند لمحے ٹکٹکی باندھے اس تصویر میں موجود سنہرے بالوں والی حسین اپسرا کو دیکھتا رہا۔ اپنی ملکۂ قلب کو۔

"یہ سچ ہے کہ میں تمہارے بعد زندہ ہوں ملکۂ قلب مگر.... پر سکون زندگی.... میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔" وہ اس لڑکی سے مخاطب تھا۔ تب ہی اسے اپنے کندھے پر کسی کا آنچل محسوس ہوا۔ اس نے گردن دائیں جانب موڑ کر کندھے پر دیکھا تو وہاں اسے سنہرا آنچل دکھائی دیا۔ وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر پورے کمرے میں نظر دوڑائی مگر اسے وہاں کوئی دکھائی نہ دیا۔ وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ خوف کے سبب تنفس

بگڑنے لگا۔ چہرے پر پسینے کی بوندیں واضح ہونے لگیں۔ اس نے دوبارہ اس تصویر کو دیکھا۔ "اور میری زندگی کو بے سکون کرنے میں صرف تمہارا ہاتھ ہے۔ تمہارے سنہرے آنچل کا۔ "

❤ ❤ ❤

کافی سال پہلے .....

دن تھا ۳ ستمبر کا.....

شہر تھا پاکستان کا .....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت اس عالیشان عمارت کے بڑے سے عمدہ ہال میں روشنیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ ہر طرف ہنسی اور قہقہوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ ہلکے سے میوزک کی پر اثر دھن میں سب اس پارٹی کو انجوائے کر رہے تھے۔ ہال کے ایک طرف وہ سب ساتھ کھڑے تھے۔ اشہد کیک کاٹنے میں مصروف تھا۔ انمول نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ جیسے ہی کیک

کاٹا گیا ہر طرف تالیوں کا شور گونج اٹھا۔ سب نے ساتھ مل کر اجتماعی آواز میں اشہد کو برتھ ڈے وِش کیا۔ انمول نے سنہری ساڑھی زیب تن کر رکھی تھی جس میں اس کی دودھیا رنگت مزید دمک رہی تھی۔ سنہرے بالوں کا جوڑا باندھے، ڈائمنڈ نیکلیس اور ایئر رنگز پہنے وہ نہایت خوبصورت اور باوقار لگ رہی تھی۔ ساتھ میں اقراء ایک سالہ بچی کو اٹھائے کھڑی تھی۔ وہ بچی کوئی اور نہیں بلکہ وفا جہانگیر تھی۔ جہانگیر بھی ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ سعیر اور زریں کچھ فاصلے پر کھڑے وہ سب دیکھ رہے تھے۔ ان کے ہمراہ صرف شاہ میر تھا۔ نوشابہ ان دنوں بیمار تھی جس کی وجہ سے زریں اسے آفرین کے پاس چھوڑ کر آئی تھی۔ وہاں کوئی موجود نہیں تھا تو وہ تھا سید ارباز شاہ۔ انمول کا شوہر اور اشہد کا باپ۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی دیر بعد جہانگیر اور اقراء سعیر اور زریں کے ساتھ موجود باتیں کر رہے تھے۔ شاہ میر وفا کو اٹھائے ہوئے تھا اور اسے چاکلیٹ کھلانے میں مصروف تھا۔ ہیلز کی ٹک ٹک پر ان سب نے سامنے سے آتی انمول کو دیکھا۔ اشہد بھی اس کے ساتھ تھا۔ سعیر کی نظریں انمول پر جم سی گئیں۔

وہ وہاں آ کر ان سب سے باتیں کرنے لگی اور سعیر غیر محسوس انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ اسے چند گھڑیاں مزید دیکھنے کے بعد سعیر اس بات کی گواہی دینے کو تیار تھا کہ اس کا حسن عام نہیں تھا۔ وہ قیمتی حسن کی مالکہ تھی۔ اس قیمتی حسن کی جس سے سو سالوں میں محض ایک شخص کو نوازا جاتا ہے۔ وہ لاکھوں میں ایک تھی۔ وہ واقعی انمول تھی۔ حسن کی دنیا کا انمول ہیرا.... اسے حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اور اس بات کا علم سعیر مراد کو کب تھا؟

اشہد شاہ میر اور وفا کے ساتھ کھیلنے لگا۔ پہلے اس نے وفا کو اٹھایا تو وہ رونے لگی۔ سب ان کی جانب متوجہ ہوئے تو اشہد سہم سا گیا۔ اسے لگا کہ وہ اس کی وجہ سے روئی ہے۔ تب ہی شاہ میر نے وفا کی جانب چاکلیٹ بڑھائی تو وہ بھیگی آنکھوں سے ہنس دی۔ ہنسنے پر اس کے گالوں پر اشہد نے دو گڑھے واضح ہوتے دیکھے۔ چاکلیٹ اس کے ہاتھوں سے جھپٹ کر وہ اسی میں مصروف ہو گئی۔ اشہد نے اسے سنجیدہ ہو کر گھورا۔ چاکلیٹ کے لیے کون روتا ہے؟ شاید صرف اشہد ہی تھا جو باقی بچوں کی طرح چاکلیٹ کے لیے نہیں روتا تھا اور وفا باقی بچوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی روتی تھی۔ چاکلیٹ سے نظر ہٹا کر اس نے اشہد کو دیکھا تو

وہ مسکرا دیا۔ اسے وہ بچی بہت پیاری لگی تھی۔ اس کے بعد وہ تینوں مل کر کافی دیر کھیلتے رہے۔ وہ بار بار وفا کو ہنساتا۔ مقصد اس کے گالوں پر موجود ڈمپلز دیکھنے کا ہوتا۔ اسے اس بچی سے زیادہ اس کے ڈمپلز پسند آئے تھے۔ وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔

جہانگیر جب اقراء کے ساتھ وہاں آنے لگا تو چونکہ سعیر بھی ان دنوں اس کے ساتھ پاکستان میں تھا اور کام کا برڈن تھوڑا کم تھا تو وہ اور زریں بھی ان کے ساتھ آ گئے۔ انمول کو انہیں دیکھ کر مزید خوشی ہوئی۔ اسے لگا تھا کہ ارباز کے بغیر پارٹی بالکل بورنگ رہے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ وہ مراد فیملی کے ساتھ اتنی خوش رہی کہ اسے بوریت کا احساس ہی نہ ہوا۔ ان سب میں صرف سعیر ہی تھا جو پورے فنکشن میں بہت کم بولا۔

"ارباز ہوتا تو زیادہ مزہ آتا۔" جب وہ سب جانے لگے تو جہانگیر نے کہا۔

"اسے بہت ضروری کام سے سنگاپور جانا تھا۔ اسی لیے نہیں آ سکا ورنہ اشہد کا برتھ ڈے وہ مِس نہیں کیا کرتا۔" انمول نے وجہ بتائی۔ سعیر اور جہانگیر نے اس کا جواب سن نظروں کا تبادلہ کیا مگر بولے کچھ بھی نہیں۔ انمول نے سب کو الوداع کہا لیکن جب وہ زریں سے ملنے لگی تو اس کی ساڑھی کا پلو ساتھ کھڑے سعیر کے کف لنکس میں اٹک گیا۔

وہ زریں سے مل کر الگ ہوئی تو زریں آگے چل دی جبکہ سعیر وہیں کھڑا رہا۔ زریں تھوڑا سا آگے جا کر رکی اور پھر مڑ کر سعیر کو دیکھا جس کی نظر انمول کے چہرے پر تھی۔ چونکہ وہ اس کی ایک طرف کھڑا تھا اس لیے وہ اس کے چہرے کا ایک حصہ دیکھ سکتا تھا۔ شیشے کی طرح شفاف جلد، دمکتی رنگت، کانوں میں چمکتے ہیرے۔ لمحے بھر کو اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وجہ ہیروں کی چمک نہیں بلکہ اس کے حسن کی چمک تھی۔ زریں نے اسے انمول کو دیکھتا پایا تو اس کا دل مٹھی میں آ گیا۔ زریں کے رکنے پر انمول نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو نظر سعیر سے ٹکرائی جو خاموشی سے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ نظریں ملیں تو سعیر کا دل لمحے بھر کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔ انمول کی نظروں میں سوال ابھرا تو وہ سنبھلا اور پھر اپنا ہاتھ اوپر کر کے اسے اپنے کف لنکس دکھائے جن میں اس کا پلو اٹکا ہوا تھا۔ انمول نے اسے دیکھا تو سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ دلفریب تھی۔ انمول نے اپنا پلو اس کے کف لنکس سے آزاد کیا تو وہ بھی مسکرا دیا۔ نظریں ایک بار پھر ملیں تو سعیر کے دل کی پوری دنیا بدل گئی۔ پہلے وہ دل کے شیش محل میں داخل ہوئی تھی لیکن اب وہ صحیح سے دل کے تخت پر

براجمان ہو چکی تھی... ملکۂ قلب بن کر۔ اب سے اس کے دل کی سلطنت پر اس کا راج شروع ہونا تھا۔ پورا ایک سال اس نے اس کے دل پر پوری دھج سے حکمرانی کی۔ مگر اس بات کی خبر خود ملکۂ قلب کو کب تھی؟

تھوڑی دیر بعد سعیر زریں کے ساتھ اپنی گاڑی میں موجود تھا۔ زریں فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ شاہ میر وفا کی وجہ سے جہانگیر کی گاڑی میں موجود تھا۔ اسے وفا بہت پیاری تھی۔ بچپن سے ہی....

سعیر نے گاڑی چلاتے ہوئے اچانک ہی زریں پر نگاہ ڈالی تو حیران ہوا۔ وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیے ہوئے اس طرح بیٹھی تھی جیسے جسم میں جان ہی نہ ہو۔ کوئی اس وقت زریں کو ہاتھ لگا کر دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ وہ برف کی مانند ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔

"کیا ہوا زریں تم ٹھیک ہو؟" سرسری سی نگاہ ڈال کر اس نے پوچھا۔ زریں نے سعیر میں بدلاؤ 26 اگست کے بعد سے ہی محسوس کرنا شروع کر دیا تھا مگر آج تو وہ بالکل ہی الگ شخص بنا ہوا تھا۔ بالکل مختلف ....

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون تھی وہ؟" وہ بہ مشکل بول پائی۔ نظریں سامنے سڑک پر ٹکی تھیں جبکہ آنسوؤں کا پھندا اسے ٹھیک سے سانس نہیں لینے دے رہا تھا۔

سعیر اس کی جانب دیکھے بغیر مسکرا دیا۔

"تمہاری سوتن اور...." وہ لمحے بھر کو رکا۔ مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ "میری ملکۂ قلب۔"

زریں نے کرب کی شدت سے آنکھیں بند کیں تو آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو سعیر وہ شادی شدہ ہے؟" چند لمحوں بعد اس نے خود کو بہت ہی مدھم آواز میں کہتے سنا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شادی ختم بھی کی جا سکتی ہے زریں۔" اب کی بار اس نے زریں کی جانب دیکھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا اور نگاہیں ابھی بھی آگے کی جانب ٹکی تھیں۔ اس کے گال آنسوؤں کی سبب گیلے ہونے لگے تھے۔

"یہ ظلم ہے۔"

"میں ظالم ہی سہی۔"

❤ ❤ ❤

اگلے دن لائلہ کی گاڑی لندن کی سڑکوں کو روندتی آگے بڑھ رہی تھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر ڈرائیور براجمان تھا جبکہ وہ خود پسنجر سیٹ پر بیٹھی تھی۔اس کے چہرے پر اعتماد تھا۔ گردن سیدھی تھی۔خوف اور ڈر کا نام ونشان تک نہیں تھا۔اس نے سیاہ شرٹ کے ساتھ ہلکی گلابی پینٹ پہن رکھی تھی جبکہ کوٹ ساتھ والی سیٹ پر رکھا تھا۔گلاسز سر پر ٹکار کھی تھیں جبکہ بھورے بال کھول رکھے تھے جو اس کے کندھوں سے تھوڑا سا نیچے تک آتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی ایک بڑے سے ریستوران کے سامنے جار کی۔ڈرائیور نے باہر نکل کر جلدی سے دروازہ کھولا تو وہ باہر نکلی۔گلاسز سیٹ کرتی وہ اندر کی جانب چل دی۔ہیلز کی ٹک ٹک پورے ریستوران میں گونجنے لگی تو وہ محض مسکرا دی۔جب وہ مطلوبہ ٹیبل تک پہنچی تو نظر سامنے بیٹھی لڑکی پر پڑی۔وہ اس کی جانب بڑھ گئی۔ آواز پر

اس لڑکی نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس کی سبز آنکھوں نے اسے سر تا پیر گھورا۔ جب وہ دیکھ چکی تو لائلہ نے ایک ابرو اٹھا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پرل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر انگوٹھے سے پرفیکٹ کا اشارہ کیا۔ لائلہ کی گردن مزید سیدھی ہو گئی۔ اس کے سامنے بیٹھنے کے بعد پرس میز پر رکھ کر اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔ کیا اعتماد، کیا غرور تھا۔

"ڈیوڈ ساما کے لندن میں خوش آمدید!" پرل کے کہنے پر اس نے سر کو خم دیا اور ذرا سا مسکرا دی۔

"ایونٹ کل ہے اور ملاقات کے لیے آج بلا لیا۔ وجہ؟" اگلے ہی لمحے اس نے سوال کیا تو پرل نے اپنا موبائل میز پر رکھا اور مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ چہرے پر معمول کی سنجیدگی چھا گئی۔ اس وقت مسکراہٹ کا اس کے لبوں سے دور دور تک کوئی تعلق محسوس نہ ہوا۔

"تمہیں کچھ بتانا تھا۔" وہ کھنکھاری۔ "کل بہت سے لوگ آئیں گے۔"

لائلہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"سمجھ رہی ہو ناں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟"

"ہاں سمجھ رہی ہوں۔"

"بہت سے لوگ یعنی ہمارے بہت سے دشمن۔ جیسے زمان ساما، اس کے لوگ، سعیر ساما، عفان، نوشابہ، ان کے لوگ، ڈیوڈ کے لوگ جو اس کی موت کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ بزنس ورک میں ہمارے مخالف ہیں۔ سب کے سب"...

وہ رکی اور پھر قدرے توقف سے بولی۔

"سب کو یہی لگتا تھا کہ اشعر ہی ایش ہے۔ مگر ان تین سالوں میں بہت کچھ بدلا ہے۔ سب یہ جاننے میں کامیاب ہو چکے ہیں کہ اشعر جہان ساما کا بیٹا ہے اور ایش ایک مختلف شخصیت ہے مگر وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم۔ اس کے علاوہ میں ایک بزنس ٹائیکون ابراہم ساما کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے وہاں جاؤں گی جو اپنے باپ کے بزنس کو مزید ترقی دینے کی کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔ اشعر چونکہ جہان ساما کا بزنس نہیں سنبھال رہا لیکن وہ ایش کے بزنس کا ایک بڑا حصہ سنبھالے ہوئے ہے۔ تم جانتی ہو کہ یہ ایک بزنس ایونٹ ہے۔ یہاں جو بھی موجود ہو گا ہو کسی نہ کسی طرح بزنس

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سے جڑا ہو گا۔ ڈارکنیس ورلڈ میں لوگ اتنے کردار ادا کرتے ہیں کہ ان کی اصل شناخت کے بارے میں معلوم کرنا ناممکن کی حد تک مشکل ہوتا ہے۔ اسی لیے وہاں کسی کو یہ نہیں معلوم ہو گا کہ دوسرے شخص کا ڈارکنیس ورلڈ میں کیا کردار ہے۔ محض چند لوگ ہیں جن کا کردار ایک ہی ہے۔ جیسے زمان ساما، سعیر ساما، نوشابہ اور عفان۔ اس کے علاوہ باقیوں کو تم ابھی تک نہیں جانتی۔ میں کل ان کے بارے میں تمہیں جہاں تک ہو سکا بتاؤں گی۔ اب تمہیں یہاں بلانے کا مقصد تمہیں تمہارے کردار سے آگاہ کرنا ہے۔"

"فائن۔" لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا اور بات جاری رکھنے کو کہا۔

"تم کل وہاں لائلہ جہان بن کر جاؤ گی۔ لیکن صرف جہان ساما کی بیٹی نہیں بلکہ..." وہ سانس لینے کو رکی۔

"بلکہ...؟"

"بلکہ ایش ساما کی بیوی بن کر۔" وہ کہہ گئی جبکہ لائلہ جو سن چکی اسے اس پر یقین نہ آیا۔ وہ چند لمحے حیرت اور ناسمجھی سے اسے دیکھتی رہی۔

"بیوی؟"

"ہاں بیوی۔"

"ایش ساما کی بیوی؟" حیرت ہی حیرت تھی۔

پرل نے اثبات میں سر ہلایا تو لائلہ نے نفی میں۔

"مذاق ہو رہا ہے یہاں؟" سکتے کی حالت میں سوال پوچھا گیا۔

"نہیں مذاق نہیں۔ البتہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" پرل نے کندھے اچکائے۔

"اور کھیل کھیل میں کوئی کسی کی بھی بیوی بن سکتی ہے؟"

"کوئی اور کسی کا تو نہیں معلوم۔ ہاں لیکن لائلہ کو بننا پڑے گا۔ ایش ساما کی بیوی۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ میں ایش ساما کی بیوی بن کر خوشی خوشی منہ اٹھا کر چل دوں گی؟"

"ٹھیک ہے۔ خوشی خوشی نہ سہی منہ لٹکا کر چل دینا۔"

"شٹ اپ پرل ساما! تمہیں کیا سب مذاق لگ رہا ہے؟" وہ تلخ ہوئی جبکہ پرل نے اکتا کر آنکھیں گھمائیں۔

"وضاحت تم اپنے شوہر محترم سے طلب کر لینا۔ اس نے مجھ سے جتنا کہنے کو کہا میں کہہ چکی۔" پرل اٹھی اور میز سے اپنا پرس اور موبائل اٹھاتی وہاں سے چل دی۔

"پرل ساما! میری بات سنو۔" لائلہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ پرل آواز پر رکی، مڑی اور پھر مسکرا دی۔

"اگر مزید معلومات چاہئیں تو تم اپنے شوہر محترم کو کال کر سکتی ہو۔" مسکرا کر کہتی، گلاسز لگاتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ لائلہ مٹھیاں بھینچتی رہ گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شوہر محترم... واٹ نان سینس"!

تاسف سے گردن ہلا کر اس نے گلاس وال کے پار دیکھنا شروع کر دیا۔ باہر موسم کافی خوبصورت تھا مگر اسے اب کسی چیز میں دلچسپی کہاں رہی تھی۔ تب ہی اس کی نظر باہر سے گزرتے دو لوگوں پر پڑی۔ ایک لڑکی تھی اور اس کے ساتھ میں ایک لڑکا تھا۔ لڑکی

کے ہاتھ میں آئس کریم تھی۔ وہ آئس کریم کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ کچھ بول بھی رہی تھی۔ ساتھ موجود لڑکا اسے غور سے سن رہا تھا۔ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر برقرار تھی۔ تب ہی لڑکی نے کچھ ایسا کہا کہ وہ دونوں کھل کر ہنس دیے۔ سڑک پر ان کے کھکھلانے کی آواز گونجنے لگی۔ اگلے ہی لمحے لڑکے کا ہاتھ اس کے سر کی جانب بڑھا اور پھر اس نے پیار سے اس کے بالوں کو بگاڑا۔ لڑکی ہنوز ہنستی جا رہی تھی۔ ان کے چہروں پر بکھرے خوشیوں کے رنگ بتا رہے تھے کہ ان دونوں کے بیچ کچھ الگ سا تھا۔ کچھ بہت ہی خوبصورت۔ دوستی یا پھر محبت... وہ اندازہ نہیں لگا پائی۔

اس نے نظریں وہاں سے ہٹائیں اور سامنے کھڑے ویٹر کو چائے کا آرڈر دیا۔ جب وہ چلا گیا تو اس نے سرد آہ بھری۔ آنکھوں کو کچھ چبھنے سا لگا۔ ماضی؟ ہاں شاید ماضی....

مراد ہاؤس کے لان میں وہ دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر براجمان تھے۔ موسم کافی خوبصورت تھا۔ آسمان پر چھائے بادلوں میں تھوڑی تھوڑی گرج تھی مگر وہ ساتھ تھا تو سب ٹھیک تھا۔ کسی قسم کا ڈر، کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ ہادی ساتھ تھا.... یہی کافی تھا۔ باتوں کا سلسلہ جاری تھا۔ وہ بول رہا تھا اور وہ ہنس رہی تھی۔ پورے لان میں پھولوں کی

خوشبو تھی یا شاید کسی کی موجودگی کی۔ تب ہی منصب بی انہیں اپنی جانب آتی دکھائی دیں۔ ہاتھوں میں ٹرے تھی جس پر کڑک چائے کے دو کپ رکھے تھے۔ ان کے پاس پہنچ کر انہوں نے ٹرے میز پر رکھی۔ نظر ہنستی ہوئی وفا پر پڑی تو وہ مسکرا دیں۔ اس ہنسی کی وجہ انہیں معلوم تھی۔ سامنے بیٹھا ہادی.... وہ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتی وہاں سے چلی گئیں۔

ہادی نے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا جبکہ وفا کا کپ وہیں میز پر رکھا رہا۔

"اتنی گرم چائے پیو گے تو زبان جل جائے گی۔"

وفا کی بات پر وہ ہنس دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے گرم چائے پسند ہے وفا۔ تمہاری طرح میں اسے ٹھنڈا کر کے نہیں پیتا۔ ٹھنڈی چائے سے تو بہتر ہے کہ بندہ خالی پانی پی لے۔"

"ہاں اور گرم چائے سے بہتر ہے کہ بندہ اسی پانی کو ابال کر پی لے۔"

جواب پر حدید کھل کر ہنس دیا۔

"تم نہیں سدھرنے والی۔ "

"سدھار کر تو دکھاؤ۔" وفا نے اپنے لمبے بالوں کو پیچھے کی جانب ڈالتے ہوئے کہا تو وہ مزید ہنس دیا۔ وہ ساتھ ہوتے تو ایسے ہی ہنستے رہتے تھے۔ کبھی چھوٹی سی بات پر تو کبھی بلاوجہ.... ان دونوں کے بیچ بھی کچھ بہت حسین تھا۔ دوستی یا پھر محبت؟ وہ اس بات کا اندازہ بھی کبھی نہیں لگا سکی تھی۔

"دیکھو تم میرے اچھے دوست ہو ناں؟" وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ انداز میں شرارت تھی۔

"ہاں مگر گرم چائے میری محبت ہے۔ میں اسے کسی کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتا۔"

"ہادی۔" اس نے منہ بسورا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی ہادی کی وفا۔"

"اگر وفا کہے پھر بھی نہیں؟ "

"ہرگز نہیں۔"

"ذرا سوچو تو اگر تم بھی ٹھنڈی چائے پینا شروع کر دو تو ہماری گفتگو طویل ہو سکتی ہے۔ ملاقات کا دورانیہ بڑھ سکتا ہے۔"

"میں ایسے ہی اپنی ملاقات کا دورانیہ بڑھا سکتا ہوں۔"

"جھوٹ۔" اس کی سنہری آنکھوں میں خفگی ابھری۔ "تمہیں اپنے کاموں سے فرصت ہی کہاں ملتی ہے۔ نہ جانے کون سے ایسے کام ہیں جو آج تک پورے نہیں ہو پائے اور انہیں کرتے ہوئے تمہیں دوستوں کے لیے وقت ہی نہیں ملتا۔"

"دوست کے لیے۔ تم واحد ہو۔" اس نے گویا تصحیح کی اور ادھر وفا کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مطلب تم ٹھنڈی چائے پھر بھی نہیں پیو گے؟" اسے پچھلی بات یاد آئی تو وہ پھر سنجیدہ ہو گئی۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ تم گرم چائے پینا شروع کر دو۔ تو...؟" مسکراہٹ دبائے معصومیت سے پوچھا گیا۔

"ہادی۔" وہ تلملا اٹھی جبکہ حدید کا ایک بار پھر قہقہہ گونجا۔

"ہم دونوں میں سے جس ایک کے لیے دوسرا زیادہ اہم ہے وہی اس کے لیے اپنی پسند بدلے گا۔"

"مطلب تم اپنی پسند بدلنے والی ہو؟" شرارت بھرا لہجہ.....

"کیا میں تمہارے لیے اہم نہیں؟" گہرا صدمہ پہنچا تھا جبکہ حدید اپنی ہنسی نہ دبا سکا۔

"جہنمی انسان!" وہ منہ بسورے ایک جانب دیکھنے لگی۔ خفا ہونے کا انداز تھا۔

"جہنمی انسان کی محترمہ!" اس کے انداز پر وفا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ حدید نے ہنستے ہوئے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے۔ اس کی ہنسی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ وفا نے چند لمحے اسے ہنستا ہوا دیکھا اور پھر وہ بھی نہ رک پائی اور ہنستی چلی گئی۔ ہادی ہنستا تو وفا ہنستی، وفا ہنستی تو ہادی ہنستا.....یوں ہی دونوں ہنستے چلے گئے۔

ویٹر نے گرم چائے کا کپ اس کے سامنے رکھا تو اس کی سوچ کا سلسلہ ٹوٹا۔ نظر بھاپ اڑاتے کپ پر پڑی تو لبوں پر زخمی مسکراہٹ بکھر گئی۔ آنکھوں میں نمی کے ساتھ کرب

ابھرا اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے وہی بھاپ اڑاتا گرم چائے کا کپ لبوں سے لگا لیا۔ اچھا ذائقہ تھا، اچھی پسند تھی ....

اسی وقت اسی شہر میں وہ سعیر کے آفس کے ساتھ موجود میٹنگ روم میں خاموش سا بیٹھا تھا۔ سامنے ہی زمان بیٹھا کچھ بتانے میں مصروف تھا۔ سعیر اس کے ساتھ ہی بیٹھا زمان کو سن رہا تھا۔ سربراہی کرسی خالی تھی۔ زمان اور سعیر کے ہوتے ہوئے سربراہی کرسی خالی ہی رہا کرتی تھی۔ چونکہ ان دونوں نے ایک ساتھ ایش کے خلاف کام کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا تو دونوں میں سے کوئی باس نہیں تھا۔ کوئی حکم نہیں دیا کرتا تھا بلکہ صرف مشورے سے کام چلتا تھا۔ سعیر کے کہنے پر حدید بھی ان کے اس کام کا ایک اہم حصہ بن چکا تھا۔ وہ بہت ذہین، چالاک اور سمجھداری سے بازی چلنے والا شخص ان کے لیے بہت کام کا تھا۔ اس کے ایک اور کردار "ارسم" سے سعیر ابھی تک ناواقف تھا۔ فریڈرک نے ان کے سامنے چائے کے تین کپ لا کر رکھ دیے تو سعیر اور زمان نے اپنا اپنا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا جبکہ حدید کا کپ رکھا رہا۔

"حدید ساما تم چائے نہیں پیو گے؟" ساتھ کھڑے فریڈرک نے سوال کیا۔

"حدید ٹھنڈی چائے پیتا ہے۔" سعیر نے وضاحت دی۔

"ٹھنڈی چائے پینے میں کیا مزہ؟" اسے وہ بات یقیناً عجیب لگی تھی۔

حدید نے سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"سب کے اپنے ذائقے، سب کی اپنی پسند۔" سنجیدہ لہجے میں بھی کہیں نہ کہیں، تھوڑی سی ہی سہی مگر تکلیف تھی جسے وہاں بیٹھا کوئی بھی شخص محسوس نہ کر پایا۔

"کل تمہیں لازمی آنا ہے حدید۔" گفتگو کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔

"میں آپ کے بزنس کا حصہ ہوں سعیر ساما۔ آپ وہاں ہوں گے تو میری کیا ضرورت؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر تمہارے وہاں آنے سے تمہارے باس کو خوشی ہو گی تو پھر تمہیں لازمی آنا چاہیے۔" نرم لہجے میں زمان نے حدید سے کہا۔ سنہری آنکھوں سے نیلی آنکھیں مخاطب تھیں یعنی اپنے ایڈوائزر ارسم سے اس کا باس زمان ملک۔

"آل رائٹ! میں آؤں گا۔"

سعیر اور زمان کے لبوں پر بیک وقت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ایک نئی خبر۔" فریڈرک شاید چائے دینے کے علاوہ ایک خبر بھی دینے آیا تھا۔ سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ کھنکھارا اور پھر بولا۔

"ایش ساما کی جو نئی بزنس پارٹنر ہے۔ کیا نام ہے اس کا"...

"لائلہ جہان۔" زمان نے بتایا۔

"ہاں لائلہ جہان۔ کل وہ بھی ایونٹ جوائن کرے گی۔"

"انٹرسٹنگ!" سعیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ زمان کو مشکوک لگی۔

"تمہیں اس کے آنے کی خوشی کیوں؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"لائلہ جہان نام ہے اس کا۔ وہ جہان کی بیٹی تو نہیں ہے لیکن سننے کو ملا ہے وہ اشعر کی ہی بہن ہے جبکہ یہ ناممکن ہے۔"

"ناممکن کیوں؟"

"جہان کی صرف ایک بیٹی تھی جو تین سال پہلے مر چکی ہے۔" یہ کہہ کر سعیر کی نظر حدید پر پڑی جو مٹھیاں بھینچے خاموشی سے چائے کے کپ کو تک رہا تھا۔ ماضی ایک ہی لمحے میں کسی لہر کی مانند آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا۔

"ہوں۔" زمان نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ "ہو سکتا ہے کہ جہان ساما کی ایک نہیں بلکہ دو بیٹیاں ہوں۔"

سعیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا ہوتا تو کبھی نہ کبھی تو ہمیں معلوم ہو ہی جاتا۔ کل دیکھ لوں گا کہ آخر کون ہے جو جہان کی بیٹی ہونے کی اداکاری کر رہی ہے۔" وہ اٹھا اور کوٹ کے بٹن بند کرتا وہاں سے چلا گیا۔ فریڈرک بھی اس کے پیچھے ہی چل دیا۔ میٹنگ روم میں وہ دو اکیلے رہ گئے۔

"کل ضرور آنا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ایش ساما کے متعلق کچھ نئی معلومات مل جائے۔"

حدید نے اثبات میں سر ہلایا۔

زمان اٹھا اور پھر اس کے قریب آیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمارے بیچ طے ہوا تھا کہ تم مجھے باس نہیں بلاؤ گے کیونکہ در حقیقت ہم دوست ہیں۔"

وہ رکا اور پھر جھک کر اس کے کان میں کہا۔

"اس بڈھے کو بھی کبھی باس مت کہنا۔ مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

حدید مسکرا دیا۔

"بے فکر رہو۔ میں کسی کو باس نہیں کہتا۔"

زمان نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد اس اکیلے میٹنگ روم میں وہ اکیلا رہ گیا۔ اس ٹھنڈی چائے کے ساتھ....

اس کے ہاتھ کپ کی جانب بڑھے اور پھر اس نے اس ٹھنڈی چائے کے کپ کو اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔ اچھا ذائقہ تھا، اچھی پسند تھی....

گرم چائے پینے کے بعد بھی وہ چند لمحے وہیں بیٹھی رہی۔ سنہری آنکھوں میں نمی ابھی بھی چمک رہی تھی۔ کرب بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے سرد آہ بھری تو آنکھیں مزید بھیگ گئیں۔ وہ یقیناً رو دینے کو تھی۔ وہ رو بھی دیتی مگر کیا ہے ناں کہ اس نے رونا چھوڑ دیا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور چند لمحوں بعد پھر سے آنکھیں کھولیں۔ نمی غائب تھی، کرب غائب تھا۔ کچھ تھا تو وہ تھا غصہ، انتقام کا جنون اور بھرپور اداکاری ....

کانوں میں برسوں پہلے کی گئی گفتگو کا ایک ایک لفظ یاد آنے لگا۔

)کالی قیامت تو آسکتی ہے مگر میرا ہادی کبھی میرا اعتبار نہیں توڑ سکتا۔ (

اسے اچانک ہی وہاں گھٹن محسوس ہونے لگی۔ جیسے اس ریستوران میں ہوا کا راستہ بند ہو گیا ہو۔

)اگر میں نے کبھی یہ اعتبار توڑ دیا تو؟ (

اس نے بے اختیار ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ عرصہ بعد وہ بہت بری طرح یاد آیا تھا۔ بہ مشکل ہی سہی مگر وہ خود کو سنبھالنے کی سعی کرتی رہی۔ مگر وہ کیا کرتی۔ وہ کہیں نہ ہو کر بھی ہر کہیں تھا۔

)تو وفا ہادی کے لیے مر جائے گی..... اور ہادی وفا کے لیے۔ (

اس نے گہری سانس لی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی اعتماد کے ساتھ جس اعتماد کے ساتھ وہ آئی تھی۔

)وفا سانس تو لے گی لیکن اس کا دل دھڑکنا چھوڑ دے گا۔ (

وہ دھیرے دھیرے سانس لے رہی تھی۔ دل.... وہ تو اسی دن دھڑکنا بھول گیا تھا جب وفا کا ہادی اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ اس نے اپنا پرس اٹھایا اور پھر گلاسز سیٹ کرتی وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

)وہ مسکرانا چھوڑ دے گی۔ (

نہایت سنجیدہ چہرہ لیے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

)وہ اعتبار کرنا چھوڑ دے گی۔ (

سب نے اس کے اعتبار کو ایسی ٹھیس پہنچائی تھی کہ اس نے اعتبار کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

)وہ دوست بنانا چھوڑ دے گی۔ (

ڈرائیور نے اسے دور سے آتا دیکھا تو جلدی سے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اس کی زندگی میں اب کوئی دوست نہیں تھا۔ وہ ایک سیاہ گلاب بن چکی تھی اور سیاہ گلاب کسی کے دوست نہیں ہوتے۔ وہ ایک ٹھوکر سے ہی سنبھل جایا کرتے ہیں۔ وہ صرف اداکار ہوتے اور منافقوں کو ان کی منافقت کا جواب اداکاری سے دیا کرتے ہیں۔

(لوگ اس کے قہقہے سننے کے لیے ترس جائیں گے۔)

وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تو ڈرائیور نے بھی اپنی سیٹ سنبھال کر گاڑی چلانا شروع کر دی۔

قہقہے...؟ عرصہ بیت چکا تھا اسے قہقہہ لگائے۔ اسے تو یاد تک نہ تھا کہ آخری بار وہ قہقہہ لگا کر کب ہنسی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

(وہ زخمی پرندے کی طرح خاموشی اختیار کر لے گی۔)

گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی تھی۔ وہ سارے مناظر پیچھے چھوڑتی جا رہی تھی۔ وہ اب زیادہ بات نہیں کیا کرتی تھی۔ جس دنیا میں وہ قدم رکھ چکی تھی وہاں صرف کھیل اور اداکاری چلتی تھی۔ کوئی کسی کی سنتا ہی کب تھا۔ سب کو ظلم کا جواب ظلم سے دینا سکھایا جاتا تھا۔

اسے بھی یہی سکھایا گیا تھا۔ خاموش رہنا اور پھر مناسب موقع دیکھ کر خود پر ہوئے ظلم کا جواب ظلم سے دینا۔

(مگر خدا کی قسم! تم سے پھر بھی نہ کوئی گلہ کرے گی اور نہ ہی شکایت۔)

سالوں پہلے بولے گئے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

"کیونکہ تم وہ ہو جو کوئی اور نہیں ہو سکتا۔" دھیرے سے اس کے لبوں نے حرکت کی۔

کچھ لمحوں پہلے گونجتی اس کی آواز اچانک ہی تھم گئی۔

"میں نے تمہیں اپنے دل میں موجود اعتبار کے سب سے اونچے اور خاص درجے پر مقام دے رکھا تھا۔ مگر تم اسے رد کر کے چلے گئے۔" لب حرکت تو کر رہے تھے مگر آواز اتنی کم تھی کہ اسے خود بھی بہ مشکل سنائی دے رہی تھی۔

"میں اس مقام کو جلا چکی ہوں۔ میں اپنے دل کو مار چکی ہوں حدید خانزادہ"!

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سپاٹ چہرہ لیے وہ باہر دیکھنے لگی۔ چہرے پر کوئی تاثر باقی نہ رہا۔ نہ درد، نہ تکلیف اور نہ ہی غصہ۔ آنکھیں بھی ویران تھیں۔ بالکل بنجر.... اس کے کہے گئے الفاظ ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ وہ ان الفاظ کو کہیں پیچھے چھوڑ آئی اور لاس اینجلس کی سڑکوں کو دیکھتی رہی۔

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

**تین سال پہلے.....**

**وقت تھا رات کا .....**

سڑک تھی لاہور کی.....

وہ خاموشی سے گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔ سفید لباس کے ساتھ پہنا سرمئی دوپٹہ ہوا کے جھونکوں کی وجہ سے اڑ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر خود کو بدلنے کا عزم تھا۔ وہ بالکل پہلے جیسی ہونا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ حدید کو بھلانا، اس کی یادوں سے پیچھا چھڑوانا

ناممکن تھا مگر وہ کوشش کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایک بار پھر صرف مراد ہاؤس کی خوشیوں کا سوچ رہی تھی۔ ان کے لیے وہ حدید سے جدائی کا زخم اور عفان کا ساتھ سہنے کو تیار تھی۔ اس نے مڑ کر عفان کو دیکھا تو وہ دور جا رہا تھا۔

"نہ جانے کس کا فون تھا؟"

اس نے یہ سوچ کر کندھے اچکائے اور خاموشی سے دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عفان اتنا دور جا چکا تھا کہ وہ اسے بہ مشکل دیکھ پا رہی تھی۔ اس نے اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیسی ہو جہانگیر مراد کی دوسری اولاد؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

عقب سے آتی مردانہ آواز پر اس کا سانس رک گیا۔ آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ اسے نہیں معلوم کہ اس نے کیا کہا تھا۔ اسے بس اتنا معلوم تھا کہ اس کے عقب سے کسی مرد کی آواز گونجی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔ پسنجر سیٹ پر بیٹھا اشعر جہان اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

اس سے پہلے کہ وہ حلق پھاڑ کر چلاتی وہ اسے اپنے ہاتھ میں موجود پسٹل دکھا چکا تھا۔

"آواز نہیں۔ ورنہ ساری گولیاں تمہارے وجود میں اتار دوں گا۔"

ادھر وفا کی رہی سہی ہمت جواب دے گئی۔ اسے لگا اس کے پیروں تلے سے جان نکلتی جا رہی ہے۔ تنفس بگڑنے لگا۔

"کک... کون ہو تم؟"

"اگر بتا دیا تو یقین نہیں کرو گی۔"

اگلے ہی لمحے وہ گاڑی سے اترا اور پھر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالا۔ اب کی بار وفا پستول کو نظر انداز کرتی چیخنے ہی لگی تھی کہ اشعر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا میں نے ابھی بکواس کی تھی کہ آواز نہ آئے۔" وہ درشتی سے اس پر چلایا۔ وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی مگر اس سے پہلے ہی کسی نے وفا کا ہاتھ پکڑا۔ وفا چند لمحوں

کے لیے سانس نہیں لے پائی۔ خوف کی آخری حد کیا ہوتی ہے اس وقت کوئی وفا سے پوچھتا۔

ہاتھ پکڑنے والا ایک اور آدمی تھا۔ اس نے جلدی سے اس کے ہاتھ میں موجود رنگ اور بریسلیٹ اتار کر ساتھ کھڑے دو آدمیوں کی جانب پھینکا جنہیں وہ کیچ کر چکے تھے۔ سب کچھ اتنا جلدی ہو رہا تھا کہ وفا خوف سے کانپتی ہکا بکا انہیں دیکھ رہی تھی۔ اشعر نے اس کے بازو پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کی اور آگے کی جانب لے کر چل دیا۔ وہ مزاحمت کرتی رہی، بار بار امید بھری نگاہوں سے پیچھے سڑک پر کہیں دور جاتے عفان کو دیکھتی رہی۔ مگر اشعر کی مضبوط گرفت کے سبب وہ کچھ بھی بول نہ پائی۔ آنکھوں سے آنسو تڑاتڑ برسنے لگے۔ اشعر اسے سڑک کی بائیں طرف وہاں سے کچھ دور کھڑی اپنی گاڑی کے پاس لے آیا۔ وہاں آکر اس نے اسے چھوڑا تو وہ لڑکھڑائی اور پھر مشکل سے سنبھلی۔ خود کی حالت کا اندازہ لگا کر وہ رونے لگی۔

"مجھے جانے دو پلیز۔"

"کہاں؟" اشعر نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"عف... عفان کے پاس۔ "

اشعر ہنس دیا۔

"اس شخص کے پاس جو تمہیں قتل کرنے آیا تھا؟"

وفا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"وہ دیکھو۔" وہ اس کے قریب آ ٹھہرا اور پھر سامنے اس کی گاڑی کی طرف اشارہ کیا جس سے اگلے ہی لمحے ایک ٹرک جا ٹکرایا۔ ایک دل خراش چیخ اس کے حلق سے آزاد ہوئی۔ اشعر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اسے وفا سے یہی امید تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں گاڑی آگ کی زد میں آ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یی... یہ...." اس نے صدمے کی حالت میں اس گاڑی کی طرف اشارہ کر کے اشعر کی جانب دیکھا۔

"یہ کیوں دیکھ رہی ہو؟ وہ دیکھو۔" اشعر نے اسے سامنے سڑک کی جانب متوجہ کیا جہاں عفان رکا کھڑا تھا مگر وہ مڑ نہیں رہا تھا۔ وہ فاصلے پر قدرے چھوٹا نظر آ رہا تھا۔ لوگوں کا

ہجوم اس گاڑی کی جانب لپک رہا تھا۔ اشعر کے ساتھ جو لوگ تھے وہ غائب ہو چکے تھے۔ اشعر کی گاڑی ٹرک کی دوسری جانب تھی جس کے سبب عفان بعد میں مڑنے پر بھی انہیں نہ دیکھ پایا تھا۔

"وہ تمہیں اسی لیے یہاں لایا تھا وفا۔" اشعر بول رہا تھا جبکہ وہ گہرے صدمے میں اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ اشعر کی آواز اسے کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"چلو اب ہمیں چلنا ہے۔" اس نے دوبارہ اس کے بازو سے اسے پکڑا اور اپنی گاڑی کی پسنجر سیٹ پر بٹھایا۔ ڈرائیور نے گاڑی چلانا شروع کر دی۔ وہ خود بھی دوسری طرف سے وفا کے ساتھ ہی آ بیٹھا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گاڑی کے اندر...؟" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔

اشعر خاموش رہا۔

اب کی بار وفا نے گردن دائیں جانب موڑ کے اسے دیکھا۔

"گاڑی کے اندر.... کون تھی؟" اس کا وجود پسینے میں بھیگنے لگا تھا۔

"لڑکی۔" اشعر نے جہاں تک ہو سکا مختصر جواب دیا۔

"مجھے بچانے کے لیے.... تم نے..." وہ بے یقین سی تھی۔ "تم نے کسی اور کو مار دیا؟"

"وہ پہلے ہی مر چکی تھی۔" بددل ہو کر وضاحت دی۔

وفا نے حیرت سے اسے دیکھا تو وہ تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

"تم اس وقت کچھ بھی سمجھنے کی کنڈیشن میں نہیں ہو۔"

"میں اس کنڈیشن میں ہوں مگر تم.... تم مجھے سمجھا ہی نہیں رہے۔" وہ حلق کے بل چلائی۔

"تم نے ایک قتل کر دیا۔ تم کسی کو ایسے..... کیسے مار.... او گاڈ"!

"میرا مشغلہ ہے۔" اشعر نے کندھے اچکائے۔ وہ اس وقت اس بے وقوف کو کچھ نہیں سمجھانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ہرٹ ہوئی تھی۔

"عفان..." اس نے کھڑکی سے جھانک کر پیچھے کی جانب دیکھا۔ اسے وہاں لوگوں کے ہجوم اور ٹرک کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔ اس آگ میں لپٹی گاڑی کو لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ پولیس کے سائرن.... ایمبولینس کی آواز.... وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"میں نے کہا ناں کہ تمہیں پھنسایا گیا ہے۔ وہ تمہیں مارنے کے لیے ہی یہاں لے کر آیا تھا۔"

"شٹ اپ!" اسے انگلی دکھاتے ہوئے وہ ایک بار پھر چلائی۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ ایک اجنبی شخص مجھ سے کچھ بھی کہے گا اور میں مان لوں گی۔"

"اجنبی شخص؟" اشعر نے وہ الفاظ دہرائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں۔ کیونکہ یہی اجنبی شخص تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ یہی اجنبی شخص اس وقت تمہیں موت کے منہ سے نکال کر لایا ہے۔ یہی اجنبی شخص تمہارے اپنوں کی اصلیت جانتا ہے۔ یہی اجنبی شخص جانتا ہے کہ کون تمہارا اپنا ہے اور کون نہیں۔ اور یہی اجنبی شخص...." وہ جو غصے میں بولتا جا رہا تھا اچانک رکا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ اور سن رہی

تھی۔ اشعر نے نگاہوں کا زاویہ بدلا اور باہر کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحے اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔

"مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟" صدمے اور حیرت کا کانچ ٹوٹا۔ اب صرف دکھ تھا۔ محض دکھ....

"اپنی دنیا میں۔" اس نے وفا کو دیکھا۔ "وہی جو تمہاری اصل دنیا ہے۔ جہاں تمہیں بہت پہلے سے ہونا چاہیے تھا۔"

"مجھے نہیں جانا۔ پلیز گاڑی رکوا دو اور.... اور مجھے جانے دو۔"

"کہاں؟ اس مراد ہاؤس میں جہاں تمہارے قتل کے منصوبے بنائے گئے تھے۔ وہاں جہاں تمہارے والدین کے قاتل بستے ہیں۔" وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی رہی اور پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میری.... میری فیملی اور میرا قتل.... میرے مما بابا کا قتل.... نہیں... تم... تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

اشعر سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

"تمہیں سمجھنے میں وقت لگے گا۔"

وہ ابھی بھی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"قتل.... میرے مما بابا کا؟" وہ خود سے پوچھ رہی تھی کہ کہیں اسے سننے میں غلطی تو نہیں ہوئی۔

اچانک ہی اس نے گردن اٹھا کر اشعر کو دیکھا۔

"مما بابا کا ایکسیڈنٹ..." آواز میں لرزش تھی۔

"وہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا وفا۔ وہ سب پری پلانڈ تھا۔"

"مگر"....

"ریلیکس! میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ تم ابھی میرے ساتھ چل رہی ہو پھر وہاں جا کر تمہیں سب تفصیل سے بتایا جائے گا۔"

وہ محض اسے دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر پائی۔ اس کا گاڑی میں دم گھٹنے لگا۔ وجود پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے سرمئی دوپٹے سے اپنا چہرہ پونچھا۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ تنفس بحال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس وقت اس کے پاس اس شخص پر اعتبار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

"تم کون ہو؟" سوال دوبارہ کیا گیا۔

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرے جواب پر تم یقین نہیں کرو گی۔"

وہ پھر سے خاموش ہو گئی۔ اس کے پاس اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اسے فورس کر سکتی۔ اسے اپنی پوری دنیا گھومتی محسوس ہوئی۔ وہ کہاں جا رہی تھی؟ ساتھ بیٹھا شخص کون تھا؟ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا کیا وہ سچ تھا؟ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کافی دیر بعد ان کی گاڑی ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے جا رکی۔ اشعر باہر نکلا۔ ڈرائیور نے بھی باہر نکل کر دوسری جانب سے آ کر وفا کے لیے دروازہ کھولا مگر وہ ہنوز بیٹھی رہی۔ ڈرائیور نے اشعر کو کہنا چاہا مگر وہ گاڑی سے باہر نکل کر دوسری جانب رخ کیے کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔

تھوڑی دیر بعد اشعر فون بند کر کے مڑا تو دیکھا ڈرائیور سر جھکائے چپ چاپ کھڑا تھا اور وہ ابھی تک گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اس نے ضبط کا گھونٹ بھرا اور غصے سے اس کی جانب بڑھ آیا۔ دوبارہ سے اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالا تو وہ رونے لگی۔

"تم رو کیوں رہی ہو پاگل لڑکی؟"

مگر وہ تھی کہ اس کی بات پر کان دھرے بغیر روتی رہی۔

اشعر نے اکتا کر آنکھیں بند کیں اور ضبط کیے رہا۔

"اندر چلو۔"

وفا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ اب کی بار اشعر ضبط نہیں کر پایا اور اسے پھر بازو سے پکڑے اندر کی جانب چل دیا۔

"تمہیں میری نرمی راس ہی نہیں آ رہی۔" دانت کچکچاتا وہ اسے اندر لے آیا۔

وہ عمارت چھوٹی سی تھی جس میں صرف دو کمرے تھے۔ اس کے علاوہ چھوٹا سا لاؤنج، ایک کچن اور چھوٹا سا پورچ.... یہی کچھ تھا اس عمارت میں۔

وہ ڈری سہمی اس کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔ لاؤنج میں جا کر اشعر نے اسے صوفے پر بیٹھنے کو کہا جب وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرنے میں مصروف تھی۔

"بیٹھو بھی۔" اشعر اتنے زور سے چلایا کہ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ کافی ڈر گئی اور پھر خاموشی سے سر ہلاتی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"مم... مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"ابھی کیا پورا راستہ میں بکواس کرتا آیا ہوں؟ حفاظت کر رہا ہو تمہاری ان بھیڑیوں سے جو تمہیں مار دینا چاہتے ہیں۔ تم سمجھتی کیوں نہیں؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے بہتے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میری فیملی میرا برا تک نہیں سوچ سکتی اور تم.... تم مار دینے کی بات کر رہے ہو؟"

"تمہارا محض دماغ خراب ہے۔ دو لگا دوں ناں پھر عقل ٹھکانے آئے گی تمہاری۔" اس نے ہاتھ دکھاتے ہوئے تھپڑ مارنے کی دھمکی دی۔ وہ اس پر غصہ تو کر رہا تھا مگر کہیں نہ کہیں اس کے غصے میں اپنائیت تھی۔ انس تھا۔ اس کے لیے فکر تھی۔ جیسے وہ اس کا کوئی اپنا ہو۔ جیسے وہ اس کا بڑا بھائی ہو۔

"مجھے جانے دو۔ پلیز۔"

وہ پھر سے رونے لگی جبکہ اشعر نے ضبط کا گھونٹ بھرتے ہوئے گہری سانس لی۔

"میں نے تمہاری حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدے کو پورا کرنے کے لیے مجھے جو کرنا پڑا میں کروں گا۔" اتنا کہتا وہ سامنے ہی صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا۔ نظریں موبائل اسکرین پر ٹک گئیں اور انگلیاں مسلسل کچھ ٹائپ کرنے لگیں۔ اس کی سسکیوں کی آواز پورے لاؤنج میں گونجنے لگیں۔ وہ کافی دیر نظر انداز کیے بیٹھا رہا۔ جب برداشت جواب دے گئی تو اس نے سر اٹھا کر بس ایک نظر اسے دیکھا اور اس کی سسکیاں تک رک گئیں۔ اشعر کی نگاہوں میں بے حد غصہ اور لاسٹ وارننگ تھی۔ وفا نے سر جھکا لیا اور دبی دبی آواز میں رونے لگی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب جو میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔" تھوڑی دیر بعد وہ موبائل ایک طرف رکھتا مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"تم جہان ساما کی بیٹی ہو۔ اتنا تو تمہیں معلوم ہو گا ہی کہ جہانگیر مراد کو جہان بھی کہہ کر پکارا جاتا تھا۔"

وفا نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ آنکھیں ابھی تک آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"جہان ساما کون تھا کیا تم یہ جانتی ہو؟"

وفا چند لمحے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی اور پھر اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"میرے بابا۔"

اشعر نے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے گھٹنے پر دے ماری۔ "تم واقعی اتنی بے وقوف ہو یا پھر ڈھونگ رچا رہی ہو؟"

"مجھے جانے دو۔ عفان میرا انتظار"....

اشعر ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور پسٹل کی ٹھنڈی نال اس کی پیشانی پر رکھی۔

"تمہاری حرکتیں اس بات کو یقینی بنا رہی ہیں کہ اس پسٹل میں موجود تمام گولیاں تمہارے وجود میں اتریں گی۔" نہایت سرد لہجے میں وہ اس پر دھاڑا۔ وفا نے ڈر کر فوراً آنکھیں میچ لیں اور گھٹی آواز میں ایک بار پھر رونے لگی۔

"میں نے اور میرے بابا نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" نم اور لرزتی آواز میں پوچھا گیا۔ اشعر کے اعصاب اچانک ہی ڈھیلے پڑ گئے۔ گلے میں کچھ ڈوب کر ابھرا۔ اس نے پسٹل ہٹا دیا اور چند قدم پیچھے ہوا۔ وفا نے ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور سامنے کھڑے وجیہہ شخص کو دیکھا۔ اس کی شخصیت میں کسی اور کا عکس تھا۔ کس کا؟ وہ اس وقت یہ جاننے میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔ اشعر چند ثانیے اسے دیکھتا رہا۔ اس کی سنہری رنگت کو۔ اس کے سیب جیسے گالوں کو۔ اس کے لمبے بھورے بالوں کو۔ اس کی ڈبڈبائی آنکھوں کو۔ بھیگی پلکوں کو۔ وہ سنہری آنکھیں جہان پر گئی تھیں۔ منظر دھندلانے لگا۔ اشعر کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ چند ہی لمحوں میں منظر بدل گیا۔ اس عمارت کا چھوٹا سا لاؤنج مراد ہاؤس کے وسیع اور خوبصورت لاؤنج میں بدل گیا۔ وہ دروازے کے پاس

چھپا کھڑا تھا۔ دل میں اندر جانے کی چاہ تھی۔ اسی غرض سے اس نے اندر جھانکنے کا سوچا مگر پھر اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹک دیا اور گردن موڑ کر سامنے کھڑے وجیہہ اور شاندار شخصیت کے مالک اپنے باپ کو دیکھا جو کسی ملازم سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ آنکھوں میں بے قراری در آئی۔ وہ یقیناً کسی سے ملنے کے لیے بے تاب تھا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وہ کافی نروس بھی تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے بے اختیار اندر کی جانب جھانکا۔ نظر سب سے پہلے اس لڑکی سے جا ٹکرائی جو قیمتی صوفے پر تنہا بیٹھی تھی جبکہ ساتھ میں ڈھیر سارے کھلونے رکھے تھے۔ ان کھلونوں کو دیکھ کر اس لڑکے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ قریباً چھ سات سالہ بچہ تھا۔ تب ہی کسی کے رونے کی آواز لاؤنج میں بلند ہوئی۔ وہ لڑکی ایک جھٹکے سے اٹھی اور لاؤنج کی ایک طرف دوڑتی ہوئی گئی۔ وہ لڑکا بھی آنکھوں میں تجسس لیے ایک قدم آگے بڑھا۔ تب ہی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ اچھل کر سیدھا ہوا۔ خوف کی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی مگر وہ اگلے ہی لمحے سنبھلا جب نظر ساتھ کھڑے اپنے باپ پر پڑی۔

"یہاں کیوں کھڑے ہو اشعر۔ اندر چلو۔" شفقت بھرے لہجے میں وہ مسکرا کر بولا۔

لڑکے کا دل زور سے دھڑکا۔ آج وہ وہاں آیا تھا جہاں اس کی ماں نے آنے سے سخت منع کیا تھا۔ اس کے علاوہ جس سے وہ آج ملنے جا رہا تھا اس کا وجود تو دور اس کے نام سے بھی اس کی ماں کو سخت نفرت تھی۔ اتنی نفرت کہ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اسے زہر دے کر مار دیتی۔

جہانگیر اس کا کندھا تھپتھپا کر آگے بڑھنے لگا تو وہ بھی اپنے باپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے جہانگیر کی نظر اقراء اور وفا پر پڑی۔ وفا بلک بلک کر رو رہی تھی اور اقراء اسے چپ کروانے میں لگی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا وفا کو؟" جہانگیر عجلت میں اس کی جانب بڑھ گیا۔ چہرے پر فکر اور پریشانی کا سایہ لہرایا۔ اس نے اقراء کے پاس جا کر فوراً وفا کو اٹھا لیا اور خود اسے چپ کروانے لگا۔ اقراء نے اسے بتایا کہ وہ پاؤں پھسلنے کے سبب گری ہے تو جہانگیر مزید پریشان ہو گیا۔ وہ بار بار اس کے گھنے بھورے بال درست کرتا اور اس کے سیب جیسے گالوں پر تھپکی دیتا۔ اشعر چند لمحے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ جہانگیر کو نہیں بلکہ اس فیملی کو۔ وہ سب ایک ساتھ کتنے اچھے لگتے تھے۔ وہ واقعی ایک کمپلیٹ فیملی تھی۔ ایک پرفیکٹ فیملی۔ اشعر کو اس

وقت اس گھر میں اپنا آپ فالتو محسوس ہوا۔ اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔ اس بچی کو دیکھ کر اس کا باپ اسے بھول گیا تھا۔ چند لمحے مزید ٹھہرنے کے بعد وہ جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ جہانگیر کی آواز پر اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔ اس کا باپ اسے نہیں بھولا تھا۔ اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ بس اس بچی کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا جیسے اپنی اولاد کو تکلیف میں دیکھ کر ہر باپ تڑپ اٹھتا ہے۔ وہ مڑا اور ان کی جانب دیکھا۔ اقراء کی اس پر نظر پڑی تو وہ سرد آہ بھرتی رہ گئی۔ یقیناً وہ بھی اشعر کو اسی طرح ناپسند کرتی تھی جس طرح اس کی ماں وفا کو کرتی تھی۔ سوتیلی اولاد پسند ہی کس کو ہوتی ہے۔ سینکڑوں میں کوئی ایک دو عورتیں ہوتی ہیں جن کو اپنی سوتیلی اولاد سے انس ہوتا ہے۔ اور یہ تو طے تھا کہ اقراء ان عورتوں میں سے نہیں تھی۔ بلکہ جہانگیر مراد کی دونوں بیویاں ہی ان عورتوں میں سے نہیں تھیں۔ دونوں کو اپنی سوتیلی اولاد بے حد ناپسند تھی۔ جہانگیر نے اسے اپنی جانب بلایا تو وہ سہم کر کھڑا رہا۔ اقراء کے تاثرات دیکھ کر آگے جانے کی ہمت بچی ہی کہاں تھی؟

جب وہ آگے نہ آیا تو اقراء زبردستی مسکرائی اور بولی۔

"آؤ اشعر۔ اپنی بہن سے نہیں ملو گے۔" وہ یقیناً جہانگیر کے سامنے ایک اچھی ماں بننے کی سعی کر رہی تھی۔

اشعر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ اپنی بہن سے کیسے نہ ملتا۔ اسی کی کشش ہی تو تھی جو اشعر کو ماں کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہاں کھینچ لائی تھی۔ اس نے وفا کو دیکھا جو اب چپ ہو چکی تھی اور جہانگیر کے کف لنکس کے ساتھ چھیڑ چھاڑی کر رہی تھی۔ وہ جس چیز کو بھی دیکھتی اس کے معائنے میں لگ جایا کرتی تھی۔ اشعر قدم بہ قدم چلتا جہانگیر کے پاس آیا۔ جہانگیر مسکرا دیا اور جھک کر وفا کو اس کی جانب بڑھایا۔ اشعر وفا کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ اس کے لیے وہ سب عجیب سا تھا۔ وہ اس سے پہلی بار مل رہا تھا۔ بانہیں پھیلا کر اس نے وفا کو تھام لیا تو وہ بھی ہنوز اسے گھورے گئی۔ اشعر بھی اس کے لیے ایک نیا فرد تھا۔ دونوں کی آنکھوں میں اجنبیت تھی لیکن کہیں نہ کہیں، دور دل کے کسی کونے میں محبت جنم لینے لگی۔ وہ محبت جو ایک بھائی اپنی بہن سے کرتا ہے۔ وہ محبت جو ایک بہن اپنے بھائی سے کرتی ہے۔ ایک ان دیکھی کشش تھی جو ان کو ایک دوسرے کے پاس لے آئی تھی۔

اشعر کو یقین ہی نہ آیا کہ وہ اپنی بہن کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اس بے یقینی کی ڈور تب ٹوٹی جب وفا نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے بال کھینچے۔ وہ یقیناً بہت شرارتی تھی۔ اشعر ایک دم حواس میں آیا اور تکلیف کے سبب وفا کو گھورا۔ نظروں میں ٹھنڈک در آئی۔ مگر اس کے نتیجے میں وفا کھل کر ہنس دی۔ جہانگیر بھی اس کی حرکت دیکھ کر پہلے تو افسوس سے سر ہلاتا رہ گیا اور پھر ہنس دیا۔ جبکہ اشعر..... وہ اپنی بہن کے ڈمپلز دیکھتا رہ گیا۔ نظر اٹھ کر اس کی آنکھوں پر پڑی تو وہ ٹھٹکا۔

"اس کی آنکھیں آپ کی طرح ہیں ڈیڈ۔" اس نے جہانگیر کو وہ خبر دینا چاہی جس سے وہ پہلے سے واقف تھا۔ جہانگیر مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتا ہوں۔"

"اور ڈیڈ جب یہ ہنستی ہے تو اس کے ڈمپلز..." وہ مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"پیارے ہیں ناں؟"

"بہت زیادہ۔"

"تو پھر ہمیشہ اپنی بہن کو اسی طرح ہنستا مسکراتا رکھو گے ؟"

"میں ؟" وہ چونکا۔

"ہاں تم۔ باپ کے بعد بھائی ہی تو ہوتے ہیں جو اپنی بہنوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہیں خوش رکھتے ہیں۔ تم اس کے بھائی ہو تو بھائی بن کر دکھاؤ گے ناں ؟"

اشعر خاموش ٹھہرا رہا۔ جہانگیر جانتا تھا کہ اسے صرف اپنی ماں کا خوف تھا۔

جہانگیر نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا گویا اسے تسلی دے رہا ہو۔

"تم اس کے بھائی ہو اشعر۔ میں نے ہمیشہ تو زندہ نہیں رہنا۔ میرے بعد اس کی حفاظت تم نے ہی تو کرنی ہے۔ کیا نہیں کرو گے ؟"

اشعر ہنوز ٹھہرا رہا۔ پھر ایک نظر اپنی مسکراتی سیب جیسے گالوں والی خوبصورت سی بہن کو دیکھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر وفا جو اس کے بالوں کے معائنے میں مصروف تھی اس نے بھی اشعر کی جانب دیکھا۔ اس کی سنہری آنکھیں۔ اللہ! وہ کتنی خوبصورت تھیں۔ اسے دیکھ کر وفا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ کتنا پیارا مسکراتی تھی !

"میں اس کی حفاظت کروں گا ڈیڈ۔ میں ایک بھائی بن کر اپنی بہن کی حفاظت ضرور کروں گا۔" اچانک ہی وہ چونکا اور پھر جہانگیر کی جانب دیکھا۔ "لیکن ڈیڈ! مام تو مجھے لندن لے کر جا رہی ہیں۔"

جہانگیر کی مسکراہٹ سمٹی جبکہ پاس کھڑی اقراء کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

جہانگیر کے چہرے پر زخمی سا تاثر در آیا۔

"وہ تمہیں مجھ سے دور کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تم میری اولاد ہو اشعر۔ میرا خون۔ ایک نا ایک دن تمہیں لوٹ کر آنا ہو گا۔ اپنے باپ کے لیے۔ اپنی بہن کے لیے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مام ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گی ڈیڈ۔" اشعر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"ایک دن تم بڑے ہو جاؤ گے اشعر۔ تب اختیار تمہارے پاس ہو گا۔ اور میری دعا ہے کہ جب بھی تم دونوں بہن بھائی کو ایک دوسرے کی ضرورت پڑے تب تم لوگوں کے راستے ضرور ٹکرائیں۔ اور اس وقت اشعر تم.... اپنی بہن کو پہچان لینا۔ اس کی مدد کرنا۔

اس کی حفاظت کرنا۔ بدلے میں یہ تمہارا ساتھ ضرور دے گی۔" جہانگیر نے وفا کی جانب دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔ "میری بیٹی بہت بہادر بنے گی۔ بالکل اپنے باپ کی طرح۔" اور پھر اشعر کی جانب دیکھ کر اس کا گال تھپکا۔ "اور میرا بیٹا اشعر تو ابھی سے بہادر ہے۔"

"بالکل اپنے ڈیڈ کی طرح۔" اشعر نے اس کی بات مسکراتے ہوئے مکمل کی تو مسکرانے پر آنکھوں میں موجود آنسو گالوں پر لڑھک گئے۔

"روتے نہیں ہیں اشعر۔ تمہاری ماں کی ضد تمہیں مجھ سے دور کر رہی ہے مگر مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا لوٹ کر ضرور آئے گا۔ اپنے باپ کے پاس۔ اپنی بہن کے پاس۔ آؤ گے ناں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں آؤں گا ڈیڈ۔ میں جب بڑا ہو جاؤں گا تو آپ کے لیے، اپنی بہن کے لیے واپس ضرور آؤں گا۔" جہانگیر کی مسکراہٹ اس کے جواب پر گہری ہو گئی مگر دل پر ایک تیر سا چلا۔ وہ جا رہا تھا .....

منظر پھر دھندلانے لگا۔ مراد ہاؤس کا وسیع لاؤنج اس چھوٹی سی عمارت کے چھوٹے سے لاؤنج میں بدل گیا۔ وہ خاموشی سے سامنے بیٹھی، دبی دبی آواز میں روتی اس معصوم سی

لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں آج بھی اتنی ہی پیاری تھیں۔ اس کا جی چاہا کہ وہ ہنس دے تاکہ وہ اس کی مسکراہٹ اور اس کے ڈمپلز دیکھ سکے مگر وہ اس حالت میں کہاں تھی کہ مسکرا پاتی۔

"تم نے میرا بہت کچھ بگاڑا ہے وفا۔ مگر صرف اور صرف جہان ساما کے لیے میں تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔"

"مت کرو میری حفاظت۔ بس مجھے جانے دو۔"

"تم یہاں نہیں رہنا چاہتی؟"

"ہرگز نہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے۔" اشعر نے اتنا کہہ کر اپنا موبائل دوبارہ اٹھایا اور کسی کو کال ملائی۔

"ہاں چارلی۔ کوئی نئی خبر؟" وہ ایک طرف ہو کر کال پر موجود شخص سے بات کرنے لگا۔ مگر اس کی واحد کوشش محض وفا سے اپنی نم آنکھیں چھپانے کی تھی۔ نووارد نے کچھ کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چارلی!" اگلے ہی لمحے اس نے اسپیکر آن کیا اور اسے پکارا۔

"کیا تم اس وقت وہ بات دوبارہ دہرا سکتے ہو جو تم نے ڈینیئل کے کہنے پر میرے سامنے دہرائی تھی؟"

"سعیر سامانے مجھے جو حکم دیا تھا وہ؟" چارلی نے گویا تصدیق چاہی۔

"ہاں۔ بتاؤ کہ سعیر سامانے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟"

اشعر اب وفا نے عین سامنے کھڑا تھا۔ آنکھوں سے نمی غائب ہو چکی تھی۔ ان دونوں کے بیچ وہ موبائل تھا جس میں سے چارلی کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

"سعیر سامانے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اپنے ٹرک کے ذریعے ایک اور قتل کروں۔"

"کس کا؟"

اشعر اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ نظریں وفا پر ٹکی تھیں۔ وفا کا پورا وجود کان بن گیا۔ وہ بھی محض چارلی کو سن رہی تھی جبکہ نظریں اشعر کی آنکھوں میں گاڑھ رکھی تھیں۔

"جہان سامانی کی بیٹی وفا کا۔"

اشعر کی اٹھی گردن اس کے جواب پر مزید تن گئی جبکہ سامنے بیٹھی وفا کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ سعیر مراد اور وفا کا قتل....؟

"اس قتل میں سعیر کی پوری فیملی شامل تھی۔ہاں یا نہ؟"

"ہاں۔اس کی بیٹی نوشابہ اور بھتیجا عفان بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ سعیر سامانے ان کے سامنے ہی مجھے یہ حکم دیا تھا۔ "

وفا کو لگا اس کے ارد گرد آگ جلنے لگی ہے۔اس کی تپش اسے جلانے لگی تھی۔

""تم اپنا ٹرک لے کر وہاں گئے تھے۔ہاں یا نہ؟"

"ہاں۔میں ان کا حکم مانتے ہوئے وہاں گیا تھا۔"

وفا کو لگا اس کی رگوں میں موجود خون نچڑنے لگا ہے۔ آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔ آنکھوں کے کنارے درد کی شدت سے سرخ پڑنے لگے۔

"تم نے اپنا ٹرک اس گاڑی میں مارا تھا۔ہاں یا نہ؟"

"ہاں۔ وہ لڑکی اسی گاڑی میں تھی۔ اب تک تو یقیناً مر چکی ہو گی۔ میرے ٹرک سے چوٹ کھانے کے بعد آج تک کوئی بچا ہی کہاں ہے۔"

وفا کی رنگت زرد پڑ گئی۔ آنکھیں ایک دم کسی جھرنے کی طرح بہنے لگیں۔ بہنے والے آنسو نہیں تھے۔ درد تھا۔ مان تھا۔ سعیر مراد سے کیا جانے والا پیار تھا۔ اعتبار تھا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ موبائل اٹھا کر دیوار میں دے مارے اور چیخ چیخ کر کہے کہ اس کا چاچو سعیر ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ تو اسے نوشابہ اور شاہ میر سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ وہ تو اس کے لیے بالکل سگی بیٹی کی طرح تھی۔ کوئی اپنی بیٹی کے ساتھ بھی بھلا ایسا کرتا ہے۔ عفان ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ تو اس کی محبت تھی۔ وہ تو اس کی دوست تھی۔ بچپن کی دوست۔ جس کے ساتھ ایک ہی گھر میں اس کا سارا بچپن بیتا تھا۔

"سالوں پہلے..." اشعر نے ایک بار پھر کچھ کہنا شروع کیا۔ وفا ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھے اور سنے گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اسے کتنی اذیت دیں گے۔ مگر اشعر جانتا تھا۔ پھر بھی وہ بولے گیا کیونکہ اسے سنبھالنے سے پہلے اسے ٹھوکر دینا لازمی تھا۔ اس کا مرہم بننے سے پہلے اسے زخم دینا لازمی تھا۔

"تم نے ایک جوڑے کو بھی سعیر ساما کے کہنے پر قتل کیا تھا۔ہاں یا نہ؟"

"ہاں۔" وہ ہنسا۔"میرا اور میرے ٹرک کا تو کام ہی یہی ہے رمیز ساما۔"

وفا کو اپنا وجود ارد گرد لگی آگ میں جھلستا محسوس ہوا۔اسے اپنا آپ اس آگ سے لپٹتا محسوس ہوا۔

"وہ جوڑا کون تھا؟"

"سعیر ساما کا بھائی اور بھابھی۔جہان ساما اور اس کی بیوی اقراء۔"

وفا کا دم گھٹنے لگا۔چہرہ پسینے اور آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔اسے لگا اگر وہ ایک لمحہ مزید وہاں بیٹھی رہی اور اس شخص کے دل جلا دینے والے الفاظ سنتی رہی تو جل کر بھسم ہو جائے گی۔

اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ آگے بڑھا کر وہ موبائل اس کے ہاتھوں سے چھینا اور دیوار میں دے مارا۔اسے اتنی ہمت اس کی تکلیف نے دی تھی۔دل میں اٹھتے درد نے دی تھی۔

"سٹاپ اٹ۔ جسٹ سٹاپ دِس ہیل۔" وہ کرب کی شدت سے اتنے زور سے چلائی کہ پورے لاؤنج میں اس کی لرزتی آواز گونج اٹھی۔

"کیا سمجھتے ہو تم مجھے؟ ہاں؟ کیا سمجھتے ہو کہ میں کوئی پتھر ہوں جسے تکلیف نہیں ہوتی۔ جس میں احساسات نہیں ہیں۔ جو ایسی بکواس کو خاموشی سے سن لے گی۔"

"یہ بکواس نہیں حقیقت تھی۔"

"دور رکھو مجھے اس حقیقت سے۔ میں اس حقیقت سے دور رہنا چاہتی ہوں۔" وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی جس کے باعث آواز میں لرزش تھی۔ "یہ حقیقت مجھے جھلسا رہی ہے۔ دھوکے باز ہو تم۔ مجھے کسی چال کے تحت یہاں لائے ہو۔ یہ سب پلان کیا گیا ہے۔ جانتی ہوں میں۔" وہ صدمے میں تھی۔ گہرے صدمے میں۔ دل و دماغ کچھ بھی ماننے کو تیار نہ تھے۔

"میں قسم اٹھاتا ہوں وفا کہ ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں تھا۔ سب سچ تھا۔ ایک ایک لفظ۔" اشعر اس کی حالت دیکھ کر افسوس سے اس کے کندھے تھام کر بے حد نرمی سے بولا۔

وفا چند ثانیے اسے دیکھتی رہی۔ بے یقینی سے۔ حیرت سے۔ کچھ تھا اس کی آواز میں، اس کے لہجے میں جو اسے یقین کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"میرے چاچو ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی وفا کو قتل نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی وفا کو کیسے...." وہ وہیں پر زار و قطار روتے ہوئے بیٹھتی چلی گئی۔ اشعر نے لمبا سانس اندر کو کھینچا جیسے اسے پہلے سے ہی اس سب کی امید تھی۔

"کوئی اپنا نہیں ہوتا وفا۔ کوئی بھی نہیں۔ سب چھوڑ جاتے ہیں۔ اپنا سایہ تک اندھیرے میں ساتھ چھوڑ جاتا ہے اور تم لوگوں سے آس لگائے بیٹھی ہو۔ ان پر اندھا اعتبار کیے بیٹھی ہو۔ اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ جب یہ ٹوٹتا ہے تو ہماری روح زخمی ہوتی ہے۔ توڑنے والے کا کچھ نہیں جاتا۔ اسے ذرا پرواہ نہیں ہوتی۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ کر گویا اسے تسلی دینے لگا۔

"عفان ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ اسے تو مجھ سے محبت تھی۔ وہ تو میرا دوست تھا۔ دوست دوست کو قتل کرنے کا کیسے سوچ سکتا ہے۔" اس کی ہمت جواب دینے لگی۔ اتنی کہ وہ بہ مشکل بول پا رہی تھی۔ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں دیے وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"سب ممکن ہے وفا۔ سب ممکن ہے۔ اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔"

وفا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"ہادی بھی تو ہے ناں۔ وہ بھی تو میرا دوست ہے۔ اس نے تو کبھی مجھے تکلیف دینے کا بھی نہیں سوچا۔" اشعر نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا۔ وہ کس کا ذکر کر رہی تھی؟

"میرا ہادی ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ وہ ایسا کر ہی سکتا۔ عفان نے دھوکا دیا ہے مجھے۔ میرے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ اللہ...." وہ اس طرح رونے لگی جیسے اس کی ساری دنیا لٹ گئی ہو۔

"میرے ساتھ چلو۔ میری دنیا میں۔" اشعر کے کہے گئے الفاظ سن کر اس کی آواز دھیمی ہوئی۔ اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی حالت دیکھ کر اشعر کو رج کے افسوس ہوا تھا۔

"میری دنیا اس دنیا سے بہت الگ ہے۔ وہاں کوئی مظلوم نہیں ہوتا۔ سب ظالم ہوتے ہیں۔ خود پر ہوئے ظلم کا بدلہ ظلم سے ہی لیتے ہیں۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا کی ہچکیاں ایک دم بندھ سی گئیں۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"یہاں کسی کو انصاف نہیں ملتا۔ مگر وہاں ہر حال میں انصاف حاصل کیا جاتا ہے۔ مر کر یا پھر....مار کر۔"

اشعر نے اس کی جانب ایک ٹشو بڑھایا۔ وفا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس ٹشو کو۔

"میں ظالم نہیں بن سکتی۔" ماؤف دماغ کے ساتھ وہ بہ مشکل بول پائی۔

"ظالم ہمیشہ سے ظالم نہیں ہوتا۔ ظلم ہی ایک انسان کو ظالم بناتا ہے۔ جب اس میں ظلم برداشت کرنے کی سکت باقی نہیں رہتی تب صرف ظلم کے ذریعے خود پر ہوئے ظلم کا بدلہ لینے کا عزم ہی ہوتا ہے جو اسے زندہ رکھتا ہے۔ جو اسے سانس دیتا ہے۔ جو اس کی دھڑکن کو تھم جانے سے روکتا ہے۔" اس نے اسی ٹشو سے اس کے آنسو پونچھے۔

"تم یا تو ظالم بن جاؤ۔ خود پر اور اپنے والدین پر ہوئے ظلم کا بدلہ ظلم سے لو یا پھر...." وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "یا پھر مر جاؤ۔ اس سب کے بعد تمہارے جینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تم ہی اپنی نہیں تو پھر تمہارا دنیا میں بھی کوئی نہیں۔" اشعر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تمہیں ظالم بنانے کے لیے زندہ رکھا گیا ہے۔ صرف اس لیے کہ تم اپنے والدین کا بدلہ لے سکو۔ ان کی روح کو تسکین پہنچا سکو۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتیں تو تمہارے زندہ رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ تمہیں پھر مر جانا چاہیے۔ "

"میں ان سے کیسے بدلہ لے سکتی ہوں جن سے میں محبت کرتی ہوں؟" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ آنسو اب بھی آنکھوں سے جاری تھے۔

"وہ تمہارے والدین کے قاتل ہیں۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں؟ انہوں نے تمہیں یتیم کر دیا۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں؟ انہوں نے تمہارے باپ سے اس کا بیٹا چھین لیا۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں؟ انہوں نے تم سے تمہارا بھائی چھین لیا۔ کیا یہ وجہ کافی نہیں؟ انہوں نے تم سے، تمہارے بھائی سے ہر رشتہ، ہر اپنا چھین لیا۔ کیا یہ وجہ..." اس کی آواز لرز گئی۔ آنسو جیسے حلق میں پھنس گئے۔

"میرا بھائی؟" وہ حیرت کے سب سے بلند اور اونچے مقام پر تھی۔

اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا جس کے حیرت کے مارے لب وا ہو چکے تھے۔ آنکھوں نے اسے بہت کچھ بتایا مگر وہ جھلی آنکھوں کی زبان کہاں جانتی تھی؟

"اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یا ظالم بن کر اپنی شناخت بدل دو اور لائلہ جہان بن جاؤ یا پھر...." وہ دو قدم پیچھے ہوا۔ "مظلوم وفا جہانگیر بن کر اپنی دنیا میں رہو اور گھٹ گھٹ کر مر جاؤ۔" اتنا کہتا وہ رکا نہیں۔ برق رفتاری سے مڑ کر وہ دروازے کی جانب چل دیا۔ وہ اسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ دروازے کے اس پار آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

ظالم لائلہ جہان...

پورے لاؤنج میں ابھی تک اس کی آواز گونج رہی تھی جو جا چکا تھا۔

مظلوم وفا جہانگیر ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی صوفے کے پاس گئی اور ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گئی۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اسے لگا اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ اس نے گہری مگر گیلی سانس اندر کو کھینچی۔ پھر دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی مسلنے لگی۔

ظالم لائلہ...

تمہارے والدین کے قاتل ...

مظلوم وفا جہانگیر ...

تمہارے قاتل ...

لمحے سرکتے گئے۔ گھڑیاں گزرتی گئیں۔ وقت بیتتا گیا۔ آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ دل و دماغ ایک الگ ہی جنگ لڑتے رہے۔ روح تکلیف سہتی رہی۔ اور اسی طرح اس کی پوری رات اس چھوٹے سے لاؤنج میں اسی صوفے پر بیت گئی۔

صبح جب وہ دوبارہ وہاں پہنچا تو اسے اسی حالت میں دیکھا جس کی اسے امید تھی۔ وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔ بہتے آنسو اطراف سے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ قدموں کی آہٹ پر اس نے آنکھیں کھولیں تو نظر چھت پر پڑی۔ اس نے اشعر کی جانب نہیں دیکھا مگر پھر بھی اشعر اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھ چکا تھا۔ اس کا درد محسوس کر چکا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ قدم بہ قدم چلتا اس کے سامنے والے صوفے پر آ بیٹھا۔ وہ ابھی تک چھت کو ہی گھور رہی تھی یا شاید وہ خیالوں میں کسی اور ہی دنیا میں تھی۔

"ظالم لائلہ جہان یا پھر مظلوم وفا جہانگیر؟" اس نے استفسار کیا۔

وہ ہنوز اسی طرح بیٹھی رہی گویا کچھ سنا ہی نہ ہو۔

"اداکارہ لائلہ جہان یا پھر اداکاری کا شکار وفا جہانگیر؟"

اس کے بہتے آنسوؤں میں اچانک روانی آگئی۔ دل و دماغ جیسے ابھی تک کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے۔

"پرپٹریٹر (Perpetrator) لائلہ جہان یا پھر وکٹم (victim) وفا جہانگیر؟" وہ پوچھتا گیا مگر وہ تو کسی اور سوال میں الجھی ہوئی تھی۔

"میرا بھائی کون ہے؟" اس کا سوال غیر متوقع تھا۔ اشعر کو لگا تھا اس قدر گہرے صدمے میں وہ اس بات کو بھلا چکی ہو گی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ کچھ باتیں دماغ کے صفحے پر مہر کی طرح ثبت ہو جاتی ہیں جو بھلائے نہیں بھولتیں۔

"تمہیں اس وقت "....

"میں نے پوچھا میرا بھائی کون ہے؟" اس نے اشعر کی بات کاٹی۔ لہجے میں نہ سختی تھی اور نہ ہی درشتی۔ محض دکھ تھا۔ بے حد دکھ۔

اشعر نے نظریں چرالیں اور خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"یہ تمہیں تب بتایا جائے گا جب تم اس قابل ہو جاؤ گی۔ جب تم لائلہ جہان بن کر اپنی ماں کے علاوہ اپنے اور اپنے بھائی کے باپ کی موت کا بدلہ لینے کا عہد کرو گی۔ جب تم وہ بن جاؤ گی جو تمہارا بھائی ہے۔ تب بتادوں گا۔"

وہ سرد مہری سے بولا۔ وہ اس سے نرم لہجے میں بات کر کے اسے سہارا نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کا مرہم نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ اسے تلخ لہجوں کا عادی بنانا چاہتا تھا۔ وہ اسے اپنی طرح بنانا چاہتا تھا۔ سفاک اور ظالم.... ورنہ وہ جانتا تھا کہ اس کا انجام بھی وہی ہونا تھا جو.... اس کا دل زور سے دھڑکا۔ آنکھوں میں کرب جاگا۔ جو اس معصوم سی لڑکی کا ہوا تھا جو اس کی دنیا تھی۔ اس کی کل کائنات تھی۔ اس کی نورِ نظر.... یہ سوچتے ہوئے ہی اس کی آنکھیں دھندلا گئیں۔ وجہ تھی ان میں تیرنے والی نمی۔ اس نے برق رفتاری سے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اپنا رخ موڑا اور آنکھیں بند کیں۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو نمی غائب تھی۔ آنکھوں کے کناروں پر سرخی تھی۔ کرب کی نہیں انتقام کی۔

وہ پھر سے مڑا اور وفا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کہیں میرے بھائی تم تو نہیں؟"

اشعر کو یہ امید بالکل بھی نہیں تھی۔ وہ بھی درست اندازہ لگا سکتی تھی۔ ناممکن ...

"تمہیں کیا یہ کوئی فلم لگ رہی ہے جس میں تمہیں برسوں پہلے بچھڑا بھائی اس طرح یوں سامنے کھڑا دکھائی دے گا؟" وہ نہایت سرد لہجے میں بولا تو وہ سہم سی گئی۔

"مجھے لگا شاید قسمت مجھ پر مہربان ہو رہی ہے اور میرا اللہ مجھے اپنوں کے بھیس میں چھپے دشمنوں سے بچا کر ایک سچا اور کھرا رشتہ واپس لوٹا رہا ہے۔ مگر میں بھول گئی تھی کہ کھوئی ہوئی چیزیں تو مل جایا کرتی ہیں مگر کھوئے ہوئے لوگ نہیں ملا کرتے۔" لہجہ ٹوٹا، بکھرا سا تھا۔ اشعر نے کچھ نہیں کہا یا شاید وہ کچھ کہہ ہی نہیں پایا۔

"آج شام کی فلائٹ سے میں واپس جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ چلنا ہے یا پھر مراد ہاؤس واپس جانا ہے۔ یہ فیصلہ اب تم خود کرو گی۔" تھوڑی دیر بعد وہ اتنا کہتا پھر سے واپس چلا گیا۔ دروازے کے اس پار.... جہاں وفا کی دنیا آباد تھی۔ اسے اس دنیا میں واپس جانا چاہیے تھا یا پھر اس شخص پر اعتبار کر کے اس کی دنیا میں۔ وہ شخص جو اجنبی ہو کر بھی اپنا لگتا تھا۔ یا پھر وہ اپنا ہی تھا؟ اس نے سر جھٹکا۔ ایک ٹیس سی اس کے جسم میں دوڑ گئی۔ درد کا بھی بوجھ ہوتا ہے جو انسان کو تھکا دیتا ہے۔ اسے لاغر اور کمزور کر دیتا ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

شام کو وہ واپس لوٹا تو ایک نئی خبر ساتھ لایا تھا۔ دیکھنے میں وہ کافی تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔ وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا نظر اسی سے ٹکرائی جس کی امید تھی۔ وہ اسی صوفے پر نیم دراز تھی۔ رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھیں۔ چہرے پر بھی کافی سوزش تھی۔ تھکاوٹ کے

باعث اسے نیند آ گئی تھی۔ وہ بنا آہٹ کے قدم اٹھاتا اس تک پہنچا اور اس کی حالت دیکھنے کے بعد ایک کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"صیاد!" اسے پکارتا ہوا وہ اندر داخل ہوا تو وہ امید کے عین مطابق اسے وہیں ملا۔

"اشعر ساما!" وہ جو بیڈ پر چت لیٹا تھا اس کی آواز پر برق رفتاری سے اٹھا۔

"اس سے کھانا پانی پوچھا کہ نہیں؟" وہ کافی فکر مند تھا۔

"میں پوچھنے گیا تھا اشعر ساما مگر اس نے انکار کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد میں دوبارہ گیا تو وہ سو چکی تھی۔"

اشعر دانت کچکچاتا رہ گیا۔

"پوچھنے کا کس نے کہا تھا ایڈیٹ۔ اسے کھانا لا کر دینا تھا۔ وہ سارا دن کی بھوکی پیاسی ہے۔ تم میں عقل ہے یا نہیں؟"

"اشعر ساما! وہ آپ ہی کی بہن ہے۔ مجھے لگا کہیں غصے میں کھانا پھینک ہی نہ دے۔ اسی لیے لے کر جانے کی بجائے میں نے پہلے پوچھنا مناسب سمجھا۔" وہ سر جھکائے دھیمی

آواز میں بولا تو اشعر نے اسے پنچ مارنے کے لیے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس کی طرف بڑھائی ہی تھی کہ صیاد دو قدم پیچھے ہو کر جیسے منتیں کرنے لگا۔

"سوری سوری اشعر ساما! آئندہ نہیں ہو گا۔"

"آئندہ میں اسے تمہارے آسرے چھوڑوں گا ہی نہیں نالائق۔" اشعر نے بھی جیسے اسے معاف کرنا چاہا اور دو قدم پیچھے ہوا۔

"فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔ جاؤ۔"

"جاؤں۔ کہاں؟ مطلب صرف میں جاؤں۔ اور آپ؟"

"میں نہیں جا رہا۔"

"تو میں کیوں جاؤں؟"

"ایش سے بات ہوئی ہے میری۔ اس نے تمہیں واپس بھیجنے کا مشورہ دیا ہے کیونکہ اب پرل ساما یہاں آ رہی ہے۔"

"اور آپ کی بہن؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کبھی اس کے سامنے نہ بول دینا نالائق۔ اسے نہیں معلوم کہ میں اس کا بھائی ہوں۔"

صیاد کے ہونٹ اوہ میں سکڑ گئے۔

"وہ بھی یہیں رہے گی۔ پرل ساما کو اسی کے لیے تو بلایا ہے۔ ابھی وہ اس کنڈیشن میں نہیں ہے کہ سفر کر سکے۔ گہرے صدمے میں ہے اسے کچھ وقت دینا ہو گا ہمیں۔"

"کتنا؟"

"جتنا وہ چاہے گی۔ ہم کسی طرح کی کوئی زبردستی نہیں کر سکتے۔ وہ بہت معصوم ہے۔ اسے ہماری دنیا کو سمجھنے میں بہت وقت درکار ہے۔"

"اوکے اشعر ساما پھر میں چلا۔ اپنا خیال رکھیے گا۔" اشعر سے ہاتھ ملا کر وہ جانے کے لیے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ اشعر نے اسے پکارا۔

"صیاد"!

وہ رکا اور مڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"پرل ساما کو وفا کے بارے میں کچھ مت بتانا۔ وہ یہاں آئے گی تو میں اسے خود ہی سب کچھ بتادوں گا۔"

صیاد نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اپنی منزل کو چل دیا۔

وہ وہیں کمرے میں تھک کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کسی احساس کے تحت وہ اٹھا اور لاؤنج کی جانب چل دیا۔ وہ اٹھ چکی تھی اور میز پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہی تھی۔ وہ بغیر آہٹ کے اس کے عقب میں آ ٹھہرا۔ وفا نے خاموشی سے پانی گلاس میں بھرا اور پینے لگی۔ دو گھونٹ پینے پر ہی جیسے اس کا جی بھر گیا۔ اس نے گلاس واپس رکھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرے اور پھر چند لمحے اپنا چہرہ ہاتھوں میں لیے بیٹھی رہی۔ اس کا جسم اتنا گرم تھا گویا آگ میں جل رہا ہو۔

"اللہ!" ہاتھ ہٹا کر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے اتنے کرب ناک انداز میں اللہ کو پکارا کہ عقب میں کھڑا اشعر سرد آہ بھر کر رہ گیا۔ کسی بھی عام لڑکی کے لیے وہ سب اتنا تکلیف دہ نہ ہوتا جتنا وفا کے لیے تھا۔ وہ تو اپنوں کو سب کچھ سمجھنے والی لڑکی تھی۔ پوری

دنیا، کل کائنات۔ وہ ان پر آنکھ بند کر کے اعتبار کرتی تھی۔ اعتبار کے ریزہ ریزہ ہونے پر جو اذیت وہ کاٹ رہی تھی وہ یا تو صرف اسے معلوم تھا یا پھر اللہ پاک کو۔

اشعر دھیرے دھیرے چلتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس لاؤنج میں آیا تو اس کے ہاتھ میں جوس کا ایک گلاس تھا۔ وہ اس کے پاس آیا اور پھر وہ جوس اس کی جانب بڑھایا۔

"پی لو۔"

وفا نے پہلے اس جوس کے گلاس کو دیکھا پھر سر اٹھا کر اشعر کو۔ اگلے ہی لمحے وہ نفی میں سر ہلا کر چہرہ جھکا چکی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کل رات سے کچھ نہیں کھایا تم نے۔" اشعر نے جیسے اسے یاد دلایا۔ وفا کے ذہن میں فلم سی چلنے لگی۔ کل رات.... کیا ہوا تھا کل رات کو۔ وہ ایکسیڈنٹ۔ اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ آنکھیں ایک بار پھر بھر آئیں۔ چہرہ ہاتھوں میں لیے وہ روئے جا رہی تھی جب اشعر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مان لو میری بات۔" وفا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے وہ گلاس ایک بار پھر اس کی طرف بڑھایا۔ "پی لو۔ تھوڑی انرجی مل جائے گی۔"

وفا نے اپنے گال رگڑے اور خاموشی سے بیٹھی رہی۔ چند ہی لمحوں بعد جیسے کچھ یاد آنے پر وہ پھر سے رو دی۔

اشعر نے وہ گلاس میز پر رکھا اور اس کے مقابل صوفے پر جا بیٹھا۔ ہاتھ باہم پھنسائے وہ مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ تھا۔ وہ جانتا تھا وہ بہت کچھ کہنا چاہتی ہے۔

"مجھے مراد ہاؤس بہت یاد آ رہا ہے۔ میں تو اس کے در و دیوار تک کی عادی ہو چکی ہوں۔" وہ بولی تو اشعر کو لگا کہ کوئی معصوم سی چھوٹی بچی اس کے سامنے بیٹھی روتے ہوئے اس سے شکایت کر رہی ہے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟" اس کی ٹھوڑی کپکپا رہی تھی۔ ناک اور گال سرخ پڑ چکے تھے۔

"کیونکہ تم نے مضبوط بننا ہے۔ تم نے وہ بننا ہے جو جہان ساما چاہتا تھا کہ تم بن جاؤ۔ وہ نہیں جو سعیر ساما تمہیں بنانا چاہتا تھا۔ بزدل، حساس، نرم دل۔ ایسے لوگوں کو دنیا کی سفاکی بہت ذلیل کرتی ہے۔ جو لوگ مضبوط اور نڈر ہوتے ہیں وہ اس سفاک دنیا کے ظلم سے اپنی حفاظت آپ کر لیتے ہیں۔"

وفا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ چونکہ وہ رو رہی تھی اس لیے ابرو سکڑے ہوئے تھے۔ اس نے اسے دیکھا تو اشعر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کی بہن ضرورت سے زیادہ معصوم تھی۔ بالکل کسی اینجل کی طرح۔

"میں تم پر کیسے اعتبار کر لوں؟ کیا آسان ہوتا ہے ان لوگوں کو چھوڑ کر آگے بڑھ جانا جن کے ساتھ آپ کی ساری عمر گزری ہو؟"

وہ اس سے پوچھ نہیں رہی تھی بلکہ اس کے لہجے میں التجا تھی۔ جیسے وہ کہہ رہی ہو کہ مجھے خود پر اعتبار کرنے پر مجبور نہ کرو۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ مجھے تمہاری کنڈیشن کا اندازہ نہیں؟ میں سمجھتا ہوں۔ سب سمجھتا ہوں۔ مگر یقین کرو یہ دنیا تمہارے لیے بہت خطرناک ہے۔ یہ ظلم پر ظلم کرتی ہے۔ اپنے علاوہ یہاں کوئی کسی کا نہیں سوچتا۔"

وفا نے ایک بار پھر اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا اور بنا آواز کے رونے لگی۔

"جانتی ہو مراد ہاؤس میں اس وقت کیا ہو رہا ہے؟"

اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظروں میں جیسے سوال در آیا۔

"تمہاری موت کا ماتم۔" اشعر نے موبائل اس کی جانب بڑھایا جس کی اسکرین پر موجود وہ تصویر اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ مراد ہاؤس کا ہر فرد اس کی موت کو تسلیم کر چکا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر اس تصویر کو دیکھتی چلی گئی۔ اس میں موجود ایک ایک شخص کو۔ ایک بار نہیں بار بار۔ اسے ہوش تب آیا جب اشعر نے اس کے ہاتھوں سے موبائل واپس لے لیا۔

"اب بھی کچھ کہنا ہے تمہیں؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر وہ کون تھی؟"

"ہماری دشمن۔ اسے ہم پہلے ہی مار چکے تھے۔ بس تمہاری ڈیتھ کو یقینی بنانے کے لیے ہم نے اسے اس گاڑی میں چھوڑ کر اس کے ہاتھ میں تمہاری رنگ اور بریسلیٹ کو بھی نشانی کے طور پر رہنے دیا۔ "

"مگر آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹ؟"

"سائنس اور ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ آج رشوت اور بے ایمانی کا دور بھی ہے۔ جعلی رپورٹس بنوانے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے۔"

وہ نے یقینی اور حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہاری حرکتیں بہت مشکوک ہیں۔ تم ہو کون؟"

"ڈارکنیس ورلڈ سے ہوں۔ ابھی یہ بات ہضم کر لو باقی باتیں بعد میں بتاؤں گا۔ "

"چھوٹے موٹے گینگسٹر ہو یا پھر مابسٹر؟" اس نے استفسار کیا۔

"وقت کے ساتھ ساتھ تمہیں سب معلوم ہو جائے گا۔ ابھی تم جا کر فریش ہو جاؤ اور ایزی فیل کرو۔"

"تمہیں واقعی لگتا ہے کہ اس سب کے بعد بھی میں ایزی فیل کر سکتی ہوں؟"

"جو درد قسمت میں لکھا ہوتا ہے اسے ہر حال میں سہنا پڑتا ہے۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا۔" وہ اسے سمجھانے لگا۔ "میری ٹیم کے باقی لوگ بھی یہاں آ رہے ہیں تو سب مل کر فیصلہ کریں گے کہ تمہیں کس طرح آگے لے کر جانا ہے۔ اپنی منزل کی طرف۔ کیونکہ اگر تم ہمیشہ سفر میں رہی تو تھک جاؤ گی۔ گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ محض خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ کوئی اور چارہ ہی نہیں تھا۔

"کہاں ہو؟"

پرل اس وقت اپنی گاڑی میں بیٹھی ڈرائیونگ میں مصروف تھی جب ایش کی کال آئی۔ فون کان سے لگاتے ہی اسے یہی سوال سننے کو ملا۔

"جنت کے باغات میں حوروں کے ساتھ بیٹھی چھم چھم کھیل رہی ہوں۔ جوائن کرنا چاہو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ تم نے کبھی ڈھنگ سے جواب دینا سیکھا ہی نہیں ہے۔" ایش غصے سے بولا۔

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔" اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا تو ایش لب بھینچتا رہ گیا۔

"تمہیں آج ہی پاکستان کے لیے روانہ ہونا ہے۔" وہ فوراً سے پہلے ہی کام کی طرف آیا۔ اسے پرل سے بحث بالکل پسند نہیں تھی۔

"کام؟"

"پہلے وہاں پہنچ کر اشعر سے ملاقات کرو۔ میں خود وہاں آؤں گا تو تمہیں کام بھی بتادوں گا۔"

"اوکے۔" پرل نے فوراً ہی رابطہ منقطع کیا اور موبائل ڈیش بورڈ پر اچھال دیا۔

ایش غصے سے اپنا موبائل دیکھتا رہ گیا۔ باس تھا وہ اس کا۔ وہ لڑکی اسے عزت بھی دے سکتی تھی مگر مجال ہے جو یہ بات اس کی موٹی عقل میں آجاتی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا اس کمرے میں بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھورنے میں مصروف تھی جس کمرے میں رہنے کا اسے اشعر نے کہا تھا۔ کسی بھی طرح کی بحث و تکرار کی بجائے اس نے چپ سادھ لی تھی۔ سعیر کے وار کا صدمہ بہت گہرا تھا۔ مگر اسے خاموش کر دینے والا قفل اپنا نہیں بلکہ جہانگیر اور اقراء کے قتل کے دکھ کا تھا۔ وہ خاموش لیٹی تھی۔ آنسو اطراف

سے بہہ کر بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ اسی لمحے دروازے کے اس پار لاؤنج میں بیٹھے اشعر کو پرل آتی دکھائی دی۔ سیاہ ٹاپ اور میرون رنگ کا ٹراؤزر پہنے، سیاہ اسٹیلیٹو ہیلز پہنے، گلاسز لگائے، بالوں کو اونچی پونی میں باندھے، گردن تانے وہ ہمیشہ کی طرح پر اعتماد سی چلتی آ رہی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی نظر خود کو ہی دیکھتے اشعر پر پڑی۔ یہ نورِ نظر کی موت کے بعد ان دونوں کی پہلی ملاقات تھی۔ وہ اس کے مقابل صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے آ بیٹھی۔

اسے اشعر پہلے کی نسبت کافی کمزور لگا تھا۔ اس کی شخصیت کا نکھار بھی گویا ماند پڑ چکا تھا۔ رنگت زرد پڑ چکی تھی۔ پرل کو وہ پہلے والا اشعر بالکل نہیں لگا۔ بالکل ٹھیک کہا جاتا ہے۔ کسی اپنے کے چھن جانے کا کرب انسان کو بدل دیتا ہے۔ یا تو اس کے دل کو سمندر بنا دیتا ہے یا پھر اسے ویران کر دیتا ہے۔ دل سمندر بن جائے تو انسان تمام عمر آنسو بہاتا رہتا ہے۔ اور اگر ویران پڑ جائے تو خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ پھر تاحیات وہ اپنا غم دل میں دبائے گھٹ گھٹ کر جیتا اور لمحہ لمحہ مرتا تو رہتا ہے مگر زبان سے ایک لفظ نہیں کہتا۔ وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ بالکل خاموش....

اور پہلی نظر میں ہی پرل جان چکی تھی کہ اشعر خاموش ہو چکا تھا۔ اس کا دل ویران پڑ چکا تھا۔ اس کے زخم کریدنے کی بجائے اس نے کام کی بات کی۔ نورِ نظر کا تذکرہ اشعر کے لیے کرب کا باعث تھا۔ اس لیے اس نے اس بات سے شروعات نہ کی۔

"ایش سامانے مجھے پاکستان پہنچ کر تم سے ملاقات کرنے کو کہا تھا۔"

"جانتا ہوں۔" اشعر نے سر کو خم دیا۔ "تم تھیں کہاں؟"

"ایش سامانے کہا تھا کہ ڈیوڈ کے متعلق تمام جانکاری حاصل کرنی ہے۔ جس کے لیے مجھے لندن جانا پڑا۔ اس کے علاوہ برنارڈ کی فیملی کی انفارمیشن بھی نکالنی تھی مجھے۔"

"اس کے علاوہ؟" وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس بتانے کے لیے کچھ اور بھی ہے۔

"اس کے علاوہ...." وہ کھنکھاری۔ وہ اس بات کا ذکر نہیں کرنا چاہتی تھی مگر خیر۔ "نورِ نظر کے قاتل"...

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی اشعر نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی مزید کہنے سے منع کر دیا۔ گلے میں جیسے کچھ ڈوب کر ابھرا۔

"ایک لڑکی ہے۔" اشعر نے اپنی بات شروع کی۔ "اسے ہم نے ٹرین کرنا ہے۔"

"کیوں؟" پرل کا بے اختیار ایک ابرو اٹھ گیا۔

"آف کورس اس نے ہماری ٹیم کا حصہ بننا ہے۔"

"کیا مطلب اشعر ساما؟" اس کا ماتھا ٹھنکا۔ "آخر ٹیم بڑھانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہم تین ہزاروں پر بھاری ہیں۔"

"وہ ساتھ ہو گی تو ہم چار لاکھوں پر بھاری ہوں گے۔"

"ایسی بھی کیا چیز ہے وہ؟" وہ مبہوت ہوئی۔

"وہ بہت قیمتی ہے۔ بہت مضبوط۔ اس کے اندر بہت سی صلاحیتیں ہیں جنہیں دفنا دیا گیا ہے۔ ہم نے اس کی تمام صلاحیتوں کو پھر سے اجاگر کرنا ہے۔"

"وہ یہ خود بھی کر سکتی ہے۔ میری ضرورت ہی کیا ہے؟" پرل نے کندھے اچکائے۔

"She needs a mentor like you, Pearl."

پرل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تم بھی اس کے مینٹور بن سکتے ہو۔"

"وہ ایک لڑکی ہے۔ اور ایک لڑکی ہی لڑکی کو اچھے سے سمجھ سکتی ہے۔ تم نے اسے بالکل اپنی طرح بنانا ہے۔ مضبوط، ظالم، سنگدل اور ایموشن لیس لڑکی۔ جیسی ہر مافیا لیڈی ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" آخر کار وہ راضی ہوئی۔ "میں یہ کر لوں گی۔"

اشعر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس نے سر کو خم دیا۔

"ایش ساما آئے گا تو مزید تفصیل سے بات کریں گے۔" اشعر اٹھ کر کہیں جانے ہی لگا تھا کہ پرل نے کہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اشعر ساما! اپنے اتنے خوبصورت اپارٹمنٹ کو چھوڑ کر تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

وہ پہلی بار پاکستان آئی تھی۔ اس نے سنا تھا کہ پاکستان میں موجود ان کا اپارٹمنٹ بہت خوبصورت ہے۔ اس کے بارے میں بتاتے ہوئے صیاد نے جو نقشہ کھینچا تھا یہ عمارت اس سے بالکل مختلف تھی۔

"کون سا اپارٹمنٹ؟"

"جس کے بارے میں کچھ دن قبل صیاد بتا رہا تھا۔"

"یہی ہے وہ۔" اشعر اتنا کہتا وہاں سے باہر لان کی جانب چلا گیا۔ شاید کوئی امپورٹنٹ کال تھی۔

پرل نے ادھر ادھر خاموشی سے دیکھتے ہوئے گویا اس عمارت کی جانچ پڑتال شروع کر دی۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی کچن میں جا پہنچی۔ ہیلز کی ٹک ٹک پوری عمارت میں گونج رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہاں اس کے سوا کوئی اور موجود نہیں۔ کچن میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ڈھیر سارے کھانے پر پڑی۔ اس کا ماتھا ٹھنکا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر اکیلا تھا تو اتنا سارا کھانا کس کے لیے منگوایا گیا تھا جو ڈھنگ سے کھایا بھی نہیں گیا تھا؟

)چونکہ وفا نے جوس پینے سے انکار کر دیا تھا اس لیے تھوڑی ہی دیر بعد ایک گارڈ بہت سارا سامان ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوا۔ وفا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اشعر نے

اسے سارا سامان میز پر رکھنے کو کہا۔ گارڈ چلا گیا تو اشعر نے خود ہی وہ سب کھول کر اس کے سامنے رکھا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہیں کھانے میں کیا پسند ہے۔ اسی لیے یہ سب منگوا لیا۔ کچھ تو لازمی پسند ہو گا۔"

"مجھے کچھ نہیں کھانا۔" وفا نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز، اس کی حالت گواہی دے رہی تھی کہ وہ اس وقت شدید بخار میں مبتلا تھی۔ تھکن اور صدمے کا نتیجہ تھا۔

"کچھ تو کھا لو۔ اس طرح مزید بیمار پڑ جاؤ گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا پھر بھی نہیں مانی۔ مگر وہ بھی اشعر تھا۔ منا کر ہی دم لیا اس نے۔ وفا نے بہت کم کھایا گویا صرف اس کی بات مان رہی ہو۔

"اب تم جا کر آرام کر لو۔ مجھے لگ رہا ہے کہ تم بیمار پڑ رہی ہو۔" اشعر نے کہا تو وہ سر کو خم دیتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ (

وہ کچن سے باہر نکل کر خاموشی سے چلتی ہوئی ان دو کمروں میں سے ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی جانچ پڑتال کرتی اس کا فون بجنے لگا۔

"ہیلو ایش ساما"!

"ہو گئی ملاقات؟"

"ہاں ہو گئی۔ تم کب آ رہے ہو؟" وہ ڈریسنگ کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنے سراپے پر ایک نگاہ ڈالی۔

"میں باہر لاؤنج میں ہوں۔ آ جاؤ۔" وہ چونکی نہیں بلکہ سر کو خم دے کر باہر کی جانب آ گئی۔ نظر سب سے پہلے ہی اس خوبرو جوان پر پڑی جو سامنے بیٹھے اشعر سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھا۔ ہیلز کی ٹک ٹک پر ان دونوں نے دائیں جانب سے آتی پرل کو دیکھا۔

وہ ان کے سامنے آ بیٹھی تو ان کی گفتگو آغاز ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم دونوں نے اس کا بہت خیال رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے بہت اچھے سے ٹرین کرنا بھی تم دونوں کی ذمہ داری ہے۔" ایش نے حکم صادر کیا۔

"یا تو اس کا خیال رکھا جا سکتا ہے یا پھر اسے ٹرین کیا جا سکتا ہے۔ دونوں کام ایک ہی وقت ناممکن ہیں۔" پرل نے آنکھیں گھما کر اپنی آگے کو آتی لٹ کو جھلاتے ہوئے کہا۔ کیا نخرہ تھا!

"وہ بہت اسپیشل ہے پرل ساما۔ اسے عام لڑکی سمجھ کر ٹریٹ مت کرنا۔"

ایش کی بات پر پرل کا بے اختیار ایک ابرو اٹھ گیا۔

"ایسا بھی کیا اسپیشل ہے اس میں کہ تم دونوں کو اس کے آتے ہی باقی سب کچھ بھول گیا؟"

اشعر اور ایش نے اس کی بات پر نظروں کا تبادلہ کیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اصل میں وہ میری....." اس سے پہلے کہ اشعر اپنی بات مکمل کرتا ایش نے اسے ٹوکا اور ایک گہری نظر اس پر ڈالتے ہوئے اپنی بات کی۔ (مطلب اسے وفا کا اصل نہیں بتانا۔ خاص طور پر یہ بات کہ وہ اس کی بہن ہے)

"وہ بہت قیمتی ہے پرل ساما۔ اس کا خیال رکھنا۔ وہ اب سے تمہاری اور اشعر کی ذمہ داری ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم دونوں یہ ذمہ داری بہت اچھے سے نبھاؤ گے۔" ایش نے باری باری دونوں کو دیکھا تو دونوں نے ہی سر کو خم دیا۔

اسی لمحے ایش کا موبائل تھرتھرانے لگا۔ اس نے اسکرین پر نظر ڈالی تو وہاں جگمگاتے نام کو دیکھ کر سمجھو اس کا سارا موڈ ہی غارت ہو گیا۔ اس نے بددل ہو کر کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگائے باہر کی جانب چل دیا۔ وہ یقیناً اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد وہ دوبارہ لاؤنج میں داخل نہیں ہوا۔ اشعر اور پرل اس کا انتظار کرتے رہے مگر بے سود۔ وہ واپس نہیں آیا۔ پرل اور اشعر اس کی طبیعت سے اب تک بہت اچھی طرح واقف ہو چکے تھے۔ انہوں نے بھی جیسے اس کی واپسی کی آس چھوڑ دی۔ اب جانے وہ کون سی عمارت، کون سے شہر، کون سے ملک میں ملتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کافی پی رہے تھے جب پرل نے متجسس ہو کر اس سے پوچھا۔

"اشعر ساما! آخر وہ لڑکی ہے کہاں؟ اور کون ہے، کس کی بیٹی ہے، ہماری ٹیم کا حصہ کیوں بن رہی ہے؟ کچھ تو بتاؤ۔"

اشعر خاموش رہا۔ دماغ کہانی گھڑنے لگا۔

"دراصل...." وہ کھنکھارا۔ "ایش کو بچپن میں کسی سے محبت ہو گئی تھی۔ (ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک اٹھیں۔ ایش کے متعلق جھوٹ بولنا آسان نہیں تھا) پھر جوان ہو کر وہ تو مابسٹر بن گیا لیکن وہ لڑکی بہت معصوم ہے۔ ڈری سہمی رہنے والی۔ یو نو جس طرح عموماً لڑکیاں ہوتی ہیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل جو اسے غور سے دیکھ رہی تھی اب باقاعدہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"کہانی گھڑ رہے ہو؟" آنکھیں چھوٹی کیے مشکوک انداز میں سوال کیا گیا۔

"شٹ اپ! تمہیں کیا لگتا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں؟" اشعر تلملا اٹھا۔

)مگر دل نے جیسے سوال کیا۔ "اسے کیسے معلوم؟ افف یہ اداکارہ.... سب کی اداکاری سمجھتی تھی۔ ("

"اوکے اوکے۔ ریلیکس! آگے بتاؤ۔ "

"اس طرح ان دونوں کے راستے جدا ہو گئے۔ مگر سالوں بعد ایش نے اسے سڑک پر بے حال دیکھا۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ یادداشت جا چکی تھی۔ تو اب ایش اسے اس حال میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"تو اس کے گھر والے کہاں ہیں؟"

"گھر والے ہی تو ظالم نکلے۔ انہوں نے بہت ظلم کیے اس پر۔ اس نے ان پر اندھا اعتبار کیا اور انہوں نے اسی اعتبار کو ٹھیس پہنچائی۔ قصہ مختصر وہ منافق لوگ تھے اور ایش اسے اب ان منافق لوگوں سے بچانا چاہتا ہے۔"

"سیریئسلی؟" پرل کو یہ کہانی کافی عجیب لگی تھی۔

اشعر نے جواباً ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی تو وہ محض آنکھیں گھماتی رہ گئی۔

"ڈن۔ وہ اب سے میری ذمہ داری ہے اور میں اسے ایش کے قابل بناؤں گی۔ لیکن"...

"افففف! اس کے لیکن۔" اشعر دل ہی دل میں جل بھن گیا۔

"لیکن ایش ساما اور محبت.... وہ بھی ایک نکمی اور نالائق لڑکی سے.... یقین نہیں آرہا۔"

"نکمی اور نالائق؟" اشعر نے ایک ابرو اٹھا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"دیکھو اشعر ساما! جو لڑکی خوفزدہ اور معصوم ہو، جو اپنی حفاظت خود نہ کر سکے، جو لوگوں کی اداکاری اور منافقت نہ بھانپ سکے وہ نالائق اور نکمی ہی ہوتی ہے۔ اور مجھے ایسی لڑکیاں بے حد ناپسند ہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر خاموش رہا۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔ پرل خاموشی سے اٹھی اور اس کمرے کی جانب چل دی جس کی جانچ پڑتال ابھی باقی تھی۔ وہ قدم بہ قدم چلتی اس کمرے کے دروازے تک آپہنچی۔ اشعر اس سب سے بے نیاز موبائل میں غرق تھا۔ اس نے دھیرے دھیرے دروازہ کھولا اور اندر دیکھا تو کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔ مگر پھر

اچانک ہی اس کی نظر دائیں طرف بیڈ پر موجود اس لڑکی پر پڑی جو آنکھوں پر بازو رکھے خاموشی سے سو رہی تھی۔ پرل کو اسے دیکھ کر سب سے پہلا خیال اسی لڑکی کا آیا۔ وہ اسے چند لمحے دیکھتی رہی اور پھر آخر کار اس کی طرف بڑھ گئی۔ ہیلز کی آواز کیے بغیر جب وہ اس کے بالکل قریب جا پہنچی تو وفا کسی احساس کے تحت جاگ گئی۔ اس نے اپنا بازو آنکھوں پر سے ہٹایا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا تو بے اختیار ایک چیخ اس کا حلق پھاڑ کر فضا میں بلند ہوئی۔ پرل نے نا سمجھی سے ابرو سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"تم تو ایک لڑکی سے ڈر گئیں۔ کیا بنے گا تمہارا؟" اسے جیسے جی بھر کے افسوس ہوا۔

"کک... کون ہو تم؟" وفا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی اور اپنا تنفس بحال کر کے بولی۔

"لڑکی۔" پرل جو ڈریسنگ کی طرف بڑھ رہی تھی ایک دم رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔ "خوبصورت لڑکی۔" اتنا کہتی وہ ڈریسنگ کے سامنے جا ٹھہری اور اپنی لپ اسٹک ڈارک کرنے لگی۔

وفا ٹکٹکی باندھے اس جاپانی حسینہ کو دیکھتی رہی۔

"فکر مت کرو۔ تمہیں مارنے نہیں آئی۔" وہ واپس وفا کے پاس آئی اور اسے تسلی دی جو وہ عموماً نہیں دیا کرتی تھی۔

"تو تم ہو وہ اسپیشل لڑکی جس کے لیے مجھے لندن سے یہاں بلایا گیا ہے؟" وہ اس کا سر تا پیر معائنہ کرتے ہوئے بولی۔ وفا محض خاموش رہی۔

"کیا کیا آتا ہے تمہیں؟" پرل اس کے عین سامنے رکھے سنگل صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ جمائے جا بیٹھی۔

"مطلب؟" اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"پسٹل چلائی ہے کبھی؟"

وفا کی آنکھیں یکدم پھیل گئیں۔ اس نے برق رفتاری سے نفی میں سر ہلایا۔

"بیمار ہو؟" اس نے اس کی حالت سے اندازہ لگایا۔

وفا خاموش رہی جبکہ اس کا وجود آگ کی طرح جل رہا تھا۔

"مطلب واقعی بیمار ہو۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ابھی آرام کرو بعد میں بات ہو گی۔" اتنا کہتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ وفا نے بھی سکھ کا سانس لیا۔

"تمہیں تو اپنی بہن سے نفرت تھی۔ پھر کیسے اس کی حفاظت کے لیے راضی ہو گئے۔" ایش اشعر کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ نہ جانے یہ معجزہ کیسے ہوا تھا کہ وہ واپس آ گیا تھا۔

"مجھے اس سے نفرت نہیں ہے ایش ساما!" وہ سر جھکائے رنجیدہ لہجے میں بولا۔ "مام نے ہمیشہ مجھ سے یہی کہا کہ وہ تمہاری سوتیلی بہن ہے۔ اسی نے تمہیں تمہارے باپ سے دور کیا۔ مام کو اس سے سخت نفرت تھی۔ شاید اسی لیے سالوں مام کے ساتھ رہنے، ان کی کڑوی باتوں کو خاموشی سے سننے کا یہ نتیجہ نکلا کہ جب بھی میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے مام یاد آتی ہیں۔ ان کی تنہائی، ان کی تکلیف سب یاد آتا ہے۔" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پھر بولا۔

"پتہ ہے ایش ساما! مام کی کڑوی باتوں کے زیرِ اثر میں ڈیڈ سے کیا گیا وعدہ بھول گیا۔ مجھے لگا کہ وفا کے لیے مراد ہاؤس کافی ہے۔ میں وفا کے پاس لوٹ کر ضرور جاتا مگر ڈیڈ کی ڈیتھ

کے بعد مجھے مراد ہاؤس سے نفرت ہو گئی۔ میں نے وفا کو اسی کے حال پر چھوڑ دیا اور اس سے لاتعلقی برت لی۔"

"پھر؟" ایش جانتا تھا کہ اس کی بات "پھر" کی طرف جا رہی ہے۔

"پھر جب نورِ نظر کی موت کے بعد میں پاکستان آیا تو میری ایک ریستوران میں اس سے ملاقات ہوئی۔"

ایش نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"وہ ایک لڑکی کے ساتھ تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے ایک عجب احساس نے آگھیرا۔ مجھے اس سے شناسائی کا احساس ہوا۔ اس کی آنکھیں، اس کے ڈمپلز.... مجھے سب یاد تھا۔ پھر میری نظر اس کی پچھلی میز پر بیٹھے مراد ہاؤس کے لوگوں پر پڑی۔ ان میں سے شاہ میر کو میں اچھے سے جانتا تھا۔ باقی سب بھی کافی حد تک یاد تھے۔"

اس نے ایک دم نظر اٹھا کر ایش کو دیکھا۔ ایش نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھی جسے وہ اگلے ہی لمحے چھپا چکا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتے ہو اس نے کیا کہا کہ ڈیڈ سے کیا گیا وعدہ مجھے یاد آ گیا؟"

ایش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"بہن سگی، سوتیلی یا منہ بولی نہیں ہوتی۔ بہن بہن ہوتی ہے۔ اس نے یہ بات مجھ سے نہیں کی اور نہ ہی وہ جانتی تھی کہ میں کون ہوں۔ مگر اس کے الفاظ میرے دل میں تیر کی طرح اترے۔ مجھے لگا وہ مجھ سے مخاطب ہے۔ میں نے وہاں اس کی تصویر بنائی پھر انسٹاگرام پر اسے فالو کیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ اپنی زندگی میں خوش ہے۔ اسے میری ضرورت نہیں ہے۔ مگر جانتے ہو کیا۔ ڈیڈ نے دعا کی تھی کہ جب بھی ہم بہن بھائی ایک دوسرے کی ضرورت محسوس کریں تب ہمارے راستے ضرور ٹکرائیں۔ اور وہی ہوا۔ اسے میری ضرورت تھی۔ جب تم نے مجھے اس کی حفاظت کرنے کو کہا میں انکار نہیں کر پایا۔"

"گڈ۔ میں نے تمہیں صرف اس لیے کہا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ تمہاری بہن ہے۔ اس کے علاوہ وہ جہان ساما کی بیٹی ہے جو ارباز شاہ یعنی کنگ آف یامی نوکائی کا سب سے چہیتا آدمی تھا۔ وہ یامی نوکائی کا بہترین ممبر تھا۔ ہمیں جہان ساما کے احسانات کا بدلہ چکانے

کا موقع ملا ہے۔ ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہو گی۔ اسے مافیا لیڈی بنانا ہو گا۔ تم اور پرل ساما مل کر اسے بدل دو۔"

"ہم کوشش کریں گے۔ مگر ایش ساما جب جب مجھے میری ماں یاد آتی ہے تب تب مجھے وفا سے نفرت ہوتی ہے۔"

"تمہیں کوشش کرنی ہو گی۔ وہ نفرت کے قابل نہیں ہے اشعر ساما۔ وہ جہان ساما کی بیٹی ہے اور ہمارے لیے بہت قیمتی ہے۔"

"صرف ڈیڈ کی وجہ سے ہی تو یہ سب کر رہا ہوں۔ میرے ڈیڈ کے قاتل اس کے اپنے تھے اس لیے میں خاموش رہا لیکن اب معاملہ میری بیوی اور بہن کا ہے۔ سب کو اس قدر تڑپاؤں گا کہ انہیں اپنے کیے گئے ایک ایک ظلم پر پچھتاوا ہو گا۔ مراد ہاؤس کے ایک ایک شخص کو ان کرتوتوں کی سزا ملے گی۔ کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔"

ایش نے سر کو خم دیا۔ اسی وقت کمرے سے باہر آتی پرل نے سب کچھ سنا تھا۔ وہ کافی دیر بازو سینے پر لپیٹے سب کچھ سنتی رہی۔ جب ان کی گفتگو کا اختتام ہوا تب وہ آگے بڑھی اور

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر کے ساتھ ایش کے عین سامنے آ بیٹھی۔ اشعر کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ کہیں اس نے سب سن تو نہیں لیا؟

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" وہ بے نیازی سے بولی۔ اور ادھر اشعر کی سانس میں سانس آئی۔ او خدایا! اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس سوچ رہے تھے کہ اس لڑکی کو ایش گوتن کب لے کر جانا ہے۔" ایش نے بھی معمولی سے انداز میں کہا۔

"وہ بہت بیمار ہے۔ میرا نہیں خیال کہ وہ سفر کرنے کی کنڈیشن میں ہے۔" پرل کی بات پر ان دونوں نے نظروں کا تبادلہ کیا۔ پھر دونوں کے چہرے پر فکر کے آثار بڑھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں میں بتانا بھول گیا اس کی طبیعت کافی خراب ہو رہی ہے۔" اشعر نے کہا تو ایش نے افسوس سے سر ہلایا۔

"صدمے کا نتیجہ ہے۔" اس کے سرد آہ بھری اور پھر قدرے توقف سے بولا۔ "اس وقت تو اسے کسی بھی ہسپتال میں لے جانا خطرے سے باہر نہیں۔ ایسا کرو..." وہ سوچنے لگا۔ پرل اور اشعر اسی کو دیکھ رہے تھے۔

"ڈاکٹر کو ادھر ہی لے آؤ۔"

"مگر مجھے لگتا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے ایش گوتن لے چلو۔ یہاں بہت خطرہ ہے۔"

"مگر وہ بیمار ہے اشعر ساما!" ایش کے لہجے میں فکر ابھری۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے ایش ساما۔ ابھی یہیں علاج کروا لیتے ہیں پھر وہ جیسے ہی ٹھیک ہو گی اسے ایش گوتن لے چلیں گے۔" پرل نے مشورہ دیا۔ اشعر نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے پھر تم ڈاکٹر کو لے آؤ۔ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی اسے بیسمنٹ میں رکھو۔ وہ جتنا وقت مانگے اسے دو۔ جب صدمہ کم ہو تب اسے ایش گوتن لے آنا۔" ایش فکر مندی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نہیں ملو گے اس سے؟" ایش آگے جانے ہی لگا تھا کہ پرل کی آواز پر اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ ایش ہر کسی سے مل لیتا ہے؟" وہ مڑا اور ایک ابرو اٹھا کر اس نے نہایت سرد لہجے میں کہا۔

"مگر وہ تو ہماری ٹیم کا حصہ بننے والی ہے۔" پرل کافی حیران ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بننے والی ہے بنی تو نہیں ہے۔ وہ ابھی کچی کھلاڑی ہے۔ اسے ان معاملات کی باریکیوں کا اندازہ نہیں۔ خدانخواستہ وہ کبھی ہمارے دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی تو سب کا نقشہ کھینچ کر رکھ دے گی۔ پہلے اسے میری ملاقات کے قابل بناؤ۔ کیونکہ مجھے کوئی نہیں جانتا مگر جو مجھے جان لیتا ہے وہ جان سے جاتا ہے۔" اس نے سرد مہری سے کہا اور پھر ان دونوں کی

جانب اشارہ کیا۔ ”سوائے تم دونوں کے۔“ اتنا کہتا وہ رکا نہیں بلکہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

پرل نے ابرو سکیڑے اشعر کی جانب دیکھا جو اسے اپنی گھڑی ہوئی کہانی سنا چکا تھا۔

”مجھے تو نہیں لگتا کہ وہ اس میں ذرا بھی انٹرسٹڈ ہے۔“ پرل نے اسے مشکوک انداز میں دیکھا۔

”تمہیں کیا لگتا ہے کہ اشعر جہان جھوٹ بول سکتا ہے؟“ اس نے آنکھیں نکال کر نہایت غصے سے کہا۔

پرل محض نفی میں گردن ہلاتی وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

”ہاں۔ بالکل بول سکتا ہے۔ ساری دنیا جھوٹ بول سکتی ہے تو پھر اشعر جہان کیوں نہیں۔“ پرل کے جانے کے بعد وہ خود سے مخاطب ہوا اور پھر میز پر رکھا پانی کا گلاس غٹاغٹ پی گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

وہ دونوں ایک ساتھ اس کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ نظر بیڈ پر لیٹی وفا اور اس کا معائنہ کرتے ڈاکٹر پر ٹکی تھی۔ کافی دیر اسی طرح کھڑے رہنے کے بعد پرل کو کوفت سی ہونے لگی۔ اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے گہری سانس لی۔ اشعر نے اس کی یہ حرکت بغور دیکھی تھی۔ پرل نے محسوس کیا تو گردن دائیں جانب موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کی نظروں میں حد درجہ کوفت دیکھ کر اشعر نے تاسف سے سر ہلایا۔ اس سے پہلے کہ پرل کی زبان کھلتی ڈاکٹر ان کی جانب متوجہ ہوا۔ اشعر اس کی طرف بڑھ گیا جبکہ پرل دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وفا کے پاس آئی۔ وہ ابھی تک نیم بیہوشی کی حالت میں تھی۔ اس نے اس کا ماتھا چھوا تو اسے کافی زیادہ حدت محسوس ہوئی۔ اس کی معصومیت اور اس کی حالت دیکھ کر پرل کو لمحہ بھر کے لیے اس پر ترس آیا تھا۔ اشعر ڈاکٹر کے ساتھ باہر جا چکا تھا۔ پرل بھی باہر کی جانب جانے ہی لگی تھی کہ وہ وفا کی آواز پر وہ رکی۔ اس نے حیرت سے اسے دیکھا جو بیہوشی کی حالت میں بھی کچھ بڑبڑا

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

رہی تھی۔ وہ دھیرے سے اس کے بالکل قریب آئی اور جھک کر اپنا کان اس کے چہرے کے قریب کیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں آمنے سامنے صوفے پر بیٹھے تھے۔ موبائل میز پر رکھا تھا اور اسپیکر آن تھا۔

"اگر اس کی حالت اتنی خراب ہے تو تم دونوں میں سے ایک کو اس کے پاس رکنا پڑے گا۔ جیسے ہی اس کی طبیعت میں بہتری آئے اسے ٹوکیو لے آنا۔" ایش کی آواز گونجی تو ان دونوں نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"پرل سامار کے گی۔"

"اشعر سامار کے گا۔"

دونوں نے بیک وقت کہا تو ایش گہری سانس لیتا رہ گیا۔

"آخر اس معصوم سی لڑکی سے تم دونوں کی کیا دشمنی ہے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایش ساما تمہیں معلوم ہے کہ مجھے ممی ڈیڈی لڑکیاں نہیں پسند۔" پرل نے فوراً وجہ بتائی۔

"مجھے ٹوکیو میں بہت کام ہیں اور میں اس کے لیے ہرگز نہیں رک سکتا۔" اشعر نے بھی چڑھائی کی۔

"کیسا بھائی ہے؟" پرل جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہی تھی دل ہی دل میں تلملا اٹھی۔ وہ بس اشعر کو آزما رہی تھی۔

"اشعر ساما تم رکو اور پرل ساما تم واپس ٹوکیو جاؤ۔ میں کسی کام کے تحت سنگاپور جا رہا ہوں اس لیے کسی نہ کسی کو تو ایش گوتن کو دیکھنا ہو گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل کے لبوں کو فاتحانہ مسکراہٹ چھو گئی جبکہ اشعر مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

رات کے وقت وہ خاموشی سے اس کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کل کی فلائٹ سے اسے واپس جانا تھا۔ دوائیوں کے زیرِ اثر وہ نیند کی گہری وادیوں میں تھی۔ پرل کے سامنے میز پر ایک پلیٹ میں فروٹ رکھے تھے۔ سیب کا ایک ٹکڑا لیتے ہوئے اس کی نظریں مشکوک

انداز میں وفا پر ٹکی تھیں۔ دماغ کچھ سوچنے میں مصروف تھا۔ تب ہی اچانک اسے پھر سے وفا کی آواز سنائی دی۔ وہ قدرے آہستہ آواز میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ پرل ایک جھٹکے سے اٹھی جیسے وہ اسی انتظار میں بیٹھی ہو۔ اور پھر اس کے قریب جا کر جھک کے اسے سننا چاہا۔ اب بھی وہ وہی نام لے رہی تھی جو پرل نے پہلے سنا تھا۔ وہ سیدھی ہوئی اور پھر انگلی ٹھوڑی پر ٹکائے کچھ سوچنے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ میز کی طرف بڑھی اور اپنا موبائل اٹھا کر فوراً کسی کو کال ملائی۔

"ہاں لیو۔ ایک کام تھا تم سے۔"

"حکم کریں پرل ساما" !

حکم دے کر وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے واپس اپنی جگہ پھر سے براجمان ہوئی۔

"میں بھی معلوم کر کے رہوں گی کہ آخر کون ہے یہ ہادی۔" آگے کو آتی لٹ کو انگلی میں لپیٹتی وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب جانے کا وقت آیا تو پرل اشعر کے پاس آئی جو بد دل ہو کر وہاں مجبوری کے تحت رکا تھا۔

"اشعر ساما! تم چلے جاؤ میں رک جاتی ہوں۔ "

اشعر نے اسے سر تا پیر گھورا۔ یقین ہی نہ آیا کہ وہ پرل ہے۔

"کیا کہا تم نے؟"

"یہی کہ اپنے کان صاف کروالو۔" شکل بگاڑ کر کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ اشعر چند لمحے سوچنے کے بعد اس کے پیچھے گیا۔ وہ وفا کے کمرے میں ابھی داخل ہوئی ہی تھی کہ اشعر نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وجہ؟"

"تمہاری اتری ہوئی شکل مجھ سے دیکھی نہیں گئی۔" پرل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"یہ وجہ تو کبھی نہیں ہو سکتی اور بغیر وجہ کے تم یہاں ٹھہر نہیں سکتیں۔ سچ سچ بتاؤ۔ "

"سچ ہی کہہ رہی ہوں اشعر ساما۔" پرل نے معصومیت سے تین چار بار پلکیں جھپکائیں تو وہ تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

"تم جیسی اداکاری کوئی نہیں کر سکتا۔" اشعر نے اس کا بازو چھوڑ دیا تو وہ مسکرا دی۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"ویل... جو بھی ہے۔ میں پھر جا رہا ہوں۔ اکیلے سنبھال لینا اسے۔"

"ضرور۔" پرل نے سینے پر ہاتھ رکھے قدرے جھک کر کہا جیسے عموماً جاپانی لوگ کرتے ہیں۔ وہ چلا گیا تو پرل نے آنکھیں گھماتے ہوئے تھکی سی سانس خارج کی اور ہاتھ اس طرح جھلائے گویا بلا ٹلی ہو۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

تاریخ تھی 4 مئی ....

وقت تھا شام کا....

شہر تھا پاکستان کا ....

اس اونچی، عالیشان اور خوبصورت عمارت کے پورچ میں ایک چمچماتی گاڑی آکر رکی تھی۔ اس وقت موسم کافی سرد تھا اور یخ بستہ ہوائیں لوگوں کو باہر نکلنے سے باز رکھے ہوئے تھیں۔ اس گاڑی کے ڈرائیور نے جلدی سے باہر نکل کر دروازہ کھولا تو اندر سے ایک سوٹڈ بوٹڈ آدمی نکلا۔ بالوں کو جیل کی مدد سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے، گلاسز لگائے، سفید ہائی نیک کے ساتھ سرمئی پینٹ کوٹ پہنے وہ کافی پرکشش شخصیت لگ رہا تھا۔ نظر سامنے ہی داخلی دروازے پر پڑی تو لبوں پر مسکان ابھر آئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائنگ روم میں اس لڑکی کے انتظار میں بیٹھا تھا جس سے ملاقات کی غرض سے وہ وہاں آیا تھا۔ ڈرائنگ روم کا ماحول کافی نرم گرم تھا۔ اس سب سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اچانک ہی اس کی نظر سامنے سے آتی اس اپسرا پر پڑی۔ نظر ہمیشہ کی طرح اس پر ٹھہر سی گئی۔ وہ کبھی کسی کے لیے نہ اٹھنے والا شخص بے اختیار اس کے ادب میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ لڑکی سنہرے رنگ کے بلاؤز کے ساتھ سبز رنگ کی ساڑھی زیب

تن کیے ہوئے تھی۔ سنہرے بال اونچی پونی کی صورت اس کی پشت پر جھول رہے تھے۔ آگے کو آتی دو لٹیں اطراف سے اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔ ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ یقیناً کہیں جانے کے لیے تیار تھی۔ وہ اس کے سامنے ہی صوفے پر آ بیٹھی تو سعیر اسے دیکھ کر مسکرا دیا اور سر کو خم دے کر گویا اسے سلام پیش کیا۔ جواباً اس لڑکی نے بھی سر کو خم دیا جبکہ آنکھوں میں سعیر کو وہاں دیکھ کر حیرت در آئی تھی۔

سعیر نے اپنی جگہ سنبھالی اور پھر گفتگو کا آغاز کیا۔

"یقیناً آپ مجھے یہاں دیکھ کر حیران ہیں۔"

"غیر متوقع چیزیں ہمیشہ حیران کن ہوتی ہیں مسٹر سعیر مراد۔" ٹانگ پہ ٹانگ جمائے وہ پر اعتماد سی بولی تھی۔

"یعنی ہماری موجودگی آپ کے لیے غیر متوقع تھی؟" معنی خیز مسکراہٹ لیے سعیر نے استفسار کیا۔

انمول کے کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"متوقع بھی نہیں تھی۔"

"آپ سے ہوئی ملاقات کو آٹھ ماہ بیت چکے تھے۔اس لیے ان دنوں پاکستان آیا تو سوچا کیوں نہ آپ سے بھی ملاقات کر لی جائے۔"

"جہاں تک میرا خیال ہے کوئی بھی ملاقات بغیر کسی وجہ اور مطلب کے نہیں ہوا کرتی۔" انمول نے گہری نظریں اس کے چہرے پر جمائے کہا گویا اس کا چہرہ پڑھ رہی ہو جبکہ لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجا رکھی تھی۔

"آپ کا خیال درست ہے۔ملکۂ قلب"!

اس کا ماتھا ٹھنکا مگر وہ اسی حالت میں بیٹھی رہی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ جانتے بھی ہیں ملکۂ قلب کون ہوتی ہے؟" آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا گیا۔

"ہم سے بہتر کون جان سکتا ہے؟" سعیر کی مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔

"سیدار باز شاہ کو تو جانتے ہوں گے آپ؟"

سعیر جانتا تھا کہا ارباز کا حوالہ کیوں دیا گیا تھا۔اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"ہمارا رقیب۔"

انمول کی مسکراہٹ سمٹی۔ شک درست ثابت ہو رہا تھا۔ مگر وہ اسی طرح گردن اٹھائے پر اعتماد سی بیٹھی رہی۔

"باس ہے وہ تمہارا۔" انمول نے اسے باور کرایا۔ بات اب آپ سے تم پر آ چکی تھی۔ شاید وہ لوگوں کو ان کی اوقات پر رکھنا اچھے سے جانتی تھی۔ ماحول میں اچانک ہی تبدیلی آ گئی۔ دونوں کی مسکراہٹ ختم ہو چکی تھی۔

"بدقسمتی سے۔"

"جب تک اسٹون اس کے پاس ہے تمہیں اسی بدقسمتی کے ساتھ جینا ہو گا۔"

"مطلب تم بھی جانتی ہو کہ تمہارا شوہر کون ہے۔"

"وہ کنگ آف یامی نوکائی ہے اور تم اس کے معمولی سے ممبر۔" لہجے میں غرور چھلکا۔

"یعنی کہ تم بھی ایک مافیا لیڈی ہو۔ رائٹ؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مابسٹر کی بیوی مافیالیڈی ہی ہوا کرتی ہے مسٹر سعیر مراد ملک۔ اور تمہیں کیا لگا کہ سید ارباز شاہ نے کنگ آف یامی نوکائی ہو کر ایک معمولی سی لڑکی سے شادی کی ہو گی۔"

"تم مافیالیڈی نہ بھی ہوتیں تو بھی تم انمول تھیں اور ہر انمول چیز ارباز کی ہی قسمت میں کیوں؟ کچھ ہماری قسمت میں کیوں نہیں؟"

"غداری پر اتر رہے ہو؟" سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"ملکۂ قلب کو حاصل کرنا اگر غداری ہے تو میں غدار سہی۔"

"انمول کو حاصل کرنا ناممکن ہے سعیر مراد۔" لہجے میں سختی گھلنے لگی۔

"میں حاصل کر کے دکھاؤں گا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"انمول صرف ارباز شاہ کا حاصل ہے۔" وہ بھی غصے سے کھڑی ہوئی۔ آنکھوں میں غصہ اتر آیا۔

"میں انمول کو حاصل کر کے رہوں گا۔ پھر چاہے اس کے لیے مجھے اسے قید ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔"

"ایک بات یاد رکھنا سعیر مراد ملک! انمول مر تو جائے گی مگر کسی کی قید میں نہیں آئے گی۔" اس نے انگلی دکھاتے ہوئے تنبیہ کی تو وہ محض مسکرا دیا۔

"وقت سب بتا دے گا۔" اتنا کہتا وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔ وہ چند لمحے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ پھر اچانک ہی اس کی نظر اس سے ہٹ کر دور سیڑھیوں پر کھڑے اشہد پر پڑی جو سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا۔ بظاہر تو وہ بچہ تھا مگر اس کی ماں کو علم تھا کہ وہ بچہ کتنا خاص تھا۔ اپنی عمر سے کہیں زیادہ سنجیدہ اور سمجھدار۔

"مما وہ وفا کے انکل تھے؟"

آٹھ ماہ بعد بھی اسے وہ چھوٹی سی بچی یاد رہی تھی۔ انمول کچھ نہیں کہہ پائی۔ وہ آگے بڑھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ شاید وہ جہاں جا رہی تھی وہاں جانے کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔ کمرے میں پہنچ کر ہی اس نے سب سے پہلے ارباز سے رابطہ کرنا چاہا۔

"ہیلو"!

رابطہ ملنے پر سماعت سے ٹکرانے والی آواز غیر شناسا تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ارباز ساما کہاں ہیں؟ "

"آپ کون؟ "

"میں نے پوچھا ارباز ساما کہاں ہے؟" وہ درشتی سے چلائی تو نووارد خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی دھیمی سی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"ان کا قتل "....

وہ کہتا چلا گیا جبکہ وہ محض چند الفاظ ہی سن پائی تھی۔ ایک ہی لمحے میں جیسے ساری دنیا الٹ گئی۔ وہ ارباز کی انمول سے ارباز کی بیوہ بن چکی تھی۔ اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔ وہ الفاظ اس کے سر پر گویا ہتھوڑے برسا رہے تھے۔ وہ لمحہ بھر کے لیے لڑکھڑا گئی مگر کسی نے اسے سہارا دیا۔ سہارا بہت چھوٹا تھا مگر بہت تھا۔ اشہد نے اسے اس کے بازو سے تھام کر ساتھ رکھی کرسی پر بٹھایا۔

"مما کیا آپ ٹھیک ہیں؟"

انمول نے نظر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ آنکھوں میں نمی چمکی مگر وہ جلد ہی سنبھلی۔

"اشہد آپ کو معلوم ہے کہ آپ کون ہو؟" اسے اپنے قریب کر کے اس نے اشہد کے بال سہلاتے ہوئے پیار سے پوچھا۔ آواز میں کہیں نہ کہیں لرزش تھی۔

"میں ارباز شاہ کا بیٹا ہوں مما۔ میں کنگ کا بیٹا ہوں۔"

انمول مسکرا دی۔

"آپ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ آپ کنگ کے بیٹے ہیں۔ اور ہمیشہ کنگ کی جگہ اسی کا بیٹا لیتا ہے۔ آپ اپنے ڈیڈ کی جگہ کسی کو نہیں دیں گے۔ آپ کنگ بنیں گے۔ آپ اسٹون آف یامی نوکائی کی حفاظت کریں گے۔"

"مما جیسا آپ کہیں گی میں ویسا کروں گا۔ آپ پلیز روئیں مت۔" اشہد نے اپنی ماں کے گالوں پر سے موتی چن لیے۔

"کوئی بھی انسان تب تک نہیں ہارتا جب تک اسے ہرانے میں اس کے اپنے شامل نہ ہوں۔ آپ کے ڈیڈ کے لوگ غداری پر اتر آئے ہیں ایش۔ وہ انہیں ہرانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کو معلوم ہے ناں کہ آپ کے ڈیڈ کیا کہتے ہیں؟"

"موت شکست کی قید سے آزادی کی علامت ہے۔"

انمول کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"آپ کے ڈیڈ کنگ تھے ناں۔ اس لیے وہ ہارے نہیں بلکہ شکست کی قید سے آزاد ہو گئے۔"

اشہد خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"ڈیڈ کہاں ہیں مما؟"

"وہ ہمارے پاس ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ میں بھی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گی۔ لیکن آپ کو ایک پرامس کرنا ہو گا۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR LIFE

اشہد نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"آپ ان کے غداروں سے بدلہ لیں گے۔ وہ جو انہیں شکست دینا چاہتے تھے آپ انہیں شکست دیں گے۔ اپنے ڈیڈ اور اپنی مما کی اس ادھوری جنگ کو آپ لڑیں گے۔"

"آئی پرامس مما! میں سب کو ہراؤں گا۔ میں کنگ بنوں گا بالکل اپنے ڈیڈ کی طرح۔"

انمول نے جلدی سے مڑ کر ایک اور نمبر سے رابطہ کرنا چاہا۔ وہ جانتی تھی کہ وقت بہت کم تھا۔ اسے جو بھی کرنا تھا فوراً کرنا تھا۔

"جہان!" رابطہ ہوتے ہی وہ بولی۔

"انمول! میں ابھی تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔ بہت افسوس ہوا ارباز کے قتل "....

"ارباز کا قتل تمہارے بھائی نے کیا ہے جہان۔" وہ اس کی بات کاٹتی جلدی سے بولی۔

دوسری جانب چند لمحوں کے لیے گہری خاموشی چھا گئی۔

"میرے بھائی نے؟" وہ بے یقین سا تھا۔

"سعیر مراد ملک نے قتل کیا ہے جہان۔ میرا یقین کرو۔ وہ ابھی یہاں آیا تھا۔ ارباز کو لگا کہ اسے اپنے ہی ممبرز سے کوئی خطرہ نہیں اسی لیے تو وہ اس پر آسانی سے وار کرنے میں کامیاب رہا۔"

"ایسا کیسے؟"

ایک طرف بھائی تھا تو دوسری طرف دوست.... اعتبار کرنا واقعی کٹھن تھا۔

"میں کچھ کرتا"...

"میری بات غور سے سنو جہان۔" اس نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹی۔

"تم ریلیکس رہو انمول۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔" جہان نے گویا اس کی آواز سے ہی اس کی حالت کا اندازہ لگایا۔

"مجھے کچھ نہ بھی ہوا تو میں خود ہی خود کو مار دوں گی مگر سعیر کو اس کے گھٹیا ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔"

"کیا کہہ رہی ہو تم؟ کیسے ارادے؟"

"تم یہ سب چھوڑو۔ ایک نہ ایک دن سچ سامنے آ ہی جائے گا۔ تم ابھی وہ غور سے سنو جو میں بتا رہی ہوں۔"

"بولو۔"

پھر وہ بولتی گئی اور وہ سنتا چلا گیا۔

ایک راز ....

ایک حقیقت....

ایک کہانی ....

اور اسٹون کا پتہ ....

❣ ❣ ❣

وفا کی طبیعت بگڑے تین دن ہو چکے تھے۔ علاج کے باوجود اس کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آ رہی تھی۔ پرل کبھی اس کے ساتھ ٹھہرنے کو تیار نہ ہوتی اگر اس کے معاملے میں اس کی دلچسپی نہ بڑھتی۔ اس کی واحد دلچسپی تھا وہ ایک شخص جس کا نام وہ لاشعوری طور پر بیہوشی کی حالت میں لیا کرتی تھی۔ "ہادی"

اس وقت وہ دوسرے کمرے میں بیٹھی تھی۔ سامنے لیپ ٹاپ رکھا تھا جبکہ موبائل فون کان سے لگا رکھا تھا۔ فون پر موجود لیوا سے وفا کے متعلق تمام ڈیٹیلز دے رہا تھا جنہیں وہ کافی دلچسپی سے سن رہی تھی۔

"ہمم۔ مطلب وہ سعیر مراد ملک کی بھتیجی ہے؟"

"ہے نہیں تھی پرل ساما۔ اب تک تو بیچاری کی قبر بھی سوکھ چکی ہو گی۔" لیو کا لہجہ رنجیدہ ہوا۔

"اچھا ایک اور بات؟" پرل نے لیپ ٹاپ بند کیا اور اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی۔

"کیا اس کی زندگی میں کوئی ہادی تھا؟"

"ہادی..." لیو سوچ میں پڑ گیا۔ "معلوم نہیں۔"

"سوچو لیو سوچو۔ کوئی کزن، دوست، کسی دوست کا کزن... کوئی تو ہو گا۔"

"ہادی تو کوئی نہیں تھا۔ ہاں یاد آیا پرل ساما! سعیر ساما کا جو بزنس پارٹنر ہے حدید خانزادہ۔ اس کے ساتھ اس کی کافی گہری دوستی تھی۔ وہ اسی کو ہادی کہا کرتی تھی۔ سننے کو تو یہ بھی

ملا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے مگر سعیر مراد کے فیصلے کی وجہ سے وفا کی منگنی اس کے کزن عفان سے کر دی گئی تھی۔ "

پرل کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔ تب ہی اس کی نظر کھڑکی سے سامنے لان میں گلاب کے پودوں کے پاس کھڑی وفا پر پڑی۔

"اور کچھ؟"

"اگر مجھے مزید کچھ معلوم ہوا تو میں آپ سے فوراً رابطہ کروں گا۔"

"اوکے۔" رابطہ منقطع ہوا تو پرل باہر لان کی طرف چل دی۔

"طبیعت کیسی ہے اب تمہاری؟"

پرل کی آواز پر وفا نے مڑ کر اسے دیکھا۔

وہ پہلے سے کافی کمزور ہو چکی تھی۔ رنگت زرد پڑ چکی تھی۔ آنکھوں کے گرد ہلکے تھے۔ نظر اٹھا کر دیکھتی تو اس پر پیار نہیں آتا تھا محض افسوس ہوتا تھا۔

"ٹھیک۔" مختصر سا جواب دیتی وہ پھر سے پھولوں کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔

"تو چلیں جاپان؟"

وفا نے گردن موڑ کر ایک بار پھر اسے دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔ آنکھیں خالی خالی سی تھیں۔ بالکل خالی ....

چند لمحے وہ پرل کو بلاوجہ ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔ پرل جانتی تھی کہ وہ اس سے کچھ پوچھنا چاہتی ہے یا کچھ بتانا چاہتی ہے مگر وہ خاموش رہی۔

"جاپان چلو گی تو ہمارے ساتھ رہ کر ہمارے جیسی ہو جاؤ گی۔ پھر چھوٹے موٹے درد تمہیں تکلیف نہیں دیں گے۔ درد کو اگنور کرنا سیکھو۔ تم جتنا اس کے بارے میں سوچو گی اتنا ہی تکلیف میں اضافہ ہو گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے وقت چاہیے۔"

"کتنا؟"

جب وفا کچھ نہ بولی تو پرل نے اپنی بات دوہرائی۔

"تمہیں جتنا وقت چاہیے ہم تمہیں دیں گے۔ ایک ماہ، دو ماہ، چھ ماہ"....

"ایک سال..." اس کی آواز پر پرل چپ سی ہو گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وفا یہاں مذاق ہو رہا ہے۔ ہم جلد از جلد تمہیں بہتر کرنا چاہتے ہیں اور تم ہو کہ" ....

"مذاق تو میری زندگی بن چکی ہے۔" لہجے میں نہ ہی سختی تھی اور نہ ہی غصہ۔ بس رنج تھا۔ پرل نے اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی کو دیکھا۔

"ایک ہی لمحے میں جب ساری دنیا لٹ جاتی ہے تو زندگی مذاق ہی بن جاتی ہے۔" نم آواز میں وہ کہتی چلی گئی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم تکلیف میں ہو۔" پرل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا اسے تسلی دی۔ "ہماری اور تمہاری دنیا کے لوگوں میں یہی فرق ہی تو ہے۔ ہم اپنی تکلیف چھپا دیتے ہیں اور تم لوگ اپنی تکلیف کا اشتہار لگاتے پھرتے ہو۔ تم لوگ ایک دوسرے پر اپنے الفاظ اور رویوں سے وار کرتے ہو جب کہ ہم ہتھیاروں سے۔ یقین کرو ہتھیاروں کی موت مرنا آسان ہے۔ انسان ایک ہی بار میں مر جاتا ہے لیکن الفاظ اور رویے ایک بار نہیں بار بار موت کا ڈنگ مارتے ہیں۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے.... مجھے یقین ہی نہیں آرہا کہ میرے گھر والے...." وفا کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"تمہیں یقین کرنا سکھایا جائے گا۔ ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے وفا۔ کچھ بھی... تمہیں اگر مزید ثبوت دیکھنے ہیں تو میں تمہیں ابھی دکھاتی ہوں۔ اس کے بعد فیصلہ تمہارا ہو گا۔ چاہو گی تو تمہیں جاپان لے جاؤں گی اور اگر نہیں تو میں اکیلی واپس چلی جاؤں گی۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پرل کے کمرے میں موجود تھیں۔ وفا صوفے پر بیٹھی تھی۔ نگاہ سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر ٹکی تھی۔ پرل اس کے بالکل قریب کھڑی لیپ ٹاپ میں کچھ اوپن کرنے میں مصروف تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ مطلوبہ چیز کھول کر سیدھی ہوئی۔

وہ ایک تصویر تھی جس میں چھ آدمی ایک ساتھ کھڑے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ان میں سے کس کس کو پہچانتی ہو؟"

وفا یک ٹک اس تصویر میں موجود لوگوں کو دیکھے گئی۔ تب ہی اس کی نظر سعیر مراد اور جہانگیر مراد پر جا کر ٹھہر سی گئی۔

اس کے بعد پرل نے بولنا شروع کیا اور وفا نے سننا۔

"یہ سب کرائم کنگز ہیں۔ یامی نوکائی ایک مافیا آرگنائزیشن تھی۔ اس کے چھ ممبرز تھے۔ ان چھ ممبرز کے اپنے اپنے گینگ تھے جنہیں وہ لیڈ کیا کرتے تھے۔ لیکن ایک ممبر ایسا ہوتا تھا جو باقی تمام ممبرز کو لیڈ کرتا تھا۔ اسے کنگ آف یامی نوکائی کہتے تھے۔ کنگ وہ کہلاتا تھا جس کے پاس اسٹون آف یامی نوکائی ہوتا تھا۔ ان سب میں کنگ آف یامی نوکائی یہ تھا۔ سید ارباز شاہ۔" پرل نے تصویر میں موجود ایک شخص پر انگلی رکھی۔

"سب جانتے تھے کہ ارباز ساما کا سب سے چہیتا اور دل پسند ممبر جہان ساما یعنی جہانگیر مراد تھا۔ ان سب ممبرز کے پھر ایڈوائزر ہوا کرتے ہیں۔ انہیں تم رائٹ ہینڈ بھی کہہ سکتی ہو۔ ان کے بغیر باس کچھ نہیں کرتا۔ اگر باس کچھ کرے گا تو یقیناً ایڈوائزر کی مدد سے کرے گا۔ مافیا کے لوگ اپنی فیملی کو لوگوں کی نظر سے بہت دور رکھتے ہیں۔ ان سب کی بھی فیملی تھی مگر اس بات کی خبر ان سب کو ہی نہیں تھی۔ ارباز ساما، جہان ساما اور انمول ایک ہی یونیورسٹی میں ایک ساتھ پڑھے تھے۔ ارباز ساما نے انمول سے شادی تو کر لی مگر باقی سب کو اس سے بے خبر رکھا۔ ایک دن جہان ساما سے اتفاق سے ہونے والی ملاقات میں انمول نے انہیں بتایا کہ وہ ارباز ساما سے شادی کر چکی ہیں۔ اس بات سے

کوئی مسئلہ تو نہ ہوا بلکہ جہان ساما بہت خوش ہوئے لیکن اس دن ایک بری نظر انمول پر پڑ گئی جس نے اس کی جان تک نہ بخشی۔"

"مطلب؟"

"تمہارے چاچو جان سعیر مراد ملک۔ ان کی انمول پر پڑنے والی بری نظر نے پورے یامی نوکائی کو تباہ کر دیا۔ پہلے ارباز ساما کا قتل ہوا۔ پھر اسٹون چرا لیا گیا۔ پھر ان کے بیٹے اشہد کو مار دیا گیا اور پھر...." پرل نے ایک اور تصویر کھولی۔

"ملکۂ قلب کو۔"

وفا اس تصویر میں موجود اس سنہری اپسرا کو دیکھتی رہ گئی۔ اتنے حسین لوگوں کا دنیا سے چلے جانا صرف ظلم نہیں تھا۔ ظلم کی انتہا تھی۔

"آج یامی نوکائی کے ممبرز میں سے صرف دو ممبرز زندہ ہیں۔ سعیر ساما اور ڈیوڈ ساما۔ باقی سب ممبرز کی جگہ ان کی اولاد لے چکی ہے۔"

"تم کس کی بیٹی ہو؟"

وفا کے سوال پر پرل کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا۔ دل میں چھبن سی ہوئی۔

"ابراہم ساما کی۔" آواز میں لرزش تھی جبکہ لہجے میں غرور تھا۔

"ملک ساما کی جگہ زمان ملک لے چکا ہے۔" پرل کچھ اور ڈھونڈتے ہوئے اسے مسلسل بتا رہی تھی۔

"میں ابراہم ساما کی۔ ڈیوڈ ساما ابھی تک زندہ ہے۔ جہان ساما کی جگہ..." وہ اچانک رکی۔

"بابا کی جگہ؟"

"اشعر جہان اور لائلہ جہان۔"

وفا کو لگا وہ کچھ غلط سن چکی ہے۔ کچھ تو تھا جو غلط تھا۔

"واٹ؟"

"وفا! ایک نہ ایک دن تو تمہیں سب معلوم ہو ہی جائے گا تو کیوں نہ آج سہی۔"

"اشعر جہان۔" وفا کے بے یقینی سے اس کا نام دہرایا۔

"ہاں۔ وہ تمہارا بھائی ہے لیکن اس کے دماغ میں سوتیلے پن کا فتور تھوڑا زیادہ ہے۔ اسی لیے سنبھل کر رہنا۔"

وفا نے جھرجھری لی۔ اور کیا کیا سننے کو رہ گیا تھا؟

"اب ہماری ٹیم کا حصہ بن کر تم نے ٹیم ورک میں ہمارا ساتھ دینا ہے۔ سب سے پہلے تو ہم نے اسٹون کو تلاش کرنا ہے۔ اس کے بعد یامی نوکائی کے غداروں کو قتل کرنا ہے اور اپنوں کی موت کا بدلہ لینا ہے۔" اس نے غور سے وفا کو دیکھا۔

"تم لو گی ناں اپنے والدین کی موت کا بدلہ؟" وفا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں الجھن تھی۔ تذبذب تھا۔ وہ کچھ کہہ نہیں پائی۔ ہمت ہی کہاں تھی؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"خود پر ہوئے ظلم کا بدلہ؟"

وفا نے اثبات میں سر ہلایا۔ پرل کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے گویا تیر نشانے پہ لگا ہو۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔" اٹل لہجے میں کہہ کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے۔

"دیٹس لائک مائی گرل!" پرل فاتحانہ انداز میں مسکرا دی۔

❣ ❣ ❣

لندن کی فضا آج کافی خوشگوار تھی۔ ہوا میں نمی تھی جو اس بات کو یقینی بنا رہی تھی کہ آس پاس کے علاقوں میں بادل برس رہے تھے اور عین ممکن تھا کہ وہ وہاں بھی ٹوٹ کر برس پڑتے۔ مگر ابھی فضا پر سکون تھی۔ بادل خوش تھے۔ برسنے کی کیا ضرورت تھی؟ برسنے کے لیے تو دکھ درکار تھا جو جانے کب کسے ملنے والا تھا۔

وہ اسی اپارٹمنٹ میں موجود تھی جہاں صیاد اور اشعر مقیم تھے۔ پرل نہ جانے کہاں تھی مگر اسے یقین تھا کہ وہ ایونٹ میں اس سے ضرور ملے گی۔ اشعر کسی کام کے باعث وہاں موجود نہیں تھا جبکہ صیاد خاموشی سے صوفے پر بیٹھا لائلہ کو تیار ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"اتنی تیاری کر کے کیا ملے گا تمہیں لائلہ ساما؟"

لائلہ نے ایک گہری اور سنجیدہ نگاہ اس پر ڈالی تو وہ خاموش ہو گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے ہزار بار کہا ہے کہ میرے کام کے دوران مجھے مت ٹوکا کرو۔ "

"کام کے دوران کہا تھا۔ میک اپ کے دوران تو نہیں۔ "معصومیت سے پلکیں جھپکا کر بولا گیا تو وہ لب بھینچتی رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟ "

صیاد نے اسے سر تا پیر گھورا۔

"باقی سب تو ٹھیک ہے مگر لائلہ ساما ساڑھی کا اتنا لمبا پلو۔ جھاڑو لگانے کا ارادہ ہے کیا؟"

"تم جیسے نالائق کو کیا معلوم۔ فیشن بھی کسی چیز کا نام ہے۔" لائلہ نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنا پلو سیٹ کیا۔

"اور ہاں اسے سنبھالنے کے لیے تم میرے پیچھے پیچھے چلو گے۔ آئی سمجھ؟"

"یہ ظلم ہے۔"

"مظلوم تو دیکھو ذرا۔ ہہہ" وہ طنزاً مسکرا دی۔ تب ہی اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے فون کان سے لگایا تو ایش کی آواز گونجی۔

"جا رہی ہو؟"

"تمہارا حکم ہے۔ جانا تو پڑے گا۔" وہ مصروف انداز میں بولی جبکہ وہ مسکرا دیا۔

"سب ہوں گے وہاں۔" پھر سے یاد دلایا گیا۔

لائلہ نے گہری سانس لی۔ "جانتی ہوں۔"

"فیس کر لو گی؟"

"کرنا پڑے گا۔"

"ہمت مت ہارنا۔ حوصلہ ٹوٹنے لگے تو محض اتنا یاد کر لینا کہ وہ سب ظالم ہیں۔ اور تم نے مظلوم نہیں بننا بلکہ ظلم کا بدلہ لینا ہے۔"

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم نے خود پر ترس نہیں کھانا کہ تم پر ظلم کیا گیا بلکہ ان پر ترس کھانا ہے جو تمہارے ظلم کا شکار ہونے والے ہیں۔ "

"ایش ساما!" آواز اب کہ پہلی بار کپکپائی۔

"بولو۔ "

"میں کرلوں گی؟ "

"تمہیں مجھ سے پوچھنا نہیں ہے بلکہ خود کو یقین دلانا ہے کہ تم کرلو گی۔"

"میں کرلوں گی۔" اس نے خود سے کہا۔ صیاد وہاں سے جا چکا تھا۔ رابطہ منقطع ہوا تو اس نے اندر کو ایک گہری سانس کھینچی۔

"میں یہ کرلوں گی۔"

"لیکن... اگر وہ وہاں ہوا تو....؟" دل نے خود سے سوال کیا۔ اس نے جھرجھری لی اور سر جھٹکتی باہر کی جانب چل دی۔ اب کوئی بھی آئے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

حسین شام ڈھل چکی تھی اور ان کی گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں تھی۔ جیسے جیسے لمحے سرکتے جا رہے تھے اس کی ہمت بڑھتی جا رہی تھی۔ گردن سیدھی کیے وہ مطمئن سی بیٹھی تھی۔ کھڑکی سے باہر وہ خوبصورت مناظر دیکھ رہی تھی۔ لندن کی سڑکیں روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں۔ کہیں دور آسمان میں تیرتے بادلوں میں بجلی وقفے وقفے سے گرج رہی تھی۔ بادل کبھی بھی برس سکتے تھے۔ بس انہیں بہانہ چاہیے تھا۔

آخر کار ان کی گاڑی ایک لگژری ہوٹل کے سامنے جا رکی۔ ڈرائیور نے اتر کر دروازہ کھولا تو وہ گاڑی سے باہر نکلی۔ گردن اونچی تھی۔ آنکھوں میں پر اعتماد سی چمک تھی اور چہرے پر فیصلہ کن مسکراہٹ۔ اس کی پر اعتماد آمد، حسین سراپے، روشن چہرے اور چمکتی آنکھوں نے پورے عملے کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔ صیاد فوراً سے پہلے باہر نکلا اور اس کی ساڑھی کا پلو درست کرتا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ آگے بڑھی تو شیشے کا دروازہ کھلتے ہی ایک شاندار لابی کی جھلک سامنے آئی جہاں کی محفل اور برقی قمقموں کی روشنی اس کی شخصیت کو مزید نمایاں کرنے لگی۔ ہوٹل کا عملہ اس کا استقبال کرتے ہوئے ہر قدم پر اس کی مدد کرنے کو تیار تھا۔ جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئی ہر طرف ایک دم

سنسنی سی پھیل گئی۔ سب کی نظر ایک ساتھ اس کی جانب اٹھی۔ ہال میں موجود روشنی کے سیلاب میں اس کی شخصیت مزید واضح ہوئی۔ ہر نظر میں حیرت تھی اور اگلے ہی لمحے ان میں رشک در آیا۔

بھیڑ کو کاٹتے ہوئے اس کی نظر سب سے پہلے پرل پر پڑی جو سیاہ رنگ کی ساڑھی میں ملبوس تھی اور ہمیشہ کی طرح قہر برپا کیے ہوئے تھی۔ چونکہ تھیم بلیک تھی تو سب نے بلیک ڈریس ہی زیب تن کیے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی نظریں ملیں تو وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔ لائلہ نے جواباً سر کو خم دیا اور دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے پاس بڑھنے لگی۔ سیاہ ساڑھی پہنے وہ واقعی بہت حسین لگ رہی تھی۔ باریک اونچی ہیل پہنے وہ بھی اتنے اعتماد سے چل سکتی تھی؟ ہاں سکھانے والی اگر پرل ہو تو۔

ہونٹوں پر ڈارک لپ اسٹک سجی تھی۔ گلے میں باریک سا ڈائمنڈ نیکلیس اور ہاتھوں میں ڈائمنڈ رنگ چمک رہی تھی۔ ہال میں موجود ایک ایک شخص کی نگاہ اس کے سراپے کا طواف کر رہی تھی۔ اس وقت وہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ یہ کسی کی آمد تھی جس نے سامنے والے کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی۔ اس نے اس کی نگاہوں

کے تعاقب میں دیکھا تو نظر اس لڑکی سے ٹکرائی جو ہر ایک نگاہ کا مرکز بنے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ دنیا کی آخری لڑکی تھی جسے وہ دوبارہ دیکھنے کی امید کر سکتا تھا۔ نظریں اس پر جم سی گئیں۔ آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئیں۔ اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ وہی تھی یا اس کے روپ میں کوئی اور پری؟ وہ اسے دیکھتا گیا اور بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ صدمہ تھا، حیرت تھی، بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ اس نے دم سادھے اسے غور سے دیکھنا چاہا۔ وہ وہی تھی۔ وہ زندہ تھی۔ کیا وہ واقعی زندہ تھی؟

وہ خاموشی سے پرل کے پاس بڑھ گئی۔ پرل نے اسے گلے سے لگایا اور کان میں تعریف کے دو بول بھی بول دیے جو وہ عموماً نہیں بولا کرتی تھی۔

اچانک ہی فسوں ٹوٹا اور ہر طرف سرگوشیاں سی شروع ہو گئیں۔

"مسٹر عفان مراد! یہ کون ہیں؟" ساتھ کھڑے شخص نے اسے مخاطب کیا تو وہ حیرت کے سمندر سے باہر نکل کر اپنی دنیا میں واپس آیا۔ کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی۔ کون تھی وہ؟ یہ تو اسے خود ہی معلوم نہیں تھا۔

"یہ مسز ایش ہیں۔" ساتھ کھڑے ایک اور شخص نے بتایا جو یقیناً صیاد تھا۔ عفان نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ کچھ برا لگا تھا۔ تھوڑا سا ہی سہی ....

"ایش ساما کی بیوی؟ "

صیاد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جی ہاں۔ ایش ساما کی بیوی لائلہ جہان۔ چاہے جتنی اہم پارٹی کیوں نہ ہو ایش ساما تو نہیں آتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ یہاں کوئی بھی، کبھی بھی غداری پر اتر سکتا ہے اسی لیے اس بار انہوں نے اپنی بیوی کو بھیجا ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو کیا غدار اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے؟" ساتھ کھڑے شخص نے پوچھا تو صیاد نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں کیونکہ انہیں دیکھ کر سب پہلے صدمے میں جائیں گے۔ اتنے گہرے صدمے میں کہ نقصان کے بارے میں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملے گا۔" صیاد دانت نکال کر کہتا اگلے ہی لمحے وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔

عفان کو لگا وہ واقعی صدمے میں ہے۔ اس نے ایک بار پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہنس رہی تھی۔ وہی آنکھیں، وہی ہنسی، وہی ڈمپلز۔ سب وہی تھا۔ مگر پہچان بدل گئی تھی۔ عفان کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھٹکا۔

"عفان تمہیں دیکھ چکا ہے۔" پرل نے مسکراتے ہوئے عفان کی جانب دیکھے بغیر غیر محسوس انداز میں اسے خبر دی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتی ہوں۔" لائلہ نے بھی اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پرل کا بے اختیار ایک ابرو اٹھ گیا۔ خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"مطلب اب لائلہ جہان بھی لوگوں کو دیکھے بغیر ان کی حالت کا اندازہ لگا سکتی ہے۔"

"پرل ابراہم کی صحبت کا اثر ہے۔"

اس کے جواب پر دونوں ہی ہنس دیں۔

پارٹی کا آغاز ہوا۔ سعیر مراد نے ہال میں قدم رکھے تو ہر طرف شور گونج اٹھا۔ وہ ہنستا مسکراتا اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ نوشابہ بھی تھی۔ وہ سیاہ پیروں تک آتی ڈریس پہنے ہوئی تھی۔ کندھے برہنہ تھے۔ سعیر کی طرح مغرور ناک لیے وہ اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی اندر داخل ہوئی۔ لوگ ان کے استقبال میں لگ گئے۔ ہر طرف گلاس ٹکرانے کی آوازیں شروع ہو گئیں۔ جہاں سب کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی وہیں لائلہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اس کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا۔ کانوں میں اشعر اور چارلی کی آواز گونجنے لگی۔

"اس قتل میں سعیر کی پوری فیملی شامل تھی۔ ہاں یا نہ؟"

"ہاں۔ اس کی بیٹی نوشابہ اور بھتیجا عفان بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ سعیر سامانے ان کے سامنے ہی مجھے یہ حکم دیا تھا۔"

عفان اب نوشابہ اور سعیر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ چہرے پر انہیں دیکھ کر خوشی دمکی تھی لیکن کہیں نہ کہیں لائلہ کو دیکھنے کے بعد پہنچنے والے صدمے کا اثر ابھی بھی باقی تھا۔

لائلہ نے نظروں کا زاویہ بدلا اور ساتھ سے گزرتے ویٹر کے ہاتھ میں موجود ٹرے سے ڈرنک کا ایک گلاس اٹھالیا۔ پرل اسے دیکھتی رہی اور پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا گویا اسے ہمت دے رہی ہو۔ لائلہ نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تو آنکھوں میں غصے اور تکلیف کی سرخی تھی جسے وہ جلد ہی اپنے اندر اتار گئی۔

تھوڑی دیر بعد پرل اسے کسی سے متعارف کروانے میں مصروف تھی۔

"لائلہ ساما"!

وہ سامنے والے کو خبر ہوئے بغیر غیر محسوس انداز میں گفتگو کرنے میں ماہر تھیں۔

"ہمم۔"

"وہ آرہے ہیں۔"

لائلہ کی اٹھی ہوئی گردن مزید اٹھ گئی۔ انداز میں غرور اور اعتماد چھلکنے لگا۔ تب ہی وہاں نوشابہ اور عفان آپہنچے۔

"ہیلو کزن ڈیئرسٹ!" نوشابہ اپنے ازلی مگر مصنوعی لہجے میں بولی۔

لائلہ نے ایک سنجیدہ نگاہ پہلے نوشابہ پر ڈالی اور پھر عفان پر۔ عفان کی نظریں اس کی نظروں سے ملیں تو عفان کو وہ اپنے اندر تک گڑھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس نے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ لائلہ اس کے اس طرح کترانے پر مسکرا دی۔

نوشابہ کو جواب نہ ملا تو وہ پھر بولی۔

"یقین ہی نہیں آرہا تمہیں یہاں دیکھ کر۔"

"آئے گا بھی کیسے۔ تم لوگ تو مجھے قبر میں اتار چکے تھے۔"

ایک تنقیدی نگاہ اس نے باری باری دونوں پر ڈالی۔

عفان کے گلے کی گلٹی دوبارہ ڈوب کر ابھری جبکہ نوشابہ کی حالت میں مجال ہے جو رتی برابر بھی فرق پڑ جاتا۔

"بائی داوے خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر۔" عفان نے زبردستی مسکرا کر کہا۔

"مجھے نہیں ہوئی۔" مختصر سا جواب دے کر وہ آگے بڑھ گئی۔ پرل نے بے اختیار اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر منہ پر رکھی اور ہنس دی۔

نوشابہ تلملاتی رہ گئی جبکہ عفان اسے وہاں سے جاتا دیکھتا رہا۔ سعیر کی نظر نوشابہ اور عفان کی مخالف سمت میں جاتی لڑکی پر پڑی تو وہ ایک لمحے کے لیے شل رہ گیا۔ زندگی میں پہلی بار اسے کسی کو دیکھ کر یوں دھچکا سا لگا تھا۔ وہ زندہ تھی؟ مگر کیسے؟

چند ہی لمحوں میں نوشابہ اور عفان اس کے پاس آئے۔ نوشابہ کی زبانی ملنے والی خبر سن کر وہ بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔

"لیکن ایسا کیسے ممکن ہے؟"

"وہ مسز ایش بن چکی ہے بابا۔ اس کا مطلب اسے بچانے والا بھی ایش ہی تھا۔"

"ایک لڑکی جس کی سالوں پہلے موت ہو گئی۔ جو ہماری آنکھوں کے سامنے قبر میں اتار دی گئی۔ وہ اچانک سے زندہ کیسے ہو سکتی ہے؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ تینوں آنکھوں میں سوال لیے پر سوچ نگاہیں اسی لڑکی پر ٹکائے ہوئے تھے۔

پارٹی کا آغاز سعیر نے جتنا پر جوش ہو کر کیا تھا اتنا اب نہیں رہا تھا۔ وہ سب صرف اس لڑکی پر بات کرنا چاہتے تھے۔ اس کے متعلق مزید جاننا چاہتے تھے مگر وقت مناسب

نہیں تھا۔ وہ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے ان سب کے تاثرات کا بخوبی جائزہ لے رہی تھی۔ جنگ بلاشبہ بری ہوتی ہے۔ مگر اس کا مزہ سب سے الگ ہوتا ہے۔ بلیوٹوتھ آن کرنے پر کان میں اشعر کی آواز گونجی۔

"بہتر ہو؟" لائلہ نے نظر ارد گرد گھما کر اسے ڈھونڈنا چاہا۔

"بہترین ہوں۔"

جواب سن کر اشعر کو تسلی سی ہوئی۔

"پیچھے دیکھو بہن۔"

اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو نظر سامنے ہی اشعر پر پڑی جو اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس کے موڈ کا بھی پتہ نہیں چلتا تھا۔ کبھی سگا بھائی بن جاتا تھا تو کبھی سوتیلا۔ اس وقت وہ اسے اپنا سگا بھائی لگا تھا۔ وہ جواباً مسکرائی تو وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"اپنے پیارے چاچو جان سے ملاقات کی؟" مسکرا کر پوچھا گیا تو لائلہ لب بھینچتی رہ گئی۔ اب وہ اسے اپنا سوتیلا بھائی لگا تھا۔

"نہیں۔" جب باقی سب کو دور سے خود کو دیکھتا پایا تو وہ بھی زبردستی مسکرا دی۔

"البتہ تمہاری کزن ڈیئرسٹ نوشابہ سعیر مراد سے ہوئی۔ تمہارے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ میرا پیارا، خوبصورت اور سجیلا کزن اشعر جہان نہیں آیا۔"

"شٹ اپ میری پیاری بہن! اتنی بکواس کرتے کرتے تھکتی نہیں ہو تم؟" بہت ہی پیار سے کہا گیا۔ مسکراہٹ ہنوز برقرار رہی۔

"نہیں۔" لائلہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ وہ دو قدم آگے بڑھی اور تین بار یکلخت پلکیں جھپکا کر کہا۔

"آخر کو تمہاری ہی بہن ہوں۔"

"بدقسمتی سے۔"

"تمہارے لیے بدقسمتی ہو سکتی ہے۔ میرے لیے تو خوش قسمتی ہے کہ اتنا ہینڈسم نوجوان میرا بھائی ہے۔" وہ دونوں مسکراہٹ برقرار رکھنے کی پوری سعی کیے ہوئے تھے۔ دور کھڑے لوگ انہیں رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"اگر بکواس کرنے کا ایوارڈ ہوتا تو اسے میں صرف اور صرف اپنی بہن کے نام کرتا۔"

اشعر نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ دوبار دائیں بائیں ہلایا۔

"بہن سے اتنی محبت۔ جہنمی انسان نہ ہو تو۔" غصے میں بھی لاڈ کیا گیا۔

کسی سے بات کرتے ہوئے اچانک ہی نوشابہ کی نظر بھیڑ کو کاٹتی ہوئی لائلہ کے ہمراہ کھڑے اس ہینڈسم نوجوان پر پڑی۔ اس کا دل اتنے زور سے دھڑکا کہ اسے اپنے کانوں میں اس کی دھک دھک سنائی دی۔ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کتنا پیار ہے ناں بہن اور بھائی میں۔" نوشابہ کے پاس کھڑے دو آدمیوں نے تبصرہ کیا۔

"خدا ان دونوں کو سلامت رکھے اور انہیں ان کے مقصد میں کامیاب کرے!" صیاد نے ساتھ کھڑے لیو سے کہا تو نوشابہ جل بھن کر رہ گئی۔ ایک قہر آلود نگاہ ان پر ڈالتی وہ پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی لیو نے صیاد کے ہاتھ پر ہاتھ مار کے تالی بجائی اور پھر دونوں کا خوشگوار قہقہہ گونج اٹھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسی طرح جلتی رہی تو کالی ہو جائے گی بیچاری۔" لیو کے تبصرے پر ان کا ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

"تم دونوں میں اتنی محبت دیکھ کر مجھ سے رہا نہیں گیا۔ سوچا تم لوگوں کی باتیں سن لوں تاکہ جس غلط فہمی میں باقی سب مبتلا ہیں میں نہ ہو جاؤں۔" پرل ان دونوں کے قریب آکر بولی۔

"کیسی غلط فہمی؟" لائلہ نے سوال کیا۔

"یہی کہ بہن اور بھائی میں پیار بہت ہے۔"

"ہماری باتیں سن لیتے تو اس غلط فہمی سے دور رہتے۔" اشعر نے بددل ہو کر کندھے اچکائے۔

"ایسا بھی کیا کہہ رہے تھے ہم؟ اور کس نے کہا ہم دونوں میں پیار نہیں ہے۔ اس پوری دنیا میں واحد شخصیت ہوں جس کی اس جہنمی انسان کو فکر رہتی ہے۔" لائلہ نے پرل کو دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ بتانا چاہا جس میں سچ ہی سچ تھا۔

"استغفر اللہ!" اشعر نے دونوں کانوں کو باری باری ہاتھ لگایا۔ پرل ہنس دی۔ وہ جانتی تھی کہ لائلہ محض اپنا دھیان بٹائے ہوئے ہے ورنہ اس وقت اپنی فیملی کو دیکھ کر وہ جتنی تکلیف میں تھی یہ یا تو اسے معلوم تھا یا پھر اللہ کو۔

پرل لائلہ کو غور سے دیکھتی رہی۔ آج وہ بالکل ویسی تھی جیسا وہ اسے بنانا چاہتے تھے۔ اس نے ہنسنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ مسکرایا نہیں کرتی تھی۔ وہ ہر وقت سنجیدہ رہا کرتی تھی۔ لیکن جب بھی اسے تکلیف ہوتی تھی وہ اپنی مسکراہٹ میں سارے غم چھپا لیتی تھی۔ وہ اپنے درد میں خود ہی سمٹ سی جاتی تھی مگر اس کا علم کسی اور کو نہیں ہونے دیتی تھی۔ آج بھی وہ عرصہ بعد ہنس رہی تھی۔ وہ یقیناً بہت تکلیف میں تھی۔ وہ ابھی بھی اشعر کے ساتھ کسی بات کو لے کر مذاق کرتے ہوئے ہنس رہی تھی۔ وہاں صرف پرل کو اندازہ تھا کہ وہ تکلیف میں ہے۔ وہ لڑکی جس پر رشک بھری نگاہوں کا سایہ تھا رشتوں کے معاملے میں کس قدر بدقسمت تھی۔

لائلہ نے اسے خود کو دیکھتا پایا تو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ پرل نے مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔

چند ہی لمحوں بعد سارے میں گلاب کے پھولوں کی خوشبو پھیل گئی۔ لائلہ اچانک ہنستے ہنستے رک گئی۔ فضا میں شناسا سی خوشبو کے احساس نے اسے آگھیرا۔ پرل اور اشعر بات کر رہے تھے۔ وہ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے مگر لائلہ کا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ حسین احساس اسے سانسیں دینے لگا تھا۔ عرصہ پہلے جو دل دھڑکنا بھول گیا تھا آج اس میں ہلچل سی مچ گئی۔ اسی طرح ہلچل لابی میں بھی مچی تھی۔ وہاں کوئی بہت ہی خاص شخص داخل ہوا تھا۔ سب اس کے استقبال کے لیے اس جانب لپکے تھے۔ اسے گھٹن سی ہونے لگی۔ ہوا کا راستہ جیسے کسی نے روک لیا ہو۔ پرل اور اشعر بھی اب اس کی حالت سے بے خبر لابی کی جانب دیکھنے لگے تھے۔ لائلہ کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔ بے اختیار اس نے اپنا ہاتھ دل پر رکھا۔ اسے ایسا لگا جیسے آج یا تو وہ دھڑک اٹھے گا یا پھر حلق سے باہر نکل آئے گا۔ آنکھوں میں کرب سا جگنے لگا۔ تب ہی نظر بھیڑ کو کاٹتی اس شخص سے جا ٹکرائی جس کے آنے سے فضا معطر ہو جایا کرتی تھی۔ جس کی موجودگی کا احساس دنیا کا سب سے حسین احساس تھا۔ اس کا دل دھڑک اٹھا۔ اس کی دھک دھک کی آواز صرف اسے سنائی دے رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں

گے۔ سب کچھ سلو موشن میں ہونے لگا۔ وہ سعیر مراد سے گلے مل رہا تھا۔ عفان سے مل رہا تھا۔ باقی سب سے.... وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔ تین سال بعد اسے دیکھنے پر گویا اس کی بینائی واپس آگئی تھی۔ اسے دنیا رنگین لگنے لگی۔ دنیا کا ہر رنگ واضح ہو گیا تھا۔ اس کا جانا اس کی بینائی لے گیا تھا۔ اسے نابینا کر گیا تھا۔ آج اسے اس کی بینائی واپس مل گئی تھی۔ دل دھڑک اٹھا تھا۔ آنسو حلق میں چبھنے لگے۔ پھر کیا ہوا وہ نہیں جانتی۔ بس اس کی نظر اس چہرے پر ٹک سی گئی۔ وہ دنیا سے بے نیاز اسی کو دیکھے گئی۔

"ہادی۔" لبوں نے حرکت کی۔ آواز ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ پرل نے کسی احساس کے تحت مڑ کر اس پتھر بنے وجود کو دیکھا۔

"لائلہ۔" وہ اسے کچھ کہہ رہی تھی مگر سن کون رہا تھا۔ وہ تو بس محبت کے شیش محل میں موجود زینے چڑھتی جا رہی تھی۔

پرل کچھ کہہ چکی تو اب اشعر پرل سے کچھ کہہ رہا تھا۔ لائلہ کچھ نہیں سن پائی۔ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کو نظریں ملیں۔ سب کچھ جیسے تھم سا گیا۔ ساری دنیا رک گئی۔ اس نے ان سنہری آنکھوں میں آج بھی محبت کا سورج ابھرتا دیکھا۔ آنکھیں آنسوؤں سے

چمک اٹھیں۔ وہ اسے دیکھ کر اپنے آپ کو بھول گئی۔ وہ بھول گئی کہ وہ کون تھی۔ وہ کہاں تھی۔ اسے بس اتنا معلوم تھا کہ وہ سامنے تھا اور وہ کوئی اور نہیں اس کا ہادی تھا۔ وفا کا ہادی....

اس کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔ وہ بھی اسے دیکھ کر ٹھہر سا گیا۔ ہر جانب فسوں طاری ہو گیا۔ نظروں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ سعیر ان دونوں کو دیکھ چکا تھا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ اور پھر.... حدید کو اس کی جانب بڑھتا دیکھا۔ سب کی نگاہوں کا مرکز وہ دونوں بن چکے تھے جو دور سے ہی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جانے آنکھوں کی زبان میں ایک دوسرے کو کون سی داستان سنا رہے تھے۔ وہ دل پہ ہاتھ رکھے بت بنی کھڑی تھی۔ وہ بے یقین سا دھیرے دھیرے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ لائلہ لڑکھڑائی اور پھر ساتھ رکھی میز پر ہاتھ رکھ کو خود کو سہارا دیا۔ ہمت جواب دے چکی تھی۔ ہر طرف دھند سی چھا گئی۔ تمام لوگ، تمام چیزیں... سب کچھ غائب ہو گیا۔ منظر بدل گیا۔ خانزادہ گاؤں میں موجود پھولوں کے کھیت میں وہ ایک ساتھ کھڑے تھے۔ بالکل آمنے سامنے۔ وہ بالوں میں پھول ٹکائے کھڑی تھی۔ دونوں کسی بات پر کھل کر

ہنس دیے تھے۔ منظر پھر بدلا۔ وہ مراد ہاؤس کے لان میں ساتھ بیٹھے چائے پر بات کر رہے تھے۔ ہر طرف گلابوں کی پھیلی خوشبو میں وہ خود کو کھویا ہوا محسوس کر رہے تھے۔ منظر پھر بدلا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ وہ اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا ہاتھوں میں اس کے ہاتھ لیے ہوئے تھا۔ اس کے ذہن کی اسکرین پر ہادی کے ساتھ بیتا ایک ایک لمحہ کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔ وہ محبت کے شیش محل میں سب سے اوپر والی منزل پر جا پہنچی تھی۔ اسے لگا تھا دنیا یہاں سے بہت حسین لگتی ہے مگر وہ غلط تھی۔ وہ دونوں ابھی چند قدم کے فاصلے پر ہی تھے کہ اچانک ہر طرف شور سا مچ گیا۔ تمام لوگ لائلہ کی جانب لپکے تھے۔ اشعر اور پرل بھی اسی کے پاس آئے تھے۔ سب کی آنکھوں میں خوف اور حیرت کا سایہ تھا۔ پھر اس نے حدید کو رکتے دیکھا۔ وہ وہیں رک گیا۔ آنکھوں میں ڈھیر ساری فکر لیے۔ وہ آگے آنا چاہتا تھا مگر ان سب کے ہوتے ہوئے وہ آگے کیسے آتا۔ بھیڑ بڑھ گئی۔ لائلہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔ تب ہی اس کی نظر حدید کی نظروں کے تعاقب میں اپنی دائیں جانب پڑی جہاں آگ بجھانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ آگ کسی اور کو نہیں بلکہ لائلہ کی ساڑھی کو لگی تھی۔ اسے بجھانے کی کوشش میں سب سے آگے اشعر تھا۔ وہ

ٹرانس کی سی کیفیت میں چلی گئی۔ دماغ ماؤف ہو گیا۔ کیا ہو رہا تھا؟ کیسے اور کیوں ہو رہا تھا؟ کسی چیز کی خبر نہیں تھی۔ تب ایک بار پھر اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس نے اسے بینائی لوٹا دی تھی۔ جس نے اس کی سیاہ بختی مٹا دی تھی۔ وہ پریشان سا وہیں بت بنا کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ کبھی اسے، کبھی اس کی ساڑھی کو تو کبھی ساتھ والی میز پر پھیلی آگ کو۔ چند ہی لمحوں میں اشعر اس کی ساڑھی کو آگ کی قید سے آزاد کر چکا تھا مگر اس میز پر آگ مزید بھڑکتی چلی جا رہی تھی۔ تمام لوگوں کو ایک طرف کیا گیا۔ کوئی لائلہ کو کرسی پر بٹھا رہا تھا۔ کوئی اسے پانی پلا رہا تھا۔ کوئی اسے کندھوں سے تھامے حوصلہ دے رہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں صرف ایک شخص کا چہرہ نقش ہو چکا تھا اور وہ تھا حدید خانزادہ کا چہرہ۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل اسے بار بار کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اشعر اس سے کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کے کانوں میں صرف اسی شخص کے ہنسنے کی آواز گونج رہی تھی۔ اس کی ساڑھی کا پلو کافی حد تک جل چکا تھا۔ مگر اسے خبر ہی کہاں تھی؟ کافی دیر بعد جب سب ٹھیک ہو گیا تب سعیر خود چل کر اس کے پاس آیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا مگر وہ اسے محض ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔ کسی کی موجودگی انسان کو دنیا سے اس قدر بے خبر کیسے کر سکتی ہے۔ پرل سوچتی رہ گئی۔

"وہ ٹھیک ہے۔" جواب اشعر نے دیا تھا اور اب وہ اسے اٹھ کر ساتھ چلنے کو کہہ رہا تھا۔ لائلہ نے ماؤف دماغ کے ساتھ اس کا ہاتھ تھاما اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ سعیر نے اسے روکا اور پھر کسی سے ملوانا چاہا۔

تب ہی لائلہ نے اسے تین قدم کے فاصلے پر کھڑے دیکھا۔ سب کچھ جیسے وہیں تھم سا گیا۔ وہ شاید ابھی آگ بجھنے کے بعد اس سے پوچھنے آیا تھا۔ آنکھوں میں فکر لیے وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ لائلہ کا جی چاہا وہ اپنا سر اس کے سینے سے ٹکا کر بچوں کی طرح بلک بلک کر روئے اور اسے بتائے اس کے ساتھ کیا کیا ہوا۔ وہ اس لمحے جیسے بھول گئی وہ بھی تو انہی کا آدمی تھا۔ وہ تو اس کا حریف تھا جس سے اس نے پچھلے تین سالوں میں جتنی محبت کی تھی اتنی ہی نفرت کی تھی۔

وہ اشعر سے اس کے متعلق پوچھ رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے؟ اشعر خاموشی سے اسے جواب دے رہا تھا۔

"وفا...." حدید کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ سعیر نے اسے ٹوکا۔ اس کے منہ سے وفا سن کر لائلہ کا گویا سانس رک گیا۔

"حدید یہ مسز ایش ہیں۔"

لائلہ کو زندگی میں سعیر سے اتنی نفرت کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی اس لمحہ اس کا تعارف بیان کرتے ہوئی۔ اس نے حدید کا چہرہ غور سے دیکھا۔ شاید کوئی تاثر سمجھ آجائے۔ مگر وہ آج بھی اس کا چہرہ نہ پڑھ پائی۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر ہاتھ آگے بڑھایا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے پہلے اس کا ہاتھ دیکھا اور پھر اس کا چہرہ۔ وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ اس کے چہرے پر خوشی کہیں بھی نہیں تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرانا چاہتی تھی، کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر وہ کچھ نہیں کر پائی۔ وفا ہوتی تو اس کے سینے سے سر لگائے رونے لگ جاتی۔ جیسے کوئی اپنا بچھڑ کر سالوں بعد ملتا ہے اور انسان اس سے لپٹ کر بچوں کی طرح بلک بلک کر روتا ہے بالکل ویسے۔ لیکن بات یہی ہے کہ اگر وہ وفا ہوتی.... وہ تو لائلہ تھی۔ وہ جو ظلم کرنا تو

جانتی تھی مگر ظلم سہنا نہیں۔ اس نے اپنے ہاتھ کو اس کی جانب بڑھتا محسوس کیا۔ ہاتھ ملانے پر اس نے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھا تو وہاں اسے اجنبیت سی محسوس ہوئی۔ اسے لگا جیسے اس محبت کے شیش محل کی سب سے اونچی منزل سے کسی نے اسے دھکا دیا ہے اور وہ سب سے نچلی منزل پر منہ کے بل آ گری تھی۔ محبت کی چوٹ سب سے گہری چوٹ ہوتی ہے۔ اس کا تو مرہم بھی ساری دنیا میں نہیں ملتا۔

اشعر اس کا ہاتھ پکڑے اسے اس سے دور لیے جا رہا تھا۔ پرل بھی ان کے ساتھ تھی۔ صیاد اور لیو نے بھی واپسی کی راہ لی۔ آج کا دن سب کے لیے یادگار بن چکا تھا۔ کسی کے لیے اچھی تو کسی کے لیے بری۔ جیسے وہاں تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی ہنستی ہوئی نوشابہ کے لیے اچھی تو دوسری طرف وہاں سے محبت کی چوٹ کھا کر جاتی لائلہ کے لیے بری۔

وہ جیسے ہی باہر نکلے بادل اتنے زور سے گرجے کہ سب کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ ایسی ہی گرج اس کے دل میں بھی تھی۔ مگر اسے کوئی سن ہی نہیں پا رہا تھا۔ لائلہ کی آنکھوں میں تیرتی نمی کو کوئی نہیں دیکھ پایا تھا سوائے آسمان پر تیرتے بادلوں کے۔ بس انہیں بھی بہانہ مل گیا اور انہوں نے زور و شور سے برسنا شروع کر دیا۔ اشعر نے لائلہ کو

اس کی گاڑی میں بٹھایا اور پھر صیاد کو ہدایات دینے لگا۔ تب ہی باہر کھڑی پرل کی نظر سامنے آکر رکتی گاڑی پر پڑی۔ وہ جو بھی تھا دیر سے آیا تھا۔ یقیناً اسے انتظار کرنا پسند نہیں تھا۔ ڈرائیور نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو وہ نوجوان اپنی گاڑی سے کوٹ کے بٹن بند کرتا ہوا باہر نکلا۔ باہر نکلتے ہی سب سے پہلے اس کی نظر پرل کی نظر سے ٹکرائی۔ پرل کی ساری کائنات رک سی گئی۔ اب اسے صحیح سے سمجھ آیا کہ محبت انسان کو دنیا سے کیسے بے خبر دیتی ہے۔ چند ثانیے وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر زمان نے آنکھوں میں ناپسندیدگی لیے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ یقیناً اسے بھی پرل کو دیکھ کر تھوڑی سی ہی سہی مگر تکلیف ہوئی تھی۔ یہ تو طے تھا کہ جب تک ان دونوں کی زندگی میں کوئی اور شامل نہ ہوتا تب تک ان کی زندگی ایک دوسرے کے نام سے شروع ہو کر ایک دوسرے کے نام پر ہی ختم ہونی تھی۔ زمان کا شروعات میں ہی موڈ خراب ہو گیا۔ آگے جا کر جب حالات دیکھے تو شکر کیا کہ وہ جلدی نہیں آیا۔ پرل لائلہ کے ساتھ اسی کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سارا رستہ ان دونوں کے درمیان خاموشی کی ڈور بندھی رہی۔ دونوں کو محبت کی چوٹ لگی تھی۔ دونوں نے ہی سالوں بعد اپنی لاحاصل محبت کو دیکھا تھا۔

رات بہت گہری ہو چکی تھی۔ بارش تڑاتڑ برس رہی تھی۔ پرل اور اشعر اپنے اپنے کمرے میں موجود تھے۔ اشعر نیند کی وادیوں میں اترا ہوا تھا جبکہ پرل خاموشی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ اسی طرح دوسری طرف لائلہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر کی جانب تڑاتڑ برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ آج پورے تین سال بعد اس کی آنکھیں برس پڑی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ اسی مقام پر کھڑی ہے جہاں تین سال پہلے تب کھڑی تھی جب ہادی اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ آج وہ اتنی ہی تکلیف میں تھی۔ اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور خالی خالی آنکھوں کے ساتھ باہر کی جانب چل دی۔ پورچ میں پہنچ کر اس نے ڈرائیور سے گاڑی کی چابیاں مانگیں تو وہ خشک لبوں پر زبان پھیر تا رہ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لائلہ ساما اس وقت اور وہ بھی اس طرح برستی بارش میں"....

"ایش ساما سے ملاقات کرنی ہے مجھے۔ اسی نے بلایا ہے۔" آرام سے وجہ بتا کر اس نے اس سے چابیاں لے لیں۔ ایش کے نام پر وہ کچھ نہ کر سکا۔

لائلہ نے گاڑی اسٹارٹ کی اور پھر اپنی منزل کی جانب دوڑادی۔ اتنی طوفانی بارش میں سڑکیں معمول کے برعکس ویران تھیں۔ لوگ اس وقت اپنے اپنے فلیٹ اور اپارٹمنٹ میں سر چھپائے بیٹھے تھے۔ بجلی وقفے وقفے سے گرج رہی تھی۔ مگر اس کے غصے کی گرج اس سے زیادہ تھی۔ اس کے اندر ابلتے غصے اور آگ کو شاید کوئی نہیں بجھا سکتا تھا۔ اسی لیے وہ وہاں جارہی تھی جہاں اسے اپنا یہ سارا غصہ نکالنا تھا۔ کافی دیر بعد اس کی گاڑی ایک اپارٹمنٹ کے سامنے جارکی۔ وہ چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا مگر وہ جانتی تھی کہ گہرائی میں وہ کتنا وسیع تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی ملازموں نے اسے پہچاننے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔

"لائلہ جہان۔ سعیر مراد کی بھتیجی۔" اپنا تعارف کرواکے وہ آگے بڑھ گئی جبکہ تمام ملازم اسے دیکھتے رہ گئے۔ نارنجی ٹاپ کے ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر پہنے وہ لاپرواہ سے حلیے میں تھی۔ میک اپ اترا ہوا تھا۔ بال کیچر میں مقید تھے۔ ہیلز کی ٹک ٹک کے ساتھ وہ اس کی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔ سامنے بیٹھے شخص نے ایک سنجیدہ سی نگاہ اپنے کاغذات سے اٹھا کر دروازے کی طرف ڈالی جہاں وہ آگ بگولہ ہوئی کھڑی تھی۔ انداز اتنا معمولی تھا جیسے

اسے اس وقت کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں۔ مگر اس لڑکی کو دیکھ کر اس کی نظر ٹھہر سی گئی۔ اسے اس کے وہاں آنے کی بالکل بھی امید نہیں تھی۔ ہاتھ میں پکڑا قلم چھوڑ کر وہ سیدھا ہوا۔

"اندر آؤ۔"

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس تک آئی۔ آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ چہرہ اداس تھا۔

"مجھے لائلہ جہان سے اس حالت کی امید نہیں تھی۔" اس نے جیسے طنز اچھالا۔

وہ اس کے بالکل سامنے آکھڑی ہوئی اور دونوں ہاتھ میز پر رکھ کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیوں کیا تم نے ایسا؟"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔ "کیا؟"

وہ طنزاً ہنس دی۔ ہنسنے پر آنسو گالوں پر بہنے لگے۔

"میں بھی کتنی پاگل ہوں ناں۔ تم سے ایسے پوچھ رہی ہوں جیسے تم نے کوئی ایک گناہ کیا ہو۔" اچانک ہی مسکراہٹ سمٹی اور لہجے میں درشتی گھل گئی۔ "تم تو لاتعداد گناہ کر چکے ہو۔"

"پیاری بھتیجی! اپنے چاچو پر غصہ کرو گی؟" وہ نہایت پر سکون انداز میں بولا۔ لائلہ اس سوال پر چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر اعصاب ڈھیلے کر کے وہ سیدھی ہوئی اور اس کی اسٹڈی میں بلاوجہ چکر کاٹنے لگی۔ سب سے پہلے ہی نظر سامنے دیوار پر آویزاں تصویر پر پڑی۔ اس تصویر میں ملک مراد اپنے تین صاحبزادوں کے ہمراہ غرور سے گردن اونچی کیے کھڑے تھے۔

"آج اگر دادا جی زندہ ہوتے تو آپ کے کرتوت دیکھ کر ہی مر جاتے۔" وہ اس تصویر کے پاس آ کر بولی۔

"تمیز سے بات کرو۔" اب کہ وہ سنجیدہ ہوا۔

"تمیز؟" وہ ہنس دی۔ "تمیز سے بات کروں وہ بھی تم سے"...

سعیر لب بھینچے بیٹھا رہا۔

"جانتے ہو آج میں کس تکلیف سے گزری ہوں؟" وہ دھیرے دھیرے اس کے پاس واپس بڑھنے لگی۔

"آج سے تین سال پہلے کس تکلیف سے گزری تھی؟ "

اس کے بالکل سامنے آکر وہ چلائی۔

"تمہیں ترس نہیں آتا؟"

"نہیں۔" یک لفظی جواب ملا۔ لائلہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کسی پر بھی نہیں آتا؟"

سعیر نے نفی میں گردن ہلائی۔

"مجھے چھوڑو۔ اپنے بھائیوں کو چھوڑو بلکہ سب کو چھوڑو۔ تمہیں اپنی محبت پر ترس نہ آیا؟ "

اب کہ وہ خاموش رہا۔ آنکھوں میں خون اترنے لگا۔

"تم نے انمول کو اپنے ہاتھوں سے مارا۔ اسے جلا ڈالا۔ تمہیں تھوڑا سا بھی ترس نہیں آیا؟"

"میں نے اس کا قتل نہیں کیا تھا۔"

"مجرم کب آسانی سے اقبالِ جرم کرتا ہے؟"

"میں کر لیتا ہوں۔ اپنے ہر جرم کا اقبال کر سکتا ہوں مگر یہ سچ ہے کہ انمول کا قتل میں نے نہیں کیا۔"

"ساری دنیا جانتی ہے کہ انمول کے قاتل تم ہو۔ یامی نوکائی کی تباہی اسی کے قتل سے شروع ہوئی تھی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ساری دنیا غلط جانتی ہے۔ اسی نے خود کو آگ لگائی تھی۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

لائلہ نے آنکھیں گھمائیں جیسے اس کی اس معاملے میں دلچسپی ہی نہ ہو۔

"تم جانتے ہو میں آج یہاں کیوں آئی ہوں؟"

لائلہ تیز آواز میں بولی تو سعیر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پہلے جو بھی جنگ تھی سب کے درمیان تھی۔ آج سے جو جنگ شروع ہو گی وہ تمہارے اور میرے درمیان ہو گی۔ تم نے مجھے بہت دکھ دیے ہیں سعیر مراد۔ بہت دکھ ۔اتنے کہ تمہاری موت بھی ان کا ازالہ نہیں بھر سکتی۔ "

"تم مجھ سے جنگ کرو گی؟" سعیر نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔ اور یہ جنگ فتح کر کے دکھاؤں گی۔" آنکھوں میں عزم چھلکا۔

"مجھ سے جنگ؟ تم نہیں جانتی کہ میں کتنا پرانا کھلاڑی ہوں" وہ پر سکون سا بولا۔

"تم نہیں جانتے کہ میں کتنی خطرناک کھلاڑی ہوں۔" اتنے ہی پر سکون انداز میں جواب دیا گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کبھی سوچا نہیں تھا کہ تمہیں بھی اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کی دھمکی دوں گی۔" آنکھوں میں افسوس در آیا۔

وہ ہنس دیا۔

"شروعات سب جوش سے کرتے ہیں پھر بعد میں سب کا جوش ماند پڑ جاتا ہے۔ "

"میں ایسے کھلاڑیوں میں سے نہیں ہوں سعیر مراد۔ تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا۔ میرے بابا، میری مما، ہر رشتہ یہاں تک کہ...(اس کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا)... ہادی بھی۔"

"میں حدید تمہیں دے دیتا تو میرے پاس کیا رہ جاتا؟" وہ محفوظ انداز میں بولا۔

"خدا تمہیں جہنم واصل کرے سعیر مراد!" وہ تڑپ اٹھی۔ "ہر رشتے پر میں خاموش رہی۔ مجھے تکلیف ہوئی پھر بھی۔ مگر جانتے ہو ہادی کو چھین کر تم نے مجھے جسمانی نہیں بلکہ روحانی زخم دیا ہے۔ میری روح ہر لمحہ اذیت کی آگ میں جھلستی ہے۔ میری تکلیف کا اندازہ ہے تمہیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا کر سکتا ہوں؟" اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

"جہنم میں جاؤ گے تم سعیر مراد جہنم میں۔ تمہیں باپ کی جگہ دی تھی میں نے۔ کتنا پیار کیا تھا میں نے تم سے۔ تم تو اس لائق تھے ہی نہیں۔ شاہ میر بھائی ٹھیک کہتے تھے کہ تم ہی غلط ہو۔ کاش میں اس وقت انہیں سمجھ لیتی۔"

"چہ چہ۔کاش" !

"آج میں یہاں تمہارے سامنے اپنے باپ کی قسم کھاتی ہوں، ہادی سے محبت کی قسم کھاتی ہوں کہ تمہیں ضرور ہراؤں گی۔ تمہیں قبر تک نہ لے کر گئی سعیر مراد تو میں بھی لائلہ جہان نہیں۔" بجلی زور سے گرجی۔ اتنی زور سے کہ سعیر مراد کو اپنے کان کے پردے متاثر ہوتے محسوس ہوئے مگر وہ خاموشی سے بیٹھا رہا۔ لائلہ اس تصویر کی طرف بڑھی اور پھر اسے اتار کر زمین پر دے پٹخا۔ کانچ کے ٹوٹنے اور بکھرنے کی آواز نے اسٹڈی میں چھائے سکوت کو بری طرح متاثر کیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے فریم سے اس تصویر کو آزاد کیا اور اس کے سامنے ہی اس تصویر کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے میں ملک مراد اور ان کے دو بیٹے جہانگیر مراد اور سلیم مراد تھے جبکہ دوسرے حصے میں سعیر مراد۔ اس نے سعیر مراد کو باقی سب سے الگ کر دیا۔

"تم ان کے ساتھ ٹھہرنے کے بھی قابل نہیں۔"

اس کی تصویر کا حصہ ہوا میں اچھالتی وہ آگے بڑھ گئی۔ بارش ابھی تک برس رہی تھی۔ بجلی ابھی تک گرج رہی تھی مگر اس کے اندر کی آگ کافی حد تک بجھ چکی تھی۔ غصہ بہہ

گیا تھا۔ اب بس درد باقی تھا۔ رات ڈھلنے میں تھوڑا سا وقت تھا۔ تارے مدھم پڑنے لگے تھے۔ اندھیرا ماند پڑنے لگا تھا۔ گاڑی کو سڑک پر چھوڑے وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگی۔ اتنی تیز بارش میں وہ چند ہی لمحوں میں مکمل طور پر بھیگ گئی۔ مگر فکر کسے تھی؟

اس نے اب کی بار آنسوؤں کو نہیں روکا بلکہ انہیں بہہ جانے دیا۔ وہ بہتے چلے گئے۔ ساتھ میں غم بھی نکلتا چلا گیا۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا تب سے لے کر تین سال پہلے تک اس نے صرف خوشیاں دیکھی تھیں۔ پھر اچانک ہی تین سال پہلے اسے احساس ہوا کہ وہ خوشیاں نہیں تھیں۔ وہ اس کے ماں باپ کی موت کا ازالہ تھا جو سعیر مراد بھر رہا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے اللہ جی؟" بارش کی بوندیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں اور اس کے آنسوؤں کو ساتھ بہا لے جا رہی تھیں۔ "میرے پاس کچھ نہیں بچا اللہ جی۔ کچھ بھی نہیں۔"

وہ کسی معصوم بچے کی طرح اللہ پاک سے شکایت کر رہی تھی۔ اپنا دکھ بیان کر رہی تھی۔ وہ سڑک کے بالکل درمیان میں کھڑی تھی۔ ساری دنیا سے بے نیاز۔ تب ہی اچانک کسی نے اسے خود سے لگا کر اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور ایک طرف ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے ایک تیز رفتار گاڑی عین اسی جگہ سے گزری جہاں ابھی ایک لمحہ پہلے وہ کھڑی تھی۔ سب کچھ ایک ہی لمحے میں ہوا تھا۔ اتنا جلدی کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پائی۔ وہ چند لمحے سن دماغ لیے اس کے سینے سے سر ٹکائے کھڑی رہی۔ وہ بھی اس کی وجہ سے اتنی دیر میں بھیگ چکا تھا۔ اسے اس کے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ جو سیدھی ہونے ہی لگی تھی اچانک اس کی دھڑکن سننے کو رک گئی۔ اس دھڑکن میں کچھ الگ سا تھا۔ کچھ مقناطیسی سا۔ جیسے وہ کسی کے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہو۔ گویا وہ چلتی ہو تو ساتھ ایک مدھم سا ساز چلتا ہو جو پورے وجود میں سرایت کرتا تھا۔ جیسے کوئی محبت کی دھن بجا رہا ہو۔ کسی کا دل اس طرح بھی دھڑک سکتا ہے۔ اتنا خوبصورت طریقے سے۔ اتنی دلفریبی سے۔ اپنے اندر اتنی محبت لیے۔ یقیناً اس دل میں بسنے والی لڑکی بہت خوش قسمت تھی۔ بہت زیادہ.....

اس نے دھیرے سے اپنا چہرہ سیدھا کیا۔ نظر اس شخص کے چہرے سے ٹکرائی جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی حفاظت کیے کھڑا تھا جیسے وہ اس کا کیئر ٹیکر ہو۔ اچانک ہی فسوں ٹوٹا۔ وہ اس کی دھڑکن کے سحر سے باہر نکلی۔ اگلے ہی لمحے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔ وہ اب بھی خاموش رہا۔ اسے شاید یہی امید تھی۔

"تمہیں اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔"

اب کہ وہ پہلی بار بولا۔ سنہری آنکھوں میں ڈھیروں فکر کے جذبات امڈ رہے تھے۔

"اور تمہیں میری فکر بالکل نہیں کرنی چاہیے۔" وہ غصے سے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چلو تمہیں ڈراپ کر دوں۔" اس نے لائلہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ فوراً بگڑی اور اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میں خود چلی جاؤں گی۔ تمہارے احسان کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔" وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔

اس نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اس کا ہاتھ پکڑے اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگے۔ اس نے گویا اس کی بات سنی ہی نہ تھی۔ وہ اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی۔ مزاحمت کی کوشش بھی کی مگر بے سود۔ وہ کسی کی سنتا ہی کب تھا؟

اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اس نے دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ چند ہی لمحوں میں ان کی گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی۔ بارش کے پانی میں گاڑی کے ٹائر مخصوص آواز فضا کو بخش رہے تھے اور ان کی موجودگی کو یقینی بنا رہے تھے۔ سارا راستہ دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی جبکہ حدید بالکل سامنے۔ گاڑی اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے جا کر رکی تو لائلہ اس پر نگاہ ڈالے بغیر باہر نکلی۔ پھر جیسے اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑا۔ وہ آگے جاتے جاتے اچانک رکی اور مڑ کر اسے دیکھا جو ابھی تک سنجیدہ چہرہ لیے سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا ایک ایک تاثر پڑھ رہا تھا۔ وہ نہ دیکھتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ لائلہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس کے کانوں میں اس کی آواز گونجی۔ وہ اس آواز کو سن کر شل رہ گئی۔ بالکل جیسے پتھر کا مجسمہ ہو۔ جیسے اس میں جان ہی نہ رہی ہو۔ اگلے ہی لمحے وہ

گاڑی تیز رفتار میں اس کی آنکھوں سے دور چل دی۔ رفتار اتنی تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اس کے کانوں میں وہی الفاظ گونج رہے تھے۔ آواز اسی کی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ آواز اس کی نہیں تھی۔ وہ آواز تو اجنبیت سے بھری تھی۔ اور اس کی آواز میں اس قدر اجنبیت کیسے ہو سکتی تھی؟ اس کے الفاظ جیسے اس کے ذہن میں نقش سے ہو گئے۔ دل کو تکلیف ہوئی۔ بہت ہوئی مگر وہ خاموش رہی۔

"مجھے لگا تھا میری وفا لوٹ آئی ہے۔ مگر میں غلط تھا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

*********

بارش ابھی تک برس رہی تھی۔ بجلی ابھی تک گرج رہی تھی مگر اس کے اندر کی آگ کافی حد تک بجھ چکی تھی۔ غصہ بہہ گیا تھا۔ اب بس درد باقی تھا۔ رات ڈھلنے میں تھوڑا سا وقت تھا۔ تارے مدھم پڑنے لگے تھے۔ اندھیرا ماند پڑنے لگا تھا۔ گاڑی کو سڑک پر چھوڑے وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگی۔ اتنی تیز بارش میں وہ چند ہی لمحوں میں مکمل طور پر بھیگ گئی۔ مگر فکر کسے تھی؟

اس نے اب کی بار آنسوؤں کو نہیں روکا بلکہ انہیں بہہ جانے دیا۔ وہ بہتے چلے گئے۔ ساتھ میں غم بھی نکلتا چلا گیا۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا تب سے لے کر تین سال پہلے تک اس نے صرف خوشیاں دیکھی تھیں۔ پھر اچانک ہی تین سال پہلے اسے احساس ہوا کہ وہ خوشیاں نہیں تھیں۔ وہ اس کے ماں باپ کی موت کا ازالہ تھا جو سعیر مراد بھر رہا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے اللہ جی؟" بارش کی بوندیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں اور اس کے آنسوؤں کو ساتھ بہا لے جا رہی تھیں۔ "میرے پاس کچھ نہیں بچا اللہ جی۔ کچھ بھی نہیں۔"

وہ کسی معصوم بچے کی طرح اللہ پاک سے شکایت کر رہی تھی۔ اپنا دکھ بیان کر رہی تھی۔ وہ سڑک کے بالکل درمیان میں کھڑی تھی۔ ساری دنیا سے بے نیاز۔ تب ہی اچانک کسی نے اسے خود سے لگا کر اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا اور ایک طرف ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے ایک تیز رفتار گاڑی عین اسی جگہ سے گزری جہاں ابھی ایک لمحہ پہلے وہ کھڑی تھی۔ سب کچھ ایک ہی لمحے میں ہوا تھا۔ اتنا جلدی کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پائی۔ وہ چند لمحے سن دماغ لیے اس کے سینے سے سر ٹکائے کھڑی رہی۔ وہ بھی اس کی وجہ سے اتنی دیر میں بھیگ چکا تھا۔ اسے اس کے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ جو سیدھی ہونے ہی لگی تھی اچانک اس کی دھڑکن سننے کو رک گئی۔ اس دھڑکن میں کچھ الگ سا تھا۔ کچھ مقناطیسی سا۔ جیسے وہ کسی کے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہو۔ گویا وہ چلتی ہو تو ساتھ ایک مدھم سا ساز چلتا ہو جو پورے وجود میں سرایت کرتا تھا۔ جیسے کوئی محبت کی دھن بجا رہا ہو۔

کسی کا دل اس طرح بھی دھڑک سکتا ہے۔ اتنا خوبصورت طریقے سے۔ اتنی دلفریبی سے۔ اپنے اندر اتنی محبت لیے۔ یقیناً اس دل میں بسنے والی لڑکی بہت خوش قسمت تھی۔ بہت زیادہ.....

اس نے دھیرے سے اپنا چہرہ سیدھا کیا۔ نظر اس شخص کے چہرے سے ٹکرائی جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی حفاظت کیے کھڑا تھا جیسے وہ اس کا کیئر ٹیکر ہو۔ اچانک ہی فسوں ٹوٹا۔ وہ اس کی دھڑکن کے سحر سے باہر نکلی۔ اگلے ہی لمحے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا۔ وہ اب بھی خاموش رہا۔ اسے شاید یہی امید تھی۔

"تمہیں اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔"

اب کہ وہ پہلی بار بولا۔ سنہری آنکھوں میں ڈھیروں فکر کے جذبات امڈ رہے تھے۔

"اور تمہیں میری فکر بالکل نہیں کرنی چاہیے۔" وہ غصے سے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR BITE

"چلو تمہیں ڈراپ کر دوں۔" اس نے لائلہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ فوراً بگڑی اور اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میں خود چلی جاؤں گی۔ تمہارے احسان کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔" وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔

اس نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اس کا ہاتھ پکڑے اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگے۔ اس نے گویا اس کی بات سنی ہی نہ تھی۔ وہ اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی۔ مزاحمت کی کوشش بھی کی مگر بے سود۔ وہ کسی کی سنتا ہی کب تھا؟

اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اس نے دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ چند ہی لمحوں میں ان کی گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی۔ بارش کے پانی میں گاڑی کے ٹائر مخصوص آواز فضا کو بخش رہے تھے اور ان کی موجودگی کو یقینی بنا رہے تھے۔ سارا راستہ دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی جبکہ حدید بالکل سامنے۔ گاڑی اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے جا کر رکی تو لائلہ اس پر نگاہ ڈالے بغیر باہر نکلی۔ پھر جیسے اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑا۔ وہ آگے جاتے جاتے اچانک رکی اور مڑ کر اسے دیکھا جو ابھی تک

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سنجیدہ چہرہ لیے سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا ایک ایک تاثر پڑھ رہا تھا۔ وہ نہ دیکھتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ لائلہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس کے کانوں میں اس کی آواز گونجی۔ وہ اس آواز کو سن کر شل رہ گئی۔ بالکل جیسے پتھر کا مجسمہ ہو۔ جیسے اس میں جان ہی نہ رہی ہو۔ اگلے ہی لمحے وہ گاڑی تیز رفتار میں اس کی آنکھوں سے دور چل دی۔ رفتار اتنی تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اس کے کانوں میں وہی الفاظ گونج رہے تھے۔ آواز اسی کی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ آواز اس کی نہیں تھی۔ وہ آواز تو اجنبیت سے بھری تھی۔ اور اس کی آواز میں اس قدر اجنبیت کیسے ہو سکتی تھی؟ اس کے الفاظ جیسے اس کے ذہن میں نقش سے ہو گئے۔ دل کو تکلیف ہوئی۔ بہت ہوئی مگر وہ خاموش رہی۔

"مجھے لگا تھا میری وفا لوٹ آئی ہے۔ مگر میں غلط تھا۔"

وہ کافی دیر وہاں کھڑی رہی۔ پھر ہاتھ چہرے تک لے جا کر آنسو پونچھے۔ گہری سانس لی اور اسے خیال سمجھ کر سر جھٹکا۔ وہ کچھ بھی کہے اب اسے پروا نہیں تھی۔ اس نے لوگوں

کی پرواکرنا چھوڑ دی تھی۔ حتیٰ کہ ہادی کی بھی جب سے اس نے اسے نقاب چڑھائے دیکھا تھا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرایا۔ گھوڑے، جنگل، حملہ، نقاب پوش، سنہری آنکھیں.... اس نے فوراً آنکھیں کھولیں اور خاموشی سے من من بھر کے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔ تب ہی پرل جس کی آنکھوں میں نیند کی بجائے زمان کی محبت کا سایہ جھلک رہا تھا، اوپر ٹیرس سے اسے دیکھ چکی تھی۔ کار میں بیٹھے شخص کو بھی وہ پہچانتی تھی اور ساتھ میں کھڑی محبت کا زخم لیے اس بدقسمت لڑکی کو بھی۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب کسی کے قدموں کی چاپ نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔ وہ رکی اور پھر دائیں طرف گردن موڑ کر دیکھا تو نظر پرل پر پڑی جو مکمل طور پر بھیگی کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ یقیناً ابھی ٹیرس سے آئی تھی۔

"کہاں گئی تھی؟" پرل نے سوال کیا۔ لہجے میں کچھ نہیں تھا۔ نہ غصہ، نہ حیرت، نہ شک، نہ افسوس۔ لائلہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

"حدید کے ساتھ تھی؟" پرل نے پھر سے سوال کیا تو لائلہ نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"دشمن کے ساتھ؟ یا پھر اس سے دوستی کر لی؟" پرل نے سوال کیا جبکہ وہ جانتی تھی کہ اسے محض احساس دلایا گیا ہے۔ کچھ یاد دلایا گیا ہے۔

"وہ صرف مجھے چھوڑنے آیا تھا۔" ویران لہجہ ....

"کیوں؟ کیا تم اس کے پاس گئی تھی؟"

"نہیں۔ بس ہمارے راستے ٹکرا گئے تھے۔" وہ دل شکستہ ہو کر نہایت سنجیدگی سے بولی۔

"راستے تب ٹکراتے ہیں جب منزل ایک ہوتی ہے۔"

پرل کی بات سن کر وہ چند لمحے اسے تکتی رہی۔

"منزل ایک ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر ایک کی منزل فتح ہو گی تو دوسرے کی شکست۔ وہ میرا حریف ہے۔"

"حریف کے ساتھ اگر دل کا معاملہ ہو جائے تو وہ فتح کے مقام سے گرا دیتا ہے۔"

"جانتی ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔ پھر جب محسوس ہوا کہ پرل ابھی تک وہیں کھڑی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی ہے تو وہ رکی اور مڑ کر اسے دیکھے بغیر کہا۔

"میں اسے دل سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہوں۔" اس نے گویا یقین دہانی کروائی۔

"صرف کوشش؟"

اب کہ لائلہ ایک جھٹکے سے مڑی اور حیرت سے اسے دیکھا۔

"محبت کبھی دل سے ختم نہیں ہوتی پرل ساما۔ دل کو مارنا پڑتا ہے۔ روح کو زخمی کرنا پڑتا ہے۔ آنکھوں کو سمندر کرنا پڑتا ہے۔ اس سب کے بعد بھی اسے صرف بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ اسے ختم کرنا ناممکن ہے۔ اسے ختم کرنے کا اختیار خدا نے کسی کو نہیں دیا۔ کسی کو بھی نہیں "....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے جواب نے پرل کو سرد آہ بھرنے پر مجبور کر دیا۔ اس بات کی سمجھ پرل سے بڑھ کر کس کو تھی؟ وہ خاموش رہی۔ بولنے کو کچھ نہ بچا۔ بس دل میں ٹیس اٹھی۔ ذہن کی اسکرین پر زمان کی تصویر ابھری اور بس.... درد کی انتہا ہو گئی۔

وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور پھر دروازہ بند کر کے کئی ثانیے ایسے ہی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی خود کو آئینے میں تکتی رہی۔ وہ بالکل بدل گئی تھی۔ وفا کا لائلہ کی شخصیت سے کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ تین سال پہلے واقعی وفا مر گئی۔ کئی لوگوں کی وفا... مگر پھر بھی اس کا دماغ ان خیالوں میں الجھا تھا کہ اسے آج حدید کو دیکھ کر کیا ہو گیا تھا۔ کیوں وہ اپنے حواس کھو بیٹھی؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بے وفا تھا۔ اس کا حریف.... اس کا دشمن۔

اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا۔ آنکھیں بند کیں اور گہری سانس اندر کو کھینچی۔ چند ہی لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو ان میں نمی غائب تھی۔ درد، تکلیف گویا ہر احساس کی قید سے آنکھیں آزاد ہو گئی تھیں۔ بالوں کو کیچر سے آزاد کیا تو گیلے بال شانوں پر پھیل گئے۔ ایک مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور پھر بس! اداکاری کا خول چڑھ گیا اور سب ٹھیک ہو گیا۔

اگر آنسو صاف کرنے کے لیے اس کا ہادی نہیں، سر رکھنے کے لیے اس کا کندھا میسر نہیں، تو پھر اس کا رونا فضول تھا۔ بالکل فضول....

وہ خاموشی سے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی تو تھکاوٹ کے سبب چند ہی لمحوں میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

آج سے تین سال پہلے جب اس نے جاپان کے شہر ٹوکیو میں قدم رکھا تھا تب وہ آج سے بالکل مختلف تھی۔ ڈری ہوئی، سہمی ہوئی، تکلیف اور ظلم کا شکار وفا...

وہ پرل کے ساتھ ہی آئی تھی۔ ان کی گاڑی ٹوکیو کی سڑکوں پر رواں تھی۔ تھکاوٹ اور بخار کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سرخی اتری ہوئی تھی۔ وہ ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ وہاں رہنا اس کے لیے خطرناک تھا اس لیے اسے جلد از جلد ٹوکیو لایا گیا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

بہار کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ بالکل ایسے ہی اس کی زندگی سے بھی بہار خفا ہو کر جا چکی تھی۔ سڑکوں کو دیکھتے ہوئے اس کے ذہن میں سوالات کا ڈھیر تھا۔ ایک دم سے زندگی بدل گئی تھی۔ لوگ بدل گئے تھے۔ اب تک کی ساری عمر جن کے ساتھ پیار اور محبت سے گزاری تھی ان سب کا ساتھ ایک جھٹکے میں ہی چھوٹ گیا تھا۔ وہ ہنستی تو اسے مراد ہاؤس کے لوگ یاد آتے۔ وہ روتی تو بھی اسے وہی یاد آتے۔ عجیب معمہ تھا!

اچانک ان کی گاڑی رکی تو وہ اپنی دنیا میں واپس آئی۔ ڈرائیور باہر نکل گیا۔ گارڈز آگے بڑھ کر پرل اور لائلہ کی جانب کا دروازہ کھولنے لگے۔ پرل بھی باہر نکلی مگر وہ وہیں بیٹھی رہی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ نئی جگہ، نئے لوگ.... اللہ!

پرل خاموشی سے اندر چلی گئی گویا اسے اس کی پرواہ ہی نہ ہو۔ تب ہی کسی نے گاڑی کے کھلے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اسے سینے پر ہاتھ رکھے قدرے جھک کر سلام کیا۔

"خوش آمدید لائلہ ساما! ایش گوتن میں آپ کا سواگت ہے۔"

وہ سر کو خم دے کر دھڑکتے دل کے ساتھ دھیرے سے باہر نکلی۔ وہ شخص دو قدم پیچھے ہو گیا۔

"مجھے صیاد کہتے ہیں۔ آج سے میں ہی آپ کا خاص آدمی ہوں۔"

وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی جبکہ نظریں اس کے عقب میں کھڑی اس عالیشان عمارت پر ٹک چکی تھیں۔ عمارت کی چمکتی ہوئی سفید دیواریں سورج کی کرنوں میں مزید چمک

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

رہی تھیں۔ ایسی عمارت اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ وہ یقیناً کسی بہترین آرکیٹیکٹ کی شاندار صلاحیتوں کا نمونہ تھی۔ اس عمارت نے ایسے ماحول کی تشکیل کی تھی جو دل کو چھو لینے والا تھا۔ اس کے ہر گوشے میں نفاست کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ کسی جادوئی دنیا میں قدم رکھ چکی ہے۔ وہ عمارت دو حصوں میں تقسیم تھی۔ درمیان میں جگہ خالی تھی۔

"اس طرف آئیں۔" صیاد اسے بائیں جانب لے کر ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ان کے پیچھے دو گارڈز بھی تھے۔ لان سے گزرتے ہوئے اس کی نظر ارد گرد کا طواف کر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اس عمارت میں داخل ہوئے اس کے دماغ میں اس عمارت کی تعریف کے لیے الفاظ کی کھوج مشکل ہو گئی۔ وہ اندر سے کہیں زیادہ وسیع اور شاندار تھی۔ اس کے قدموں میں موجود قالین سامنے سیڑھیوں پر اوپر تک بچھی ہوئی تھی۔ وہ مبہوت سی اس عمارت کا جمال دیکھتی رہی۔

صیاد زینے چڑھنے لگا تو وہ بھی اس سے دو قدم پیچھے اسی جانب چلنے لگی۔ اوپر پہنچ کر وہ اسے دائیں جانب موجود تیسرے کمرے کی جانب لے گیا۔

"یہ آج سے آپ کا کمرہ ہے۔" جیسے ہی صیاد نے دروازہ کھولا وہ اس کمرے کو دیکھتی رہ گئی۔ مراد ہاؤس میں موجود اس کا کمرہ بہترین تھا مگر اس کمرے کی تعریف کے لیے اس کے پاس واقعی الفاظ نہیں تھے۔ اس کی وسعت اس کمرے سے زیادہ تھی۔ وہ اندر داخل ہوئی تو صیاد دروازہ بند کرتا وہاں سے چلا گیا۔ اس نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا اور پھر دوبارہ اس کمرے کو دیکھنے لگی۔ وہاں موجود ایک ایک چیز نہایت نفیس اور قیمتی تھی۔ اس کی آرائش میں سفید اور سنہری رنگ استعمال کیا گیا تھا۔ دیواریں سفید تھیں جن پر سنہری رنگ نرم لہروں اور پیچیدہ شکلوں میں بکھرا ہوا تھا۔ وہ رنگ دیواروں کی سادگی کو ایک شاندار جمالیاتی اثر دے رہے تھے۔ جب روشنی دیوار پر پڑتی تو سنہری رنگ چمکتا اور کمرے میں ایک خاص دلکشی پیدا کرتا۔ ان دیواروں کی خوبصورتی دل کو لبھانے والی اور کافی متاثر کن تھی۔ جیسے ہر خط اور شکل ایک کہانی سنا رہی ہو۔ اس کمرے کے وسط میں موجود بیڈ کے اوپر دیوار پر ایک بڑی سی تصویر آویزاں تھی جسے وہ کئی لمحے یک ٹک دیکھتی رہی۔ وہ سفید بلاؤز کے ساتھ گلابی رنگ کا ٹراؤزر پہنے مال کے فرش پر بیٹھی تھی۔ پیروں میں سفید سٹیلیٹو ہیلز تھیں۔ اسے دیکھ کر اس کے دماغ کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

وہ وہی منظر تھا جب وہ ایک جاپانی شخص سے ٹکرانے پر مال میں گری تھی۔ وہ تصویر یقیناً اسی لمحے بنائی گئی تھی۔ مگر اس تصویر کو بنانے والا اس قدر ماہر تھا کہ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی خوبصورت پوز بنائے بیٹھی تھی۔ اس کے ایک پاؤں کی ہیل نظر آ رہی تھی جو بالکل صحیح سلامت تھی۔ اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔ اس کے دائیں گال پر موجود ڈمپل بھی صاف ظاہر تھا۔ اس کے چہرے پر بے تحاشا معصومیت تھی۔ وہ اپنی اس معصومیت کو کئی لمحے دیکھتی رہی جس کا مراد ہاوس کے برخوردار نے جنازہ نکال دیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے عین سامنے صوفے رکھے تھے۔ ایک طرف ڈریسنگ روم موجود تھا۔ اسی کی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی ڈریسنگ ٹیبل رکھی تھی جس میں ایک قدِ آدم جتنا آئینہ نصب تھا۔ دوسری طرف موجود گلاس سلائیڈنگ ڈور تھا جس کے سامنے نفیس پردے لٹک رہے تھے۔ وہ دھیرے سے چلتی ہوئی وہاں پہنچی اور پردے ایک طرف سمیٹے تو کمرہ مزید روشن ہو گیا۔ نظر سامنے ہی عمارت کے دوسرے حصے پر پڑی۔ اس کے کمرے کے عین سامنے عمارت کے دوسرے حصے میں ایک کمرہ تھا۔ اس کمرے کا گلاس ڈور اوپن تھا اور اسے دور سے ہی اندر کا منظر کافی حد تک دکھائی دینے لگا۔ اس نے گلاس

ڈور سلائیڈ کیا اور باہر آ گئی۔ ریلنگ پر ہاتھ ٹکایا تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسے اندر تک پر سکون کر دیا۔ اسے اس وقت اپنی بالکنی بے تحاشا یاد آئی تھی۔ تب ہی کسی احساس کے تحت اس نے آنکھیں کھول کر سامنے موجود کمرے کو غور سے دیکھا۔ اسے ایسا لگا جیسے اسے کوئی غور سے دیکھ رہا ہے مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ کمرے میں اسے ذرا سا بیڈ دکھائی دے رہا تھا جس پر فائلز بکھری ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ کچھ بھی نہ دیکھ پائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس سلائیڈنگ ڈور بند کرتی کمرے میں آ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ موبائل اٹھایا تو جی چاہا دیوار میں دے مارے۔ وہ موبائل پرل نے اسے دیا تھا۔ بالکل نیا۔ اس کا موبائل کھو چکا تھا۔ اسے سب سے زیادہ دکھ اپنی تصاویر اور اپنا انسٹاگرام اکاؤنٹ کھو دینے کا تھا۔ تب ہی اس نے طے کیا کہ وہ پھر کبھی انسٹاگرام یوز نہیں کرے گی۔ عجیب بات تھی !

پرل سب سے پہلے ایک کمرے میں داخل ہوئی جہاں روزی موجود تھی۔

اس کے آنے پر روزی اٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر اسے سلام کیا۔ پرل نے سر کو خم دیا اور بیڈ پر جا بیٹھی۔

"سفر کیسا رہا پرل ساما؟" روزی خوشدلی سے بولی اور وہ چھوٹی سی بچی جسے وہ اٹھائے ہوئے تھی، اسے تھما دی۔

"بہتر تھا۔ تم لائلہ کے پاس جاؤ میں اینا کے ساتھ ہوں۔" اس نے اینا کو لیا تو وہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئی۔ روزی مسکرا کر سر کو خم دیتی وہاں سے چلی گئی۔ پرل نے باری باری اینا کے دونوں گالوں پر پیار کیا۔ اسے دیکھ کر اسے ایسا لگا جیسے چھوٹی نورِ نظر اس کے سامنے ہے۔ خاص طور پر اس کی نیلی آنکھیں۔ ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ نورِ نظر کے علاوہ کسی اور کی ہوں۔ اسے دیکھ کر پرل کو نورِ نظر بہت یاد آئی۔ اس نے اینا کے چہرے سے نظر ہٹا کر سامنے دیوار پر آویزاں اس تصویر کو دیکھا جس میں اشعر، نورِ نظر اور اینا ساتھ موجود تھے۔ اشعر اور نورِ نظر کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ اینا ٹکٹکی باندھے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس تصویر کی خوبصورتی کا اندازہ ان کے چہروں پر سجی مسکراہٹ سے لگایا جا سکتا تھا۔ پرل زخمی سا مسکرا دی اور پھر اینا کو دیکھا جو اس کے ہاتھ میں موجود بریسلیٹ کو پکڑے اسے اپنی جانب کھینچنے میں مصروف تھی۔ تب ہی کمرے میں ڈیزی داخل

ہوئی۔ پرل کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ خوشگوار سی حیرت لیے وہ اس کی جانب آئی اور جھک کر اسے سلام کیا۔

"آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی پرل ساما" !

پرل مسکرا دی اور پھر اینا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔

"اینا کا خیال رکھا تھا تم نے اور روزی نے؟" اینا کے بال درست کرتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔

"جی پرل ساما! ہم نے اس کا پورا خیال رکھا۔ نور بیٹی کے بعد تو اب یہی تو ہمارے لیے نور ہے۔" یہ کہتے ہوئے ڈیزی کے چہرے پر زخمی سا تاثر در آیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل نے محض سر کو خم دیا۔

وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر نکلی تو نظر صوفے پر بیٹھی ایک جاپانی لڑکی پر پڑی جو گھٹنوں تک آتی ڈریس پہنے ہوئے تھی۔ اسے دیکھ کر اسے پرل کا احساس ہوا۔ شاید وہ

بھی اسی طرح مغرور تھی مگر اس کا اندازہ اگلے ہی لمحے غلط ثابت ہوا جب وہ اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور مسکرا کر جھک گئی۔ یقیناً اس نے اسے سلام کیا تھا۔

"لائلہ ساما! میں روزی ہوں۔ پرل ساما کے خاص لوگوں میں سب سے خاص۔" وہ اپنائیت بھرے لہجے میں بولی۔ لائلہ نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ لڑکی اسے پرل سے کافی مختلف لگی تھی۔

"آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ کا خاص آدمی صیاد حاضر ہے۔ مجھ سے کسی چیز کی امید مت رکھیے گا۔ میں صرف پرل ساما کے حکم پر سر تسلیم خم کرتی ہوں۔" ڈھٹائی سے کہا گیا تو لائلہ کو اس وقت وہ واقعی پرل کی طرح لگی۔ مغرور کہیں کی۔ ہونہہ !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو پھر تم یہاں کیا کرنے آئی ہو؟" اس سے بھی نہ رہا گیا۔ آخر طنز مار ہی ڈالا۔

"اپنا تعارف کروانے۔ بائی داوے آپ کی طبیعت کیسی ہے؟" لہجہ فکر بھرا تھا۔ لائلہ اسے بس دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہاں کے لوگ ایک ہی لمحے میں رنگ بدل لیا کرتے تھے۔

"بہتر۔" مختصر سا جواب دے کر وہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ کمرہ اس پوری بلڈنگ کا سب سے خاص کمرہ ہے۔" اس نے جیسے جتایا۔

لائلہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظروں میں سوال ابھرا۔

"تو؟"

"جانتی ہیں سالوں پہلے یہ کس کا کمرہ تھا؟"

"کس کا؟"

"انمول ساما کا۔"

لائلہ کے ابرو سکڑ گئے۔ نظروں میں حیرت در آئی۔

"کون انمول؟"

"آپ انمول ساما کو نہیں جانتیں؟" روزی کو گویا جھٹکا لگا۔

"نہیں تو۔" اس نے سادگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ایش ساما کو جانتی ہیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایش؟" لائلہ سوچ میں پڑ گئی۔ چند لمحوں بعد اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ روزی کے دماغ کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"یہ جانتی ہیں کہ اس وقت آپ کہاں ہیں؟"

"جاپان۔"

"جاپان میں کہاں؟"

"ٹوکیو۔"

"افوہ لائلہ ساما! ٹوکیو میں کہاں؟"

"مطلب؟" وہ معصومیت اور ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

"مطلب اس وقت آپ ایش گوتن میں ہیں اور ایش ہم سب کے باس کا نام ہے۔"

لائلہ کے دماغ میں اچانک ایک خیال لہرایا۔ اشعر کی انسٹاگرام آئی ڈی۔ وہ ایش کے نام کی تھی۔

"ایش اشعر جہان ہی ہے ناں؟"

"افف!" اور یہاں روزی کی برداشت جواب دے گئی۔ "آپ کو معلوم بھی نہیں کہ ایش ساما کون ہیں؟ اور وہ ہیں کہ کبھی کسی کی فکر نہ کرنے والے ایک ایک کو آپ کا خیال رکھنے کی ہدایت دے رہے ہیں۔ "

"ایش اشعر جہان نہیں ہے؟"

"نہیں۔ وہ تو"....

"کیا ہو رہا ہے ادھر؟" روزی کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ پرل وہاں آ پہنچی۔ اس کی آواز گونجی تو روزی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

"پرل ساما! انہیں تو معلوم ہی نہیں کہ ایش ساما کون ہیں۔" روزی یقیناً شاکڈ تھی۔

"دھیرے دھیرے سب معلوم ہو جائے گا۔ تم جاؤ اور اس کے لیے کھانا ریڈی کرواؤ۔ اس کی میڈیسن کا وقت ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے کچھ کھانا لازمی ہے۔" وہ سنجیدگی سے حکم دینے لگی۔

"جی پرل ساما!" روزی نے سر جھکا کر کہا اور پھر وہاں سے چل دی۔

"انمول ساما کے بارے میں تمہیں میں آلریڈی بتا چکی ہوں۔ یاد نہیں؟"

لائلہ کچھ سوچنے لگی۔ اسے واقعی یاد نہیں تھا۔

"ارباز ساما کی بیوی جس کا قتل تمہارے پیارے چاچو جان نے کیا تھا۔ اب یاد آیا؟" وہ تیزی سے بولتی گئی۔ لائلہ کو بھی اچانک یاد آیا۔

"اچھا وہ انمول۔" اسے خاصی شرمندگی ہوئی۔ کیا اس کی یادداشت بھی متاثر ہوئی تھی؟ استغفر اللہ !

"اور ایش؟ وہ کون ہے؟"

پرل چند لمحے خاموش رہی۔ کوئی بھی کہانی گھڑنے کا اس کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ اس لیے صرف اتنا ہی کہہ دیا۔

"ہم سب کا باس ہے۔ ماسٹر مائنڈ۔ وہی ہمیں لیڈ کرتا ہے اور امید ہے کہ وہی مستقبل میں کنگ آف یامی نوکائی بنے گا۔"

اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے تم کدھر چلی گئی تھی؟ میں اکیلی پریشان ہو گئی تھی۔"

پرل نے اس کی بات سن کر تاسف سے سر ہلایا۔

"یہاں کوئی کھا نہیں جائے گا تمہیں۔ اپنا ہی گھر سمجھو اسے۔" اس کا لہجہ روکھا سا تھا۔

"کیا میں نے کچھ غلط کر دیا ہے؟"

پرل جو صوفے پر بیٹھ چکی تھی اسے دیکھا اور پھر نگاہوں میں سوال ابھرا۔

"نہیں تو۔"

"پھر ٹھیک سے بات کیوں نہیں کر رہیں تم مجھ سے؟ اتنا روکھا لہجہ کیوں ہے تمہارا؟"

پرل یہ سوال سن کر چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر دھیرے سے ہنس دی۔ اور ادھر لائلہ اسے ہنستا دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"تم بہت بھولی ہو۔ کوئی کسی کے رویے کی اتنی پروا کیسے کر سکتا ہے؟"

"اگر کسی کا رویہ بلاوجہ بدل جائے تو فکر تو ہو گی۔"

پرل نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"جس دن تم لوگوں کی اور ان کے رویوں کی فکر کرنا چھوڑ دو گی اسی دن جینا سیکھو گی۔ اسی دن میں کہوں گی کہ تم صحیح معنوں میں میچور ہو چکی ہو۔ لوگوں اور ان کے رویوں کی پروا انسان کو اندر سے کھا جاتی ہے۔ لوگوں کو فرق نہیں پڑتا۔ نظر انداز کرنا سیکھو۔ زندگی آسان ہو جائے گی۔"

"اگر ہماری کسی غلطی کی وجہ سے ہو تو؟"

"اگر وہ شخص واقعی تمہارا اپنا ہو گا تو تم سے شکوہ کرے گا، گلہ کرے گا۔ شکوے ہمیشہ اپنوں سے کیے جاتے ہیں۔ اگر شکوہ کیے بغیر اس کا رویہ بدل جائے تو سمجھ جاؤ اسے تمہاری ضرورت ہی نہیں۔ شکوے اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ان کو واقعی تمہاری ضرورت ہے۔"

"تم اتنی سمجھدار کیسے ہو؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم بھی ہو جاؤ گی۔" پرل نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اور رہی بات میرے رویے کی تو یہاں تمہیں سب کے بدلتے رویے فیس کرنے ہوں گے۔ ہم سخت جان لوگ ہوتے ہیں۔ ہمیں ہنسنا نہیں آتا۔ ہمارے چہروں پر ہمیشہ مصنوعی مسکراہٹ راج کرتی ہے اور وہ بھی تب جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں۔ جب ہم اداکاری کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم سے زیادہ دیر مسکرایا نہیں جاتا۔ ہم زیادہ دیر کسی سے پیار سے بات نہیں کر سکتے۔ پیار کے لیے دل میں احساس چاہیے ہوتا ہے اور ہمارے دل ایک دوسرے کی دشمنی میں مارے جاتے ہیں۔" نظروں کے سامنے ایک چہرہ آیا۔ نیلگوں آنکھوں والا وہ چہرہ جو پرل کے لیے دنیا کا سب سے حسین چہرہ تھا۔ اس کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا۔ تب ہی وہ مسکرائی۔

"ہم لوگ پیار محبت کے لیے نہیں بنے ہوتے۔" اس کا لہجہ کافی زخمی تھا۔

"کون کہتا ہے تمہاری دنیا کے لوگ ظالم ہوتے ہیں۔ میرے خیال سے تو تم لوگ ہی اصل میں مظلوم ہو۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ تم خود پر ہوئے ظلم کا بدلہ خود لیتے ہو۔ ہر حال میں انصاف حاصل کرتے ہو۔ مر کر یا مار کر۔"

"ہم اپنی ذات کے ساتھ مظلوم کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔" اسے شاید بہت برا لگا تھا۔

"ہمیں دلاسوں اور ہمدردیاں سمیٹنے سے سخت نفرت ہوتی ہے۔"

لائلہ نے گہری سانس لی۔

"تمہاری جنگ کس سے ہے؟" اس نے بات بدلی۔

"ہم سب کی جنگ یامی نوکائی کے دشمنوں سے ہے۔ ہمارا مقصد اسٹون حاصل کرنا اور یامی نوکائی کے غداروں کو ختم کرنا ہے۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ابھی آرام کرلو۔ پھر بات ہوگی۔ اور ہاں۔" وہ جاتے جاتے رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔ "مجھ سے ہر وقت اچھے رویے کی امید مت رکھنا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

اسے پرل اچھی لگنے لگی تھی۔ اس کی باتیں، اس کے خیالات، اس کا اعتماد، اپنے اندر ہی اپنا درد سمیٹے رکھنے کا ہنر.... کتنی اچھی اداکارہ تھی وہ۔ بہترین اداکارہ !...

دل میں پہلی بار اس جیسا بننے کی خواہش جاگی۔ اور اسی خواہش نے اس کے اندر کی وفا جہانگیر کو مار کر لائلہ جہان کو زندہ کر دیا۔

اسی وقت اس عمارت کے دوسرے حصے میں موجود سامنے والے کمرے میں وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے خاموشی سے اس کے کمرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ گلاس ڈور سلائیڈ کرنے کے بعد وہ پردے سیٹ کرنا بھول گئی تھی۔ اسے اس کے کمرے سے پرل باہر کی جانب جاتی ہوئی دکھائی دی۔

تب ہی اس نے بلیو ٹوتھ آن کیا اور پرل کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"کیسے ہو جہان ساما کی پہلی اولاد؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے چھوڑو یہ بتاؤ اینا کیسی ہے؟" اس کی سنجیدہ سی آواز پرل کے کانوں میں گونجی تو وہ اس لمحے وہیں رک گئی۔

"کیا مطلب تم ابھی تک اینا سے نہیں ملے؟" بے حد حیرت ہوئی۔

"نہیں۔ اصل میں کام میں اس قدر مصروف ہوا کہ اینا یاد ہی نہیں رہی۔" اس نے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔ یقیناً اس کے سر میں شدید درد تھا۔

"اینا بیٹی ہے تمہاری۔ وہ بھی تمہیں یاد نہ رہی؟ ایسا کیسے ممکن ہے؟" اب کہ اس نے پھر سے چلنا شروع کیا۔ مگر قدموں کا رخ بدل چکا تھا۔ وہ جو پہلے اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی اب باہر کی جانب چل دی۔

"معلوم نہیں۔"

"ابھی آ کر مل لو۔ کون سا میلوں کا فاصلہ ہے۔"

"ہمم۔ ابھی تھوڑا کام ہے تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔" اس نے فوراً بلیوٹوتھ آف کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل وہ معمہ سلجھانے میں الجھ سی گئی۔ ایک باپ ہو کر بیٹی سے ملنے میں کیا حرج؟ عجیب معمہ تھا!

اشعر نے رخ موڑا اور بیڈ پر بکھرے کاغذات دیکھے۔ وہ کل سے مسلسل کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اسے بار بار یاد آ رہی تھی، نگاہوں کے سامنے آ رہی تھی۔ وہ سامنے

ہوتی تو دل دھڑک اٹھتا۔ خوشی سے آنکھیں بھر جاتیں۔ لیکن جب وہ نظروں سے اوجھل ہوتی تو دل اچانک رک جاتا۔ آنکھیں درد سے بھر جاتیں۔ یقیناً اس کے جانے کا غم اس کے ہونے کی خوشی سے زیادہ گہرا تھا۔

وہ جب بھی اینا کے بارے میں سوچتا تب وہ اس کی نگاہوں کے سامنے آجاتی اور جدائی کا نیا زخم دے جاتی۔ وہ کتنی ظالم تھی !

اس نے ڈریسنگ کے سامنے جا کر اپنا حلیہ دیکھا تو اسے اپنا آپ کافی حد تک بدلا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی شخصیت کی چمک ماند پڑنے لگی تھی۔ تب ہی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس کا گویا سانس رک گیا۔ آنکھیں ایک بار پھر بھر آئیں۔ لیکن اس نے کوئی حرکت نہ کی بلکہ خاموش کھڑا رہا۔ جب بھی وہ اپنی پوزیشن بدلتا تھا وہ غائب ہو جاتی تھی۔ اور وہ یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ جی بھر کے۔ ایک بار۔ صرف ایک بار ہی سہی۔

وہ خود ہی دائیں جانب سے آگے بڑھ آئی۔ وہی پیلا لباس، سر پر ایک جانب پیلے پھول ٹکائے، وہ اپنے ازلی حلیے میں تھی۔ اشعر کی آنکھیں ایک دم برس پڑیں۔ اسے سامنے

دیکھنا خوشی کا سب سے اونچا درجہ تھا۔ پھر یہ سوچنا کہ وہ مر چکی ہے۔ اذیت کا سب سے اونچا درجہ تھا۔ کاش وہ زندہ ہوتی! اس کے ساتھ ہوتی، اینا کے ساتھ ہوتی۔ ہنسی، مسکراتی اور شرارتیں کرتی۔ کاش!

وہ اسے دیکھ کر دھیرے سے مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ میں درد تھا جسے اشعر پہلی نظر میں پہچان گیا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اشعر کا دل باہر نکلنے کو تیار ہو گیا۔ آنسو حلق میں پھندے کی مانند پھنس گئے۔ چہرہ بھیگنے لگا۔ وہ مزید قریب آئی تو وہ اس کی نیلی آنکھوں کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ آج بھی انہیں دیکھ کر اسے اپنی نورِ نظر پر بے تحاشا پیار آیا تھا۔ وہ چند لمحے اشعر کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔ اس کی بھی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ وہ اپنی لمبی، گھنی اور مڑی ہوئی پلکیں جھپکاتی تو اشعر کا دل ڈوب کر ابھرتا۔ تب ہی اس نے اپنا بازو اوپر کیا اور نگاہیں اس پر ٹکا دیں۔ اشعر نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اس کے بازو پر دیکھا۔ اس کے بازو پر ایک گہرا نشان تھا۔ زخم کا نشان۔ وہ زخم کس کا دیا گیا تھا اشعر اس بات سے واقف تھا۔ اس نے اس زخم سے نظریں ہٹا کر دوبارہ اسے دیکھا تو وہ بھی

اسی کی جانب دیکھنے لگی۔ چند لمحے وہ یوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں موجود پانی میں اپنے عکس کو دیکھتے رہے۔

"میں تمہارے ہر زخم کا بدلہ لوں گا نورِ نظر" !

اشعر نے ہاتھ اس کے ملائم سے چہرے تک لے جا کر اس کے آنسو صاف کیے۔

"تمہارے ایک ایک آنسو کا بدلہ لوں گا۔ نوشابہ کو قبر تک لے کر جاؤں گا.... تمہاری قسم" !

اگلے ہی لمحے نورِ نظر نے دھیرے سے سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا اور بنا آواز کے رونے لگی۔ وہ جانتا تھا وہ رو رہی ہے۔ وہ تکلیف میں ہے۔ اس نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا تو اس کے رونے کی آواز بلند ہونے لگی۔ وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی بالکل ویسے جیسے پہلے کبھی کسی تکلیف پر اس کے کندھے پر سر ٹکائے رویا کرتی تھی۔ اشعر اس کے سر پر ہاتھ رکھے اس کے بال سہلانے لگا۔ اس کے آنسو نورِ نظر کے بالوں میں جذب ہونے لگے۔ کئی ثانیے بیت گئے۔ وہ اسی طرح روتی رہی اور وہ اس کے بال سہلاتا رہا۔ کافی دیر بعد وہ دھیرے سے سیدھی ہوئی اور قدم بہ قدم پیچھے ہونے لگی۔ وہ اسے روکنا

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

چاہتا تھا مگر وہ کسی سائے کی مانند اس سے دور ہوتی چلی گئی۔ شاید دھوئیں کی مانند، شاید کسی سراب کی مانند یا شاید ریت کی مانند....

وہ چند لمحے اسی حالت میں کھڑا رہا۔ اسے لگا وہ ابھی بھی اس کے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے ہے۔ آنسو جان لینے کو آ گئے۔ مگر پھر اسے احساس ہوا کہ وہ کہیں نہیں تھی۔ کہیں بھی نہیں۔ وہ ہمیشہ کی طرح اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔ تب اس نے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال صاف کیے۔ آنکھیں بند کیں۔ ایک گہری سانس اندر کو کھینچی۔ تب ہی کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا۔

"اشعر ساما!" آواز پرل کی تھی۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو درد غائب تھا۔ آنکھیں ہر قسم کے احساس سے آزاد تھیں۔ وہ مڑا اور سامنے کھڑی پرل کو دیکھا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟"

"ہوں۔" اس نے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم ٹھیک نہیں ہو۔"

وہ بولی تو اشعر کو اس پر شدید والا غصہ آیا۔

"اتنی اداکاری آخر سیکھی کہاں سے تھی اس نے کہ سب کی اداکاری بھانپ لیتی تھی؟" اشعر کے ذہن میں سوال ابھرا مگر وہ خاموش رہا۔ کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔" قدرے توقف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ میں نے سوچا تم سے آکر مل لوں۔" پرل کی بات پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور سر کو خم دیا۔ پرل اتنا کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ وہ یقیناً اس کی حالت کا اندازہ لگا چکی تھی ورنہ وہ تو سوالات کا ڈھیر لے کر آئی تھی۔ اب کہ اسے واقعی اشعر کی فکر ہونے لگی تھی۔

اس دن لائلہ کا کھانا اس کے کمرے میں ہی پہنچا دیا گیا۔ رات کو اسے کچھ خاص نیند نہیں آئی۔ نئی جگہ تھی۔ ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگنا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ بالکنی میں آ ٹھہری۔

تازہ ہوا کافی پر سکون کرنے لگی۔ اسے وہاں اپنا آپ بہت تنہا محسوس ہونے لگا۔ کافی دیر اسی طرح بور رہنے کے بعد آخر کار اس نے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دھیرے سے اپنے کمرے سے باہر نکلی اور راہداری عبور کر کے زینے اترنے لگی۔ سب کچھ خالی خالی سا تھا جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہ ہو۔ جب اس نے آخری زینے پر قدم رکھا تو اس کے کانوں میں ایک بچی کے رونے کی آواز گونجی۔ وہ آواز دائیں جانب سے آ رہی تھی۔ وہ چند لمحے کچھ سوچ کر باہر جانے کا ارادہ ترک کر کے اسی طرف بڑھ گئی۔ وہاں ایک بہت وسیع ڈرائنگ روم تھا جس میں موجود نفیس اور بیش قیمت صوفوں میں سے ایک صوفے پر ایک عورت بیٹھی فیڈر ہلا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی چند کھلونے رکھے تھے۔ صوفے کے پاس ہی روزی ایک بچی کو اٹھائے کسی پنڈولم کی طرح دائیں بائیں چکر کاٹ رہی تھی۔ بچی مسلسل رو رہی تھی اور روزی اسے چپ کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ اس بچی کو دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ بچی کس کی تھی؟ سب سے پہلے یہی سوال اس کے ذہن میں ابھرا۔

ڈیزی نے اسے دیکھا تو ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لائلہ ساما!" اس نے جھک کر اسے سلام کیا اور پھر سیدھی ہو کر مزید بولی۔ "کیسی ہیں آپ؟"

لائلہ نے محض سر کو خم دیا۔ اس کی سوئی اس بچی پر اٹک چکی تھی۔ روزی بھی اب رک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"یہ کون ہے؟" اس نے روزی سے پوچھا۔

"اینا۔" روزی نے اس کا رخ لائلہ کی جانب کیا تو لائلہ کی نظر اس چھوٹی سی پری پر پڑی۔ وہ ابھی بھی حلق پھاڑ کر رو رہی تھی۔ سارے میں اسی کے چیخنے کی آواز گونج رہی تھی۔ اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ لائلہ نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اس سے اینا لے لی۔ اینا پہلے تو چند لمحے روتی رہی لیکن پھر جب لائلہ نے اس کے سامنے چٹکی بجانا شروع کی اور ہنستے ہوئے اس سے بولنے لگی تو وہ ٹکٹکی باندھے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ بلکہ باقاعدہ تکنے لگی۔

لائلہ نے بھی اسے دیکھا تو مبہوت سی ہو گئی۔ اللہ! وہ کتنی پیاری بچی تھی؟ اس کی نیلی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش تھیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اینا تو چپ کر گئی۔" ڈیزی نے شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے کون؟ کس کی بیٹی ہے؟"

لائلہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ نہ جانے کیوں بس اسے دیکھتے ہی اس پر بے تحاشا پیار آیا تھا۔

"آف کورس اشعر ساما کی بیٹی اور کس کی۔" روزی نے حیرت سے ڈوبی آواز میں جواب دیا جیسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ وہ اسے بھی نہ جانتی تھی۔

"اشعر ساما کی بیٹی؟" اس نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر روزی کو دیکھا۔ بے یقینی سے....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی ہاں۔ اشعر ساما کی بیٹی۔" روزی اور ڈیزی نے اسے اس قدر حیران دیکھ کر نظروں کا تبادلہ کیا۔

"اشعر ساما کی شادی ہو چکی ہے؟"

"اب بیٹی ہے تو شادی تو ہوئی ہو گی ناں؟ لائلہ ساما آپ بھی کیسے کیسے سوال کرتی ہیں۔"

روزی پھٹ پڑی۔

"مگر کب؟ کس سے؟"

"ڈیڑھ دو سال پہلے۔ کلارا ڈیوڈ سے۔"

لائلہ کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔ اشعر کی شادی کا سن کر انجانی سی خوشی ہوئی تھی۔ شاید بھائی تھا اس لیے....

"تو پھر وہ ہے کہاں؟"

"کون؟" روزی بولی۔

"کلارا ڈیوڈ۔ اینا کی ماں۔"

ڈیزی اور روزی نے اب کی بار پھر سے افسوس بھری نظروں کا تبادلہ کیا۔

"وہ تو"...

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کلاراڈیوڈ یعنی اشعر کی نورِ نظر۔" روزی کی بات ایک بار پھر پرل کی آواز گونجنے پر ادھوری رہ گئی۔ "مر چکی ہے۔"

پرل کے آخری الفاظ اس کے ذہن میں کسی تیر کی طرح لگے۔ اس نے چونک کر دور سے آتی پرل کو دیکھا۔ آنکھوں میں ڈھیر سارا افسوس در آیا۔ پھر اس نے اس چھوٹی سی بچی کو دیکھا جو اس کی شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ کیا وہ ماں کی مامتا سے محروم تھی؟ اللہ !....

"مار ڈالا اس کی ماں کو بھی بالکل اسی طرح جس طرح انمول کو مار دیا گیا تھا۔"

"کس نے؟" اس کے سوال پر پرل دھیرے سے مسکرا دی۔ مسکراہٹ میں ڈھیروں درد چھپا تھا۔

"انمول کا قتل تمہارے چاچو سعیر مراد ملک نے کیا تھا۔" وہ اس کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئی۔ "اور نورِ نظر کا قتل نوشابہ سعیر مراد ملک نے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ کو پہلے تو اپنی سماعت پر یقین ہی نہ آیا۔ پھر اس کے کانوں میں پرل کی ہی آواز گونجنے لگی۔

"ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی "...

اس نے سرد آہ بھری۔ اور پھر اس چھوٹی سی بچی کو پیار کیا۔ کاش وہ اس بچی کے لیے کچھ کر سکتی !

تھوڑی دیر بعد وہ لان میں پرل کے ساتھ موجود تھی۔

"آج کا دن تم روزی اور ڈیزی کے ساتھ گزارو۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو صیاد بھی ہے اور ڈیزی بھی۔ چاہو تو گھوم پھر لو۔ کہیں جانا ہو، کچھ کھانا پینا ہو، کچھ بھی کرنا ہو تم ان دونوں سے کہہ سکتی ہو۔ اس کے علاوہ چھوٹے موٹے کاموں کے لئے ایش کے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ مجھے کسی کام سے جانا ہے تو میں ایک ماہ بعد آؤں گی۔" پرل اسے ہدایت دیتی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھنا۔" لائلہ نے کہا تو پرل نے رک کر اسے دیکھا۔ ایسا اسے نورِ نظر کہا کرتی تھی۔ اس کی پہلی اور آخری دوست....

"ایک بات یاد رکھنا لائلہ ساما۔ میں تم سے نرم لہجے میں آج آخری بار بات کر رہی ہوں کیونکہ یہ ایش کا حکم تھا۔ واپسی پر میں پرل ہوں گی اور تم لائلہ۔ ہم دونوں کے بیچ بے تکلفی کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ گاٹ اٹ؟"

لائلہ نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اس پر الوداعی نظر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔ تین گارڈز بھی اس کے پیچھے گنز لیے چل رہے تھے۔

وہ واپس آئی تو روزی اینا کو سلا چکی تھی۔ ڈیزی اب تمام ملازموں کو ہدایات دینے میں مصروف تھی۔ وہ خاموشی سے واپس اپنے کمرے کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ اسے سامنے سے اشعر آتا دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ آخر کار وہ اس کا بھائی تھا۔ وہ چلتی ہوئی واپس اس تک آئی تو وہ بھی اسے دیکھ کر پہلے تو چونکا اور پھر سنبھلا۔

"کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟" روکھے سے لہجے میں پوچھا گیا۔

"بہت بہتر۔"

اشعر نے سر کو خم دیا اور پھر ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے کہا گویا کسی کو ڈھونڈ رہا ہو۔

"ایک ہفتے میں ہی بالکل ٹھیک ہو جاؤ۔ اس کے بعد بہت کچھ سیکھنا ہے تم نے۔"

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اینا کو ڈھونڈ رہے ہو؟"

اس کی بات پر اشعر نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا۔

"نہیں تو۔ میں تو روزی کو تلاش کر رہا تھا۔" وہ یقیناً گڑبڑا گیا تھا۔

"اچھا۔" لائلہ کھنکھاری۔ "روزی اینا کو سلانے گئی ہے۔ تم مجھے ایک بات بتاؤ۔ تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تمہاری ایک بیٹی بھی ہے۔"

"تم میری پھپھو نہیں جو تمہیں سب کچھ بتانا ضروری ہو۔" وہ بگڑا۔

"اینا کی تو ہوں۔" اس نے محض سوچا۔

"ٹھیک کہا تم نے۔ میں تمہاری کچھ لگتی تھوڑی ہوں جو تم مجھے بتاؤ گے۔" لائلہ کندھے اچکاتی اسے ایموشنل کرنے کی سعی کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

اشعر اسے بس گھورتا رہ گیا۔

اس کے بعد لائلہ کو اشعر ایش گوتن میں نظر نہ آیا۔ وہ اس دوران جی بھر کے بور ہوتی رہی اور اس کے علاوہ ڈیزی اور روزی کو بھی جھیلتی رہی۔ ان کا موڈ کبھی بہتر تو کبھی بدتر ہو جاتا تھا۔ وہ یقیناً اس سب سے تنگ آ چکی تھی۔ پھر اس نے زیادہ تر وقت اینا کے ساتھ گزارنا شروع کر دیا۔ اس کی زندگی بدلنے لگی۔ وہ جتنا وقت اس کے ساتھ گزارتی خوش رہتی۔ اپنی تمام پریشانیاں اور دکھ بھول جاتی۔ تب اسے صرف اتنا یاد رہتا کہ اینا اس کی بھتیجی ہے اور وہ اس کی پھپھو۔ اینا دھیرے دھیرے اس کی عادی ہونے لگی۔ ایک ہفتے کے ہی اندر وہ روزی اور ڈیزی کو چھوڑ کر لائلہ کی عادی ہو گئی۔ وہ اس کے پاس رہتی تو چپ رہتی ورنہ اگر روزی اور ڈیزی میں سے کوئی اسے اٹھانے کی جرات کر لیتا تو وہ اتنا روتی چِلاتی کہ انہیں اپنے کیے پر پچھتاوا ہوتا۔ روزی تو لائلہ سے جل بھن کر رہ گئی تھی۔ ڈیزی بھی بس اسے برداشت کیے ہوئے تھی۔

ایک ہفتہ بعد جب وہ ڈرائنگ روم میں اینا کو اٹھائے کسی پنڈولم کی طرح چکر کاٹ رہی تھی تب ہی اس کی نظر دور سے آتے اشعر پر پڑی۔ اسے دیکھ کر لائلہ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سلام اشعر ساما" !

وہ قدم قدم چلتی اس کے قریب پہنچی اور خوشدلی سے اسے سلام کیا۔ اشعر نے جواباً سر کو خم دیا۔ وہ آج معمول سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ اس نے ایک نظر لائلہ کو دیکھا پھر اینا کو جو خاموشی سے انگوٹھا منہ میں ڈالے اشعر کو ہی دیکھ رہی تھی۔ لائلہ نے اگلے ہی لمحے اینا اس کی جانب بڑھائی۔ اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ دل میں عجیب سے احساس نے جنم لیا۔ پھر وہ پیچھے نہیں ہٹ پایا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اینا کو اٹھا لیا۔ اینا لائلہ کے سوا کسی اور کے پاس جاتی تو رونے لگ جاتی مگر اشعر کے پاس جا کر وہ محض اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کا کام سرانجام دیتی رہی۔ اشعر نے باری باری اس کے دونوں گال چومے۔ اس کی جھیل جیسی آنکھیں دیکھیں تو دل ڈوب کر ابھرا۔ لائلہ خاموشی سے اس کے چہرے پر آتے ہر

تاثر کو دیکھتی رہی۔ وہ باپ تھا۔ نہ جانے کیوں اپنی ہی بیٹی سے ملنے سے کتراتا تھا؟ لائلہ اس بات کا جواب اخذ نہ کر پائی۔

شام کے وقت وہ لان میں موجود تھے۔ اشعر اپنے چند آدمیوں کے ساتھ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ وہ لوگ گنز اٹھائے کھڑے تھے۔ لائلہ جو خود کو سنبھالے کھڑی تھی در حقیقت اس کا ان گنز کو ہی دیکھ کر ہی برا حال تھا۔ وہ دم سادھے کبھی سامنے کھڑے اشعر کو دیکھتی تو کبھی اس کے پیچھے گنز اٹھائے ان آدمیوں کو۔

"کبھی گن چلائی ہے؟" اشعر نے سوال کیا۔ چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔

لائلہ نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کبھی دوڑ لگائی ہے؟"

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بچپن میں عفان اور شاہ میر بھائی کے ساتھ ایک بار مراد ہاؤس کے لان میں دوڑ لگائی تھی۔" بتاتے ہوئے لہجے میں غرور چھلکا۔ چلو کچھ تو تھا جو وہ کر چکی تھی مگر سامنے کھڑے اشعر نے یہ سن کر افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں میلوں کی دوڑ کی بات کر رہا ہوں۔"

وفا نے آنکھیں پھاڑ کے نفی میں سر ہلایا۔

"کبھی گھڑ سواری کی ہے؟"

ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا گیا۔

"کبھی چوری کی ہے؟"

"اللہ! یہاں مجھے چور بنایا جائے گا۔" اس نے محض سوچا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"مقابل کو بھٹکانا آتا ہے؟"

لائلہ نے گہری سانس لے کر پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مطلب تمہیں کمپلیٹ ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ بہت کچھ سیکھنا ہے تمہیں۔ فزیکل ٹریننگ، ویپن پروفی شینسی، اسٹریٹجک پلاننگ، سائیکولوجیکل ٹریننگ، انٹیلیجنس گیدرنگ اور سوشل انجینئرنگ وغیرہ۔" وہ رکا اور اس کے تاثرات پر غور کیا جو ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔

"توبہ کرو اشعر اتنا سب کچھ" ....

"شٹ اپ! اس وقت میں ریکروٹر ہوں۔ تمہیں ٹرین کروں گا۔ تمہارا بچپن کا دوست نہیں جسے تم اس کے نام سے پکارو۔ باس بولو مجھے۔"

"تمہیں باس بولوں؟" معصومیت سے پوچھا گیا جبکہ اشعر کا بھیجا جلنے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیوں مجھے باس بولتے ہوئے تمہیں کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے؟"

لائلہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ اشعر کے پیچھے ٹھہرے لوگ اپنی ہنسی دبانے کی سر توڑ کوشش کرنے لگے جبکہ وہ خود مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

"اشعر ساما بولو مجھے۔ اشعر... ساما... آئی سمجھ؟"

اب کہ لائلہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اشعر ساما" !

اشعر نے سر کو خم دیا۔ غصہ قدرے کم ہوا۔

"جو تمہارا حال ہے کم از کم دو سال لگیں گے تمہاری ٹریننگ میں۔ نالائق!" اتنا کہتا وہ غصے سے پلٹ گیا جبکہ وہ منہ کھولے، آنکھیں پھیلائے اسے وہاں سے جاتا دیکھتی رہی۔

"دو سال!" لبوں نے حرکت کی۔

اگلے روز ابھی صبح کی روشنی پھیلنے میں بہت وقت تھا۔ آسمان پر ابھی سیاہی پھیلی تھی۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ تب ہی اس کے کمرے میں موجود الارم زور زور سے بجنے لگا۔ پہلے تو وہ اگنور کر کے لیٹی رہی لیکن الارم تو مانو بند ہونا ہی بھول گیا اور اپنی پوری قوت سے چِلاتا رہا۔ اس نے لیٹے لیٹے گہری سانس لی اور آنکھیں زور سے میچ کر غصے سے اٹھ بیٹھی۔

"افففف! کیا عذاب ہے؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر الارم بند کیا۔ نظر وقت پر پڑی تو آنکھیں غصے سے مزید پھیل گئیں۔ ابھی صبح ہونے میں کافی وقت تھا۔ تب ہی اس کے دماغ میں اچانک جھماکا سا ہوا۔ "الارم سیٹ کس نے کیا؟" اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچتی اس کا موبائل تھرتھرانے لگا۔ اسکرین پر جگمگانے والا نام "جہنمی انسان" تھا اور وہ کون تھا کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے؟

وہ سمجھ گئی کہ الارم بھی یقیناً اسی نے سیٹ کیا ہو گا یا کسی سے کروایا ہو گا۔ بددل ہو کر فون کان سے لگایا تو اس کی گھمبیر آواز سننے کو ملی۔

"لان میں آؤ۔"

"اس وقت؟"

"ہاں ابھی اور اسی وقت۔ تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں۔ سمجھی؟"

"ہوں۔"

رابطہ اگلے ہی لمحے منقطع ہوا تو وہ موبائل کو گھورتی رہ گئی۔ "جہنمی انسان"!

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے القابات سے نوازتی، شکل بگاڑتی وہ دھیرے سے اٹھی اور واش روم میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹریک سوٹ پہنے لان میں موجود تھی۔ پیر اسپورٹس شوز میں قید تھے۔ جبکہ غصیلی نظر سامنے کھڑے اشعر پر ٹکی تھی۔ اس کے بس میں ہوتا تو وہ کچھ نہ کچھ ضرور اس کے سر میں بجا ڈالتی۔

"چلو۔" اشعر نے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

"مگر کہاں؟"

"شنجو کو گیوئن گارڈن۔" اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا جبکہ لائلہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کیا کہہ کر گیا ہے۔ اسے بس اتنا معلوم تھا کہ وہ کسی گارڈن کا نام لے کر گیا ہے۔ وہ جلدی سے اس کے پیچھے چل دی۔ وہ ایک گاڑی کے پاس جا کر رک گیا۔ نظر پیچھے کی جانب ڈالی تو ابھی وہ اس سے کافی دور تھی۔ اشعر مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

"کوئی اس قدر سست کیسے ہو سکتا ہے؟" جیسے ہی وہ قریب آئی اشعر نے طنز مارنے کا کام سرانجام دیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے انسان سمجھو گے تو معلوم ہو ہی جائے گا۔" اس نے منہ بسور کر جواب دیا۔

"اب بیٹھو۔ ہم آلریڈی لیٹ ہو چکے ہیں۔" اس نے کلائی پر موجود اپنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ لائلہ نے ایک نظر سیاہ آسمان کو اور ارد گرد پھیلے اندھیرے کو دیکھا۔ کیا وہ ابھی بھی لیٹ تھے؟

آنکھیں گھما کر وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اشعر اس سے آگے موجود اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ صیاد اس کی گاڑی میں موجود ڈرائیونگ کا کام سرانجام دے رہا تھا جبکہ اشعر اپنی گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ ان کے پیچھے گارڈز کی مزید دو گاڑیاں موجود تھیں۔ سفر شروع ہوا۔ ان کی گاڑیاں ٹوکیو کی سڑکوں پر دوڑنے لگیں۔ اس سفر کے دوران قریباً تین بار لائلہ کو نیند آئی اور وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ صیاد اسے مرر سے دیکھ کر محض مسکرا دیتا۔ ہنسنے کی گستاخی وہ نہیں کر سکتا تھا۔

آخری بار وہ ایک جھٹکے سے تب نیند کی وادی سے واپس آئی جب صیاد نے اچانک بریک لگائی۔ اس نے یقیناً جان کر ایسا کیا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ اور پھر نظر سامنے سے

آتے اشعر پر پڑی جو اپنی گاڑی سے اتر کر اس کی جانب آ رہا تھا۔ وہ جھٹ سے دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

اشعر سے ہوتی ہوئی نظر سامنے پڑی۔ وہ اسے ایک گارڈن میں لے آیا تھا۔ وہ اس کے داخلی دروازے کے بالکل قریب کھڑے تھے۔

"چلیں؟" اشعر کے سوال پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ایک جگہ اشعر رک گیا۔ لائلہ بھی اس کی تعظیم میں رک گئی۔

"تم نے اس پورے گارڈن کا ایک چکر لگانا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ تم یہ کام کتنے وقت میں سر انجام دیتی ہو۔"

لائلہ نے اس کی بات سن کر پورے باغ میں ایک نظر دوڑائی۔ چاند کی روشنی نے پورے باغ کو جادوئی منظر میں تبدیل کر رکھا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ حیرت اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر نہیں بلکہ اس کی وسعت کو دیکھ کر ہو رہی تھی۔ اس کی نظر جہاں تک جا رہی تھی وہاں تک باغ کا ہی رقبہ تھا۔ اس نے گہری سانس لے کر احتراماً سر کو خم دیا

اور پھر اکیلی ہی آگے کی طرف بڑھ گئی۔ قدم نرم گھاس پر پڑے تو اس نے قدموں میں موجود گھاس اور اس پر موتیوں کی صورت چمکتے شبنم کے قطروں کو دیکھا۔ اسے وہاں کافی دور تک زمین پر گرے موتی نظر آئے۔ منظر کافی حسین تھا۔ وہ آگے چلتی گئی اور تارے آسمان پر مدھم پڑتے گئے۔ رات کی سیاہی دھیرے دھیرے چھٹنے کی تیاری کرنے لگی۔ ہوا کے جھونکے اس کے چہرے کو چھو رہے تھے۔ خوبصورتی کا احساس اسے تب ہوا جب وہ جھیل کنارے پہنچی۔ جھیل کا پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ پل پر کھڑی ہو کر قدرے جھکی اور غور سے پانی میں دیکھنے لگی۔ اسے وہاں مچھلیوں کے محض عکس دکھائی دیے۔ جھیل کے کنارے اسے پر سکون سا احساس ہوا۔ کافی دن بعد اسے سکون نصیب ہوا تھا۔ تفکرات سے خالی لمحات، صدمے سے محفوظ دماغ، درد سے دور دل اور آنسوؤں سے آزاد آنکھیں۔ نیچر واقعی انسان کی زندگی پر اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ کافی دیر وہیں پل پر کھڑے رہنے کے بعد وہ آگے کی جانب چل دی۔ تب ہی ساکورا کے درختوں کی قطار نے اس کا استقبال کیا۔ ان کے پتوں کی سرسراہٹ میں مسحور ہوتی وہ کہیں دور ماضی کی یادوں میں کھونے لگی۔ ہر پر سکون لمحہ ہادی کی یاد سے جڑا تھا۔ ہر خوبصورت منظر اسی کی

یاد دلاتا تھا۔ ہر رات اسے اس ایکسیڈنٹ کی یاد دلا کر عفان سے نفرت کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ رات کا اندھیرا مدھم پڑ چکا تھا۔ تارے غائب ہو چکے تھے۔ پرندے چہچہانے لگے تھے۔ صبح کے استقبال کی تیاری عروج پر تھی۔ اس سے آگے جب وہ ایک کھلی جگہ پر پہنچی تو بے اختیار اسے خانزادہ گاؤں کا وہ منظر یاد آیا جب وہ اس کے ساتھ کھڑا پھول توڑ رہا تھا۔ کچھ پھول اس کے بالوں میں ٹکے تھے۔ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر برقرار تھی۔ کیا وقت تھا! نہایت حسین !

جب وہ چائے خانے پہنچی تو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ دل چاہا کہ چائے کا آرڈر دے مگر پھر اچانک ہی اشعر کا خیال آیا۔ خاصا خوفناک خیال تھا۔ وہ اچانک ہی اپنی دنیا سے نکل کر اس سفاک دنیا میں واپس آئی۔ ارد گرد اب اندھیرا مکمل طور پر چھٹ چکا تھا۔ سورج کی آمد میں کچھ ہی وقت پڑا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ اسے اپنا چکر مکمل کرنا تھا۔ جلد از جلد۔ باغ کی خوبصورتی کو نظر انداز کرتی اب وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چلنے لگی۔ تنفس بگڑنے لگا۔ جیسے ہی وہ واپس اسی جگہ پر آئی جہاں اشعر ہاتھ میں موبائل لیے اپنے آدمیوں کے

ساتھ کھڑا اسی کے انتظار میں تھا۔ وہ وہاں پہنچی اور جھک کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

"دو گھنٹے۔ دو گھنٹے لگے تمہیں اس گارڈن کا ایک چکر لگانے میں۔" موبائل پر ٹائم دکھاتے ہوئے وہ افسوس سے بولا۔ لہجے میں افسوس کے ساتھ ساتھ دبہ دبہ غصہ بھی تھا۔

وہ سیدھی ہوئی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے بولی۔

"اشعر ساما انسان ہوں میں۔ اور ایک انسان اتنے بڑے گارڈن کا چکر دو گھنٹے میں ہی لگا سکتا ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بیس منٹ میں لگاتا ہوں۔ نالائق!" غصے سے جتا کر کہتا وہ واپس گاڑی کی طرف مڑ گیا۔ گارڈز بھی اسی کی جانب چل دیے۔

"میں نے بھی انسان کی بات کی تھی۔ ہونہہ"!

افسوس سے سر جھٹک کر وہ بھی آخر کار اس کے پیچھے چل دی۔ سورج اب نمودار ہو چکا تھا۔ ہر سو اس کی کرنیں اپنی روشنی بکھیرنے میں مصروف تھیں۔

وہ واپس ایش گوتن آئے تو اس کو اپنی ٹانگوں میں درد اٹھتا محسوس ہوا۔ مگر وہ خاموش رہی۔ اشعر دائیں جانب جبکہ وہ عمارت کی بائیں جانب چل دی۔ اندر داخل ہو کر وہ سیدھا زینے چڑھتی اپنے کمرے میں جا پہنچی۔ فریش ہو کر واپس آئی تو اب کہ واقعی پورا جسم درد کرنے لگا تھا۔ پیدل اتنا سفر کرنا اس نازک وجود کے لیے تو واقعی کٹھن تھا۔ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ کر اس نے خود ہی اپنے پیر دبانا شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تھک گئی۔ اب کہ ہاتھ درد کرنے لگے تھے۔ اسے خود پر ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا۔ کسی کی زندگی ایک جھٹکے میں اس قدر بھی بدل سکتی ہے؟ وہ خود ہی سوچ کر ہنس دی جبکہ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی مانند گرنے لگے۔ درد تھا کہ چھپائے نہیں چھپتا تھا۔ مراد ہاؤس کی یاد اس کے وجود کے ساتھ چمٹ چکی تھی۔ اور ہادی.... وہ تو اس کے پاس نہ ہو کر بھی اس کے پاس تھا۔ کسی سائے کی طرح....

تھوڑی دیر بعد وہ تھکاوٹ کے باعث وہیں بیڈ پر لیٹ گئی۔

❤ ❤ ❤

تاریخ تھی 25 اگست ....

وقت تھا صبح کا ....

شہر تھا جاپان کا ....

ساپورو میں اس وقت ہر چیز صبح کے خوش آمدید میں مصروف تھی۔ پرندے گیت گا رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ہر کسی کو پر سکون کیے ہوئے تھے۔ اس شہرہ کا ذرہ ذرہ صبح روشنی کے احساس سے مسرور ہو رہا تھا۔ ان سب میں تھا ایک ایسا نفس جسے اس صبح کی خبر تک نہیں تھی۔ ایک خوبصورت اسٹریٹ پر موجود وہ ایک عالیشان محل تھا جس کی سفید دیواریں سورج کی زرد روشنی میں چمک رہی تھیں۔ وہ محل مکمل طور پر سفید تھا۔ کسی سفید محل کی طرح....

ایک گاڑی اس سفید محل کے سامنے میں آکر رکی تو گارڈز نے جلدی سے گیٹ کھولا اور پھر وہ گاڑی اندر کی جانب رواں ہو گئی۔ پورچ میں گاڑی آکر رکی تو ایک اونچی قدو قامت والا وجیہہ شخص کوٹ کے بٹن بند کرتا گارڈ کے دروازہ کھولنے پر باہر نکلا۔ آنکھوں پر گلاسز لگائے، تھری پیس سوٹ پہنے اور گردن غرور سے سیدھی کیے وہ کافی پرکشش لگ رہا تھا۔

دوسری طرف یہ منظر تھا اس سفید محل کی بیسمنٹ کا۔ ٹارچر سیل کے پاس والے کمرے کے ایک کونے میں وہ زمین پر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ وہ کمرہ بالکل تاریک تھا۔ وہاں روشنی کا کوئی ایک راستہ بھی نہیں تھا۔ اس کمرے کا دروازہ کافی موٹا تھا جو لوہے کا بنا تھا۔ اس گہری تاریکی میں اس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ روشنی کی کرن دیکھے اسے مہینے گزر چکے تھے۔ دن تھا یا رات، اسے اس بات تک کا علم نہیں تھا۔ اس نے دھیرے سے اپنی شہادت کی انگلی سے دیوار پر لکھنا شروع کیا۔ انمول.... انمول ارباز.... سید ارباز شاہ.... اس کے ہاتھوں میں ہونے والی لرزش نے اسے مزید کچھ بھی لکھنے سے روک لیا۔ اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ اپنی گود میں گر گیا۔ آنکھوں میں اس قدر تکلیف جاگی کہ اسے لگا

اگر وہ نہ روئی تو آنسو اس کی آنکھوں کو جلا ڈالیں گے۔ مگر وہ کیسے روتی؟ اس نے تو کبھی رونا سیکھا ہی نہیں تھا۔ ہر درد اور تکلیف کے سامنے ارباز ہمیشہ کسی ڈھال کی طرح موجود رہ کر اس کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ وہ اپنی ڈھال کو کھو چکی تھی۔ کرب سے آنکھیں بند کر کے اس نے اپنا سر دیوار سے لگایا۔ آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرانے لگا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھی جہان سے بات کرنے میں مصروف تھی۔ اشہد اس کے بالکل پاس کھڑا سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ جہان کو بہت کچھ بتا رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد دو گارڈز دوڑتے ہوئے اس کے کمرے میں آئے۔

"انمول ساما!" ان دونوں کا سانس پھولا ہوا تھا۔ انمول نے فون کان سے ہٹایا اور ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"سعیر ساما تو یہاں سے جا چکے ہیں مگر ان کے لوگوں نے پورے ایش وِلا کو گھیر لیا ہے۔ وہ گنز اٹھائے ہوئے ہیں اور کبھی بھی فائرنگ شروع ہو سکتی ہے۔"

انمول نے فوراً اشہد کو بازو سے پکڑ کر سینے سے لگایا۔ آنکھوں میں کسی قسم کا کوئی ڈر یا خوف نہیں تھا بلکہ غصہ تھا۔ شدید غصہ....

"کیا مقصد ہے ان کا؟ "

"انمول ساماوہ..." ایک آدمی تو قدرے سر جھکائے کھڑا رہا جبکہ دوسرا بتاتے ہوئے کافی پشیمان سا ہوا۔ "وہ آپ کو "...

"سعیر مجھے قید کرنا چاہتا ہے۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی انمول ساما۔ ارباز ساما مر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ آپ کو سعیر ساما سے بچا سکیں۔ آپ... آپ پلیز بھاگ جائیں۔ ہم آپ کی مدد کریں گے۔ خود تو مر جائیں گے مگر آپ کے بارے میں ایک لفظ نہیں بتائیں گے۔ "

"انمول میدانِ جنگ سے بھاگنے والوں میں سے نہیں ہے۔ مجھے تنہائی کی آزادی تو منظور ہے مگر سعیر کے ساتھ کی قید نہیں۔ "

ان دونوں نے ناسمجھی سے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"میرے بیٹے کو محفوظ رکھنا تم دونوں کی ذمہ داری ہے۔ اسے یہاں سے لے جاؤ۔"

وہ اشہد کے سامنے پنجوں سے بل بیٹھ گئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم ہار نہیں سکتے ایش۔ ہم مر تو سکتے ہیں مگر ہار نہیں سکتے۔" اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے وہ بہت پیار سے بولی۔ پھر دھیرے سے اس کا ماتھا چوما۔

"آپ کو زندہ رہنا ہو گا ایش۔ میری اور اپنے ڈیڈ کی جنگ اب آپ نے لڑنی ہے۔ میں اور آپ کے ڈیڈ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم ہمیشہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں گے۔"

"بٹ مما آپ کہاں جا رہی ہیں؟"

"آزاد ہونے۔ موت آزادی ہے ایش۔ میں آزاد ہونے جا رہی ہوں۔ آپ کی مما کسی غدار کی ضد کی قیدی نہیں بن سکتی۔ وہ آپ کے ڈیڈ کے بعد کسی کی نہیں ہو سکتی۔ میں غداروں کو ہرانے اور موت کی فتح حاصل کرنے جا رہی ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشہد نے اگلے ہی لمحے اپنا سر ماں کے کندھے پر رکھا۔

"آئی وِل مس یو مما"!

انمول نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر سہلایا۔ دل میں کچھ ڈوب کر ابھرا۔

"ہمیشہ یاد رکھنا ایش۔ آپ کے ڈیڈ اور مما ہارے نہیں تھے۔ وہ بس زندگی کی قید سے آزاد ہوئے تھے۔ "

اس نے اشہد کو سیدھا کیا۔

"اگر کبھی ہماری یاد آئے تو آنکھیں بند کر لینا۔ میں آپ کے سامنے ہوں گی۔" اتنا کہہ کر وہ زخمی سا مسکرائی اور ان آدمیوں کی طرف دیکھا۔

"لے جاؤ میرے بیٹے کو۔ اسے ہر حال میں زندہ رہنا ہے۔" ایک آدمی جھٹ سے آگے بڑھا اور اشہد کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چلیں ایش بابا" !

"رکو۔ باہر سے نہیں۔ "

انمول اپنے کمرے میں موجود ایک بڑی سی پینٹنگ کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے کسی مخصوص جگہ پر ہاتھ رکھ کر دبایا تو وہ پینٹنگ کسی دروازے کی مانند ایک طرف سلائیڈ ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ خفیہ رستہ ہے۔ بس کسی طرح یہاں سے نکل جاؤ۔"

تب ہی کوئی اور اس کمرے میں داخل ہوا۔ ہاتھ میں گن لیے۔ اس سے پہلے کہ وہاں پہلے سے موجود وہ دو لوگ کچھ کرتے اس نے انہیں ہینڈز اپ کرنے کو کہا۔ اس کے پیچھے ہی دروازے کے باہر بہت سے لوگ موجود تھے۔ سب کے ہاتھ میں گنز تھیں۔ آخر انہیں ہار ماننی پڑی۔ انہوں نے ہاتھ سرینڈر کرتے ہوئے اٹھا لیے۔ وہ شخص ماسک چڑھائے ہوئے تھا۔ قدم قدم چلتا وہ آگے آیا اور ایک نظر اس کھلے دروازے کو دیکھا۔ پھر نظر اشہد پر جا کر ٹک گئی۔ انمول اس کی آنکھوں کا ایک ایک تاثر پڑھ رہی تھی۔ وہ حریف نہیں تھا۔ انمول کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ ایک نظر دروازے کے اس پار کھڑے ماسک لگائے لوگوں کو دیکھ کر وہ انمول کے قریب آیا۔

"آپ جا سکتی ہیں۔" جانی پہچانی سی آواز کسی سرگوشی کی مانند کانوں میں گونجی۔

"میرے بیٹے کو جانے دو۔"

"میں نے کہا آپ جا سکتی ہیں۔ اپنے بیٹے کے ساتھ۔" وہ اس کے بالکل سامنے کسی ڈھال کی طرح کھڑا تھا۔ دروازے کے پار کھڑے لوگوں اور انمول کے بالکل درمیان کسی پردے کی مانند۔

"میں جہاں بھی جاؤں گی ایک نا ایک دن اپنے بیٹے کے ساتھ پکڑی جاؤں گی۔ میں اپنی وجہ سے اپنے بیٹے کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ اگر میری قربانی میرے بیٹے کی حفاظت کرے گی تو میں قربان ہونے کو تیار ہوں۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بولتی چلی گئی۔ "فقط میرے بیٹے کو جانے دو۔ پھر تمہاری وفاداری کا حساب پورا ہوا۔"

"آپ جائیں انمول ساما میں"....

"جاؤ۔"

وہ اس کی بات کاٹ کر اس آدمی سے بولی جو اشہد کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے ایک نظر ماسک لگائے سلیم مراد کو دیکھا اور پھر اس خفیہ راستے کی جانب چل دیا۔ اس کے جاتے ہی وہ دروازہ پھر سے بند ہو گیا۔

"اگر سعیر کو میرے بیٹے کے بارے میں علم ہو بھی جائے تو اسے جہان کے حوالے کر دینا۔ وہ اس کی حفاظت کرے گا۔"

اس نے اتنا کہا اور سلیم مراد کی ایک طرف سے آگے بڑھ آئی۔ اس طرح دروازے کے پار ماسک لگائے لوگ اسے واضح دکھائی دینے لگے اور وہ انہیں۔

سلیم مراد نے دل شکستہ ہو کر دھیرے سے آنکھیں بند کیں۔ ملکہ یقیناً ضدی تھی۔

صرف اپنی ماننے والی۔

اس کے بعد اسے وہی کرنا پڑا جو سعیر ساما کا حکم تھا۔ ملکۂ قلب کو قید ....

وہ منظر وقت کے دھوئیں میں دھندلا گیا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو خود کو اس تاریک کمرے میں زمین پر بیٹھا پایا۔ سر میں درد اٹھنے لگا۔ وجود کسی زخم کی طرح تکلیف دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی شہادت کی انگلی پھر سے دیوار پر حرکت کرنے لگی۔ ایش.... ایش.... اشہد.... سید اشہد.... ہاتھ ایک بار پھر لرز گیا اور گود میں ڈھے گیا۔ ہمت جواب دے گئی۔ اس نے گہری سانس لی تو سانس بھی کپکپا گئی۔ درد کی انتہا تھی۔ اشہد کی موت کی خبر نے اس کے درد کی انتہا کی تھی۔ دل تڑپ اٹھا تھا۔ اس نے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے سعیر سے بچانے کی لاکھ کوشش کی تھی۔ اس کوشش میں اس کا ساتھ دینے والے دو بھائی، سلیم مراد اور جہانگیر مراد تھے۔ قید ہونے کے باوجود اسے تسلی سی تھی کہ کم از کم اس کا بیٹا زندہ تھا۔ جو بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کی ادھوری جنگ لڑے گا۔ مگر کچھ دن پہلے ملنے والی خبر نے اسے کہیں اندر تک زخمی کر دیا تھا۔ سعیر اشہد کو ڈھونڈ کر مار دینے میں کامیاب رہا تھا۔ اس گھپ اندھیرے میں اب کہ پہلی بار اس خیال پر اس کی آنکھوں میں نمی چمکی۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ غائب ہوئی جب کسی نے وہ موٹا اور بھاری لوہے کا دروازہ اندر کی جانب دھکیل کر کھولا۔ دروازہ کھلنے پر بھی اسے روشنی کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔ اسے سب سے آخری کمرے میں رکھا گیا تھا۔ ٹارچر سیل کے پاس والے کمرے میں۔ جہاں اسے لوگوں کے چیخنے چلانے کی دل خراش آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں۔

وہ بوٹس والا شخص دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"انمول ساما!" اس نے نہایت ادب سے اسے پکارا۔ وہ خاموش رہی۔

"اب بھی وقت ہے انمول ساماخود کو اذیت سے نکال لیں۔ آپ اس اندھیرے کی قابل نہیں ہیں۔ باہر روشنیاں آپ کی منتظر ہیں۔ "

وہ اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ اس کے سنہری بال اس کے چہرے اور اس کی نگاہوں کے بیچ میں پردہ گرائے ہوئے تھے۔ وہ اکڑوں بیٹھی دیوار سے سر ٹکائے ہوئے تھی۔ گویا کوئی لاش ہو۔ زندہ لاش ....

"انمول ساماخدا کے لیے۔" اس شخص کی آنکھیں اس کی حالت دیکھ کر بھر آئی تھیں۔ کبھی آنکھوں کے سامنے اس اپسرا کا وہ سراپا لہراتا جس کی تعریف کے لیے الفاظ کم پڑ جایا کرتے تھے تو کبھی سامنے پڑی اس زندہ لاش کی قابلِ ترس حالت۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے دھیرے سے سر سیدھا کیا۔ بال کسی آبشار کی طرح ایک جانب بہہ گئے۔ اپنی خوبصورت پلکیں اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس نے نفی میں سر ہلایا تو وہ سرد آہ بھرتا رہ گیا۔

"انمول ساما ارباز ساما کو مرے ہوئے تین ماہ بیت چکے ہیں اور آپ تب سے یہاں قید ہیں۔ سعیر ساما کبھی بھی آپ کو مار سکتا ہے۔ خدا کے لیے یہاں سے چلی جائیں۔ میں خود آپ کی یہاں سے نکلنے میں مدد کروں گا۔ "

"غداری کرو گے؟" اس کی خوبصورت سی آواز اب کہ اس کے کانوں میں گونجی۔ نہایت نرم اور دلفریب لہجہ۔

"آپ کو آزاد کرنا اگر غداری ہے تو میں "....

"غداری لعنت ہے سلیم مراد۔"

اس کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ انمول نے کہا۔ وہ چند لمحوں کے لیے واقعی کچھ نہ بول پایا۔

"غدار کے ساتھ غداری کرنا کہاں کی غداری ہے انمول ساما؟ "

"غداری تو غداری ہوتی ہے۔ چاہے غدار سے ہی کیوں نہ کی جائے۔ "

"لیکن انمول ساما"....

"میرا بیٹا کہاں ہے سلیم مراد؟"

وہ اس بارے میں اس کی مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتی تھی۔ وہ یہ سوال سن کر چند لمحے خاموش رہا۔

"جہان کبھی غداری نہیں کر سکتا۔ مجھے اس کی وفاداری پر پورا یقین ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہاں ہے میرا بیٹا؟"

"سعیر سامانے یہ کہہ کر جہان ساما کو سنگاپور بھیج دیا کہ آپ اسے وہیں ملیں گی اور...."

وہ خاموش ہوا۔

"جہان مجھے تلاش کر رہا ہے؟"

"جی انمول ساما۔ سعیر ساما ماننے کو تیار ہی نہیں کہ اسی نے ارباز ساما کا قتل کیا اور آپ کو یہاں"....

"باقی سب کہاں ہیں؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابراہم ساما جہان ساما کے ساتھ مل کر آپ کی تلاش میں لگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر آپ انہیں مل گئیں اور آپ نے خود کہا تو ہی وہ یقین کریں گے کہ ارباز ساما کا قتل سعیر ساما نے کیا ہے۔ ڈیوڈ ساما سعیر ساما کے ساتھ کھڑا ہے۔"

"اور ملک؟"

"یامی نوکائی کے حالات ارباز ساما کی موت کے بعد بگڑ چکے ہیں اور ملک ساما کے ارادے ٹھیک نہیں۔ وہ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر اسٹون آف یامی نوکائی حاصل کرنے کی کوشش میں ہے۔"

"اسٹون... کسی کو معلوم ہے کہ اسٹون کہاں ہے؟" وہ ایک دم پریشان سی ہو گئی۔

"اسٹون سعیر ساما حاصل کر چکا ہے انمول ساما!" یہ کہتے ہوئے اس کی گردن جھک سی گئی اور وہ نظریں نہیں اٹھا پایا۔

"ایسا ممکن نہیں۔" انمول نے نفی میں سر ہلایا۔ "ایسا ممکن نہیں سلیم۔ اسٹون کہاں ہے یہ تو میں نے صرف جہان کو بتایا تھا۔"

"اسٹون اس وقت سعیر ساما کے پاس ہے۔ میرا یقین کریں۔ وہ خود اس بات کا اعتراف کر چکا ہے۔ اس نے ریئل اسٹون کو ایک جعلی اسٹون سے بدل دیا تھا۔ جس اسٹون کا پتہ جہان ساما کو آپ نے دیا تھا وہ اصل میں جعلی تھا۔ اسٹون آف یامی نوکائی سعیر ساما کے پاس ہی ہے جسے وہ عرصہ پہلے حاصل کر چکا تھا۔ ڈیوڈ ساما اس کے ساتھ کھڑا ہے جبکہ ملک ساما اس کے خلاف۔ اس کا کہنا ہے کہ ارباز ساما کے بعد کنگ آف یامی نوکائی بننے کا اہل وہ ہے سعیر ساما نہیں۔ جہان ساما اور ابراہم ساما آپ کو ڈھونڈنے اور سعیر ساما کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہیں۔ یامی نوکائی میں افراتفری سی مچی ہے انمول ساما۔ سب ایک دوسرے کے خلاف ہو چکے ہیں۔"

"سب مریں گے سلیم مراد۔" وہ ویران آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر جمائے بولتی چلی گئی۔ "سب کے سب مریں گے۔ میری اور میری فیملی کی تباہی کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑے گا۔" اس کی آواز میں تڑپ تھی۔ کیسے ممکن تھا کہ سات آسمانوں کے پار بیٹھا ذوالجلال اس تڑپ میں موجود آہ کو نہ سن پایا ہو جو سب سے بڑھ کر انصاف کرنے والا

ہے۔تب ہی کسی احساس کے تحت سلیم مراد نے جلدی سے گردن موڑ کر پیچھے دروازے کی جانب دیکھا۔

"کوئی اس طرف آرہا ہے انمول ساما! میں آپ سے پھر کہہ رہا ہوں یہاں سے "....

انمول نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا اور پھر چلے جانے کو کہا۔

وہ دھیرے سے اٹھا۔شاید وہ روک لے۔ایک قدم پیچھے ہوا۔شاید وہ موت کے منہ سے نکلنے کو تیار ہو جائے۔ایک قدم اور۔شاید وہ سعیر کی قید سے آزاد ہونے کے لیے مان جائے۔ایک قدم اور۔شاید وہ سلیم مراد کی سعیر مراد سے غداری کو قبول کر لے۔ایک قدم اور۔شاید وہ ....

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سلیم مراد!" وہ اچانک بولی۔

سلیم مراد کے قدم وہیں رک گئے۔لبوں پر امید بھری مسکان در آئی۔

"میرا بیٹا؟ "

اور پھر امید کرچی کرچی ہو گئی۔ اسے محض اپنے بیٹے کی پروا تھی۔ اس نے گہری سانس لی۔

"ایش بابا کو سعیر ساما"....

"ماں ہوں میں اس کی۔ مجھے سچ سننا ہے۔ صرف سچ..." وہ دبے دبے غصے میں چلائی۔

سلیم مراد کے گلے کی گلٹی ڈوب کر معدوم ہوئی۔

وہ ملکہ تھی۔ پھر چاہے قید ہو یا آزاد ملکہ تو ملکہ ہوتی ہے۔ اسے سچ بولنا تھا۔ کنگ کی بیوی کے سامنے۔ ایک ملکہ کے سامنے۔ ایک ماں کے سامنے....

چند لمحوں بعد ایک جاذب نظر گارڈ بیسمنٹ کی سیڑھیاں اترتا ہوا آیا۔ سیڑھیوں کے بعد ایک دروازہ تھا۔ اس نے ایک نظر بند دروازے پر ڈالی اور پھر ساتھ کھڑے گارڈ کو دیکھا جو نہایت پر سکون چہرہ لیے کھڑا تھا۔

"دروازہ کھولو۔" اس نے سلیم مراد سے کہا۔

سلیم مراد نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے وجہ پوچھی اور تیزی سے دروازہ کھولنے لگا۔

"سعیر ساما آئے ہیں۔" سلیم مراد کے کام کرتے ہاتھ لمحے بھر کے لیے تھم گئے۔

"اپنی ملکۂ قلب سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس شخص کے لہجے میں طنز ابھرا۔

سلیم مراد نے سرد آہ بھرتے ہوئے دروازہ کھولا تو سامنے ہی اسے راہداری نظر آئی جس کے دائیں بائیں اطراف کمروں کی قطار لگی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ آگے کی جانب چلنے لگے۔

"مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا کہ آخر ایک لڑکی کے لیے کوئی اس قدر تباہی کیسے مچا سکتا ہے۔ محبت بھی انسان سے کیا کچھ کروا لیتی ہے۔" وہ چلتے چلتے بولنے لگا۔

سلیم مراد طنزاً مسکرا دیا۔

"محبت کبھی بھی تباہی کا سبب نہیں بنتی۔ انا بنتی ہے۔ ضد بنتی ہے۔"

"کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ سعیر ساما کو اس سے محبت نہیں ہے بلکہ اسے حاصل کرنا اس کی ضد ہے۔"

"ہاں۔" وہ دونوں ایک کمرے کے پاس آکر رک گئے۔ سلیم مراد نے دروازہ کھولا۔ وہ ٹارچر سیل تھا۔

"اتنے دھڑلے سے یہ بات تم میرے سامنے کر رہے ہو۔ کسی اور کے سامنے مت کرنا۔ ورنہ سعیر ساما تمہاری چمڑی ادھیڑ دیں گے۔" اس شخص نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

سلیم مراد نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے سر کو خم دیا۔ اندر ایک شخص پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ وہ چند لمحے اسے تڑپتا دیکھتے رہے۔

"میرے خیال سے اگر جہان ساما کے ایڈوائزر نے سعیر ساما کے خلاف ثبوت اکٹھا کر لیا تو سعیر ساما کا حشر بھی یہی ہو گا۔" سلیم مراد نے ایس کے کے قریب ہو کر سرگوشی کی تو اس نے ایک سنجیدہ سی نگاہ سلیم مراد پر ڈالی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا کرلے گا جہان ساما کا ایڈوائزر؟"

"جہان ساما کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ اس تباہی کی وجہ اس کا بھائی سعیر مراد ہے۔"

"جہان ساما یہ بات پہلے سے جانتے ہیں۔" ایس کے کی بات پر سلیم مراد نے نفی میں سر ہلایا۔

"ان کو معلوم ہے مگر سعیر ساما کو سزا دینے کے لیے اتنا کافی نہیں۔ جب تک یامی نوکائی کے باقی تمام ممبرز اس بات پر یقین کر کے سعیر ساما کو سزا دینے کے لیے راضی نہیں ہو جاتے تب تک کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم سعیر ساما کے آدمی ہو یا جہان ساما کے؟" ایس کے نے طنز اچھالا۔ اسے حیرت سی ہوئی کہ وہ سعیر ساما کا آدمی ہو کر ایسی باتیں کر رہا ہے۔ سلیم مراد چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔

"دونوں میرے بھائی ہیں ایس کے۔ اب تک دونوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا تو سب ٹھیک تھا۔ میں سعیر ساما کا ہی آدمی تھا مگر اب یہ جانتے ہوئے کہ سعیر ساما غلط ہے میں کچھ نہیں کر پا رہا۔"

"اگر تم نے کچھ کیا بھی تو غدار کہلاؤ گے۔"

"یہی تو میں سمجھ نہیں پا رہا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے تو میں کیا کروں گا۔ کس کا ساتھ دوں گا۔ جہان میرا چہیتا بھائی ہے۔ وہی ارباز ساما کا سب سے پسندیدہ ممبر تھا۔ میں اس کے خلاف نہیں جا سکتا۔ مجھے اس کی مدد کرنی ہے۔"

"ہوش میں تو ہو تم۔" ایس کے بگڑا اور قدرے آہستہ آواز میں بولا۔ "جانتے بھی ہو کہ تم کہہ کیا رہے ہو۔ سعیر ساما کے محل میں کھڑے ہو کر، اس کے خاص آدمی کے سامنے ہی اس سے غداری کا کہہ رہے ہو۔"

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اداکار ہو۔" سلیم مراد کی بات پر چند لمحے وہاں خاموشی رہی۔ "تمہیں کیا لگا کہ میں نہیں جانتا۔ ایس کے تو محض ایک کردار ہے جسے تم نبھا رہے

ہو۔ اصل میں تو تم..." وہ دو قدم آگے بڑھا اور ایس کے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "تم جہان ساما کے ایڈوائزر ہو۔"

ایس کے ہنوز اسے دیکھتا رہا۔ بالکل خاموشی سے۔

"ایسا کچھ نہیں"....

"تم کیوں کچھ نہیں کر رہے ایس کے؟ میں تو غداری کے خوف میں مبتلا ہوں۔ ملکہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہوں مگر تم تو یہ کر سکتے ہو۔ تم تو ملکہ کو بچا سکتے ہو۔"

"ہم بعد میں بات کریں گے سلیم ساما۔ سعیر ساما انتظار کر رہے ہیں۔"

اگلے ہی لمحے ایس کے اس کمرے کی جانب بڑھا اور اس لوہے کے دروازے کو کھولا۔

سلیم مراد نے دھیرے سے، افسوس سے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اندر چلا گیا۔ پیچھے سے مزید دو گارڈز آ چکے تھے۔ وہ بھی اندر چلے گئے۔ مگر وہ وہیں کھڑا رہا۔ بت بن کے....

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ملکہ کو لیے باہر آتے دکھائی دیے۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ نظر سامنے سے آتی اس بے حال لڑکی پر پڑی۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیر تھی۔

اس کی حالت بالکل ایسی تھی جیسے کسی غلام کو دربار میں پیش کیا جا رہا ہو۔ وہ نظریں اٹھائے چل رہی تھی۔ گردن سیدھی تھی۔ بالکل ویسے جیسے ملکہ کی ہوتی ہے۔ انداز میں غرور تھا۔ جو کچھ کر لیا جائے، لاکھ حربے آزما لیے جائیں، ہزاروں جنگیں فتح کر لی جائیں۔ ملکہ ملکہ ہی رہتی ہے۔ ملکہ کبھی کنیز نہیں ہو سکتی۔ ملکہ کبھی باندی نہیں ہو سکتی۔ کاش اس بات کی سمجھ سعیر مراد ملک کو ہوتی !

اس نے سلیم مراد کو دیکھا جو پاس کھڑا تھا۔ اس کے پاس سے گزرنے پر اس نے غیر محسوس انداز میں احتراماً گردن جھکا لی۔ انمول زخمی سا مسکرا دی۔

وہ جانتی تھی کہ سلیم مراد کی جان کی قربانی اس کی جان بچا سکتی تھی مگر وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

وہ لونگ روم میں موجود مخملی صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ نظر ساتھ کھڑے آدمی پر ٹکی تھی جو سر جھکائے ادب سے اسے سارے دن کی روداد سنا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خاموشی سے اس کے ہر تاثر کو اسکین کر رہی تھیں۔ تب ہی زنجیر کی آواز پر اس کی توجہ اس شخص سے ہٹی۔ پھر نظر سامنے سے آتی اس اپسرا پر پڑی۔ آج بھی انمول کی

ایک جھلک سعیر کو اپنی دنیا سے بے خبر کر دینے کا اختیار رکھتی تھی۔ وہ لاشعوری طور پر دم سادھے اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پیروں کو چھوتا سیاہ لمبا فراک پہنے، سلکی سنہری بالوں کو کھلا چھوڑے اور اپنی خوبصورت اور دلکش آنکھوں سے اسے ہرانے کا عزم لیے ہوئے تھی۔ اس بات کا علم اسے تب ہوا جب اسے اپنی حرکت کا احساس ہوا۔ وہ چونکا۔ وہ اٹھا کیوں تھا؟ ایک قیدی کے احترام میں؟ وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا دھیرے سے واپس صوفے پر براجمان ہوا۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور گردن مزید اکڑ گئی۔

انمول اس کی حرکت کو بھانپ کر محض ہلکا سا مسکرا دی۔ اس کے چہرے پر بکھرا ہلکا سا تبسم سعیر مراد کے دل میں طوفان اٹھانے لگا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیسا لگ رہا ہے قیدی بن کر؟"

"کس نے کہا کہ انمول قید ہے؟" وہ ایک ابرو اٹھا کر مسکراتے ہوئی بولی۔ "میں تو آزاد ہوں۔ تمہاری قید سے۔"

"میری قید میں ہمیشہ خوش رہو گی۔ اس لیے مان جاؤ اور اس قید سے رہا ہو جاؤ۔" اس نے زنجیروں کی جانب اشارہ کیا۔

"یہ قید نہیں ہے سعیر مراد۔ یہ تو اس بات کی گواہی ہے کہ تم ملکہ سے ڈرتے ہو۔ "

"میں۔" وہ طنزاً ہنس دیا۔ "اور تم سے ڈرتا ہوں۔ اچھی خوش فہمی ہے۔ "

"ڈرنا بھی چاہیے۔ آخر غداری کی ہے۔ ملکہ کے قہر سے ڈرنا تو پڑے گا۔" اس نے اس کی بات جیسے سنی ہی نہ تھی۔

"سعیر مراد تم سے نہیں ڈرتا۔" دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھا کر وہ گویا ہوا۔

"تم جانتے ہو کہ ملکہ کو ہرانا ناممکن ہے۔ تب ہی تو تم نے مجھے ان زنجیروں کا اسیر بنا رکھا ہے۔ ورنہ انمول کیا کیا کر سکتی یہ تم اچھے سے جانتے ہو۔" اس کے اندر بھی ملکہ والا غرور تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر دھیرے سے اٹھا اور چلتا ہوا اس کے عین سامنے آرکا۔

"ٹھیک ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ان زنجیروں کی قید سے نکل کر تم کیا کر لیتی ہو۔ کل.... اسی وقت میں یہاں پھر آؤں گا۔ تب تمہیں ان سے رہائی دے کر میں تمہاری ذہانت آزماؤں گا۔" اس نے اس کی کلائی پر موجود زنجیر کو چھوا۔ انمول نے ایک جھٹکے سے اپنا

ہاتھ پیچھے کی جانب کھینچ لیا۔ سعیر اس کی اس حرکت پر ہنس دیا۔ اور پھر چلتا ہوا واپس صوفے کی جانب آیا۔

"کل تمہارے آگے دو راستے ہوں گے۔ ان میں سے ایک راستے کا انتخاب تمہاری شکست یا فتح کا فیصلہ کرے گا۔ تیار رہنا۔" اتنا کہہ کر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں سر کے قریب لے جا کر اسے الوداعی سلام کیا۔

"الوداع!" لبوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی۔ "میری ملکۂ قلب" !

اس کے بعد وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔ انمول کے چہرے پر بکھری پر سکون مسکراہٹ بھی سمٹ گئی۔ اداکاری ختم ہوئی۔ اس نے گہری سانس لی اور اب کہ پہلی بار غور سے ارد گرد پھیلی روشنی کو دیکھا۔ تب اس کے چہرے پر زخمی تاثر در آیا جب ساتھ کھڑے آدمیوں نے اسے واپس چلنے کو کہا۔ اس نے پھر سے نظر ارد گرد دوڑا کر گویا اس روشنی کو جی بھر کے دیکھنا چاہا۔ جب وہ بیسمنٹ سے نکل کر وہاں آئی تھی تب اس کی آنکھیں چندھیا سی گئی تھیں۔ عرصہ بعد دیکھنے پر روشنی اس کی آنکھوں کو راس نہیں آ رہی تھی۔ مگر اب وہ بالکل ٹھیک تھی مگر وقت ختم ہو چکا تھا۔ وہ مڑی۔ روشنی نے جیسے اس اپسرا کا

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سراپا دیکھ کر افسوس کیا۔ پھر وہ واپس چلی گئی۔ ان گھپ اندھیروں میں.... اس نے قربان کی تھی اپنے حصے کی روشنی..... تاکہ اس کے مقدر کی روشنی چمکا دے.... اس کے بیٹے کی قسمت.... اس کا بخت.... اس کا نصیب.... اس کا تخت ....

❤ ❤ ❤

"یہ اٹھاؤ۔"

اشعر نے لائلہ کے آگے پسٹل بڑھائی جسے وہ یک ٹک دیکھ رہی تھی۔ اس نے دھیرے سے وہ پسٹل اٹھائی۔

"آج میں تمہیں اس کا استعمال سکھاؤں گا۔" یہ کہہ کر اشعر نے اپنی پسٹل اٹھائی۔

"یہ دیکھو۔ میگزین میں اس طرح گولیاں بھری جاتی ہیں۔ "

اب کہ وہ اسے اس میں گولیاں بھرنا سکھا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔

"اس طرح ٹریگر پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے۔ اوکے؟"

اس نے ایک گول سیٹ کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ گولی بالکل نشانے پر جا لگی تھی۔

"اور اس طرح گولی چلائی جاتی ہے۔" وہ گولی چلا کر سیدھا ہوا اور لائلہ کو دیکھا۔

"اب تمہاری باری۔"

لائلہ نے تھوک نگلا اور اس جگہ آ ٹھہری جہاں کھڑے ہو کر اشعر نے گولی چلائی تھی۔

اس نے دھیرے سے میگزین لوڈ کی اور پھر گول سیٹ کیا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر ...

ٹھاہ کی آواز کے ساتھ اس کی اپنی بھی ایک زوردار چیخ گونجی۔ اس کی چیخ گولی چلنے کی آواز سے زیادہ بلند تھی۔ اشعر نے اس کی اس حرکت پر افسوس سے سر ہلایا۔

"نالائق"!

تھوڑی دیر بعد وہ کانفرنس روم میں موجود تھے اور اشعر اسے کچھ سمجھانے میں مصروف تھا۔ یہ وہ لیکچر تھا جو مابسٹرز کی ذہنی نشوونما کے لیے دیا جاتا ہے۔ وہ خاموشی سے اس کا گیان سنتی وقفے وقفے سے اثبات میں سر ہلاتی رہی۔

وہ اسے نہ صرف فزیکلی بلکہ منٹلی بھی اسٹرانگ کرنا چاہتا تھا۔

اگلے دن معمول کے مطابق صبح ہونے سے پہلے ہی اس کا الارم بج اٹھا۔ وہ اٹھی اور تیزی سے فریش ہونے لگی۔ وہ دھیرے دھیرے اس سب کی عادی ہو رہی تھی۔ اشعر کی کال آنے سے پہلے ہی وہ گارڈن میں دوڑ لگانے کے لئے ریڈی تھی۔ لان میں آکر اس نے اشعر کو سلام کیا اور پھر وہ گارڈن کی جانب روانہ ہو گئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آج اس نے ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ میں پورے گارڈن کا چکر لگایا تھا۔ اشعر نے ہمیشہ کی طرح ایک ہی فقرہ دہرایا اور پھر افسوس سے سر ہلاتا اپنی گاڑی کی جانب چل دیا۔

"میں بیس منٹ میں ایک چکر مکمل کرتا ہوں۔ نالائق "!

شام کے وقت وہ اسے دیگر اسلحے کا استعمال سکھاتا تھا۔ رات کے آغاز میں اس کی سائیکولوجیکل ٹریننگ اور سوشل انجینئرنگ کے لیے اسے کانفرنس روم میں لیکچر دیا جاتا تھا۔ دن کا زیادہ تر وقت وہ اینا کے ساتھ گزرا کرتی تھی۔ یہی تھا لائلہ کی زندگی کا آغاز۔

یہ کچھ دن بعد کی بات ہے جب وہ رات کو اچھا خاصا لیکچر سننے کے بعد اینا کے پاس بیٹھی تھی۔ جب اینا کو نیند آگئی تو اسے ڈیزی کے حوالے کرنے کے بعد وہ باہر لان میں آگئی۔ باہر کی خوشگوار فضا نے اسے وہیں رکنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے واپس اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کیا اور وہیں اپنی سلیپرز اتار کر ٹہلنے لگی۔ مراد ہاؤس کے لان کے بعد وہ پہلا لان تھا جو اسے بہت پسند آیا تھا۔ وہ مراد ہاؤس کے لان کی نسبت کافی وسیع اور سرسبز تھا۔ وہاں ایک طرف بہت سے گلاب کے پودے موجود تھے۔ مگر ان میں مراد ہاؤس کے لان میں موجود گلابوں کی سی بات کہاں! وہ تو ....

وہ محض سوچتی رہ گئی اور پھر پھولوں کو نظر انداز کر کے ایسے ہی ٹہلنے لگی۔

"یقیناً اسے کھلی فضا میں نرم گھاس پر ننگے پاؤں ٹہلنا بہت پسند ہے۔"

ایش گوتن کی دائیں عمارت میں موجود کمرے کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر لان کا منظر دیکھتے ایش نے تبصرہ کیا۔ پیچھے صوفے پر بیٹھ کر فائلز کا مطالعہ کرتے اشعر نے اس کی بات پر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر فائلز ایک طرف رکھ کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ ایش کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھنے پر اس کی نظر سامنے لان میں لاپروائی سے ٹہلتی لائلہ پر پڑی۔

"نالائق لوگوں کے پاس جب کرنے کو کچھ نہیں ہوتا تب وہ یہی سب کیا کرتے ہیں۔"

اشعر نے طنز کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

ایش نے ایک ملامتی نگاہ اس پر ڈالی جو واقعی سوتیلا بھائی بننے پر تلا ہوا تھا۔

"میں اب بھی کہہ رہا ہوں اشعر ساما کہ جو معاملات والدین کے بیچ طے پائے جائیں ان کا عذر بچوں پر نہیں ڈالا کرتے۔"

"واٹ ایور!" اشعر نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"تمہیں اس پر سختی بالکل نہیں کرنی چاہیے۔ وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتی۔"

"مجھے علم نہیں تھا۔ بتانے کے لیے شکریہ۔" اشعر نے پھر بات گول کر دی۔

"اشعر ساما!" ایش غصہ ہوا۔ "وہ بہت اسپیشل ہے۔ جہان ساما کے مجھ پر بہت احسان ہیں۔ اگر معاملہ ان کے قتل کے انتقام کا اور ان کی بیٹی کی حفاظت کا ہے تو میں تمہاری لاپروائی بالکل بھی برداشت نہیں کروں گا۔ تم لائلہ کو ہرٹ نہیں کرو گے۔ کسی صورت نہیں۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے۔ اس بوجھ کو اتارنے میں میری مدد صرف اشعر ساما اور پرل ساما ہی کر سکتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ اپنی حفاظت خود کرنے کے قابل ہو جائے کیونکہ اشعر ساما ہم دیکھ چکے ہیں کہ..." وہ سانس لینے کو رکا۔ غور سے اشعر کو دیکھا اور پھر اپنی بات جاری رکھی۔ "ہمارے دشمن ہم سے کئی قدم آگے ہیں۔ جب تک ہمارے لوگ اپنی حفاظت خود کرنا نہیں سیکھ لیتے ہم بھی ان کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ جس طرح"....

"جس طرح ہم نورِ نظر کی حفاظت نہیں کر پائے۔" ایش کی بات اشعر نے مکمل کی۔ اس کا چہرہ اب کہ سپاٹ اور لہجہ سنجیدہ تھا۔ ایش نے نظروں کا زاویہ بدلا اور نگاہ سامنے لان میں ٹہلتی لائلہ پر مرکوز کی۔ دونوں کی نگاہوں میں زخمی تاثر در آیا تھا۔ لمحہ بھر کے

لیے نورِ نظر کی کھکھلاتی آواز ان دونوں کے کانوں میں گونجی۔ اگلے چند ہی لمحوں میں ایش نے محسوس کیا کہ اشعر وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ محض سرد آہ بھر تا رہ گیا۔ کچھ تکالیف مقدر میں لکھی ہوتی ہیں۔ انسان چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو جائے مقدر کے آگے اسے جھکنا ہی پڑتا ہے۔ اسے ان تکالیف کو سہنا ہی پڑتا ہے۔

سامنے ہی لان میں ٹہلتے ہوئے وہ اپنے قدموں پر نظر جمائے ہوئے تھی۔ اسے اپنے پیروں میں کسی چیز کا احساس ہوا۔ تب ہی اس کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے موبائل اسکرین پر دیکھا جہاں غیر شناسا نمبر جگمگا رہا تھا پھر چند لمحے آنکھیں چھوٹی کیے کچھ سوچتی رہی۔ آخر کار اس نے سبز بٹن دبا کر فون کان سے لگایا۔ چند لمحے خاموشی رہی۔ جب نووارد کی آواز سنائی نہ دی تو اس نے فون نگاہوں کے سامنے لا کر دیکھا تو کال جاری تھی اور پھر حیرت سے دوبارہ کان سے لگایا۔

"تمہارے پیروں میں سانپ ہے۔" اب کہ ایک غیر شناسا سی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو اس کا سانس رک گیا۔ وہ خوف کے سبب دم سادھے کھڑی رہی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتی وہ پھر بولا۔

"ہلنا مت۔ وہ جا رہا ہے۔ "

اس نے دھیرے سے گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ پہلے تو کچھ دکھائی نہ دیا مگر پھر اس کے پاؤں سے سانپ کی دم ٹکرائی تو وہ اپنی چیخ دباتی رہ گئی۔ اس نے برق رفتاری سے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کو بلند ہونے سے روکا۔

"میں نے کہا کوئی حرکت نہیں۔" اس شخص کی آواز پھر سے گونجی۔ "وہ جا رہا ہے اسے جانے دو۔ تمہاری کوئی بھی حرکت تمہیں وکٹم بنا سکتی ہے۔ "

تھوک نگل کر لائلہ نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر آنکھیں بند کر کے جتنی قرآنی سورتیں اور آیات اسے حفظ تھیں ان کو دہرانے لگی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایک گہری سانس لو۔" وہ پھر بولا۔

اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور ایک گہری سانس لی۔

"اب اس لمحے کو سوچو جسے تم بار بار جینا چاہتی ہو۔ "

وہ چونکی۔ یہ بھی بھلا وقت تھا ایسی باتوں کا؟

"حیران بعد میں ہونا پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔"

لائلہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

وہ مراد ہاؤس کے لان میں موجود تھی۔ فضا گلابوں کی مہک سے معطر تھی۔ تب ہی خوشبو میں اچانک اضافہ ہوا۔ فضا مزید معطر ہو گئی۔ اس کا دل دھڑک اٹھا اور ہر دھڑکن اس کی موجودگی کی گواہی دینے لگی۔ ایک گلاب کا پھول اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اس شخص کو سوچو جس کی موجودگی تمہیں heal کرتی ہے۔"

تب ہی وہ مڑی۔ نگاہ سامنے کھڑے شخص کی نظروں سے ٹکرائی۔ وہ جس کی سنہری آنکھوں میں ہمیشہ محبت کے ابھرتے سورج کا منظر دکھائی دیتا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس آواز کو محسوس کرو جو تمہارے تصور کو وسعت اور دل کو سکون دیتی ہے۔"

اس کے کانوں میں حدید خانزادہ کی آواز گونجنے لگی۔

"جب تم روتی ہو تو یہاں درد ہوتا ہے۔" وہ اپنی شہادت کی انگلی اپنے دل پر رکھے کہہ رہا تھا۔

"اب آنکھیں کھولو۔"

اس نے آنکھیں کھولیں۔ نظر ایش گوتن کے لان پر پڑی۔ دل بھر آیا۔

"کیا وہ شخص یہاں ہے؟"

اس نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ وہ کہیں بھی نہیں تھا۔ پھر اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ وہ یہاں ہو۔ بالکل تمہارے سامنے؟"

اس نے بے اختیار اثبات میں سر ہلایا جبکہ کھڑکی میں کھڑا ایش سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

اچانک ہی فسوں ٹوٹا۔ وہ حیران ہوئی۔ پھر گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ وہاں کچھ نہیں تھا۔

"وہ جا چکا ہے۔" وہ پھر بولا۔ اب کہ وہ مزید حیران ہوئی۔

"تم کون ہو؟ اور تم... تم مجھے کیسے دیکھ رہے ہو؟"

"تصور دنیا کی سب سے قیمتی نعمت ہے اور تصور کی دنیا بے حد حسین اور وسیع۔ وہ دنیا جہاں سب اپنے مقام کا تعین خود کرتے ہیں، جہاں سب اپنی تقدیر کے معمار خود ہوتے

ہیں۔ یہاں کوئی بھی بادشاہ بن سکتا ہے، کوئی بھی فاتح بن سکتا ہے۔ یہاں جج کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہاں اوقات دکھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہاں صرف آپ ہوتے ہیں اور آپ کا تصور ہوتا ہے۔ تصور کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ ہم اپنے لاحاصل کو اپنا تصور کر سکتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے ان خوابوں کی تعبیر تلاش کر سکتے ہیں جنہیں حقیقت کی قید نے روک رکھا ہوتا ہے۔ تصور کی دنیا میں جانا چاہیے۔ ان چیزوں کو تصور کرنا چاہیے جن کے ساتھ ناممکن کی مہر لگ چکی ہے۔ تصور وہ پناہ گاہ ہے جو ہمیں دکھ، درد، تکالیف، قید اور شکست وغیرہ سے محفوظ رکھتی ہے۔"

"مگر تصور حقیقت تو نہیں ہوتا۔"

"تصور حقیقت نہیں ہوتا مگر یہ ہمارے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے catalyst ثابت ہوتا ہے۔ یہ ہمارے لیے موٹیو ہوتا ہے۔ جیسے تم اس شخص کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتی ہو۔ تم اسے تصور بھی کرتی ہو اسی لیے مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ حقیقت بن کر تمہارے سامنے ہو گا۔"

"تمہیں کیسے معلوم کہ"....

"میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تمہاری آنکھوں میں مجھے کسی سے محبت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔" اس کا سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی اس نے جواب دیا۔

"پہلے بتاؤ تم کون ہو؟"

"تمہارا باس۔"

لائلہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ایش ساما؟" بے یقینی سی تھی۔

"ہاں۔" چند لمحے گہرا سکوت چھایا رہا۔

"تم اسے واقعی دیکھنا چاہتی ہو؟"

وہ خاموش رہی جبکہ اس کی آنکھیں اور اس کا چہرہ اس کا جواب دے رہے تھے۔

"تم ہادی سے محبت ترک کر دو۔ وہ محبت کے لائق نہیں ہے۔"

اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"ایش گوتن میں جب بھی کوئی شخص داخل ہوتا ہے اس کی پیدائش سے لے کر اس کی اس وقت تک کی تمام انفارمیشن مجھے مل جاتی ہے۔ اور تمہاری انفارمیشن کے مطابق تمہاری طبیعت میں بدلاؤ اس ایکسیڈنٹ کے بعد نہیں بلکہ حدید کے جانے کے بعد آیا تھا۔ ایم آئی رائٹ؟ "

وہ چند ثانیے خاموش رہی۔ پھر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ وہ بولا۔

"جانتی ہو وہ ہے کون؟"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ درحقیقت وہ نہیں ہے جو تمہیں لگتا ہے۔ اپنے کیریئر سے محبت کرنے والا... ایک محنتی، سچا اور ایماندار شخص۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ جیسا بھی ہے اچھا ہے اور اس کے متعلق کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ سننے والی اس کی دوست ہے۔ باقی رشتے تعلقات کا تو نہیں پتہ لیکن میں دوستی میں بہت اچھی ہوں۔ اپنے دوست کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی۔"

"مگر تمہیں سننا ہو گا۔ کیونکہ تمہیں حقیقت سے آشنا کرنا میرا فرض ہے۔"

"عین ممکن ہے کہ تم غلط ہو یا کسی مقصد کے تحت مجھ سے جھوٹ بولو۔" وہ بھول گئی کہ نووارد اس کا باس ہے۔

"میں باس ہوں تمہارا۔ تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔ تمہیں موت کے منہ سے نکال کر یہاں جینا سکھا رہا ہوں۔ پھر بھی تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تم سے جھوٹ بولوں گا؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیونکہ تم ہادی نہیں ہو۔ اس کے خلاف کچھ بھی بولنے والا شخص میری نظر میں جھوٹا ہے، دھوکے باز ہے، اداکار ہے۔" لہجے میں درشتی گھلنے لگی۔

ایش نے زخمی تاثر سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اس لڑکی کی باتیں اس کا دل زخمی کر رہی تھیں۔ مگر کیوں؟

"مجھ سے اس طرح بات کرنے کی سزا جانتی ہو؟"

"کیا کرو گے؟ مار دو گے؟"

ایش نے سرد آہ بھری۔ کم از کم اب تو وہ اسے مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ بھلا اپنے دل پر ظلم کیوں کرتا؟

"وہ سعیر مراد کا ایڈوائزر ہے۔ اس کے ہر جرم میں اس کا ساتھ دینے والا۔"

وہ اب کہ اسے طائرانہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ شاید یہ بات سننے کے بعد وہ اس کے چہرے پر حدید کے لیے نفرت دیکھ پائے۔ مگر وہ تو سکتے میں چلی گئی۔ اس کے الفاظ اپنے اندر جذب کرنے میں اسے بہت وقت لگا۔ اتنا وقت وہاں گہرا مگر دردناک سکوت طاری رہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ کچھ کہنے کے لیے لب وا کرتی مگر پھر خاموش ہو جاتی۔

"یقین نہیں آرہا؟" وہ نہایت سنجیدگی سے بولا۔ دونوں کے اندر ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ کیا ہو رہا تھا کچھ خبر نہیں تھی۔

"جھ.... جھوٹ ہے... یہ۔" الفاظ ٹوٹنے لگے۔ یا شاید اس کے اندر ہونے والی توڑ پھوڑ کے نتیجہ میں اس کا لہجہ ٹوٹ گیا تھا۔

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ ایش کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

وہ دم سادھے کھڑی رہی۔ ایک... صرف ایک امید باقی تھی۔ صرف ایک مان باقی تھا کہ ہادی دھوکے باز نہیں۔ وہ اس کا حریف نہیں۔ اور یہ مان اس کے جینے کے لیے کافی تھا مگر آج....

"ہو سکتا ہے کہ سعیر چاچو نے زبردستی"....

"یہ کام زبردستی نہیں ہوتے۔ کم از کم زبردستی کسی کا ایڈوائزر نہیں بنا جا سکتا۔ ایڈوائزر وفاداری کا مجسمہ ہوتا ہے۔ وہ اسی کے لیے کام کرتا ہے۔"

اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔

"سچ بتاؤ۔" دل نے گویا تصدیق چاہی۔ ٹوٹنے کی اجازت مانگی۔

"یہی سچ ہے۔" ایش نے پھر سے گہری سانس لی۔ وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ اس کی ڈبڈبائی آنکھیں.... اتنی خوبصورت آنکھیں بھی رو دیں تو یہ ظلم تھا۔ مگر اس وقت ایش وہ کر رہا تھا جو لائلہ کے لیے بہتر تھا۔ وہ بس اس کی بہتری چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ رو لے۔ جی بھر کے۔ صرف آخری بار ....

اگلے ہی پل اس نے لائلہ نے ہاتھوں سے موبائل پھسلتا ہوا دیکھا۔ سب کچھ جیسے سلو موشن میں ہونے لگا۔ موبائل اگلے چند لمحوں میں زمین بوس ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں زور و شور سے برس پڑی تھیں۔ ہمت جواب دینے لگی۔ دل میں اب کہ ایسے تکلیف اٹھی جیسے اسے سزائے موت سنا دی گئی ہو۔ جیسے ڈوبتے ہوئے شخص سے آخری سہارا چھین لیا گیا ہو۔ جیسے کسی کی آخری امید کا قتل کر دیا گیا ہو۔ پھر ایش نے اسے بائیں عمارت کی جانب بھاگتے دیکھا۔ وہ ننگے پیر حواس باختہ ہو کر بھاگتی گئی۔ ایش کی آنکھوں میں بے تحاشا افسوس در آیا مگر وہ جانتا تھا کہ یہی اس کے لیے بہتر تھا۔

جیسے ہی وہ عمارت میں داخل ہوئی ڈیزی جو کانچ کا گلاس ٹوٹنے پر خود پر افسوس کرتی جھاڑو لینے جا رہی تھی اسے دیکھ کر رکی۔ پہلے تو وہ اسے اس طرح روتے ہوئے بھاگتا دیکھ کر پریشان ہوئی مگر اگلے ہی لمحے ....

اس سے پہلے کہ وہ لائلہ کو آگے قدم رکھنے سے روکتی وہ ٹوٹے بکھرے کانچ پر قدم رکھ چکی تھی۔ ڈیزی کو امید تھی کہ وہ ابھی رک کر چلا اٹھے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ وہ رک تو گئی مگر اس کی ایک سسکی تک نہ گونجی۔ ایسے جیسے اچانک ہی اسے زخم سہنے کی عادت ہو گئی ہو۔ ایسے جیسے اسے اپنے زخم کا احساس ہی نہ ہوا ہو کیونکہ دل پر لگا زخم اس زخم سے زیادہ گہرا تھا۔

ہادی بھی اس کا نہیں تھا۔ وہ بھی اس کا حریف تھا۔ ہادی بھی....؟ وفا کا ہادی....؟

"لائلہ ساما!" ڈیزی چلاتی ہوئی اس تک آ پہنچی جو خاموش نگاہوں سے نیچے زمین پر بہتے اپنے خون کو دیکھ رہی تھی۔ کانچ کا کافی بڑا ٹکڑا اچبھا تھا۔ زخم کافی گہرا تھا۔ ڈیزی نے جلدی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے پاؤں کو کانچ سے آزاد کیا۔ خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

"لائلہ ساما آپ یہاں بیٹھیں میں"...

ڈیزی کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ خاموشی سے بیٹھی سن دماغ لیے اپنے زخم کو دیکھتی رہی۔ زندگی کی سب سے بڑی ٹھوکر اسے آج لگی تھی۔ جس نے اس دن، اسی لمحے اس کے اندر موجود وفا کا بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ اسی دن وفا مر گئی۔ سب سے دردناک موت دل کی موت ہوتی ہے اور اس دن وفا کا دل مر گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ خاموشی سے اپنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ کمرے میں مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس مدھم سی روشنی میں اس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ مگر اگلے ہی لمحے الارم کے چیخنے پر اس نے آنکھیں کھول کر سر سیدھا کیا۔ چہرہ واضح ہوا۔ آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ نیند کی کمی کے باعث ان میں سرخی پھیلی تھی۔ کتنا مشکل

وقت تھا وہ اس کے لیے۔ پہلے ان لوگوں نے قتل کرنا چاہا جنہیں وہ دل سے اپنا سمجھتی تھی۔ پھر اچانک ہی سب کچھ کھو دیا۔ گھر، اپنے، رشتے، ہنسی، خوشیاں غرض سب کچھ سوائے ایک شخص کے۔ جس کی وفا اس کے جینے کے لیے کافی تھی۔ مگر وہ بھی بے وفا نکلا۔ جسے اس نے دنیا میں سب سے زیادہ چاہا۔ اس کے بخت میں سیاہی سی پھیل گئی تھی۔ غموں کی سیاہی.... اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں....؟

تھوڑی ہی دیر بعد اس کا موبائل تھرتھرانے لگا۔ اشعر کی کال تھی۔ وہ چند لمحے خالی خالی نگاہوں سے موبائل اسکرین کو دیکھتی رہی اور پھر موبائل آف کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑی دیر بعد ڈرائنگ روم کا منظر معمول کے برعکس تھا۔ وہ خاموشی سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ڈیزی کو سن رہا تھا جو اسے رات لائلہ کو ملنے والے زخم کا بتا رہی تھی۔

"اندھی ہو گئی تھی وہ؟ دکھائی نہیں دیا اسے کہ سامنے کانچ بکھرا پڑا ہے؟" ڈیزی خاموش ہوئی تو وہ درشتی سے چلایا۔

ڈیزی سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی اور سر قدرے جھکا لیا۔

"ابھی ٹریننگ اسٹارٹ ہوئی تھی۔" اس نے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی مسلی۔ "کیا بنے گا اس نالائق کا؟"

"اشعر ساما!" ڈیزی چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولی۔ اشعر نے سر اٹھا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"لائلہ ساما کو کچھ ہوا تھا۔"

"کیا ہوا تھا؟" اشعر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

"معلوم نہیں اشعر ساما لیکن جیسے ہی مجھ سے کانچ ٹوٹا اور میں اسے صاف کرنے کے لیے کچھ لینے جا رہی تھی تب میں نے لائلہ ساما کو روتے ہوئے بھاگتا دیکھا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"رونا اس کا مشغلہ ہے۔" اشعر نے تاسف سے سر جھٹکا۔

ڈیزی مزید کچھ نہیں بول پائی۔ اشعر کی انگلیاں موبائل پر کام کرنے لگیں۔ چند ہی لمحوں میں اشعر نے کسی کا نمبر ڈائل کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"اس وقت کہاں ہو؟" اشعر نے رابطہ ملتے ہی سوال کیا۔ دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر نہایت آہستہ آواز میں جواب ملا۔

"ایش گوتن۔"

"مجھے لگا تم جا چکے۔"

"اونہوں۔"

اشعر کو کچھ کھٹکا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

"ایش کو بھلا کچھ ہو سکتا ہے؟" اب کہ آواز ٹھیک سے آنے لگی۔ ویسے جیسی ایش کی ہوا کرتی تھی۔ نہایت سنجیدہ اور سرد۔ "میں ہمیشہ ٹھیک ہوتا ہوں۔" بات مکمل کر کے وہ خاموش ہوا۔

"مجھے کہا تھا کہ لائلہ ساما کو ہرٹ نہیں کرنا جبکہ تم خود یہ کام نہایت سلیقے سے سرانجام دے رہے ہو۔" آواز میں طنز ابھرا۔

"میں نے اسے محض حقیقت سے آشنا کیا ہے۔ حقیقت کے زخم جھوٹی امید کے زخموں سے بہتر ہوتے ہیں۔ "

"ایش ساما تم میری سمجھ سے باہر ہو۔ کبھی اس کی پروا میں ساری دنیا تہس نہس کرنے کو تیار ہو جاتے ہو تو کبھی خود ہی اسے ہرٹ کر دیتے ہو۔"

"میرے ہر کام کے پیچھے کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ وہ اس وقت زخمی ہے۔ کوئی بھی سہارا مل گیا تو وہ اپنی کوشش ترک کر دے گی۔ اسے خود کو خود heal کرنا ہے۔ کسی بھی آسرے کے بغیر اسے خود ہی اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے۔"

"وہ یہ نہیں کر سکتی۔ اس سے نہیں ہو گا۔ ابھی بھی وقت ہے سوچ لو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سگے بھائی نہیں بن سکتے تو کم از کم سوتیلے بھائی بھی مت بنو۔ "

ایش نے اتنا کہہ کر فون کھٹاک سے بند کیا۔ اشعر محض سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

وہ اس وقت اپنی گاڑی میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا۔ ٹوکیو کی سڑک پر ان کی گاڑی رواں تھی۔ ڈرائیور گاڑی چلاتے ہوئے وقفے وقفے سے نگاہ مرر کے

ذریعے اپنے باس پر ڈال رہا تھا۔ اس کا باس ایسا ہی تھا۔ ہر وقت کام میں مصروف رہنے والا نہایت سنگ دل انسان۔ سفر خاموشی سے گزر رہا تھا تب ہی اچانک اس کا موبائل بجنے لگا۔ لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر اس نے اپنا موبائل اٹھا کر اسکرین پر نگاہ ڈالی۔ نو وارد کا نام دیکھ کر وہ طنزاً مسکرایا اور پھر آن کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"کیسے مزاج ہیں زمان ساما؟" لہجہ ہمیشہ کی طرح مصنوعی۔ کم از کم زمان کو تو اس کا لہجہ ہمیشہ ہی مصنوعی لگا تھا۔

"جیسا باپ، ویسی بیٹی۔" زمان محض سوچتا رہ گیا۔

"بہترین!" زمان نے یک لفظی جواب دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور ملاقات کا ارادہ؟"

"کنفرم ہے۔ میں راستے میں ہی ہوں۔" زمان نے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کر کے ایک طرف رکھا۔

"میں منتظر!" نوشابہ نے میٹھے سے لہجے میں کہہ کر رابطہ ختم کیا۔

زمان نے اکتا کر گہری سانس لی۔ ”جانے کب پیچھا چھوٹے گا اس بگڑی لڑکی سے؟“

تھوڑی دیر بعد وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ہمیشہ کی طرح پر اعتماد اور سنجیدہ۔ نوشابہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے مصنوعی مسکراہٹ لیے ہوئے تھی جبکہ زمان محض اپنی اکتاہٹ چھپائے ہوئے تھا۔

”کیا ارادہ ہے اب؟“ نوشابہ نے پوچھا۔

زمان نے کندھے اچکائے۔ ”یہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارا باپ مجھ سے ہاتھ ملانے کے لیے کب راضی ہو رہا ہے۔“

”میں بابا سے بات کروں گی اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ مان جائیں گے بس اگر“ ...

”اگر کیا؟“

”اگر ان کا چہیتا ایڈوائزر حدید خانزادہ مان جائے تو۔“ نوشابہ نے جل کر کہا جبکہ زمان مسکراہٹ دبا تا رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ حدید (ارسم) کبھی انکار نہیں کرے گا۔

”تم کوشش کرو۔ وہ مان جائے گا۔“

"آئی ول۔" نوشابہ نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور قدرے آگے کو ہوئی۔ "آن کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟"

زمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"جب سے برنارڈ پرل ساما کے ہاتھ لگا ہے تب سے ہی اس کے دماغ میں غداری کا طوفان چل رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ ایش ساما کے ساتھ مل چکی ہے۔" نوشابہ نے اپنی بات کہی۔

"ایسا ہوتا تو وہ اپنے بیٹے کو ضرور ساتھ لے کر جاتی نہ کہ اسے اس طرح اکیلے فلیٹ میں بے یارو مددگار چھوڑ دیتی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نوشابہ کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔ "اس کا بیٹا بھی ہے۔" چند لمحے سوچنے کے بعد وہ پھر بولی۔ "کہیں ایسا تو نہیں کسی دشمن نے اسے مار دیا ہو؟"

"ممکن ہے۔" زمان نے سگریٹ لبوں میں اٹکا کر لائٹر کی مدد سے سلگاتے ہوئے کہا۔

"مطلب اس کا قصہ بھی ختم۔" نوشابہ نے اعصاب ڈھیلے چھوڑتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔

"میں نے سنا ہے تمہاری فیملی میں کسی کی ڈیتھ ہوئی ہے۔"

زمان کے سوال پر نوشابہ نے ہاتھ ہوا میں جھلائے گویا وہ اس بات میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ زمان نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔

"مطلب تم ہی نے اسے مارا ہے۔"

وہ ایک دم چونکی اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا؟"

"تم زمان ساما کو سمجھتی کیا ہو؟" وہ طنزاً ہنس دیا۔

"ویل... وہ مجھے پسند نہیں تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت وجوہات تھیں۔ اس لیے اچھا ہوا کہ مر گئی۔"

"مطلب لڑکی تھی۔"

"ہاں۔ جانتے ہو کون؟" اسے جیسے کچھ یاد آیا۔

"کیا میں اسے جانتا ہوں؟" اسے اس قدر پر جوش دیکھ کر وہ حیران ہوا۔

"آف کورس زمان ساما! کیونکہ وہ جہان ساما کی بیٹی تھی اور کیسے ممکن ہے کہ تم جہان ساما کو نہ جانتے ہو۔"

"اوہ تو مطلب تم نے اپنی ہی کزن کا قتل کیا ہے۔"

نوشابہ نے ڈھیٹ پن کی حد کرتے ہوئے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ ملاقات ختم ہوئی تو زمان کی اگلی ملاقات کا وقت ہو گیا۔

اس وقت وہ ایک نہایت خوبصورت اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ سامنے بیٹھا ارسم اسے غور سے سن رہا تھا اور وقفے وقفے سے اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔

"اور تم اچھے سے جانتے ہو کہ سعیر ساما سے ہاتھ ملا کر ہم نے کیا کرنا ہے۔"

ارسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پاکستان کیوں گئے تھے؟" زمان نے اس سے وجہ پوچھی۔

"کسی کے لیے جانا تھا۔ لازمی...." اس نے نظریں دور میز پر رکھے واز میں موجود سرخ گلابوں پر ٹکائیں۔ "کسی بہت ہی خاص شخص کے لیے۔"

"نوشابہ کی کزن کے لیے جس کی ڈیتھ ہو چکی ہے؟"

زمان کی اس بات پر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر تھوک نگل کر اثبات میں سر ہلایا۔ چہرے پر کرب جاگا جسے زمان جلد ہی بھانپ گیا۔

"کافی اپ سیٹ لگ رہے ہو۔ سب خیریت؟" زمان نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے مشکوک انداز میں دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"بس تھوڑی تھکاوٹ ہے۔"

"آئی وش کہ یہ تھکاوٹ ہی ہو۔"

ارسم نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور چند لمحوں بعد پوچھا۔ "ہانہ کو معاف کر دیا؟"

زمان نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس نے میرا سکون برباد کر دیا۔" اس کے لہجے میں اچانک ہی درشتی گھل گئی۔ "کیا وہ معافی کے لائق ہے؟"

"اگر تم نے اسے معاف نہیں کیا تو پھر تم اس قدر پر سکون کیسے ہو سکتے ہو؟" اس نے بغیر کسی خوف کے سوال کر ہی ڈالا۔

"کبھی کبھار کچھ انجان لوگ ہماری زندگی میں مسیحا بن کر آتے ہیں اور ہمارے تمام غم دور کر دیتے ہیں۔"

ارسم نے آنکھیں قدرے چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ "لائف میں کوئی اور آ چکی ہے؟"

زمان دھیرے سے مسکرا دیا۔ "معلوم نہیں۔ مگر اس سے بات کر کے مجھے ایسا لگا جیسے میرے تمام غم مرنے لگے ہیں۔ میرے سارے زخم بھرنے لگے ہیں۔ جب میں نے اسے غور سے دیکھا، اسے غور سے سنا تو مجھے ایسا لگا میری زندگی میں بہار لوٹ کر آنے لگی۔ مجھے ہانہ بھولنے لگی ہے۔"

"مطلب تمہیں دوسری محبت ہو گئی ہے؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آخری۔" اس نے ارسم کی تصحیح کی۔ ارسم لاجواب ہو گیا۔

"اوکے پھر میں چلتا ہوں۔ مجھے سعیر ساما کے پہنچنے سے پہلے ہی لاس اینجلس پہنچنا ہے۔"

"بیسٹ آف لک!" زمان نے اٹھ کر اسے گلے سے لگایا اور الوداع کہا۔

ارسم کے جانے کے بعد زمان چند لمحے یوں ہی خاموشی سے بیٹھا رہا۔ پھر اپنے ملازم کو آواز لگائی اور کچھ لانے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ملازم ہاتھ میں ایک چاکلیٹ لیے وہاں حاضر ہوا۔ زمان نے مسکرا کر وہ لے لی تو ملازم چند لمحے یک ٹک بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا اور پھر حیرت سے آنکھیں پھیلائے وہاں سے چلا گیا۔ اس کا باس اور چاکلیٹ؟ ان بیلیو ایبل!

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم ایس۔ ایف ہیں۔"

وہ چند لمحے لبوں پر مسکان لیے اس چاکلیٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ کانوں میں اس ساحرہ کی خوبصورت سی آواز گونجنے لگی جس سے اس کی پاکستان میں ملاقات ہوئی تھی۔

"اب تو لے لیں۔ زہر نہیں ملایا میں نے اس میں۔"

آخر کار اس نے اسے کھانے کا ارادہ کر ہی لیا۔

"دراصل خود پریشان ہوں تو آپ کی پریشانی دیکھی نہیں جا رہی مجھ سے۔"

زمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ آنکھوں میں کچھ چمکا۔ کچھ بہت خوبصورت سا۔ شاید محبت.... ہاں شاید محبت !

"چاکلیٹ کھانے سے انسان کا مائنڈ فریش ہو جاتا ہے اور سٹریس کافی حد تک کم ہو جاتا ہے۔"

اس نے چاکلیٹ کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا۔ وہ چونکہ کافی دیر سے فریج میں رکھی تھی تو ٹھنڈی تھی۔ اس نے آج دوسری بار چاکلیٹ کھائی تھی۔ ایک اسی ملاقات کے بعد اور ایک آج۔ وہ چاہ کر بھی چاکلیٹ کو ناپسند نہیں کر پایا۔ وہ اسے اچھی لگی تھی۔ وہ چاکلیٹ بھی اور شاید چاکلیٹ دینے والی بھی۔ زمان سامانے محض ایک لڑکی کے لیے اپنی پسند ناپسند بدل دی تھی۔ یہ بات کسی معجزے سے کم نہیں تھی۔ محبت بھی نہ جانے انسان سے کیا کیا کرواتی ہے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ ان دنوں کی بات ہے جب پرل ایش گوتن میں لوٹ کر آئی تھی۔ اشعر سے ہونے والی ملاقات میں ہی اس کا موڈ غارت ہو گیا تھا۔ لائلہ کی حرکتیں اس نے مرچ مصالحہ لگا کر بیان کی تھیں۔ یہ صرف اس لیے تھا کہ شاید غصے میں پرل اس کو ٹرین کرنے کی ذمہ داری لے لے اور اشعر کی جان چھوٹ جائے۔

"کوئی اس قدر نان سیریس کیسے ہو سکتا ہے؟" پرل چلاتی ہوئی اس کے کمرے میں جا پہنچی۔

وہ بیڈ پر خاموشی سے اکڑوں بیٹھی تھی جب پرل کے اس طرح اچانک آنے اور اس طرح چلانے پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ پھر اگلے ہی لمحے اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آخر تمہارے ساتھ پرابلم کیا ہے؟ کیوں تم نے ہر چیز کو مذاق سمجھ رکھا ہے؟"

لائلہ کوئی بھی جواب دینے کی بجائے خاموش رہی۔ پرل نے ضبط کرتے ہوئے گہری سانس لی اور پھر خود کو غصے میں کچھ کرنے سے باز رکھتے ہوئے کہا۔

"اب سے تم سے کسی طرح کی نرمی نہیں برتی جائے گی۔ تم ہو ہی سختی کے قابل۔ "

"جانتی ہوں۔" لائلہ قدرے آہستہ آواز میں بولی۔

"جسٹ کانٹ بیلیو! تم ابھی تک اپنوں کا روگ لیے بیٹھی ہو۔"

"مجھے وقت لگے گا پرل ساما۔ میرے لیے یہ بالکل بھی آسان نہیں ہے۔"

"تم نے اس بات کو سر پر سوار کر رکھا ہے۔ لوگوں کا تو کام ہی ہمیں گرانا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر حال میں اٹھنا چاہیے۔ اپنے لیے، اپنی سیلف ریسپیکٹ کے لیے، انہیں دکھانے کے لیے کہ ان کے گرانے سے ہم نہیں گرے بلکہ وہ گر گئے ہیں۔ ہماری نظروں سے۔ اور اٹھنے میں اتنا وقت نہیں لگتا جتنا تم لگا رہی ہو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر گرانے والے اپنے ہوں تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور اٹھنے میں بہت وقت لگتا ہے۔"

پرل چند لمحے کچھ نہیں بول پائی۔ اسے واقعی لائلہ کی آنکھوں میں کرب دکھائی دیا۔

"کل سے تم صرف اشعر ساما کی ہی نہیں بلکہ میری بھی ذمہ داری ہو۔ تیار رہنا۔" پرل اتنا کہتی وہاں سے چلی گئی۔

اگلے دن وہ الارم کے چیخنے سے پہلے ہی جاگ چکی تھی۔ فریش ہو کر وہ اشعر کی کال آنے سے پہلے ہی ایش گوتن کے لان میں آگئی جہاں موجود اشعر ابھی اسے کال ملانے ہی والا تھا۔ وہ اسے یوں اچانک دیکھ کر پہلے تو واقعی چونکا پھر کھنکھار کر اسے چلنے کو کہا۔

آج اس نے امید کے برعکس پورے گارڈن کا چکر ایک گھنٹہ پانچ منٹ میں لگایا۔ اشعر اس کی امپروومنٹ پر خوش ہوا مگر مجال ہے جو ظاہر کر دیتا۔

"آج واقعی لگ رہا ہے کہ تم خود کو بدلنا چاہتی ہو۔" واپسی پر اشعر نے آخر کار کہہ ہی ڈالا۔

"مجھے کسی نے کہا ہے کہ لوگوں کا کام ہی ہمیں گرانا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر حال میں اٹھنا چاہیے۔ اپنے لیے، اپنی سیلف ریسپیکٹ کے لیے، انہیں دکھانے کے لیے کہ ان کے گرانے سے ہم نہیں گرے بلکہ وہ گر گئے ہیں۔ ہماری نظروں سے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر نے اس کے عزم کو دیکھ کر داد دیتے ہوئے سر کو خم دیا۔ وہ پھیکا سا مسکرا دی۔ فائنلی! وہ بھی لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ بکھیرنا سیکھ چکی تھی۔ وقت اور حالات نے اسے یہ سکھا ہی دیا تھا۔

یہ منظر تھا ایک نہایت تاریک کمرے کا۔ وہاں تاریکی اور سناٹے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ تب ہی دروازہ کھلا۔ باہر پھیلی روشنی نے راستہ بنا کر اندر تاریکی کا گلا گھونٹنا چاہا مگر ناکام رہی۔ روشنی فقط سیدھ میں آدھے کمرے کو ہی نیم روشن کر پائی تھی۔ اسی روشنی میں ایک وجود واضح ہوا۔ زمین پر پڑا وہ بے حد زخمی وجود۔ اس کے جسم پر جگہ جگہ جلنے کے نشان، لاتعداد زخم اور رستا خون دکھائی دے رہا تھا۔ اسے کافی زیادہ ٹارچر کیا گیا تھا۔ نچلا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ گالوں پر چاقو کے کٹ تھے جن سے خون بہہ کر اب سوکھ چکا تھا۔ ناک سے خون ابھی تک بہہ رہا تھا۔ وہ وینگ تھا۔ ابراہم ساما کی موت کے بعد پرل کا بننے والا ایڈوائزر۔

تب ہی کسی کے بوٹس کی آواز پر اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولنا چاہیں۔ وہ نیم بیہوشی کی حالت میں تھا۔ اس نے سامنے سے آتے شخص کو دیکھا۔ پہلے تو منظر دھندلا گیا پھر دھیرے دھیرے سب واضح ہونے لگا۔ وہ زمان تھا۔ زمان ملک !

وینگ کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ سب جانتے تھے کہ وہ رحم نہیں کیا کرتا تھا۔ وہ انسانی شکل میں موجود ایک درندہ تھا جسے شکار کرنے کا صرف بہانہ چاہیے ہوتا تھا۔ وہ صرف مابسٹر نہیں تھا بلکہ مونسٹر تھا۔ ہارٹ لیس مونسٹر۔

وہ خاموشی سے جا کر وینگ کے بالکل سامنے کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لبوں پر سفاک سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ دو آدمیوں نے وینگ کی جانب بڑھ کر بالوں سے پکڑ کر اسے سیدھا کیا۔ وہ درد کی شدت سے کراہ اٹھا۔ سر میں بھی زخم تھے۔ بال خون میں لتھڑے ہوئے تھے جنہیں ان آدمیوں نے بے دردی سے کھینچا تھا۔

"کیسے ہو پرل ساما کے پالتو کتے؟ میرے لوگوں نے زیادہ ہرٹ تو نہیں کیا؟"

زمان نے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور ایک سگریٹ لبوں میں پھنسا کر لائٹر کی مدد سے سلگائی۔ وینگ خاموش رہا۔ کچھ بھی بولنے کی ہمت کہاں تھی۔ ہوتی تو وہ بھی پرل کا وفادار تھا۔ کچھ سخت بول ہی دیتا۔

"تم لوگوں نے اس کتے کی زبان تو نہیں کاٹ ڈالی؟" اس نے ہنستے ہوئے ساتھ کھڑے آدمیوں سے پوچھا۔ اس وحشت ناک ماحول میں اس کی ہنسی وجود میں سنسنی پھیلا دینے کے لیے کافی تھی۔

اگلے ہی لمحے زمان نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور آگے کو ہو بیٹھا۔ نظروں میں اب کہ سنجیدگی گھل گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں کیا لگا تھا کہ آن کو اغوا کرنے کے بعد تم میرے ہاتھوں سے بچ جاؤ گے؟" وہ اس کی نظروں میں نظریں گاڑھے بول رہا تھا۔ "مجھے اپنے لوگ چاہے پسند ہوں یا ناپسند میں ان کی حفاظت ضرور کرتا ہوں۔ آن کی حفاظت میں اس لیے نہیں کر پایا کیونکہ تم اسے اغوا کر کے لے گئے اور مجھے معلوم ہونے سے پہلے ہی اسے مار ڈالا۔ اب سچ سچ بتاؤ۔ کس نے کہا تھا ایسا کرنے کو؟"

وینگ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر زمان کا خون کھولنے لگا۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ آن کو مارنے کا حکم کس نے دیا تھا۔ پرل ساما نے یا ایش ساما نے؟ کیونکہ میں نہایت خطرناک طریقے سے بدلہ لوں گا۔ آن کی موت کا نہیں بلکہ میرے لوگوں پر وار کرنے کا۔"

"زمان ساما!" وینگ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "وہ خود یہی چاہتی تھی۔" وہ رکا، گہری سانس لی اور پھر سے بولنے کے لیے ہمت جمع کی۔ "اس کا کہنا تھا کہ ہم.... اس کے شوہر کو چھوڑ دیں۔ بدلے میں چاہے اس.... اس کی جان لے لیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرا نہیں خیال کہ تم لوگوں نے اس کی جان لے کر برنارڈ کو چھوڑ دیا ہو گا۔"

"یہ تو پھر اسی کی بے وقوفی کا نتیجہ ہے۔ اسے... خود ہی سمجھنا چاہیے تھا۔"

"نہیں بچو گے تم میرے ہاتھوں۔" زمان اگلے ہی لمحے اٹھا اور اپنے پسٹل میں موجود تمام گولیاں نہایت بے رحمی سے اس کے وجود میں اتار دیں۔ آدمیوں نے اسے چھوڑ دیا تو اس کا بے جان وجود زمین پر ڈھے گیا۔

"پالتو کتا!" اسے دیکھ کر حقارت سے کہتا وہ باہر چلا گیا۔ وہ آدمی بھی اس کے پیچھے چل دیے۔ اس تاریک کمرے میں بس وہی بے جان وجود باقی رہ گیا جس کے وجود سے خون ابل ابل کر ارد گرد زمین پر بہہ رہا تھا۔

لاس اینجلس میں موجود اس عمارت میں سعیر اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ اس کے بالکل سامنے حدید بیٹھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح وجیہہ اور جاذب نظر شخصیت لیے۔ مگر اب وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ رہنے لگا تھا۔

"نوشابہ نے کل مجھ سے بات کی تھی۔ میں نے اسے زمان ساما سے دور رہنے کو کہا تھا لیکن وہ باز نہیں آئی۔ اب اس کا کہنا ہے کہ زمان ساما ہم سے ہاتھ ملانا چاہتا ہے۔"

حدید کی پیشانی پر بل نمایاں ہوئے۔ آنکھیں قدرے چھوٹی کیے اس نے سعیر کو دیکھا۔

"آخر وہ چاہتا کیا ہے؟"

"یہی تو مجھے سمجھ نہیں آرہا۔ نوشابہ نے اس سے ملاقات کرنے کو کہا ہے۔ میں نے سوچا پہلے اپنے سمجھدار ایڈوائزر سے مشورہ کر لے لوں۔" سعیر آخر میں مسکرا دیا۔ حدید مسکرا بھی نہ پایا۔ اس کی وجہ سعیر جانتا تھا۔ پچھلے ہی دنوں حدید کو علم ہوا تھا کہ وفا کا قتل کس نے کروایا ہے۔ وہ سعیر پر کافی برسا تھا مگر سعیر پر اس کی کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ حدید بھی خاموش ہو گیا۔ اسے نوشابہ سے سخت نفرت ہو گئی تھی اور سعیر... سعیر اب بس اس کا باس تھا۔ اس کے لیے کام کرنا اس کی مجبوری تھی، خوشی نہیں۔

"ہمیں ملاقات کر لینی چاہیے۔ اس کی باتوں سے ہم معلوم کر لیں گے کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"مطلب میں اسے لاس اینجلس میں ملاقات کی دعوت دے دوں؟"

حدید نے اثبات میں سر ہلایا تو سعیر نے سر کو خم دیا۔

❣ ❣ ❣

وہ اس وقت گن اٹھائے کھڑی تھی۔ نظر سامنے نشانے پر تھی۔ اشعر اور پرل ساتھ کھڑے اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ اس نے تھوک نگلا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری اور بس پھر.... سارے میں ٹھاہ کی آواز گونجی۔ گولی چلتے ہی اس نے آنکھیں بھینچ لیں۔ چند لمحے گزرے۔ اس نے پھر سے آنکھیں کھولیں تو دیکھا گولی نشانے سے کافی دور لگی تھی۔ اشعر اور پرل اسے افسوس سے دیکھ رہے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کب تک ایسا چلے گا۔ نالائق!" اشعر غصہ ہوا جبکہ پرل مٹھیاں بھینچتی وہاں سے جا چکی تھی۔ اشعر بھی اتنا کہتا اسی جانب بڑھ گیا جہاں پرل گئی تھی۔ لائلہ نے ایک نظر گن کو دیکھا اور پھر سامنے۔ پھر قدرے گہری سانس لی۔

پرل سوئمنگ پول کے ساتھ جا کر ٹھہر گئی۔ پھر موبائل نکال کر ایش کو کال ملائی جو وہاں سے کافی دن پہلے جا چکا تھا۔

"مبارک ہو" !

"کس بات کی؟" اس کی گھمبیر آواز گونجی۔

"تمہاری لائلہ کافی امپروو ہو رہی ہے۔"

"تمہاری لائلہ.... تمہاری لائلہ.... تمہاری...." پرل کے الفاظ اس کے ذہن میں خوبصورت دھن کے ساتھ گونجنے لگے۔ لبوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ دل کے سب سے اونچے اور خاص درجے پر اپنا مقام بنا چکی تھی۔ اس کا نام سن کر ہی ایش کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر جایا کرتی تھی۔ وہ یقیناً جادوگرنی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گڈ" !

"بندہ شکریہ ہی بول دے۔" پرل نے جتایا۔

"باس ہوں تمہارا۔ میں تمہیں شکریہ بولوں؟" بے اختیار اس کا ایک ابرو اٹھ گیا۔

"یور ویلکم کہہ دوں گی۔ فکر مت کرو میں تمہارے شکریہ کہنے پر ناراض نہیں ہوں گی۔"

پرل نے ڈھٹائی سے کہا جبکہ ایش تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

"شٹ اپ!" اتنا کہہ کر ایش نے رابطہ ختم کیا۔ پرل بے اختیار ہنس دی۔ اشعر اس وقت تک اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"وہ کافی بہتر ہو رہی ہے۔"

"ہمم۔ ورنہ مجھے تو گولی چلنے کی آواز کے ساتھ اس کی اپنی چیخ سننے کی بھی امید تھی۔ صدِ شکر ایسا نہیں ہوا۔"

"مگر ہم نے نرمی کا اظہار بالکل نہیں کرنا۔"

"جانتی ہوں۔" پرل کے لبوں پر مسکراہٹ ابھی بھی برقرار تھی۔ "اور اشعر ساما جانتے ہو کیا۔ میں نے ابھی ایش ساما کو بتایا تو وہ بھی کافی خوش ہوا۔"

"آخر اسی کے کہنے پر ہم یہ سب کر رہے ہیں۔ خوشی تو ہو گی ہی۔"

"اشعر ساما! مجھے پہلے یقین نہیں آیا تھا کہ ایش ساما بھی محبت کر سکتا ہے مگر اب یقین ہو گیا۔ محبت کبھی بھی کسی کے دل میں بھی گھر کر سکتی ہے۔ اس پر انسان کا بس نہیں چلتا۔ چاہے وہ عام انسان ہو یا پھر مابسٹر۔"

اشعر کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ وہ زبردستی مسکرا دیا اور پھر اچانک ہی پرل کے تاثرات کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم بھی محبت کر چکی ہو۔"

پرل کی مسکراہٹ ایک دم سمٹی۔ دل میں کچھ ڈوب کر ابھرا۔ سوئمنگ پول میں ٹھہرا نیلا پانی دیکھ کر بے اختیار کسی کی جھیل سی نیلی آنکھیں یاد آئیں۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا اور اشعر کی طرف دیکھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں لگتا ہے پرل ابراہم بھی کبھی کسی سے محبت کر سکتی ہے؟"

اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ اسے پرل کی آنکھوں میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ وہ اپنے تاثر آنکھوں کے کسی ایسے کونے میں چھپا دیا کرتی تھی کہ کوئی بھی انہیں نہیں دیکھ پاتا تھا۔

اشعر نے اگلے ہی لمحے نفی میں سر ہلا دیا۔ پرل کے بھی اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اچانک ہی فضا میں ایک اور گولی چلنے کی آواز گونجی۔ اشعر گہری سانس لیتا واپس لائلہ کی جانب چل دیا۔ پرل نے بھی اس کے جاتے ہی گہری سانس لی اور اس کے پیچھے چل دی۔ وہاں پہنچ کر اشعر نے جو منظر دیکھا وہ اسے اپنی جگہ ساکت کر دینے کے لیے کافی تھا۔ وہ ہاتھ میں گن لیے کھڑی تھی اور اس کی گن سے تھوڑی دیر پہلے نکلنے والی گولی بالکل نشانے پر جا لگی تھی۔ اشعر کا ایک ابرو بے اختیار اٹھ گیا جب لائلہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

اشعر قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا اور پھر سر کو خم دیا۔

"اچھی کوشش تھی۔" اتنا کہتا وہ واپس چلا گیا۔ پرل ابھی وہاں پہنچی تھی اور گولی نشانے پر دیکھ کر کافی مبہوت ہوئی مگر اظہار نہ کیا۔ بڑے ڈھیٹ تھے دونوں !

وہ اپنے کمرے میں اینا کو لیے بیٹھی تھی۔ ڈیزی اس کے لیے کافی بنانے گئی تھی۔ تب ہی پرل اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ یقیناً اینا کے لیے وہاں آئی تھی۔

"کیسی ہے اینا؟"

"بہت پیاری!" اس نے اینا کو پیار کرتے ہوئے کہا۔ اینا اب پرل کی نسبت لائلہ کے پاس زیادہ پر سکون رہتی تھی۔ لائلہ یقیناً ایک اچھی پھپھو ثابت ہوئی تھی۔ اس نے دھیرے سے اینا پرل کی جانب بڑھائی تو پرل نے اسے تھام لیا۔ اگلے ہی لمحے ڈیزی کافی کے دو مگ لیے اندر داخل ہوئی۔ پرل اینا کے ساتھ مصروف ہو چکی تھی جبکہ لائلہ نے اسے ٹرے ٹیبل پر رکھنے کو کہا۔ ڈیزی چلی گئی تو لائلہ نے پرل کو مخاطب کیا۔

"پرل ساما" !

"ہوں۔" پرل اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کافی۔" اس نے کافی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اس کی دعوت دی۔ پرل کے تاثرات اگلے ہی لمحے مزید سنجیدہ ہوئے۔

"پرل ابراہم ہر کسی کے ساتھ کافی نہیں پیا کرتی۔ پہلے تمہیں خود کو اس قابل بنانا ہو گا کہ میں اپنا وقت تمہارے ساتھ بیٹھ کر کافی پینے میں ضائع کر دوں تو مجھے کسی قسم کا افسوس نہ ہو۔" سخت لہجے میں اتنا کہتی وہ اینا کو لیے باہر چلی گئی۔ لائلہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

رات کو وہ کانفرس روم میں بیٹھی ان دونوں کا گیان سن رہی تھی۔ اب کہ وہ ایک ایک لفظ غور سے سنا کرتی تھی۔ لیکچر ختم ہوا تو پرل وہاں سے چلی گئی جبکہ اشعر نے اسے اپنی جانب متوجہ کر کے آخری بات کہی۔

"اب سے تمہیں کام ٹھیک سے نہ کرنے پر سزا ملے گی۔ گاٹ اٹ؟"

لائلہ نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ بھی وہاں سے چلا گیا۔ چند لمحے وہ یوں ہی وہاں بیٹھی رہی اور پھر اس نے تھک کر بازو میز پر رکھ کر سر ان پر ٹکا دیا۔ اسے دن بہ دن سب سے نفرت ہوتی جا رہی تھی۔ اسے جب جب تکلیف ہوتی تب تب اسے مراد ہاؤس کے لوگوں سے نفرت ہوتی۔ اور ہادی؟ اس نے سرد آہ بھری۔ وہ اس بارے میں اب تک کچھ نہیں سوچ پائی تھی۔ مگر عین ممکن تھا کہ کچھ ہی وقت میں اسے ہادی سے بھی نفرت ہو جاتی۔ نفرت بھی بھلا آسان ہوتی ہے؟ اور وہ بھی ایسے شخص سے جس سے محبت ختم ہی نہ ہو رہی ہو۔

اب ٹریننگ کے وقت کے علاوہ بھی وہ پریکٹس کیا کرتی تھی۔ اس سب میں صیاد اور ساتوشی اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ صیاد اور ساتوشی کی کافی گہری دوستی تھی۔ وہ دونوں

لائلہ کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ ان دونوں کے ساتھ کھڑی بغیر کسی اسلحے کے لڑنے کی پریکٹیس کر رہی تھی۔ اشعر اس وقت ایش گوتن کی دائیں جانب موجود عمارت میں فائلز کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھا۔ تب ہی کسی نے غصے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اس نے نظر فائلز سے ہٹا کر نووارد کی طرف دیکھا۔ وہ گہرے سانس لیتی کافی حد تک غصے کی حالت میں تھی۔ آنکھیں سرخ پڑ چکی تھیں۔

"پرل ساما! واٹ ہیپنڈ؟"

"زمان ملک میری برداشت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یہ تو طے تھا کہ وہ میرے ہاتھوں مرے گا مگر اب میں قسم سے اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔" وہ تیش میں بولتی چلی گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر ہوا کیا ہے؟ کچھ بتاؤ تو۔"

"اس نے میرے ایڈوائزر کو مار ڈالا اشعر ساما! اس نے وینگ کو مار ڈالا۔ جانتے ہو کہ وہ ڈیڈ کا پسندیدہ آدمی تھا۔"

اشعر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ آنکھوں میں تذبذب جاگا۔

"وجہ؟"

"اس درندے کو میرے لوگوں کو مارنے کا صرف بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔ نہیں بچے گا وہ میرے ہاتھوں۔" پرل کمر پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"بہانہ کیا بنا؟"

"آن کی موت۔" پرل اپنے ہی جواب پر اچانک چونکی اور اشعر کو دیکھا۔ "تم نے مجھے آن کو مارنے سے روکا تھا تاکہ تم آن کو پاکستان لے جا کر مار سکو۔"

"ہاں۔" اشعر نے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایسا کیوں؟ اگر اسے مارنا ہی تھا تو جاپان میں کیوں نہیں؟"

"مرنا تو اسے ویسے ہی تھا۔ تو کیوں نہ کسی کو بچا کر ہی سہی۔"

پرل کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ "مطلب وفا کی جگہ جو ڈیڈ باڈی تم نے رکھی تھی وہ آن کی تھی؟"

اشعر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھی گیم کھیل لیتے ہو۔" پرل نے اسے سراہا۔

"عموماً تو میں اپنی تعریف کرنے والے کو نہیں ٹوکا کرتا مگر آج سچ بولنے کو جی چاہ رہا ہے۔"

پرل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"یہ گیم میں نے نہیں ایش سامانے کھیلی تھی۔ پلان اس کا تھا بس عمل میں نے کیا۔"

"امیزنگ!" پرل مبہوت ہوئی۔ "یعنی اپنی محبت کو بچانے کے لیے کچھ بھی۔"

"افف!" اشعر نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ اس کے جھوٹ کو پرل نے حد سے زیادہ سیریس لے رکھا تھا۔

یہ منظر تھا لاس اینجلس میں موجود ایک خوبصورت ریستوران کا۔ زمان ملک اور سعیر مراد آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ حدید دائیں طرف دونوں کے درمیان میں بیٹھا تھا۔ آگے

پیچھے بہت سے لوگ گنز اٹھائے چوکنا ہوئے کھڑے تھے۔ فیصلہ کن ملاقات تھی۔ نتیجہ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ یا تو دوستی یا پھر.... سب کی موت !

بات شروع کرنے سے پہلے زمان نے حدید کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تو سعیر کھنکھار کر بولا۔

"یہ میرا خاص آدمی ہے۔ اس کی موجودگی لازم ہے۔"

"کہیں یہ تمارا ایڈوائزر تو نہیں؟" زمان کے سوال پر سعیر نے کندھے اچکائے۔

"نن آف یور بزنس۔"

زمان اس کے جواب پر ہنس دیا۔

"آل رائٹ" !

"نوشابہ نے تمہارا پیغام دیا تھا مجھے۔ مجھے جاننا ہے کہ مقصد کیا ہے اس سب کا؟"

"مقصد تو ہے۔ مگر اس کے پیچھے نقصان ہم دونوں کا نہیں ہو گا بلکہ صرف ایک شخص کا ہو گا۔"

"کس کا؟"

"آف کورس وہ جو ہم دونوں کا دشمن ہے۔ ایش ساما۔"

"میں کیسے مان لوں کہ تم بس اسی کو نقصان پہنچاؤ گے مجھے نہیں؟"

"دیکھو سعیر ساما! ڈیڈ نے اور تم نے سالوں کی دشمنی سے کیا حاصل کیا۔ کچھ بھی نہیں۔ اس وقت ایش ہی ہے جو ہم سب کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں ہاتھ ملالیں۔ مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ اگر ایسا ہوا تو یقیناً جیت ہماری ہو گی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور اسٹون آف یامی نوکائی کا کیا؟"

"مجھے جہاں تک علم ہے اسٹون ڈیوڈ کے پاس ہے اور ڈیوڈ کہاں ہے یہ کسی کو نہیں معلوم۔ جب سے کلارا کی موت کی افواہ پھیلی تھی وہ تب سے غائب ہے۔ کلارا کی موت کی افواہ ایش نے پھیلائی تھی کیونکہ وہ اس کی شادی اشعر سے کر چکا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ڈیوڈ ایش کے قبضے میں ہے۔"

"ایک منٹ۔" سعیر چونکا۔ "کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ ایش اور اشعر الگ الگ لوگ ہیں؟ "

"آف کورس! اشعر جہان ساما کو بیٹا ہے جبکہ ایش ایک الگ شخصیت ہے۔"

"اوہ۔" سعیر یقیناً حیرت میں مبتلا تھا۔

"کیوں نہ ماضی کی ہر خلش کو دور کر کے دوستی کا ہاتھ بڑھا لیا جائے۔" زمان نے مسکرا کر کہا۔

سعیر نے گہری سانس لی اور حدید کی جانب دیکھا جو مطمئن نظر آ رہا تھا پھر ہاتھ آگے بڑھایا۔ زمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے سعیر کا ہاتھ تھام لیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمیں ایک کانٹریکٹ سائن کرنا ہو گا جس کے مطابق مستقبل میں نہ تو تم مجھے نقصان پہنچاؤ گے اور نہ ہی میں تمہیں۔ "

زمان نے کچھ کاغذات اس کے سامنے رکھے۔ سعیر اس کی ذہانت سے مرعوب ہوا اور سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ہی سائن کر چکے تھے۔ دوستی ہو چکی تھی۔ دونوں کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی مگر وہاں بیٹھا ایک شخص ایسا تھا جو جانتا تھا کہ دونوں کے ہی دل میں چور ہے۔

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"عجیب بات ہے۔" اشعر جو کمرے میں ابھی ابھی داخل ہوا تھا لائلہ کو گرتا دیکھ کر حیران ہو گیا۔

پرل لائلہ کو ہیلز پہن کر اعتماد سے چلنا سکھا رہی تھی۔ جیسے ہی اشعر کمرے میں داخل ہوا وہ لڑکھڑا کر بری طرح گری تھی۔

"میرے خیال سے تم دنیا کی وہ واحد لڑکی ہو جسے ہیلز پہن کر چلنا نہیں آتا۔" اشعر نے طنز بھرے لہجے میں اسے پھر ڈپٹا۔

"اور تم دنیا کے وہ واحد مرد ہو جس کی زبان سے نکلا ایک ایک لفظ مجھے زہر لگتا ہے۔" وہ جو پہلے سے ہی گری پڑی تھی ایک دم غصے سے پھٹ پڑی۔

"پروا کسے ہے۔" اشعر نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"آہستہ آہستہ اگر سب سیکھ رہی ہوں تو ایک دن یہ بھی سیکھ جاؤں گی۔" اس نے کھڑے ہو کر پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"ویل... دیکھیں گے۔"

پرل نے اشعر کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا اور پھر اس کو پریکٹس کروانے لگی۔

رات کے وقت وہ خاموشی سے بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ اب اس کا دماغ خالی خالی سا رہنے لگا تھا۔ وہ اپنے دکھ اور درد کو انتقام کے جذبے کی شکل دے رہی تھی۔ اسے سب سے مسئلہ تھا۔ مراد ہاؤس کے ایک ایک شخص سے مگر ہادی....! اس کی سوچ کا سلسلہ ایک بار پھر یہاں آ کر ٹوٹ گیا۔ وہ دھیرے سے اٹھ بیٹھی اور کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے وہاں سے عمارت کے سامنے والے حصے کا ایک کمرہ صاف دکھائی

دیتا تھا۔ مگر وہ اسے نظر انداز کیے نیچے لان کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کا شدت سے جی چاہا کہ وہ وہاں جا کر ننگے پیر ٹھنڈی گھاس پر ٹہلنا شروع کر دے۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر اچانک ہی اس کی نظر لان میں ایک طرف پڑی کسی چیز پر پڑی۔ اس نے غور کر کے دیکھنا چاہا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ پھولوں کا بکے تھا۔ سرخ گلابوں کا۔

اس کے بعد سوچنے کی گنجائش ہی نہ رہی اور وہ باہر کی جانب لپکی۔ دھیان سے زینے اتر کر وہ ڈرائنگ روم سے ہوتی ہوئی باہر نکل کر لان میں آ پہنچی۔ دھیرے دھیرے ڈر کر قدم اٹھاتی وہ اس بکے تک پہنچی۔ اس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی گلابوں کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرانے لگی۔ وہ اس کے پاس پہنچی اور ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر اس نے جھک کر وہ بکے اٹھا لیا۔ اسے اپنے ناک کے قریب لے جا کر اس کی خوشبو کو اپنے وجود کے اندر اتارا۔ روح پر سکون سی ہو گئی۔ سارا کا سارا ماحول مہکنے لگا۔ اگلے ہی لمحے اس کی نظر سامنے کچھ فاصلے پر پڑے گلاب پر پڑی۔ وہ پہلے تو حیران ہوئی اور پھر اس کے پاس جا کر جھک کر اسے بھی اٹھا لیا۔ نظر پھر ایک بار سامنے کچھ فاصلے پر پڑے گلاب پر پڑی۔ وہ وہاں بھی جا پہنچی اور وہ گلاب اٹھا لیا۔ اسی طرح دھیرے

دھیرے گلاب جمع کرتی وہ دروازے تک جا پہنچی۔ آج اتفاق سے وہاں کوئی گارڈ موجود نہیں تھا۔ ہر طرف محض سناٹا چھایا تھا۔ وہ بنا کچھ سوچے سمجھے باہر نکل گئی۔

آگے بھی یہی کچھ تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر زمین پر رکھے سرخ گلاب۔ تجسس کے سبب وہ ایک ایک کر کے سب گلاب اٹھاتی گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایش گوتن سے کافی دور جا پہنچی تھی۔ جب اس نے آخری گلاب اٹھایا تو حیرت سے اس جگہ کو دیکھا۔ وہ کافی سنسان سڑک تھی۔ بالکل تاریک اور خاموش۔ دور سے آتی کتوں کی آواز سن کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔ وجود میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ کہیں وہ غلط جگہ تو نہیں پہنچ گئی۔ خوف کے سبب تنفس بگڑنے لگا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ تب ہی اسے عقب سے کسی کے بوٹس کی آواز سنائی دی۔ اس کا سانس لمحے بھر کو رک گیا۔ سارے کے سارے گلاب ہاتھوں سے پھسل کر زمین پر جا گرے۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر اس شخص کو دیکھتی وہ اس کے منہ پر رومال رکھ چکا تھا۔ اس کے بعد اسے نہیں علم کہ کیا ہوا۔ اس پر غنودگی طاری ہو گئی۔ سارے منظر دھندلا گئے۔ ساری حسیات جواب دے گئیں۔

لاس اینجلس میں موجود اس عالیشان ہوٹل میں اس وقت گرینڈ پارٹی جاری تھی۔ وہ پارٹی زمان ملک اور سعیر مراد کی دوستی ہو جانے کی خوشی میں آرگنائز کی گئی تھی مگر بظاہر وہ ایک بزنس ایونٹ تھا۔ چونکہ زمان ملک اور سعیر مراد نے بزنس میں بھی پارٹنر شپ کر لی تھی اسی لیے عام لوگوں کے مطابق وہ اسی خوشی میں تھی۔ حدید بھی وہاں موجود تھا۔ اسی طرح مراد ہاؤس کے تمام لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ وفا کی موت کو ایک سال جبکہ سلیم مراد کی موت کو نو ماہ گزر چکے تھے۔ ان سب کا غم ماند پڑ چکا تھا۔ کسی کی موت کا غم بھی بھلا مستقل ہوتا ہے؟ ہوتا تو ہے لیکن بس ان کے لیے جن کی زندگی واقعی ان کے جانے سے متاثر ہوئی ہو۔ جبکہ مراد ہاؤس کا نظام ویسے ہی چل رہا تھا۔ کسی کو اگر کوئی غم تھا بھی سہی تو وہ اسے دل کے کسی کونے میں دفنائے اس وقت پارٹی انجوائے کر رہا تھا۔

حدید بالکل سنجیدہ سا کچھ لوگوں کے ساتھ بات کرنے میں مصروف تھا۔ تب ہی حسیب اور عفان اس کے پاس آئے اور باری باری اسے گلے سے لگا کر خوش دلی سے سلام کیا۔ معمول کی بات چیت ہوتی رہی مگر انہوں نے محسوس کیا کہ حدید بدل چکا تھا۔ اس کے

اندر کا سافٹ پرسن کہیں کھو سا گیا تھا۔ وہ مطلب کی بات کرتا اور پھر خاموش ہو جاتا۔ عفان اس کے رویے سے کافی ہرٹ ہوا۔ وفا کی وجہ سے اس کی بھی حدید سے پچھلے سالوں میں کافی گہری دوستی ہو چکی تھی مگر اب وفا نہیں تو اس لیے شاید حدید بھی کسی کا دوست نہیں۔

اس نے اتنا سوچ کر سر جھٹکا اور پھر حسیب سے باتیں کرنے لگا۔ جبکہ حدید سعیر اور زمان کے پاس جا چکا تھا۔ اس دن وہاں سب موجود تھے۔ مراد ہاؤس کا ایک ایک فرد۔ کوئی نہیں تھا تو وہ تھا شاہ میر مراد۔ جو مراد ہاؤس سے تمام تعلقات توڑ کر فریال کے ساتھ لیون سیٹل ہو چکا تھا۔

زمان اور سعیر دونوں کے چہروں پر مصنوعی مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔ حدید ان کے پاس پہنچا تو محفل میں چار چاند لگ گئے۔ تینوں نے ڈرنک کے گلاس اٹھائے اور پھر اگلے ہی لمحے گلاس ٹکرانے کی آواز سارے میں گونجنے لگی۔ ان کی ہنسی، ان کے قہقہے ہر جانب گونج رہے تھے۔ صرف حدید تھا جو ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے کھڑا رہا۔ وہ شاید ہنسنا بھول گیا تھا۔

پارٹی کا اختتام قریب ہی تھا جب وہ تینوں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ تب ہی زمان نے کہا۔

"اگر انمول ساما کا قتل نہ ہوتا تو یامی نوکائی میں کبھی اختلافات کی آگ نہ جلتی۔ اور تو اور وہ اس عمر میں موت ڈیزرو کرتی بھی نہیں تھی۔"

اچانک ہی خوشگوار ماحول سوگوار سا ہو گیا۔ وہاں چند لمحوں کے لیے گہرا سکوت چھا گیا۔ زمان اور حدید نے نظروں کا تبادلہ کیا اور پھر سعیر کو دیکھا جو خاموشی سے سامنے دیوار میں نصب آئینے میں خود کو ہی غور سے دیکھ رہا تھا۔ یا شاید افسوس سے۔

"اس کی موت کی محض ایک وجہ تھی۔" سعیر کے لبوں نے حرکت کی۔

"وہ کیا؟"

"وہ بہت ظالم تھی۔"

"ظالم اور وہ بھی انمول ساما۔ غلط۔ اس پر ظلم ہوا تھا۔ وہ ظالم نہیں تھی مظلوم تھی۔"

"محبوب اگر کسی اور سے محبت کرتا ہو تو اس سے بڑھ کر ظالم کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

زمان چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب وہ بات سمجھنے میں کامیاب رہا تو گہری سانس لیتا رہ گیا۔

"اور ظالم کا انجام موت ہی ہے۔" سعیر نے اپنی بات میں مزید اضافہ کیا۔

"مگر تمہارے پاس اتنی ہمت کہاں سے آئی کہ تم نے اپنی ہی محبت کو زندہ جلا ڈالا؟" زمان ابھی بھی متجسس تھا۔

"کس نے کہا کہ میں نے اسے جلایا تھا؟"

سعیر کی بات پر حدید اور زمان نے چونک کر نظروں کا تبادلہ کیا۔

"مطلب کیا ہے اس بات کا؟"

"اپنی ملکۂ قلب کو مارنا اس دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ میرے خیال سے کسی بھی شخص میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی ہی محبت کو اپنے ہاتھوں سے مار سکے۔ اتنا بہادر کوئی نہیں ہو سکتا۔ کوئی بھی نہیں۔"

"تو پھر انمول ساما کا قتل؟"

"وہ قتل نہیں تھا۔" اس نے زمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "خودکشی تھی۔"

زمان اس کی آنکھوں میں چھپے سچ سے انکار نہیں کر پایا۔ زندگی میں پہلی بار اس کے دل نے اسے سعیر پر اعتبار کرنے کو کہا۔ اس کے تاثرات اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR LIFE

تاریخ تھی 26 اگست ....

وقت تھا صبح کا ....

شہر تھا جاپان کا ....

جاپان کے شہر ساپورو میں پوری شان سے کھڑے اس سفید محل میں اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گہرا اور دردناک سناٹا۔ وہ ابھی بھی اسی تاریک کمرے میں قید تھی۔ چہرے پر ابھی بھی سکون تھا۔ اسے اپنے انجام کی بالکل بھی پروا نہیں تھی۔ اسے پروا تھی تو فقط اپنے بیٹے کی۔ بیسمنٹ کی سیڑھیوں کے پاس موجود دروازے کے ساتھ کھڑے سلیم مراد کا چہرہ بھی آج معمول کے برعکس پر سکون تھا۔ اس کے چہرے پر امید کی خوبصورت سی چمک تھی۔ وہ جانتا تھا کہ آج سفید محل میں صرف سعیر مراد قدم نہیں رکھے گا بلکہ کوئی اور بھی تھا جو ملکہ کو بچانے کے لیے راستے میں تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے ایس کے سیڑھیوں سے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے مزید کچھ آدمی تھے۔ ایس کے کا چہرہ بھی اسی طرح پر سکون اور امید کی چمک لیے ہوئے تھا۔ وہ دور سے ہی سلیم مراد کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ معدوم ہوئی اور وہ اس کے پاس آ پہنچا۔

"دروازہ کھولو۔"

سلیم مراد نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ کان کچھ اور سننے کے لیے ترس رہے تھے۔

جیسے ہی دروازہ کھلا وہ سب اندر داخل ہوئے۔ ایس کے نے غیر محسوس انداز میں سلیم مراد کے کان میں سرگوشی کی۔

"مسیحا راستے میں ہے۔"

سلیم مراد کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ دل کو تسلی سی ہوئی۔ اس تاریک کمرے کا دروازہ کھولا گیا۔ وہ آج بھی اسی طرح ایک کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"سعیر ساما آئے ہیں۔" ایس کے نے خبر دی۔

انمول نے دھیرے سے سر سیدھا کر کے اسے دیکھا۔ ایس کے ایک لمحے کے لیے اس کی حالت دیکھ کر سکتے میں آ گیا۔ ملکہ کیا سے کیا ہو چکی تھی۔ اس نے افسوس سے سر جھٹکا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

انمول نے ایک نظر اسے دیکھا اور دھیرے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ ان دو آدمیوں نے اسے سہارا دینا چاہا مگر اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں منع کر دیا۔ وہ اپنے ہی زور پر کھڑی ہوئی۔ زنجیروں کا وزن برداشت کرنا اب مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

پچھلے دن جب انمول کو واپس اس تاریک کمرے میں بند کر دیا گیا تب ایس کے اور سلیم مراد نے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ایس کے نے جہان ساما کا ایڈوائزر ہونے کا اقرار کیا۔

"تو تم جہان ساما کو یہ بتا کیوں نہیں دیتے کہ انمول ساما کہاں ہے۔"

"میں بتا چکا ہوں۔ اور وہ کل یہیں ہوں گے۔ "

سلیم مراد کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"وہ فوراً کیوں نہیں آیا۔ اگر اس کے آنے سے پہلے سعیر ساما نے کچھ" ....

"وہ سنگاپور گئے ہیں۔ یہ بھی انمول ساما کا حکم تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اسٹون کو چھپانے کے بعد ہی ان کی تلاش شروع کی جائے۔"

"مگر اسٹون تو سعیر ساما کے پاس ہے۔"

"اس کے پاس وہی جعلی اسٹون ہے جو اس نے خود رئیل اسٹون کی جگہ رکھا تھا۔ جہان ساما اور انمول ساما نے اس کی بازی اسی پر الٹ دی ہے۔"

"مگر اسٹون کو سنگاپور رکھنے کا کیا فائدہ؟"

"اسٹون اصل میں ایک چابی ہے۔ حقیقت میں کنگ آف یامی نوکائی وہی بن سکتا ہے جو رِنگ آف یامی نوکائی حاصل کرے گا۔ اور رِنگ آف یامی نوکائی ایک باکس میں محفوظ ہے۔ وہ باکس لاکڈ ہے۔ اسے کھولنے کے لیے اسٹون کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ باکس ریئل اسٹون کے بغیر کسی صورت نہیں کھل سکتا۔ وہ باکس سنگاپور میں موجود ہے۔ اس بات کا علم صرف ارباز ساما اور انمول ساما کو تھا۔ ارباز ساما کے قتل کے بعد اس کا پتہ انمول ساما نے جہان ساما کو دیا تاکہ وہ سعیر ساما سے محفوظ رہے۔ جہان ساما وہاں جا کر محض رنگ اٹھا لیں گے تاکہ اگر کبھی سعیر ساما اسٹون حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو رنگ تک کبھی نہ پہنچ سکے۔"

"ایس کے!" سلیم مراد نے اسے پکارا۔ انداز میں کچھ الگ سا تھا۔ ایس کے نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"کیا ہوا؟"

"اگر آج سعیر ساما اور جہان ساما کی لڑائی ہوئی تو ہو سکتا ہے میں بھی زندہ نہ رہوں۔ میں چونکہ ان کا بھائی ہوں تو میں سب کی نظروں میں رہوں گا۔ تم میرا ایک کام کرو گے؟"

"کیا؟"

"جس آدمی کو میں نے پکڑا تھا وہ اصل میں وہی تھا جس کے پاس ایش بابا تھے۔"

"تم نے غلط کیا تھا۔ تم ایش بابا کو بچا سکتے تھے۔" ایس کے نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ایش بابا کو بچانے میں کامیاب رہا۔"

ایس کے نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں خوشگوار سی حیرت پھیل گئی۔

"سعیر ساما مجھ پر اندھا اعتبار کرتا ہے۔ اس نے مجھے دونوں کو مار دینے کا حکم دیا تھا۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے نشانی کے طور پر ملک کے ایک آدمی کا قتل کر دیا۔ جبکہ ایش بابا آج بھی زندہ ہیں۔"

"تمہاری وفاداری سراہے جانے کے قابل ہے سلیم مراد۔ پراؤڈ آف یو!" ایس کے نے اس کے کندھے تھام کر اسے گلے سے لگالیا۔ بادشاہ اور ملکہ کا بیٹا زندہ تھا۔ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی۔

"تو پھر اب وہ تمہاری ذمہ داری۔ میں سعیر ساما کے بہت قریب ہوں۔ میں ایش بابا کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ یہ تمہیں کرنا ہو گا۔"

"ان کا غلام ان کے لیے ہر وقت حاضر ہے۔"

منظر دھندلا گیا۔ وہ دونوں راہداری میں موجود تھے۔ انمول ساما کو لے جایا جارہا تھا۔

دوسری طرف سعیر لاؤنج میں بیٹھا اپنی ملکہ کے انتظار میں تھا۔ جیسے ہی وہ لاؤنج میں داخل ہوئی وہ حواس باختہ ہو کر ادب میں ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ انمول ایک بار پھر غرور سے مسکرادی۔ مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے پاس آیا اور ڈھٹائی سے مسکرا کر بولا۔

"پہلے تیار ہو جاؤ۔ پھر شکست اور فتح کا فیصلہ ہو گا۔" اس نے ساتھ کھڑی لڑکی کی جانب دیکھا اور اشارے سے انمول کو اندر لے جانے کو کہا۔ آدمیوں نے جلدی سے آگے بڑھ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

کر اس کو زنجیروں کی قید سے آزاد کیا۔ وہ خاموشی سے یہ سب دیکھتی رہی اور پھر اس لڑکی کے ہمراہ کمرے میں چلی گئی۔

ایس کے اور سلیم مراد کی نظر بار بار گھڑی کی جانب اٹھتی۔ وقت تھا کہ گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد انمول انہیں کمرے سے باہر آتی دکھائی دی۔ سفید و سنہری رنگ کا فراک، ہلکا سا میک اپ اور کھلے سنہری بال۔ وہ تھوڑی ہی دیر میں پہلے والی انمول بن چکی تھی۔ اپنے حسن کے قہر سے سب کو ہرا دینے والی انمول۔ اپنے حسن کے سحر میں سب کو مسحور کر دینے والی انمول۔ سعیر چند لمحے ٹکٹکی باندھے اس اپسرا کا مسحور کن سراپا دیکھتا رہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب وہ اس کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئی تو وہ کھنکھارا۔

"تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔" وہاں موجود ہر شخص اسے غور سے سننے لگا۔

"یا تو ابھی مجھ سے نکاح کر لو۔" تب ہی اس محل میں ڈھیروں گاڑیوں کی آمد ہوئی۔ باہر موجود گارڈز اور اس کے لوگ اندر کی جانب لپکے۔

"یا پھر میرے ہاتھوں مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"سعیر ساما! سعیر ساما!" اندر کو لپکتے گارڈز چلاتے ہوئے اسے پکار رہے تھے۔ وہ ایک دم انمول سے بے خبر ہو کر مڑا اور بھاگتے ہوئے لوگوں کو دیکھا۔

"جہان ساما اور ابراہم ساما اپنے لوگوں کے ساتھ یہاں پہنچ چکے ہیں۔" جہاں سعیر کے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی وہیں سلیم مراد اور ایس کے کے لبوں کو فاتحانہ مسکراہٹ چھو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ان سب کو روکو۔" اس نے خود کو کہتے سنا۔

وہاں موجود اس کے تمام لوگ اس کا حکم سنتے ہی گنز نکالے باہر کی جانب لپکے۔ ایس کے اور سلیم مراد بھی باہر آ گئے۔ سعیر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا انمول تک پہنچا۔

"تم ان سے رابطے میں تھیں؟"

انمول محض مسکرادی۔اس کی پر سکون مسکراہٹ دیکھ کر سعیر مٹھیاں بھینچتارہ گیا۔

اگلے ہی لمحے اس نے انمول کے کندھے پر اٹکا سنہری دوپٹہ اٹھایااور اسی سے اس کا گلا دبانے کی غرض سے اس کے گلے کے گرد لپیٹا۔وہ ہنوز مسکرارہی تھی۔وہ اچانک رکا۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر وہ ٹھہر سا گیا۔وہ اسے کیسے مار سکتا تھا؟

اگلے ہی لمحے اس نے اس کی گردن دوپٹے سے آزاد کی اور دو قدم پیچھے ہوا۔اس کا سنہری دوپٹہ اس کے ہاتھ میں ہی رہ گیا۔

"تمہیں حاصل کرنا میری ضد ہے تو ضد سہی۔ان سب کو مارنا پڑا تو مار ڈالوں گا مگر تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔ہر... قیمت... پر۔" چبا چبا کر کہتا وہ غصے سے باہر کی جانب پلٹ گیا۔لیکن دروازہ پار کرنے سے پہلے ہی اس کے قدم تھم گئے۔اسے دروازہ لاک کرنے کی آواز سنائی دی۔وہ چونک کر مڑا۔ نظر سامنے ہی کمرے پر پڑی جہاں انمول خود کو قید کر چکی تھی۔وہ اس کی جانب بھاگا اور شیشے کے دروازے کے اس پار دیکھا جہاں وہ مدھم سی مسکراہٹ لیے کھڑی تھی۔اس مسکراہٹ میں فتح چمک رہی تھی۔اس کی مسکراہٹ! سعیر کے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔تب ہی اس نے

انمول کو لائٹر جلاتے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اس لائٹر کو فرش پر گرا چکی تھی۔ چونکہ اس کا فراک بہت بڑا تھا اور چند انچ ارد گرد پھیلا تھا اس لیے لائٹر اس کے فراک پر ہی گرا تھا۔ آگ اس کے فراک کو لگ چکی تھی اور اوپر کی جانب تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی۔

"موت شکست کی قید سے آزادی کی علامت ہے۔ تم کبھی نہیں جیت سکتے۔ میرے مرنے کے بعد بھی نہیں۔" اس نے انمول کو یہ کہتے سنا۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آیا وہ دروازہ بجانے لگا۔ اسی ہاتھ سے جس میں وہ سنہری دوپٹہ تھا۔ مگر وہ دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔ چابیاں بھی انمول کے پاس ہی تھیں۔ وہ سب کیا ہو رہا تھا سعیر کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس کی ملکۂ قلب اس کے سامنے آگ کی لپیٹ میں تھی مگر وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔ اس محل کے دروازے اس طرح بنائے گئے تھے کہ ان کو توڑنا ناممکن تھا۔ اس کی ملکۂ قلب جل رہی تھی۔ سعیر مراد کی ملکۂ قلب !

تب ہی عقب سے جہان اور ابراہم لاؤنج میں داخل ہوئے۔ وہ جو تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے سامنے کا منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ قدم جامد ہو گئے۔ وجود بت

بن گئے۔ سعیر مراد دروازے کے باہر کھڑا اندر کا منظر دیکھ رہا تھا جبکہ اندر آگ لمحہ بہ لمحہ بھڑکتی اور پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ انہیں لگا کہ آگ لگانے والا سعیر خود تھا مگر انہیں کیا خبر تھی کہ وہ خود بے جان اور بے حس و حرکت کھڑا بے یقینی سے وہ سب دیکھ رہا تھا۔

اس دن ملکۂ قلب مر گئی اور یہ گواہی چھوڑ گئی کہ اس کا قاتل سعیر مراد ہی تھا۔ اس دن انمول جیت گئی اور سعیر مراد ہار گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❤ ❤ ❤

"کوئی خود کو کیسے جلا سکتا ہے؟ اٹس امپاسبل" !

زمان کی بات پر سعیر زخمی سا مسکرا دیا۔

"میں جانتا ہوں کوئی میرا اعتبار نہیں کرے گا۔"

"کرے گا بھی کیسے سعیر ساما! مجھے تو یہ سیدھی سادھی کہانی لگ رہی ہے جو تم نے خود گھڑی ہو گی۔" زمان ہنس دیا۔

سعیر چند لمحے سنجیدہ نگاہوں سے اسے یوں ہی ہنستا دیکھتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

حدید نے ایک نظر زمان کو دیکھا جس کی ہنسی اس کے اس طرح غصے سے اٹھ کر جانے پر اب ماند پڑ چکی تھی۔

"کہیں وہ سچ تو نہیں کہہ رہا؟"

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ انمول سامانے واقعی خودکشی کی ہو گی؟ اگر ایسا ہوتا تو کبھی بھی یامی نوکائی میں تباہی نہ مچتی۔ باقی تمام ممبرز سعیر ساما کو کنگ بننے دیتے۔"

حدید خاموش رہا۔ شاید اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا یا پھر وہ دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔

رات کا آخری پہر تھا اور وہ اس وقت ایک بند کمرے میں بیہوش پڑی تھی۔ اسے اپنے ہاتھ پر کسی چیز کا احساس ہوا تو وہ ہوش میں آئی۔ دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو ارد گرد

ہر چیز دھندلی سی دکھائی دی۔ لمحے سرکے اور منظر واضح ہوا۔ تمام حسیات بیدار ہوئیں۔ تب ہی اس کی نگاہ ساتھ بیٹھے ایک جاپانی شخص پر پڑی۔ وہ بدک کر سیدھی ہوئی۔

وہ جاپانی شخص اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ تب ہی اس نے اس کے ہاتھ میں گلاب کا ایک پھول دیکھا۔ یقیناً اسے اپنے ہاتھ پر اسی پھول کا احساس ہوا تھا۔ وہ جاپانی نقوش والا آدمی اسے جگانے کی سعی کر رہا تھا۔

"کک.... کون ہو تم؟" وہ بہ مشکل بولی۔

"کڈنیپر!" وہ ڈھٹائی سے مسکرایا۔

"واٹ!" وہ بری طرح چونکی اور ہڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں کیا لگا کہ وہ پھول مفت میں رکھے گئے تھے؟"

"مطلب وہ.... وہ تمہاری چال تھی؟"

اس جاپانی شخص نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو؟"

اس کے وجود میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔ چہرے پر پسینے کی بوندیں واضح ہونے لگیں۔

"تمہارے دشمن نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ جانتی ہو کیوں؟" اس نے دوسرے ہاتھ میں اٹھایا چاقو اس کی گردن پر رکھا۔ لائلہ کا سانس رک گیا۔ وہ دم سادھے اسے دیکھتی رہی۔

"تمہیں مارنے کے لیے۔"

اس نے چاقو کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھایا۔ چاقو کی نوک اس کی گردن میں دھنسنے کو تیار تھی۔

"آج تو تمہیں بچانے والا کوئی اشعر بھی نہیں۔" وہ ابھی تک ڈھٹائی سے مسکرا رہا تھا۔

چاقو کی نوک اب گردن میں دھنسنے لگی تھی۔ خون کی ایک ننھی سی بوند اس کی گردن پر نمایاں ہوئی۔ لائلہ نے درد کے سبب فوراً آنکھیں میچ لیں۔

تب ہی اسے کسی اور کی آمد کا احساس ہوا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس کے آنے پر لائلہ نے چاقو کا دباؤ گھٹتا محسوس کیا۔ وہ شخص لمحہ لمحہ قریب آ رہا تھا۔ اس بات کی گواہ اس کے

بوٹس کی آواز تھی۔ لائلہ نے ہمت کر کے آنکھیں کھولنا چاہیں۔ ڈر تھا کہ جان لینے کو تھا۔ اس نے دھیرے سے پہلے ایک آنکھ کھولی۔ وہ جاپانی شخص اس آنے والے شخص کو دیکھ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر خوف کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ مطلب وہ اسی کا آدمی تھا۔ لائلہ نے جھٹ سے دوبارہ آنکھیں میچ لیں۔

وہ شخص ان کے قریب آیا۔ لائلہ زمین پر بیٹھی تھی جبکہ ساتھ ہی وہ جاپانی شخص اس کی گردن پر چاقو رکھے بیٹھا تھا۔ اس شخص نے کوئی اشارہ کیا تو وہ جاپانی شخص اٹھ کر ایک طرف ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شخص لائلہ کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

لائلہ نے ایک بار پھر دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ نظر اب کی بار ایک ادھیڑ عمر مگر نہایت پر وقار شخص پر پڑی۔ اس کے بالوں میں چاندی تھی اور شخصیت جاذب نظر۔

"اتنی کم عقل لگتی تو نہیں ہو کہ آسانی سے کسی کے ہاتھ لگ جاؤ۔"

"وہ... میں... مجھے جانے دو پلیز۔" وہ بری طرح گڑبڑا گئی۔

"اگر اسی طرح بے وقوفیاں کرتی رہی تو کس کس سے کہو گی مجھے جانے دو؟"

"میں آئندہ خیال رکھوں گی۔ پکا" !

"سچ؟"

"مچ۔"

وہ آدمی دھیرے سے ہنس دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"جاؤ بھاگ جاؤ۔"

لائلہ پہلے تو چونکی اور پھر جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہارے پاس وقت بہت کم ہے۔ جتنا جلدی بھاگ سکتی ہو بھاگو۔ اگر دیر کرو گی تو ماری جاؤ گی۔" وہ شخص باہر دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

لائلہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور اگلے ہی لمحے باہر کی جانب بھاگی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے، کس حال میں ہے۔ اسے بس یہی معلوم تھا کہ اسے بھاگنا ہے۔ اتنا بھاگنا ہے، اتنا بھاگنا ہے کہ بس! وہ سرپٹ بھاگتی اس عمارت سے نکل کر اب سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ تنفس بری طرح بگڑ چکا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سڑک کہاں، کس

جانب جا رہی ہے۔ اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ کہیں نہ کہیں تو وہ پہنچ ہی جائے گی۔ بس ان لوگوں سے چھٹکارا مل جائے۔ اسے تو یہ بات بھی بھول گئی کہ وہ ہیلز پہنے ہوئے ہے۔ اگر اسے ہوش ہوتا اور وہ دیکھ لیتی کہ وہ ہیلز کے ساتھ اتنا تیز بھاگ رہی ہے تو یقیناً اسے خوشی کے مارے ہارٹ اٹیک آجاتا۔

بھاگتے بھاگتے اچانک وہ ایک جگہ جا کر رک گئی۔ وہیں ایک گاڑی رکی کھڑی تھی۔ وہ اس کے پاس جا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ گلا خشک ہو چکا تھا۔ حالت بگڑ چکی تھی۔

"پانی پیو گی؟"

اس گاڑی سے ایک آدمی نکل کر اس کی طرف آیا۔ شناسا سی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ سامنے والے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور چودہ طبق روشن ہو گئے۔ لاپرواسے حلیے میں پانی کی بوتل اٹھائے کھڑا وہ شخص اس کا بھائی ہی تھا جو سوتیلے پن کا مظاہرہ نہایت مہارت سے کر رہا تھا۔

"تم....؟"

"مجھے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی؟"

لائلہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے سامنے کی طرف دیکھا جہاں اسے وہیں عمارت کھڑی دکھائی دی جہاں سے وہ نکلی تھی۔ صبح کی روشنی ہر جانب پھیلنے لگی تھی۔ وہ یقیناً پیچھے کے دروازے سے بھاگی تھی اور لمبا سا گول چکر کاٹ کر اب اس عمارت کے سامنے آ کھڑی تھی۔ اس کے دماغ کا میٹر تب شارٹ ہوا جب اسے سامنے سے وہ دو شخص آتے دکھائی دیے۔ ایک جاپانی نقوش والا جبکہ دوسرا وہ ادھیڑ عمر شخص۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ آخر ہو کیا رہا تھا؟

"جانتی ہو آج تو تم نے کمال کر دیا۔" اشعر نے دھیرے سے آگے بڑھ کر اسے اس کا کارنامہ بتانا چاہا۔ "تم نے پورے چالیس منٹ میں ایک چکر لگایا۔ یہ چکر گارڈن کے ایک چکر کے بالکل برابر ہے۔ اس قدر امپروومنٹ۔ میں واقعی حیران ہوں۔"

آج زندگی میں پہلی بار لائلہ پر اپنی تعریف کا کائی اثر نہ ہوا۔ اس نے ضبط کرتے ہوئے لب بھینچ کر پہلے تو اشعر کو دیکھا اور پھر ان دو لوگوں کو جو اب ان کے پاس پہنچ چکے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہ؟" اس نے ہر لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

"تمہاری بے وقوفی کا ماتم۔" اشعر نے لاپروائی سے کہا۔

"میں بتاتا ہوں لائلہ ساما!" جاپانی شخص نے مسکرا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اسے دیکھ کر بے اختیار لائلہ کا ہاتھ اس کی گردن کو جا پہنچا۔

"ہم آپ کے دشمن کے نہیں بلکہ اشعر ساما کے بھیجے گئے لوگ ہیں۔"

اس شخص کا جواب سن کر اس نے ایک قہر آلود نگاہ اشعر پر ڈالی۔

"ایسے گھورنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب بھی ٹریننگ کا حصہ تھا۔ تاکہ تم دوبارہ کبھی بھی کسی چیز کے تجسس میں اپنے حواس نہ کھو بیٹھو۔"

لائلہ کے اندر ابلتے غصے کی انتہا ہو گئی۔

"اشعر ساما تم...." اسے انگلی دکھا کر تنبیہ کرنے کی غرض سے اس نے کچھ سخت بولنا چاہا مگر پھر لب بھینچے ہاتھ دوبارہ پہلو میں گرایا۔ "خدا تمہیں غارت نہ کرے!" وہ جتنا غصے میں بول سکتی تھی بول گئی۔

"مجھے بد دعا دے رہی ہو؟ تمہاری اتنی ہمت؟" اشعر نہایت غصے سے بولا تو لائلہ کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا اور وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"میں نے کہا نہ کرے۔ خدا تمہیں غارت.... نہ کرے۔" اس نے یقین دلایا تو اشعر نے اعصاب ڈھیلے چھوڑتے ہوئے سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔

"آئندہ کبھی بھی اپنی کمزوری کا فائدہ کسی دوسرے کو مت اٹھانے دینا۔"

لائلہ نے جھٹ ہاں میں گردن ہلائی۔

"لیو تم لائلہ کو ایش گوتن لے کر جاؤ۔ میں البرٹ کے ساتھ آ رہا ہوں۔" اشعر نے اس جاپانی شخص کو حکم دیا۔ ساتھ کھڑا ادھیڑ عمر شخص جو یقیناً البرٹ تھا، اشعر کے ساتھ چل دیا۔ لائلہ دھیرے سے منہ بسورتی لیو کی جانب چل دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔ لیو ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ لائلہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی دل ہی دل میں ان سب کو القابات سے نواز رہی تھی۔

"مجھے معاف کیجیے گا لائلہ سامایہ سب آپ ہی کی بھلائی کے لیے تھا۔"

لیو نے بات کا آغاز کیا تو لائلہ ایک بار پھر غصے میں آ گئی۔

"میری گردن پر چاقو سے زخم دیا ہے تم نے۔ کبھی نہیں بھولوں گی میں اور نہ ہی کبھی معاف کروں گی۔ آیا بڑا معافی مانگنے والا۔ ہونہہ" !

غصے میں وہ روانی سے بولتی چلی گئی جبکہ لیو اس کا وہ غصہ دیکھ کر ہنس دیا جو کسی کام کا نہیں تھا۔

"اوکے اوکے۔"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر بولا۔

"بائی داوے میں لیو ہوں۔ البرٹ کا بیٹا اور ڈیڈ پرل ساما کے خاص آدمی ہیں۔"

"ناٹ انٹرسٹڈ!" لائلہ نے منہ پھلائے آنکھیں گھماتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔ وہ پرل کی عادتیں اپنانے لگی تھی۔

لیو ایک بار پھر ہنس دیا۔

"ذرا یہ بتاؤ تمہیں میری باتوں پر ہنسی کیوں آ رہی ہے؟ ہاں؟" وہ پھر بگڑی۔ یقیناً اشعر کا سارا غصہ وہ اسی پر نکال دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"کیونکہ آپ کو غصہ کرنا نہیں آ رہا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"شٹ اپ جہنمی انسان!" وہ بلبلا اٹھی۔ "تم نے میرا غصہ دیکھا نہیں ہے۔ اگر میں غصے میں آ گئی ناں تو.... تو تم میرے غضب سے پناہ مانگتے پھرو گے۔" آخر میں وہ اترائی جبکہ لیو پھر ہنس دیا۔

"جہنمی انسان" !

وہ باقاعدہ چلائی جبکہ ان کی گاڑی ایش گوتن میں داخل ہو چکی تھی۔

گاڑی سے نکلنے کے بعد خفت سے سرخ پڑتا چہرہ لیے وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی۔

راستے میں کھڑی روزی اسے دیکھ کر حیران ہوئی اور پھر کندھے اچکاتی آگے بڑھ گئی۔

وہ اس وقت گاڑی میں بیٹھا ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔ ڈیش بورڈ پر پڑا موبائل کافی دیر سے بج بج کر اب خاموش ہو چکا تھا مگر اسے شاید پروا نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی۔ لب بھینچ رکھے تھے۔ کنپٹی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ گاڑی کی اسپیڈ بھی آج معمول سے کہیں زیادہ بڑھا رکھی تھی۔

چند ہی لمحوں بعد موبائل پھر سے بجنے لگا۔ اب کی بار مخصوص رنگ ٹون پر اس نے نظر موبائل اسکرین پر ڈالی۔ اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ چہرے کی سرخی اگلے ہی پل ماند پڑ گئی۔

"ہیلو ارسم! کہاں ہو؟" فون کان سے لگانے پر زمان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ٹوکیو۔"

اس کے جواب پر زمان کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

"میں نہیں جانتا کہ تمہیں ٹوکیو جانے کا فیصلہ درست لگا یا نہیں لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔ اسی لیے میں نے سعیر ساما کو تمہیں جاپان بھیجنے کو کہا۔ "

"اوہ! تو یہ آئیڈیا تمہارا تھا؟"

"دیکھو ارسم! اس دنیا میں تم واحد شخص ہو جس کی قابلیت پر مجھے کوئی شک نہیں۔ جاپان میں آکر صرف تم ہی ایش کے متعلق معلومات اکٹھی سکتے ہو۔ اس کا پتہ لگا سکتے ہو۔ کہیں تم غصہ تو نہیں اس فیصلے سے؟"

"بالکل نہیں۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے۔ اس بار بھی جیت کر آنا۔ "

رابطہ منقطع ہوا۔ تب ہی کسی اور کی کال آنے لگی۔ اس نے گہری سانس لے کر موبائل فون دوبارہ کان سے لگایا۔

"جاپان پہنچ گئے؟" سعیر کی آواز گونجی۔

"جاپان بھی پہنچ گیا اور اب اپنے آدمی سے بھی ملنے جا رہا ہوں۔ "

"ویل ڈن حدید! مجھے تم پر پورا یقین ہے۔ میں نے زمان ساما سے اسی لیے کہا کہ ہمیں کسی ایکسپرٹ کو جاپان بھیجنا ہو گا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ تمہارا نام ہی لے گا۔"

"میں کر کے دکھاؤں گا آپ فکر مت کریں۔ "

سعیر کو اس کے جواب سے مزید تسلی ہوئی اور وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی ایک چھوٹے سے ریستوران کے سامنے جا رکی۔ وہ گاڑی سے باہر نکلا اور اندر کی جانب چل دیا۔ چونکہ آج موسم کافی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے زیادہ تر لوگ اندر موجود تھے اس لیے اس نے اوپن ایریا میں بیٹھنے کو ترجیح دی۔ سامنے ہی داخلی دروازے کے پاس کھڑے شخص نے اسے دیکھ کر احترام میں سر کو خم دیا اور پھر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو چند ہی ساعتوں بعد وہ آدمی اس کے بالکل سامنے آ بیٹھا۔

"سلام حدید ساما" !

حدید نے جواباً سر کو خم دیا اور طائرانہ انداز میں ارد گرد نگاہ دوڑائی۔

"فکر مت کریں یہاں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں پہچان سکے۔" اس شخص نے حدید کو یقین دلایا تو حدید نے سر کو خم دیا۔

"مجھے تم سے کچھ کام ہے۔"

"آپ حکم کریں۔"

"ایش کے متعلق اب تک جتنا جان چکے ہو سب بتاؤ۔"

"ایش ساما کے متعلق...." وہ سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کہاں سے شروع کرے۔

"ایش ساما اس وقت ملک سے باہر ہیں۔ اب ایش گوتن میں ان کے علاوہ اشعر ساما اور پرل ساما بھی آتے رہتے ہیں۔"

"کتنے عرصے میں؟"

"مہینوں کا گیپ آجاتا ہے۔"

"ہمم۔ آگے بتاؤ۔"

"پرل ساما کا خاص آدمی اب لیو بن چکا ہے جبکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اس کا ایڈوائزر لیو کا باپ البرٹ ہے۔ اشعر ساما کا کوئی خاص آدمی نہیں۔ بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ ایش ساما اور اشعر ساما دونوں کا ہی کوئی ایڈوائزر نہیں کیونکہ انہیں ایک دوسرے کے ہوتے ہوئے کسی ایڈوائزر کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس کے علاوہ" ...

"ایش اس وقت کہاں ہے؟"

"میرے خیال سے سنگاپور۔ کیونکہ کچھ دن پہلے صیاد اور روزی آپس میں اس متعلق گفتگو کر رہے تھے تب ہی میں نے سنا کہ ایش ساما سنگاپور جا رہے ہیں۔"

"اسٹون کے متعلق کچھ معلوم ہے؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسٹون ایش ساما کے پاس نہیں ہے۔ یہ بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ کہاں ہے اس بات کا علم ایش ساما کو ضرور ہو گا۔ وہ ماسٹر مائنڈ ہے۔ کسی چیز کی تلاش میں لگ جائے تو اسے حاصل کر کے چھوڑتا ہے۔"

"اس کی کوئی نئی چال؟"

"صیاد روزی کو بتا رہا تھا کہ سنگاپور سے واپسی پر ایش ساماٹو کیو میں موجود زمان ساما کی آئل ریفائنری کو آگ لگانے والا ہے۔"

حدید کا بے اختیار ایک ابرو اٹھ گیا۔

"آر یو شیور؟"

"جی ہاں۔ صیاد اشعر ساما کا وفادار ہے۔ اسے اشعر ساما بلا جھجک اپنے اور ایش ساما کے معاملات سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ اور صیاد روزی کا بہترین دوست ہے۔ اس لیے جب وہ اس سب سے روزی کو آگاہ کر رہا تھا تب میں کان لگائے کھڑا انہیں سنتا رہا۔"

"آئل ریفائنری۔" حدید نے کچھ سوچتے ہوئے قدرے آہستہ آواز میں کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس کے علاوہ کچھ؟"

سامنے بیٹھے شخص نے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

حدید نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ آنکھوں میں تجسس ابھرا۔

"دو ہفتے بعد جاپان کے شہر نگویا سے زمان ساما اپنا بچا کچھا مال ٹوکیو منتقل کر رہا ہے۔ تا کہ یہاں سے وہ اسے لاس اینجلس لے جانے میں کامیاب رہے۔ اور ایش ساما وہ مال راستے میں ہی لوٹ لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

"اور تمہارے خیال سے یہ بچا کچھا مال کتنا ہو گا؟"

"میرے خیال سے وہ تین سو سونے کی اینٹیں ہیں۔ تو اس حساب سے قریباً پینتالیس ملین ڈالرز کا مال ہے وہ۔"

حدید نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"ایش کی کوئی کمزوری؟"

"ایش گوتن میں ایک لڑکی آئی ہے۔ نہایت بزدل لڑکی۔ ایسی لڑکیوں سے ایش ساما کو سخت نفرت ہے مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ لڑکی مافیا لیڈی نہیں بن سکتی ایش ساما اس کو ٹرین کر رہے ہے۔"

"تو؟"

"تو اس سے واضح ہوا کہ وہ لڑکی ایش ساما کے لیے بہت خاص ہے۔ جوان ہے، خوبصورت ہے بلکہ بہت زیادہ حسین ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ایش ساما اس کی محبت میں گرفتار نہ ہوا ہو۔"

حدید نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"کون ہے وہ لڑکی؟"

"معلوم نہیں۔ جب سے وہ آئی ہے اس کے بارے میں کم از کم میرے سامنے تو کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"ٹریننگ کہاں ہوتی ہے؟"

"کبھی ایش گوتن میں تو کبھی باہر۔"

"اگلی بار باہر کب نکلے گی وہ لڑکی؟"

"اندازہ نہیں۔ مگر مجھے جیسے ہی معلوم ہوا میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔"

"ہوں۔" حدید نے مسلسل کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا تم ایش کا اسکیچ بنا سکتے ہو؟"

سامنے والے نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایش سامانے ابھی تک خود کو ظاہر نہیں کیا۔ صرف اشعر ساما اور پرل ساما ہی ان کو دیکھ چکے ہیں۔ میں نے کئی بار انہیں آتے جاتے دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔"

"ٹھیک ہے۔"

اگلے ہی لمحے حدید نے اس کے سامنے ایک بیگ رکھا۔ اس آدمی کا چہرہ چمک اٹھا۔ اس نے بیگ کی زپ کھول کر اندر جھانکا تو وہ اپنی خوشی نہ چھپا پایا۔ وہ بیگ نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اسی طرح کام کرتے رہو گے تو تمہیں اور تمہاری فیملی کو آسانی سے پالتا رہوں گا۔"

پھر وہ اٹھا اور ایک بار پھر غور سے ارد گرد دیکھنے کے بعد باہر کی جانب چل دیا۔

کچھ گھنٹے بعد وہ ہوٹل کے اس کمرے میں پہنچا جہاں وہ رہائش پذیر تھا۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر چابیاں اور گھڑی رکھنے کے بعد وہ بیڈ پر ڈھے گیا۔ دماغ مسلسل سوچوں کی ڈور میں الجھا

ہوا تھا۔ وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ چند لمحے وہ یوں ہی اپنی کنپٹی مسلتا رہا اور پھر وہیں پڑے پڑے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔ تب ہی کسی کی کال آنے پر وہ ٹھٹکا۔ اسے اتنا جلدی کال کی امید نہیں تھی۔ اس نے فون کان سے لگایا۔

"کچھ معلوم ہوا؟"

"بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔"

"تو واپس کب آرہے ہو؟" سعیر نے سوال کیا۔

"ابھی نہیں۔ مجھے یہاں مزید کچھ کام ہیں۔ مگر مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔ میں جیسے ہی واپس آؤں گا سب سے پہلے آپ مجھ سے ملاقات کریں گے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جیسا تم چاہو۔"

❣ ❣ ❣

صبح کا وقت تھا۔ موسم آج کافی خوبصورت تھا۔ وہ اینا کا ہاتھ پکڑے سوئمنگ پول کے کنارے اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ اینا کو شاید سوئمنگ پول بہت پسند تھا۔ اسے جب بھی اکیلا چھوڑا جاتا وہ سوئمنگ پول کی جانب دوڑی دوڑی آتی۔ پھر اس کے کنارے خاموشی سے بیٹھ جایا کرتی تھی۔ وہ جب سے چلنا سیکھی تھی تب سے کئی بار ایش گوتن میں گم ہو چکی تھی۔ تمام لوگ اسے ڈھونڈنے کی کوشش میں مارے مارے پھرتے مگر وہ ہوتی کہ خاموشی سے پول کے کنارے بیٹھی ملا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی کچن میں موجود کیبنٹ میں چھپ جایا کرتی۔ وہ باقی بچوں کی نسبت کافی زیادہ شرارتی تھی۔ ایک بار تو ایسا ہوا کہ ایش گوتن کا ایک ایک شخص اس کی تلاش میں لگا تھا اور وہ تھی کہ خاموشی سے لائلہ کے کمرے میں موجود بیڈ کے نیچے چھپ کر چاکلیٹ کھانے میں مصروف تھی۔ ایک دن جب وہ دوڑی دوڑی سوئمنگ پول کے پاس جا رہی تھی تب وہ خود کو سنبھال نہ پائی اور پانی کے اندر جا گری۔ صدِ شکر کہ اس وقت سامنے سے آتے اشعر نے اسے پانی میں گرتا دیکھ لیا اور فوراً جا کر اسے نکالا۔

اس کے بعد سے لائلہ اینا کو لے کر سوئمنگ پول کے قریب تھوڑا وقت گزارا کرتی تھی۔ اور باقی سب کو بھی اینا کو اکیلا چھوڑنے سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔ آج بھی وہ اینا کا ہاتھ پکڑے چل رہی تھی۔ اینا اسے لیلیٰ بلایا کرتی تھی۔ وہ پہلا لفظ تھا جو اس نے اپنی زبان سے ادا کیا تھا۔

کسی کا کہنا تھا کہ وہ لالا بولتی ہے تو کسی کا کہنا تھا کہ لیلیٰ۔ لائلہ خود کبھی کبھار کنفیوز ہو جاتی کہ آخر اینا بول کیا رہی ہے۔ خیر وہ جو بھی بولتی تھی بس سارا دن اسی کی رٹ لگائے رکھتی تھی۔ لائلہ نے کوشش کی تھی کہ وہ بابا بولے مگر ایسا نہ ہوا۔ لائلہ اس کے سامنے کہتی بابا تو وہ بابا بول دیا کرتی تھی مگر اس کے علاوہ کبھی نہیں۔ یقیناً لائلہ ایک بہت اچھی پھپھو ثابت ہوئی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ اسے بابا بولنا سکھا رہی تھی۔ اینا اس کی نقل کرتے ہوئے بابا بول رہی تھی۔ سامنے سے آتے اشعر نے جب وہ سب دیکھا اور سنا تو لبوں کو گہری مسکراہٹ چھو گئی۔ وہ یقیناً بہت خوش ہوا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"بابا!" اشعر نے اتنا کہہ کر بازو پھیلائے تو وہ اس کے پاس بابا بولتے ہوئے دوڑی چلی آئی۔ اشعر نے اسے اٹھایا اور باری باری اس کے دونوں گال چومے۔ بے بی پنک کلر کا فراک پہنے اور بالوں کی دو چھوٹی چھوٹی پونیاں بنائے وہ بالکل ننھی سی پری لگ رہی تھی۔ اشعر کو تو وہ ویسے ہی دن بہ دن زیادہ پیاری لگنے لگی تھی۔ تب ہی سامنے سے آتی پرل نے بھی انہیں جوائن کیا۔ وہ گھٹنوں سے ذرا اوپر تک آتی سبز رنگ کی منی اسکرٹ کے ساتھ سبز رنگ کا ہی بلاؤز پہنے ہوئے تھی۔

"آج تم فری ہو؟" وہ قدرے حیران ہوئی۔

"ہاں سوچا تھوڑا سا بریک دے دوں بے چاری کو۔" اشعر نے لائلہ کی جانب اشارہ کیا۔

"اچھا یہ کچھ فائلز ہیں۔ ان پر سائن کرنا ہے۔ ایش سامنا نہیں ہے تو تم ہی کر دو۔" پرل نے ہاتھ میں اٹھائی فائلز کی جانب دیکھتے ہوئے ہوا۔

"اوکے تم انہیں رکھوا دو میں کرتا ہوں۔" اشعر اینا کے ساتھ مصروف تھا تو ابھی نہیں کر سکتا تھا۔

پرل نے پاس سے گزرتی ڈیزی جو کہ اینا کو لینے آئی تھی، کو وہ فائلز تھما دیں اور انہیں ڈرائنگ روم میں موجود ٹیبل پر رکھنے کو کہا۔ ڈیزی اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

"تو کافی کچھ سیکھ چکی ہو اب تم۔ ہے ناں؟" پرل لائلہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"گڈ" !

پول کے اس پار کھڑے لیو اور صیاد کی نظر ان دونوں پر ٹکی تھی۔

" صیاد! کیا ایسا ممکن نہیں کہ لائلہ ساما جیسی ایک لڑکی مجھے بھی مل جائے؟ "

لیو کی بات پر صیاد نے گردن دائیں جانب گھما کر اسے سر تا پیر دیکھا۔

"لائلہ ساما کے بارے میں کچھ الٹا سوچنا بھی مت۔ اشعر ساما کی بہن ہے۔" صیاد نے تنبیہ کی مگر وہ جانتا تھا کہ ان دونوں میں مذاق چل رہا تھا۔

"اچھا اگر ایک نہیں تو دوسری سہی۔" اس نے ہنسی دبا کر پرل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرل ساما کے بارے میں تو سوچنے کا بھی مت سوچنا۔ وہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کووں کو بھی نہیں کھلائے گی بلکہ جنگلی کتوں کو کھلائے گی۔"

"ارے رے رے تم تو سیریس ہی ہو گئے۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ میں بھلا پرل ساما کے بارے میں کیسے سوچ سکتا ہوں۔ ان کا تو گھٹنا بھی مجھ سے زیادہ گورا ہے۔" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور اگلے ہی پل ان دونوں کا خوشگوار قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

ادھر پرل نے ایک نظر سوئمنگ پول میں بہتے پانی کو دیکھا اور پھر لائلہ کو۔

"تیرنا جانتی ہو؟"

"بالکل نہیں۔" لائلہ نے ڈر کر کہا تو پرل افسوس سے سر ہلاتی رہ گئی۔

"افسوس ہے ابھی بھی ڈرتی ہو۔"

"ہاں بس پانی سے۔ ہتھیاروں سے ڈرنا اب چھوڑ دیا ہے۔"

"ویل ڈن!" پرل دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے قریب آئی۔ "مجھے خوشی ہے کہ کافی کچھ امپروو کر رہی ہو تم۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور اگلے ہی لمحے اس نے لائلہ کو دھکا دیا تو وہ پانی میں جا گری۔

"لیکن پانی کا خوف کب ختم کرو گی؟"

وہ کہتے ساتھ ہنس دی۔ اشعر اور اینا ان کی جانب متوجہ ہوئے۔ سامنے کھڑے صیاد اور لیو نے بھی چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

لائلہ مسلسل پانی میں ہاتھ مارتے ہوئے چیخ چلا رہی تھی۔ اس کی آواز قریباً پورے ایش گوتن میں گونج رہی تھی۔

"بچاؤ! بچاؤ"!

پرل اور اشعر نے اسے اس طرح چلاتا دیکھ کر افسوس بھری نظروں کا تبادلہ کیا۔

"کیا بنے گا اس نالائق کا!" اشعر کو زیادہ افسوس ہوا تھا۔

پرل دھیرے سے پنجوں کے بل بیٹھی۔

"لائلہ ساما!" اس نے اسے پکارا مگر وہ تو ماشاءاللہ سے چلانے میں مصروف تھی۔

"لائلہ سامالسن ٹومی!" پرل قدرے اونچی آواز میں بولی۔

لائلہ کی چیخنے چلانے کی آواز تھی جبکہ وہ ابھی بھی ہاتھوں سے چھپاک چھپاک لگائے ہوئے تھی۔

"لائلہ ساماسیدھی کھڑی ہو۔ پانی گہرا نہیں ہے۔"

لائلہ کے ہاتھ ایک دم رکے۔ وہ سیدھی کھڑی ہوئی۔ منہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہوش و حواس لوٹ آئے۔ وہ بالکل سیدھی کھڑی تھی اور پانی اس کے کندھوں تک آرہا تھا۔ کیا وہ بلاوجہ چلا رہی تھی؟ وہ تھوڑی سی شرمندہ ہوئی۔

ہر طرف اچانک گہرا سکوت چھا گیا۔ ایک لمحہ.... دو لمحے.... تین لمحے....

اور اگلے ہی پل سب کا خوشگوار قہقہہ گونجا۔ ان میں روزی اور ڈیزی کا قہقہہ بھی شامل تھا۔ اور تو اور اینا بھی لائلہ کو پانی میں دیکھ کر ہنسے جا رہی تھی۔

"افففف! آج تم نے ثابت کر دیا کہ تم سا بے وقوف کوئی نہیں۔ اتنے سے پانی میں بھی اب تم ڈوب رہی تھی۔ چہ چہ۔" اشعر ہنستے ہوئے بولا۔

لائلہ کو رج کے شرمندگی ہوئی۔ پرل بھی اب کھڑی ہو کر ہنسے جا رہی تھی۔ تب ہی اشعر آگے بڑھا اور پرل کو دھکا دیا۔ آگے بھی پرل تھی۔ فوراً سنبھلی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ مکمل طور پر سنبھلتی اس کی ہیلز اٹکیں اور وہ لڑکھڑا کر پانی میں جا گری۔

ایک بار پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ لیکن اس خاموشی کی ڈور کو اینا کی خوشگوار ہنسی کی آواز نے توڑا۔ اسے ہنستا دیکھ ایک بار پھر سب اپنا قہقہہ دبانے میں ناکام رہے۔ اب تو لائلہ بھی ہنس رہی تھی کیونکہ پرل اب اس کے بالکل ساتھ ہی پانی میں مکمل بھیگی کھڑی تھی۔

"کیسا لگ رہا ہے مجھے جوائن کر کے؟" لائلہ نے پرل سے پوچھا جو پانی میں بھی آگ بگولہ ہوئی کھڑی تھی۔ اس کی بات سن کر پرل چند لمحے اسے گھورتی رہی اور پھر آخر کار وہ بھی ہنس دی۔ ایش گوتن ان سب کی ہنسی سے گونج رہا تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی اشعر کے بچے۔" پرل نے سنبھل کر اشعر سے کہا۔

"بچے نہیں بچی۔ صرف ایک بچی ہے میری اور وہ بھی یہ۔" اشعر نے اینا کی جانب دیکھ کر کہا۔ "جتنا دیکھنا ہے دیکھ لو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔"

"شکر کرو یہاں ایش سامانہیں ہے۔ ورنہ میں کہتی تو وہ تمہیں بھی پول میں گرا دیتا۔ "

"تمہارے کہنے پر..." اشعر ایک بار پھر کھل کر ہنس دیا۔ جیسے اسے یہ دنیا کا سب سے بڑا جوک لگا ہوا۔ پرل اب کہ واقعی تلملاتی رہ گئی۔

"افففف" !

تب ہی لائلہ نے ہتھیلی میں پانی بھر کر اس کی جانب اچھالا۔ پرل پہلے تو چونکی اور پھر ہنس کر ویسی ہی حرکت اس نے کی۔ اپنے ہاتھ میں پانی بھرتی وہ بھی اسی کی جانب اچھالنے لگی۔ اب کہ وہ دونوں ہنستے ہوئے ایسا کر رہی تھیں۔ کچھ یاد آنے پر پرل نے لائلہ کی بجائے وہ پانی اشعر کی جانب اچھالا۔ زیادہ تو نہیں بس کچھ ہی پانی کے چھینٹے اشعر تک جا پائے تھے۔ وہ برق رفتاری سے پیچھے ہوا تو اینا ایک بار پھر کھل کر ہنس دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس وقت اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ فون کان سے لگا رکھا تھا اور نو وارد کی بات کو غور سے سننے میں مصروف تھا۔

"اشعر ساما اس وقت اپنے بہت سے لوگوں کے ساتھ وہاں موجود ہیں۔ ساتھ میں پرل ساما اور لائلہ ساما بھی ہیں۔" کال پر موجود شخص نے کہا۔

"آہاں۔ لائلہ ساما؟"

"جی حدید ساما! وہی لڑکی۔"

حدید نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"اور تم کہاں ہو؟"

"انہی کے ساتھ۔ نہیں تو انہیں شک ہو جائے گا۔"

"اوکے اوکے۔"

"آپ آ رہے ہیں؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت اچھا Rider ہوں۔ آنا تو پڑے گا۔" وہ چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے بولا۔

لائلہ اپنی گاڑی سے اتری تو سامنے دور دور تک پھیلا وسیع سبزہ زار دیکھا۔ تب ہی ساتھ والی گاڑی سے پرل نکلی۔ آج ان دونوں کا حلیہ کافی حد تک ایک جیسا ہی تھا۔ وجہ یہ تھی کہ پرل ہی لائلہ کو تیار کر کے لائی تھی۔ دونوں نے جینز کے ساتھ بلیک شرٹ پر بلیک جیکٹ پہن رکھی تھی۔ دونوں کے بال اونچی پونی میں مقید تھی۔ پرل کی پونی چھوٹی تھی جبکہ لائلہ کے لمبے بال پونی میں مقید ہونے کے باوجود کمر تک لہلہا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بلیک لانگ بوٹس پہنے وہ شان سے چلتی ہوئی اشعر تک جا پہنچیں۔

"آج تو پرل اور لائلہ میں فرق کرنا مشکل لگ رہا ہے۔"

"تمہی نے کہا تھا اسے کاپی کرنے کو۔ ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے مافیا لیڈی بننے کا۔" لائلہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"واقعی پرل لگ رہی ہو۔" اشعر نے بھی بری شکل بنا کر کہا۔

"میں پرل نہیں ہوں اور نہ ہی بن سکتی ہوں۔ پرل پرل ہے اور میں لائلہ۔ لائلہ جہان !
"

"تو کیا اب یہی لائلہ جہان گھڑ سواری کرنا پسند کریں گی؟" اشعر فوراً مدعے پر آیا جبکہ لائلہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔ اسے ہر وہ چیز کرنے کو کہی جا رہی تھی جس کا اسے ڈر تھا۔

"اڑ گئی ناں رنگت؟" پرل نے طنز اچھالا۔

"ہر گز نہیں۔ مجھے تو گھوڑے بہت پسند ہیں۔ آخر اتنے کیوٹ جو ہوتے ہیں۔" اس نے زبردستی مسکرا کر کہا تو اشعر اور پرل ہنس دیے۔

"اپنے تاثر چھپانا سیکھ رہی ہو تم۔ امپریسیو" !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"واٹ ایور!" اس نے اکڑ کر ایک ابرو اٹھا کر کہا۔

"آتی بھی ہے گھڑ سواری یا نہیں؟"

"آجاتی ہے۔" لائلہ نے بس عزت رکھنے کے لیے کہہ دیا اور پھر کیا۔ اس کی قسمت نے بھی انا اللہ پڑھ لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب صیاد اور لیو کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان کے پاس ہی سات آٹھ گھوڑے کھڑے تھے۔ لائلہ انہیں دیکھ کر محض گہری سانس لیتی رہ گئی۔

"میں اس سفید گھوڑے پر بیٹھوں گی۔"

"ایکسکیوز می! وہ میرا گھوڑا ہے۔" پرل نے اسے ٹوکا۔

"تمہیں اس پر سوار ہونا ہے۔" اشعر نے اس سیاہ گھوڑے کی جانب اشارہ کیا جس کی باگ ساتوشی تھامے ہوئے تھا۔ ساتوشی سے لائلہ کی کافی بے تکلفی ہو چکی تھی کیونکہ وہ اور صیاد اس کی پریکٹس میں بہت مدد کیا کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر لائلہ کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ قریباً بھاگتی ہوئی ساتوشی کے پاس گئی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس میری گھوڑے پر بیٹھنے میں مدد کر دینا تاکہ عزت رہ جائے۔ تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا مجھ پر۔"

ساتوشی ہنس دیا۔

"ضرور لائلہ ساما" !

جیسے جیسے وہ کہتا گیا لائلہ ویسے ہی کرتی گئی۔ باگ کو پکڑ کر جب وہ گھوڑے پر بیٹھ گئی تب اسے معلوم ہوا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے۔ گہری سانس لے کر اس نے خود کو نارمل رکھا۔ اس کا گھوڑا بالکل سیاہ تھا۔

"ساتوشی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

جب اس نے نارمل سے انداز میں پرل اور صیاد کو گھوڑے پر بیٹھتا دیکھا تو بولی۔

"کچھ نہیں ہوتا لائلہ ساما آپ بے فکر رہیں۔"

لائلہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور پھر دھیرے سے اس گھوڑے کے سیاہ بالوں کو ہاتھ لگایا۔ اس کی پسند بدلتی جا رہی تھی۔ سیاہ رنگ سے نہ جانے کیوں محبت سی ہوتی جا رہی تھی۔ یا شاید یہ سب اس کے بخت میں پھیلی سیاہی کی وجہ سے تھا۔

پرل گھوڑے پر بیٹھی تھی اور ساتھ میں ہی اشعر اور لیو کھڑے تھے۔ اشعر اسے گھوڑے کے بارے میں کچھ بتا رہا تھا۔ انہیں دیکھنے کے بعد لائلہ نے سامنے دیکھا جہاں دور دور تک سبزہ زار تھا۔ اسی طرح گردن دائیں جانب موڑی تو منظر مختلف تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

دائیں جانب سبزہ زار کا اختتام ہوتا تھا اور جنگل کی شروعات۔ لمبے، اونچے، سیاہ درخت اس وقت کم از کم اسے تو ڈرا ہی رہے تھے۔ ساتوشی نے اس کے گھوڑے کی باگ سنبھالی اور دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔

"ساتوشی یہ بھاگے گا تو نہیں ناں؟"

"بالکل نہیں۔" ساتوشی نے یقین دلایا۔

لائلہ کو تسلی ہوئی تو وہ ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"جنگل کی سیر کرنا چاہیں گی؟"

تھوڑی دیر بعد ساتوشی نے ایک جگہ رک کر کہا۔

لائلہ نے اونچے، لمبے، خوفناک سیاہ درخت دیکھے تو فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"کم آن لائلہ ساما! ابھی بھی ڈرتی ہیں آپ؟" ساتوشی نے اس کی کمزوری آزمائی۔

"ڈر... نہیں ہرگز نہیں۔ لائلہ کو اب ڈر نہیں لگتا۔" اس نے گردن اونچی کیے فخر سے کہا۔

"تو پھر چلیں؟ "

"چلو۔ "

ساتوشی نے دھیرے سے گھوڑے کی سمت بدلی اور اس جنگل کی جانب ہو لیا۔

"آپ ایش ساما کے لیے یقیناً بہت اہم ہیں۔ "

چلتے چلتے وہ اب باتیں کرنے لگا تھا۔

"وہ کیسے؟"

"وہ آپ کی اتنی کیئر جو کرتے ہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مفاد پرست لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔" لائلہ نے محض سوچا۔

"وہ صرف اس لیے کیونکہ میں جہان ساما کی بیٹی اور اشعر ساما کی بہن ہوں۔" نروٹھے پن سے جواب دیا گیا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے ایش ساما کنگ بن پائیں گے؟"

"جتنی مہارت سے وہ چالیں چلتا ہے اور جس قابلیت سے وہ کھیل کھیلتا ہے اس حساب سے تو وہ کنگ بن کر ہی دکھائے گا۔"

لہجے میں یقین تھا۔

"آپ کہہ رہی ہیں تو یقین کرنا ہی پڑے گا۔"

"لائلہ کہاں گئی؟"

اشعر نے جب لائلہ کو غائب پایا تو پریشان ہو کر سوال کیا۔ اس کے سوال پر سب نے ارد گرد نظر دوڑائی مگر وہ کسی کو نہ نظر آئی۔

"میرے خیال سے سیر کرتے کرتے کافی دور نکل گئے ہیں۔" صیاد نے اندازہ لگایا۔

"کیا مطلب کوئی اور ساتھ تھا اس کے؟"

وہ مزید پریشان ہوا۔

پرل نے ایک نظر سب کو دیکھا۔ صیاد، لیو باقی سب لوگ وہاں موجود تھے سوائے ساتوشی کے۔

"ہاں شاید ساتوشی۔" پرل نے کہا تو اشعر کو مزید فکر ہوئی۔

وہ فوراً گھوڑے پر بیٹھا۔

"میں لائلہ کو دیکھ کر آتا ہوں تم سب یہیں انتظار کرو۔"

"میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔" پرل جو تھوڑی دیر پہلے اپنے سفید گھوڑے سے اتر چکی تھی دوبارہ اس پر سوار ہوئی۔ اگلے ہی لمحے ان دونوں کے گھوڑے جنگل کی جانب دوڑنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد لائلہ نے محسوس کیا کہ وہ اپنے مقام سے کافی دور آ گئے تھے۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے ہر طرف درخت ہی درخت نظر آئے۔ اشعر، پرل اور باقی سب جیسے کھو سے گئے تھے۔

"ساتوشی ہم کافی دور آ گئے ہیں۔ ہمیں واپس چلنا چاہیے۔"

"جی لائلہ ساما!" ساتوشی نے ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس سے پہلے کہ وہ مڑتے انہیں گھوڑوں کے کھروں کی آواز سنائی دی۔ آواز سے وہ محسوس کر سکتی تھی کہ کافی سارے گھوڑے ایک ساتھ اس طرف آرہے تھے۔

"لگتا ہے پرل ساما اور اشعر ساما اسی طرف آرہے ہیں۔ "

لائلہ نے اندازہ لگایا جبکہ ساتوشی پر سوچ نگاہیں لیے دھیرے سے مسکرا دیا۔

چند ہی لمحوں میں اسے اپنے سامنے سے کچھ گھڑ سوار آتے دکھائی دیے۔ وہ سب سے سب نقاب پوش تھے۔ سیاہ نقاب انہیں مزید بھیانک بنا رہا تھا۔ ہاتھوں میں گنز اٹھائے وہ اس کے بالکل سامنے کافی فاصلے پر آکر رک گئے۔ لائلہ کے جسم سے تو تمام ترہمت نچڑ گئی۔ مگر اس نے خود کو سنبھالنے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اٹھاؤ اس لڑکی کو۔" ان سب میں سب سے آگے موجود شخص نے حکم دیا تو پیچھے سے باقی تمام گھڑ سوار لائلہ کی جانب بڑھنے لگے۔

ساتوشی نے پسٹل سنبھالی تو سامنے کھڑے گھڑ سوار نے فضا میں گولی چلائی۔

"ہلنا مت " !

گولی کی آواز سن کر بہت سے گھوڑوں نے بیک وقت اپنی اگلی دو ٹانگیں فضا میں بلند کیں۔ ان میں ایک گھوڑا لائلہ کا بھی تھا۔ اس کا توازن بگڑا تو اس نے ڈر کے مارے زور دار چیخ ماری اور باگ کَس کے پکڑ لی۔ گھوڑا واپس سے سیدھا ہوا تو وہ آگے کی جانب بھاگ پڑا۔ باقی سب اپنے گھوڑوں پر قابو پا چکے تھے مگر وہ چونکہ نہیں جانتی تھی کہ گھوڑے کو کس طرح قابو کیا جاتا ہے اس لیے کچھ نہ کر پائی سوائے چلانے کے۔ اس کی چیخیں اور اس کے گھوڑے کے کھروں کی آواز قریباً پورے جنگل میں گونج رہی تھی۔ حال بے حال ہوتی وہ باگ کو کس کے پکڑے ہوئے آگے کی جانب جھک کر چیخ رہی تھی۔ اس کی چیخیں سن کر گھوڑا مزید بگڑ رہا تھا اور اپنی پوری رفتار میں آگے کی جانب دوڑ رہا تھا۔ پیچھے سے اسے گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ پرل اور اشعر وہاں پہنچ چکے تھے۔ مگر انہی لوگوں کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھے۔ اس کا گھوڑا کافی دور آ چکا تھا اور سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔ اس کا وجود قریباً پورا کا پورا پسینے سے بھیگ گیا۔ تنفس کافی حد تک بگڑ گیا۔ باقاعدہ آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلے۔ تب ہی اس نے کچھ فاصلے پر اپنی دائیں جانب ایک اور گھوڑے کو بھاگتا محسوس کیا۔ وہ اس کے بالکل ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ لائلہ میں

اتنی ہمت نہ تھی کہ سر اٹھا کر گھڑ سوار کو ہی دیکھ لیتی۔ وہ جو کوئی بھی تھا یقیناً اسے بچانے آیا تھا۔

"چیخنا بند کرو۔" اپنی ہی چیخوں میں اسے کسی کی آواز سنائی دی۔ ایک بار نہیں بلکہ بار بار کوئی اس بات کو دہرا رہا تھا۔

"چیخنا بند کرو۔"

اس نے تھوک نگلا اور چلانا بند کیا۔ آنکھیں خوف کے مارے میچ رکھی تھیں۔

"باگ کو اتنا سختی سے مت پکڑو۔"

وہ گھڑ سوار اس کے عین برابر تھا۔ دونوں گھوڑوں کی رفتار ایک جیسی تھی۔ مگر بیچ میں فاصلہ بہت تھا جو آہستہ آہستہ گھٹتا چلا جا رہا تھا۔

اس نے گڑبڑا کر باگ پر اپنی گرفت ڈھیلی کی۔

"اب اسے اپنی جانب کھینچو۔"

اس نے باگ کھینچی تو گھوڑے نے ایک بار پھر اپنی اگلی دو ٹانگیں اوپر کو اٹھائیں۔ اس کا توازن پھر بگڑا اور باگ ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے کی جانب سے نیچے گرتی وہ گھڑ سوار اپنا گھوڑا لیے اس کے بالکل پیچھے پہنچ چکا تھا۔ وہ جیسے ہی گری تو اس کے گھوڑے پر جا گری۔ اس شخص نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ان کی پوزیشن کچھ اس طرح تھی کہ وہ دائیں جانب دونوں ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔ سر اس کے کندھے سے ٹکا رکھا تھا اور وہ شخص ایک بازو اس کے گرد حائل کیے مضبوطی سے اسے تھامے ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے باگ سنبھال رکھی تھی۔ اس نے گھوڑے کی سمت بدلی اور پھر واپس کی جانب چل دیا۔

وہ سمجھ ہی نہ پائی کہ وہ کون تھا اور اسے کیوں بچا رہا تھا۔ کیوں اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ ایک جگہ اچانک ہی وہ رکا۔ لائلہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور سر سیدھا کیا۔

"اترو۔"

اس کی آواز.... اب کہ پہلی بار اس نے اس آواز پر غور کیا۔ شناسا اور پسندیدہ آواز.... چند لمحے تو وہ یوں ہی بیٹھی رہی۔ پھر سکتے کی حالت میں سر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا۔ تب

وہ اس نقاب پوش کی محض آنکھیں ہی دیکھ پائی۔ سنہری اور پرکشش آنکھیں۔ جن کو دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں ترس گئی تھیں۔

تب ہی سامنے سے اسے ساتوشی آتا دکھائی دیا۔ ساتھ میں صیاد بھی تھا۔

"اسے چھوڑ دو۔" صیاد نے ان کے پاس پہنچ کر ہانپتے ہوئے کہا۔

"اترو۔"

اس کی آواز سن کر لائلہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اتری۔ نگاہیں اس کی آنکھوں پر جم سی گئی تھیں۔ وہ نقاب پوش چند قدم پیچھے ہوا۔ گن نکالی۔ ساتوشی اور صیاد لائلہ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ تب ہی اس نے گن لائلہ کی جانب اٹھائی۔ نشانہ باندھا ....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ لمحے بھر کو اس کی حرکت پر یقین ہی نہ آیا۔ کیا وہ اس پر گولی چلانے والا تھا؟ وفا پر؟ اپنی وفا پر؟

صیاد نے اپنی گن نکالی اور اس نقاب پوش کی کنپٹی کا نشانہ باندھا۔

"گن چلاؤ گے تو مرو گے۔" صیاد نے اسے وارن کیا۔ مگر وہ شخص مسلسل اس لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا جو آنکھوں میں ڈھیروں بے یقینی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

ایک ....

دو....

تین....

تب ہی فضا میں گولیاں چلنے کی آواز بلند ہوئی۔ گولی نہیں گولیاں.... ایک نہیں چار گولیاں۔

ایک گولی دور سے آتے اشعر کی گن سے نکلی تھی جو اس نقاب پوش کی بازو کا مانس چیرتی ہوئی نکلی تھی۔ دوسری گولی اس نقاب پوش کی گن سے نکلی تھی۔ چونکہ اس کے اسی بازو پر گولی لگی تھی جس سے اس نے نشانہ باندھ رکھا تھا اس لیے نشانہ چوک گیا اور اس کی گن سے نکلنے والی گولی لائلہ کے کندھے اور گردن کے عین درمیان سے ہوتی ہوئی ساتوشی کی گردن کے آر پار ہو گئی۔ اس سے چند پل پہلے ساتوشی نے گولی چلائی تھی جو

صیاد کے کندھے پر لگی تھی اور اس وجہ سے صیاد کی گن سے نکلنے والی گولی دور کسی درخت کو جا لگی تھی۔ ایک ساتھ کئی لوگوں کا خون بہا تھا۔ وہ سکتے میں چلی گئی۔ وجود برف کی مانند ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ کسی بت کی طرح کھڑی خود کو یقین دلا رہی تھی کہ گولی چلانے والا ہادی ہی تھا۔ ہادی نے اس پر گولی چلائی تھی۔ وہ واقعی اس کا دشمن تھا۔

ساتوشی زمین پر ڈھے گیا۔ لیو صیاد کے پاس پہنچا اور اسے سنبھالا۔ نقاب پوش بازو پر ہاتھ رکھے خون روکنے کی سعی کرتا پیچھے کی جانب چلا گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے باگ سنبھالے ہوئے تھا۔ وہ یقیناً بہت اچھا گھڑ سوار تھا۔

تب ہی اشعر اس کے پاس پہنچا اور کندھوں سے جھنجھوڑ کر اسے ہوش میں لانا چاہا جو بے جان ہوئی ٹھہری تھی۔

"کون تھا وہ؟" اشعر کا پہلا سوال یہی تھا۔

جواب دینے کی بجائے وہ ابھی بھی اس بے رحم نقاب پوش کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ اشعر کی آواز اسے کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لائلہ میں نے پوچھا کون تھا وہ؟"

بار بار جھنجھوڑنے پر لائلہ نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر سامنے کھڑے اشعر کو دیکھا۔ نظروں سے نظریں ملیں تو اشعر نے اس کی آنکھوں میں سوائے ویرانی کے کچھ نہ دیکھا۔

"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم اسے جانتی ہو۔" اس نے اس کے کندھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی۔ "بتاؤ کون تھا وہ؟"

"ہادی۔" اس کے لبوں نے حرکت کی۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ وجود ایک دم گرم پڑ گیا۔ جیسے اس کا وجود کسی آگ میں جلنے لگا ہو۔ ساتھ کھڑی پرل نے جو ساتوشی کی نبض چیک کر رہی تھی، ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس جانب جہاں سے وہ نقاب پوش گیا تھا۔

"ہادی۔"

پرل نے بنا آواز اس کا نام دہرایا۔ بے یقینی سے ....

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

* * * * * * * * *

"زندگی؟"

"سفر۔"

"یادیں؟"

"خزانہ۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور پوچھتی وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس بہت ہو گیا وفا۔ تم آلریڈی بہت پوچھ چکی ہو۔ میں تھک گیا ہوں۔" حدید جھنجھلایا ہوا الگ رہا تھا۔

"کیا ہادی۔ ابھی تو گیم اسٹارٹ ہوئی ہے اور تم ابھی سے تھک گئے۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

حدید نے تھکا ہوا سانس خارج کیا۔

"یہ بھی کوئی گیم ہے۔ ایک لفظ کی وضاحت ایک ہی لفظ سے۔"

"تمہی نے تو سکھائی تھی ہادی۔ اب مجھے اچھی لگتی ہے تو تمہیں عجیب لگ رہی ہے۔" وہ قدرے معصومیت سے منہ بسورتے ہوئے بولی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا اب پلیز اداس نہ ہو۔ مجھ سے تمہاری یہ پھولی ہوئی شکل نہیں دیکھی جاتی۔" وہ ہنسا۔ اس کی آنکھوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ "ہم کھیل رہے ہیں۔ وہیں سے شروع کرو جہاں رکے تھے۔"

وہ ایک دم چہک اٹھی۔ چہرے پر خوشی دمکی۔

"سحر؟"

"محبت۔"

وہ رکی۔ چونک کر اسے دیکھا۔

"محبت اور سحر؟"

"محبت سحر کرتی ہے اور انسان کو اپنی گرفت میں جکڑ لیتی ہے۔ یہ سحر اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ کوئی بھی اس سے آزاد نہیں ہو سکتا۔"

وفا کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔

"آگ؟"

"تمہاری کزن ڈیئرسٹ۔"

وفا نے ایک جھٹکے سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ چند لمحے گزرے۔ اور پھر بس! دونوں گردن پیچھے ڈالے ہنس ہنس کر دوہرے ہو گئے۔

"یہ زبردست تھا۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"جانتا ہوں۔" اسے ہنستا دیکھ کر اس سے بھی اپنی ہنسی نہ روکی جا رہی تھی۔

"زہر کے بارے میں کیا کہو گے؟" اس کی ہنسی میں شرارت چمکی۔ حدید اسے پہچان گیا۔ وہی تو اسے پہچانتا تھا۔

"آف کورس! کزن ڈیئرسٹ کی زبان۔"

دونوں ایک بار پھر کھل کر ہنس دیے۔

"وفا؟"

اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور تفصیل بتائی۔

"میں نہیں اوکے۔ وفا یعنی وفاداری۔"

حدید ہلکا سا مسکرایا۔ نظریں ہنوز اس کے چہرے پر ٹکا رکھی تھیں۔ جیسے ساری وفائیں اس ایک وفا کے نام ہوں۔

"انمول۔"

وفا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"وفا کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ وفا انمول ہوتی ہے۔" اس نے وضاحت کی۔

وفا نے اس کے جواب سے مرعوب ہو کر ایک ابرو اٹھالیا اور پھر انگوٹھا اور شہادت کی انگلی ملا کر زبردست کا اشارہ کیا۔

"دوست؟"

"بیسٹ لِسنر (Best Listener)۔" اس کی مسکراہٹ وفا کی حیرت دیکھ کر گہری ہوئی۔

"جو ہمیں ہر حال میں سن سکے۔ ٹوکے بغیر کہیں بھی کبھی بھی ہماری ہر قسم کی بکواس سننے کو تیار رہے۔ وہ نہ بھی سننا چاہتا ہو تو بھی وہ سنے۔ اور جانتی ہو کیا؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہاں سے سنے۔" اس نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے دل پر رکھی۔ "وہ ہر لفظ کو یہاں دل میں اتارے۔ اس کے ہوتے ہوئے کبھی بھی ہمارے دل پر بوجھ نہ ہو۔ دوست تو ہوتا ہی وہی ہے جو ہمارا دل ہلکا کر سکے۔ کندھا دے کر ہمیں رونے کا کہہ سکے۔ ہماری

سسکیاں سن سکے۔ دلاسہ تو سب دے دیتے ہیں مگر وہ دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے دل پر پڑا بوجھ بھی اتار پھینکے۔"

"پھر تو تم واقعی میرے دوست ہو۔" وفا میکانکی انداز میں بولی۔ نظریں اس پر جمی تھیں۔

"میری ہر بات سنتے ہو۔ غلط اور درست میں تفریق کر کے مجھے سمجھاتے ہو۔ ڈانٹ ڈپٹ بھی دیتے ہو مگر اتنے پیار سے کہ مجھے تمہاری ڈانٹ سے ہی محبت ہو چکی ہے۔ اور اسی وجہ سے میں تمہیں سب کچھ بتاتی ہوں۔ کچھ بھی نہیں چھپاتی۔ میری ہر بکواس کو غور سے سنتے ہو۔ یقین کرو مراد ہاؤس میں میری باتیں سب سنتے تو ہیں مگر غور کوئی نہیں کرتا۔ سب ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ میں سب کا ساتھ دیتی ہوں مگر تم وہ واحد ہو جو میرا ساتھ دیتا ہے۔ تم میرے ہر زخم کا مرہم ہو۔ تم جانتے ہو ہادی۔ تم ساتھ ہوتے ہو تو مجھے تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔ تم میری زندگی کا سکون ہو۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ رکی۔ دو بار پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا جو غور سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔ جیسے اس کے ہر لفظ کو وہ واقعی دل میں اتار رہا ہو۔ جیسے وہ تصور کی دنیا میں اتر کر اسے اپنا حاصل بنانا چاہ رہا ہو۔ جیسے وہ اپنا سکون بھی اسی سے منسوب کرنا چاہ رہا ہو۔

" You are my safe haven, Haadi. "

وہ بول گئی جبکہ وہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا۔ تصور کی دنیا سے نکل کر حقیقی دنیا میں قدم رکھا۔ دھیرے سے مسکرایا جبکہ مسکراہٹ میں ڈھیروں درد چھپا تھا۔ وفا تو اس درد کو بھی نہ دیکھ پائی۔ کتنی ظالم تھی نا وہ !

"سکون؟" اب کہ اس نے اگلا سوال کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"فتح۔"

"منزل؟"

"فتح۔"

وفا نے دیکھا اچانک ہی اس کی آنکھیں بدل چکی تھیں۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے محبت تھی وہاں اب ویرانی سی چھائی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس نے سرد مہری دیکھی۔ وہ بری طرح ٹھٹکی۔ وہ سر جھکا گیا۔ نگاہ کسی غیر مرئی نقطے پر جما دی۔ وفا کو نہ جانے کیوں لگا کہ وہ تکلیف میں ہے۔

"تکلیف؟"

"شکست۔"

"مقصد؟"

"انتقام۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وفا خاموش ہو گئی۔ برداشت جواب دے گئی۔ وہ چند لمحے غور سے اس سر جھکائے شخص کو دیکھتی رہی۔ وہ اسے کبھی نہیں سمجھ پائی تھی۔ اس کا موڈ لمحوں میں بدلتا تھا۔ تب ہی اس نے واقعی اسے پھر سے بدلتے دیکھا۔ اس نے سر اٹھایا۔ آنکھوں میں اب کہ سکون تھا۔ دھیرے سے مسکرایا۔ وہ مسکرا بھی نہ پائی۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟" وہ پریشان سی اسے دیکھتی رہی۔

"میں ہمیشہ ٹھیک ہوتا ہوں۔"

وہ پھر بھی نہ مانی۔ دل کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"سچ؟"

"سچ۔" وہ پھر ہنسا۔ "اگلا پوچھو۔" وہ خود کو کور کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"نعمت؟"

"تمہارا ساتھ۔"

اب کہ وہ دھیرے سے مسکرائی۔ وہ بھی مسکرا رہا تھا۔ وقت بھی مسکرا رہا تھا۔ دور کھڑی محبت بھی مسکرا دی۔

"پسند؟"

"تمہارے بال۔"

"طلسم؟"

"تمہاری آنکھیں۔"

وہ باقاعدہ کھل کر ہنس دی۔ وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔ اس کا موڈ قدرے بہتر ہو چکا تھا۔

"خوبصورتی؟"

"تمہاری مسکراہٹ۔"

"تم مذاق کر رہے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو پھر جھوٹ بول رہے ہو؟"

"میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔" اس نے کندھے اچکائے۔ وفا نے اسے مشکوک انداز میں دیکھا۔

"یقین کرو۔ میرے مطابق خوبصورتی تمہاری مسکراہٹ پر تمام ہوتی ہے۔"

وہ چند لمحے اسے بنا کچھ کہے دیکھتی رہی۔ جیسے یقین ہی نہ آیا ہو۔ حدید نے اس کے مشکوک انداز کو بھانپا تو ہنس دیا۔ جیسے اس جھلی پر افسوس کیا ہو۔ سچ اسے ہمیشہ مذاق کیوں لگتا تھا؟

"تمہاری قسم!" اب کہ اسی کی قسم اٹھا کر یقین دلایا گیا۔ وہ پہلے مسکرائی اور پھر ہنس دی۔ ہنسی میں خوشی اور غرور واضح تھا۔ آخر حدید نے تعریف کی تھی۔ غرور تو بنتا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ ماضی کا وہ خوبصورت منظر وقت کی آگ میں پہلے تو کسی شعلے کی مانند جل اٹھا اور پھر دھیرے دھیرے بھسم ہو گیا۔ اسے آئینے میں اپنا عکس صاف دکھائی دینے لگا۔ آنکھیں ویران تھیں۔ مسکراہٹ غائب تھی۔ اور ہاتھ میں ....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دوسری طرف پرل اس کے کمرے کی جانب آ رہی تھی۔ چہرے پر فکر اور سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ جانتی تھی کہ لائلہ کا حال اس وقت بہت برا ہو گا۔ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھولے گی لائلہ کو روتا ہوا پائے گی۔ وہ اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح روئے گی۔ ممکن تھا کہ وہ مزید ان کے ساتھ کام کرنے سے منع بھی کر دے۔ مگر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کی نظر آئینے کے

سامنے کھڑی اس لڑکی پر پڑی جو ویرانی کا مجسمہ بنی کھڑی تھی۔ بالکل کسی بے جان بت کی طرح جیسے اسے ہاتھ لگایا گیا تو وہ گر کر بکھر جائے گی۔ تب ہی پرل کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی۔ بے اختیار اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ جلدی میں اس کے پاس آئی اور کندھوں سے اسے تھاما۔

"لائلہ ساما" !

لائلہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ان آنکھوں میں فقط ویرانی تھی۔

"تم نے اپنے بال کیوں کاٹ دیے؟" وہ اس کے ہاتھ میں موجود کٹے ہوئے بال دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔ لاشعوری طور پر ہی سہی اسے اس کے لمبے بال بہت پسند تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نوشابہ نے کہا تھا کہ اگر ہادی کو مجھ سے محبت نہ ہوئی تو میں اپنے بال کٹوا دوں۔" وہ ویران نظریں پرل پر جمائے بولی۔ "آج اس نے ثابت کر دیا کہ اسے مجھ سے محبت نہیں ہے۔ وہ تو میرا دشمن ہے۔"

پرل لاجواب ہو گئی۔ اسے اس وقت اس لڑکی پر بلا کا ترس آیا تھا۔

"تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" پرل نے اسے تسلی دی۔

"جانتی ہوں۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔ "اب میں خود ہی سب ٹھیک کر کے دکھاؤں گی۔"

پرل بھی جواباً مسکرا دی۔ اس کی ہمت دیکھ کر دل کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

"ساتوشی میری وجہ سے مارا گیا۔ بس یہی افسوس تمام عمر رہے گا۔"

"افسوس کرتی رہو گی تو آگے نہیں بڑھ پاؤ گی۔ جو ہوا سو ہوا۔ آگے بڑھنا سیکھو۔"

لائلہ نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❤ ❤ ❤

وہ اس وقت ہسپتال کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ بیڈ پر لیٹے لیٹے وہ قریباً تھک چکا تھا۔ بازو پر پٹی بندھی تھی۔ وقفے وقفے سے اسے انجیکشن لگائے جا رہے تھے۔ دوائیوں کی

مہک سے اسے سخت نفرت تھی اور آج اسے وہ بھی جھیلنی پڑ رہی تھی۔ تب ہی کمرے میں ایک شخص داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بے حد فکر تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک آیا۔

"کیسے ہو ارسم؟"

حدید نے نہایت کوفت کا اظہار کیا۔

"تھک چکا ہوں اس سب سے۔"

"تم زخمی ہو۔ تمہیں کیئر کی ضرورت ہے۔" زمان فکر مندی سے بولا۔

"بھاڑ میں گئی کیئر۔" وہ شدید غصے میں تھا۔

"کیا ہوا تھا وہاں؟" زمان نے وہ سوال کیا جو اسے خبر ملنے کے بعد سے ستائے ہوئے تھا۔

"کسی کو مارنے گیا تھا۔ مگر...." اس نے سر جھٹکا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ تم نے ساتوشی پر گولی چلائی۔ اپنے ہی آدمی پر۔"

"نشانہ چوک گیا۔" حدید کے لہجے میں اکتاہٹ واضح تھی۔ زمان نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔ حدید کا نشانہ اور چوک جائے۔ ناممکن !

"تمہارا نشانہ کیسے چوک سکتا ہے؟"

حدید نے ضبط کا نہایت کڑوا گھونٹ بھرا۔

"کیونکہ زمان ساما اشعر ساما مجھ پر گولی چلا چکا تھا۔ گولی لگنے کی وجہ سے نشانہ چوک گیا۔ انسان ہوں میں۔ مجھ سے ہمیشہ پرفیکشن کی امید نہیں رکھنی چاہیے تم لوگوں کو۔"

"آئی انڈرسٹینڈ ارسم۔ تم اب بس آرام کرو۔" تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی۔

"سعیر ساما تم سے ملنا چاہتا تھا مگر وہ نہیں آسکا۔" زمان نے خبر دی۔

"کاش وہ نہ آسکے۔" وہ بڑبڑایا جبکہ زمان یہ سن کر محض مسکرا دیا۔

"مارنے کسے گئے تھے؟"

وہ چند لمحے آنکھیں بند کیے خاموش رہا۔ پھر آنکھیں کھول کر زمان کو دیکھا۔

"پرل ساما کو۔"

زمان کی مسکراہٹ سمٹی۔ چند لمحے مزید کمرے میں گہرا سکوت چھایا رہا۔

"اب تو تمہاری زندگی میں کوئی اور آ چکی ہے۔ پھر بھی پرل کا ذکر تم پر اپنا اثر کیوں چھوڑ جاتا ہے؟"

"معلوم نہیں۔" زمان کا موڈ واقعی خراب ہوا تھا۔ وہ اچانک ہی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"میں بتاتا ہوں کیوں۔ کیونکہ وہ پہلی تھی۔ پہلی محبت... دوسری محبت آخری تو ہو سکتی ہے مگر پہلی نہیں۔ پہلی محبت ہمیشہ پہلی رہتی ہے۔"

"وہ پہلی نہیں تھی۔" زمان بولا۔ لہجے میں روکھا پن سا تھا۔ "بلکہ وہ تو میری محبت ہی نہیں تھی۔ بس پسند تھی جو اب نہیں رہی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ارس ہنس دیا۔

"تم جانتے ہو میرے سامنے کوئی بھی سچ نہیں چھپا سکتا۔"

"کیا ہم بات بدل سکتے ہیں؟" زمان کو واقعی حد درجہ کوفت ہونے لگی تھی۔ پرل کا ذکر اسے نہایت ناپسند تھا۔

وہ اس کی حالت دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دیا۔

"تم اسے کبھی نہیں بھلا پاؤ گے۔"

"میں اسے بھلا چکا ہوں۔" لہجہ اٹل تھا۔

"خیر۔ اب آگے کیا کرنا ہے؟" اس نے بات بدلی۔

"وہی جو ہمارا پلان تھا۔ سعیر ساما کا ساتھ دینا ہے۔ اس کی ایک ایک کمزوری کو جاننا ہے۔ جب ہم اس کے بارے میں سب کچھ جان جائیں گے تو دھیرے دھیرے اس کی کمزوریوں پر وار کر کے اسے شکست سے دوچار کریں گے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس کے بعد؟"

"یامی نوکائی پر راج۔ سمپل"!

یہ سب اتنا آسان تھا نہیں جتنی آسانی سے وہ یہ کہہ گیا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے تم کنگ بن پاؤ گے؟" ارسم نے معمولی سے انداز میں سوال کیا۔

زمان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"مجھے یقین ہے ارسم کہ میں ہی کنگ بنوں گا۔ جانتے ہو کیوں؟"

ارسم کی آنکھوں میں سوال ابھرا۔

"کیونکہ میرے ساتھ تم ہو ارسم۔ ایک بہترین ایڈوائزر۔ ایک بہترین دوست۔ تم ساتھ ہو تو لگتا ہے سب ٹھیک ہے۔ ہار کا مجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔"

ارسم یک ٹک اسے دیکھتا اور سنتا رہا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنے تاثرات چھپانے کی سعی کی۔

"میرے باپ نے کئی کتوں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ میرا مقصد ہے ان کتوں کو ان کی اولاد سمیت ختم کرنا اور پھر۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "یامی نوکائی کے تخت پر اکیلے راج کرنا۔"

اس کی آنکھوں میں ڈھیروں مہنگے خواب تھے جن کی قیمت کچھ بھی ہو سکتی تھی۔ اس کی جان بھی.... کاش! اس بات کی خبر زمان ملک کو ہوتی۔

ارسم نے اس کی بات سن کر سر کو خم دیا جبکہ ذہن کئی سوچوں میں الجھ سا گیا۔

شام کے وقت سعیر کی کال آئی تھی۔ خیر خیریت پوچھی گئی۔ وہ اس کے لیے واقعی بہت فکر مند تھا۔ اسے اس حادثے کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔

"زمان ساما آیا تھا؟"

آخر میں وہی سوال کیا گیا جس کی اسے امید تھی۔

"جی سعیر ساما۔" وہ رکا، کچھ سوچا اور پھر بولا۔ "مجھے کچھ بتانا تھا۔"

"کیا؟"

"ساتوشی نے خبر دی تھی کہ... وہ کھنکھارا... ایش سامازمان ساما کی آئل ریفائنری کو آگ لگانے والا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعیر یہ سن کر چند لمحے خاموش رہا مگر پھر اس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تو آخر مسئلہ کیا ہے؟"

"کیا مجھے اسے بتانا چاہیے؟"

"کیا ہو گیا ہے حدید۔ ہم کون سا واقعی اس کے دوست ہیں۔ یہ پارٹنر شپ تو بس ایک پلان کے تحت ہے۔ تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی کا نقصان ہو گا۔ ہمیں اس سے کیا۔"

حدید نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔ تمہارے بغیر میرا کام ادھورا ہے۔"

حدید رسماً مسکرایا۔

"جی سعیر ساما۔ بس کچھ ہی دنوں میں لاس اینجلس میں آپ سے ملاقات ہو گی۔"

رابطہ منقطع ہوا۔ حدید نے گہری سانس لی۔ صرف یہی وہ لوگ تھے جن کو ہینڈل کرتے ہوئے اس کا دماغ زیادہ خرچ ہوتا تھا۔ ہائے بے چارہ !

وہ اس وقت صیاد کے کمرے میں موجود تھی۔ چونکہ وہ اس حملے کے بعد اسے ہسپتال میں ایڈمٹ نہیں کر سکتے تھے اس لیے ایش گوتن میں ہی اس کے علاج کا انتظام کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر ساکورا ہاشی ایش گوتن کی اسپیشل ڈاکٹر تھی۔ ایش گوتن کے تمام زخمیوں کی دیکھ بھال اسی کے ذمہ تھی۔ اس وقت وہ صیاد کو کوئی انجیکشن لگانے میں مصروف تھی۔ صیاد کے جسم کے زخمی حصے پر پٹی بندھی تھی۔ گولی کھانے کے بعد بھی وہ ویسا ہی بیٹھا تھا۔ ہر طرح کے درد سے بے نیاز۔ جیسے کسی قسم کا کوئی زخم اس پر اثر ہی نہ کرتا ہو۔ لائلہ چپ چاپ کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے نہ جانے کیوں صیاد کی بہت فکر لگی تھی۔ اس حادثے کو کئی دن گزر چکے تھے اور تب سے ہی وہ بالکل خاموش ہو چکی تھی۔ آنکھیں بالکل ویران جبکہ لب خاموشی اختیار کر چکے تھے۔ اگرچہ اسے گولی نہیں لگی تھی مگر سنہری آنکھوں والا شخص اسے دل پر گہرا زخم دے کر گیا تھا۔ صیاد کی حالت کافی بہتر ہو چکی تھی۔ بس دوائیاں ٹھیک سے نہ کھانے کی وجہ سے اسے انجیکشن زیادہ لگتے تھے۔

پرل اس حملے کے اگلے دن ہی کہیں چلی گئی تھی۔ اشعر ان حملہ آوروں کے متعلق جاننے میں مصروف تھا۔ جیسا کہ لائلہ نے اس کا نام ہادی بتایا تھا اور بعد میں حدید ہونے کی تصدیق کی تھی۔ اس حساب سے ان سب کو یقین تھا کہ وہ حملہ سعیر مراد نے کروایا تھا۔

ساتوشی مر چکا تھا۔ صیاد زخمی تھا۔ باقی کسی کے ساتھ وہ ایزی ہو کر پریکٹس نہیں کیا کرتی تھی اس لیے ان دنوں اس کی ٹریننگ نہیں ہو رہی تھی۔ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اینا کے ساتھ گزارتی تھی۔ مسکراہٹ کا اب کہ واقعی لبوں سے رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔ سنجیدگی رگ رگ میں گھل سی گئی تھی۔ دماغ ٹھکانے آ چکا تھا۔ اس نے دل کی دنیا میں ڈھیر ساری پابندیاں عائد کر دیں۔ جیسا کہ اعتبار کرنے پر، دوستی کرنے پر، محبت کرنے پر، رحم کرنے پر، وغیرہ وغیرہ۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دن بعد اشعر واپس آیا تھا۔ ان حملہ آوروں کا تو نہیں معلوم مگر وہ کسی اور کے متعلق ضرور جان کر آیا تھا۔ طبیعت پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھی۔ وہ لائلہ سے بھی نہیں ملا۔ بس وہاں پہنچ کر اس نے ایش گوتن کی دائیں عمارت میں خود کو قید کر لیا۔ اسے بس پرل کی آمد اور اس کے اعتراف کا انتظار تھا۔ اگلے ہی دن ایش گوتن میں پرل کی آمد ہوئی۔ وہ

اشعر سے کہیں زیادہ سنجیدہ تھی۔ یقیناً جو بھی معاملہ تھا اس کا علم پہلے پرل کو ہی ہوا تھا۔ وہ بھی دائیں جانب جانے کی بجائے بائیں جانب بڑھ گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اشعر کے کمرے کا رخ کیا۔

"سلام اشعر ساما" !

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اس نے اشعر کو سامنے ہی گلاس ڈور کے پاس کھڑا دیکھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کی جانب پشت کیے ہوئے تھا۔ وہ سامنے گلاس ڈور کے پار کا منظر دیکھ رہا تھا مگر پرل جانتی تھی کہ وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے کچھ اور سوچنے میں مصروف تھا۔ اتنا مصروف کہ وہ اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے پایا۔ یا شاید اس میں ہمت ہی نہ تھی کہ وہ لبوں سے کوئی بھی لفظ ادا کر پاتا۔

"وہ خبر سو فیصد درست ہے۔"

وہ قدم قدم چلتی اس کے قریب آ پہنچی۔

وہ ہنوز باہر دیکھتا رہا۔ مگر اس کے ایک ایک سوال کا علم پرل کو تھا۔

"ان میں صرف نوشابہ کے ہی نہیں بلکہ زمان ساما کے لوگ بھی شامل ہیں۔ میں ان سب کا پتہ معلوم کر چکی ہوں۔" وہ چند لمحے خاموش رہی۔ شاید وہ کچھ بول دے۔ مگر اس وقت گویا اس کی سماعت پر اشعر کے منہ سے نکلا ایک لفظ بھی حرام تھا۔

"تم کہو تو میں انہیں" ...

اشعر نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا۔ وہ جانتی تھی وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے اس لیے خاموش ہو گئی۔

"اوکے۔ جیسا تمہیں بہتر لگے۔ تم اپنی نورِ نظر کا بدلہ خود لو۔"

وہ اتنا کہتی مڑ گئی۔ وہ اب بھی کچھ نہ بولا۔ لب سِل چکے تھے۔ آواز ساتھ چھوڑ چکی تھی۔ گلاس وال سے چھن کر آتی سورج کی کرنیں اس کے چہرے کو منور کیے ہوئے تھیں۔ اسی پل ان کرنوں کی روشنی میں اس کی آنکھوں میں کچھ چمکا۔ نورِ نظر کی جدائی کا درد یا پھر نمی۔ اس بات کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اگلے روز لائلہ کو روزی نے بتایا کہ اشعر ایش گوتن واپس آ چکا ہے۔ پرل سے اس کی ملاقات پچھلے روز ہی ہو چکی تھی۔ ملاقات کیا تھی بس پرل نے واپس آنے کی خبر دی تھی۔ سلام دعا کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سفر کی تھکاوٹ تھی شاید اس لیے وہ پھر پوری رات اپنے کمرے سے باہر نہ نکلی۔

وہ صیاد کے کمرے میں اس کی خیریت دریافت کرنے گئی۔ وہاں ڈاکٹر ساکورا ہاشی بھی موجود تھی۔ وہ ان دونوں سے بات کرنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں دروازے سے پرل داخل ہوتی نظر آئی۔ وہ اب قدرے فریش تھی۔ سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔ صیاد سے حال احوال پوچھا۔ ڈاکٹر ساکورا کو وہ ایش گوتن میں پہلے بھی دیکھ چکی تھی مگر نام سے ناواقف تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اینی اپڈیٹ؟"

اس نے صیاد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ساکورا سے پوچھا۔

"صیاد اب بالکل ٹھیک ہے۔ دو دن میں بینڈیج اتار دی جائے گی۔"

"ریکوری کافی جلدی نہیں ہوئی؟" وہ حیران تھی۔

"سخت جان ہوں پرل ساما۔" صیاد نے ہنس کر جواب دیا۔

"آپ کی تعریف؟" اس نے ڈاکٹر ساکورا سے سوال کیا۔

"تعریف کے قابل تو یہ ہیں ہی۔" یہ تھا صیاد کا جواب جسے سن کر پرل تلملاتی رہ گئی۔

"انٹروڈکشن؟"

صیاد کے لب اوہ میں سکڑ گئے جبکہ ڈاکٹر ساکورا نے مسکرا کر اپنا تعارف کروانے پر اکتفا کیا۔

"میں ڈاکٹر ساکورا ہاشی ہوں۔ ایش گوتن کی اسپیشل ڈاکٹر۔ ہماری ملاقات پہلے بھی ہو چکی ہے۔"

"جانتی ہوں۔ بس نام سے لاعلم تھی۔" اتنا کہتی وہ باہر چلی گئی۔ چہرے پر سختی سی تھی۔ لائلہ اسے اس طرح دیکھ کر چند لمحے پریشانی کے عالم میں کھڑی کچھ سوچتی رہی اور پھر ڈاکٹر ساکورا سے مخاطب ہوئی۔

"اس کا موڈ خراب ہو تو لہجے میں سختی گھل جاتی ہے۔ ورنہ پرل سا مادل کی بہت اچھی ہے۔"

"میں سمجھ سکتی ہوں۔" ڈاکٹر ساکورا نے دھیمے لہجے میں مسکرا کر کہا گویا سمجھ گئی ہو۔ اس کے بعد لائلہ باہر پرل کی جانب چل دی۔ مگر باہر نکلتے ہی اس نے پرل کو غائب پایا۔ نہ جانے وہ کہاں چلی گئی تھی۔ وہ محض سوچتی رہ گئی اور پھر سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

شام کے وقت وہ بالکنی میں کھڑی تھی۔ اندر اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ باہر آ کر اس نے تازہ ہوا کو سانس کے ذریعے اپنے اندر اتارا تو سکون کا احساس ہوا۔ تب ہی اس کی نظر لان میں اکیلی بیٹھی پرل پر پڑی۔ کافی کا مگ ہاتھ میں لیے وہ نظریں گھاس پر جمائے یقیناً کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔

لائلہ نے اسے دیکھتے ہی اس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے پر پرل اپنے خیالات کی دنیا سے باہر نکلی۔ سامنے بیٹھی لائلہ کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہو؟"

"ہمیشہ کی طرح۔" پرل نے کافی کا مگ میز پر رکھا اور کندھے اچکا کر عام سے انداز میں بولی۔

"مجھے نہیں لگ رہیں۔"

"کیا؟"

"ہمیشہ کی طرح۔"

پرل خاموش ہو گئی۔ آج وہ اپنے تاثرات نہیں چھپا رہی تھی۔ بس تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اشعر ساما بھی جب سے آیا ہے نظر ہی نہیں آ رہا۔ سب ٹھیک ہے؟"

"نورِ نظر کے قاتل مل چکے ہیں۔"

لائلہ کو اب کہ بات کچھ سمجھ آئی۔ اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ اس کا قتل نوشابہ نے کیا تھا۔"

"اس کے قتل میں دو لوگ شامل تھے۔ نوشابہ سعیر اور زمان ساما۔ مگر ان کا ساتھ دینے والے بہت سے لوگ تھے۔"

لائلہ نے پرل کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی۔ مگر اس کی وجہ اخذ نہ کر پائی۔

"اس کے قتل کے وقت زمان ساما اور نوشابہ کے علاوہ پانچ لوگ وہاں موجود تھے۔ ان دونوں سے تو ہم سب بعد میں نمٹ لیں گے مگر اشعر اس وقت انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے ان پانچ لوگوں کو جلا کر بھسم کر دینے کا ارادے رکھتا ہے۔"

پرل نے تھکی ہوئی سانس خارج کی۔ نورِ نظر کا ذکر انہیں اسی طرح تھکا دیا کرتا تھا۔ تھکاوٹ کی وجہ ملال، دکھ اور پشیمانی کا بوجھ ہوتا تھا۔ وہ اسے نہیں بچا پائے تھے۔ آہ! کاش کوئی تو وقت پر پہنچ جاتا اور اس کی سانسوں کو تھمنے سے روک لیتا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نورِ نظر تم سب کے لیے یقیناً بہت خاص تھی۔" لائلہ نے ان کی حالت سے اندازہ لگایا۔ پرل نے اسے دیکھا۔ نگاہوں میں اقرار بھی تھا اور بے قراری بھی۔

"کیونکہ وہ پہلی تھی۔ اشعر ساما کی پہلی محبت اور میری پہلی دوست۔" اس نے نظر اٹھا کر دائیں عمارت میں موجود اشعر کے کمرے کی بالکنی کو دیکھا۔

"اشعر ساما اس سے کبھی موو آن نہیں کر سکا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ وہ آج بھی اس کی یادوں کا اسیر ہے۔ وہ مر جائے گا لائلہ وہ مر جائے گا۔"

لائلہ نے، جو اشعر کے کمرے کی جانب دیکھ رہی تھی، ایک جھٹکے سے گردن اس کی جانب موڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ایسا مت کہو پرل ساما۔ ہم سب مل کر نورِ نظر کی موت کا بدلہ لیں گے۔ اشعر ساما کو کچھ نہیں ہو گا۔" لائلہ بے قراری کے عالم میں بولی تو پرل نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے اس کی تکلیف دیکھی ہے۔ وہ ہمیشہ سے ایسا نہیں تھا۔ وہ تو محبت کرنے والا ایک ہنس مکھ آدمی تھا۔ میں نے آخری بار اسے زندہ صرف نورِ نظر کے ساتھ دیکھا تھا۔ جب وہ ہنستا تھا۔ اسے تنگ کرتا تھا۔ اسے مناتا تھا۔ وہ خوش رہتا تھا۔ مگر اس کے جانے کے بعد تو ایسا لگتا ہے جیسے موت نورِ نظر کی نہیں بلکہ اشعر ساما کی ہوئی ہے۔ وہ بدل چکا

ہے۔ وہ تکلیف میں ہے۔ وہ بے حد تکلیف میں ہے لائلہ۔ محبت کے زخم ہر لمحہ اذیت دیتے ہیں۔ ان کا مرہم صرف موت ہوتی ہے۔"

"پرل ساما!" لائلہ نے اسے پیار سے پکارا۔ "وقت سے بہتر مرہم کوئی نہیں۔ وقت سب ٹھیک کر دیتا ہے۔ ہمیں ان زخموں کا عادی بنا دیتا ہے۔ اشعر بھی عادی ہو جائے گا۔ جیسے ہم سب ہو چکے ہیں۔"

پرل کچھ نہیں بول پائی۔ اسے اس کی ہر بات سچ لگی تھی۔

"میں چاہتی تھی کہ ان کو اسی پل مار دوں جب مجھے ان کا علم ہوا اور میں انہیں پکڑنے میں کامیاب رہی لیکن اشعر ساما کی آنکھوں میں سلگتی انتقام کی آگ نے مجھے ایسا کرنے سے روک لیا۔ اس کی تکلیف دیکھ کر اب مجھے یہی بہتر لگتا ہے کہ وہ خود انہیں مارے۔ اپنا درد غصے کی صورت میں ان پر نکال دے۔ شاید اسی بہانے اس کا دل ہلکا ہو جائے۔"

پرل کی باتیں سن کر لائلہ کو اپنے دکھ بھولنے لگے تھے۔ یہی انسان کی فطرت ہے۔ اسے لگتا ہے کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ دکھ اس کے حصے میں آئے ہیں مگر نہیں۔ وہ

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ارد گرد نظر تو دوڑائے۔ اس کی زندگی سے زیادہ دکھ بھری ہزاروں زندگیاں الگ الگ کہانیاں لیے ہوئے ہیں۔

"وہ بہت مضبوط ہے پرل ساما۔ وہ خود کو heal کر لے گا۔"

"کیا مضبوط لوگوں کے پاس دل نہیں ہوتا؟ کیا ان کو تکلیف نہیں ہوتی؟ کیا وہ نہیں چاہتے کہ وہ بھی تکالیف سے آزاد ہو جائیں؟"

پرل بھی ایسی باتیں کر سکتی ہے؟ لائلہ نے کبھی سوچا نہیں تھا۔

"وہ اشعر جہان ہے پرل ساما۔ اس پر دکھ درد اثر نہیں کرتے۔"

"وہ انسان ہے اور انسان چاہے کتنا ہی پتھر دل کیوں نہ ہو اس پر دکھ درد اپنا اثر ضرور چھوڑ جاتے ہیں۔"

آج لائلہ پرل تھی...

اور پرل وفا...

چند لمحے ان دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی۔ تب ہی پرل اس کے چہرے کو غور سے پڑھتے ہوئے بولی۔

"تم اشعر ساما کو غلط سمجھتی ہو لائلہ۔ جس طرح تم اسے اپنا سگا بھائی سمجھتی ہو وہ بھی تمہیں سگی بہن سمجھتا ہے۔ بس اظہار نہیں کرتا۔"

لائلہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔

"تم نے کبھی اشعر کے درد کا اندازہ لگایا ہی نہیں کیونکہ تم نہ ہی نورِ نظر کو دیکھ چکی ہو اور نہ ہی اشعر کے اس روپ کو جو نورِ نظر کی موت سے پہلے تھا۔ تمہیں یہی لگتا ہے کہ وہ تم پر ظلم کر رہا ہے، تمہیں دکھ دے رہا ہے، جو تم نہیں کر سکتی تم سے وہی کروا رہا ہے مگر آج میں تمہیں غلط قرار دیتی ہوں۔ تم اس کی فیملی ہو۔ صرف تم اور اینا ہی تو ہو اس کے اپنے، اس کی فیملی۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے بھی تم خطرے میں ہو جس طرح نورِ نظر تھی۔ وہ اس کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کی منافقت سے محفوظ نہ رہ سکی۔ وہ اور ایش تمہیں ان کی منافقت سے محفوظ رہنا سکھا رہے ہیں۔ وہ تو تمہاری

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

حفاظت کر رہے ہیں۔" وہ سانس لینے وہ رکی۔ غور سے اس کا چہرہ دیکھا جو دم سادھے اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم اپنی فیملی کو کھو چکی ہو۔ مگر نہیں لائلہ ساما۔ وہ لوگ تمہاری فیملی نہیں تھے، منافق تھے۔ اصل میں تو اشعر ساما نے فیملی کھوئی ہے۔ اپنی کلارا، اپنی نورِ نظر۔ کاش میں تمہیں بتا سکتی لائلہ کہ کلارا کیا تھی۔ وہ سب کے لیے خوشی کا ذریعہ تھی۔ وہ میری دوست، ایش ساما کی بہن اور اشعر ساما کا سب کچھ تھی۔ تم نے محبت کی بہت سی داستانیں سنی ہوں گی مگر ان کی محبت... میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں ان کی محبت بیان کر سکوں۔"

اس نے ایک بار پھر تھکی سی سانس خارج کی۔ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔ آنکھیں بند کر لیں۔ جبکہ لب حرکت کرنے لگے۔ ذہن کی اسکرین پر دو چہرے جگمگانے لگے۔ ہنستے مسکراتے چہرے، جو کبھی خوشیوں کے اسیر ہوا کرتے تھے۔

"ان کی محبت بیان کرنے کے لیے صدیاں درکار ہیں۔ ان کی محبت بیان کرتے کرتے کئی بہاریں گزر جائیں گی، کئی میٹھے موسم گرما بیت جائیں گے، کئی خزائیں اپنا رخ موڑ لیں

گی، کئی موسم سرما ان کی پاک محبت کے احترام میں زمین کو سفید برف کی چادر سے ڈھک دیں گے۔ مگر اسے بیان نہیں کر پائیں گے۔"

)وہ اور اشعر ساتھ لاؤنج میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ نورِ نظر نے کوئی بات کی تھی جس کے نتیجہ میں وہ دونوں ہی کھل کر ہنس دیے تھے۔ دروازے سے داخل ہوتی پرل نے زندگی میں پہلی بار کسی کو اس طرح دل سے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ (

"وہ دو دل، دو وجود مگر ایک جان تھے۔ ایک دوسرے کی موجودگی میں ان کی مسکراہٹ پھولوں کی مانند کھلتی تھی۔ ان کا ہر لفظ محبت بکھیرتا تھا۔ ان کی محبت نے مجھے سکھایا کہ سچی محبت میں خود غرضی نہیں ہوتی بلکہ محبت تو ایک عہد ہوتا ہے جو ہمیشہ سچائی سے جڑا رہتا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

)وہ کسی بات پر پریشان سی بیٹھی تھی۔ پرل اسے دلاسہ دے دے کر تھک چکی تھی مگر وہ تھی کہ اداسی کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔ پرل نے اسے ہنسانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ تب ہی سامنے سے انہیں اشعر آتا دکھائی دیا۔ نورِ نظر نے ایک نظر اسے دیکھا تو پھر دیکھتی ہی رہ گئی۔ پرل نے دیکھا کہ اس کی نظر اشعر پر ٹھہر سی گئی تھی۔ پھر اس نے

اس کے چہرے پر بکھرتے تبسم کو دیکھا۔ اس کے ہر تاثر کو بدلتے دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر گویا اپنی تمام دنیا بھلا چکی تھی۔ اپنی پریشانی، اداسی سب... اس کے چہرے پر اشعر کو دیکھ کر جھلکتی وہ خوشی پرل کو مبہوت ہونے پر مجبور کر گئی۔ (

"جب وہ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے تو دنیا بھر کی پریشانیاں ٹھہر سی جاتی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں بس ایک دوسرے کا عکس ہوتا تھا جو ان کی پاک محبت کی گواہی دیتا تھا۔ ان کی محبت چاندنی رات میں نرم روشنی کی مانند تھی۔"

وہ خاموش ہوئی۔ لائلہ چپ چاپ اسے سن رہی تھی۔ کیا تھا جو اس کی اور ہادی کی محبت میں مختلف تھا؟ ہادی کی محبت؟ وہ خود ہی اپنے دل کے کیے گئے سوال پر ٹھٹکی۔ اس کا نادان دل یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ ہادی کو اس سے محبت نہیں۔ آہ! یہ دل...

پرل نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ کافی دیر وہاں کرب ناک سکوت چھایا رہا۔ وہ دونوں ہی کچھ نہ بول پائیں۔

"تم اسے تنگ مت کیا کرو۔ وہ جو چاہتا ہے تم وہ بن جاؤ۔ تم وہ کرو۔ تم اس قابل بن جاؤ کہ اس کے دل پر تمہاری حفاظت کو لے کر جو بوجھ پڑا ہے وہ اتر جائے۔ ایش اور اشعر

تمہارے بارے میں بہت فکر مند رہتے ہیں۔ اس قدر فکر مند میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

لائلہ نے گہری سانس اندر کو کھینچی۔

"میں تیار ہوں پرل ساما۔ اب مجھے کسی چیز کا کوئی خوف نہیں رہا۔ جسے کھونے کا ڈر تھا اسے کھو چکی ہوں۔ اب مزید کھونے کے لیے کچھ نہیں بچا۔"

"تم بدلہ لو گی؟" پرل نے تصدیق چاہی۔

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹوٹے ہوئے لوگوں کی واپسی بہت خطرناک ہوتی ہے۔ میں میدانِ جنگ میں اترنے کے لئے تیار ہوں۔ اب دشمنوں پر مجھ سے ڈرنا واجب ہو چکا ہے۔ لائلہ اپنے ایک ایک دکھ کا بدلہ نہایت سفاکیت سے لے گی۔"

"آئی وش ایسا ہی ہو۔"

❣ ❣ ❣

وہ اس وقت اپنے بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھورنے میں مصروف تھی۔ کمرہ نیم روشن تھا۔ خاموشی ایسی کہ سوئی بھی گر جاتی تو آواز آتی۔ اس کے کانوں میں پرل کی باتیں ابھی تک گونج رہی تھیں۔ وہ اب تک اشعر کو غلط سمجھتی آئی تھی۔ اسے لگا تھا وہ سوتیلا پن دکھا رہا ہے مگر وہ غلط تھی۔ اس وقت اس کا جی چاہ رہا تھا کہ ابھی اشعر کو کال ملا کر اس سے بات کرے۔ اپنے بھائی سے۔ اس سے اپنوں کی پریشانی دیکھی ہی کب جاتی تھی۔ اسے تو خوشیاں بانٹنا آتی تھیں۔ بھولی بسری عادت نے جیسے دل و دماغ پر دستک دی۔ اس نے موبائل اٹھایا۔ "جہنمی انسان" کے نام کی چیٹ کھولی۔ کچھ ٹائپ کیا اور پھر سینڈ کر دیا۔

"نالائق" !

اس نے اسے کہتا ہوا تصور کیا تو فوراً واپس سے موبائل اٹھایا اور جلدی سے وہ میسج ڈیلیٹ کر دیا۔ اگلے ہی لمحے اشعر کا میسج جگمگایا۔

"فوراً نیچے آؤ۔ تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں۔"

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور چند لمحے اس میسج کو تکتی رہی۔

"اب کیا کر دیا میں نے؟" اس نے محض سوچا اور پھر فوراً سے باہر آئی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کے چہرے پر کسی خوف یا پریشانی کا آثار نہیں تھا۔ وہ اب نہیں ڈرا کرتی تھی۔ بس reality کو ایکسیپٹ کر لیا کرتی تھی۔ زینے اترتے ہوئے اس کی نظر سامنے کھڑے اشعر پر پڑی جو نہایت پریشانی کے عالم میں لگ رہا تھا جبکہ نظر ہاتھ میں اٹھائے موبائل پر تھی۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے قریب آ پہنچی۔ اشعر نے احساس کے تحت نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو دل میں ٹیس سی اٹھی۔ اللہ! کتنا درد تھا ان بھوری آنکھوں میں۔

"چلو۔"

اشعر اتنا کہتا آگے بڑھ گیا جبکہ وہ اپنی جگہ شل ہو چکی تھی۔ کیا وہ آنکھیں پڑھنے لگی تھی؟ اُف! وہ آنکھیں پڑھنے لگی تھی۔ گہری سانس لیتی وہ اس کے عقب میں چلنے لگی۔ باہر جا کر اشعر اپنی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ خاموشی سے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔ اشعر نے فوراً گاڑی اسٹارٹ کی تو وہ اگلے ہی لمحے ایش گوتن کو پیچھے چھوڑے آگے کی جانب بڑھنے لگے۔ پورا راستہ ان میں کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے مگر پھر بھی اسے تسلی سی تھی۔ وہ اشعر کے ساتھ تھی۔ اپنے بھائی کے ساتھ۔ تحفظ کا احساس کسی بھی قسم کے ڈر پر غالب آ چکا تھا۔

آسمان پر رات کی چادر بچھ چکی تھی۔ ہر سو پھیلی تاریکی کا گلا ٹوکیو کی روشنیاں گھونٹ رہی تھیں۔ اس شہر میں رات ہوتی ہی کب تھی؟ وہ تو ہر وقت جگمگاتا رہتا ہے۔ تب ہی ان کی گاڑی ایک ویران علاقے میں داخل ہوئی۔ کچھ ہی فاصلے پر جا کر اس نے گاڑی روکی اور باہر نکلا۔ لائلہ بھی اسے دیکھ کر باہر نکلی اور جس سمت اس نے رخ کیا تھا اسی سمت میں چلنے لگی۔ وہاں گلیوں میں سے گلیاں نکل رہی تھیں اور کسی بھی نفس کا گمان نہیں تھا۔ ہر گلی میں موجود ایک سبز بلب اسے نیم روشن کیے ہوئے تھا مگر اس ہلکی سی روشنی میں بھی

وحشت سی ہوتی تھی۔ خاموشی کا راج ہر طرف تھا۔ لمحے بھر کے لیے اسے خوف آیا مگر پھر وہ دو قدم آگے بڑھ کر اشعر کے بالکل ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اس کی موجودگی ہر خوف کو دور کرنے کے لیے کافی تھی۔ تب ہی وہ ایک گلی میں جا کر رک گئے۔ سامنے ہی گلی کے اختتام پر ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ وہ چند لمحے یوں ہی خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا اور پھر ایک پسٹل لائلہ کی جانب دیکھے بغیر اس کی طرف بڑھائی۔ لائلہ نے وہ پسٹل تھام لی۔

پھر اشعر آگے چل دیا۔ اگلے چند ہی لمحوں میں وہ اس عمارت میں داخل ہوئے۔ وہ عمارت کیا تھی بس ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس میں کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ بس تاریکی ہی تاریکی تھی۔

لائلہ نے آنکھیں چھوٹی کیے غور سے ارد گرد کا جائزہ لینا چاہا تب ہی اس کی نظر دائیں جانب پڑی۔ سامنے ہی کچھ لوگ زمین پر پڑے تھے۔ اشعر اسی جانب جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ لائلہ نے ایک نظر اشعر کو دیکھا پھر اپنے ہاتھ میں موجود پسٹل کو۔

اشعر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ان کے پاس جا رہا تھا۔ اس کے بوٹس کی آواز سارے میں گونج رہی تھی۔ لائلہ بھی چند قدم چل کر آگے آئی تو اسے احساس ہوا کہ وہ لوگ بندھے پڑے تھے۔ ان کے وجود زخمی تھے اور منہ بند۔ اشعر ان تک پہنچا اور باری باری سب کے منہ سے ٹیپ اتاری۔

"اب صرف تم سب کی چیخیں ہی مجھے سکون بخش سکتی ہیں۔"

سفاکیت سے کہہ کر اس نے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ رکھی ایک لوہے کی راڈ اٹھائی۔ ان پانچ کے پانچ آدمیوں کی آنکھیں خوف کے سبب پھیل گئیں۔ وہ یقیناً پہلے بھی اسی راڈ سے مار کھا چکے تھے مگر اشعر سے نہیں پرل سے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اگلے ہی لمحے اشعر نے وہ راڈ کھینچ کے ایک شخص کے سر میں دے ماری۔ اگلے کو اپنی پوری کی پوری دنیا تہس نہس ہوتی محسوس ہوئی۔ اس کی کھوپڑی کی ہڈیاں یقیناً ٹوٹ ہی گئی ہوں گی۔ اس کے چیخنے کی آواز سارے میں گونجی تو ماحول کو مزید وحشت ناک کر گئی۔

اشعر کے کانوں میں ان کی چیخیں نہیں بلکہ اس کی نورِ نظر کی کھکھلاتی آواز گونج رہی تھی۔ جس سے اسے مزید تکلیف ہو رہی تھی اور وہ بنا کچھ دیکھے، بنا کچھ سمجھے اسی راڈ سے ان لوگوں پر وار کر رہا تھا۔ لائلہ ویران آنکھوں سے اسے انہیں حواس باختہ ہو کر مارتا دیکھتی رہی۔

"کوئی کسی سے اس قدر محبت کیسے کر سکتا ہے جس قدر اشعر نے اپنی نورِ نظر سے کی تھی؟" لائلہ سوچ رہی تھی۔ اشعر کے کانوں میں کبھی نورِ نظر کی ہنسی گونجتی تو کبھی اس کی سسکیاں۔ کبھی آنکھوں کے سامنے اس کا حسین چہرہ آجاتا تو کبھی اس کا وہ پرسکون چہرہ جو اطراف سے خون سے بھیگا ہوا تھا۔

اس نے انہیں مارتے ہوئے وہی راڈ ایک شخص کے پیٹ میں گھونپ دی۔ اس کی دردناک چیخ سارے میں گونجی۔ وہ چیخ کیا تھی۔ کاش کوئی اس وقت اشعر کے دل کی چیخ و پکار سن پاتا!

ان میں سے تین لوگ راڈ کی مار ہی مارے گئے جبکہ دو لوگ ابھی بھی کراہتے ہوئے سانسیں لے رہے تھے۔ وہ جب انہیں بہت زیادہ مار چکا تو اس کی اپنی حالت غیر ہونے

لگی۔ اس کا وجود ہمت کھونے لگا تھا۔ لائلہ جلدی سے آگے بڑھی اور اسے سہارا دیا۔ تب اسے محسوس ہوا کہ اشعر نہ صرف تکلیف میں تھا بلکہ وہ رو بھی رہا تھا۔ وہ اپنی تمام تر ہمت کھو چکا تھا۔ وہ تھک چکا تھا۔ نورِ نظر کے بغیر زندہ رہتے رہتے، اس کے بغیر سانس لیتے لیتے۔

تب اسے پسٹل دینے کی وجہ سمجھ آئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اشعر کا ہاتھ پکڑ کر اسے سہارا دے رکھا تھا۔ سہارا بہت کمزور تھا مگر بہت تھا۔ اشعر کو کافی تھا۔ بس کوئی تھا تو سہی ...

اشعر یقیناً اپنے ساتھ کسی اور کو اس لیے نہیں لایا تھا تاکہ کوئی اور اسے کمزور نہ دیکھ سکے۔ وہ اپنے ساتھ اپنی بہن کو لایا تھا جس کے بارے میں اس کے باپ نے کہا تھا کہ برے وقت میں اس کا ساتھ دینا۔ بدلے میں وہ تمہارا ساتھ دے گی۔ باپ بھی بھلا جھوٹ بولتے ہیں؟

اگلے ہی لمحے لائلہ نے پسٹل ان پر تانی اور ایک ایک کر کے سب کے وجود میں گولیاں اتار دیں۔ جیسے ہی گولیاں چلیں وہ نہیں چلائی، وہ نہیں ڈری۔ سارے میں جب گولیاں

چلنے کی آواز گونجی تو وہ سہمی نہیں بلکہ دل پر سکون سا ہو گیا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی انسان پر گولی چلائی تھی۔ اس رات لائلہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ پہلی بار... مگر دل پر سکون تھا۔ تب اسے سمجھ آیا کہ انتقام کی آگ کیا ہوتی ہے۔ جب یہ بجھتی ہے تو انسان کس قدر پر سکون ہو جاتا ہے۔

اشعر کا ہاتھ پکڑے وہ باہر کی جانب چل دی۔ اشعر خود چل رہا تھا مگر اس نے لائلہ کا ہاتھ نہیں چھوڑا۔ بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں مگر اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ جب بھائی پر وقت آتا ہے تو بہنیں ساتھ نہیں دیتیں۔ بہنوں کا سہارا کمزور ضرور ہوتا ہے مگر وہ ہمیشہ اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑی ہوتی ہیں۔ حالات کیسے بھی ہوں وہ اپنے بھائی کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتیں۔ اس وقت وہ بڑی بہن تھی اور وہ اس کا چھوٹا بھائی۔ وہ اپنے بھائی کا سہارا تھی۔ اس کی ہمت تھی۔ کمزور تھی مگر تھی تو سہی۔ یہی بہت تھا۔

اب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر لائلہ بیٹھی اور فرنٹ سیٹ پر اشعر۔ سارا راستہ دونوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ کچھ نہ کہہ کر بھی ایک دوسرے سے سب کچھ کہہ چکے تھے۔

ان کی گاڑی ایش گوتن آکر رکی تو تب تک اشعر مکمل طور پر سنبھل چکا تھا۔ وہ خاموشی سے باہر نکل کر دوبارہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ لائلہ بھی خاموشی سے بس اپنے بھائی کو جاتا دیکھتی رہی۔ مگر اسی لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا۔ اس کے ضمیر نے، اپنے بھائی سے اس کی محبت نے... کہ وہ اس رات کو اپنی زندگی کی کتاب سے ہمیشہ کے لیے نکال دے گی۔ وہ اس رات کا باب ہمیشہ کے لیے بند کر دے گی۔ وہ بھول جائے گی کہ اس رات کیا ہوا تھا۔ وہ بھول جائے گی کہ وہ رات اس کی زندگی میں کبھی آئی بھی تھی۔ وہ اپنے بھائی کی انا کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتی تھی۔ وہ اپنے بھائی کو کمزور تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ نہ سگی تھی نہ سوتیلی۔ وہ بس بہن تھی۔ ایک اچھی اور وفادار بہن...

حدید کافی حد تک بہتر ہو چکا تھا۔ بینڈیج اتر چکی تھی۔ مگر کچھ تھا جو اسے ٹوکیو میں روکے ہوئے تھا۔ ایک حسین احساس جو کسی زنجیر کی مانند اس کے قدموں کو جکڑے ہوئے تھا۔ اس نے کئی بار واپس لاس اینجلس جانے کا فیصلہ کیا مگر صرف فیصلہ ہی کر پایا۔ طبیعت خرابی کا بہانہ تھا اس کے پاس تو کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھا لیا جائے۔ انہی دنوں

ایش گوتن میں ایش واپس آچکا تھا اور پھر وہ ہوا جو سعیر کو ٹھنڈا کرنے اور زمان کی دنیا کو ہلا دینے کے لیے کافی تھا۔

حدید نے سعیر کو کال ملائی۔ رابطہ ملا اور خبر سنائی گئی۔

"زمان ساما کی آئل ریفائنری جلا دی گئی ہے۔ مالی تو کجا جانی نقصان بھی کافی زیادہ ہوا ہے۔"

اس خبر نے سعیر کے دل کو گہرائی تک ٹھنڈک پہنچائی تھی۔ لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ پہلی بار ایش نامی شخص کا کوئی کارنامہ اسے بے حد پسند آیا تھا۔

دوسری طرف زمان ملک کی پوری دنیا ہل چکی تھی۔ جب سے اسے خبر ملی تھی وہ سکتے میں تھا۔ اتنے بڑے نقصان کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ وہ فوراً وہاں پہنچا تھا اور تمام تر حالات کو ہکا بکا دیکھتا رہ گیا تھا۔ اسے ارسم کی سخت ضرورت تھی مگر وہ وہاں نہیں تھا۔ کیا اسے وہاں ہونا چاہیے تھا؟ ہاں اسے وہاں ہونا چاہیے تھا اور اسی لیے ارسم نے اس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت زمان خاموشی سے سر پکڑے صوفے پر بیٹھا تھا۔ مسلسل سوچ سوچ کر اور فکر مند رہنے پر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔

"زمان ساما" !

کسی کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر سامنے سے آتے خوبرو نوجوان کو دیکھا۔ (اگر یہ آواز کسی اور کی ہوتی تو اس حالت میں زمان سر بھی نہ اٹھاتا مگر وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کا پسندیدہ شخص تھا۔)

"یہ سب کیا ہوا زمان ساما؟" حیرت اور شاک کا اظہار کیا گیا۔ اداکار تو وہ بھی کم نہیں تھا۔ یا شاید سب سے بہترین اداکار وہی تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

زمان نے اس سوال پر مٹھیاں بھینچ لیں۔ غصہ تھا، صدمہ تھا، حیرت تھی، شاک تھا۔ گویا خوشی کے علاوہ کون سا وہ احساس تھا جس سے اس وقت زمان ملک دوچار نہیں تھا۔

"ایش اپنی موت کو دعوت دے رہا ہے۔ اس کا ایسا حشر کروں گا کہ اس کی سات نسلیں بھی یاد رکھیں گی کہ زمان ملک آخر کس بلا کا نام ہے۔ اس کا انجام عبرت ناک نہ بنایا تو میرا نام بھی زمان ملک نہیں۔" اٹل لہجے میں وہ ترکی بہ ترکی بولا۔

"جسٹ ریلیکس زمان ساما۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ بات گویا زمان نے سنی ہی نہ تھی۔ وہ تو درد کی شدت کے باعث اپنی کنپٹی مسلنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

ارسم نے ایک گہری سانس لی۔ اب نہ چاہتے ہوئے بھی اسے زمان کو تسلی دے کر اسے سنبھالنا تھا۔ مجبور بے چارہ !

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب ہم اپنی کہانی کی طرف لوٹ کر آتے ہیں۔ یعنی اس وقت میں جب لائلہ سعیر مراد سے ملاقات کر کے اپنے اپارٹمنٹ پہنچی تھی۔ یہیں سے آغاز ہوتا ہے ہماری کہانی کا۔ اختتام کے بالکل قریب۔ ہاں! یہاں سے ہماری کہانی شروع ہو کر اپنے اختتام کی جانب سفر شروع کر رہی ہے۔ ہر کردار کے بارے میں ہم جان چکے ہیں۔ ماضی کا علم بھی ہو چکا ہے۔ اب بس انتقام باقی ہے۔ جو کہ ہماری کہانی کو اختتام کی دعوت دے رہا ہے۔ آؤ پھر شروع کرتے ہیں۔ اپنی اس کہانی کے بہترین اختتام کا سفر....

لندن میں آج ٹھنڈی ہوائیں ہر فرد کے وجود میں سرایت کر رہی تھیں۔ اس موسم میں وہ سب کے وجود کو بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ رات زور و شور سے ہونے والی بارش کے سبب لندن کی سڑکیں گیلی تھیں۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہر چیز اپنے اندر تازگی کا احساس لیے ہوئے تھی۔ ہر طرف چہل پہل تھی مگر جانتے ہو کیا؟ وہ اپارٹمنٹ بالکل ویران پڑا تھا۔ پرل سا پورو جا چکی تھی۔ اشعر بھی واپس ٹوکیو جا چکا تھا۔ لیو پرل کے ساتھ تھا۔ اس وقت اپارٹمنٹ میں وہ اکیلی تھی۔ بالکل تنہا۔ وہ نیند سے بیدار تب ہوئی تھی

جب پرل ساپورو کے لیے روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار ہو کر اسے الوداع کہنے اس کے سر پر آ کھڑی تھی۔

"میں کسی کام کے تحت ساپورو جا رہی ہوں۔ جیسے ہی فری ہوں گی تو ٹوکیو آ جاؤں گی تب تک مجھے امید ہے کہ تم بھی ایش ساما کا کام کر کے وہاں پہنچ جاؤ گی۔"

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہوئی دروازے کی جانب جا رہی تھیں اور پرل اسے بتا رہی تھی۔ ایش ساما کا کام؟ لائلہ سوچ میں پڑ گئی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ مجھے ایش ساما کا کوئی کام کرنا ہے؟"

وہ دونوں اب دروازہ پار کر کے باہر آ چکی تھیں اور گاڑی کے پاس کھڑی تھیں جو لیو اسٹارٹ کر چکا تھا۔

"ایش ساما سے بات ہوئی تھی میری۔ اس نے بتایا کہ ابھی تم ٹوکیو نہیں جا سکتیں۔ ابھی تم نے اس کا کوئی کام کرنا ہے۔"

لائلہ نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

گارڈ نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو پرل اسی جانب بڑھ گئی۔ لائلہ اسے ہنوز جاتا دیکھتی رہی۔

تب ہی پرل اچانک رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"اب ہمارا تعلق صرف یہی ہے کہ ہم ایک ٹیم ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور ایک ٹیم ممبر ہوتے ہوئے مجھے اس سب کا بہت افسوس ہے جو کل رات کو ہوا۔"

ایک دم ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے لائلہ کو پتھر کر دیا۔

"چاہے تم اس سے محبت ترک نہیں کر سکتی مگر اسے دیکھ کر اس طرح حواس کھو دینا غلط ہے لائلہ ساما۔ آئندہ کوئی بھی ایسی غلطی تمہارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ بی کیئر فل" !

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اتنا کہتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ چند ہی لمحوں میں ان کی گاڑی لائلہ کو خود سے دور جاتی دکھائی دی۔ وہ بت بنی کھڑی رہی۔ اس کا ذکر آج بھی اس کے وجود سے ہمت نچوڑ لیتا تھا۔ آخر کیوں؟ اور کب تک؟

تھوڑی دیر بعد وہ خاموشی سے اندر آئی اور آئینے کے سامنے جا ٹھہری۔ ایک نظر خود کو دیکھا۔ گہری سانس لی اور سامنے رکھا موبائل اٹھایا۔ ایش ساما کے کچھ میسجز موصول ہوئے۔ وہ اسے اس کا کام یاد دلا رہا تھا۔ جانتے ہو کیا؟ اسٹون آف یامی نوکائی کی تلاش !

لائلہ چند لمحے اس کے میسجز تکتی رہی۔ اسے یہ کام بالکل اکیلے کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ہمیشہ کسی نہ کسی کا ساتھ ضرور رہا تھا۔ وہ کبھی بھی اکیلی نہیں ہوئی تھی مگر اب اس کی زندگی کا امتحان شروع ہو چکا تھا جس میں اسے اکیلے لڑنا تھا۔ کس سے؟ یہ اسے بھی معلوم نہیں تھا۔ وہ امتحان بہت کڑا تھا۔ نہایت کڑا امتحان !

اس نے موبائل بند کر کے رکھا۔ ایک بار پھر خود کو آئینے میں دیکھا۔ دماغ مسلسل کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کی سوچ اسے تھکا رہی تھی۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کو تھیں اور پھر اچانک! وہ چونکی۔ دل زور سے دھڑک اٹھا۔ وہ نہیں جانتی اسے وہ شخص اس وقت کیوں یاد آیا تھا۔ مگر اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی کہ اب صرف وہی اس کی مدد کر سکتا ہے۔ اس کے چہرے پر اطمینان در آیا۔ وہ اطمینان جو ایک برسوں سے متلاشی شخص کو خزانے کا پتہ معلوم ہونے پر نصیب ہوتا ہے۔ وہ دھیرے سے مسکرائی۔ اس کی آنکھوں میں ایک منظر

دکھائی دے رہا تھا۔ اس جگہ کا جہاں سے اس نے اپنی تلاش کا سفر شروع کرنا تھا۔ آہ! وہ اتنے سال اس بات کو کیوں بھلائے رہی۔ اسے خود پر جی بھر کے افسوس ہوا۔ وہ پہلے واقعی جھلی تھی مگر اب.... اب کوئی اس سا کہاں !

وہ فوراً فریش ہونے کے لیے باتھ روم میں گھس گئی۔

"(اندر آجاؤ۔ )"

وہ واپس آئی تو اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ بال بھی گیلے تھے۔

"(تم ہی شہر سے حدید کے ساتھ آئی ہو؟)"

اس نے آئینے کے سامنے آکر پھر سے سامنے رکھا موبائل اٹھایا۔ انگلیاں مسلسل کچھ ٹائپ کرنے لگیں۔ وہ میسجز ایش کو بھیجے جا رہے تھے۔

"(سعیر کی بھتیجی ہو؟ )"

میسجز بھیج کر اس نے موبائل واپس رکھ دیا اور پھر برش اٹھا کر بالوں میں چلانا شروع کیا۔

تب ہی ایش کی کال آنے پر اس کا موبائل بج اٹھا۔ اس نے سبز بٹن دبا کر موبائل کان سے لگایا۔

("جی۔ سعیر مراد کی بھتیجی اور جہانگیر مراد کی بیٹی۔ ")

"تم پاکستان کیوں جانا چاہتی ہو؟" ایش نے سوال کیا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہیں اسٹون ہر حال میں چاہیے۔" وہ پر اعتماد سی بولی۔

"ہاں۔ کسی بھی قیمت پر۔"

"میں تمہیں وہ لا کر دوں گی۔ ایک ماہ کے اندر اندر۔ بس تمہیں ایک وعدہ کرنا ہو گا۔"

اس کے لہجے میں کہیں بھی جھول نہ آیا۔ بنا کسی خوف، بنا کسی ڈر کے وہ بولتی گئی۔

"کیسا وعدہ؟"

"یہی کہ تم میرے کام میں مداخلت نہیں کرو گے۔ میں اپنا کام جہاں کروں، جیسے کروں، جس کے ساتھ کروں۔ اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ تمہیں بس

تمہارا اسٹون مل جائے گا۔ وہ بھی بالکل وقت پر۔" کیا انداز تھا اس کا۔ وہ واقعی بھول گئی کہ مقابل اس کا باس ہے۔ بس وہ روانی سے بولتی چلی گئی جبکہ نووارد اس کی بات سن کر چند لمحے خاموش رہا۔ وہ بھی خاموشی سے اس کی خاموشی سنتی رہی۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتی ہو۔"

رابطہ منقطع ہوا۔

("آپ سعیر چاچو کو جانتے ہیں؟")

چند ہی لمحوں بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی۔

"صیاد"!

اس نے اسے پکارا۔

("ہاں۔ بہت اچھے سے۔")

اس وقت وہ آئینے کے سامنے کھڑی میک اپ کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ بالوں کو اونچی پونی میں باندھ رکھا تھا جو اس کے کندھوں سے ذرا نیچے تک جھول رہی تھی۔

"(ارے۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میں انہیں ضرور بتاؤں گی کہ بڑے خان آپ کو جانتے ہیں۔ )"

اس نے ہلکا پھلکا سا میک اپ کر کے خود پر ایک حتمی نگاہ ڈالی۔

("اسے مت بتانا۔ مجھے جان لینا اس کے لیے ٹھیک نہیں۔ ")

اس نے سیاہ رنگ کی سادہ سی شرٹ (قمیض) پہن رکھی تھی جو گھٹنوں تک آتی تھی۔ ساتھ میں سیاہ ہی کھلا ٹراؤزر تھا۔ اس کا فگر ایسا تھا کہ وہ لباس اس پر کمال حد تک جچ رہا تھا۔ گردن کے گرد ایک گہرے لال رنگ کا اسکارف مفلر کی صورت لے رکھا تھا۔ پیروں میں سیاہ ہائی ہیلز تھیں۔ کانوں میں سیاہ موتیوں والے ٹاپس پہن رکھے تھے۔ وہ خود کو دیکھ کر مسکرائی اور پھر بیگ اٹھاتی باہر کی جانب چل دی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

("وہ کیوں؟ ")

وہ اس وقت گاڑی میں بیٹھی تھی۔ ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر صیاد بیٹھا تھا۔ وہ پیچھے بیٹھی باہر کی جانب نظریں ٹکائے ہوئے تھی۔ لندن کی سڑکوں کو آخری بار دیکھنے

کا افسوس پاکستان واپس جانے کے افسوس سے کم نہیں تھا۔ لندن نے ہی تو اسے وہ لوٹایا تھا جسے اس نے پاکستان میں کھویا تھا۔ اس کے تین سال جاپان میں گزرے تھے مگر نہ جانے کیوں اسے لندن سے انسیت سی ہو گئی تھی۔

("یہ ایک راز ہے اور راز بتائے نہیں جاتے۔ انہیں خود تلاشنا پڑتا ہے۔")

وہ لندن کو ممنونیت سے آنکھوں میں ڈھیروں چمک لیے دیکھ رہی تھی۔ آہ! لندن نے اس پر ناقابلِ فراموش احسان کیا تھا۔

("میں کیسے اسے تلاش کروں؟")

وہ اس وقت صیاد کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ اس کا سامان دھکیلے ہوئے تھا جبکہ لائلہ اپنے موبائل پر اشعر کو میسج کرنے میں مصروف تھی۔ ارد گرد ایئرپورٹ کا منظر گواہی دے رہا تھا کہ وہ لندن کو چند ہی لمحوں میں الوداع کہنے والی ہے۔

("وقت آنے پر تمہیں بہت سے راز جاننے ہیں وفا۔")

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ جہاز میں اکتاہٹ کا شکار خاموشی سے ساتھ کھڑے صیاد کو دیکھ رہی تھی جو سیٹ پر بیٹھے شخص سے یقیناً سیٹ کے لیے لڑ رہا تھا۔ لائلہ نے نہایت کوفت کا اظہار کیا۔ جب وہ ان کی چک چک سن کر تھک چکی تو خاموشی سے آگے بڑھ کر اس شخص کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی اور بے نیازی سے باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

("وہی جو تمہارے انتظار میں ہیں۔")

صیاد اس کی اس حرکت پر منہ کھولے، آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ ایک انجانے شخص سے اس کی سیٹ کے لیے لڑ رہا تھا اور وہ تھی کہ نخرہ دکھاتی اسی کی سیٹ پر جا بیٹھی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"(آپ بالکل سلیم چاچو کی طرح باتیں کرتے ہیں۔ وہ بھی مجھے یہی کہتے ہیں کہ تم بہت خاص ہو اور وقت آنے پر تمہیں بہت کچھ جاننا ہے۔ مگر وہ کبھی صاف لفظوں میں کچھ نہیں بتاتے۔)"

سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ جہاز پرواز چڑھ چکا تھا۔ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ گزرتے ہر لمحے کے ساتھ ساتھ اس کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی تھی۔ وہ پاکستان جا رہی تھی۔

تین سال بعد۔ اپنے ملک۔ اپنے پاکستان۔ اس ملک کے نام سے بھی اسے محبت تھی۔ جہاں وہ پلی بڑھی تھی۔ جہاں اس کے اپنے رہتے تھے۔ اپنے؟ وہ چونکی اور پھر تاسف سے سر جھٹکا۔

("وہ سچ کہتا ہے۔ تم بہت خاص ہو مگر غلط جگہ پر ہو۔ ")

اس نے سرزمینِ پاک پر قدم رکھا۔ دل ڈوب کر ابھرا۔ وہاں سے وہ جن حالات میں گئی تھی وہ بھلائے نہیں جاسکتے تھے۔ اور اس وقت صدمے میں تھی، شاکڈ تھی، درد میں تھی، کمزور تھی مگر آج....

اس نے گردن مزید سیدھی کی۔ گویا پاکستان کو بتا رہی ہو کہ وہ خود کو بدلنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ وہ وفا نہیں رہی بلکہ لائلہ بن چکی ہے۔ لائلہ جہان۔ جو ایک بہترین اداکارہ ہے۔ جو ایک سیاہ گلاب ہے۔ جس کی آنکھوں میں فتح کا عزم ہے۔ جس کی جیت یقینی ہے۔

"(اگر کبھی کسی راز کا سراغ ملے تو میرے پاس آجانا۔ میں اس معاملے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ )"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ان کی گاڑی ایک گاؤں کی سڑکوں پر رواں تھی۔ صیاد بے چینی سے ارد گرد کا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ جاپان کے بڑے شہروں میں پلنے والا ان مناظر کو ناپسندیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ پیچھے بیٹھی لڑکی کے لیے وہ گاؤں اپنی پوری کائنات کے برابر تھا۔ اس کے ہادی کے ساتھ اس گاؤں میں قیمتی اور قابلِ قدر لمحات بیتے تھے۔ وہ گاؤں ان کی بیتے لمحات کی یادوں کو اپنے اندر قید کیے ہوئے تھا۔

("اور وہ سراغ کیسے ملے گا؟")

شاہ میر، فریال، پری، حسیب، تعوذ، عفان اور سب سے بڑھ کر ہادی... اس وقت اس کے ذہن کی اسکرین پر صرف انہی لوگوں کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

عفان اور ہادی...

اس نے آنکھیں بند کیں۔ ان میں بھرتے نمکین اور گرم پانی کو اپنے اندر اتارا اور وہ پانی اس کے اندر کو جلا کر رکھ گیا۔ مگر اب اسے جلنے کی عادت ہو چکی تھی۔ اس نے پھر سے آنکھیں کھولیں تو ان کی گاڑی رک چکی تھی۔

("وہ تمہیں خود تلاش کرنا ہے۔ ")

صیاد نے باہر نکل کر اس کی جانب کا دروازہ کھولا۔ اس کا دل لمحے بھر کے لیے تھم سا گیا۔ کندھوں پر اندیکھا سا بوجھ بڑھنے لگا۔ وہ دم سادھے باہر نکلی۔ نظر سب سے پہلے سامنے پوری شان سے کھڑی خانزادہ حویلی پر پڑی۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ خانزادہ حویلی کبھی لوٹ کر آئے گی۔ اور اگر آئے گی بھی تو ہادی کے بغیر... ان حالات میں... آہ یہ قسمت !

(" تمہاری رگوں میں جہانگیر کا خون دوڑ رہا ہے۔ ")

اس نے آگے کی جانب قدم بڑھا دیے۔ باہر کھڑے بندوق اٹھائے شخص نے ان کا راستہ روکا۔ اسے آج بندوق دیکھ کر ڈر نہیں لگا۔ بس لبوں پر ایک سوگوار سا تبسم بکھر گیا۔

"بڑے خان سے ملنا ہے۔" وہ بولی۔

آدمی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ساتھ کھڑے صیاد کو۔ کچھ سوچتے ہوئے سر کو خم دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ مڑا اور سامنے ہی حویلی کے داخلی دروازے میں کھڑے دو لوگوں کو

پکارا۔ وہ جو آپس میں گفتگو کرنے میں مصروف تھے اس شخص کے پکارنے پر اس جانب متوجہ ہوئے اور پھر ان کی نظر سامنے کھڑے لوگوں پر ٹھہر سی گئی۔ وہ دونوں آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے ان کی جانب بڑھنے لگے۔ ساتھ کھڑے شخص نے صیاد کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ تب تک وہ دو لوگ بھی ان تک پہنچ چکے تھے۔

("اس لیے مجھے پورا یقین ہے کہ تم اس کی بیٹی بن کر دکھاؤ گی۔ ")

صیاد ایک نگاہ لائلہ پر ڈالتا اس شخص کے ہمراہ چل دیا۔ لائلہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے مردان خانے لیے جا رہا ہے جو حویلی کے ساتھ ہی جڑا تو تھا مگر اس کا دروازہ الگ تھا۔ غیر مردوں کو حویلی کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ وہ دو لوگ اس سے اب آنے کی وجہ پوچھ رہے تھے۔

("اپنی دنیا میں واپس جاؤ گی۔ ")

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک عورت کے ساتھ اندر داخل ہوتی نظر آئی۔ جیسے ہی اس نے حویلی کے اندر قدم رکھا دل ایک بار پھر تھم گیا۔ سامنے سے اسے ایک معمر خاتون آتی

دکھائی دیں۔ ان کے چہرے پر شناسائی تھی۔ لائلہ بھی انہیں پہچان چکی تھی۔ وہ چھوٹی خانم تھیں۔

("خود کو منواؤ گی۔")

انہوں نے خوشدلی سے اسے گلے لگایا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ اسے دیکھ کر واقعی خوش اور حیران تھیں۔ نظر پھر سامنے سیڑھیوں سے اترتی ایک خوبصورت لڑکی پر پڑی۔ وہ جہاں تھی وہیں تھم سی گئی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرانا چاہتی تھی مگر وہ مسکرا بھی نہ پائی۔ وہ لڑکی اسے دیکھ کر آنکھوں میں خوشگوار حیرت اور لبوں پر دلکش مسکراہٹ لیے اس کے پاس آئی اور گلے لگ گئی۔ لائلہ اسے دیکھ کر دیکھتی ہی رہ گئی۔ ذہن میں بیتے دن فلم کی مانند چلنے لگے۔ کیا دن تھے وہ !

"پلوشے" !

اس کے لبوں نے حرکت کی۔ آواز قدرے مدھم تھی۔

("اور ہر راز سے پردہ اٹھا کر انتقام کی جنگ کا حصہ بنو گی۔")

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی اسے ایک شخص بیٹھا دکھائی دیا۔ منظر وہی تھا جو آج سے چار سال پہلے تھا۔ بالکل وہی۔ وہ اپنی اسی جگہ پر اسی انداز میں بیٹھا تھا۔ سب کچھ ویسا ہی تھا۔ کچھ نہیں بدلا تھا۔ سوائے اس لڑکی کے جو اس کے بالکل سامنے بیٹھ رہی تھی۔ چار سال پہلے اس لڑکی کی آنکھوں میں وہاں بیٹھتے ہوئے خوف تھا۔ مگر آج اس لڑکی کی آنکھوں میں ڈھیروں سوالات تھے۔

وہ اسے دیکھ کر پر سکون انداز میں مسکرا دیا۔ اسے دیکھ کر اسے حیرت نہیں ہوئی۔ شاید اسے برسوں سے ہی اس لڑکی کے واپس لوٹنے کی امید تھی۔ امید یا پھر یقین؟

"آخر تم آ گئیں۔"

امید نہیں یقین۔ سامنے بیٹھے شخص کے الفاظ نے ہمیں اور سامنے بیٹھی لڑکی کو اس سوال کا جواب دے دیا۔ اسے اس لڑکی کی واپسی کا یقین تھا۔

"مجھے آنا تھا۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سامنے بیٹھا شخص اس کے چہرے کے ایک ایک تاثر کو پڑھنے لگا۔ اس لڑکی کی شخصیت کا رعب، پر اعتماد اور پر عزم آنکھیں، اٹھی ہوئی گردن.... وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ سب بدل گیا تھا۔ وہ لڑکی بدل چکی تھی۔ اس کے سامنے وہی لڑکی بیٹھی تھی جس کا اسے چار سالوں سے بھی طویل عرصے سے انتظار تھا۔

"کون ہو تم؟"

نظروں سے اس کے ایک ایک تاثر کو اسکین کرتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔

"لائلہ جہان۔ جہان ساما کی بیٹی۔" وہ اسی طرح پختہ لہجے میں بولی۔ "کیا یہ سوال مجھے آپ سے پوچھنے کا حق ہے؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ مسکرا دیا۔

"بالکل۔"

"کون ہیں آپ؟"

"سہراب خان۔" لمحے بھر کا توقف.... "ایس کے۔ جہان ساما کا ایڈوائزر۔"

لائلہ کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کا سفر رائیگاں نہیں گیا تھا۔ وہ صحیح جگہ، صحیح شخص کے پاس آئی تھی۔ لبوں پر اندیکھی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آپ نے کہا تھا اگر مجھے کبھی کسی راز کا سراغ ملے تو میں آپ کے پاس آؤں۔ آپ میری مدد کریں گے۔"

"میرا کہا پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ اگر میں نے کہا تھا تو اس کا مطلب میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔"

"یامی نوکائی کے بارے میں سب جاننا ہے مجھے۔"

وہ دھیرے سے ہنسا۔ ہنسی میں درد تھا۔ عجیب سی ویرانی تھی۔

"ایک ڈیل کرو گی۔"

"کیا؟"

"میرا کہا مانو اور بدلے میں ایک قیمتی شے حاصل کر لو۔"

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ وہ واقعی یامی نوکائی کا شخص ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ وہ لوگ سیدھے سے کچھ بتاتے ہی کب تھے۔

"منظور ہے۔"

"سوچ لو۔ میں صرف تمہارے تین سوالوں کے جواب دوں گا۔ باقی کے سوالات تم نے کس سے پوچھنے ہیں اس کے بارے میں بھی بتاؤں گا۔ مگر مجھ سے تمہارا کوئی بھی اضافی سوال اس قیمتی شے کو تمہارا لاحاصل بنا سکتا ہے۔"

افف یہ کھیل۔ ہر طرف کھیل ہی کھیلے جا رہے تھے۔

"پھر بھی منظور ہے۔" اس نے آخر کار گہری سانس لے کر ڈیل ڈن کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پہلا سوال

"مجھے میرے مما بابا کے بارے میں جاننا ہے۔ کیا واقعی ان کا قتل ہوا تھا؟"

"جہان ساما ار باز ساما کے بعد یامی نوکائی کا سب سے پاور فل آدمی تھا۔ مگر جانتی ہو کیا؟ جب طاقتور شخص پر ہتھیاروں سے وار کرنا مشکل ہو جاتا ہے تب اس پر احساسات سے

وار کیا جاتا ہے۔ پہلے ارباز ساما کو قتل کیا گیا۔ سب کو یقین تھا کہ یامی نوکائی کا کوئی بھی ممبر دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ سب ایک دوسرے کے لیے جیتے تھے اور سب کی بھلائی کے لیے کام کرتے تھے۔ سعیر ساما نے انمول ساما کو پانے کی ضد میں اسی احساس سے ارباز ساما پر وار کیا۔ اس دن آفس میں جب سعیر ساما داخل ہوا تب ارباز ساما کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ کیا اس نے سوچا تھا کہ اس پر وہی شخص وار کرنے والا ہے۔ نہیں۔ وہ سب unexpected تھا۔ اس کے بعد جب انمول ساما کا قتل ہوا تو جہان ساما انمول ساما کے حق میں کھڑا تھا۔ یامی نوکائی میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔ چونکہ ٹھوس ثبوت نہیں تھے اس لیے سعیر ساما سے بدلہ لیے بغیر اس معاملے کو دفنا دیا گیا۔ اس میں ڈیوڈ ساما سب سے آگے تھا۔ ملک ساما کے سر پر کنگ بننے کا بھوت سوار تھا۔ سلیم مراد نے یامی نوکائی کو خیر باد کہا اور پاکستان چلا گیا۔ میں نے بھی استعفیٰ دیا اور واپس اپنے گاؤں آکر یہاں کا سردار بن گیا۔ جہان ساما نے سعیر ساما کو معاف نہ کیا اور اس سے لاتعلقی برت لی۔ ہر ممبر ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا۔ سب نے الگ الگ کام کرنا شروع کر دیا۔ اس سب میں سب سے زیادہ نقصان سعیر ساما کا ہوا تھا۔ اسے لگا تھا کہ اس

کے پاس ریئل اسٹون ہے مگر وہ غلط تھا۔ ریئل اسٹون ڈیوڈ ساما جہان ساما سے چرا چکا تھا۔ مگر اس نے کبھی بھی کنگ بننے کی خواہش نہ کی۔ اس کے پیچھے بھی ایک وجہ ہے مگر میں فلحال نہیں بتا سکتا۔"

"وہ اسٹون اب سعیر ساما کے پاس ہی ہے۔ ڈیوڈ ساما کی موت کے بعد وہ اسے حاصل کر چکا ہے۔"

سہر اب خان نے گہری سانس لی۔

"میری بات دوبارہ مت کاٹنا۔" تنبیہ کی گئی۔ لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"سعیر ساما کے دماغ میں جہان ساما کی پراپرٹی ہتھیانے کا پلان کام کرنے لگا۔ پہلے تو اس نے جہان ساما کی پہلی بیوی کو اس سے بدگمان کیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے بیٹے کو لے کر لندن چلی گئی۔ پھر دھیرے دھیرے اس نے جہان ساما کو نقصان دینا شروع کیا۔ بظاہر تو وہ اپنے کیے پر پشیمان تھا مگر وہ دھیرے دھیرے جہان ساما کی جڑیں کاٹنے لگا۔ پھر آخر کار..." لمحے بھر کا توقف۔ "ان کا قتل کر دیا گیا۔ دنیا والوں کی نظر میں وہ ایک

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایکسیڈنٹ تھا مگر وہ سعیر ساما کے پلان کا نتیجہ تھا۔ میں وہاں گیا تھا۔" سہراب خان کے لہجے میں کچھ بکھرا ہوا تھا۔

"ہسپتال میں تمہارا وہ دن میرے ساتھ گزرا تھا۔ تم تب چار سال کی تھیں۔ تم بھی زخمی تھیں۔ پھر سعیر ساما کے کہنے پر مجھے تمہیں زریں کی گود میں ڈالنا پڑا۔"

لائلہ کی آنکھوں میں چمکنے والی نمی نے ماحول میں سوگواریت سی گھول دی۔

دوسرا سوال

"اس جنگ کو ختم کیسے کیا جا سکتا ہے؟"

"جنگ آج سے کئی سال پہلے انمول ساما جیت گئی تھیں۔ اگر وہ زندہ رہتیں تو ہار جاتیں۔ ان کو سعیر ساما کا ہونا پڑتا۔ مگر وہ ماسٹر مائنڈ تھیں۔ جنگ میں بھی کھیل کھیلا۔ اور اس طرح کھیلا کہ شکست سعیر ساما کے دامن میں ڈال گئیں۔ انہوں نے اس طرح جنگ لڑی کہ سعیر ساما کو جیتنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔ اب تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ

سعیر ساما کو ختم کر دو۔ باقی تمام ممبرز مر چکے ہیں۔ اس کے مرنے سے یامی نوکائی آزاد اور فتح تمہارے نام۔"

"اور اسٹون کا کیا؟"

"کیا یہ تمہارا آخری سوال ہے؟" انہوں نے گویا تصدیق چاہی۔

لائلہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی اور پھر اس نے سرد آہ بھری۔

❣ ❣ ❣

Safar-e-Adab
BRING THE STRING OF WORDS TO LIFE

کچھ عرصہ بعد یہ منظر ہے لاس اینجلس کے قریب موجود علاقے کا جو ٹوپنگا کینیون (Topanga canyon) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ علاقہ ارد گرد کی نسبت زیادہ آباد نہیں ہے۔ یہ زیادہ تر جنگلات اور پہاڑوں پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے اسے ہائیکنگ اور کیمپنگ کے لیے شہرت حاصل ہے۔ یہاں دور دور تک کھڑے چھوٹے بڑے پہاڑ آنے

والوں کے استقبال کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ہر سمت یا تو سبزہ نظر آتا ہے یا پھر زرد گھاس۔

اس کی گاڑی اس علاقے میں موجود سڑک پر رواں دواں تھی۔ دائیں جانب کھڑے درخت اور بائیں جانب موجود پہاڑ اس وقت اسے بھلے معلوم نہیں ہو رہے تھے۔ شام ہونے میں کچھ ہی وقت تھا۔ ویران علاقہ وہ بھی غیر۔ مگر وہ جانتی تھی کہ اسے وہاں ہر حال میں پہنچنا ہے۔ کسی بھی قیمت پر۔

کافی دیر بعد اس کی گاڑی سڑک پر ایک جگہ جا کر رک گئی۔ سڑک کی دائیں جانب اس کی منزل موجود تھی۔ وہ گاڑی سے نکلی اور سامنے ہی اپنی منزل کی جانب دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

("تمہیں ٹوپنگا کنیون جانا ہو گا۔")

سہراب خان کے الفاظ کانوں میں گونجے۔ اگلے ہی لمحے اس کے قدم سامنے کی جانب اٹھنے لگے۔ سامنے ہی ایک دو منزلہ گھر موجود تھا۔ وہاں پہنچنے کے لیے سیڑھیاں تھیں کیونکہ وہ تھوڑا اونچا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے زینے چڑھتے ہوئے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس ویرانے میں اس کی ہیلز کی ٹک ٹک دور دور تک سنائی دے رہی تھی۔ وہ

زینے چڑھ چکی تو سامنے ہی وہ دو منزلہ گھر تھا جو لکڑی سے بنایا گیا تھا جبکہ اس کے دروازے شیشے کے بنے تھے۔ اس ویرانے میں یقیناً وہ خوبصورتی کی علامت تھا۔ بائیں جانب تھوڑا بیرونی حصہ تھا جو کے کھلا تھا۔ جیسے چھوٹا سا صحن ہو یا پھر کسی ریستوران کا بیرونی حصہ جہاں میز کے گرد صوفے سجے تھے۔ لکڑی کا فرش تھا جس پر اس کی ہیلز کی ٹک ٹک قابلِ سماعت شور پیدا کر رہی تھیں۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ شام ہو چکی تھی۔ سورج ڈوبنے کی تیاری میں تھا۔ وہ گھر درختوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس وقت تنہا ہونے کے باعث اسے ان درختوں سے وحشت سی ہونے لگی۔ تب ہی اچانک تمام لائٹس آن ہوئیں۔ ہر جانب نارنجی روشنی پھیل گئی۔ تب اس نے شیشے کے پار دور سے ہی اندر کا منظر دیکھنا چاہا۔ وہ ویرانے میں موجود گھر اندر سے بالکل جدید طرز کا تھا۔ جس میں ہر جگہ سے نفاست جھلک رہی تھی۔ وہ جگہ یقیناً بہت خوبصورت تھی۔ اس نے رخ موڑا اور سامنے دیکھنے لگی۔ کلائی میں موجود گھڑی دیکھی تو احساس ہوا کہ وقت بہت کم ہے۔ تب ہی اس کے عقب میں دوسری منزل پر موجود ریلنگ کے پاس کوئی آ کھڑا ہوا اور ان پر ہاتھ ٹکائے خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ چند لمحے سرکے، پھر کسی

احساس کے تحت لائلہ نے گردن موڑی تو نظر سامنے ہی اس شخص سے جا ٹکرائی جو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ لائلہ کا اوپر کا سانس اوپر جبکہ نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس کی زندگی میں ہمیشہ وہی ہوتا تھا جو اس کے لیے unexpected ہوتا تھا۔ مگر آج.... آج تو حد ہو گئی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ جس سے ملنے جا رہی ہے وہ... وہ سامنے کھڑا شخص ہو سکتا ہے۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

آسمان پر پھیلی روشنی اور اس گھر میں جلتے قمقموں کی نارنجی روشنی ایک دم مدھم پڑ گئی۔ پھر دھیرے دھیرے سب کچھ دھندلانے لگا۔ ہر منظر بدل گیا۔ ارد گرد موجود ایک ایک چیز نے اپنا وجود کھو دیا۔ وہ دم سادھے کھڑی تھی۔ اس جگہ نہیں بلکہ جاپان کے شہر ٹوکیو میں موجود ایش گوتن کے ڈرائنگ روم میں۔ سامنے بیٹھا اشعر اسے اپنا حکم سنا رہا تھا۔ ساتھ بیٹھی پرل بھی بے نیازی سے سیب کھانے میں مصروف تھی۔

"مگر"...

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی پرل نے اسے ٹوکا۔

"لائلہ ساما! اگر یہ موقع تمہیں مل رہا ہے تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھو۔ اب تم مکمل طور پر تیار ہو مگر اس کا ثبوت کہاں ہے؟ ہمیں وہ ثبوت چاہیے۔ اس لیے جو اشعر ساما کہہ رہا ہے وہ کرو۔"

"صرف ایک قتل ہی تو کرنا ہے لائلہ ساما۔" صیاد نے بھی پرل کا ساتھ دیتے ہوئے لائلہ کی ہمت بڑھائی۔

"کیا تم یہ نہیں کر سکتیں؟"

اشعر نے ایک ابرو اٹھا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

اگر وہ انکار کر دیتی تو یقیناً اس کے طنز سننے کو ملتے۔ اس لیے اس نے فوراً مان لینا ہی درست سمجھا۔

"میں یہ کر لوں گی۔"

اشعر کھڑا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تمام ڈیٹیلز ٹیکسٹ کر دوں گا۔ لیکن یاد رکھنا۔" وہ اس کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔ "یہ تمہارا پہلا قتل ہو گا۔" لیکن بھوری آنکھیں سنہری آنکھوں سے کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔ اس رات ہونے والے قتل... مگر وہ رات ان کی زندگی سے مٹ چکی تھی۔ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں تھا۔ اشعر کے لیے بھی اور لائلہ کے لیے بھی۔

"اور تمہیں اپنا best دینا ہو گا۔ اگر تم یہ قتل نہ کر پائیں تو سمجھ لینا۔ دل میں تمہارے لیے جو ذرا بھر عزت اور فکر ہے وہ سب ملیامیٹ ہو جائے گی۔ میں نے آج کا دن دیکھنے کے لیے تمہیں اتنا تیار کیا۔ اگر آج تم ناکام ہو گئیں تو پھر کبھی کامیابی کی توقع مت کرنا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اتنا کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔ پھر اس کی نظر پرل پر پڑی جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پر اس نے کندھے اچکا دیے۔

"بیسٹ آف لک لائلہ ساما!" پرل اتنا کہتی اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

رات کے وقت اشعر کا میسج موصول ہوا جس میں تمام ڈیٹیلز تھیں کہ وہ شخص اسے کب اور کہاں ملے گا۔

جگہ کا نام دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ پھر اچانک چہرے پر شناسائی دمکی۔

"سان فرانسیسکو۔ سان فرانسیسکو۔" وہ اس جگہ کا نام دہرانے لگی۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ کہاں ہے۔ میں جانتی ہوں، میں جانتی ہوں، میں جانتی ہوں۔ افففف!" وہ خود سے ہی مخاطب ہو کر یاد کرنے کی سعی کرنے لگی۔ وہ یقیناً اس جگہ کا نام پہلے بھی سن چکی تھی۔

"میں نہیں جانتی۔" آخر کار وہ بددل ہو کر بولی۔ بس پھر کیا۔ گوگل بھائی جان سے رابطہ کیا اور پھر اسے معلوم ہوا کہ سان فرانسیسکو بھی کیلیفورنیا میں ہی موجود ایک شہر ہے۔

"اوہ گاڈ! وائے لائلہ وائے۔ تم آج بھی اتنی بے وقوف کیوں ہو؟" اس کا جی چاہا رو دے۔ مگر خیر ....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دن بعد وہ سان فرانسیسکو میں موجود تھی۔ یہ وہی دن تھا جس دن اس نے پہلا (کہنے میں کیا جاتا ہے) قتل کرنا تھا۔ شام کے وقت وہ مکمل طور پر تیار کھڑی تھی۔ ازلی حلیہ... سیاہ شرٹ، سیاہ جینز، سیاہ جیکٹ، سیاہ نقاب، سیاہ ہیلز اور بال پونی میں مقید کندھوں پر جھول رہے تھے۔ مکمل تیاری کے بعد وہ مطلوبہ جگہ پہنچی۔ وہ منظر کچھ یوں تھا کہ وہ ایک بوسیدہ عمارت میں موجود بالائی منزل کے ایک کھنڈر سے کمرے میں موجود تھی۔ سامنے ہی وہاں سے کافی دور موجود سڑک ویران پڑی تھی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد اچانک ہی اسے دور سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔ تب ہی اچانک اشعر کی آواز ایئرپوڈز کے ذریعے اس کے کانوں میں گونجی۔ پرل اور اشعر دونوں ہی اس کے ساتھ رابطے میں تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ آرہا ہے۔"

لائلہ نے گہری سانس لی اور کھڑکی کی چوکھٹ میں اسپائنر رائفل سیٹ کی۔

"تم سے آج یہ قتل نہ ہوا تو یاد رکھنا اشعر ساما تمہارا قتل کر ڈالے گا۔" پرل کی بھی آواز گونجی اور تب ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر اس بوسیدہ عمارت میں تن تنہا رہ گئی۔

اس نے اسکوپ کے ذریعے دور سڑک پر رکتی گاڑی کو دیکھا۔ ایک آنکھ بند کیے دوسری آنکھ سے وہ غور سے وہ سب دیکھنے میں مصروف تھی۔ گاڑی رکی تھی۔ تب فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا۔ ایک لڑکی باہر نکلی۔ اس کی لائلہ کی جانب پشت تھی اور وہ سامنے موجود اس ہوٹل کو دیکھ رہی تھی جہاں جانے کی غرض سے وہ وہاں آئے تھے۔ تب ہی پچھلا دروازہ کھلا اور ایک چھوٹا سا بچہ باہر نکلا۔ اس کا دروازہ یقیناً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اس شخص نے کھولا تھا جس کو مارنے کے لیے لائلہ وہاں خوار ہو رہی تھی۔ اس لڑکی کے بال کھلے تھے اور تیز ہوا کے باعث اسے تنگ کیے ہوئے تھے۔ لائلہ اکتا کر سیدھی ہوئی۔ وہ شخص باہر نکل ہی نہیں رہا تھا۔

چند لمحے مزید انتظار کرنے کے بعد اس نے پھر سے اسکوپ کی مدد سے سامنے دیکھا۔ اب کہ وہ مرد باہر نکل چکا تھا اور وہ لڑکی اس کے ہمراہ اس بچے کو اٹھائے کھڑی تھی۔ اس لڑکی کے بال اس کے چہرے پر بار بار آگے کی طرف آ رہے تھے۔ وہ وقفے وقفے سے انہیں سیٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر ساتھ کھڑے شخص نے اسے بچے کو چھوڑ دینے کا کہا۔ وہ لڑکی جھکی۔ چھوٹا سا لڑکا نیچے کھڑا ہو گیا۔ وہ قریباً دو ڈھائی سالہ

بچہ تھا۔ لڑکی سیدھی ہوئی۔ اس سے پہلے کہ لائلہ کی نظر اس لڑکی کے چہرے پر پڑتی اس شخص نے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا۔ وہ بظاہر توارد گرد نظر دوڑا رہا تھا اور اس بوسیدہ عمارت میں بیٹھی اس لڑکی اور اس کے ہونے والے حملے سے ناواقف تھا۔ لائلہ نے اسے دیکھا۔ اور پھر باقی تمام منظر بھول گئے۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پائی۔ وہ ایک دم سکتے میں چلی گئی۔ دل حلق سے باہر نکلنے کو تیار ہو گیا۔ وہ چہرہ.... وہ شخص.... وہ ایک دم سیدھی ہوئی۔ سانس رکنے لگا تھا۔ دم گھٹنے لگا تھا۔ کیا اسے اس شخص کو مارنا تھا۔ اوہ خدایا !

اسے اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا۔ چہرے پر ٹھنڈے پسینے کی بوندیں واضح ہونے لگیں۔ اس نے ایک بار پھر اسکوپ کے ذریعے سامنے موجود اس فیملی کو دیکھا۔ تنفس بگڑنے لگا۔ دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ اب کہ نظر اس شخص سے پھسل کر ساتھ کھڑی لڑکی پر پڑی۔ اسے لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ فریال تھی... اور ساتھ موجود شخص... شاہ میر مراد... وہ شاہ میر تھا۔

شاہ میر کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ فریال بھی ہنس رہی تھی۔ شاہ میر اس بچے کا ہاتھ پکڑے فریال کے ہمراہ اب آگے بڑھنے لگا تھا۔

"گولی چلاؤ۔"

رابطہ پھر مل چکا تھا۔ اشعر کی آواز گونجی۔ لہجے میں اس قدر سنجیدگی تھی کہ اگر وہ گولی نہ چلاتی تو اشعر اس پر چلا دیتا۔

اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری۔

شاہ میر کے بال تیز ہوا کے سبب آگے کو بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کا اضافہ ہو چکا تھا۔ اس کی شخصیت میں سعیر مراد والا رعب تھا۔ مگر اس بات کی گواہ میں ہوں کہ شاہ میر مراد سعیر مراد سے زیادہ ہینڈسم تھا۔

"گولی چلاؤ ایڈیٹ" !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر کی ایک بار پھر غصے بھری آواز گونجی۔

لائلہ نے خود کو نفی میں سر ہلاتے محسوس کیا۔ سماعت جواب دے چکی تھی اور بصارت... اس پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

وہ اب دور جا رہا تھا۔ ان کے درمیان موجود فاصلہ مزید بڑھ رہا تھا۔ لائلہ کی نظر کبھی شاہ میر پر پڑتی تو کبھی فریال پر اور پھر اچانک... اس کی نظر اس بچے پر جا کر ٹک سی گئی۔ وہ اس کی پشت کو تکتی رہی۔ پھر اسے منظر دھندلا ہوتا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ آنکھوں میں تیرتی نمی اسے انہیں دیکھنے سے روک رہی تھی۔

"وہ دور جا رہے ہیں لائلہ۔ گولی چلاؤ۔"

وہ سیدھی ہوئی۔ آنکھوں کو مسلا۔ انگلیوں کے پورے بھیگ گئے۔ آنکھوں سے نمی چند لمحوں کے لیے غائب ہوئی۔ اس نے پھر اسکوپ سے دیکھا۔ لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک بات تو طے تھی۔ وہ لائلہ ہو یا وفا... شاہ میر پر گولی ہرگز نہیں چلا سکتی تھی۔

"تم شوٹ کر رہی ہو یا نہیں؟" اشعر اب کہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ لہجے میں بے حد غصہ تھا۔

لائلہ نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی اور پھر اس کے لبوں نے حرکت کی۔

"نہیں۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے لائلہ ساما۔ اب نہیں تو پھر کب؟" اب کہ پرل کی آواز گونجی۔

"نہیں۔" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں ایک بار پھر بولی۔

منظر دھندلایا۔ ارد گرد کی بوسیدہ عمارت کا منظر زائل ہو گیا۔ ہر طرف نارنجی روشنی پھیل گئی۔ شام اپنے عروج پر تھی۔ سامنے ہی ریلنگ پر ہاتھ ٹکائے کھڑا شاہ میر اسے دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ دم سادھے کھڑی تھی۔ نارنجی رنگ کی شرٹ اور سفید اوور کوٹ کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے وہ اس نارنجی شام کا حصہ لگ رہی تھی۔ شاہ میر جامنی رنگ کی گول گلے والی شرٹ اور سفید جیکٹ کے ساتھ سفید پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ چند لمحے گزرے، فسوں ٹوٹا اور پھر شاہ میر وہاں سے ہٹ کر اندر کی جانب چلا گیا۔ وہ یقیناً نیچے آ رہا تھا۔ لائلہ نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔ اس نے اب اثر لینا چھوڑ دیا تھا۔ سامنے کوئی بھی ہو۔ اسے پروا نہیں تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اسے سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھوں میں کیفے اولے کے دو بڑے مگ تھے۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اندر چلو۔ باہر کافی ٹھنڈ ہے۔"

شاہ میر کی بات سن کر اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر وہیں بیرونی حصے میں موجود صوفوں کی جانب اشارہ کیا۔ شاہ میر نے خاموشی سے سر کو خم دیا اور پھر دونوں ہی اسی جانب چل دیے۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھے۔ شاہ میر نے وہ دو مگ درمیان میں رکھی میز پر رکھے۔ ان میں سے اڑتی بھاپ کے پار اس کی نظر لائلہ پر پڑی۔ نظریں ملیں۔ اس لمحے... صرف اس ایک لمحے کے لیے ان دونوں کو مراد ہاؤس کا لان اور منصب بی کے ہاتھ کی کافی شدت سے یاد آئی تھی۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے وہ یاد بھی گزرتے لمحوں کے ساتھ زائل ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آفٹر اے لانگ ٹائم کزن"!

شاہ میر اب کہ پہلی بار مسکرا کر بولا۔ وہ تو مسکرا بھی نہ پائی۔

"بڑے خان... وہ کھنکھاری... سہراب خان نے بھیجا ہے مجھے۔" وہ فوراً مدعے پر آئی۔ گردن سیدھی کیے، اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ وفا نہیں لائلہ تھی۔ وہ اس بات کا یقین شاہ میر کو دلانا چاہتی تھی۔

"جانتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے۔"

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بولو۔ کیا کام ہے۔"

وہ اس کی بیگانگی دیکھ کر ہرٹ ہوا تھا۔ تھوڑا سا ہی سہی ...

"مجھے کچھ سوالوں کے جواب چاہئیں۔"

شاہ میر نے سر کو خم دیا۔

"پوچھو۔"

"اگر ڈیوڈ سا ماسالوں پہلے ریئل اسٹون حاصل کر چکا

تھا تو وہ کنگ کیوں نہیں بنا؟"

"کیونکہ کنگ بننے کے لیے اسٹون کی نہیں بلکہ رنگ آف یامی نوکائی کی ضرورت پڑتی

ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"رنگ؟"

"ہاں۔ اسٹون تو محض رنگ کے قفل کی چابی ہے۔"

وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔

"تو اس نے رنگ کا قفل کیوں نہیں کھولا؟"

"کیونکہ وہ پہلے سے کھولا جا چکا تھا۔ یہ پیو۔ ٹھنڈی ہو گئی تو ذائقہ کھو دے گی۔" اس نے درمیان میں میز پر موجود مگ کی جانب اشارہ کیا۔

لائلہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ شام ڈھلنے لگی تھی۔ آسمان سرمئی ہونے لگا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ ہر طرف ہلکی ہلکی سی دھند پھیلنے لگی تھی۔ مغرب کی سمت آسمان کے کنارے پر ابھی بھی نارنجی روشنی پھیلی تھی۔ اس سب میں وہ چھوٹا سا گھر مزید خوبصورت لگنے لگا تھا۔

"کون کھول چکا تھا اسے؟"

"جہان ساما۔ میرے پیارے چاچو جان۔"

اس نے اپنا مگ اٹھا کر خوشگوار لہجے میں کہا۔ لائلہ نے بھی اب کہ اپنا مگ اٹھایا۔

"رنگ کہاں ہے؟"

شاہ میر نے ایک گھونٹ بھرا۔ پھر مگ واپس رکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

"اگر وہ بابا نے حاصل کر لی تھی تو اب تک سعیر ساما اسے حاصل کر چکا ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس کا مطلب.... چند لمحے خاموشی.... وہ مرنے سے پہلے اسے کسی اور کے حوالے کر چکے تھے۔"

شاہ میر نے ایک ساتھ دونوں ابرو اٹھا کر اسے سراہا۔

"کافی سمجھدار ہو چکی ہو۔"

وہ چاہتے تو وہاں بیٹھ کر کھل کر بات کر سکتے تھے۔ یا می نو کائی کو کہیں پیچھے چھوڑ کر، صرف اپنے بارے میں۔ وہ چاہتے تو قہقہے لگا کر اسی طرح ہنس سکتے تھے جس طرح مراد ہاؤس

میں ہنسا کرتے تھے مگر ان کے بیچ کوئی اندیکھی سی لکیر کھینچی جا چکی تھی۔ شاید وقت کی لکیر ....

"وہ رنگ انہوں نے سہراب خان کے حوالے کی تھی۔"

لائلہ نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"تو پھر سہراب خان نے وہ رنگ آپ کو دینے کی بجائے حدید کو کیوں نہ دی؟"

"کس نے کہا کہ وہ رنگ انہوں نے مجھے دی تھی؟"

"سہراب خان نے خود۔"

بے چینی بڑھی۔ اس نے بھی اب کہ مگ واپس میز پر رکھا۔

"انہوں نے جھوٹ نہیں کہا۔ یہ بات سچ ہے کہ اس وقت وہ رنگ میرے پاس ہے۔ بس انہوں نے وضاحت نہیں کی۔"

وہ یہ بات سن کر دنگ رہ گئی۔ یامی نوکائی کا بندہ بندہ جس اسٹون کے پیچھے مارا مارا پھر رہا تھا وہ اسٹون تو محض ایک چابی تھا۔ اور جس قفل کی وہ چابی تھا وہ کھولا جا چکا تھا۔ اور اس

اسٹون سے کہیں زیادہ قیمتی شے اس وقت شاہ میر کے پاس تھی۔ جس پر کوئی شک بھی نہ کر پایا۔ اوہ خدایا !

یہ کچھ زیادہ ہی unexpected تھا۔

"تو کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں؟"

"ویل... میں تمہیں انکار نہیں کر سکتا۔" شاہ میر نے کندھے اچکائے۔

لائلہ کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا۔

"اس رنگ کی حقدار تم ہو۔ چونکہ رنگ جہان سامانے حاصل کی تھی اور ان دنوں حالات ایسے تھے کہ اسے کسی اور کے حوالے نہیں کیا جا سکتا تھا اس لیے اسے سہراب خان کے حوالے کیا گیا۔ تب جہان سامانے سہراب خان کو وہ رنگ ایش ساما کے حوالے کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر سہراب خان نے اسے تمہارے حوالے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وجہ؟ مجھے نہیں معلوم۔"

لائلہ نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"یہ رہی رنگ۔"

شاہ میر نے ایک مخملی ڈبیا جیب سے نکال کر اس کے سامنے میز پر رکھی۔

"یہ رنگ کنگ آف یامی نوکائی اپنی بیوی کو تحفے میں دیتا ہے۔ اس طرح اسٹون کنگ کے پاس رہ جاتا ہے اور رنگ کنگ کی بیوی کے پاس۔ اب معلوم نہیں کہ یہ رنگ کس ملکہ کے ہاتھوں کی زینت بنے گی۔"

لائلہ نے دھیرے سے وہ ڈبیا کھولی۔

اندر موجود اس انگوٹھی میں سرخ روبی جڑا تھا۔ جس کے ساتھ ہی دائیں بائیں جانب دو سفید ننھے ننھے ہیرے جڑے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ آخر کیا ہے اس انگوٹھی میں کہ اسی کو حاصل کر کے ہی یامی نوکائی پر راج کیا جا سکتا ہے۔"

"یہ انمول ہے۔"

لائلہ نے دھیرے سے وہ انگوٹھی نکالی اور انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اسے پکڑ کر ہاتھ بلند کیا۔ اس طرح کہ وہ شاہ میر اور اس کے بیچ آ گئی۔

"یہ کنگز کی بیویوں کے ہاتھوں کی زینت بنی رہی ہے۔" اس نے دوبارہ اسے اس مخملی ڈبیا میں محفوظ کر دیا۔ "کوئی چیز جتنی پرانی ہوتی جاتی ہے اس کی قیمت اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور خاص کر جب وہ عظیم ہستیوں کے زیرِ استعمال رہی ہو۔"

"تم اس کا خیال رکھو گی؟"

لائلہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے انمول ساما سے بہت محبت ہے۔ پھر سوچیں ان سے جڑی چیزوں سے کس قدر محبت ہو گی؟"

"صرف ان سے جڑی چیزوں سے یا پھر..." شاہ میر خاموش ہوا۔ لائلہ کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ شاہ میر نے اسے اس طرح دیکھتا پایا تو کھنکھار کر بولا۔

"میں نے سنا تھا کہ تم مسز ایش بن چکی ہو۔"

"درست سنا آپ نے۔" وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ شاہ میر بھی اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے کہنے کا کوئی غلط مطلب نہیں تھا۔ تم غصہ"...

"میں غصہ نہیں کر رہی۔ میرا لہجہ ہی ایسا ہو چکا ہے۔ اور رہی بات مسز ایش بننے کی تو مجھے غرور ہے اس بات کا کہ میں اول تو جہان ساما کی بیٹی ہوں اور دوم ایش ساما کی بیوی ہوں۔ میں سر اٹھا کر اس بات کا اقرار پوری دنیا کے سامنے کر سکتی ہوں۔ ایش ساما کی بیوی ہونا میرے لیے باعثِ فخر ہے۔ اس کے نام پر میری گردن جھکتی نہیں ہے، اٹھ جاتی ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آخر میں وہ چوٹ کر ہی گئی۔ اسے لگا تھا کہ شاہ میر کا چہرہ لمحے بھر کے لیے یہ سن کر سرخ پڑ جائے گا مگر ایسا نہ ہوا۔

وہ سعیر ساما کا بیٹا تھا۔ اس میں اس کا کیا قصور؟ اس نے تو کبھی باپ کا ساتھ تک نہیں دیا تھا۔

لائلہ کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑا جبکہ شاہ میر ہنوز مسکراتا رہا۔ مسکراہٹ میں رنج تھا۔

"مجھے بھی غرور ہے اس بات کا کہ میں جہان ساما کا بھتیجا اور ایش ساما کا سالا ہوں۔"

لائلہ ایک بار پھر جہاں تھی وہیں تھم سی گئی۔ وہ شخص آج بھی اسے اپنی بہن سمجھتا تھا۔

اوہ خدایا! اتنے اچھے لوگ کیا آج بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں؟

"میں نے کبھی بھی بابا کا ساتھ نہیں دیا۔ اس بات سے تم اچھی طرح واقف ہو۔"

وہ زخمی سا مسکرایا۔

"اس لیے تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم بابا کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرنے لگو۔"

لائلہ کے اندر کچھ ڈوب سا گیا۔ کافی دیر وہاں قبرستان کی سی گہری خاموشی چھائی رہی۔

"خدا حافظ"!

آنسو گلے میں اتار کر وہ بہ مشکل بول پائی۔

"خدا حافظ"!

لائلہ ایک الوداعی نگاہ اس پر ڈالتی وہاں سے چل دی۔ زینے اترتے ہوئے اسے محسوس ہوا کہ وہ ابھی تک اسے جاتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ تب ہی اس کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہمیشہ یاد رکھنا کہ شاہ میر کا صرف ایک ہی روپ ہے۔ ساری دنیا بدل سکتی ہے مگر شاہ میر تمہارے لیے ہمیشہ وہی رہے گا جو کبھی ہوا کرتا تھا۔"

لائلہ کے قدم لمحے بھر کے لیے وہیں زنجیر ہو گئے۔

"مانا کہ تمہیں تمہارا بھائی اشعر مل چکا ہے مگر یاد رکھنا۔ شاہ میر کل بھی تمہارا بھائی تھا، آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تم سے مخالفت کسی قیمت پر نہیں کر سکتا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ خاموش ہوا۔ گویا ارد گرد موجود ہر چیز خاموش ہو گئی۔ لائلہ کا دل اس ایک لمحے میں کئی بار ٹوٹا۔

اس کے پاس بولنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔

"خوش رہو!" شاہ میر کے آخری الفاظ ....

اس کی برداشت ختم ہوئی۔ وہ مڑے بغیر، اسے دیکھے بغیر وہاں سے چل دی۔ قدم من من بھر کے ہو چکے تھے۔ وہ ڈھیروں ہمت جمع کیے اپنی گاڑی کی جانب چلتی گئی۔

شام ڈھل چکی تھی۔ ہر سو رات کی سیاہ چادر پھیل چکی تھی۔ اور وہاں سے جاتے ہوئے اسے یقین سا ہو گیا کہ اس کی زندگی کے آسمان پر چھائی گہری تاریکی میں شاہ میر نامی تارہ آج بھی ٹمٹما رہا ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ لاس اینجلس کے کافی قریب تھی۔ سنسان سڑکوں سے رات کی گہری تاریکی میں گزرتے ہوئے اسے پچھتاوا سا ہونے لگا کہ وہ کیوں اس وقت وہاں آئی تھی۔ مگر شاہ میر سے ہونے والی ملاقات کے بعد نہ جانے کیوں دل ہلکا سا ہو گیا تھا۔ اس سے ملاقات کر کے اسے بہت اچھا لگا تھا۔ وہ نہ مانے یہ اور بات ہے۔

بد قسمتی جانتے ہو کسے کہتے ہیں؟

آؤ میں تمہیں بتاتی ہوں۔

اس گہری تاریکی میں جہاں ہر چیز وحشت ناک معلوم ہو رہی تھی۔ ارد گرد موجود پہاڑ اور گھنے درخت خوف کا عالم بر قرار رکھے ہوئے تھے تب ہی ...

اس کی گاڑی اچانک رکی۔ صرف وہی نہیں رکی بلکہ لائلہ کا سانس بھی رک گیا۔ اس نے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دور دور سے آتی جانوروں کی آواز سن کر اس کا حلق تک سوکھ گیا۔ وہ کافی دیر گاڑی میں بیٹھی اسے اسٹارٹ کرنے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔ آخر کار وہ اپنی گاڑی سے باہر نکلی۔ دور دور تک پھیلی تاریکی ایسی تھی کہ لائلہ کو اپنی پوری دنیا سیاہ ہوتی محسوس ہوئی۔ صدِ شکر آج چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا ورنہ تو....

BEING THE STRING OF YOUR KITE

لبوں پر زبان پھیر کر اس نے موبائل اٹھایا۔ ارے واہ! ماشاءاللہ! اسی چیز کی کمی تھی بس۔ وہاں سگنل ہی نہیں تھے۔ اس کا جی چاہا کہ ابھی سر پکڑ کر وہیں بیٹھ جائے اور رونے لگے۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ وفا ہے یا لائلہ۔

تھوڑی دیر بعد وہ موبائل اٹھائے، ہاتھ فضا میں بلند کیے ادھر ادھر چلتی سگنل ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جہنمی سگنل!" وہ چلائی مگر آواز زیادہ دور نہ جا پائی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید زور سے چلاتی، دور سے آتی جانوروں کی آواز نے اسے روک لیا۔

"تمہاری ہی کمی تھی بس۔ جہنمی نہ ہو تو۔" اتنا کہتی پیر پٹختی وہ فوراً ہی واپس گاڑی میں آ بیٹھی۔ جتنی دعائیں، آیات وغیرہ اس نے زندگی میں یاد کی تھیں سب پڑھ ڈالیں۔

کافی وقت گزر گیا۔ وہ خاموشی سے وہیں بیٹھی رہی۔ موبائل پھر سے اٹھایا مگر سگنل ندارد۔ وہ وقفے وقفے سے باہر نظر دوڑاتی۔ کاش کوئی مسیحا اس وقت وہاں آ پہنچے۔ دل نے دعا کی۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ جب اس کی کمر اکڑ گئی اور درد کرنے لگی تب مجبوراً اسے باہر نکلنا پڑا۔ وہ باہر نکلی اور کسی پنڈولم کی صورت دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں چکر کاٹنے لگی۔ آسمان پر چمکتا چاند پوری چاہ اسے اسے دیکھ رہا تھا۔ مگر جانتے ہو کیا؟ وہ اس وقت بدقسمتی کے چھوٹے موٹے درجے پر نہیں تھی بلکہ بدقسمتی کے سب سے بلند و بالا درجے پر تھی۔ بتاؤں کیسے؟

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

سڑک پر ہیلز کے ساتھ چلتے ہوئے وہ اچانک لڑکھڑائی۔ وہ سنبھل تو گئی مگر اسے کچھ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

"اونو" !

لبوں سے پھسلا۔ نظر نیچے پڑی تو خدشہ سچ ثابت ہوا۔ اس کی سفید ہیل ٹوٹ چکی تھی۔ وہ سب دیکھ کر وہ روہانسی ہو گئی۔ اور بھی کچھ باقی تھا؟

تب ہی اچانک ایک گاڑی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ چونکی اور خوشگوار حیرت سے اس گاڑی کو دیکھا۔ لبوں کو مسکان چھو گئی۔ مسیحا آ گیا تھا!

وہ گاڑی میں بیٹھا آرام سے ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا جب اسے ہلکی ہلکی دھند میں سامنے ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔ پہلے تو نظروں میں تعجب جاگا کہ آخر اس وقت کون پاگل اس سنسان سی سڑک پر کھڑا ہے۔ پھر آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سامنے کھڑی ایک لڑکی تھی۔ اس کے قریب جا کر اس نے گاڑی روکی۔ (کاش وہ کبھی نہ رکتا!) موبائل ڈیش بورڈ پر رکھتا وہ باہر نکلا۔ باہر کا منظر پہلی نظر میں اسے بے حد ناپسند آیا تھا۔ چہرے پر کوفت لیے وہ اس لڑکی کی جانب مڑا۔ جیسے جیسے وہ اس کے قریب جاتا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

گیا ویسے ویسے چاند کی روشنی میں اضافہ ہوتا گیا۔ نظر اس لڑکی کے حسین چہرے کا طواف کرنے لگی۔ اس چہرے سے زیادہ حسین بھی دنیا میں کچھ تھا؟ وہ منظر اس شخص کے لیے ایک دم حسین ہو گیا۔ ارد گرد کے تمام منظر پسِ پشت چلے گئے۔ وہاں کچھ تھا تو وہ دو نفس اور آسمان پر چمکتے چاند کی چاندنی جو ان دونوں کو دیکھ کر کھل اٹھی تھی۔

پھر چاند کی چاندنی نے جیسے ان کا استقبال کیا۔ اس چاندنی رات نے ان دونوں کے بیچ موجود فاصلے کی لکیر کو مٹانا چاہا۔ آسمان پر ٹمٹماتے تاروں نے ان کی داستانِ محبت لکھنے کے لیے قلم سنبھالا۔

چاند کی روشنی میں اسے وہ چہرہ کوئی معجزہ لگا تھا۔ اس کی سرد آنکھیں اسے دیکھ کر ایک دم بدل سی گئیں۔ تب اس کی آنکھوں میں وہ احساس چمکا جو کسی معصوم سے بچے کی آنکھوں میں اپنی پسندیدہ چیز کو دیکھ کر چمکتا ہے۔ جو ایک صحرا میں رہنے والے شخص کی آنکھوں میں سمندر کو دیکھ کر چمکتا ہے۔ جو ماضی میں لیلیٰ کو دیکھ کر قیس کی آنکھوں میں چمکتا تھا۔

وہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر چونکی۔ چہرے پر ہلکی سی شناسائی چمکی۔ شاید وہ اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکی تھی۔ مگر کہاں؟ وہ سوچنے لگی۔

اس شخص کے اس دل کو قرار سا مل گیا جو برسوں سے بے قرار تھا۔ وہ لڑکی اس کے سامنے تھی جس سے محبت کی خوبصورت دھن سالوں سے اس کے دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ بج رہی تھی۔ جس کی ایک جھلک دیکھنے کی دعا کرنے کے لیے وہ چرچ جا کر عبادت کیا کرتا تھا۔ جس کے خیال سے ہی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل جایا کرتے تھے۔ جس کی یادیں اس پر کرامت کیا کرتی تھیں۔

کئی لمحے سرک گئے۔ نیلگوں آنکھیں سنہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سالوں کی پیاس بجھاتی رہیں۔ اور وہ سنہری آنکھوں والی اپسرا اسے پہچاننے کی سعی کرتی رہی۔

وہ اس شخص کو بھول چکی تھی جو سالوں اس کے خیال کی تسبیح پڑھتا رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس رات کی تاریکی میں اس نیلگوں آنکھوں والے شخص کی محبت نے روشنی بکھیرنا شروع کر دی۔ اس کی محبت کا گیت ہر طرف گونجنے لگا۔ آسمان پر ٹمٹماتے تاروں نے گہری رات کے پنوں پر چاندنی کے قلم سے داستانِ محبت لکھنے کا آغاز کیا۔

لائلہ کو اس کی نظروں سے جھجک سی ہونے لگی۔ وہ پچھلے کئی لمحوں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں کسی احساس کی شدت تھی۔ اور وہ احساس محبت کا تھا !

"تم معجزہ ہو۔"

نیلگوں آنکھوں والے شخص کے لبوں نے حرکت کی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے ان دونوں کے وجود کو چھوا۔ پورے وجود میں سرایت سی ہونے لگی۔

لائلہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"تم پہلے سے کہیں زیادہ حسین ہو چکی ہو۔"

وہ اسے بتا رہا تھا۔ لائلہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"کون ہو تم؟"

"ایس۔ ایف"!

وہ چند لمحے اسے ناسمجھی سے دیکھتی رہی۔ دھیرے دھیرے وقت گزرتا گیا۔ وہ اسے پہچاننے میں لگ گئی۔ وہ الفاظ دماغ میں بار بار گونجنے لگے۔ تب ہی اچانک! اس کا چہرہ دمکا۔ شناسا سا احساس ہوا۔ لبوں پر ہلکا سا تبسم بکھرا۔ اف! وہ ہلکا سا تبسم سامنے کھڑے شخص کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتا تھا۔

"ایس۔ایف" !

اب کہ وہ بولی تو اس شخص کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"پہچاننے میں دیر کر دی۔" شکوہ کیا گیا ...

لائلہ نے بے اختیار ماتھا چھوا۔ "اصل میں اتنے عرصے بعد دیکھا تو...." کتنا سستا جواز تھا ناں!

"اتنے حسین لوگوں کا رات کے وقت اس سنسان سڑک پر اکیلے موجود ہونا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔

"دراصل... وہ کھنکھاری... میری گاڑی خراب ہو چکی ہے اور میں پچھلے کئی گھنٹوں سے یہاں پر ہوں۔ یہ تو شکر ہے کہ تم آ پہنچے۔"

اس شخص کے چہرے پر فکر بڑھی۔

"تم اتنی ٹھنڈ میں یہاں... اوہ گاڈ! تمہیں یقیناً ٹھنڈ لگ رہی ہو گی۔ چلو میری گاڑی میں چلو۔" فکر مندی سے کہہ کر وہ ایک جانب ہوا اور اسے جانے کا راستہ دیا۔

افف!زمان کے چہرے کی دمکتی رنگت... محبت کا کافی گہرا اثر تھا۔

اس نے ہیلز اتار کر ہاتھ میں پکڑیں اور ننگے پیر اس گاڑی کی جانب گئی تو زمان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اگر یہ منظر یامی نوکائی کا کوئی اور شخص دیکھ لیتا تو یقیناً سرف پی لیتا۔

اس کے بیٹھنے کے بعد وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اگلے ہی لمحے وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تو لائلہ کچھ یاد آنے پر چونکی۔

"دو منٹ!" اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔

"کہاں؟" زمان کا دل ایک دم جیسے مٹھی میں آ گیا۔ وہ رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"ایک قیمتی شے لے کر آ رہی ہوں۔" اتنا کہتی وہ باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو ہاتھ میں اس کا پرس تھا۔ وہ واپس بیٹھی تو زمان نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

قسمت اس پر اس قدر مہربان بھی ہو سکتی ہے؟

زمان نے سوچتے ہوئے اس لڑکی پر نگاہ ڈالی جو خاموشی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔ آگے کو آتے چھوٹے بال اس کے چہرے پر اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ واللہ اس کی سنہری آنکھیں کتنی خوبصورت تھیں! ایک اور خیال ذہن میں ابھرا۔

تب ہی وہ کسی احساس کے تحت سیدھی ہوئی۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ ہماری دوبارہ ملاقات ہو گی۔" اب کہ وہ بولی۔

اس کی آواز کتنی پر سکون تھی!

زمان کے دل سے آواز نکلی۔

"مجھے یقین تھا۔"

اس کے لہجے میں بھی یقین چھلکا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر نظروں کا زاویہ بدلا۔

"مگر تم پاکستان سے یہاں کیسے؟" زمان کا سوال...

"جس طرح تم جاپان سے پاکستان اور پاکستان سے یہاں۔"

مسکرا کر اسی انداز میں جواب دیا گیا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے لہجے میں کیا اعتماد تھا !

وہ ہنس دیا۔ دل بھی ہنس دیا۔ ہنسی میں حقیقی خوشی تھی۔ وہ اس طرح زندگی میں پہلی بار ہنسا تھا۔

"بائی داوے تمہیں جانا کہاں ہے؟"

"لاس اینجلس۔"

زمان نے سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا۔

"تم شاید وہیں سے آرہے تھے۔" لائلہ نے اندازہ لگایا۔ کیونکہ وہ اسی جانب سے آیا تھا جس جانب وہ جارہی تھی۔ اور اب محض اس کے لیے اس نے واپسی کا راستہ لیا تھا۔

"ہاں۔"

زمان کے جواب پر اس کے چہرے پر شرمساری بکھر گئی۔

"تو پھر جہاں تم جارہے تھے اس کا کیا؟"

"وہاں پھر کبھی سہی۔"

"تم یقیناً کسی کام سے جا رہے ہو گے۔"

"ہاں۔ ایک قیمتی شے کو حاصل کرنے۔"

لائلہ اب کہ رج کے شرمندہ ہوئی۔ مگر اگلے ہی لمحے زمان نے چہرے کا رخ اس کی جانب کیا۔ آنکھوں میں ڈھیروں محبت کے جذبات لیے۔

"مگر تم اس سے زیادہ قیمتی ہو۔ تمہاری موجودگی اس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔"

چند لمحے گہرا سکوت طاری رہا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔ دل میں بہت سے خدشات نے ڈیرہ ڈال لیا۔ اگلے ہی لمحے زمان نے نظروں کا زاویہ بدلا۔ وہ اسے اپنی نظروں کی تپش سے کنفیوز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ عجیب سے احساس نے اسے آگھیرا۔ دل میں ٹیس سی اٹھی۔ وجہ؟ معلوم نہیں۔

گاڑی میں پھر خاموشی چھائی رہی۔ وہاں صرف ان کے سانس لینے کی مدھم سی آواز تھی۔ دونوں کے بدن سے اٹھتی خوشبو ماحول کو مہکا رہی تھی۔ سارا راستہ زمان اس پر اپنی

نرم گرم نظریں ڈالتا رہا اور خود کو، اپنے دل کو یقین دلاتا رہا کہ وہ واقعی اس کے سامنے ہے۔ وہ جو اتنے سال صرف خواب بن کر اس کی نیندوں میں شامل رہی، آخر کار خواب سے حقیقت بن کر اس کے سامنے آ چکی تھی۔ وہ احساس زمان ملک کے لیے دنیا کا سب سے حسین احساس تھا۔

وہ لاس اینجلس میں داخل ہوئے تو لائلہ نے اسے اپنے اپارٹمنٹ کا پتہ بتایا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی رکی۔ لائلہ نے نگاہ باہر کی جانب ڈالی تو دیکھا کہ ان کی گاڑی اس کے اپارٹمنٹ کی بجائے ایک مال کے سامنے رکی تھی۔ آنکھوں میں حیرت لیے اس نے زمان کی جانب دیکھا۔

"کسی کی ہیلز ہم پر ادھار تھیں۔"

یاد دلایا گیا۔ لائلہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ زمان کو لگا اس کی مسکراہٹ کسی دن اس کی جان لے گی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR LITE

وہ باہر نکل گیا جبکہ وہ اسی طرح خاموشی سے گاڑی میں بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا۔ وہ دور سے ہی لائلہ کو دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ افف یہ محبت !

وہ گاڑی میں آکر بیٹھا اور وہ بیگ لائلہ کی جانب بڑھایا۔ اس نے وہ بیگ لے کر اظہارِ تشکر میں سر کو خم دیا۔

باکس کھولا تو اس میں رکھی سفید ہائی ہیلز دیکھ کر سالوں پہلے کا ایک منظر ذہن کی اسکرین پر جگمگایا۔

"پری۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

بے اختیار اس کے لبوں سے پھسلا۔ پھر ایک سوگوار سی مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔

"پہن لو۔"

زمان اب گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ اس نے وہیں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہیلز پہن لیں۔ سفید ہیلز میں بھی اس کے سپید پیر دمک رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے جا رکی۔ گہری خاموشی کا دم اس کی آواز نے توڑا۔

"شکریہ" !

"کس لیے؟"

"میری مدد کرنے کے لیے۔"

"صرف مدد۔"

وہ چونکی اور پھر ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ زمان دھیرے سے مسکرا دیا۔

"میں نے اتنے سخت وقت میں تمہارا ساتھ دیا۔ یہ مدد نہیں احسان ہے۔"

لائلہ مسکرائی۔ مسکراہٹ میں تشکر تھا۔ جیسے وہ اس کی بات سے متفق ہو۔

"تو کیا اس احسان کا بدلہ شکریہ کہہ کر چکاؤ گی؟"

اب کہ وہ کھل کر ہنس دی۔

"جو چاہے مانگو۔"

"ایک اور ملاقات۔ "

"سوچوں گی۔ "

اتنا کہتی وہ باہر نکلی۔ پھر ایک دم اس کی آواز پر رک گئی۔

"انکار کرنے کا ظلم مت کرنا۔" اس کی بات سن کر اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"اگر کر دیا تو؟"

"بندۂ ناچیز سہہ نہیں پائے گا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

بے اختیار اس نے ایک ساتھ دونوں ابرو اٹھائے اور جھک کر گاڑی کی کھڑکی میں بازو ٹکائے۔

"پھر میری طرف سے انکار سمجھو۔"

"ظلم کر رہی ہو۔"

"ہاں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے میں کتنی ظالم ہوں۔" وہ معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولی تو وہ پھر سے ہنس دیا۔

"آئی ہوپ نمبر دینے پر انکار نہیں کرو گے۔"

وہ چند لمحے سوچتی رہی اور پھر مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"فائن۔"

اگلے ہی لمحے وہ اسے اپنا نمبر بتانے لگی جسے اس نے اپنے موبائل فون میں محفوظ کر دیا۔

"بائے۔"

اتنا کہتی وہ مڑی اور آگے کی جانب چل دی۔ چند ہی لمحوں بعد اس کا موبائل بجنے لگا۔ اسکرین پر نظر ڈالی تو وہاں ایک غیر شناسا نمبر جگمگا رہا تھا۔ وہ چونکی اور مڑ کر دیکھا۔ گاڑی ابھی بھی وہیں کھڑی تھی اور زمان فون کان سے لگائے بیٹھا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اس نے بھی کال ریسیور کرتے ہوئے فون کان سے لگایا۔

"میرا نمبر سیو کر لینا۔ تاکہ اگلی بار میری کال آنے پر تمہارے چہرے پر حیرت کی بجائے مسکراہٹ بکھر جائے۔"

"فائن۔"

اتنا کہتی وہ اندر چلی گئی۔ زمان نہ جانے کتنی ہی دیر اسے وہاں سے جاتا دیکھتا رہا۔ اس کے جانے کے بعد اس کے ہونے کا احساس ابھی باقی تھا۔ اس کی خوشبو ابھی تک گاڑی کے اندر کے ماحول کو مہکائے ہوئے تھی۔ وہ دن زمان ملک کی زندگی کا سب سے حسین اور یادگار دن بن چکا تھا جب اسے وہ لڑکی واپس ملی تھی۔ اس کی آخری محبت ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

پرل ابراہم ساپورو پہنچ چکی تھی۔ اس وقت وہ اپنے اس چھوٹے سے گھر میں موجود تھی۔ کمرہ وہی مخصوص... اسٹول پر بیٹھی وہ سامنے کینوس پر برش چلا رہی تھی۔ آج پہلی بار

ایسا ہوا تھا کہ وہ ٹھیک سے کام نہیں کر پا رہی تھی۔ اسے وہ آرٹ بنانا تھا۔ تا کہ وہ شخص اس کے ذہن سے نکل جائے مگر وہ آج مسلسل ناکام ہو رہی تھی۔ وہ پینٹنگ بناتے ہوئے اس کا دماغ گڈ مڈ سا ہو جاتا۔ جب کافی کوششوں کے بعد بھی وہ ناکام رہی تو بد دل ہو کر اس نے برش دیوار میں دے مارے۔ تمام رنگ ادھر ادھر بکھیر دیے۔ اسے اس وقت صرف سکون چاہیے تھا۔ اس کمرے کا دروازہ بند کرتی وہ باہر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایش سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھی۔

"کیسے ہو مسٹر بروکن ریڈ (Broken reed) ؟

(بروکن ریڈ یعنی ناقابلِ اعتبار یا غیر معتبر انسان۔ وہ شخص جس نے آپ کا اعتبار توڑا ہو۔)

"شرم کرو۔ باس ہوں تمہارا۔ عزت کیا کرو میری۔" وہ غرایا۔

"تمہاری عزت کرتے ہوئے مجھے اپنی بے عزتی محسوس ہوتی ہے۔" آگے کو آتی لٹ کو ایک ادا سے پیچھے کرتے ہوئے جواب دیا گیا۔

"شٹ اپ" !

"اب کہ میرا جواب تمہیں مزید غصہ دلا سکتا ہے۔" وہ بالکل اطمینان سے جواب دیتی رہی جبکہ ایش کا بس نہیں چل رہا تھا کہ موبائل فون دیوار میں دے مارے۔

"اچھا چلو اب تمہیں ٹھنڈا کرتی ہوں۔ جانتے ہو آج کل لائلہ ساما حدید کے بارے میں جاننے کی کوششوں میں لگی ہے۔"

ایش کا سانس رک گیا۔ دل لمحے بھر کو رک کر ایک دم زور سے دھڑکا۔

"اپنے ہادی کے بارے میں۔" پرل کی مزید وضاحت پر ایش کو اپنے سینے پر بوجھ بڑھتا محسوس ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کھل کر بتاؤ۔" اب کہ ایش کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ چکا تھا۔

"صیاد آج کل حدید خانزادہ کی جانکاری حاصل کرنے میں لگا ہے۔ یہ کام لائلہ ساما نے اس کے ذمے لگایا ہے۔" پرل مزے سے بتاتی گئی۔ کسی کے زخموں پر نمک چھڑکنے میں

اسے بہت مزہ آتا تھا۔ زیادہ مزہ تب آتا تھا جب مقابل ایش ہوتا تھا۔ جسے بحیثیت باس عزت دینے میں اسے موت آتی تھی۔

"اس نے اپنے موبائل میں تمہارا نمبر جانتے ہو کس نام سے سیو کر رکھا ہے؟"

خاموشی... گہری خاموشی ...

"بروکن ریڈ۔"

ایش کے اندر کچھ ڈوب سا گیا۔ دل... ہاں شاید دل ...

"اب چونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ مسز ایش بن چکی ہے تو" ...

"یہ سب کیا ہے پرل ساما؟" وہ دبے دبے غصے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے چلایا۔ اسے یقیناً پرل کو کال کرنے کی وجہ یاد آئی تھی۔

"کیا؟"

"لائلہ ساما مسز ایش ہے۔" وہ بے یقین سا تھا۔ "تم جانتی بھی ہو کہ یہ خبر پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔"

"ہاں۔ آخر خبر ہے، پھیلے گی تو سہی۔" پرل نے کندھے اچکائے۔

"پرل ساما! یہ افواہ پھیلانے کی وجہ؟"

"وجہ؟" پرل ایک دم سیدھی ہوئی۔ "کیا وہ تمہاری فیوچر وائف نہیں؟"

اس کے سوال پر چند لمحے دونوں طرف سناٹا چھایا رہا۔ گہرا سناٹا۔

کافی دیر بعد ایش کی آواز گونجی۔

"میں نے تم سے افواہ پھیلانے کی وجہ پوچھی ہے۔ اپنا فیوچر نہیں۔"

"ایش ساما! تم اس سے محبت کرتے ہو اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ وہ تمہاری فیوچر وائف ہے۔ پھر یہ خبر فیوچر میں پھیلے یا پریزنٹ میں۔ کیا فرق پڑتا ہے۔"

"تم بات کو گھما رہی ہو۔"

پرل نے سرد آہ بھری۔

"ہاں۔" چند لمحوں کا توقف۔ "کیونکہ اسے اس تعارف کی ضرورت تھی۔ وہ وہاں صرف جہان ساما کی بیٹی بن کر نہیں جا سکتی تھی۔ تین سال بعد اپنی فیملی کے ان لوگوں کو

دیکھنا جنہوں نے ہمارے قتل کا منصوبہ بنایا ہو.... بالکل آسان نہیں ہوتا۔ اسے ایسے سہارے کی ضرورت تھی جو مضبوط ہو۔ جو ہر وقت میسر رہے۔ اور میرے ذہن میں اس وقت صرف تمہارا خیال آیا تھا۔"

"تھوڑا سستا لاجک نہیں ہے؟"

"ہاں۔ ہے تو سہی۔ لیکن تم دونوں کو ملانے کے لئے یہ سستا لاجک خاصا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔"

کندھے اچکا کر لاپروائی سے جواب دیا گیا۔

"تم کیوں ہمیں ملانے پر تلی ہوئی ہو؟" ایش کا سوال ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"صرف میں نہیں بلکہ ساری دنیا تم دونوں کو ملانے پر تلی ہوئی ہے۔" ایش اس لمحے واقعی سانس نہیں لے پایا۔ "جب وہ اپنی منزل کھو چکی تھی تب اس کا راستہ تمہارے راستے سے ٹکرایا تھا۔ جب وہ کمزور ہو چکی تھی اور ساری دنیا یہ ثابت کر چکی تھی کہ وہ مضبوط نہیں بن سکتی تب تم واحد تھے جس نے ہمیں اس پر ورک کرنے کے لیے مجبور

کیا۔تب صرف تم تھے جسے یقین تھا کہ وہ بھی سیاہ گلاب بن سکتی ہے۔ تم ان تین سالوں میں کبھی اس کے سامنے نہیں گئے مگر پھر بھی ہمیشہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہے۔ تم نے ہر موڑ پر اس کی مدد کی۔مانا کہ مدد کرنے والے کردار مختلف تھے مگر مدد بھیجنے والے تو تم ہی تھے۔"

ایش کے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"تمہاری محبت دیکھ کر دنیا کی ایک ایک چیز تم دونوں کے ایک ہو جانے کی دعا کرتی ہے۔ تمہارے راستے بار بار آپس میں ٹکراتے ہیں۔ تمہاری ہنسی، تمہاری خوشی، غرض تمہارا سب کچھ اسی سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتا ہے۔ پگھل گئی ہوں میں ایش ساما۔ تمہاری لائلہ سے اس قدر محبت نے مجھے پگھلنے پر مجبور کر دیا ہے۔اب میری ہر کوشش تم دونوں کو ملانے کی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تم دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ سکوں۔" وہ سانس لینے کو رکی۔ دل ڈوب کر ابھرا۔"ہم میں سے کوئی تو اپنی محبت کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔"

سارے میں کرب ناک خاموشی پھیل گئی۔

"وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔" چند ثانیے بیتے۔ تب ہی ایش کی آواز نے اس خاموشی کا دم توڑا۔

"وہ اس وقت سب سے نفرت کرتی ہے۔"

پرل کی عدالت نے وہ وجہ رد کر دی۔

"وہ سچ جاننے کے بعد مجھ سے کبھی محبت نہیں کر پائے گی۔"

ایک اور وجہ بتائی گئی۔

"وہ سچ جاننے کے بعد صرف تم ہی سے محبت کرے گی۔"

وہ وجہ بھی رد۔

"وہ بدلہ پورا ہونے پر واپس اپنی دنیا میں لوٹ جائے گی۔"

ایک اور وجہ۔

"اس کی دنیا اب یہی ہے۔ تمہارے ایک بار روکنے پر وہ واپسی کی تمام کشتیاں جلا دے گی۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ وجہ بھی رد۔

"ساری دنیا اسے تمہاری بیوی مان چکی ہے۔ اب تم بھی مان جاؤ۔"

ایش نے گہری سانس لی۔

"آج تمہیں ایک تلخ حقیقت بتاؤں پرل ساما؟"

لمحے بھر کا توقف....

"ایش کو زندگی میں کبھی کوئی خوشی نصیب نہیں ہوئی۔" اس نے بولنا شروع کیا۔ ارد گرد گویا ہر چیز خاموش ہو گئی۔ صرف اسے سننے کے لیے۔ "میرا جنم ڈارکنیس ورلڈ میں ہوا تھا۔ باپ مابسٹر تھا اور ماں مافیا لیڈی۔ میں نے اپنی سات سالہ زندگی تک کسی سے محبت کی تھی تو وہ میری ماں تھی، میرا باپ تھا۔ کسی کی آغوش میں مجھے چین ملا تو وہ میری ماں تھی۔ کسی کی موجودگی سے میرے دل کو قرار ملا تو وہ میرا باپ تھا۔" وہ رکا۔ وقت بھی رک گیا۔ پرل دم سادھے اسے سنے گئی۔ "سعیر مراد کی ایک ضد نے مجھے ان دونوں سے دور کر دیا۔ پہلے میرا باپ چھن گیا، پھر میری ماں۔"

اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں۔

"میں اس وقت کو کبھی نہیں بھول سکتا جب سہراب خان نے مجھے میری ماں کی موت کی خبر دی تھی۔ وہ کوئی خبر نہیں تھی۔ گرم سیسا تھا جو میرے کانوں کے ذریعے میرے وجود میں انڈیلا گیا تھا۔ میری ماں کی موت بہت کرب ناک تھی۔ ان کا پورا وجود جل چکا تھا۔ اسی بات نے مجھے انہیں آخری بار دیکھنے سے روک لیا۔"

)وقت کی روش پر اگر ہم پیچھے کی جانب چلتے جائیں تو ایک منظر دکھائی دے گا۔ خانزادہ حویلی کے اس کمرے کا منظر جہاں سہراب خان اور لائلہ بالکل آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"کیا یہ تمہارا آخری سوال ہے؟" انہوں نے گویا تصدیق چاہی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی اور پھر سرد آہ بھری۔

"نہیں۔ میرا آخری سوال اور ہے۔"

سہراب خان کی آنکھوں میں سوال ابھرا۔

"ایش کون ہے؟ ("

"میں چھوٹی سی عمر میں یتیم ہو گیا۔ ظلم یہ نہیں تھا بلکہ ظلم تو یہ تھا کہ مجھے باقی کی زندگی چھپ کر گزارنی تھی۔"

("سیدار باز شاہ اور انمول ساما کا بیٹا۔")

"میں نے زندگی گزاری نہیں ہے پرل ساما۔ بلکہ اسے ظلم کی مانند جھیلا ہے۔ مجھے کئی سال چھپ کر رہنا پڑا۔ اس ڈر سے کہ کہیں سعیر مراد مجھے ڈھونڈ کر مار نہ ڈالے۔ مجھے موت سے کبھی ڈر نہیں لگا۔ ڈر ہمیشہ اس بات کا رہا ہے کہیں میں اپنے والدین کی ادھوری جنگ جیتنے سے پہلے نہ مر جاؤں۔"

("اس کا اصل نام اشہد ہے۔")

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میری ماں نے میرا نام حدید رکھا تھا۔ جانتی ہو حدید کا مطلب کیا ہے۔ لوہا۔ جسے طاقت اور حکمت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔"

"(اشہد حدید۔"

لائلہ اس لمحے سانس نہیں لے سکی۔ دل کی دھڑکن ایک دم ٹھہر سی گئی۔ لبوں نے بے یقینی اس کا نام دہرایا۔

"اشہد حدید؟ )"

"وہ دونوں مجھے پیار سے ایش بلایا کرتے تھے مگر میری ماں ہمیشہ مجھے یہی کہتی تھی کہ تم مضبوط ہو۔ کوئی تمہیں توڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ تم حدید ہو۔ اشہد حدید۔"

"(ہاں۔ حدید ہی ایش ہے۔ انمول ساما کی موت کے بعد سلیم مراد نے اس کی پرورش کی ذمہ داری مجھے سونپی تھی۔ میں یامی نوکائی سے مستعفی ہو کر اپنے گاؤں واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب معاملات ٹھنڈے پڑ گئے تب میں نے ایش بابا کو جاپان بھیج دیا۔ وہ وہیں بورڈنگ اسکول میں پلے بڑھے۔ )"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرا بچپن ایک بورڈنگ اسکول میں گزرا ہے۔ جہاں سب بچوں سے ان کے والدین ملنے آیا کرتے تھے۔ میں واحد تھا جس کے والدین اس سے کبھی ملنے نہ آئے۔ سہراب خان آیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے باپ بن کر پالا مگر..." وہ رکا۔ گلے میں کچھ اٹکا۔ شاید آنسو۔ ہاں شاید آنسو۔ "میرے والدین کبھی نہ آئے۔"

"(وہ جاپان میں پلا بڑھا۔ سعیر مراد کو معلوم تھا کہ میرے دو بیٹے ہیں۔ ایک دابر خان جو بڑا ہو کر میری گدی سنبھالے گا۔ اس لیے وہ پاکستان میں ہی پلا بڑھا۔ اور دوسرا احدید خانزادہ۔ جسے میں پڑھانا چاہتا تھا اور اسی غرض سے میں نے اسے جاپان بھیج دیا۔ )"

"باقی تمام بچے پڑھائی کرنے کے ساتھ ساتھ کھیلتے کودتے تھے۔ زندگی کو کھل کر جیتے تھے مگر میں وہ واحد لڑکا تھا جو پڑھائی کے ساتھ اپنے دشمن کو ہرانے کے پلانز بناتا تھا۔ میں نے زندگی میں کبھی دوست نہیں بنائے۔ مجھے دوستی سے نفرت تھی۔ سعیر مراد نے دوست بن کر بابا پر وار کیا تھا۔ اسی کی وجہ سے میری زندگی محرومیوں کا ٹھکانہ بن گئی۔ دوستی، محبت، رشتے، ان سب سے نفرت تھی۔ یا شاید یہ سب میری حسرت بن چکے تھے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"(جیسے ہی وہ بڑا ہوا تو لندن چلا گیا۔ لندن جا کر پڑھنا اس کی خواہش تھی اور مجھے اس کی خواہش کا احترام کرنا پڑا۔ )"

"میں نے بچپن سے ہی یامی نوکائی کے متعلق جانکاری حاصل کرنے کا سفر شروع کر دیا۔ جب اس کے متعلق سب معلوم ہو گیا تو میں نے اپنا رخ لندن کی طرف کیا۔ وہاں مجھے

صرف ایک شخص کی تلاش تھی۔ اس شخص کی جس کے ساتھ مل کر میں ہر ظلم کا بدلہ لے سکتا تھا۔ جہان ساما کا بیٹا۔ اشعر جہان۔"

"(مجھے لگا وہ لندن میں پڑھ رہا ہے مگر میں غلط تھا۔ وہاں وہ اشعر ساما کے ساتھ مل کر اپنا گینگ بنانے کے آئیڈیاز پر کام کر رہا تھا۔ )"

"وہاں مجھے اشعر ملا۔ ہم دونوں مل کر ایک ٹیم بن گئے۔ اس کی ماں مر چکی تھی۔ وہ بھی میری طرح یتیم تھا۔ پھر یامی نوکائی کی طرف ہمارے سفر کا آغاز ہوا۔ اور یہ آغاز چھوٹی موٹی چوریوں سے نہیں ہوا۔ ہم روزانہ کی بجائے لمبے عرصے میں ایک بار چوری کیا کرتے تھے۔ گرینڈ چوری۔ جس کے بعد ہمیں مہینوں چوری کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"(وہاں ایش بابا نے اشعر ساما کے ساتھ کام شروع کیا اور کچھ ہی سالوں میں وہ ڈارکنیس ورلڈ کا ایک چمکتا دمکتا ستارہ بن کر ابھرا۔ جس کی چمک دیکھ کر مافیا ورلڈ کے باقی تمام ممبرز بوکھلا گئے۔ حتیٰ کہ میں بھی۔ مجھے بھی علم نہیں تھا کہ وہ نیا ستارہ اشہد حدید ہے۔ )"

"ہم نے سب سے پہلی گرینڈ چوری اپنی انا کی تسکین کے لیے اس شخص کی کی تھی جو ہمارا سب سے بڑا دشمن تھا۔ جس سے انتقام لینا ہمارا جنون تھا۔ سعیر مراد۔ جانتی ہو کیا؟ ساپورو میں موجود اس سفید محل کے کاغذات جس میں میری ماں کی موت ہوئی تھی۔ وہ ہماری پہلی چوری تھی۔"

"سفید محل؟"

پرل چونکی۔ ماضی کا ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

ریو... اس کی سائیکل... ہانہ... اس کے پھول... وہ محل... سفید محل... ریو کی خواہش... افففف! ان نے سر جھٹکا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم نے جتنے بھی جرم کیے وہ سب سعیر مراد اور ملک کو نقصان پہنچانے کے لیے تھے۔ جب بھی چوری کی انہی کی کی۔ جب بھی قتل کیا انہی کے لوگوں کا کیا۔ مجھے کبھی بھی اپنے کام پر گلٹ محسوس نہیں ہوا۔ بلکہ تسکین سی ہوئی۔ مجھے اور اشعر کو جھٹکا تب لگا جب ہمیں علم ہوا کہ جہان ساما کی پراپرٹی کے ساتھ ساتھ سعیر مراد ڈیڈ کی پراپرٹی بھی ہتھیا چکا ہے۔ اسی بنا پر اس کی تمام ممبرز سے مزید چپقلش ہوئی۔ ڈیوڈ نے جب اس کی زیادہ

مخالفت کی تو اس کا خمیازہ ڈیوڈ کی بیوی کو بھگتنا پڑا۔ اسی طرح کلارا ماں کے سائے سے محروم ہو گئی۔"

")اس نے ایک طرف اشعر کے ساتھ بزنس اسٹارٹ کیا تو دوسری طرف دھیرے دھیرے پاکستان میں قدم جمانے لگا۔ ("

"ہمارے بزنس کو امید سے بڑھ کر کامیابی ملی۔ اشعر کی بجائے محض ایش کا نام لیا جانے لگا۔ مجھے امید تھی کہ سب مجھے میرے نام سے پہچان جائیں گے مگر سارے بڈھے کم عقل نکلے۔ پھر میں نے دھیرے سے مراد ہاؤس کا رخ کیا۔ وہاں مجھے وہ ملی جس کے ساتھ بیتا ایک ایک پل مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔" اس کی آنکھوں میں بیک وقت نمی اور محبت چمکی۔ پرل ایک دم چونکی۔ وہ جان گئی کہ اب ہونے والا ذکر وفا کا ہے۔ ہادی کی وفا کا...

"میرے لیے جتنا مشکل سعیر ساما کا اعتماد جیتنا تھا اس سے کہیں زیادہ مشکل اس لڑکی سے خود کو دور کرنا تھا۔ وہ مجھے سانسیں دینے لگی تھی۔ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے میرے دل کی دھڑکن اسی کا گیت گاتی تھی۔ اس کی غیر موجودگی میں بھی وہ اسی کے نام کی تسبیح

پڑھتی تھی۔ وہ میرے وجود کا حصہ بن چکی تھی۔ وہ میرا دل بن چکی تھی جس کے بغیر جینا ناممکن تھا۔ اس کی موجودگی مجھے heal کرتی تھی۔ اس کی آواز مجھے پر سکون کر دیتی تھی۔ میں نے کئی بار اس سے خود کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اپنے بیچ اندیکھے فاصلے بڑھانے کی کوشش کی مگر میں ناکام رہا۔ اس کے بغیر میں ہمیشہ سے نامکمل تھا اور آج بھی نامکمل ہوں۔ "

پرل یک ٹک بنا پلک جھپکائے اسے سنتی رہی۔

"وہ ایسی تھی کہ میرا چھوٹا سا زخم دیکھ کر رو جایا کرتی تھی۔ (ذہن کی اسکرین پر ایک خوبصورت سا منظر چلنے لگا۔ "تم ہی نے سکھایا ہے کہ اپنی تکلیف کے بارے میں کسی کو نہیں بتاتے مگر ہادی.... میں دوست ہوں تمہاری.... تمہاری وفا۔ زخم تمہارا ہوتا ہے مگر تکلیف مجھے ہوتی ہے۔") میرے کچھ دن رابطہ نہ کرنے پر خوف زدہ اور پریشان سی ہو جایا کرتی تھی۔ ("کیا مطلب تم نے مجھے یاد نہیں کیا؟ اور تم مجھے یہ بتاؤ کہ آخر تم تھے کہاں؟ ایک کال یا ایک میسج بھی کرنا گوارا نہ کیا تم نے؟ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں کتنی پریشان ہو گئی تھی؟") وہ مجھے اپنا safe haven کہتی تھی۔ اسے ہمیشہ سے میری

آنکھیں پڑھنے کا شوق تھا۔ مگر میں نے اسے کبھی اپنی آنکھیں نہیں پڑھنے دیں۔ میں اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ ایک اینجل تھی جس کا اور ایک مابسٹر کا ساتھ ممکن نہیں تھا۔ مجھے اس بات کا احساس سعیر مراد نے دلایا۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ میں وفا سے محبت کرتا ہوں۔ اس لیے اس نے مجھے وفا کے راستے سے ہٹ جانے کو کہا۔ اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ وفا کو مار دے گا۔ میں نے وفا کی جان کی قیمت اس سے جدائی کی صورت میں ادا کی۔"

"(میں ہمیشہ سے یہی چاہتا تھا کہ وہ بدلے کی دلدل میں نہ پھنسے۔ وہ یامی نوکائی کا باب بند کر دے اور گاؤں کا سردار بن کر باقی کی زندگی پرسکون ہو کر گزارے۔ مگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ سعیر مراد کا ایڈوائزر بن چکا ہے۔ میں نے اسے ڈانٹا، ڈپٹا مگر بے سود۔" اب تک لائلہ کا وجود برف کی مانند ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ بے حد ٹھنڈا۔ اس کی دھڑکن رک گئی تھی یا سانسیں تھم چکی تھیں اسے نہیں معلوم۔)

"وہ میری آخری خواہش تھی۔ اس کے بعد میرے دل نے کبھی کوئی خواہش نہیں کی۔ وہ صرف ایک لڑکی نہیں بلکہ میری زندگی ہے پرل ساما۔ میں نے اپنی کتابِ حیات کے ہر پنے پر اسی کی محبت کا باب تحریر کیا ہے۔ عقیدت کی سیاہی اور وفا کے قلم سے۔"

"اسے تم سے نفرت تب ہوئی تھی جب تم نے اس پر گولی چلائی تھی۔"

ایش نے سرد آہ بھری۔

"وہ گولی میں نے ساتوشی پر چلائی تھی۔ تم لوگوں نے سوچ بھی کیسے لیا کہ اشہد حدید کا نشانہ چوک سکتا ہے۔"

"مطلب تم..." پرل کے الفاظ ختم ہو گئے۔

"ہاں۔ وہ سب بھی پری پلانڈ تھا۔ وہ ایش کا یعنی میرا غدار تھا۔ جو حدید یعنی میرے ہی دوسرے کردار کا ساتھ دے رہا تھا۔ میں نے بھی ایش بن کر اس کی گیم اسی پر پلٹ دی۔ لعنتی کہیں کا"!

پرل ہنس دی۔ نہ جانے کیوں آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"مطلب ہماری ٹیم کا ہر شخص گیمر ہے۔ ہم سب کو ہی ایک دوسرے کی فکر ہے مگر ظاہر نہیں کرتے۔ جیسے اشعر۔ اسے اب دنیا میں سب سے زیادہ فکر لائلہ کی ہے۔ وہ اس کے لیے جان لینے اور جان دینے کے لیے بھی تیار ہے مگر مجال ہے جو مان لے۔"

"جیسے تمہیں ہم تینوں کی فکر رہتی ہے۔" ایش کی بات پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

غیر ارادی طور پر وہ سب ایک دوسرے کو جان سے زیادہ عزیز ہو چکے تھے۔ مگر میں جانتی ہوں کہ مان لینے کا گناہ ان سے کبھی نہیں ہونا تھا۔

کیا کبھی کسی نے ایسا بانڈ دیکھا ہو گا؟

ایش نے گہری سانس لی۔ دل ہلکا ہو چکا تھا۔ آج انہیں احساس ہوا کہ وہ دوست نہیں تھے۔ ان دونوں کے بیچ جو تھا وہ دوستی سے زیادہ انمول تھا۔ پرل کو یہ ماننا ہی پڑا کیونکہ ایش سامانے جس طرح اسے لائلہ کی ٹریننگ میں مصروف کر کے جتائے بغیر زمان کی محبت سے آزاد کرنا چاہا تھا وہ ناقابلِ فراموش تھا۔ ایسا صرف ایک دوست ہی نہیں بلکہ ہیلر کرتا ہے۔ ایش سب کو تباہ کیا کرتا تھا مگر وقت گواہ ہے، اس کی زندگی کا ایک ایک

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لمحہ گواہ ہے کہ وہ اپنوں کے لیے ایک ہیلر تھا۔ ایک ہولسٹک ہیلر (holistic healer)۔ جو ان سب کو جتائے بغیر ہیل کیا کرتا تھا۔

"ایش ساما!" فسوں ٹوٹا۔ پرل کی آواز گونجی۔ "تم اسے سب بتا کیوں نہیں دیتے؟"

ایش نے اس بات پر سرد آہ بھری۔

"ہمت نہیں ہوتی۔" وہ زخمی سا مسکرایا۔ "کس طرح اس کے سامنے جاؤں۔ مجھے اس کی وہ حالت نہیں بھولتی پرل ساما جب میں اسے چھوڑ کر آرہا تھا۔ اس کی آنکھیں مجھے چیخ چیخ کر جانے سے روک رہی تھیں۔ اس کا دل ٹوٹ رہا تھا مگر میں نہیں رکا۔"

"تم اس لیے نہیں رکے کیونکہ تمہیں اس کی جان، اس کی خوشیاں اپنی خوشیوں سے زیادہ عزیز تھیں۔"

اب کہ عدالتِ محبت میں پرل نے ایش کے حق میں گواہی دی۔

"میں اس وقت کو کیسے بھول جاؤں جب وہ اس چھوٹی سی عمارت میں اپنوں کے وار کا روحانی زخم لیے کئی راتیں، کئی دن روتی رہی۔"

”جتنے دن، جتنی راتیں وہ روتی رہی اتنے ہی دن تم بے سکون رہے۔ اتنی ہی راتیں تم اس کی فکر آنکھوں میں لیے جاگتے رہے۔ اس کے علاوہ تم نے اس وقت اشعر کو بھیج کر اس کی جان بچائی تھی۔ اس کی جان محفوظ رہی۔ صرف تمہاری وجہ سے۔ “

ایک اور گواہی ...

”میں اس وقت کو کیسے بھول جاؤں جب اسے میری سخت ضرورت تھی مگر میں اس سے دور رہا۔“

”تم ہر لمحہ اس کے دل کے بہت قریب رہے۔ مدد کے لیے خود نہ آئے مگر ہمیں اس کے پاس رکنے پر مجبور کر دیا۔ تم نے صرف اس کے لیے ہمیں ڈانٹا، ڈپٹا، ہم پر سختی کی۔ “

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک اور گواہی ...

"میں اس وقت کو کیسے بھول جاؤں جب وہ میرا انتظار کرتی رہی۔ اسے اپنے ہادی کی ضرورت تھی۔ اس کے کندھے کی ضرورت تھی جس پر سر رکھے وہ جی بھر کے رو سکے مگر میں خود غرض بنا رہا۔"

"تم خود غرض نہیں بنے تھے۔ تم اسے مزید کمزور نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تم اسے مضبوط بنانا چاہتے تھے۔ ایک سیاہ گلاب۔ جس کی جیت یقینی ہوتی ہے۔"

ایک اور گواہی ...

"میں اس وقت کو کیسے بھول جاؤں جب وہ مجھے دیکھ کر ساری دنیا سے بے خبر ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں محبت کے جذبات مجھے پکار رہے تھے۔ اس کے لباس کو آگ لگ چکی تھی۔ مگر میں بت بنا کھڑا رہا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اس کی محبت کا احترام کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھے تھے۔ جب اسے آگ لگی تھی تب ہم سب وہاں تھے۔ ہم آگ بجھانے میں کامیاب رہے کیونکہ ہمیں بھی اس کی فکر تھی۔ اور ہمیں اس کی فکر فقط تمہاری وجہ سے تھی۔"

ایک اور گواہی ...

"میں اس وقت کو کیسے بھول جاؤں جب وہ میرے سینے سے سر لگائے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ وہاں بارش کے قطرے نہیں بلکہ آنسو تھے اور میں اس کے آنسو پونچھ بھی نہ پایا۔"

"تم دونوں کے راستے ہر بار اسی لئے ٹکراتے ہیں کیونکہ تم دونوں کی منزل ایک ہے۔ اس دن بھی تم نے اس کی حفاظت کی اور اسے خود اپارٹمنٹ ڈراپ کر کے گئے۔ تم چاہتے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ سکتے تھے۔"

ایک اور گواہی ...

"میں نے اس وقت اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھی تھی۔"

"وہ اب اپنی آنکھیں کسی کو نہیں پڑھنے دیتی۔ اپنے جذبات کو وہ آنکھوں میں دفن کر دینا سیکھ چکی ہے۔ وہ اب ہماری طرح جب چاہے آنکھوں کے تاثر بدل سکتی ہے۔ مگر

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

میں گواہ ہوں ایش ساما اس کی آنکھوں میں آج بھی تمہارے لیے اتنی ہی محبت ہے جتنی کبھی ہوا کرتی تھی۔"

ایک اور گواہی ...

"میں اب بس اس کی خوشی چاہتا ہوں۔" ایش کا انداز تھکا تھکا سا تھا۔

"اس کی زندگی کی واحد خوشی تم ہو۔" پرل کی بات سن کر وہ چند لمحے مزید خاموش رہا۔

"کیا وہ مجھے معاف کر دے گی؟"

"وہ تمہیں معاف کر چکی ہے۔"

"آئی وِش کہ ایسا ہی ہو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لاس اینجلس میں موجود اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں وہ بالکل تنہا سی بیٹھی تھی۔ سامنے ہی بیڈ پر موبائل رکھا تھا جسے وہ ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ اسکرین پر کانٹیکٹ لسٹ کھلی تھی اور اس کی نگاہ ایک نمبر پر ٹھہری ہوئی تھی۔

وہ کافی دیر سے سوچ رہی تھی کہ اس شخص کا نمبر کس نام سے سیو کرے۔ تین ملاقاتوں کے بعد بھی اسے معلوم نہیں تھا کہ اس شخص کا نام کیا ہے۔ اس سے ملاقات کا منظر ذہن کی اسکرین پر کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔ اس کا رویہ، اس کی باتیں... افففف! لائلہ نے جھرجھری لی اور پھر اس نے موبائل اٹھایا۔ انگلیاں حرکت کرنے لگیں۔ چند لمحوں بعد نگاہ اس کی موبائل اسکرین پر ڈالو تو معلوم ہو گا کہ وہ اس شخص کا نمبر سیو کر چکی تھی۔

ایکسینٹرک (eccentric)۔

وہ موبائل رکھ کر اٹھنے ہی لگی تھی کہ اس کا موبائل تھرتھرایا۔

اسکرین پر نظر دوڑائی تو وہاں ایک غیر شناسا سا نمبر دکھائی دیا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے آخر کار موبائل کان سے لگایا۔

چند لمحے دونوں جانب خاموشی رہی۔

"ہیلو۔" پھر ایک شناسا سی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

لائلہ چند ثانیے دم سادھے بیٹھی رہی۔

"وفا" !

شناسا لہجہ، شناسا آواز، شناسا جذبات، شناسا اپنائیت۔ مگر وہ جانتی تھی کہ سب جھوٹ تھا، اداکاری تھی۔

اس نے تھوک نگلا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر خود کو پر اعتماد رکھنے کی سعی کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون؟"

اسے جانتے ہوئے بھی وہ انجان بنی۔

"کیسے ممکن ہے کہ تم اپنے بچپن کے دوست کی آواز نہ پہچانتی ہو؟"

لائلہ نے آنکھیں بند کیں۔ غصہ سرخی کی مانند آنکھوں میں پھیلنے سا لگا تھا۔

"میرا کوئی دوست نہیں ہے۔" دوٹوک لہجہ۔

"وفا میں"...

"لائلہ نام ہے میرا۔" اس نے درشتی سے اس کی بات کاٹی۔ "لائلہ جہان۔ جہان ساما کی بیٹی اور ایش ساما کی بیوی۔" جتایا گیا۔ آخر میں لہجے میں بے حد غرور چھلکا۔

وہ ہنس دیا۔

"تم میری منگیتر تھیں۔" وہ لہجے میں افسوس لیے بولا۔ "عفان مراد کی منگیتر۔"

"کون عفان مراد؟" وہ نہایت سخت لہجے میں بولی۔

"لائلہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ یقین کرو میں ایک ہی ملاقات میں تمام رنجشیں ختم کر دوں گا۔ تم مجھے ایک موقع تو"...

" وہ عفان مراد جو اپنی ہی محبت کو موت کے منہ میں دھکیل کر چلا گیا تھا۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

دونوں طرف سناٹا چھا گیا۔ وہ چند لمحے واقعی کچھ نہیں بول پایا۔

"میں مجبور تھا۔" غمزدہ لہجہ...

"تم اندھے تھے۔" لائلہ نے اس کی تصحیح کی۔ "بزنس میں پارٹنرشپ اور دھن دولت کی حوس نے تمہیں اندھا کر دیا تھا عفان مراد" !

"یہ سب جھوٹ ہے۔"

"جھوٹ؟" وہ ہنس دی۔ ہنسی میں کچھ بکھرا ہوا سا تھا۔ اعتبار یا شاید مان۔ "یہ جھوٹ ہے تب ہی تم نے اپنی منگیتر کی موت کے ایک ماہ بعد ہی شادی کر لی تھی۔"

عفان کے اعصاب تن گئے۔ چہرے پر خوف لہرایا۔ رنگت زرد پڑ گئی۔

"یہ جھوٹ"...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بالکل۔" لائلہ نے اس کی بات کاٹی۔ "یہ بھی جھوٹ ہے۔ چلو میں تمہیں ایک اور جھوٹ بتاتی ہو۔ تمہاری شادی سے اس وقت کوئی بھی باخبر نہیں ہے سوائے میرے۔ مجھے بتاتے ہوئے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ عفان مراد نے چھپ کر شادی کی۔" وہ پھر

سے ہنس دی۔ ”اور تو اور تمہاری اولاد بھی ہے۔ ایک بیٹی اور بیٹا بھی کچھ ہی ماہ بعد دنیا میں آنے والا ہے۔ “

عفان مراد اپنی جگہ شل ہو چکا تھا۔ مجسمے کی مانند ساکت اور برف کی مانند یخ۔

”چھپ کر فیملی نہیں بنائی جاتی عفان مراد۔ آفرین چچی خوشیاں دیکھنے کے لیے ترس گئی ہیں اور تم ہو کہ چھپ کر رنگ رلیاں منا رہے ہو۔“ وہ اس وقت غصے میں عفان مراد پر قہر ڈھا رہی تھی۔

”تمہیں کیا لگا کہ لائلہ بے خبر ہے۔ نہیں۔ ہر گز نہیں۔ لائلہ جہان کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔“ انداز میں غرور چھلکا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”آئندہ مجھے کال کرنے کی ہمت بھی مت کرنا۔ ورنہ تمہارا ایسا حشر کروں گی کہ دنیا والوں کو منہ دکھانے کے لائق بھی نہیں رہو گے۔“ اتنا کہہ کر اس نے فوراً رابطہ منقطع کیا۔ پھر گہری سانس لی۔ وہ جانتی تھی کہ اس وقت عفان مراد ٹھیک سے سانس بھی نہیں لے پا رہا ہو گا۔ اس کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ کتنے سالوں کا ساتھ تھا ان کا... کتنے سالوں کا!

ویران آنکھیں لیے وہ اپنی ڈریسنگ کی جانب بڑھی جہاں اس کا پرس رکھا تھا۔ اس نے وہ پرس کھولا اور اس کے اندر موجود مخملی ڈبیا نکالی۔

کچھ یاد آیا۔ آنکھیں ایک دم چمک اٹھیں۔ مگر مسکراہٹ سمٹ گئی۔

آج سے کچھ سال پہلے یہ منظر تھا خانزادہ حویلی کا۔ دابِر خان کے نکاح سے اگلے دن کی صبح بہت سہانی تھی۔ جہاں سب گاؤں کی سیر کرنے کے لیے اپنی تیاری میں لگے ہوئے تھے وہیں سہراب خان اور اشہد حدید مردان خانے میں اکیلے بیٹھے تھے۔

"صبح صبح ہی اپنی شکل دکھا کر میرا سارا دن کیوں خراب کرنا چاہتے ہو؟" سہراب خان نے سوال کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ سے معافی مانگنی تھی۔" گردن سیدھی، لہجہ پر اعتماد... "دراصل سعیر ساما کا ایڈوائزر بننے کے پیچھے بھی ایک وجہ ہے۔"

"میں نے تمہیں ڈارکنیس ورلڈ سے دور رہنے کو کہا تھا۔ یاد ہے؟"

"میں ڈارکنیس ورلڈ سے کیسے دور رہ سکتا ہوں؟ وہ میری پہچان ہے۔"

سہراب خان چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔

"اکیلے کیا کر لو گے؟"

"آپ کو لگتا ہے کہ ایش اکیلا ہے؟"

سہراب خان کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ اسے حدید کا انداز مشکوک لگا تھا۔

"ایش؟" وہ کڑیاں ملانے لگے۔ "ایش یعنی..." اگلے ہی لمحے وہ بوکھلا گیا۔ "تو تم ہی وہ ایش ہو؟" دماغ جیسے ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اشہد حدید نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ سہراب خان مسکرا بھی نہ پایا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟ تم تو لندن میں پڑھنے گئے تھے۔"

"میں ہی ایش ہوں بڑے خان۔" اشہد حدید نے تصدیق کی۔ "اور سعیر ساما کا ایڈوائزر بن کر اس کے قریب رہنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس کی جڑیں کاٹ کر اسے منہ کے بل گرا سکوں۔"

"تم اتنے شاطر ہو سکتے ہو میں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔" سہراب خان نے داد دی تھی

اسے... واہ !

اگلے ہی لمحے سہراب خان ہنس دیا۔

"ایک وقت تھا جب میں نے اس کا ایڈوائزر بننے کی اداکاری کی تھی۔ حالانکہ میں جہان ساما کا ایڈوائزر تھا۔"

"بس پھر آپ کی صحبت کا اثر ہے۔" وہ بھی ہنس دیا۔ "ویسے صرف یہی نہیں۔ زمان ساما کا ایڈوائزر بھی میں ہی ہوں۔"

اب کہ سہراب خان واقعی لب وا کیے چند لمحے اسے بے یقینی سے دیکھتا رہا۔ چند گھڑیاں گزریں۔ دو آنکھوں نے داد دی اور دو آنکھوں نے وہ داد وصول کی اور پھر دونوں ہی بیک وقت ہنس دیے۔

"مگر تم ایک ہی وقت میں سب کچھ کیسے سنبھال لیتے ہو؟"

"میں ایش ہوں بڑے خان اور ایش کے لیے کبھی کوئی کام مشکل نہیں رہا۔"

"پھر بھی۔ ایک ہی وقت میں اگر دو باس بلا لیں تو کیا کرتے ہو؟"

"ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ میں ایسا ہونے ہی نہیں دیتا۔ زمان ساما کو معلوم ہے کہ میں ہی حدید یعنی سعیر ساما کا ایڈوائزر ہوں۔ اسے لگتا ہے کہ میں سعیر ساما کے ساتھ کھیل رہا ہو مگر در حقیقت میں ان دونوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں۔ زمان ساما سے سال میں ایک یا دو بار ملاقات ہو جاتی ہے۔ باقی کے معاملات ہم فون پر ہی دیکھ لیتے ہیں۔ وہ مجھے کام بتاتا ہے اور میں کر دیا کرتا ہوں۔ ایش گوتن بھی میں سال میں زیادہ سے زیادہ دو، تین بار ہی جاتا ہوں۔ وہاں اشعر ساما ہمارے لوگوں کے ہمراہ سب کچھ سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ ان سب کو لیڈ کرتا ہے اور میں اسے۔ اس سب کے بعد میں صرف سعیر ساما کے ساتھ رہتا ہوں۔ اور جہاں میری موجودگی لازم نہ ہو وہاں پھر شاہ میر سب سنبھال لیتا ہے۔"

"شاہ میر؟ سعیر مراد کا بیٹا؟"

اشہد حدید نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ سہراب خان کے تمام الفاظ ختم ہو گئے۔

"اور تو اور لاس اینجلس میں سعیر مراد کے ساتھ بزنس اسٹارٹ کر کے میں اسے ڈوبانے والا ہوں۔"

"تم ذہانت میں بالکل اپنے باپ پر گئے ہو اور بازی پلٹنے میں اپنی ماں پر۔ "

اشہد حدید نے گہری سانس لی۔

"انہی کے لیے تو سب کچھ کر رہا ہوں۔"

"مگر حدید..." سہراب خان کے چہرے پر اضطراب جاگا۔ "وفا کو ہرٹ مت کرنا۔"

"آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں وفا کو ہرٹ کر سکتا ہوں۔ جہان ساما کی بیٹی کو۔" اس نے جیسے افسوس کیا۔

"سعیر اسے ہرٹ کرے گا۔"

"میں اسے جہنم واصل کر دوں گا۔"

"تم اسے اپنا کیوں نہیں لیتے؟"

حدید کی آنکھیں ایک دم ٹھہر سی گئیں۔ کسی ٹھہرے ہوئے سمندر کی مانند۔ چہرے پر کئی رنگ آئے اور چلے گئے۔ چند لمحے گزرے... پھر اس نے بڑے خان سے نظریں چرا لیں۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا۔"

"تم اس سے محبت کرتے ہو۔"

سہراب خان نے اسے اس کی زنگی کا سب سے محبوب سچ بتایا۔

"جانتا ہوں۔"

"پھر؟"

"وہ ایک اینجل ہے بڑے خان۔ وہ کسی مابسٹر باس کو ڈیزرو نہیں کرتی۔"

"سوچ لو۔"

اشہد حدید کے دل کو کچھ ہوا۔ گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"جب اسے سچائی معلوم ہو گی تب وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی۔"

"جواز پیش کرو خدشات نہیں۔"

اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"میرے بس میں ہو تو میں ساری دنیا کی خوشیاں چرا کر اس کے دامن میں بھر دوں۔ مگر بات یہی ہے بڑے خان کہ وہ میرے ساتھ خوش نہیں رہے گی۔"

"وہ تمہارے علاوہ کسی کے ساتھ خوش نہیں رہے گی۔ میں اس کی آنکھیں پڑھ چکا ہوں۔"

"میں سب برداشت کر سکتا ہوں بڑے خان۔ مگر اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت بالکل بھی نہیں۔ بس یہی خدشہ مجھے اس سے دور جانے پر مجبور کیے ہوئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر کبھی وہ مجھے یاد کرے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر جائے نہ کہ آنکھوں میں نفرت در آئے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جیسا تمہیں مناسب لگے۔ لیکن اگر کبھی اس کی مدد کرنے کا موقع ملے تو لازمی کرنا۔ وہ جہان ساما کی بیٹی ہے۔ اور جہان ساما تمہارا محسن۔"

اشہد حدید نے سر کو خم دیا۔ مگر دل قدرے اداس ہو چکا تھا۔

موجودہ وقت میں اس وقت حدید لاس اینجلس میں موجود اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔

نظریں لیپ ٹاپ پر ٹکی تھیں۔تب ہی اس کا میز پر رکھا موبائل تھرتھرایا۔

وہ سیدھا ہوا اور نظر موبائل اسکرین پر ڈالی۔

زمان ملک کی کال تھی۔

"کیسے ہو ارسم؟"

"میں بہتر۔تم آج کل کہاں ہو؟"

"لاس اینجلس۔ٹوپنگا کنیون میں ایک بہت ضروری کام ہے اس لیے۔"

"کیسا کام؟" اُف!وہ ہمیشہ سے ہی اس کا ایڈوائزر کم اور باس زیادہ تھا۔

"یہی بتانے کے لیے تو تمہیں کال کی ہے۔تم نے ہر قدم پر میرا ساتھ دیا ہے۔اب اگر میں تمہیں اس راز کے بارے میں نہیں بتاؤں گا تو یہ تمہارے ساتھ اور تمہاری وفاداری کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔"

"ایسا بھی کیا راز ہے جو مجھے نہیں معلوم؟" وہ واقعی متجسس ہوا۔

"رنگ آف یامی نوکائی۔" زمان کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے جبکہ حدید کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کہاں ہے رنگ آف یامی نوکائی؟"

"ٹوپنگا کنیون میں۔ شاہ میر مراد کے پاس۔"

حدید کے اعصاب تن گئے۔ لب بھینچے وہ کافی دیر وہیں چپ چاپ بیٹھا رہا۔

"کچھ دن پہلے میں ٹوپنگا کنیون گیا تھا۔"

حدید کو ایک دم شاہ میر کی فکر سی ہونے لگی۔

"لیکن مجھے کسی وجہ کے تحت بیچ راستے میں ہی واپس آنا پڑا۔"

"ایسی کون سی وجہ تھی جس نے تمہیں اس قدر قیمتی منزل سے غافل کر دیا؟"

زمان کے چہرے پر دلفریب مسکان در آئی۔

"میری آخری محبت۔"

حدید نے وہ بات ایک کان سے سنی اور دوسرے سے نکال دی۔ اسے بس رنگ کی فکر ہونے لگی تھی۔ وہ اس لڑکی کو ذہن میں ہی نہ لا سکا جس کے پاس رنگ موجود تھی۔

❤ ❤ ❤

لاس اینجلس میں موسم کافی خوشگوار تھا۔ فروری کا اختتام تھا یعنی سردیوں کا آخری مہینہ تھا جس کے بعد پھر بہار کی آمد ہونی تھی۔ وہ اس وقت ایک کیفے میں بیٹھی تھی۔ سیاہ رنگ کی شرٹ کے ساتھ اس نے سیاہ جینز زیب تن کی ہوئی تھی جس کے ساتھ سیاہ ہی اوور کوٹ تھا۔ شام کا وقت تھا۔ ٹھنڈ جہاں سب کو خود میں ہی سمٹ جانے پر مجبور کر رہی تھی وہاں وہ بالکل پر سکون انداز میں بیٹھی اپنے کام میں مصروف تھی۔ گرم چائے کا بھاپ اڑاتا کپ اس کے ساتھ رکھا تھا جسے وہ وقفے وقفے سے اٹھا کر لبوں سے لگاتی تھی۔

بال کھلے تھے جو شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ ارد گرد معمول کی چہل پہل تھی مگر کسی کو پرواہی کہاں تھی۔ وہ ہنوز اپنے موبائل پر مصروف لگ رہی تھی۔ کبھی نظر موبائل اسکرین پر ڈالتی تو کبھی سامنے پھیلے کاغذات پر۔ تب ہی کسی کی کال آنے پر اس کی موبائل اسکرین پر ایک نمبر جگمگانے لگا۔

"سلام لائلہ ساما" !

موبائل کان سے لگانے پر صیاد کی خوشگوار آواز کانوں میں گونجی۔

"میں نے کہا تھا جب تک میرا کام نہ ہو جائے تب تک مجھے اپنی منحوس اور بے سری آواز مت سنانا۔" وہ فوراً بگڑی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کام تو سمجھو ہو گیا لائلہ ساما۔"

لائلہ نے بیک وقت دونوں ابرو اٹھائے۔ وہ آدمی چاہے کتنا ہی بے سرا کیوں نہیں تھا لیکن کام کا تھا۔

"بتاؤ پھر۔"

"اتنا تو آپ کو معلوم ہو گا ہی کہ حدید ساما اس وقت لاس اینجلس میں ہی ہے۔"

"ہوں۔"

"زمان ساما بھی لاس اینجلس میں ہے۔"

"آہاں۔" یہ اس کے لیے نئی خبر تھی۔ "تو کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ اسٹون اس وقت کہاں ہے؟"

"سعیر ساما کے پاس۔"

"وہاں تک کیسے پہنچا؟ مطلب اس رات کون تھا جس نے وہ اسٹون مجھ سے چرایا تھا؟"

"حدید خانزادہ۔"

لائلہ کے اعصاب تن گئے۔ چہرے پر کئی تاثر آئے اور چلے گئے۔

"اور کچھ؟"

"زمان ساما اور حدید کی تمام ڈیٹیلز میں آپ کو ای میل کر چکا ہوں۔ ساتھ ان دونوں کی تصویر بھی ہے۔"

"اور حدید سے ملاقات؟"

"آپ مجھے اتنا ایزی کیوں لیتی ہیں لائلہ ساما۔ میں بہت کام کا بندہ ہوں اور اسی لیے آپ کا کہا ایک ایک کام مکمل کر کے ہی آپ کو اپنی منحوس اور بے سری آواز سنا رہا ہوں۔"

لائلہ کے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"وہ کچھ ہی دیر میں آپ کے سامنے ہو گا۔"

"فائن۔"

لائلہ نے فوراً کال کاٹی اور موبائل میز پر رکھے پھر سے اپنے کام میں لگ گئی۔

"بندہ شکریہ ہی بول لے۔ ہونہہ! جیسا شوہر ویسی بیوی۔" دوسری طرف صیاد منہ بگاڑتا رہ گیا۔

چند لمحے، چند ثانیے، چند ساعتیں۔

پھر دھڑکن رکی۔

فضا معطر ہوئی۔

دل ڈوب کر ابھرا۔

ارد گرد سے آتی آوازیں، بیٹھے لوگ، کافی کی مہک، سب پسِ پشت چلا گیا۔ سب کچھ غائب ہو گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ پلکیں اٹھانے پر سنہری آنکھیں واضح ہوئیں اور پھر! نظر سامنے سے آتے شخص کی سنہری آنکھوں سے جا ٹکرائی۔ وقت اسی پل تھم سا گیا۔ وقت خود ٹھہر کر دیکھنے لگا۔ ان دو لوگوں کو جو آنکھوں ہی آنکھوں میں نہ جانے محبت کی کون سی داستان رقم کر رہے تھے۔

وہ سیاہ ہائی نیک کے ساتھ سیاہ اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ وقت نے اسے مزید نکھار دیا تھا۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ وجیہہ ہو چکا تھا۔ اس کی شخصیت آج بھی مسحور کن تھی۔ لائلہ اس لمحے اس کے سحر میں جکڑ سی گئی۔ وہ آج بھی لائلہ کے دل کی دنیا ہلا دینے کا اختیار رکھتا تھا۔

اس کی نظر لائلہ پر پڑی جو اس کی وفا سے بالکل مختلف تھی۔ وفا کی نسبت اس کے بال چھوٹے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اسے چھوٹے بالوں سے نفرت تھی مگر پھر اس نے ایسا کیوں کیا؟ وہ سوچتا رہ گیا۔ وفا کے لبوں پر مسکراہٹ ہنوز برقرار رہتی تھی مگر سامنے بیٹھی لڑکی

شاید مسکرانا بھول چکی تھی۔ وہ وفا کی نسبت کافی دبلی پتلی تھی۔ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا وفا؟ وہ جواب اخذ نہیں کر پایا۔

دھیرے سے وہ اس کے قریب آیا اور سینے پر ہاتھ رکھے سر کو خم دیا۔

"سالوں بعد حدید خانزادہ کا سلام" !

فسوں ٹوٹا۔ اس کی آواز سن کو گویا وہ ہوش میں آئی۔ نظروں کے تاثر فوراً چھپائے اور گردن سیدھی کیے پر اعتماد سا تاثر دیا۔ مگر مسکرا نہ پائی۔

وہ اس کے سامنے بیٹھا۔ نظر میز پر رکھی فائلز پر پڑی۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی رکھے چائے کے خالی کپ پر۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔" وہ اگلے ہی پل مدعے پر آئی۔ وہ اب اپنا وقت ضائع نہیں کیا کرتی تھی۔

حدید چند لمحے گہری نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب سی تھی۔ مگر ظاہر کون کرتا۔

آج پہلی بار اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ اسے کیا کہنے والی ہے، ان کے درمیان گفتگو کا موضوع کیا ہو گا، شروعات کہاں سے ہو گی اختتام کیا ہو گا؟

"بات شروع کرنے سے پہلے میں تمہیں سالوں پہلے مجھ سے کہی گئی تمہاری بات یاد دلانا چاہتی ہوں۔"

حدید خاموشی سے اسے سنے گیا۔ اس کے دل کا حال شاید میں بھی بتانے سے قاصر ہوں۔ کم از کم الفاظ اس کے دل کا حال بیان کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔

"تم نے کہا تھا کہ اگر کبھی میری زندگی میں کوئی پریشانی آئے تو میں تمہیں صدا لگاؤں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ دم سادھے اسے سنے گیا۔ کیا اسے ایش کی حقیقت نہیں معلوم؟ اس نے خود سے سوال کیا۔

"تم ساری دنیا چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ گے۔" اب کہ وہ اس پر گہری نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ آواز میں کہیں کوئی لرزش نہیں تھی۔ ہادی سامنے تھا مگر اس پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔ آہ! وہ کیا سے کیا ہو گئی تھی۔

دونوں ہی سیاہ لباس میں ملبوس تھے۔ اتفاق تھا۔ جو اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ آج وہ دونوں ہی سیاہ گلاب تھے۔

"آج مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

اس کے انداز، اس کے لہجے، اس کی شخصیت، کہیں سے ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ اسے کسی کی ضرورت ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں اپنے وعدوں سے نہیں مکرتا۔"

وہ بہ مشکل بول پایا۔

"مجھے ایک انویسٹی گیٹر کی ضرورت ہے۔"

حدید کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ مگر دھڑکن اب بھی بے ترتیب سی تھی۔

"اور میں اس کام کے لیے تمہیں ہائر کرنا چاہتی ہوں۔ تمہیں میرے لیے انویسٹی گیٹر کا کام کرنا ہو گا۔"

وہ پوچھ نہیں رہی تھی۔ وہ بتا رہی تھی۔ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے.... اف! وہ قہر ڈھانے میں ماہر ہو چکی تھی۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ جیسے سمجھ ہی نہ پایا ہو کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"میں اور تمہارا انویسٹی گیٹر؟"

"مکر رہے ہو؟"

"نہیں۔ ہر گز نہیں۔ سمجھنا چاہ رہا ہوں۔"

"سعیر ساما کے ایڈوائزر کو میری کہی گئی عام سی بات سمجھنے میں دکت پیش آ رہی ہے۔ ہاؤ فنی"!

کیا طنز تھا! حدید تو کچھ کر بھی نہ پایا۔ بس اس پر نظریں ٹکائے بیٹھا رہا۔

وہ کتنے عرصے بعد اس کے بالکل سامنے بیٹھا اسے فرصت سے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں محبت کی تحریر صاف ظاہر کیے۔ شاید وہ پڑھ لے۔ کاش وہ پڑھ لے !

"کام کیا ہے؟"

"پہلے فائنل کرو پھر بتایا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"ایک ہفتہ۔ یعنی سات دن تمہیں میرے لیے کام کرنا پڑے گا۔"

حدید کی آنکھوں میں بے قراری جاگی۔

"مگر میرا آفس ہے یہاں۔ سو کام ہوتے ہیں مجھے۔ سات دن؟ سات دن میں تمہارے لیے کیسے کام کر سکتا ہوں؟"

"فائن۔ تو تم انکار کر رہے ہو؟ تم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے سات دن میرے لیے کام نہیں کر سکتے؟"

کاش وہ اسے بتا سکتا کہ سات دن تو کیا وہ تو اپنی تمام عمر اس کے نام کر سکتا ہے !

"ایسا نہیں ہے۔" چند لمحے خاموشی... وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظروں میں اقرار تھا۔ لائلہ پڑھ چکی تھی۔

"میں تیار ہوں۔"

"فائنل! تو ہم کل سے ہی اسٹارٹ کریں گے۔"

حدید نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے بار بار یہی سوچ الجھا رہی تھی کہ کیا سہراب خان سے ملاقات کے بعد بھی وہ ایش کے اصل سے انجان ہے؟ وہ تو رنگ بھی حاصل کر چکی ہے۔ پھر یہ سب؟

چند لمحے گہری خاموشی چھائی رہی۔ لائلہ اپنے موبائل پر مصروف ہو چکی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں الجھا فرصت سے اسے دیکھتا رہا۔ جیسے ایک بچہ چاند کو دیکھتا ہے۔ حسرت سے، چاہت سے، محبت سے۔

"سب جان چکے ہیں کہ تم زندہ ہو۔" اس نے بات کا آغاز کیا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اسے سننے چاہتا تھا۔ بالکل ویسے جیسے سالوں پہلے اسے گھنٹوں سنا کرتا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نہایت سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"تمہیں تو یقیناً افسوس ہوا ہو گا مجھے زندہ دیکھ کر۔"

حدید کے دل پر تیر سا چلا۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟"

"کیوں؟ کیا تم سعیر ساما کے ایڈوائزر نہیں؟ کیا تم میرے قتل کا منصوبہ بنانے میں ان کے ساتھ شامل نہیں تھے؟"

اب کہ اس کے دل سے خون رسنے لگا۔

حدید نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی جبکہ وہ طنزاً ہنس دی۔

"تمہیں لگتا ہے ہادی اپنی وفا کے قتل کا سوچ بھی سکتا ہے؟"

"کون ہادی؟ کون وفا؟" وہ سنجیدگی سے اس کے دل کو مزید زخمی کرنے لگی۔ "مر چکی ہے وفا۔ مر چکا ہے ہادی۔" اب کہ اس کی آواز پہلی بار لرزی۔

"تم میرے اعتبار کا قتل کر چکے ہو۔ تم میرے دل میں موجود اپنے مقام کو رد کر چکے ہو۔ کیا مجھے مزید وضاحت دینے کی ضرورت ہے؟" اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے ہی لگی تھی کہ اس نے اسے مہارت سے اپنے اندر اتارا۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میں سعیر ساما کا ایڈوائزر ہوں مگر" ....

"مگر کیا؟ ہاں؟ تم اس سب میں شامل تھے۔ میری بربادی میں سب سے بڑا ہاتھ تمہارا ہے۔ میری بربادی تب ہی سے شروع ہوئی تھی جب تم مجھے چھوڑ کر گئے تھے۔"

لائلہ نے اس کی بات کاٹی۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا مگر" ...

"اگر، مگر کچھ نہیں ہوتا حدید خانزادہ۔ سچ وہی ہے جو ہو چکا ہے۔ اور پلیز۔" وہ رکی۔ سانس سنبھالا، دل سنبھالا۔ "تم میرے ساتھ ایک ہی صورت میں کام کر سکتے ہو۔"

حدید آنکھوں میں بے قراری اور اضطراب لیے اسے دیکھتا رہا۔ اس کے سامنے وہ لڑکی نہیں تھی جو اسے سنا کرتی تھی۔ اس کی ہر بات دل سے تسلیم کیا کرتی تھی۔ وہ تو نہایت تلخ مزاج لڑکی تھی۔ جو کسی کی سنے بغیر صرف بولا کرتی تھی۔

"ان سات دنوں میں ہمارے درمیان ماضی سے منسلک کوئی بات نہیں ہو گی۔ میں صرف لائلہ ہوں گی جو حدید کو صرف ایک انویسٹی گیٹر کے طور پر جانتی ہے۔" اس کا کہا ایک ایک لفظ حدید کے دل میں کسی دہکتی سلاخ کی طرح پیوست ہوا تھا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ حالات اس کی سمجھ سے باہر تھے۔ کیونکہ اس بار بازی گر وہ نہیں تھا۔ اس بار بازی چلنے والی لائلہ جہان تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"منظور ہے۔"

"اب تم جا سکتے ہو۔"

وہ یہ ظلم بھی کر سکتی تھی؟ حدید آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ اسے جانے کا کہہ رہی تھی جو لوگوں کو ایک لمحہ بھی مقررہ وقت سے زیادہ نہیں دیا کرتا تھا۔

وہ چپ چاپ اٹھا اور واپسی کی جانب قدم بڑھا دیے۔ ہر قدم من من بھر کا ہو چکا تھا۔ وہ کتنی ظالم ہو چکی تھی! اس بات کا احساس اشہد حدید کو ٹھیک سے ہونے لگا تھا۔

لائلہ پلک جھپکائے بغیر اسے وہاں سے جاتا دیکھتی رہی۔ اس وقت اس کا دل ہر لمحہ سو بار ٹوٹا تھا۔ گلے میں آنسوؤں کا پھندا سانس نہیں لینے دے رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔ افسوس سے، غصے سے، محبت سے ...

جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ہر سمت پھر سے ویرانی سی پھیل گئی۔ تمام رنگ، تمام رونقیں پھیکی سی پڑ گئیں۔ مگر اب وہ ان ویرانیوں کی عادی ہو چکی تھی۔ نظر پھر سے موبائل پر ڈالی۔ صیاد کی بھیجی گئی ای میلز کھولیں۔ وہ ای میلز دیکھنے کے لیے اس کا جوش ماند پڑ چکا تھا۔ زمان ملک کی تمام انفارمیشن وہاں رقم تھی۔ مگر پھر اچانک.... اس کے اعصاب تنے۔ نظر ایک تصویر پر پڑی۔ وہ دم سادھے اس تصویر کو یک ٹک دیکھتی رہی۔ جاپانی نقوش... دمکتی رنگت... شاندار شخصیت... نیلگوں آنکھیں... اس کی آنکھیں بے اختیار پھیل سی گئیں۔ نگاہوں کے سامنے اس سے ہوئی ملاقاتیں کسی فلم کی مانند چلنے

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

لگیں۔ پاکستان... مال... ہیلز... جاپانی شخص... چاکلیٹ... سنسان سڑک پر سامنے سے آتی گاڑی... مسیحا... چاندنی رات... اُف!

اس کی زندگی میں سب کچھ unexpected ہوتا تھا۔ مگر سب کچھ ہی کیوں؟ اور کب تک؟

وہ سوچتی رہ گئی۔

)ایک اور منظر پیش کرنے سے پہلے کیوں نہ میں اپنے قارئین کو ایک پتے کی بات بتاؤں۔ (

یامی نوکائی کے اصول کے مطابق کوئی بھی ایڈوائزر کسی بھی صورت مستعفی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جیے یا مرے اسے اپنے باس کے لیے کام کرنا ہی پڑتا تھا۔ مگر یہ صرف اشہد حدید تھا جس نے صرف اپنی بہن یعنی کلارا کے لیے اشعر کو مستعفی ہونے کی اجازت دے دی۔ وہ ایک بار یامی نوکائی کے خلاف گیا تھا مگر ہر بار نہیں جا سکتا تھا۔ جب سب کو علم ہو گیا کہ ایش اور اشعر دو الگ الگ لوگ ہیں تب سب نے یہی سمجھا کہ اشعر ہی ایش کا ایڈوائزر ہے۔ یہ بات درست بھی تھی مگر تب تک جب تک اشعر نے کلارا کے لیے

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ڈارکنیس ورلڈ کو خیر باد نہیں کہا تھا۔ کلارا کی موت کے بعد وہ واپس ڈارکنیس ورلڈ میں تو آ گیا مگر وہ ایڈوائزر نہیں بن سکتا تھا۔ وہ اشہد کے لیے کام کر تو سکتا تھا مگر ایڈوائزر کا رتبہ حاصل کرنا ناممکن تھا۔ اشعر کے بعد اشہد کا ایڈوائزر شاہ میر بنا تھا۔ وہ شروع سے ہی اس کا خاص آدمی تھا جو اپنے باپ کے سخت خلاف تھا۔ وہ ہمیشہ سے اپنے باپ کو مافیا چھوڑ کر توبہ کرنے کی تلقین کرتا رہا۔ مگر جب باپ کے کالے کرتوت اس کے سامنے کھلے تو اسے مجبوراً اشہد کا اس جنگ میں ساتھ دینا پڑا۔ وہ اشہد کے خاص آدمیوں میں سب سے خاص تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اشعر کے بعد شاہ میر کو اشہد حدید کے ایڈوائزر کا رتبہ ملا۔

جب لائلہ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا اور اس نے شاہ میر پر گولی چلانے سے انکار کر دیا تو اشعر اس سے کئی دن ناراض رہا۔ اور اسی وجہ سے اس نے لائلہ سے بات کرنا چھوڑ دی۔ پرل بھی کافی خفا تھی۔ مگر وجہ پوچھنے پر جب اس نے بتایا کہ وہ کسی کا بھی قتل کر سکتی ہے سوائے شاہ میر مراد کے تو اشعر جہان چند پل اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا۔ وہ سب ایک غلطی تھی یا اتفاق کہ جس وقت ان کے دشمن نے وہاں آنا تھا تب ہی وہاں شاہ میر آ پہنچا۔

مطلب اشعر کا ارادہ شاہ میر کا قتل کروانے کا نہیں تھا۔ بس ٹائمنگ غلط ہونے کی وجہ سے لائلہ نے شاہ میر کو اشعر کا شکار سمجھا۔ اشعر بھلا شاہ میر کا قتل کیوں کرواتا؟

وہ تو اس کا پسندیدہ کزن تھا۔

جو شخص کیمرے کی مدد سے باہر سڑک کا منظر دیکھ رہا تھا اس نے اشعر کو اطلاع دی کہ وہ شخص آچکا ہے۔ اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ وہاں فلانے وقت پر ایک شخص اپنی بیوی اور بچے سمیت وہاں پہنچے گا جس پر لائلہ نے گولی چلانی ہے۔ اشعر نے بھی لائلہ سے رابطہ کر کے اس کو خبر دی جبکہ وہ خود بے خبر تھا کہ پہنچنے والا شخص فریڈرک نہیں بلکہ شاہ میر تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس سے کچھ سال پہلے شاہ میر نے اشہد حدید کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ وفا کو مراد ہاؤس کے لوگوں کے آسرے چھوڑ کر نہ جائے مگر جب اشہد نے اسے اصل وجہ بتائی تو وہ خاموش ہو گیا۔

وفا کے قتل کا منصوبہ وہ واحد منصوبہ تھا جس سے سعیر مراد نے حدید کو بے خبر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی محبت سے واقف تھا۔

اب آتے ہیں ہم اپنے منظر کی طرف۔

وہ منظر ایک قبرستان کا تھا۔ پاکستان کے شہر لاہور میں موجود اس قبرستان میں وہ دونوں ایک قبر کے ساتھ کھڑے تھے۔ اس قبر کی مٹی نم تھی۔ جو اس بات کی گواہ تھی کہ کچھ ہی گھنٹوں پہلے اس میں ایک نفس کو دفن کیا گیا ہے۔

شاہ میر نے ساتھ کھڑے اشہد حدید کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اس کا قاتل جانتے ہو کون ہے؟"

اشہد حدید نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کون؟"

"حدید خانزادہ۔"

اس نے نا سمجھی اور حیرت سے شاہ میر کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ تمہارا انتظار کرتی رہی۔ اس دنیا میں صرف اس کا ہادی ہی تھا جو اسے موت کے منہ سے نکال سکتا تھا۔ مگر تم... تم محض اپنے کیریئر کے لیے اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ تمہیں اس کی محبت پر ذرا ترس نہ آیا؟" اس کی آواز کپکپا گئی۔

ایک دم تیز ہوا کا جھونکا آیا۔

قبر پر پڑے تازہ گلابوں کی پتیاں ارد گرد بکھر گئیں۔ قبر ایک دم صاف اور ویران ہو گئی۔ بالکل ویران ....

"میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں شاہ میر کہ میں اسے صرف تمہارے باپ سے کی گئی ڈیل کے سبب چھوڑ کر گیا تھا۔ میرے جانے پر وہ اس کی جان بخش دیتا۔" اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ حالت کافی خراب تھی۔ وہ بے حد تھکا تھکا سا تھا۔

"تو کیا انہوں نے اس کی جان بخشی؟" شاہ میر کے لہجے میں درد کے ساتھ ساتھ استہزا تھا۔ جیسے وہ اشہد حدید کی بے وقوفی کا ماتم کر رہا ہو۔ "مر گئی ناں وفا؟"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشہد حدید دو قدم آگے ہوا۔ شاہ میر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ شاہ میر نے اس لمحے اپنے باس کے چہرے پر اور اس کی آنکھوں میں جاگتا اطمینان دیکھا۔ چند لمحے پہلے موجود کرب اور درد کا تاثر زائل ہو گیا۔ اس کے لبوں پر محفوظ سی مسکراہٹ در آئی۔ مگر تھکاوٹ اب بھی برقرار تھی۔

"تمہیں کیا واقعی لگتا ہے کہ اشہد حدید کے ہوتے ہوئے اس کی وفا کو کچھ ہو سکتا ہے؟"

چند ثانیے... وہ اسی طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے رہے۔ شاہ میر کی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

اس نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وفا؟"

اشہد حدید کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"ہاں وفا۔ ہادی کی وفا۔ وفا جہانگیر زندہ ہے۔"

خاموشی... گہری خاموشی... پھر دھیرے دھیرے شاہ میر کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ اسے تو خوشی کا پتا مل گیا تھا۔

"تو پھر یہ کون ہے؟" ساتھ موجود قبر کی جانب اشارہ کر کے استفسار کیا گیا۔

"آن۔ برنارڈ کی بیوی آن۔ اس کا فگر، قد و قامت، سب وفا کی کاپی تھا۔ جب ویسے ہی اس نے مرنا تھا تو کیوں نہ اپنا کام کروا کے ہی۔"

شاہ میر ایک قدم آگے آیا۔

"اشہد حدید!" اس نے اشہد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اشہد کا کندھا جھک سا گیا۔ تب شاہ میر کو علم ہوا کہ اس پر کوئی روحانی بوجھ تھا جو اپنا اثر اس کے جسم پر چھوڑ رہا تھا۔ وہ کمزور لگ رہا تھا۔ "تمہیں سراہنے کو جی چاہ رہا ہے۔"

اشہد تکان زدہ چہرہ لیے ہلکا سا مسکرا دیا۔

"مگر وہ ہے کہاں؟ وہ ٹھیک تو ہے ناں؟" بھائیوں والی فکر...

اشہد کی مسکراہٹ سمٹی۔ تھکاوٹ مزید بڑھنے لگی۔

"اس سب کے بعد بھی وہ ٹھیک ہو سکتی ہے؟"

تب شاہ میر کو علم ہوا کہ اشہد کی روح اور دل پر کیسا بوجھ پڑا تھا۔ تکلیف میں وفا تھی اور بوجھ اس کے ہادی کے دل اور روح پر تھا۔

"مگر تم نے مجھے کیوں کچھ نہیں بتایا؟ میں تمہارا ایڈوائزر ہوں ایش ساما۔"

"جیسے ہی مجھے علم ہوا میں اپنے حواس کھو بیٹھا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اتنے کم وقت میں پاکستان پہنچ کر اس کی حفاظت کیسے کروں؟ تم کراچی تھے۔"

"پھر کس نے بچایا اسے؟"

"وہی جو میری بہن کو کھو چکا تھا۔" لہجے میں رنج گھل گیا۔

شاہ میر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

"اشعر ساما اب اس کے ساتھ رہے گا۔ پرل ساما بھی زیادہ کام نہیں کر پائے گی۔ اس لیے اب تمہیں میری غیر موجودگی میں میرے کام کرنے ہوں گے۔ پاکستان سے نکلنا ہو گا تمہیں۔"

"بابا میرے فرانس سیٹل ہونے پر راضی ہو چکے ہیں۔ پاکستان سے نکلنے کا بہترین وقت اور بہانہ ہے میرے پاس۔"

"گڈ" !

❤ ❤ ❤

یہ منظر تھا لاس اینجلس کے ایک خوبصورت ریستوران کا۔ وہاں کا نرم گرم ماحول وہاں بیٹھے ہر شخص کو پر سکون کیے ہوئے تھا۔ ہر جانب کھانے کی خوشبو پھیلی تھی جو وہاں لوگوں کے بدن سے اٹھتی پرفیوم کی خوشبو پر غالب آ رہی تھی۔ ہر جانب چمچ، کانٹوں کا شور تھا۔ اس وقت ایک کونے میں رکھی میز کے گرد موجود دو کرسیوں پر وہ براجمان تھے۔

ایک باس اور دوسرا اس کا ایڈوائزر۔

"رِنگ کہاں ہے؟" اشہد کا سوال...

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ایش ساما!" شاہ میر کا جواب ...

"لائلہ رنگ حاصل کرنے کے بعد بھی ایسا کر رہی ہے۔" وہ پریشان سا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ مجھے اپنے انویسٹی گیٹر کے طور پر ہائر کر چکی ہے۔ سات دن کا کانٹریکٹ ہے۔"

شاہ میر ہنس دیا۔

"تم ہنس رہے ہو؟"

"وہ یقیناً بدلہ لے رہی ہے۔"

اشہد نے سرد آہ بھری۔ "میں اس کی بازی نہیں سمجھ پا رہا۔"

"تم نے سہراب خان سے پوچھا؟"

"کیا؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہی کہ انہوں نے لائلہ کو تمہارے متعلق کیا کیا بتایا۔"

اشہد نے دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے۔ اسے جیسے افسوس ہوا۔ اس نے ایسا کیوں نہ کیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ موبائل فون کان سے لگائے بیٹھا تھا۔ رابطہ ملا۔ سہراب خان کی آواز گونجی۔

"کیسے ہو برخوردار؟"

"handsome and mastermind!"

اشہد کے جواب پر سہراب خان ہنس دیا۔

"میں متفق ہوں۔"

اشہد بھی مسکرا دیا۔ سامنے بیٹھا شخص جو ان کی گفتگو بآسانی سن رہا تھا، وہ بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"آپ سے کچھ پوچھنا تھا بڑے خان" !

"پوچھو۔"

"وہ آئی تھی آپ کے پاس۔ "

"کون؟"

"میری لائلہ۔"لبوں سے پھسلا۔یک لخت اس نے نچلا لب دبایا۔اپنوں کے سامنے اس کی زبان اکثر پھسل جایا کرتی تھی۔"میرا مطلب لائلہ جہان۔"

"تمہارا مطلب میں بخوبی سمجھتا ہوں برخوردار!"وہ یقیناً دوسری جانب ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"آپ نے اسے کیا کیا بتایا؟"

"کچھ خاص نہیں۔"

شاہ میر اور اشہد کو گویا جھٹکا لگا۔وہ دونوں ایک دم سیدھے ہوئے۔

"یعنی؟"

"اس نے یامی نوکائی کے بارے میں پوچھا اور میں نے بتا دیا۔"

"اور ایش؟ ایش کے بارے میں پوچھا اس نے؟" اب کہ شاہ میر نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے بتا دیا کہ وہ ارباز ساما اور انمول ساما کا بیٹا ہے۔ جس کا پورا نام اشہد ہے۔"

"بس؟" اشہد اور شاہ میر بیک وقت بولے۔

"ہاں۔ کیوں کیا کچھ اور بھی بتانا تھا اسے؟" اف! سہر اب خان کی اداکاری !

"کیا آپ نے اسے یہ نہیں بتایا کہ اشہد ہی وہ حدید ہے جسے وہ آپ کے بیٹے کی حیثیت سے جانتی ہے؟"

شاہ میر نے سوال کیا جبکہ اشہد دم سادھے بیٹھا تھا۔ اسے کچھ بہت برا لگا تھا۔ کیا؟ اسے نہیں معلوم۔

"میں اشہد ساما کی اجازت کے بغیر اسے کیسے بتا سکتا ہوں؟"

شاہ میر نے شکل بگاڑی۔ اور اشہد کو اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ کیا ضرورت تھی اتنی دہشت جمانے کی؟ اب بھگتو....

"ٹھیک کیا آپ نے بڑے خان۔" شاہ میر کے اگلے فقرے پر اشہد مزید جل بھن سا گیا۔ ہاتھ کی مٹھی بنا کر اسے مکا مارنے کا اشارہ کیا تو شاہ میر ہنس دیا۔

رابطہ ختم ہو چکا تھا جبکہ شاہ میر ابھی تک ہنسے جا رہا تھا۔

"قسم سے یہاں تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک زمین میں دفن ہو چکا ہوتا۔" اشہد نے آنکھیں گھماتے ہوئے بے بس ہو کر کہا۔

"تھینک گاڈ! میں یہاں موجود ہوں اور میری موجودگی نے تمہیں ایک قتل سے بچا لیا۔ میں کتنا اچھا اور بھلا آدمی ہوں ناں ایش ساما!" شاہ میر نے معصوم سی شکل بنائی۔

"جہنمی انسان!" اشہد لب بھینچتا رہ گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وفا کے ہادی لگ رہے ہو۔"

اسی پل اشہد کے گال سرخ پڑ گئے۔ کیا کامپلیمنٹ تھا! اس کا محبوب کامپلیمنٹ !

"تم تو بلش کر رہے ہو۔" شاہ میر کو جیسے یقین نہ آیا اور وہ لب وا کیے چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

ایک... دو... تین ...

اور پھر دونوں کھل کر ہنس دیے۔ ان کا خوشگوار قہقہہ ہر جانب گونجا تھا۔ کئی لوگوں نے مڑ کر انہیں دیکھا تھا۔ مگر پروا کسے تھی؟

پرل اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کام میں مصروف تھی۔ تب ہی دروازہ ناک ہوا۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے سے ہی اسے اشعر آتا دکھائی دیا۔ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ اور ہینڈسم۔

وہ اس کے بالکل سامنے ہی آ بیٹھا۔

"کیسے ہو جہان ساما کی پہلی اولاد؟"

اشعر نے سر کو خم دیا جبکہ بولا کچھ نہیں۔

"تم ٹھیک ہو؟"

پرل کو فکر ہوئی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔ کیوں؟" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔

پرل تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔

"پرل ساما! میری فکر مت کیا کرو۔ میں ہمیشہ ٹھیک ہوتا ہوں۔ آئندہ اس بات کا یقین دلانے کے لیے مجھے تمہیں یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں پڑنی چاہیے کہ میں بالکل ٹھیک ہوں ابراہم ساما کی پہلی اولاد۔"

پرل اس کے انداز پر دھیرے سے ہنس دی۔

"کافی لوگے یا چائے؟"

"زہر۔ ملے گا؟ ایش ساما کو دینا ہے۔"

پرل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"مجھے لگا تھا نوشابہ کو دینا ہے۔"

اشعر نے نفی میں سر ہلایا۔

"نوشابہ کو بھلا زہر کیوں دوں گا میں؟" پرل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا اس نے۔

پرل نے دونوں ہاتھ باہم ملائے اور کہنیاں میز پر رکھیں۔ پھر ٹھوڑی ہاتھوں پر جما کر دلچسپی سے اشعر کو دیکھا۔(وہ یقیناً اس کی آنکھیں پڑھ رہی تھی۔)

"ہاں۔ میں کیسے بھول گئی کہ تم تو اس کے اندر گولیاں اتارو گے۔"

"پوری چھ۔" اشعر نے تعداد بھی بتا ڈالی۔

"اور اگر کسی وجہ سے چھ پوری نہ کر پائے تو؟ ہو سکتا ہے تمہارے پسٹل میں اس وقت گولیاں کم ہوں یا پھر کوئی اور نوشابہ کا دفاع کرتے ہوئے تم پر گولی چلا دے۔ تو؟"

"پرل ساما ہے ناں میرا ادھورا کام مکمل کرنے کے لیے۔"

وہ بھی دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھائے دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں صرف اپنے کام کرتی ہوں۔ دوسروں کے ادھورے کام نہیں۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ تمہارا چہرہ سرخ پڑ رہا ہے۔"

"اف"!

پرل بری طرح جھنجھلائی۔(جھوٹ بولنے پر اس کا سرخ ہوتا چہرہ اسے کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔)اشعر ہنس دیا۔

"ایش سامانے کیا کر دیا اب کہ تم اس کے لیے زہر لینے یہاں آ پہنچے؟" پرل نے فوراً بات بدل ڈالی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ وہ آج کل کیا کر رہا ہے؟"

"کیا؟"

"لائلہ ساما کے لیے انویسٹی گیٹر کا کام کر رہا ہے۔"

پرل کھل کر ہنس دی۔اشعر بھی مسکراتا رہا۔

"بیوی کی خاصی دہشت ہے۔"

"لائلہ سے اب کون نہیں ڈرتا۔ کبھی کبھی تو مجھے بھی اس کے قہر سے ڈر لگنے لگتا ہے۔ سوتیلا بھائی ہوں۔ کہیں مجھے"....

"اشعر ساما!" پرل نے اسے ٹوکا۔ "اس دنیا میں اب سب سے زیادہ اہم تمہارے لیے لائلہ ہے۔ہاں یا نہ؟"

اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر کندھے اچکا دیے۔ پرل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اقرار واضح تھا۔(ہاں۔لائلہ اور اینا۔)

"اسے تم بہت عزیز ہو۔ وہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی ہے۔اس بات کی گواہ میں ہوں۔اس نے کبھی سگے سوتیلے کی تفریق نہیں کی۔اس کے لیے بھائی صرف بھائی ہے۔ سگا یا سوتیلا اس کے لیے میٹر نہیں کرتا۔"

"جانتا ہوں۔"

"پھر ظاہر کیوں نہیں کرتے؟"

"احساسات ظاہر نہیں کیے جاتے۔" وہ آگے کو ہوا۔ چہرے پر سنجیدگی چھائی۔ آنکھوں میں درد۔ "ہم ڈارکنیس ورلڈ کے لوگ جس سے بھی محبت کرتے ہیں اسے کھو دیتے

ہیں۔ مگر اب میں لائلہ کو کسی قیمت پر نہیں کھو سکتا۔ مزید کسی کو کھونے کی ہمت نہیں رہی مجھ میں۔"

"اسی لیے تم ہمارے سامنے اینا کو نہیں اٹھاتے۔ اس کے ساتھ وہ پیار نہیں کرتے جو ایک باپ اپنی بیٹی سے کرتا ہے۔"

پرل بولتی گئی اور وہ اس سے نظریں چرا گیا۔

"مگر ہماری غیر موجودگی میں تمہارا سارا وقت اینا کے ساتھ گزرتا ہے۔ چاہے اسے اب تک لائلہ نے پالا ہے۔ وہ یقیناً ایک اچھی پھپھو ثابت ہوئی ہے مگر..." وہ سانس لینے کو رکی۔ "وہ سب سے زیادہ اپنے باپ کی عادی ہے۔ وہ سب سے زیادہ اپنے باپ کی آغوش میں میں پر سکون رہتی ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

وہ حقیقت چند لمحے خاموشی بن کر آفس کی فضا میں خوشبو کی مانند پھیلی رہی۔

"میں اسے اپنا عادی نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ میرے پاس اپنی زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ کب، کہاں، کیسے موت آجائے مجھے نہیں معلوم۔" اس نے جیسے وضاحت دی۔" یہ بات سب جانتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں جاتے تو بہت سے لوگ ہیں مگر لوٹ کر سب نہیں آتے۔ اس جنگ میں بھی یہی ہو گا۔ اگر ہم اپنے تمام دشمنوں کو ماریں گے تو ہم میں سے بھی کوئی ناں کوئی ضرور مرے گا۔"

پرل ابراہم کو پہلی بار کسی تلخ حقیقت نے تکلیف دی تھی۔

"میری بات کان کھول کر سن لو اشعر جہان!" پرل نے گویا اپنا حکم سنانا چاہا۔ "تمہیں زندہ رہنا ہے۔ اس جنگ کے بعد بھی تمہیں ہر حال میں زندہ رہنا ہے۔ اینا کے لیے، لائلہ کے لیے... اگر تمہیں کچھ ہوا تو یقین کرو پرل ابراہم تمہیں جہنم واصل کر دے گی۔" ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا گیا۔

اشعر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر دھیرے سے مسکرا دیا۔ زخمی مسکراہٹ ...

پرل کے دل کو دھکا سا لگا۔ اتنے سالوں میں اس کا سب سے زیادہ وقت اشعر جہان کے ساتھ گزرا تھا۔ اس کی موت... کل از کم پرل ابراہم اشعر جہان کی موت کو تصور نہیں کر سکتی تھی۔

"میں" ...

اس سے پہلے کہ اشعر کچھ بولتا اس سوگوار سے ماحول میں اس کے موبائل کی چنگھاڑتی آواز نے کمرے کی خاموشی کا دم بے حد سفاکی سے توڑا۔

اسکرین پر جگمگانے والا نام "ذلیل دوم" تھا۔

"اسپیکر آن پلیز۔" پرل نے اشارہ کیا۔

اگلے ہی لمحے اشعر اسپیکر آن کیے موبائل میز پر رکھے بیٹھا تھا۔

"کیسے مزاج ہیں ایش ساما؟"

اشعر نے استفسار کیا۔

"مزاج تو بالکل ٹھیک ہیں البتہ میری حالت تمہاری بہن نے خراب کر رکھی ہے۔"

"کیوں؟"

"سمجھ نہیں آرہا کہ چل کیا رہا ہے۔ میں اسے اپنی اصلیت بتانے والا تھا مگر اس سے پہلے ہی وہ پاکستان جا پہنچی۔ سہر اب خان سے ملاقات کی۔ مجھے لگا وہ اسے سب کچھ بتا دیں گے مگر میں غلط تھا۔"

پرل اور اشعر نے حیرت بھری نظروں کا تبادلہ کیا۔

"تو کیا ابھی تک اسے تمہاری حقیقت نہیں معلوم؟"

"او نہوں۔ اور تو اور اب سات دن مجھے اس کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ اور ہر لمحہ شرمندہ ہونا پڑے گا۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اسے انہی سات دنوں میں کیوں نہیں بتا دیتے؟" پرل بولی۔

اشہد نے پہلے تو اپنا موبائل کان سے ہٹا کر ایک نظر اسکرین کو دیکھا اور پھر بولا۔

"تم کہاں سے آگئیں؟"

"جنت سے۔"

جواب پر تینوں ہنس دیے۔

"اس نے وعدہ کیا ہے کہ ان سات دنوں میں ہم ماضی سے منسلک کوئی بات نہیں کریں گے۔"

پرل کا اسے داد دیتے ہوئے ایک ابرو اٹھ گیا۔

"تم دو لوگوں کے ایڈوائزر ہوتے ہوئے ایک انویسٹی گیٹر کے طور پر کیسے کام کر سکتے ہو۔ یہ اصولوں کے خلاف ہے۔"

"لائلہ کے لیے تمام اصول خاک۔"

پرل اور اشعر اب کہ مسکرا دیے۔

"تمہارے جو دو عدد باس ہیں انہیں علم ہو گیا تو مار ڈالیں گے تمہیں۔"

"اس کے لیے کچھ بھی۔ یہاں تک کہ موت بھی۔ مگر میں اسے انکار نہیں کر سکتا۔ اسے انکار کرنا میری محبت کی توہین ہو گی۔"

پرل اور اشعر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ غش کھا کے بے ہوش ہو جاتے۔ وہ مرتے کیا نہ کرتے۔ وہ شخص ایش ہو ہی نہیں سکتا۔ ایش اور ایسی باتیں... اف !

"چلو اچھی بات ہے۔ کم از کم سات دن تو اس کے ساتھ رہو گے۔" اشعر کی بات پر وہ ہنس دیا۔

"اسی بات کی تو خوشی ہے۔"

اشعر اور پرل کی آنکھوں میں رشک صاف ظاہر تھا۔ ان کے دلوں پر لگے محبت کے زخم جیسے کریدے گئے تھے۔ اسی وقت، اسی لمحے بھوری اور سبز آنکھوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ چاہے موت ہی کیوں نہ آ جائے انہیں ان دونوں کی محبت کو منزل تک پہنچانا تھا۔ آخر کسی کی محبت تو کامیاب رہے۔ ان کی نہ سہی ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے ہی موجود چھوٹے سے پارک میں موجود تھی۔ صبح کا وقت تھا اور وہ ٹریک سوٹ پہنے ٹھنڈ کے باوجود دھند میں بھی واک کر رہی تھی۔

ارد گرد ایک دو لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ ہر سو خاموشی تھی۔ جیسے ہی وہ بینچ (جس پر اس کا سامان رکھا تھا) کے پاس سے گزرنے لگی تو اسے اپنا موبائل بجتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ رکی۔ چند گہرے سانس لیے اور پھر اپنا موبائل اٹھایا۔ وہاں ایکسینٹرک (eccentric) لکھا جگمگا رہا تھا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور پھر فون کان سے لگایا۔

"ہمارا اسلام آپ کے نام"!

"والسلام!" اس نے اپنا لہجہ درست رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

"آج میرا اس اینجلس میں آخری دن ہے۔" خوشگوار سی آواز گونجی جو لائلہ کو یقیناً زہر لگی تھی۔

(شکر ہے) لائلہ نے ایک ہاتھ دعا کی صورت اٹھا کر چہرے پر پھیرا۔

"میں نے سوچا کیوں نہ جانے سے پہلے تم سے ملاقات کر لی جائے۔"

(استغفر اللہ) اب کہ لائلہ کا موڈ غارت ہوا۔

"آف کورس! کیوں نہیں؟ کہاں ملنا ہے؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ (کوفت سے آنکھیں بھی گھمائی تھیں)

"میں تمہیں ٹیکسٹ کر دیتا ہوں۔"

"فائن۔"

اس نے موبائل بند کر کے رکھا۔ مسکراہٹ سمٹی اور چہرے پر غصہ چھا گیا۔

"جہنمی انسان!" اسے القابات سے نوازتی وہ اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

اسے کال کرنے کے بعد زمان ملک نے فوراً ارسم کو کال ملائی۔ رابطہ ملنے پر ارسم کی آواز گونجی۔

"سلام زمان ساما! خیریت اتنی صبح صبح؟"

"میں ٹوپنگا کنیون گیا تھا۔"

"پھر؟ رنگ کا کچھ" ....

"وہاں کوئی نہیں تھا۔ نہ کوئی شخص اور نہ ہی رنگ۔"

"تم نے اسے تلاش کیا؟"

"میرے لوگوں نے کوئی کونہ نہیں چھوڑا۔"

چند لمحے خاموشی ....

"مجھے اب اسٹون چاہیے ارسم! مجھے لگتا ہے کہ جب تک میرے پاس اسٹون نہیں آجاتا تب تک میں رِنگ حاصل نہیں کر سکتا۔"

"اسٹون تم نے سعیر ساما کے حوالے کر دیا تھا تاکہ پہلے رنگ حاصل کر لو۔ ایک بار جب رنگ مل جائے گی تو اسٹون واپس حاصل کر لو گے۔"

"ہاں مگر مجھے اب وہ اسٹون واپس چاہیے۔"

"سعیر ساما کا کھاتا کلیئر کر دوں؟" ارسم نے پوچھا۔

"سعیر سامامر گیا تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ یامی نوکائی کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ مجھے کنگ بننا ہے ارسم! اس کے لیے یامی نوکائی کے ایک ممبر کا زندہ رہنا لازم ہے۔"

چند لمحے خاموشی ...

"مجھے یہ کھیل اپنے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسلتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ آخر اس بار بازی گر کون ہے؟" زمان واقعی پریشان تھا۔

اس بات پر دوسری جانب موجود اشہد حدید کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ گہری مسکراہٹ ....

"میں کچھ عرصہ کے لیے ساپورو جا رہا ہوں۔ مجھے بریک چاہیے۔ وہاں جا کر کچھ پلان کرتا ہوں۔"

"آل رائٹ! کب جا رہے ہو؟"

"آج۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کی خوشی دوبالا ہو گئی۔ کم از کم ان سات دنوں میں اسے زمان کے ساتھ دماغ نہیں کھپانا پڑے گا۔

"ابھی؟"

"نہیں ابھی کسی سے ضروری ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔"

"ہمم۔ آئی ہوپ اپنی آخری محبت سے۔"

زمان ہنس دیا۔ یہ اس کا اقرار تھا۔

ارسم نے بھی مسکرا کر فون بند کر دیا۔ اگر خدانخواستہ اسے زمان کی آخری محبت کا علم ہوتا تو یقیناً دیواروں میں ٹکریں مارتا پھرتا۔ ہونہہ! جہنمی انسان نہ ہو تو!

❤ ❤ ❤

اس وقت وہ زمان ملک کے اپارٹمنٹ کے ساتھ موجود کیفے میں بیٹھی تھی۔ چونکہ زمان کے پاس وقت کم تھا اس لیے اس نے اسے اپنے اپارٹمنٹ کے پاس ہی بلا لیا تاکہ اسے مزید سفر کر کے وقت نہ ضائع کرنا پڑے۔ دونوں آمنے سامنے پر اعتماد سے بیٹھے تھے۔

سفید گول گلے والی شرٹ کے ساتھ گلابی رنگ کا اوور کوٹ پہنے وہ زمان ساما کے دل پر ہر لمحہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ گلاسز سر پر ٹکے تھے۔ گلے میں سفید باریک چین والا نیکلیس تھا۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا جس کے علاوہ ٹھنڈ کے سبب چہرہ مزید گلابی پڑ چکا تھا۔ لائلہ کو زمان ملک کے سامنے اپنے حسن کا قہر برپا کرنے کا حق کس نے دیا تھا؟ آخر کس نے؟

درمیان میں رکھی میز پر چاکلیٹ لاوا کیک رکھا تھا جس پر اسٹرابیریز اور بلیو بیریز سجی تھیں۔ ساتھ ہی ہاٹ کافی کے دو مگ رکھے تھے۔

"مجھے لگا تھا تم انکار کر دو گی۔"

لائلہ دھیرے سے مسکرا دی۔ گالوں پر دو ڈمپلز گہرے ہوئے۔ زمان سانس روکے انہیں دیکھے گیا۔ اسے اتنا خوبصورت مسکرانے کا حق کس نے دیا تھا؟

"میرے دوست کہتے تھے کہ میں دوستی میں بہت اچھی ہوں۔ انکار نہیں کرتی۔ دوستی کا بھرم رکھ لیتی ہوں۔"

وہ دھیمی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔ اس کی آواز زمان ملک کی رگوں میں سرایت کر رہی تھی۔ اسے اتنا پیارا بولنے کا حق کس نے دیا تھا؟

"میں ساپورو جا رہا ہوں۔" اطلاع دی گئی۔ لائلہ نے دھیرے سے سر کو خم دیا۔ "واپس آنے میں کافی وقت لگے گا۔"

)الحمدللہ (!

"تم کبھی ساپورو آؤ ناں۔ میری نظر میں وہ محبت کا شہر ہے۔" اس نے جیسے دعوت دی۔

"محبت کا شہر؟"

زمان ملک نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بہار میں وہاں محبت کے پھول کھلتے ہیں۔ میں ساپورو کو محبت کا شہر کہتا ہوں۔"

لائلہ دھیرے سے ہنس دی۔ کیا نزاکت تھی !

"پھر تو مجھے بھی بہار کے موسم میں ساپورو آنا پڑے گا۔ آخر میں بھی تو دیکھوں کہ وہاں محبت کے پھول کیسے کھلتے ہیں۔" دعوت قبول کر لی گئی۔

تب ہی میز پر رکھا لائلہ کا موبائل تھرتھرایا۔ اس کی اسکرین ایک لمحے کے لیے جل کر بجھ گئی۔ اس کے لبوں پر محفوظ سی مسکان در آئی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ وہ پیغام تھا جس کا اسے انتظار تھا۔

"تم یہاں کس کام سے ہو؟" زمان کا سوال...

"ایکچوالی مجھے کچھ ریسرچ ورک کرنا ہے۔" اس نے بولنا شروع کیا۔ بنا کسی خوف کے، بنا کسی ڈر کے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کس متعلق؟"

"یامی نوکائی۔"

زمان چند لمحے اچھنبے سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"یامی نوکائی کا مطلب بھی جانتی ہو تم؟"

"دی ڈارکنیس ورلڈ (The Darkness world )۔" لائلہ نے ہنوز مسکراتے ہوئے پر اعتماد ہو کر جواب دیا۔

اب کہ زمان کی مسکراہٹ سمٹی۔

"تم یامی نوکائی پر ہی ریسرچ کیوں کر رہی ہو؟"

لائلہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ ایک ابرو اٹھ گیا۔ وہ قدرے آگے ہوئی اور اپنے بازو میز پر ٹکائے۔

"میں یامی نوکائی پر ریسرچ کر رہی ہوں تاکہ اس پر ایک کتاب لکھ سکوں۔ ایک ناول یو نو"...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یامی نوکائی پر ہی کیوں؟"

"کیونکہ میرے خیال سے یامی نوکائی میرے ناول کے لیے ایک بہترین اور منفرد موضوع رہے گا۔"

زمان ناسمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔

"چلو مان لیا کہ تم نے یامی نوکائی پر ریسرچ ورک کر لیا۔ اس کے بعد کیا کرو گی؟ یامی نوکائی کے راز کھولو گی؟"

"ہرگز نہیں۔ یامی نوکائی کے راز ہمیشہ راز رہیں گے۔ میں اپنے کچھ کرداروں کو اس سے منسلک کر کے ایک کہانی لکھوں گی۔ وہ کہانی میری لکھی ہو گی۔ اس کا حقیقی کرداروں سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔"

"وہ تو پھر تم ایسے بھی لکھ سکتی ہو۔ بغیر ریسرچ ورک کے۔ کوئی بھی کہانی گھڑ لو اور لکھ ڈالو۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ لکھاری اپنے کام کو لے کر اتنے نان سیریس ہوتے ہیں کہ وہ بنا ریسرچ کے کچھ بھی لکھ ڈالیں۔" وہ طنزاً ہنسی۔ "مجھے یامی نوکائی کے متعلق سب کچھ جاننا ہے۔ وہاں کیا کیا ہو چکا ہے، کیا ہو رہا ہے اور کیا کیا ہونے کا امکان ہے... سب کچھ۔ میں اپنی کہانی کو ضائع نہیں کرنا چاہتی۔"

"اوکے۔" زمان نے جیسے ہار مانی۔ "تو کیا کوئی ہے جو تمہاری ہیلپ کر سکے؟"

لائلہ نے شکستہ دل ہو کر گہری سانس لی۔

"مجھے لگتا ہے کہ سعیر مراد کا جو پارٹنر ہے حدید خانزادہ۔ وہ ڈارکنس ورلڈ سے کسی نہ کسی طرح منسلک ہے۔"

زمان ملک کا ایک ابرو حیرت سے اٹھ گیا۔

"تو؟"

"تو اب مجھے اسے استعمال کرنا ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"میرے والد کے اس کے والد یعنی سہراب خان کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ جس کی وجہ سے بچپن میں میرا ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔"

"مطلب تم دونوں بھی دوست ہو؟"

لائلہ نے کندھے اچکائے۔ "بچپن کی دوستی یو نو۔"

زمان کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

"وہ آج کل لاس اینجلس میں ہی ہے۔ اور میں اسے اپنے انویسٹی گیٹر کے طور پر ہائر کر چکی ہوں۔"

"کیا وہ مان گیا؟" زمان نے چونک کر پوچھا۔

"مان ہی تو نہیں رہا۔ پرانی دوستی کا احساس بھی دلایا اسے مگر بے سود۔"

زمان نے لب بھینچ لیے۔ وہ اسے پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے اس کی فکر ہونے لگی۔

"میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔"

اب کہ لائلہ چونکی۔ حیرت سے اسے دیکھا۔ (کیا اداکاری تھی!)

"مگر تمہیں ایک وعدہ کرنا ہو گا۔"

"کیسا وعدہ؟"

"تم اس انفارمیشن کو اپنے اندر ہی محفوظ رکھو گی۔ دنیا والوں کے سامنے یامی نوکائی کے راز نہیں کھولو گی۔"

وہ مسکرائی۔ "مجھے منظور ہے۔"

تب ہی لائلہ کا فون بجنے لگا۔ اسکرین پر جگمگانے والا نام تھا۔ "بروکن ریڈ۔" جو زمان ملک دیکھ چکا تھا۔

اس نے فون کان سے لگایا۔

"تم آئے نہیں ابھی تک؟" لائلہ نے فوراً سوال کیا۔ دور کیفے کے باہر کھڑا وہ شخص جو انہیں گلاس وال کے ذریعے دیکھ رہا تھا، چند لمحے کچھ بول نہیں پایا۔

"تم کس کے ساتھ ہو؟" وہ بے یقین سا کھڑا تھا۔

"میں ایک دوست کے ساتھ ہوں۔ مگر تم یہ بتاؤ تم آئے کیوں نہیں؟"

رابطہ ختم ہوا۔ لائلہ نے حیرت سے فون ہٹا کر اسکرین کی جانب دیکھا جو جل رہی تھی۔ وہ کال کاٹ چکا تھا۔

"کون تھا یہ؟"

"سر پھرا خانزادہ۔"

زمان دھیرے سے ہنس دیا۔

"میں بلاتا ہوں اسے۔" زمان نے اتنا کہہ کر اپنا موبائل نکالا۔

"وہ مجھے انکار کر چکا ہے۔ تمہارے بلانے پر کیسے آئے گا؟ اور تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

زمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اگر تمہیں معلوم ہو تو میں سعیر مراد کے بزنس میں پچیس فیصد کا شیئر ہولڈر ہوں۔"

لائلہ کے لب اوہ میں سکڑ گئے۔ زمان اب بول رہا تھا۔

"کہاں ہو؟"

"تمہارے اپارٹمنٹ کی طرف جا رہا ہوں۔" حدید نے وہیں کھڑے، ان پر گہری نظریں جمائے جواب دیا۔

"آہاں۔ ابھی تم کیفے آجاؤ۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"آل رائٹ"!

رابطہ ختم ہوا تو زمان نے لائلہ کی جانب دیکھا جو نہایت سنجیدگی اور حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ مان گیا؟"

"وہ میرا کہا نہیں ٹالتا۔" زمان کے لہجے میں غرور چھلکا جبکہ لائلہ کا دل مٹھی میں آ گیا۔

اسے اس کا ایک ایک لفظ اپنے لیے گالی لگا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ انہیں سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ سنجیدہ اور شاندار شخصیت لیے۔

جبکہ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

اس کے آتے ہی زمان ملک اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔ لائلہ اس کی اس حرکت پر

حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

"آؤ حدید!" وہ خوشدلی سے اس سے ملا۔ لائلہ کو دیکھ کر اس نے محض سر کو خم دیا۔

لائلہ نے بھی جواباً سر کو جنبش دی۔

وہ ان کے ساتھ رکھی تیسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ لائلہ کی دائیں جانب۔

"یہ ہے وفا۔ میری دوست۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک لمحے کے لیے وہاں گہرا سکوت طاری ہو گیا۔ لائلہ سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

حدید نے چونک کر لائلہ کی جانب دیکھا جو بے یقینی سے زمان کو دیکھ رہی تھی اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔

"وفا... وفا..." یہ نام لائلہ اور حدید کے کانوں میں کئی ثانیے گونجتا رہا۔

زمان کے دیکھنے پر حدید بہ مشکل لائلہ کو دیکھ کر رسماً مسکرایا۔

"جانتا ہوں۔" فسوں ٹوٹا تو حدید بولا۔ زمان کے چند لفظوں نے اسے وفا بنا دیا تھا۔

سالوں پہلے والی۔ ہادی کی وفا...

لائلہ مسکرا بھی نہ پائی۔ بس آنکھوں میں ڈھیروں غصہ چھپائے خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

"وفا نے تم سے ایک کام کہا تھا۔" زمان نے یاد دلانا چاہا۔ حدید نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں لاعلمی کو کہیں کونے میں چھپائے۔ وہ اس وقت کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ پہلے سب کچھ ٹھیک سے سمجھنا چاہتا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اپنی دوست کے لیے انویسٹی گیشن نہیں کر سکتے؟"

حدید نے ایک سنجیدہ سی نگاہ لائلہ پر ڈالی جس نے حدید کے دیکھنے پر غصے سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔ دونوں ہی غصہ تھے۔ بے حد... مگر ایک دوسرے کے غصے کی "وجہ" سے لاعلم۔

"تم وجہ جانتے ہو۔" حدید نے غصے کو اپنے اندر دبانے کی بے حد کوشش کی مگر پھر بھی وہ لہجے میں گھل سا گیا۔

"میں تمہیں اجازت دے رہا ہوں۔ تمہیں اس کا کام ایمانداری سے کرنا ہے۔ اور ہر حال میں کرنا ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید نے سر کو خم دیا۔ زمان کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ کندھوں سے بوجھ ہٹ گیا۔

زمان لائلہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

"اب تم بے فکر ہو کر ریسرچ ورک کر سکتی ہو۔ حدید بہت کھرا، تیز اور ایمانداری سے کام کرنے والا شخص ہے۔"

لائلہ نے ایک گہری نظر حدید پر ڈالی جو حدید کو اپنے اندر بری طرح گڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وہ غصہ تھی۔ مگر کیوں؟ اب کہ حدید کو اپنا غصہ بھول گیا اور لائلہ کے غصے کی فکر ہونے لگی۔

"میں پھر چلتا ہوں۔" زمان اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالی اور پھر لائلہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

"خدا حافظ!" لائلہ نے خوشدلی سے اسے الوداع کہا تو حدید کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ وہ صرف اس سے غصہ تھی۔ حدید کا دل ڈوب سا گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

زمان چلا گیا تو کئی ساعتیں اسی طرح خاموشی چھائی رہی۔

"تم مجھ سے ناراض" ...

"میری کال کیوں کاٹی تھی تم نے؟" اپنے موبائل پر نظریں جمائے وہ سنجیدگی سے بولی۔ لہجے میں درشتی تھی۔ اس کا غصہ حدید بھانپ چکا تھا۔

"میں" ...

"اگر تمہیں آنا ہی تھا تو تم میرے بلانے پر بھی آسکتے تھے مگر تم صرف اپنے اس سو کالڈ باس کے بلانے پر یہاں آئے۔" اب کہ وہ موبائل ایک طرف رکھ کر اسے دیکھتے ہوئے دبے دبے غصے میں چلائی۔ "تم مجھے اعتبار کے ذرا بھی قابل نہیں سمجھتے۔ تمہیں کیا لگا کہ میں تمہیں یہاں پھنسانے کے لیے بلا رہی ہوں؟" لہجے میں غصے کے ساتھ افسوس در آیا۔

"ایسی بات نہیں ہے وفا"!

"لائلہ جہان نام ہے میرا۔ سمجھے تم؟" اس نے حدید کی بات کاٹی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آل رائٹ! کیا تم پلیز اب مجھے سنو گی؟"

"نہیں۔" غصے میں وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنا سامان اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔

"لائلہ پلیز میری بات سنو۔ لائلہ!" وہ کھڑا ہوا۔ اسے پکارا۔ بار بار پکارا مگر وہ جا چکی تھی۔ حدید کا دل دھک سے رہ گیا۔ اسے زندگی میں اتنا برا کبھی نہیں لگا تھا جتنا آج لگ رہا تھا۔

اس کے جانے کے بعد بھی وہ کافی دیر وہیں کھڑا بے بسی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جلدی سے اپنا موبائل نکالا۔ کیا قصور کر دیا تھا اس نے؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم جانتی ہو مجھے منانا نہیں آتا۔"

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ حدید اسے کم از کم پچیس بار کال کر چکا تھا مگر وہ سنجیدہ سی بیٹھی بغیر کان دھرے سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے گاڑی چلا رہی تھی۔ وہ اتنی ظالم کیوں ہو گئی تھی؟

تب ہی حدید کی جانب سے وہ میسج آیا۔

وہ چند لمحے اسے یوں ہی تکتی رہی۔ بھولی بسری کئی یادوں نے اس کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ مگر اس نے گہری سانس لی اور پھر سے سامنے کی طرف دیکھنے لگی۔

جب وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچی تب اس کا موبائل شانت ہو چکا تھا۔ یقیناً وہ تھک چکا ہو گا۔ اس نے اتنا سوچ کر سر جھٹکا اور پھر پرل کو کال ملائی۔

"مسز ایش نے آج ہمیں کیسے یاد کر لیا؟" پرل کی خوبصورت آواز کانوں میں گونجی۔

"میں مصروف ہوتی ہوں پرل ساما" !

"جانتی ہوں۔" پرل مسکرائی۔ "کیسی ہو؟"

"معلوم نہیں۔"

"کیا ہوا؟"

"معلوم نہیں۔"

"حدید سے ملاقات ہوئی؟" پرل نے اس کی حالت سے اندازہ لگایا۔

لائلہ چند لمحے خاموش رہی۔

"میری یا اشعر ساما کی ضرورت ہو تو تم ہمیں بتا سکتی ہو۔ ہم آجائیں گے۔"

"نہیں۔" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔ "ایش ساما کا کام تو ہو چکا۔
"

"تو پھر کیوں ہو لاس اینجلس؟ واپس آجاؤ۔ اینا تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔"

اینا کا نام سن کر لائلہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"کچھ ہی دنوں میں واپس آجاؤں گی۔ اینا کیسی ہے؟"

"اینا خود بتائے گی کہ وہ کیسی ہے۔ ہے ناں اینا؟" پرل یقیناً اینا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس نے فون اینا کے کان سے لگایا۔

"لائلہ پھپھو!" اینا کی کھنکتی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ تھکاوٹ، پریشانی سب اڑن چھو ...

"لائلہ پھپھو آپ کب آرہی ہیں؟"

"پھپھو کی جان! میں کچھ ہی دنوں میں آپ کے پاس آ رہی ہوں۔"

"آپ کو پتا ہے میں آپ کو کتنا مس کرتی ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے میری اینا مجھے بہت مس کرتی ہے۔"

"آپ مجھے مس نہیں کرتیں؟"

"ایسا کس نے کہا؟ میں تو آپ کو بہت مس کرتی ہوں۔ اسی لیے تو کچھ دن بعد سب کچھ چھوڑ کر آپ کے پاس آ رہی ہوں۔"

"اور ایش ماموں کو؟"

ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا کھڑکی کی چوکھٹ کو پار کرتا ہوا لائلہ کے وجود سے جا ٹکرایا۔ وہ ایک دم ساکت ہو گئی۔ یقیناً ساتھ بیٹھی پرل نے اسے لقمہ دیا تھا۔

"بالکل نہیں۔"

اینا کھل کر ہنس دی اور مزے سے ساتھ بیٹھی پرل کو بتانے لگی۔

"وہ ایش ماموں کو نہیں بس مجھے مس کرتی ہیں۔"

"تمہاری پھپھو جھوٹ بولتی ہیں۔" لائلہ نے پرل کی آواز آسانی سے سنی تھی۔ لمحے بھر کے لیے اس کی رنگت گلابی پڑ گئی۔ لبوں پر مسکراہٹ پھیل کر معدوم ہوئی۔

تب ہی کسی کی کال آنے لگی۔ اس نے اسکرین پر دیکھا تو بروکن ریڈ دیکھنے کو ملا۔ وہ پھر سے کاوشوں میں لگ گیا تھا۔

"پرل ساما میں تم سے تھوڑی دیر میں بات کرتی ہوں۔ ایک امپورٹنٹ کال ہے۔"

کال بند کر کے اس نے بروکن ریڈ کی چیٹ کھولی جہاں بے شمار میسجز اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"کیسا لگتا ہے جب کوئی آپ کے پکارنے پر بھی نہ رکے اور آپ کے احساسات پیروں تلے روند کر چلا جائے؟"

اس نے ان تمام میسجز کا جواب ایک میسج کر کے ہی دے دیا۔

حدید چند لمحے اس میسج کو دیکھتا رہا۔ اس نے اسے بار بار پڑھا۔ ایک بار نہیں سو بار۔ اسے اتنا گلٹ زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا جتنا اس میسج کو پڑھنے کے بعد ہو رہا تھا۔

"تم نے مجھے نہیں روکا تھا۔" اس کا میسج ...

"میری آنکھوں نے روکا تھا۔ تم آنکھیں پڑھنا جانتے تھے۔ جب تم میری آنکھوں کا احترام نہیں کر پائے میرے تو کیا لفظوں کا خاک کرتے۔" اس کا جواب ...

وہ لاجواب ہو چکا تھا۔ گلٹ کے سبب اس کا چہرہ سمیت کان بھی سرخ پڑ چکے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور میسج کرتا کسی کی کال آنے لگی۔ موڈ حد درجہ غارت ہوا۔ کاش! کاش وہ اس شخص کے اسی لمحہ ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا۔

"جی سعیر ساما؟" وہ بددل ہو کر بولا۔

"زمان ساما سا پورو جا رہا ہے اور تم نے مجھے کوئی خبر نہیں دی۔"

"دراصل میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کی طبیعت اب واقعی ٹھیک نہیں تھی۔

"اوہو۔" سعیر فکر مند ہوا۔ (آگ لگے اس کی فکر کو)

"مجھے کچھ دن کا بریک چاہیے۔"

"اٹس اوکے۔ تم جتنے دن چاہے آف رہ سکتے ہو۔"

"آل رائٹ!" اس نے فون بند کیا۔ لائلہ کے میسجز سر پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔

اف! اس نے کیا کر دیا تھا۔ ذہن میں اس کی وفا سے پاکستان میں آخری ملاقات کسی فلم کی مانند چلنے لگی۔

(واپس آؤ گے؟

شاید نہیں۔

کبھی نہیں؟

کبھی بھی نہیں۔

میرے لیے بھی نہیں؟)

اس نے پھر سے اسے کال ملائی۔

(کبھی لگتا ہے کہ تم سا اپنا کوئی بھی نہیں اور کبھی لگتا ہے کہ تم سا غیر کوئی نہیں۔)

وہ اپنے موبائل پر جگمگاتے بروکن ریڈ کو دیکھتی رہی۔ چہرہ سپاٹ تھا۔ اس نے اثر لینا چھوڑ دیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

(آخر تم ہو کون ہادی؟ کیا ہو تم؟ میری غلط فہمی یا پھر میرا بکھرا ہوا خواب؟)

لائلہ نے کال کاٹ دی تو حدید نے اپنی انا کا بری طرح قتل کرتے ہوئے اسے پھر سے کال کی۔ وہ اسے ایک بار کھو چکا تھا۔ دوبارہ نہیں کھونا چاہتا تھا۔

(کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ تم کتنے ظالم ہو ہادی۔)

لائلہ نے پھر سے کال کاٹ دی اور اب کی بار موبائل آف کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

کاش! اس وقت وہ اسے بتا سکتا کہ وہ کتنی ظالم ہو چکی ہے۔

(کاش ہم کبھی نہ ملے ہوتے۔ تمہارے بچھڑنے کی تکلیف تمہارے ملنے کی خوشی سے زیادہ ہے ہادی۔)

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید خاموشی سے ساتھ موجود بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے بالوں کو نوچ لینے والی صورت پکڑ لیا۔ سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ بے بس ہو کر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔ وہ کیا کر بیٹھا تھا؟ کیا اس نے سالوں پہلے واقعی ظلم کیا تھا؟

تب ہی اس کے موبائل کی اسکرین جل کر بجھی۔ ایک میسج ٹمٹمایا تھا۔ لائلہ کی جانب سے ...

اس نے برق رفتاری سے موبائل اٹھایا۔

میسج میں کل ملاقات کی ڈیٹیلز تھیں۔ اس نے گہری سانس لی اور ڈن کا میسج چھوڑ دیا۔

اسے اب لائلہ کو منانا تھا۔ کسی بھی طرح ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

لاس اینجلس میں آج ہلکی ہلکی بارش تھی۔ ہر سو قرار کا عالم تھا۔ سب کچھ بارش کے پانی سے دھلا دھلا سا لگ رہا تھا۔ درختوں، عمارتوں، سڑکوں، غرض ہر چیز پر بارش اپنا اثر چھوڑ رہی تھی۔ گیلی سڑکوں پر بہت سے لوگ چھتری لیے چل رہے تھے۔ اس رومانوی موسم میں لاس اینجلس میں عموماً کپلز باہر نکل آیا کرتے ہیں اور سڑکوں پر ہاتھوں میں

ہاتھ ڈالے مٹر گشتی کیا کرتے ہیں۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی ڈرائیونگ میں مصروف تھی۔ تب ہی اچانک وہ رکی۔ بارش سے اسے عشق تھا۔ پھر چاہے وہ موسم گرما کی ہو یا موسم سرما کی۔ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہر کر باہر نکلی اور سڑک کنارے دھیرے دھیرے چلنے لگی۔ آج اس نے بال اونچی پونی کی صورت باندھ رکھے تھے۔ سیاہ پی کوٹ اور اس کے ساتھ اسکن کلر کا مفلر ڈال رکھا تھا۔ ٹھنڈ کے سبب اس کے گال اور ناک گلابی پڑ چکے تھے۔ اسکن ہائی ہیلڈ بوٹس پہنے وہ پی کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مطلوبہ جگہ سے کچھ فاصلے پر چل رہی تھی۔ اس کے وجود پر بارش کے ننھے ننھے قطرے پڑ رہے تھے مگر فکر کسے تھی۔ بارش قدرے ہلکی تھی۔ وہ ایک جگہ رکی اور چہرہ اوپر کر کے آنکھیں بند کیے ٹھہر سی گئی۔ بارش کی ٹھنڈی بوندیں اب کہ اس کے چہرے پر گر کر اسے گدگدانے لگیں۔ چند گھڑیاں بیتیں۔ چند لمحے سرکے اور پھر اچانک !

بارش اچانک رک گئی۔ اس کا چہرے پر گرنے والی بوندوں کا راستہ کسی نے روک دیا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ اس کے اوپر چھتری کا سایہ تھا۔

"ٹھنڈ تمہیں راس نہیں ہے۔ بیمار پڑ جاؤ گی۔" شناسا اور پسندیدہ آواز پر وہ سیدھی ہوئی اور ساتھ کھڑے سیف ہیون کو دیکھا جو اس پر سایہ کیے کھڑا تھا۔ ایک کیئر ٹیکر کی طرح ...

"مجھے تم بھی راس نہیں۔ اس لیے دور رہو مجھ سے۔" وہ اتنا کہتی آگے چل دی۔ وہ ہنسا اور پھر ہنستے ہوئے ہی اس کے پیچھے چل دیا۔

"بارش ہو رہی ہے۔" اس نے پھر سے چھتری کا سایہ دینا چاہا۔

"بہہ نہیں جاؤں گی میں۔"

"مگر بیمار ضرور پڑ جاؤ گی۔" وہ اب اس کے ساتھ ساتھ چلتا اسے سایہ فراہم کیے ہوئے تھا۔

"تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی کیئر خود کر سکتی ہوں۔" ایک ادا سے کہا گیا۔

"بارش میں بھیگ کر اور پھر بیمار پڑ کر۔ رائٹ؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نن آف یور بزنس۔ اپنے کام سے کام رکھو۔" لائلہ اب کہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس سے چند قدم آگے ہو گئی۔

"اپنے کام سے کام ہی تو رکھ رہا ہوں۔ اب سے تم ہی میرا کام ہو۔"

اس کی بات پر وہ ایک دم رک کر پیچھے مڑی ہی تھی کہ اس سے جا ٹکرائی۔

"دھیان سے۔" وہ قدرے نرمی سے بولا جبکہ وہ غصے سے دو قدم پیچھے ہوئی۔

"تمہارا کام مجھے فالو کرنا نہیں ہے۔ آئی سمجھ؟ اور اب جلدی چلو ویسے بھی تم پہلے ہی کل کا دن ضائع کر چکے ہو۔"

"میں ضائع کر چکا ہوں۔ میں؟ آر یو شیور؟"

"یس آئی ایم۔" ایک بار پھر نخرہ دکھا کر کہتی وہ آگے کی طرف چلنے لگی۔

وہ دھیرے سے ایک بار پھر ہنس دیا۔ اس پر نخرہ خوب جچتا تھا! اس کے دل نے گواہی دی۔

وہ اس سے دو قدم پیچھے چلتا غیر محسوس انداز میں اسے چھتری کے سائے میں رکھنے کی پوری کوشش کرنے لگا۔

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ پھر اچانک ہی وہ بولا۔ نہایت مدھم آواز میں۔

"کیا میں تم سے معافی مانگ سکتا ہوں؟"

لائلہ کی رفتار قدرے کم ہو گئی۔

"کس بات کی؟" وہ ہنوز سامنے دیکھتے ہوئے معمولی مگر سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"ہر اس بات کی جس نے تمہیں ہرٹ کیا۔"

وہ دھیرے سے مسکرائی۔ زخمی سا... وہ اسے مسکراتا ہوا بھی نہ دیکھ پایا۔

"کس کس بات کی معافی مانگو گے؟"

اب کہ وہ رکی۔ وہ بھی اس کے احترام میں دو قدم پیچھے ہی رک گیا۔

ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ان دونوں کے وجود سے ٹکرایا اور ان کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گیا۔

"میں شرمندہ ہوں اور.... تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔"

وہ بے بس سی نگاہیں اس کی پشت پر ٹکائے ہوئے نہایت مدھم آواز میں بولا۔

"شرمندگی زخموں کا مرہم نہیں ہوتی حدید خانزادہ!" اس کے لہجے میں کچھ تلخ سا تھا۔

"میری غلطی...." اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا لائلہ مڑی اور اسے ٹوکا۔

"تم ایک مجرم ہو حدید خانزادہ! تم نے غلطیاں نہیں جرم کیے ہیں۔ میں تمہارا کون کون سا جرم یاد دلاؤں تمہیں؟"

وہ شرمندہ سا خاموش کھڑا رہا۔ چہرے پر بلا کی معصومیت لیے۔ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ غلطی کرنے کے بعد معصومیت سے سر جھکائے کھڑا ہوتا ہے۔

"میرے ہر جرم کے پیچھے ایک وجہ تھی وفا"!

"لائلہ۔ لائلہ جہان نام ہے میرا۔" ایک بار پھر غصے سے باور کرا کر وہ ایک دم واپس مڑی اور آگے کی جانب چلنے لگی۔

"تم میری بات اگنور کر رہی ہو لائلہ"!

وہ پھر رکی۔ اس کے منہ سے اس کا وہ نام کتنا اچھا لگتا تھا! وہ سوچتی رہ گئی۔ اور پھر مڑ کر اسے دیکھا۔

"ہاں کر رہی ہوں۔ تو؟ "

"تم اپنے ہادی کی بات کیسے اگنور کر سکتی ہو؟"

"شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ حدید خانزادہ! جس طرح وفا نہیں رہی اسی طرح ہادی بھی نہیں رہا۔ آج نہ تم ہادی ہو اور نہ میں وفا۔ اور خبر دار! خبر دار جو تم نے پھر سے کام کے علاوہ کوئی بات کی۔ تمہارے منہ سے اب میں ماضی سے متعلق کچھ نہ سنوں۔ ایک لفظ بھی نہیں۔" غصے سے چبا چبا کر بولتی وہ اشہد حدید کا دل ایک لمحے میں کئی بار توڑ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے خاموشی سے احتراماً سر کو خم دیا۔ وہ چند ثانیے اسے یوں ہی دیکھتی رہی اور پھر غصے سے آگے بڑھ گئی۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر براجمان تھے۔ درمیان میں رکھی چھوٹی سی میز پر کافی کے بھاپ اڑاتے مگ رکھے تھے۔

"مجھے یامی نوکائی کے بارے میں جاننا ہے۔"

"کیا؟" وہ بھی اب کہ سنجیدگی سے بولا۔ دونوں میں اب کہ عجیب اندیکھی سی اجنبیت تھی۔

"سب کچھ۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کل تمہیں تمام انفارمیشن دے دوں گا۔"

"کل؟"

"میں ابھی یہاں بیٹھے بیٹھے تو سب کچھ معلوم کرنے سے رہا۔"

"جتنا جانتے ہو ابھی اتنا بتاؤ۔ باقی پھر آئندہ دنوں میں۔"

پھر اس نے دھیرے دھیرے اسے یامی نوکائی کے بارے میں وہ سب بتانا شروع کیا جو لائلہ اور ہم پہلے سے جانتے ہیں۔ وہ اسے بتاتا رہا جبکہ وہ خاموشی سے گہری نظریں اس پر ٹکائے بیٹھی اسے سنتی رہی۔

کافی کے مگ سے بھاپ اڑنا بند ہو چکی تھی۔ لمحے سرکتے جا رہے تھے۔ وقت کسی بند مٹھی سے ریت کی مانند پھسلتا جا رہا تھا۔ تب ہی لائلہ کو احساس ہوا کہ وہ کافی دیر سے اسے مسلسل دیکھ رہی ہے۔ اس نے اس سے نظریں ہٹا کر بغور اسے سنتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا چاہا۔ پھر چند ہی ثانیے بیتے کہ لائلہ کی نظر بے اختیار دوبارہ اس کے چہرے پر جا کر ٹھہر سی گئی۔ وہ سامنے ہوتا تو نظریں ارد گرد کے ہر منظر کو بھلا کر اس کے چہرے پر ٹھہر سی جایا کرتی تھیں۔ پلکیں جھکنا بھول جاتی تھیں۔ سالوں پہلے کی بھولی بسری عادت نے جیسے اس کے دل و دماغ پر دستک دی۔ عادتیں بھی بھلا ختم ہوتی ہیں؟

جب وہ یامی نوکائی کے بارے میں سب بتا چکا تو لائلہ نے گہری سانس لی۔

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"اسٹون اب کہاں ہے؟"

وہ چند لمحے بنا پلک جھپکے اسے دیکھتا رہا۔

"بتاؤ حدید خانزادہ اسٹون آف یامی نوکائی کہاں ہے؟"

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ مجھے اس بات کا علم ہے؟"

لائلہ سیدھی ہو کر قدرے آگے کو ہوئی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیا۔

"کیونکہ اس رات اسے مجھ سے چرانے والے تم تھے۔"

"ویل..." حدید نے بھی گہری سانس اندر کو کھینچی۔ "تمہیں بتا ہی سکتا ہوں۔" اس نے ایسے جتایا جیسے اس پر احسان کرنے جا رہا ہو۔ "وہ اس وقت میرے پاس ہے۔"

لائلہ کو اب کہ واقعی حیرت ہوئی مگر کوئی تاثر نہ دیا۔

"سعیر مراد اسٹون کے معاملے میں بہت خود غرض ہے۔ میں کیسے مان لوں کہ وہ اسٹون تمہارے حوالے کر چکا ہے۔"

حدید ہولے سے مسکرا دیا۔

"مسز ایش! آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ وہ اسٹون کسی قیمت پر بھی کسی اور کے حوالے نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس دن جو اسٹون میں نے تم سے چرایا تھا وہ سعیر ساما کے پاس ہی ہے۔"

لائلہ کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے جبکہ رنگت مسز ایش سن کر ہی مزید گلابی پڑ چکی تھی۔

"تو تمہارے پاس کیا ہے؟"

"ریئل اسٹون۔"

وہ چند لمحے نا سمجھی سے اسے دیکھتی رہی۔

"نہیں آئی سمجھ؟ آل رائٹ! میں سمجھاتا ہوں۔" اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھی۔

"یہ ڈائمنڈ رنگ ہے۔"

لائلہ نے اسے اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے اٹھا کر قریب سے دیکھا۔ پھر حدید نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے وہ واپس اسے تھما دی۔ حدید نے وہ انگوٹھی واپس جیب میں رکھی۔

"بلکہ تم ایسا کرو اسے اپنے پاس ہی رکھو۔" اگلے ہی لمحے حدید نے انگوٹھی نکال کر واپس اس کی جانب بڑھائی۔ لائلہ نے وہ لے کر اپنے آگے میز پر رکھ دی اور پھر حدید کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تم نے اسے دیکھا کیوں نہیں؟"

"میں پہلے دیکھ چکی ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

حدید ہنس دیا۔

"پہلے تم اسے نہیں اسے دیکھ چکی تھیں۔" حدید نے ایک اور انگوٹھی جیب سے نکال کر اسے دکھائی۔ لائلہ نے چونک کر اپنے آگے رکھی انگوٹھی کو دیکھا جو ہو بہو اسی کی طرح تھی۔

"اب میں وضاحت کرتا ہوں۔ یہ ایک ڈائمنڈ رنگ ہے۔ بالکل ریئل۔ جبکہ دوسری اس کا ڈپلیکیٹ۔ دونوں کو ساتھ رکھنے پر تو اس میں فرق معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کسی کو ایک ایک کر کے یہ دونوں دکھا دی جائیں تو وہ یہی سمجھے گا کہ ہم نے اسے دونوں بار ایک ہی انگوٹھی دکھائی ہے۔ اسے کہتے ہیں نظر کا دھوکا۔"

لائلہ اب کہ سمجھی اور اعصاب ڈھیلے کر کے اسے مبہوت سی نگاہوں سے دیکھا۔

"یہی دھوکا آج سے برسوں پہلے سعیر ساما نے ارباز ساما کو دیا تھا اور ریئل اسٹون کو ڈپلیکیٹ سے بدل دیا تھا۔ مگر انمول ساما اور جہان ساما نے مل کر اسی کا دھوکا اسی پر پلٹ دیا۔ جو اسٹون سعیر ساما نے چرایا تھا وہ وہی تھا جسے اس نے خود رکھا تھا۔ جبکہ ریئل اسٹون جہان ساما لے کر سنگاپور پہنچ گئے جہاں قفل کھول کر انہوں نے رنگ حاصل کر لی۔ وہ رنگ سہراب خان کو دے دی گئی جبکہ اسٹون پھر سے چرا لیا گیا۔ اور اس بار چرانے والا ڈیوڈ ساما تھا۔ مگر جب وہ اسے لے کر سنگاپور گیا تو وہاں سے رنگ غائب تھی۔ اسی وجہ سے وہ کبھی کنگ آف یامی نوکائی نہیں بن پایا۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

"جو اسٹون اس رات ہم نے چرایا تھا وہ کون سا تھا؟" لائلہ اچھنبے سے اسے دیکھتی رہی۔

حدید مسکرایا۔

"ڈپلیکیٹ۔ "

اب کہ لائلہ کے لب اوہ میں سکڑ گئے جبکہ آنکھوں میں دلچسپی بڑھی۔

"اور رئیل؟"

"میں نے کہاناں رئیل اسٹون میرے پاس ہے۔"

"تم نے اسے کیسے حاصل کیا؟"

"لمبی کہانی ہے۔ پھر کبھی بتاؤں گا۔" اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابھی کیوں نہیں؟"

"کیونکہ مسز ایش! جتنی قیمت آپ نے ایک دن کی ادا کی ہے اس میں محض اتنا ہی بتایا جا سکتا ہے۔" مسکراہٹ دبائے وہ اس کی رنگت مزید گلابی کرنے کے درپے تھا۔

"میں مزید پے کر دوں گی۔" اف! لالچی کہیں کل !

"مجھے لالچی سمجھ رکھا ہے کیا؟"

"اور نہیں تو کیا۔" لائلہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں لالچی نہیں ایماندار ہوں۔ جو ایک بار ڈن ہو گیا سو ہو گیا۔"

"تو کیا قسطوں میں بتانے کا ارادہ ہے؟" لائلہ جھنجھلائی۔

"کوئی اور کام بتاؤ گی تو کر دوں گا مگر اس بات کو یہیں چھوڑ کر۔"

"فائن۔" جل بھن تو وہ اندر تک گئی تھی مگر کیا کرتی؟ اس وقت وہ اس شخص سے بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"تو کل کے لیے تمہارا کام یہ ہے کہ کل تم سعیر مراد کی پوری پراپرٹی کے بارے میں مجھے آ کر بتاؤ گے۔ اس کے پاس کیا کیا اور کہاں کہاں ہے۔"

"ڈاکا ڈالنے کا ارادہ ہے؟" حدید مسکراہٹ دبائے بولا۔

"نن آف یور بزنس۔"

وہ تلملا کر جواب دیتی اٹھنے ہی لگی تھی کہ اس کی آواز پر رکی۔

"اگر تو تم اسے کنگال کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو ذرا ملاحظہ فرماؤ! وہ آلریڈی کنگال ہے۔

اس کے پاس پاکستان میں مراد ہاؤس کے سوا کچھ نہیں رہا۔"

لائلہ نے مڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ٹرسٹ می! تمہارا شوہر محترم اسے پہلے سے ہی کنگال کر چکا ہے۔"

تمہارا شوہر محترم!.... اف! کم از کم آج کے دن تو اسے گلابی چہرہ لیے ہی پھرنا تھا۔

"فائن۔"

اتنا کہتی وہ پھر سے آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ اس کی آواز پر رکی۔ اب کی بار وہ خود اٹھ کر اس کے سامنے جا ٹھہرا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ گہری نظریں اس پر ٹکائے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھوں میں محبت تھی۔ بے حد محبت... یہ میں نہیں کہہ رہی بلکہ لائلہ کی آنکھیں کہہ رہی تھیں جو سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں پڑھ چکی تھیں۔

"کل کا کام؟ کیونکہ سعیر ساما کے متعلق میں تمہیں بتا چکا ہوں۔"

"سعیر ساما نہیں تو زمان ملک۔"

"تمہارا تو دوست ہے وہ۔ خود کیوں نہیں پوچھ لیتیں اس سے؟"

"جتنا کہا ہے اتنا کرو۔" انگلی دکھا کر تنبیہ کرتی وہ باہر کی جانب چل دی۔

"اس سے دور رہو لائلہ" !

وہ اسے سنتی رہی مگر رکے بغیر۔

"وہ ایک درندہ ہے۔"

لہجے میں بے بسی سی گھلنے لگی۔

"وہ تمہیں نقصان پہنچائے گا۔"

مگر وہ دروازہ پار کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔ اشہد حدید اسے بے بسی سے جاتا دیکھتا رہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اشعر ساما" !

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے اشعر کو کال ملائی۔

"کیسی ہو جہانگیر مراد کی دوسری اولاد؟" اس نے سنجیدہ مگر اپنائیت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بالکل ٹھیک۔ تم کیسے ہو جہانگیر مراد کی پہلی اولاد؟"

اشعر اس کے انداز پر ہنس دیا۔

"مجھے کچھ ہو سکتا ہے؟"

لائلہ خاموش رہی۔

"کہاں ہو؟" اشعر نے پوچھا۔

"جیسے تمہیں علم نہیں؟"

"علم تو ہے مگر پھر بھی۔ بہن ہو تم میری۔ پوچھنا تو میرا فرض ہے۔"

لائلہ دھیرے سے مسکرادی۔

"لاس اینجلس میں۔"

"حدید کے ساتھ ہو؟"

"ابھی تو نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ آج کل ریسرچ ورک کر رہی ہوں۔"

"ریسرچ ورک تو بہانہ ہے۔ میں اصل وجہ سننا چاہتا ہوں۔"

وہ قدرے سنجیدہ ہوا۔

کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں تمہیں بتادوں گی؟"

"ویل... مجھے یہی لگتا ہے۔"

"فائن۔" لائلہ نے جیسے بتانے کا ارادہ کیا۔

"میں اسے آزمارہی ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ مسکرائی۔

"میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھے اپنی اصلیت خود بتائے۔"

"مطلب تم جان چکی ہو؟"

"لائلہ جہان کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔"

"جب تم حقیقت جان چکی ہو تو کیا آزمانا؟ اس نے سب کچھ تمہارے لیے کیا۔ وہ تمہاری کیئر کر رہا تھا۔"

وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"مجھے اس کے منہ سے سب کچھ سننا ہے۔ اسے خود اقرار کرنا ہوگا اور مجھے اس سب کی وجہ بتانی ہوگی۔"

"وجہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ تم اسے صرف اپنے قریب رکھنا چاہتی ہو۔ سالوں سے تم نے اسے محض تصور کیا۔ اب تم جی بھر کے اسے دیکھنا چاہتی ہو۔ اسے سننا چاہتی ہو۔ ایم آئی رائٹ؟"

"معلوم نہیں۔"

اشعر ہنس دیا۔

"ساری دنیا اسے تمہارا شوہر مان چکی ہے۔ تم دونوں کو بھی اب چاہیے کہ نکاح کے بندھن میں جڑ جاؤ۔ محبتیں قسمتوں سے ملا کرتی ہیں۔ تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ نہ جانے کب، کہاں، کیسے بازی پلٹ جائے۔"

"بازی نہیں پلٹ سکتی۔ وہ صرف میرا ہے۔ سالوں پہلے جدا ہونے والے راستے پھر سے ٹکرانے کا مطلب سمجھتے ہو؟ وہ میرا نصیب ہے۔ جو ان تین چار سالوں میں مجھ سے کوئی نہیں چھین سکا۔ وہ میرے حصے میں لکھا جا چکا ہے اشعر ساما! وہ میری تقدیر ہے جو شاید میرے درد کا صلہ ہے۔ قسمت نے مجھے زخم دیے تو اب وہ میرے لیے مرہم بنا دیا گیا ہے۔ وہ مجھے ملے گا اور مجھے heal کرے گا۔ اتنے درد سہنے کے بعد بھی میں زندہ ہوں تو صرف اسی کے لیے ہوں۔"

"خدا تم دونوں کو سلامت رکھے"!

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

اشعر نے دعا دی۔ دل سے ...

"آمین! خیر... کیا تم میرا ایک کام کرو گے؟"

"ہم مسز ایش کا حکم ٹال سکتے ہیں؟"

اب کہ وہ واقعی پھر سے گلابی پڑ گئی۔

"مجھے مراد ہاؤس چاہیے۔ ہر حال میں" ...

"جو حکم۔"

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آج تیسرا دن تھا۔

بارش ابھی تک جاری تھیں۔ موسم سرما کی آخری بارش۔ جس کے بعد موسم سرما کا اختتام ہونا تھا۔ وہ مطلوبہ جگہ پہنچی تو دیکھا وہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھا۔ سامنے میز پر لیپ ٹاپ رکھا تھا اور ساتھ میں بہت سے کاغذ اور تصاویر بکھری پڑی تھیں۔ سرمئی سوئیٹر

پہنے وہ لاپرواسے انداز میں تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور نظر کبھی لیپ ٹاپ کی اسکرین پر پڑتی تو کبھی کاغذات پر۔ وہ یقیناً تھکا تھکا سا تھا۔

جیسے ہی وہ اس کے پاس آئی وہ پہلے تو اسے دیکھ کر چونکا اور پھر مسکرا کر اس کا استقبال کرتے ہوئے اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ آج سبز سوئیٹر پہنے ہوئے تھی۔ اسکن کلر کا مفلر وہی تھا۔ ساتھ میں نیلی جینز پہن رکھی تھی۔ ہیلڈ بوٹس بھی وہی تھے۔

"کیسی ہو؟"

جواباً اس نے سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈالی۔ جیسے بتا رہی ہو کہ کام سے کام رکھو۔

"مطلب ٹھیک ہو۔ میں بھی ٹھیک ہوں۔ جانتا ہوں کہ پوچھنے کا تکلف تم نہیں کرو گی اسی لیے خود ہی بتا رہا ہوں۔" وہ مسکرایا۔

لائلہ ہنوز خاموش رہی اور پھر گلاس وال کے پار گرتی بارش کو دیکھنے لگی۔ وہ اسے یوں ہی دیکھتا رہا۔ مسکراہٹ قدرے گہری ہو گئی۔

"سوری۔ "

لائلہ نے گردن سیدھی کیے اسے دیکھا۔

"کس بات کے لیے؟"

ہر اس بات کے لیے جس نے تمہیں ہرٹ کیا۔"

"میں تمہیں پہلے بھی منع کر چکی ہوں حدید خانزادہ!" اس نے یاددہانی کروائی۔

"مگر میں کوشش کرتا رہوں گا۔"

"کب تک؟"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جب تک تم مجھے معاف نہیں کر دیتیں۔"

"اگر میں تمہیں تاقیامت معاف نہ کروں تو؟" ایک ابرو اٹھا کر نہایت تلخی سے کہا۔

"میں تاقیامت کوشش کرتا رہوں گا۔"

لائلہ طنزاً ہنس دی۔ اشہد حدید کا دل لمحے بھر کے لیے ڈوب سا گیا۔

"مجھے صرف کام چاہیے۔پیسے میں تمہیں معافی مانگنے کے لیے نہیں دوں گی۔ "

"کام بھی تو کر رہا ہوں۔"

لائلہ اب سیدھی ہوئی۔کام شروع ہو چکا تھا۔

"زمان ساما کو بھی آپ کے شوہر محترم نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔"

لائلہ خاموشی سے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

"اس کے پاس بھی اب زیادہ کچھ نہیں رہا۔اسی لیے تو اب اسٹون کی تلاش میں ہے وہ۔
"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

چند لمحوں کا توقف ....

"وہ رنگ لینے ٹوپنگا کنیون گیا تھا مگر اسے وہاں کچھ نہیں ملا۔اب اسے سعیر ساما سے اسٹون چاہیے۔ "

"یعنی یہ وجہ پھر سے ان میں مخالفت کا سبب بن سکتی ہے؟"

"ظاہر ہے۔ اسٹون کے لیے پھر سے مخالفت شروع ہو سکتی ہے۔ ڈپلیکیٹ اسٹون کے لیے۔" اس نے اتنا کہہ کر فرضی کالر جھاڑے۔

"تم کچھ کر سکتے ہو اس معاملے میں؟" اس نے آنکھیں قدرے چھوٹی کیے پوچھا۔

"تم جو کہو میں کرنے کو تیار ہوں۔"

"اس وجہ کو استعمال کرو۔ یقیناً سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔"

"مجھے اشارے کی بھی ضرورت نہیں پڑی مسز ایش!" دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھا کر مسکراہٹ دبائے وہ اسے لاجواب کر گیا۔

"فائن۔" اس نے کافی کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ ٹھنڈ میں اسے زکام کی شکایت سی ہونے لگی تھی۔ ہاتھ میں ٹشو پیپر بھی تھا۔

اس نے لائلہ کی یہ حالت دیکھی تو افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"میں نے کہا تھا تمہیں ٹھنڈ راس نہیں۔"

"تم میری فکر نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔" اس نے پھر سے باور کرایا۔

"مگر مجھے تمہاری فکر ہے۔"

چند لمحے وہ یوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بیٹھے رہے۔

"تم جانتی بھی ہو کہ تم کتنی ظالم بن چکی ہو۔ نہ ہی تمہیں اپنی فکر ہے اور نہ میری۔"

وہ جیسے افسوس سے کہہ رہا تھا۔

"یو نو واٹ!" لائلہ نے بازو میز پر ٹکائے۔ "میں ایک بار مر چکی ہوں۔ مگر اس کے بعد میں نے دوبارہ جینے کی ٹھان لی ہے۔ اس بار میں دوسروں کی نہیں بلکہ صرف اپنی پروا کروں گی۔ اپنی کیئر کروں گی۔ اس طرح اگر میں ظالم ہوں تو ظالم سہی۔" اس نے کندھے اچکا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کم از کم اپنی کیئر تو ٹھیک سے کرو۔" وہ آگے کو ہوا اور آنکھوں میں ڈھیروں فکر لیے بولا۔ "پلیز زمان ساما سے دور رہو۔"

"تمہیں اس سے آخر مسئلہ کیا ہے؟"

"وہ وحشی درندہ ہے۔ میں تمہیں اس کے آس پاس بھی برداشت نہیں کر سکتا۔"

بارش ایک دم تیز ہوئی اور تڑاتڑ برسنے لگی۔ موٹے قطروں کی صورت گرنے والا پانی گلاس وال سے زور زور سے ٹکرانے لگا۔

"آخر تمہیں میری اتنی فکر کیوں ہے؟ کیا لگتی ہوں میں تمہاری؟"

تیز ہوا میں درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ فضا میں کسی ساز کی طرح گونج رہی تھی۔

ٹھنڈ میں ہلکا پھلکا سا اضافہ ہوا۔

"تم میری زندگی ہو۔"

اقرار ہوا۔ ساری دنیا لمحے بھر کے لیے رک سی گئی۔ ارد گرد کا شور ایک دم چھٹ سا گیا۔ سانسیں تک رک گئیں۔ دھڑکن کی آواز کسی مدھر دھن کی محسوس ہونے لگی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کوئی زندگی کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے؟"

"میں تم سے معافی مانگ چکا ہوں اور مانگتا رہوں گا۔ کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں؟"

"میرے اندر اتنی ہمت نہیں ہے۔" سپاٹ لہجہ ...

"کیا چیز تمہیں ہمت دے گی؟"

"تمہارے الفاظ۔ "

لمحے بھر کے لیے پھر سے گہرا سکوت چھا گیا۔

"کون سے الفاظ؟"

"اپنے دل سے پوچھو۔" اتنا کہتی وہ ایک بار پھر اسے وہاں برستی بارش میں تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ خاموشی اور بے بسی سے اسے وہاں جاتا دیکھتا رہا۔

اسے اب بتانا تھا۔ وہ سب.... جو وہ سننا چاہتی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

"کیسے ہو زمان ساما؟ "

لائلہ کے جاتے ہی اس نے زمان ملک کو کال ملائی۔

"بہترین۔ تم بتاؤ کیسا جا رہا ہے کام؟"

"ٹھیک جا رہا ہے۔"

"اسے میرے بارے میں کچھ مت بتانا۔ میں اسے اپنے بارے میں سب کچھ خود ہی بتانا چاہتا ہوں۔"

"وہ تمہاری دوست ہے؟ تم نے کبھی ذکر نہیں کیا۔" حدید میں واقعی باس والی رمز تھی۔ سو پوچھ ہی لیا۔

زمان ہلکا سا مسکرایا۔ دلفریب سی مسکراہٹ تھی۔

"کبھی موقع ہی نہیں ملا۔"

"آل رائٹ! مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔"

"بولو۔" زمان مزید متوجہ ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اسے کسی چھوٹی موٹی بات کے تحت فون نہیں کیا کرتا تھا۔

"سعیر ساما بگڑ چکا ہے۔"

"مطلب؟" زمان ایک دم سیدھا ہوا۔

"وہ اسٹون پر قابض ہو چکا ہے۔ رنگ آف یامی نوکائی بھی اسی کے کسی فیملی ممبر کے پاس ہے۔ سو وہ اب کنگ بننے کی تیاری میں ہے۔"

"مگر ہمارے درمیان طے ہوا تھا کہ ہم مل کر ایش ساما کو راستے سے ہٹائیں گے۔ اس دوران اسٹون کا معاملہ دبائے رکھا جائے گا۔"

اشہد حدید نے آنکھیں گھمائیں۔ (بڑے آئے مجھے راستے سے ہٹانے والے۔ جنگلی جانور کہیں کے۔)

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سعیر ساما کو مکر کر بغاوت کرنے میں وقت ہی کب لگتا ہے۔"

"اس کی" ....

"کام ڈاؤن زمان ساما! میں گالیاں نہیں سنا کرتا۔ خاصا بھلا اور اچھا آدمی ہوں۔"

زمان غصے میں بھی دھیرے سے ہنس دیا۔

"مجھے اب کچھ کرنا ہو گا۔"

"ابھی بھی سوچ رہے ہو؟" اس نے جیسے لقمہ دیا۔

"کہو تو میں"...

"میری طرف سے اجازت ہے۔" زمان نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کہا۔

"آل رائٹ" !

"مگر ارسم..." وہ اچانک ہی بولا۔ فکر مندی سے... "تم پہلے وفا کا کام مکمل کر لو۔"

اشہد حدید کا ماتھا ٹھنکا۔ اسے اس کی اتنی فکر کیوں تھی؟ اتنے مشکل وقت میں بھی اسے اسی کا خیال کیسے آیا تھا؟ اور وفا؟ وہ اسے اس نام سے کیوں پکارتا تھا؟ اشہد حدید کے دل پر لگے زخم گویا کریدے گئے تھے۔

"اسی کا کام تو کر رہا ہوں۔" وہ محض سوچتا رہ گیا۔

"ایک ہفتے بعد دیکھتا ہوں کیا کرنا ہے۔ تب تک ٹھنڈ میں بھی فرق آ جائے۔"

"ٹھنڈ تم پر کب سے اثر کرنے لگی؟" زمان نے ہنستے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"شروع سے۔ مجھ پر نہیں میری بیوی پر۔" وہ ایک بار پھر سوچتا رہ گیا۔

"معلوم نہیں۔ زکام وغیرہ ہو رہا ہے تو تھوڑی طبیعت ناساز لگ رہی ہے۔"

"اپنا خیال رکھنا۔"

الوداع کے بعد وہ چند لمحے موبائل اسکرین کا دیکھتا رہا۔ جی چاہا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ موبائل کے نہیں۔ زمان ملک کے ...

شام کے وقت وہ اپنے اپارٹمنٹ کے چھوٹے سے لان میں اکیلی بیٹھی تھی۔ سامنے میز پر دونوں پیر ٹکا رکھے تھے۔ گود میں لیپ ٹاپ رکھا تھا جس پر وہ کچھ تصاویر دیکھنے میں مصروف تھی جو کہ یقیناً یامی نوکائی کے ممبرز کی تھیں جو حدید نے اسے بھیجی تھیں۔ ایک ہاتھ میں ٹشو پیپر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں چائے کا گرما گرم مگ تھا۔ اب کہ وہ سبز سوئیٹر کے ساتھ اونی شال کندھوں پر پھیلائے بیٹھی تھی۔ بال کھلے تھے۔

تب ہی سامنے سے اسے ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ ہاتھ میں لال گلابوں کا خوبصورت سا بکے اور ایک چاکلیٹ کا ڈبہ تھا۔ (ڈبہ ہارٹ شیپ یعنی دل کی صورت تھا)

وہ چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔ سرمئی سوئیٹر پہنے وہ بالکل اسی حلیے میں تھا جس حلیے میں اسے وہ صبح دیکھ چکی تھی۔ خوبصورت اور ہینڈسم سا۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا جبکہ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔

وہ اس کے پاس آیا اور میز پر اس کے پیروں کے ساتھ ہی وہ سامان رکھا۔

"معذرت! مگر مجھے آنا پڑا۔"

خوشدلی سے معذرت کرتا وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ معذرت کیوں کر رہا تھا۔ وہ جب چاہے وہاں آسکتا تھا۔ بلکہ وہ تو چاہتی ہی یہی تھی کہ وہ اس کی نظروں کے سامنے بیٹھا رہے۔ لائلہ نے محض سوچا۔ پھر دھیرے سے اپنے پیر میز سے نیچے اتارے اور سلیپرز میں گھسیڑے۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟ اور تمہیں میرے اپارٹمنٹ میں گھسنے کی اجازت کس نے دی؟" اس نے غصے میں کہنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

"تمہارے نہایت شریف اور فرشتہ صفت گارڈ نے۔" معصومیت سے جواب دیا گیا۔

"جہنمی انسان!" وہ ایک بار پھر دھاڑی۔ جبکہ اشہد حدید سر جھکا کر کھل کے ہنس دیا۔ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ کیوں؟

"یہ سب کیوں لائے ہو؟" میز پر رکھے سامان کی جانب اشارہ کیا گیا۔

"تمہارے لیے۔"

"مجھے زہر لگتے ہیں یہ سب۔"

"تمہیں تو میں بھی زہر لگتا ہوں۔"

"اینی ڈاؤٹ؟"

اشہد ایک بار پھر کھل کر ہنس دیا۔

"تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔"

اس بے تکے جواب پر وہ ناسمجھی سے اسے دیکھتی رہی۔ پھر کچھ سمجھ آنے پر گہری سانس لیتی رہ گئی۔ (وہ اس کی آنکھیں پڑھ رہا تھا۔)

"کیوں آئے ہو؟"

"چائے پینے۔" لائلہ نے سیدھے ہونے پر اپنا جو مگ میز پر رکھا تھا اشہد نے اسے اٹھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ اسے لبوں سے لگا چکا تھا۔

"تم کب سے گرم چائے پینے لگیں؟ زبان جل جائے گی۔" مسکراہٹ دبائے خوب طنز مارا گیا۔ لائلہ کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑ گیا۔

"تم جا رہے ہو یا نہیں؟" مٹھیاں بھینچے وہ چبا چبا کر بولی۔

"جانے کے لیے تھوڑی آیا ہوں۔"

"تو کس لیے آئے ہو؟ کچھ بک بھی چکو۔"

"ایک بات بتانے۔" چائے کا مگ میز پر رکھ کر وہ سیدھا ہوا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔

"تم غصے میں بھی اپنے حسن سے قہر ڈھاتی ہو۔"

لائلہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ اس کا چہرہ بلش کرنے لگا۔ اشہد اسے دیکھ کر ہنوز مسکراتا رہا۔

"میں نے سیکیورٹی بلا کر تمہیں یہاں سے دفعہ کرنے میں دیر نہیں لگانی۔"

اب کہ تحمل کا اظہار کرتے ہوئے اس نے خود پر قابو پانا چاہا۔

"تو پھر لگا کیوں رہی ہو؟"

"اف ہادی!" اس کا جی چاہا اپنا سر پکڑ لے۔ پھر اچانک وہ رکی۔ سب کچھ جیسے رک گیا۔ وقت بھی۔ اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں ابرو ایک ساتھ اٹھا رکھے تھے۔ جیسے لائلہ کی کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔

"حدید خانزادہ!" اس نے سمجھنے پر پچھلی بات کی تصحیح کی۔ رنگت اب کہ دہکنے لگی تھی۔

"کاش تم میرے قریب ہوتے"!

وہ ضبط کیے بولی۔

"کیوں مسز ایش؟"

"تاکہ میں آسانی سے تمہارا منہ نوچ سکتی۔"

اتنا کہتی وہ ضبط کا کڑوا گھونٹ بھر کر وہاں سے اٹھ کر پاس ہی گرل کے ساتھ جا ٹھہری۔ وہاں سے سامنے لاس اینجلس کی سڑکوں کا نظارہ بہت حسین لگتا تھا۔ اور بارش کے بعد تو واقعی!

وہ پیچھے سے ہنس دیا اور پھر ہنستا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد لائلہ کو احساس ہوا کہ وہ اس پاس آ ٹھہرا تھا۔ اس کے بدن سے اٹھتی پرفیوم کی مسحور کن مہک اس کی سانس کے ذریعے اس کے وجود میں اترنے لگی۔

"زمان ساما اور سعیر ساما میں اختلاف کی آگ جلا کر آیا ہوں۔"

لائلہ نے اگلے ہی لمحے بے یقینی سے گردن دائیں طرف موڑ کر اس ماسٹر مائنڈ کو دیکھا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا شوہر ماسٹر مائنڈ ہے۔ کب، کون سی چال کیسے چلنی ہے اسے سب معلوم ہے۔"

سرد ہوا کا جھونکا ان دونوں کو اپنی جگہ شل کر کے چھوڑ گیا۔ وہ بالکل ساکت ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے رہے۔ اقرار مشکل نہیں تھا۔ البتہ اس کو سننا مشکل تھا۔ لائلہ کے لیے تو بے حد۔ وہ دم سادھے اسے دیکھتی رہی۔

"میں اقرار کرنے آیا ہوں۔ ہر اس بات کا جس کا اقرار مجھے برسوں پہلے کر دینا چاہیے تھا۔" لمحے سرکتے گئے۔ دور کسی نے مدھر سی دھن بجانا شروع کی۔ ارد گرد کے تمام منظر ایک دم بے حد حسین ہو گئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔ اس سے زیادہ حسین منظر بھی بھلا کوئی اور ہو سکتا ہے؟

"میں اشہد حدید ہوں۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب کی بار ہوا میں نمی گھلنے لگی۔ ٹھنڈ میں اضافہ ہوا۔ لائلہ کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ وہ بالکل برف ہوئی ٹھہری تھی۔ شل اور بے حد یخ ...

"دنیا مجھے ایش کے نام سے جانتی ہے۔"

وہ ایک قدم مزید آگے ہوا۔ تمام فاصلے اس لمحے مٹ سے گئے۔ وہ اپنے لفظوں سے اپنے بیچ موجود تین سال کے فاصلے مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مگر میں آج بھی ہادی ہوں۔ تمہارا ہادی۔ تمہارا کیئر ٹیکر۔"

اس نے لائلہ کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"مجھے ہر لمحہ فقط تمہاری فکر رہتی ہے۔ میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا تو محض تمہارے لیے۔ تم میری زندگی کا وہ واحد اثاثہ ہو جس پر میں کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔ مجھے تمہیں خوش دیکھنا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ میں تمہیں پر سکون دیکھنا چاہتا تھا۔ وفا اشہد حدید کے ساتھ کبھی بھی پر سکون زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ نے دھیرے سے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرانا چاہے مگر اس کی گرفت مزید مضبوط ہو گئی۔

"میں تمہیں بچانے نہیں آسکا مگر میں نے بروقت اشعر ساما کو بھیج دیا۔ میں مانتا ہوں کہ مجھے خود آنا چاہیے تھا مگر لائلہ! میں اپنی برسوں کی محنت رائیگاں نہیں جانے دے سکتا

تھا۔ مجھے تم بہت عزیز ہو۔ جان سے بھی زیادہ۔ مگر.... "وہ سانس لینے کو رکا۔ "میں نے تم سے پہلے اپنی ماں سے محبت کی تھی۔ میں ان کی کرب ناک موت نہیں بھلا سکتا۔ مجھے ہر حال میں ان کا بدلہ لینا تھا۔ میرے ڈیڈ نے انگلی پکڑ کر مجھے چلنا سکھایا تھا۔ مجھے ان کی موت کا بدلہ لینا تھا۔ میں اپنے مقصد کو فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ "

دور کہیں کسی نے ایسا گیت گانا شروع کیا جو ان کے وجود میں سرایت کرنے لگا۔ ہر چیز گویا رک کر انہیں دیکھے اور سنے گئی۔

"میں ہر لمحہ تمہارے ساتھ رہا۔ تمہیں تمہارے ٹراما سے نکالنے کے لیے ٹرین کرنا چاہا۔ تمہیں ایک سیاہ گلاب بنانا چاہا تا کہ تم دنیا میں سر اٹھا کر جی سکو۔ تمہیں کسی کے آگے سر جھکانے کی ضرورت نہ پڑے۔ تم خود کو heal کر سکو۔ تم وہ بن سکو جو جینے کے لئے دوسروں پر انحصار نہیں کرتے۔ "

لائلہ کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اسے سانس لینے سے روکنے لگا۔ آنکھیں دھیرے دھیرے ڈبڈبانے لگیں۔ ہاتھوں میں لرزش سی ہونے لگی جسے بھانپتے ہوئے اشہد حدید نے اس کے ہاتھوں کو مزید مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"میں نے سہراب خان سے رنگ لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کی اصل حقدار تم ہو۔ میں اسے تمہارے حوالے کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ تم ملکہ ہو۔ ملکۂ قلب۔ اشہد حدید کی ملکۂ قلب" ...

محبت نے اسے سراہنا چاہا۔ وقت نے بھی اسے داد دینا چاہی۔

وہ آنسو حلق سے اتارے دکت سے اسے سن رہی تھی۔

"وفا میرا وہ خواب تھی جسے میں پورا کرنا چاہتا بھی تو نہ کر پاتا۔ تم خود سوچو۔ کیا وفا میری اصلیت جاننے کے بعد کبھی مجھ سے محبت کرتی؟ بلکہ تم..... تم تو لائلہ بن کر بھی مجھ سے نفرت کرتی ہو۔" وہ جیسے بے بسی کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

چند لمحے خاموشی رہی۔ شاید وہ اس کی آخری بات سے انکار کر دے۔ شاید وہ اسے معاف کر دے۔

لائلہ نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے آزاد کیے اور سامنے دیکھنے لگی۔ بالکل سپاٹ چہرہ لیے۔ آنسو وہ اپنے اندر نہایت مہارت سے اتار چکی تھی۔

"تم جا سکتے ہو۔"

"کیا تم اب بھی مجھے معاف نہیں کرو گی؟"

"میں نے کہا تم جا سکتے ہو اشہد حدید۔" دبے دبے غصے میں وہ چبا چبا کر بولی۔

"مگر میرا قصور کیا ہے؟"

وہ ایک دم اس کی جانب مڑی اور سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"میرا کیا قصور تھا؟" آواز میں غصہ تھا۔ سنجیدگی تھی۔ "ہاں؟ میرا کیا قصور تھا اشہد حدید؟"

وہ پھٹ پڑی تھی۔ تین سالوں سے جو درد اپنے اندر وہ چھپائے بیٹھی تھی آج اسے نکال پھینکنے کا وقت آ چکا تھا۔

"تم مجھے بیچ راہ میں چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے اکیلے مرنے کے لیے چھوڑ گئے اور ابھی پوچھتے ہو کہ تمہارا قصور کیا ہے۔" انگلی اسے اپنی جانب اشارہ کیے وہ بولتی گئی۔

"تم جانتے تھے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں عفان کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔ پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر بے رحمی سے اپنی محبت کا اعلان کر کے چلے گئے۔"

اشہد حدید کے لبوں پر قفل لگ چکا تھا۔ وہ دم سادھے اسے سنتا اور دیکھتا رہا۔ وہ چلا رہی تھی۔ اشہد حدید پر ....

"میں نے آج تلک تم سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔ تم نے تو مجھ سے اپنی پہچان تک چھپائی۔ تم چاہتے تو مجھے بتا سکتے تھے مگر نہیں۔ تم نے مجھے اعتبار کے قابل ہی نہیں سمجھا۔"

ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی۔ مگر اس وقت وہاں کچھ سنائی دے رہا تھا تو وہ تھا لائلہ کی شکایات کا انبار۔ اس کے ٹوٹے بکھرے مان کے نوحے ...

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مانا کہ تم نے مجھے بچایا۔ مجھے موت کے منہ سے نکالنے کے لیے اشعر ساما کو بھیجا۔ مگر تم جانتے تھے کہ اس وقت مجھے سب سے زیادہ تمہاری ضرورت تھی۔ میں ہر رات، ہر دن تمہارے لیے تڑپتی رہی۔ تمہیں یاد کر کر کے آنسو بہاتی رہی۔ ان تین سالوں کی ایک ایک رات، ایک ایک دن میرے لیے صدیوں کے برابر تھا اشہد حدید۔ مگر تم نہیں آئے۔"

اس کا وجود غصے سے کانپنے لگا تھا۔ مگر وہ سر جھکائے آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے جیسے اپنا ہر جرم قبول کر رہا تھا۔

"سب نے میرے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی مگر مجھے اتنی تکلیف نہ ہوئی جتنی تمہارے اعتبار توڑنے پر ہوئی۔ میں دوست تھی تمہاری۔ تمہاری واحد دوست۔ تم چاہتے تو آسکتے تھے۔ میرے آنسو پونچھ سکتے تھے۔ مجھے کندھا دے سکتے تھے مگر نہیں۔" اس نے گہری سانس لی۔ دم گھٹنے لگا تھا۔

"اور تو اور تم نے مجھ پر گولی بھی چلائی اشہد حدید!" آواز میں بے حد افسوس تھا۔

"میں یہ بات بلا جھجک بول سکتی ہوں کہ اشہد حدید تم نے..." اس نے انگلی اس کے سینے پر رکھی۔ "دوستی کا کوئی حق نہیں نبھایا۔ تم صرف ایک اچھے اور طاقتور مابسٹر ہو، اچھے دوست نہیں۔ تم بیچ راہ میں چھوڑ دینے والوں میں سے ہو۔"

اس کی بے وفائی کا اعلان کیا گیا۔

"یہ رہی رنگ آف یامی نوکائی۔" اس نے سیاہ مخملی ڈبیا اس کی جانب بڑھائی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں صرف تمہارے منہ سے یہی اقرار سننا چاہتی تھی جو تم کر چکے۔" وہ قدرے سنبھلی اور گیلی سانس اندر کو کھینچی۔ "اب تم جا سکتے ہو۔ نہ صرف یہاں سے بلکہ میری زندگی سے بھی۔"

"میری..." وہ رندھی آواز میں کچھ بولنے ہی لگا کہ اس نے اسے ٹوکا اور پھر سے آگے دیکھنے لگی۔

"میں نے کہا جاؤ۔ نفرت ہے مجھے تمہاری موجودگی سے، تمہاری شکل سے، تمہاری آواز سے، تمہاری ان..." آواز جیسے ساتھ چھوڑ گئی۔ "تمہاری ان آنکھوں سے۔" وہ بہ مشکل بول پائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بے وفا نہیں تھا۔" وہ دو قدم پیچھے ہوا۔ "میں کبھی بھی بے وفا نہیں تھا۔" وہ لمحہ بہ لمحہ پیچھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں شکست لیے۔ ڈھیروں افسوس لیے۔ کندھوں پر اپنے جرم کا بوجھ لیے۔ "اشہد حدید نے کبھی تم سے بے وفائی نہیں کی۔"

اس کی آواز قدرے کم ہوتی جا رہی تھی مگر وہ چپ چاپ آگے کی طرف دیکھتی رہی۔ بنا کوئی تاثر دیے۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ تھا۔ اب بھی ہوں۔ اور ہمیشہ رہوں گا۔ اشہد حدید مر تو سکتا ہے مگر لائلہ سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔" اب کہ اس کی آواز نہایت مدھم پڑ چکی تھی۔ پھر اچانک! اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ وہ جا رہا تھا یا جا چکا تھا اسے نہیں علم۔ وہ بس سنگدلی کی انتہا کرتے ہوئے ہنوز آگے کی جانب دیکھتی رہی۔

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیسے ہو ایش ساما؟"

پرل کی آواز موبائل کے ذریعے اس کے پورے کمرے میں گونجی تھی۔ وہ موبائل کا اسپیکر آن کیے بیڈ پر چت لیٹا چھت کو گھورنے میں مصروف تھا۔

"بے وفا۔" یک لفظی جواب۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"

"زمان ساما کو لائلہ سے محبت ہو گئی ہے۔"

پرل کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ دل ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔

"تمہیں کس نے کہا؟"

"میں کڑیاں ملانے میں کمال درجہ ماہر ہوں پرل ساما"!

"زمان ملک کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔ اس کے سینے میں دل نامی کوئی شے ہی نہیں ہے۔" پرل نے تبصرہ کیا۔

"وہ مجھے بے وفا سمجھ رہی ہے۔ زمان اس سے محبت کا چکا ہے۔ میں اسے دوبارہ نہیں کھو سکتا۔ مجھے کچھ کرنا ہے۔"

"کیا کرو گے؟"

"قتلِ عام۔"

"کوئی بھی فیصلہ سوچ سمجھ کے کرنا ایش ساما" !

"سوچ چکا ہوں۔ ہم سب کو اب دو سفر کرنے ہیں۔ پہلا پاکستان کی طرف۔ دوسرا پاکستان سے ساپورو کی طرف۔ بہت سے لوگ مریں گے۔ بہت سے لوگ زخمی ہوں گے۔ تب ہی اس جنگ کا اختتام ہو گا۔ کسی ایک کی فتح کے ساتھ۔"

"میں تیار ہوں۔"

"ہم سب تیار ہیں۔" اشہد کی آواز نے جیسے ماحول میں جنگ کی شروعات کا ڈنکا بجانا شروع کر دیا۔

لائلہ کے اپارٹمنٹ میں اس وقت گہری تاریکی کے ساتھ ساتھ گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ ارد گرد مکمل اندھیرا تھا۔ وہ شاید کافی دیر سے وہاں تھی اور لائٹس آن نہیں کر پائی۔ تب ہی اس کے موبائل کی چنگھاڑتی آواز پورے اپارٹمنٹ میں گونجی۔ چند لمحے بیتے۔ بالآخر اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہوئی۔ موبائل اسکرین جگمگا رہی تھی اور آنے والی کال اشعر ساما کی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

موبائل بجنا بند ہو چکا تھا۔ چند ہی لمحوں میں اسے اشعر ساما کی طرف سے ایک میسج موصول ہوا۔

"نیو و کٹم۔ پاکستان کے سفر کے لیے تیار رہنا۔"

"فائن۔" اس نے بھی میسج کا جواب دیا اور پھر سے موبائل میز پر رکھ دیا۔ سر درد سے پھٹنے کو تھا۔ آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔ وہ دھیرے سے اٹھی اور کھڑکی میں جا ٹھہری۔ آسمان سے بادل چھٹ چکے تھے۔ بارشوں کا اختتام ہو چکا تھا۔ اسے آسمان پر ہر طرف ٹمٹماتے ہوئے تارے نظر آئے۔ بس اب! موسم سرما کا اختتام ہو چکا تھا۔ اب شروعات ہونی تھی بہار کی۔ محبتوں کے موسم کی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تب ہی اس کی نظر نیچے کی جانب پڑی۔ وہ پہلے تو ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہی مگر پھر جلد ہی سنبھلی۔ سامنے ہی سڑک پر ایک گاڑی موجود تھی۔ جس کی ونڈ اسکرین پر بڑا سا سوری لکھا تھا۔ کار بونٹ پر ڈھیر سارے گلاب کے پھول رکھے تھے۔ وہ خاموشی سے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا کھڑکی کی ہی جانب دیکھ رہا تھا۔ آدھے چاند کی روشنی میں بھی وہ اس لڑکی کا چہرہ دیکھ سکتا تھا جو اس کا دل موہ لینے کا اختیار رکھتی تھی۔ جس کی خاطر وہ اپنی انا کا ایک

بار تو کیا کئی بار قتل کر سکتا تھا۔ چند لمحے وہ یوں ہی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر اچانک ہی لائلہ نے کھڑکی کا پردہ کھینچ کے سیٹ کیا۔ اس طرح ان دونوں کے بیچ کسی دیوار کی طرح کھڑا ہو گیا۔ وہ واپس آ کر لائٹس آن کر کے اپنے بیڈ پر جا بیٹھی۔ تب ہی کچھ یاد آنے پر اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور کسی سے رابطہ کرنے کے متعلق سوچنے لگی۔

❤ ❤ ❤

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دن بعد :

پاکستان میں اس وقت ہر سو رات کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ اس رات مراد ہاؤس مصنوعی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ مراد ہاؤس میں ہر جانب ہنسی، قہقہوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ لان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وہاں موجود میزوں کے گرد رکھی گئی تمام کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔ بیش قیمت ملبوسات پہنے تمام لوگ باتیں کرنے، ہنسی مذاق

کرنے میں مصروف تھے۔ سامنے ہی ایک بڑا سا اسٹیج بنا ہوا تھا جہاں اس وقت دلہا دلہن بیٹھے تھے جن کا کچھ ہی دیر میں نکاح ہونے والا تھا۔ وہ دونوں بھی آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔ پاس ہی زریں بیٹھی تھی۔ وہ پہلے کی نسبت بہت لاغر ہو چکی تھی۔ نفیس سا لباس پہننے کے باوجود بھی اس کی شخصیت کا چارم ختم ہو چکا تھا۔ ساتھ ہی منصب بی کھڑی تھیں۔ وہ یقیناً زریں کو اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے میں سہارا دیتی تھیں۔ سامنے ہی عورتوں کی ایک ٹولی کے بیچوں بیچ آفرین کھڑی تھی۔ کسی بات پر وہاں سب نے قہقہہ لگایا تھا مگر آفرین محض مسکرا پائی تھی۔ جب دل ہی خوش نہ ہو تو ساری خوشیاں خاک۔ سعیر مراد بھی کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ برقرار تھی۔ نوشابہ سب سے اگلی میز پر تعوذ اور شیریں کے علاوہ پری اور حسیب کے ساتھ بددل ہو کر بیٹھی تھی۔ تعوذ اور شیریں پری اور حسیب سے بات کرنے میں مصروف تھے جبکہ نوشابہ خاموش سی بیٹھی تھی۔ اس کا اکیلا پن بتا رہا تھا کہ وہ مجبوری کے تحت وہاں بیٹھی تھی۔ اسے اس سب میں دلچسپی ہی کہاں تھی۔ سامنے اسٹیج پر دلہن کے ساتھ بیٹھے عفان مراد نے نوشابہ کو دیکھا۔ بیک وقت اس کی بھی نظر عفان پر پڑی۔ وہ رسماً

مسکرادی تو عفان نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ نوشابہ بھی باپ کی طرح چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتی بددل ہو کر اٹھی اور اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے پاس پہنچ کر وہ دلہا دلہن کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تو فوٹو گرافر نے ان کی تصویریں بنانا شروع کر دیں۔

تھوڑی دیر بعد سعیر مراد نکاح خواں کے ساتھ اسٹیج کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ سب لوگ ان کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ جو لوگ کھڑے تھے وہ بھی کرسیوں پر براجمان ہو گئے۔ نکاح خواں اپنی جگہ براجمان ہوا۔ دلہن کی رنگت گلابی پڑ گئی۔ لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔ نکاح خواں نے کچھ بولنا شروع کیا۔ لمحے بھر کے لیے وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ سب محض نکاح خواں کو سن رہے تھے۔ ہر طرف صرف نکاح خواں کی آواز گونج رہی تھی۔ پھر اچانک!

"مراد ہاؤس میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ وہ بھی ہمارے بغیر۔"

کسی کی خوبصورت اور سنجیدہ سی آواز نے سارے میں چھائی خاموشی کا خاتمہ کیا۔

سب کی گردنیں بیک وقت مڑیں۔ پھر سب کی نظر اس سامنے کھڑی لڑکی پر جا کر ٹک سی گئی۔ ڈھیروں نگاہوں میں اس کا حسن دیکھ رشک جاگا۔ کسی کی نگاہوں میں حیرت تھی

توکسی کی آنکھوں میں غصہ۔اس کی بہترین مثال نوشابہ کی آنکھیں تھیں جو اسے دیکھ کر ہی غصے سے دہکنے لگی تھیں۔ سعیر مراد لب بھینچے کھڑا تھا۔ مگر وہاں بیٹھی زریں اور آفرین کی آنکھیں اسے دیکھ کر ڈبڈبا سی گئی تھیں۔ایسے جیسے انہوں نے عرصہ بعد مراد ہاؤس میں بہار دیکھی ہو۔پری سمیت اگلی میز پر بیٹھے وہ لوگ آنکھوں میں حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے اس اپسرا کو دیکھ رہے تھے۔

لال رنگ کی ساڑھی میں ملبوس وہ واقعی وہاں بہار لے کر آئی تھی۔ حسن کی بہار۔اس کا حسن سورج کی پہلی کرن سا تھا۔نرم، پرکشش اور دلکش۔لال رنگ اس کی وجاہت کو مزید نمایاں کر رہا تھا۔بال کھلے تھے۔گلے میں ڈائمنڈ نیکلیس جگمگا رہا تھا۔کانوں میں ڈائمنڈ ائیر رنگز تھے۔آنکھیں اس قدر گہری تھیں جیسے سمندر ہو اور لبوں پر مدھم سی مسکان جیسے گلستان میں کھلتا گل جس کی خوشبو سارے ماحول کو مہکا دے۔اور سب سے بڑی بات۔پیروں میں لال رنگ کی ہیلز تھیں جن میں اس کے مرمری پاؤں مزید چمک رہے تھے۔اٹھی ہوئی گردن۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ جو نوشابہ سمیت سعیر مراد اور

عفان مراد کا دل تک جاگئی تھی۔ اس وقت مراد ہاؤس میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی حسین تھا؟

اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے۔

سب کے سب اسے دیکھ کر چند لمحے دیکھتے ہی رہ گئے۔ پھر اس نے دھیرے دھیرے آگے کی جانب چلنا شروع کیا۔ اس کی چال میں وقار تھا، نزاکت تھی۔ اس ملکہ کی موجودگی نے واقعی فضا کو مسحور کن بنا دیا تھا۔

اسٹیج سے چند قدم کے فاصلے پر آکر وہ رکی۔

"سالوں بعد مراد ہاؤس میں کوئی خوشی آئی ہے۔" اس نے دھیرے سے بولنا شروع کیا۔ وہاں موجود ایک ایک چیز دم سادھے اس کی مسحور کن آواز سننے لگی۔ "وہ بھی میرے سابقہ منگیتر کے نکاح کی صورت۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔ عفان مراد سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے سر پر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو؟" نوشابہ دبے دبے غصے میں غرائی۔

"مجھے آنا تھا۔" اس نے جیسے نوشابہ کو دیکھا ہی نہیں۔ بس عفان مراد پر نظریں ٹکائے کھڑی رہی۔ ذہن کی اسکرین پر عفان کے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔

"کیونکہ میرا آنا لازم تھا۔"

عفان مراد کو اس کی نظریں اپنے وجود میں کسی سلاخ کی طرح گڑھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔

"آخر اپنے سابقہ منگیتر کو اس کے دوسرے نکاح کا تحفہ جو دینا تھا۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ عفان نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کی اس بات پر سب کی نظروں میں سوال ابھرا۔ پھر ایک دم ہر طرف سرگوشیاں سی شروع ہو گئیں۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" اب کہ مراد ہاؤس کا سپوت سعیر مراد آگے ہوا۔

کوئی بھی جواب دینے کی بجائے وہ ہنوز مسکراتی رہی۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر عفان مراد کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ اس کی گہری آنکھیں دیکھ کر عفان مراد کے اندر

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ ڈوب سا گیا۔ وہ گہری آنکھیں برسوں روئی ہوئی لگتی تھیں۔ اور برسوں رونے کے بعد اگر کوئی لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے آپ کے مقابل آ کھڑے تو سمجھ جاؤ کہ تمہاری بربادی شروع ہو چکی ہے۔ اور اس وقت عفان مراد کو اپنی بربادی بخوبی نظر آ رہی تھی۔

"تفشالہ!" لائلہ نے کسی کو آواز لگائی۔ عفان مراد کا جسم وہ نام سن کر برف بن گیا۔ بالکل ٹھنڈا۔ جیسے اس میں جان ہی نہ رہی ہو۔

پھر سب کی نظر اس اپسرا سے پھسل کر پیچھے سے آتی ایک اور لڑکی پر پڑی جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑکی اس کی انگلی تھامے چل رہی تھی۔ عفان مراد ان دونوں کو دیکھ کر سانس نہیں لے پایا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون ہیں یہ؟" آفرین لب وا کیے بے یقین سی بولی۔

"آپ کے بیٹے کی پہلی بیوی اور بیٹی۔"

تمام لوگ اسے دیکھ کر پریشانی کے عالم میں پھر سے سرگوشیاں کرنے لگے۔

"کیا میں نے ٹھیک کہا عفان مراد؟" مسکراتے ہوئے وہ بت بنے عفان مراد سے گویا ہوئی۔ اس کے ساتھ دلہن کے روپ میں بیٹھی لڑکی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہاں ہو کیا رہا ہے؟ عفان کون ہیں یہ سب؟" وہ بے یقینی کے عالم میں بت بنے عفان مراد سے پوچھنے لگی جس میں سانس تک لینے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ محض اس قہر ڈھاتی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ کیا وہ واقعی ایسا کر سکتی تھی؟ وہ بھی...؟

اس کی مسکراہٹ واقعی قہر برپا کیے ہوئے تھی۔ ان حالات میں بھی وہ اس قدر پر سکون ہو کر کیسے مسکرا سکتی تھی۔ وہ بھی عفان مراد کی بربادی پر۔

"راز فاش ہونے پر مجرم کے لبوں پر خاموشی کی مہر لگ جاتی ہے۔ عفان مراد اس وقت کچھ بھی بتانے سے قاصر ہے۔" اس نے گردن موڑی اور سامنے کھڑی تفشالہ کو دیکھا جو درد بھری نگاہوں سے سامنے کھڑے عفان مراد کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بیوی تھی۔ اس کا مان ٹوٹا تھا۔ وہ ایک ٹوٹا ہوا مجسمہ تھی جو اپنے اندر آنسوؤں کا طوفان دبائے کھڑی تھی۔

"تفشالہ عفان مراد کی بیوی ہے جس سے عفان مراد نے اپنی پہلی منگیتر یعنی وفا جہانگیر کی موت کے ایک ماہ بعد ہی شادی کر لی تھی۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہر شخص آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گیا۔

زریں ابھی تک سامنے کھڑی اپسرا کو دیکھ کر آنسو بہا رہی تھی۔ اس کا دیدار اسے پر سکون کر رہا تھا۔ وہ زندہ تھی! وہ ٹھیک تھی! زریں کے لیے اس کی موجودگی کسی قیمتی خزانے سے کم نہیں تھی۔ آفرین لب کھولے کبھی بے چینی سے عفان مراد کو دکھتی تو کبھی سامنے کھڑی ان دو لڑکیوں کو۔

سعیر مراد نے ایک نظر اس مجسمے کو دیکھا جو ان دو لڑکیوں کو دیکھ کر دم سادھے کھڑا تھا۔ پھر ایک دم آگے بڑھا اور لائلہ کے مقابل آکر اس کی کلائی تھامی۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس سے پہلے کہ وہ اسے کلائی سے پکڑے دھکیلتا کسی اور کی آواز گونجنے پر ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔

"آپ ہوتے کون ہیں اسے اسی کے گھر سے نکالنے والے؟"

وہ آواز... سعیر مراد آنکھیں پھیلائے درشتی سے اس شخص کو دیکھے گیا جس کی آواز ایک لمحہ پہلے سارے میں گونجی تھی۔

وہ شاہ میر مراد تھا۔ سعیر مراد کا اپنا بیٹا۔

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا پھر چند ہی لمحوں میں ان کے قریب آکر رکا۔

"لائلہ آپ کی ملکیت کوئی کھلونا نہیں ہے جسے آپ جب چاہیں ذلیل کر سکیں۔" شاہ میر نے اس کی کلائی سعیر مراد کے گرفت سے آزاد کرائی۔

"تم اس کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔" سعیر مراد اسے نہیں خود کو بتا رہا تھا۔ اپنے دل کو۔

"ملے ہوئے تو آپ لوگ ہیں۔ لوگوں کو برباد کرنا آپ سب کا پیشہ ہے بابا" !

"شاہ میر!" غصے میں آکر سعیر مراد نے ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کرنا چاہا ہی تھا مگر اس سے پہلے کوئی وہاں پہنچ کر اس کا بازو تھام چکا تھا۔

"شاہ میر تمہارا بیٹا ہے غلام نہیں۔"

اسے روکنے والا اب کی بار اشعر جہان تھا۔ اسی خاندان کا ایک فرد۔ جہانگیر مراد کا سپوت۔

سب ٹکٹکی باندھے اس منظر کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ مراد خاندان کے لوگ اسے دیکھ کر پہلے تو چونکے۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔" سعیر مراد دہکتے چہرے کے ساتھ دھاڑا۔

"میری بہن کا گھر ہے یہ۔ تمہاری میراث نہیں۔"

اشعر کی بات پر وہ چند لمحے ناسمجھی سے اسے دیکھتا رہا اور پھر ہنس دیا۔

"یہ گھر میرے نام ہے۔ میری میراث ہی ہے یہ۔"

"کیا واقعی؟" لائلہ نے ہاتھ میں اٹھائے کاغذات اس کے چہرے کے سامنے لہرائے۔

سعیر مراد نے ناسمجھی سے وہ کاغذات تھامے۔

"ان کاغذات پر لکھی ایک ایک سطر اور وہاں موجود تمہارے دستخط اس بات کے شاہد ہیں کہ تم مراد ہاؤس لائلہ جہان یعنی میرے نام کر چکے ہو۔"

وہ چونکا۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ چہرے پر بے یقینی لیے انہیں لاابالا ہو کر دیکھنے لگا۔

"یہ... یہ دستخط میں نے نہیں کیے۔"

"کیا یہ تمہارے دستخط نہیں؟" لائلہ اس کے مقابل آ ٹھہری اور ایک ابرو اٹھائے سوال کیا۔

"میرے..." سعیر مراد حیرت سے نفی میں سر ہلاتا انہیں دیکھتا رہ گیا۔

سعیر مراد نے وہ کاغذات پھاڑنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اشعر نے وہ کاغذات اس کے ہاتھوں سے جھپٹ لیے۔

"اونہوں۔ غصہ نہیں کرتے سعیر چاچو! جو ہونا تھا ہو چکا۔"

اف! اس کا دل جلاتا انداز۔

"ٹوٹے ہوئے لوگوں کی واپسی بہت خطرناک ہوتی ہے سعیر مراد! میں تمہیں پہلے ہی وارن کر چکی تھی۔" لائلہ اس کے قریب ہو کر نہایت معصومیت مگر اعتماد سے بولی۔

"تمہیں تو دیکھ لوں گا میں۔" وہ پھر غرایا۔

لائلہ نے ہنس کر اس کی بات جیسے ٹال سی دی۔

"ذرا عفان مراد کی بربادی تو مکمل ہونے دو۔" اب کی بار وہ اسٹیج پر موجود لوگوں کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا اب بھی آپ اپنی بیٹی کا نکاح عفان مراد عرف جہنمی دھوکے باز سے کرنا چاہیں گی؟" لائلہ پرسکون انداز میں لڑکی کی ماں سے مخاطب ہوئی جو اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے چپ کروانے میں لگی تھی۔

"ہرگز نہیں۔" دلہن کی ماں کی بجائے خود دلہن روتے ہوئے چلائی۔ "اس دھوکے باز سے نکاح کرنے سے بہتر ہے کہ میں مر ہی جاؤں۔ بیوی بچی کے ہوتے ہوئے مجھ سے محبت کے دعوے کرتا رہا۔ شیم آن یو عفان مراد" !

"اپنی زبان کو لگام دو لڑکی۔" عفان نے جیسے ہمت کی۔

"وہ کیوں اپنی زبان کو لگام دے عفان مراد! تم کیوں اپنی حرکتوں سے باز نہیں آجاتے۔" اب کہ تفشالہ بولی۔ لہجہ زخمی سا تھا۔ "مجھے تم سے ابھی اور اسی وقت طلاق چاہیے۔"

اس کا دعویٰ عفان مراد کو ہلا کر رکھ گیا۔

"دیکھو شالو! یہ سب مجھے بدنام اور برباد کرنے کے لیے اس لڑکی کا پلان ہے۔" وہ جیسے اب ہوش میں آکر صفائی دینا چاہ رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تفشالہ کے پاس آیا اور اسے کندھوں سے تھام لیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے اس سے شادی نہیں کی تو اب یہ میری میرڈ لائف کو" ...

"یہ بات کرتے ہوئے تمہیں ڈوب کے جانا چاہیے تھا عفان مراد عرف جنگلی جانور۔" لائلہ درشتی سے چلائی۔

"میں کبھی تمہاری بیوی بننا ہی نہیں چاہتی تھی۔ مجھے لگا تھا کہ قسمت نے مجھ پر ظلم کیا ہے مگر نہیں۔ اب مجھے یقین ہو چکا ہے کہ قسمت مجھ پر بے حد مہربان تھی۔ تب ہی اس نے تمہیں میری زندگی سے نکال پھینکا اور مجھے اشہد کے ساتھ سے سرشار کیا۔ میرا شوہر میرا فخر، میرا غرور ہے۔" آخر میں اس کے لہجے میں واقعی فخر چھلکا۔ "مگر تم... تم اپنی بیوی کے لیے ذلالت کا سامان ہو بلڈی باسٹرڈ" !

اسے بھری محفل میں بنا کسی خوف کے اتنا سچ بولنے کا حق کس نے دیا تھا؟

"میں تمہاری زبان کھینچ لوں گی لائلہ اگر تم نے عفان کے متعلق کچھ اور" ....

دور کھڑی نوشابہ جو اب تک محض اشعر جہان کو بے یقینی اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی، اب کہ ہوش میں آ کر بولی۔ مگر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اشعر آگے بڑھ کر دھاڑا۔

"اور میں تمہاری جان لے ہوں گا نوشابہ مراد اگر تم نے میری بہن کو کچھ کہا تو۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہر سو سناٹا سا چھا گیا۔ لائلہ کی اٹھی گردن مزید تن گئی۔ چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔

نوشابہ نے ایک گہری نگاہ اپنے بھائی شاہ میر مراد پر ڈالی تو وہ ہولے سے ہنس دیا۔

"کاش تم میری بہن نہ ہوتیں نوشابہ" !

اس کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ سن کر نوشابہ کی رنگت سرخ پڑ گئی۔ وہ تلملاتی رہ گئی۔

عفان مراد تفشالہ کے سامنے گڑگڑانے میں مصروف تھا۔ لائلہ اسے ایک نظر دیکھ کر مسکرا دی۔ مسکراہٹ میں طنز تھا۔ فتح تھی۔

"تمہارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں سعیر مراد۔" لائلہ نے اب کہ سعیر مراد کو دیکھ کر اپنا فیصلہ سنایا۔ "صرف چوبیس گھنٹے۔ اتنے وقت میں تم مراد ہاؤس خالی کر چکے ہو۔ ورنہ مجھے مجبوراً تمہیں گھسیٹ کر دھکے مار مار کے اس گھر سے نکالنا پڑے گا۔"

اس کا اعتماد دیکھ کر زریں مسکرا دی۔ اس اعتماد کو وہ پہلے بھی کہیں دیکھ چکی تھی۔ بالکل ویسا اعتماد، ویسی اٹھی ہوئی گردن، ویسا بے خوف لہجہ، ویسی مسکراہٹ، ویسا قہر ڈھانے والا حسن! وہ یقیناً انمول کا دوسرا روپ تھی۔ وہ واقعی ملکہ تھی۔ ملکۂ قلب۔

سعیر مارے ضبط کے نیلا پیلا پڑ چکا تھا۔

لائلہ نے ایک فاتحانہ نظر اپنے ساتھ کھڑے دو بھائیوں پر ڈالی۔ وہ بھی جواباً اسے دیکھ کر مسکرائے۔ فتح کا آغاز ہو چکا تھا۔ آخر کار.... فتح کا آغاز ہو ہی چکا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❤ ❤ ❤

یہ ایک کانفرنس روم کا منظر تھا۔ اس وقت وہاں پانچ لوگ موجود تھے۔ چار لوگ آمنے سامنے رکھی کرسیوں پر براجمان تھے جبکہ پانچواں یعنی ان کا باس سربراہی کرسی پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ وہ یقیناً اشہد حدید تھا۔

"اگلی چال ہم سب نے مل کر چلنی ہے۔" وہ انہیں بتا رہا تھا۔ اس کی دائیں طرف اشعر بیٹھا تھا جس کے ساتھ لائلہ بیٹھی تھی۔ اسی طرح بائیں جانب شاہ میر بیٹھا تھا جس کے ساتھ پرل بیٹھی تھی۔ بالکل لائلہ کے سامنے۔ سب اسے غور سے سن رہے تھے۔ سوائے اس ایک لڑکی کے جو خاموشی سے اپنے ناخنوں سمیت پورے ہاتھ کی جانچ پڑتال میں مصروف تھی۔

ایش وقفے وقفے سے اس پر نظر ڈالتا۔ اس کی جگہ کوئی اور ایسا کرتا تو یقیناً ایش کے لبوں سے اپنے لیے نہایت مؤدب القابات سن چکا ہوتا۔ مگر سامنے وہ تھی جس کے سامنے اس کی گردن جھک جایا کرتی تھی۔ اس کی ملکۂ قلب۔

"اس کے بعد صرف ایک سفر... اور پھر فتح ہماری۔"

سارا پلان ڈسکس کرنے کے بعد وہ بولا اور پھر سب پر ایک حتمی نگاہ ڈالی۔

اب کہ لائلہ بالوں کا گول مول جوڑا بنا کر کیچر لگانے میں مصروف تھی۔ ایش کی نظر اس پر جا کر ٹھہر سی گئی۔ نظروں میں بے حد افسوس جاگا۔ باقی سب نے اس کی نگاہوں کے

تعاقب میں دیکھا تو ہنسی دباتے رہ گئے۔ وہ سب لائلہ کی ناراضی سے باخبر تھے۔ اور اتنی سنجیدہ کانفرنس میں اس کی حرکتیں! وہ بس ہنسی دباتے رہ گئے۔

اس کانفرنس کے بعد اگلے دن ایش کی جانب سے ایک ڈنر ارینج کیا گیا تھا۔ رات کے وقت ایک لگژری ہوٹل کے سامنے پانچ گاڑیاں آکر رکیں۔ ایک کے پیچھے ایک۔ سیاہ چمچماتی گاڑیاں۔

دھیرے دھیرے ان گاڑیوں کے دروازے کھلے۔ گارڈز ان کے استقبال میں سر جھکائے کھڑے تھے۔ جب سب گاڑی سے نکلے تو ان کا لباس دیکھ کر معلوم ہوتا تھا تھیم بلیک اینڈ گولڈن تھی۔ یامی نوکائی میں سیاہ رنگ ظلم کی علامت تھا اور سنہری رنگ فتح کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تین مرد سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس تھے۔ جبکہ دو لڑکیاں سنہری بلاؤز کے ساتھ سیاہ رنگ کی ساڑھی زیب تن کیے ہوئے تھیں۔ شاہ میر اور اشعر نے سینے پر ہاتھ رکھے سر کو خم دے کر اشہد حدید کو سلام کیا۔ اس نے بھی جواباً مسکرا کے سر کو خم دیا۔ شاہ میر اور اشعر آگے کی جانب بڑھ کر سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ پرل لائلہ کے ساتھ ذرا پیچھے تھی۔ جیسے

ہی وہ اشہد حدید کے پاس آئیں پرل نے بھی اسی طرح اشہد حدید کو سلام کیا جبکہ لائلہ بے نیاز سی اپنا پلو درست کرنے میں مصروف تھی۔

"عزت دیتے ہوئے اچھی لگتی ہو۔" اشہد حدید پرل سے گویا ہوا۔

"میں بری ہی ٹھیک ہوں۔" مسکرا کر ادا سے کہا گیا۔ لائلہ اور اشہد اس کے جواب پر بیک وقت مسکرائے تھے۔ وہ اپنا پلو درست کر چکی تھی۔ اوہ شکر !

اشہد حدید اگلے ہی لمحے آگے بڑھا اور جھک کر ہاتھ لائلہ کی جانب بڑھایا۔

"کیا ہماری مسز ہمیں اپنے ساتھ چلنے کا شرف بخش سکتی ہیں؟"

لائلہ نے ایک سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"کون مسز؟" اتنا کہتی وہ ایک ادا سے سر جھٹک کر آنکھیں گھماتی آگے بڑھ گئی۔

ساتھ کھڑی پرل بے اختیار کھل کر ہنس دی۔ اشہد بھی اس کی حرکت دیکھ کر سر جھکائے ہنس دیا۔ پھر سنبھلنے پر پرل کی جانب بڑھا اور کہنی آگے کی۔ پرل نے بھی سمجھتے ہوئے اس کی کہنی تھامی جبکہ دونوں ابھی تک ہنس رہے تھے۔

"مسز نہ سہی تو کرائم پارٹنر ہی سہی۔ "

وہ اسی طرح ہنستے مسکراتے اندر داخل ہوئے۔ مطلوبہ جگہ پہنچ کر انہوں نے دیکھا وہ شاہ میر اور اشعر کے ساتھ کھل کر ہنس رہی تھی۔

اشہد اور پرل نے اسے دیکھ کر افسوس بھری نظروں کا تبادلہ کیا۔

"تمہیں کب معاف کر رہی ہے یہ؟"

اشہد نے کندھے اچکائے۔

"اتنی آسانی سے کہاں ماننے والی ہے۔" وہ ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ان ہی کی جانب بڑھ رہے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آخر کو تمہاری بیوی ہے۔ اثر تو ہونا ہی تھا۔"

لائلہ کی نظر ہنستے ہوئے سامنے سے آتے کرائم پارٹنرز پر پڑی۔ پرل اس کی کہنی تھامے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملائے چل رہی تھی۔

کاش وہ اس کے قریب ہوتا!

کیا سمجھے؟

بالکل! تاکہ وہ اس کا منہ نوچ سکتی۔

وہ سربراہی کرسی پر جا کر براجمان ہوا۔ پرل اشعر کے ساتھ جا بیٹھی جبکہ لائلہ شاہ میر کے ساتھ بیٹھی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہاتھوں میں گلاس تھامے ہوئے تھے۔ چہرے پر مسکراہٹ برقرار تھی۔ پھر اگلے ہی لمحے گلاس ٹکرانے کی آواز سارے میں گونجی۔

کھانا کھاتے ہوئے لائلہ کا موڈ نہ جانے کیوں پہلے سے قدرے خراب ہو چکا تھا۔ اشہد بار بار اسی پر نگاہ ڈالتا جبکہ وہ پرل سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ اس کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتی وہ آنکھیں گھماتی رہ گئی۔

"جہنمی انسان کہیں کا"!

وہ سوچتی رہ گئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

تب ہی شاہ میر اور اشعر جو آپس میں بات کرنے میں مصروف تھے سب کچھ بھانپ کر لائلہ سے بات کرنے لگے۔

بس پھر! باتیں ہوتی رہیں۔ وہ ایک دوسرے کو جلاتے بھی رہے اور جلتے بھی رہے۔ کیا محبت تھی !

❣ ❣ ❣

اس کی گاڑی اس وقت مراد ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔ جب وہ پورچ میں جا کھڑی ہوئی تو ملازم نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ کھولا۔ وہ گلاسز لگاتے ہوئے باہر نکلی۔ بھورے اور سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ کے ساتھ سیاہ ہیلز پہنے وہ نہایت وقار سے چلتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ وہاں داخل ہوتے ہی کئی بھولی بسری یادوں نے اس کا استقبال کیا۔ لان اب کہ بالکل صاف تھا۔ وہاں پھولوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ

زخمی سا مسکرائی اور اندر داخل ہوئی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی کئی قہقہے اور کھلکھاتی آوازیں اس کی سماعت سے ٹکرائیں۔ ان میں سب سے بلند کھلکھاتی آواز اسی کی تھی۔ لاؤنج بالکل خالی تھا۔ مگر یادیں آج بھی وہاں مقیم تھیں۔ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے وہ ایک ایک کونے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ ہر جگہ سے کوئی نہ کوئی یاد وابستہ تھی۔ کچن میں ٹھہری وہ اور منصب بی۔ لاؤنج میں بیٹھی وہ اور اس کے فرینڈز جن میں چچیاں بھی شامل تھیں۔ سیڑھیوں سے عجلت میں اترتی ہوئی وہ جو سامنے سے آتے عفان سے اکثر ٹکرا جایا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی۔ گلاس وال کے پاس جا کر اس نے پردے سمیٹے تو ہر جانب روشنی پھیل گئی۔ اس نے مڑ کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں اسے سلیم مراد لیٹا دکھائی دیتا تھا۔ آنکھوں میں کچھ زخمی سا چمکا۔

اسے ساتھ کھڑی گلاب کا پھول تھامے ایک لڑکی نظر آئی۔ وہ اس پھول کو سلیم مراد کے حوالے کر رہی تھی۔ معصوم اور بھولی سی وفا۔ جو سلیم مراد کو ہمیشہ ایک اینجل لگی تھی۔

اس کے بعد وہ اس کمرے میں داخل ہوئی۔ جہاں اس ک عمر کا ایک بڑا حصہ گزرا تھا۔ بیڈ کے اوپر دیوار پر آج بھی وہ تصویر آویزاں تھی۔ ایک پرفیکٹ فیملی کی تصویر۔ جہانگیر، اقرا اور وفا کی تصویر ...

اس نے گلاس ڈور سلائیڈ کیا اور اپنی بالکونی میں داخل ہوئی۔ مراد ہاؤس کے لان کے بعد اس کی سب سے پسندیدہ جگہ۔ وہاں آج بھی چار کرسیاں رکھی تھیں۔ عفان، وفا، شاہ میر اور پری کی کرسی۔

کاش یادیں بھی وقت کے ساتھ کہیں پیچھے رہ کر ماضی میں تحلیل ہو جاتیں !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

❣ ❣ ❣

سعیر مراد اس وقت ایک کرائے کے مکان میں موجود ایک کمرے میں بیٹھا تھا۔ ساتھ زریں بیڈ پر بیٹھی اس کی پشت کو گھور رہی تھی۔

"میں نے کہا تھا سعیر!" زریں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے نہایت مدھم آواز میں بولی۔ "جس طرح اس جنگ کا آغاز ایک ملکۂ قلب سے ہوا تھا اسی طرح اس کا اختتام بھی ایک ملکۂ قلب سے ہی ہو گا۔"

سعیر نے سختی سے لب بھینچ لیے۔

"وہ تمہیں شکست دے گی سعیر مراد! فتح اس کا مقدر ہے۔ وہ ملکہ بننے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔"

"بکواس بند رکھو اپنی۔" وہ غصے سے چلایا جبکہ زریں ہنس دی۔

"مزید کب تک؟" طنزاً لہجے میں پوچھا گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں سالوں پہلے ایک ملکۂ قلب نے شکست دی تھی۔ ایک اور ملکۂ قلب تمہاری اس شکست کو ایکسپوز کرے گی۔ وہ تمہاری بچی کچھی سلطنت بھی فتح کر لے گی۔"

"میری برداشت کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ زریں"!

وہ اپنے غصے کو شانت رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔

"وہ تمہاری موت ہے سعیر مراد! لائلہ تمہاری موت ہے۔"

سعیر ایک جھٹکے سے اٹھا اور جیب میں پسٹل اڑستا باہر کی جانب چل دیا۔ دروازہ پار کرنے سے پہلے وہ ایک دم رکا۔ مڑ کر اسے دیکھا۔

"وقت بتائے گا کہ کون کس کی موت ہے۔" اتنا کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

"لائلہ تمہاری موت ہے۔" زریں کے لبوں نے پھر سے حرکت کی۔

سعیر مراد اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ ڈرائیور بار بار بیک ویو مرر کے ذریعے اپنے تلملاتے باس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ نہایت غصے میں تھا اور یقیناً آج کچھ کرنے ہی والا تھا۔

اچانک ہی سعیر مراد نے موبائل نکالا اور حدید کو کال ملائی۔

"کہاں ہو؟"

"آپ نے کہا تھا کہ پاکستان آجاؤں سو آچکا۔" لاپروائی سے جواب دیا گیا۔

"مجھے تمہاری ضرورت ہے حدید" !

"آپ میرے اپارٹمنٹ آجائیں۔ میں اڈریس ٹیکسٹ کر دیتا ہوں۔"

"آہ حدید!" سعیر مراد نے سرد آہ بھری۔ "تم نے کبھی شاہ میر کی کمی محسوس نہیں ہونے دی مجھے۔ تم ہمیشہ میری مشکل آسان کر دیتے ہو۔"

حدید مسکرایا۔ اس کے ساتھ بیٹھا شاہ میر بھی مسکرا دیا۔

"مشکل میں بھی یہی ڈالتا ہے۔" شاہ میر نے آواز کیے بغیر لب ہلائے۔ ساتھ بیٹھا اشعر بھی اب کی بار ہنس دیا۔

"یہ تو میرا فرض ہے سعیر ساما"!

(اداکار کہیں کا!) ساتھ بیٹھی لائلہ نے منہ بسورے دل ہی دل میں تبصرہ کیا۔ اسے لگا تھا اشعر اور پرل بہترین اداکار ہیں۔ مگر نہیں۔ اشہد حدید اس معاملے میں ان سب کا باپ تھا۔ (بدتمیز باس نہ ہو تو!) ایک اور تبصرہ...

سعیر مراد کی گاڑی حدید کے اپارٹمنٹ کے سامنے آکر رکی تھی۔ سعیر خاموشی سے باہر نکل کر اندر کی جانب چل دیا۔

گاڑی میں بیٹھے ڈرائیور نے اس کے جاتے ہی ایک پسٹل اپنی جیب سے نکالی۔(یہ وہی پسٹل تھی جو سعیر مراد اپنے ساتھ لایا تھا۔راستے میں ڈرائیور نے گاڑی خراب ہونے کا بہانہ کیا اور سعیر مراد سے کہا کہ وہ کم وقت میں گاڑی ٹھیک کرلے گا جب تک وہ باہر انتظار کرلے۔جب سعیر مراد پسٹل گاڑی میں رکھے باہر چلا گیا تو ڈرائیور نے اسے خالی پسٹل سے بدل دیا۔یعنی اس وقت سعیر مراد کے پاس موجود پسٹل بالکل خالی تھی۔)

ڈرائیور نے فون نکالا اور ایک نمبر پر کال ملائی۔وہ ڈرائیور جانتے ہو کون تھا؟

"ہاں چارلی!" اشعر کی آواز رابطہ ملنے پر گونجی۔

"رمیز ساما!"(وہ اشعر کو رمیز ساما اور اشہد حدید کو ڈینیئل کے نام سے جانتا تھا)کام ہو گیا۔اس کی پسٹل بالکل خالی ہے۔"

"ویل ڈن!" داد دی گئی۔

سعیر مراد اس اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوا تو اسے ہر جانب تاریکی کا سامنا کرنا پڑا۔ مابسٹر ہونے کے ناطے اس کی چھٹی حس اسے ریڈ سگنلز دینے لگی۔اس نے فوراً پسٹل نکالی اور دھیرے دھیرے احتیاط سے قدم رکھتا اندر کی جانب چلنے لگا۔

"حدید!" اس نے اسے پکارا مگر جواب ندارد۔

اس کا لمحے بھر کو جی چاہا کہ واپس چلا جائے۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے یہ سوچنے پر بھی خود کو کوسا اور اس خیال پر سو بار لعنت بھیجی۔ وہ ایک ماسٹر تھا ماسٹر! وہ کسی بھی حال میں ڈرنے والا نہیں تھا۔ مگر وہ بھول گیا کہ وہ بڈھا ہو چکا تھا۔ مقابل حسین و جمیل اور جوان لوگ تھے۔

وہ جانتا تھا یہ اس کی غلط فہمی ہے کہ اسے وہاں کوئی خطرہ ہے کیونکہ وہ حدید کے پاس آیا تھا۔ حدید تو اس کا وفادار تھا نا!

وہ اعصاب ڈھیلے چھوڑتا ذرا سا آگے جا کر رکا۔ دل کو اب تسلی سی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہیلو حدید کہاں ہو تم؟" فون ملا کر رابطہ ملنے پر اس کی آواز سارے اپارٹمنٹ میں گونجی۔ اشہد حدید کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جاننا چاہو گے؟" مشکوک لہجے میں پوچھا گیا۔ سعیر مراد کا ماتھا ٹھنکا۔ اس کا لہجہ پہلی بار اس قدر مشکوک تھا۔

"حدید یہ کیا مذاق ہے۔ اپارٹمنٹ میں اس قدر اندھیرا کیوں ہے؟"

اچانک ہی تمام لائٹس آن ہوئیں۔ سارا اپارٹمنٹ روشنی میں نہا گیا۔ سعیر مراد کی سانس میں سانس آئی۔ مگر پھر اچانک !

نظر سامنے کھڑی اس نقاب پوش لڑکی پر پڑی۔ اس کے چہرے پر نہایت باریک نقاب چڑھا تھا۔ آنکھیں سنہری اور نہایت گہری تھیں۔ بال اونچی پونی کی صورت کندھوں پر جھول رہے تھے۔ وہ نقاب کے باوجود اس کی گہری مسکراہٹ دیکھ چکا تھا۔

"جہانگیر مراد کو تم نے مروایا تھا۔" اب کہ اس کی آواز گونجی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ اسے بتا رہی تھی یا پوچھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اقراء جہانگیر کو تم نے مروایا تھا۔"

اس کی مسکراہٹ سمٹ چکی تھی۔ وہ اب بس بول رہی تھی۔ یا شاید اسے اس کے گناہ گنوا رہی تھی۔

"سلیم چاچو کو بستر پر آپ نے لگایا تھا۔" اب کہ عقب سے آتی آواز پر وہ چونک کر مڑا۔ سامنے شاہ میر مراد کھڑا تھا۔ ہاتھ میں پسٹل لیے۔ ایک ماہر سٹر کی طرح۔

"انہیں غلط دوائیاں دی جاتی تھیں تاکہ وہ پاگل ہو جائیں اور کوئی ان کی باتوں پر کان نہ دھرے۔"

سعیر مراد نے ایک دم پسٹل نکال کر لائلہ کی جانب نشانہ باندھا اور ٹریگر دبایا۔ پسٹل خالی تھی۔ لائلہ اور شاہ میر مسکرا دیے۔ ان کی آنکھیں چیخ چیخ کر سعیر مراد کو اس کی موت کی خبر دے رہی تھیں۔

"تم نے میری ماں کو مار ڈالا۔" اب کی بار آواز دائیں جانب سے آئی تھی۔ اشعر جہان کی آواز۔

وہ چونک کر اس جانب مڑا۔ سارا وجود پسینے میں نہا چکا تھا۔ موت قریب تھی۔ بے حد قریب۔

"تم نے کلارا کی ماں کو مار ڈالا۔" وہ دو قدم آگے ہوا۔

"تمہاری بیٹی نے میری...(گلے میں کچھ چبھا)...نورِ نظر کو مار ڈالا۔"

سعیر مراد کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔ اس میں تو اتنی ہمت بھی باقی نہ رہی کہ وہاں سے بھاگ سکے۔

"تم نے اپنی ہی بھتیجی کا قتل کرنا چاہا سعیر مراد!" یہ آواز بائیں جانب سے آئی تھی۔ کمزور اور لرزتی آواز۔ سہراب خان کی۔ سعیر مراد نے اسے دیکھا۔ چہرے پر کئی رنگ آکر چلے گئے۔ حیرت ہی حیرت تھی۔

"تم نے یامی نوکائی کو تباہ کر دیا سعیر مراد"!

وہ بھی دھیرے دھیرے چلتا ہوا چند قدم آگے آیا۔

سعیر مراد نے لرزتے وجود کے ساتھ باری باری سب کو دیکھا۔ وہ چاروں اس کی جانب دھیرے دھیرے بڑھتے ہوئے اس کا گھیرا تنگ کر رہے تھے۔ سعیر کو ابھی سے سانس لینے میں دکت ہونے لگی۔

تب ہی اچانک لائٹس پھر سے آف ہو گئیں۔ ہر سو اندھیرا چھا گیا۔ سعیر مراد چونکا پھر لبوں پر امید بھری مسکان در آئی۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تب ہی دور سے کسی کی پسٹل سے نکلنے والی گولی اس کے دائیں گھٹنے میں پیوست ہو گئی۔

"ابھی سے بھاگ رہے ہو۔ ابھی تو بہت سے حساب چکتا کرنے ہیں سعیر مراد" !

آواز لڑکی کی تھی مگر لائلہ کی نہیں۔ پرل ابراہم کی۔

وہ وہیں پر ڈھے چکا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ درد کی شدت سے کراہنے لگا۔ نظر کچھ نہیں آرہا تھا۔ اندازہ لگاتے ہوئے اس نے ایک جانب خود کو گھسیٹتے ہوئے بڑھنا شروع کیا۔

"تم نے میرے باپ کو مار ڈالا سعیر مراد! کنگ آف یامی نوکائی کو۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اب کی بار گونجنے والی آواز سعیر مراد کو

وہیں تھم جانے پر مجبور کر گئی۔ گھمبیر، سنجیدہ، شناسا آواز ....

اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"حدید!" اس کے لبوں نے حرکت کی۔ آواز ساتھ چھوڑ چکی تھی۔

"تم نے رئیل اسٹون کو ڈپلیکیٹ سے بدلا۔ "

ساری آوازیں تھم چکی تھیں۔اس کے چاروں طرف موجود لوگ رک چکے تھے۔اب بس آواز تھی تو کسی کے بھاری بوٹس کی۔وہ ہر گزرتے لمحے اس کے قریب آرہا تھا۔سعیر مراد کی رگوں سے گویا خون نچڑنے لگا۔سانسیں ابھی سے اکھڑنے لگیں۔

"تم نے میری ماں کو اپنی ضد کا قیدی بنانا چاہا۔ "

بوٹس کی آواز ایک دم تھم سی گئی۔وہ یقیناً اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"انمول ساما کو تمہاری وجہ سے موت کا کڑوا گھونٹ پینا پڑا۔"

"تم نے میری محبت پر وار کرنا چاہا۔ "

لائلہ کا سانس لمحے بھر کے لیے رک گیا۔

"کیا تم قابلِ معافی ہو؟ "

"حدید؟" وہ بے یقینی کی حالت میں اپنا زخم بھول چکا تھا۔ اس کے کانوں میں محض اس شخص کی آواز گونج رہی تھی جس پر اس نے دنیا میں سب سے زیادہ اعتبار کیا تھا۔ جس پر آنکھ بند کیے وہ بھروسا کرتا تھا۔ جو اسے اپنے بیٹے شاہ میر سے زیادہ محبوب تھا۔

"اشہد حدید۔"

اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے سامنے پنجوں کے بل آ بیٹھا تھا۔

"ارباز ساما اور انمول ساما کا بیٹا اشہد حدید"!

وہ آواز اس کے بے حد قریب آ چکی تھی۔

"جسے تم ایش ساما کے نام سے جانتے ہو۔"

پسٹل کی ٹھنڈی نال اس نے اس کی کنپٹی پر جمائی تھی۔ سعیر دم سادھے اسے سنے گیا۔

"تمہیں کیا لگا کہ میں تمہارے ساتھ مل کر زمان ساما کو دھوکا دے رہا تھا؟" اب کہ وہ دھیرے سے ہنس دیا۔ "ہرگز نہیں۔ میں تم دونوں کو ہی دھوکا دے رہا تھا۔ ہوں نا میں ماسٹر مائنڈ؟"

سب کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ یہ اقرار تھا !

"تم مجھے کیسے مار... میں تو تمہارا باس " ...

"چچ چچ۔" اشہد حدید نے جیسے افسوس کیا۔ "تم بھی زمان ملک کی طرح خوش فہمی کے مرض میں مبتلا ہو۔ خیر! تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں... یعنی اشہد حدید... جنگلی جانوروں کو باس نہیں بناتا۔ بڈھوں کو تو بالکل بھی نہیں۔ "

سعیر کو لگا کسی نے اس کے منہ پر جوتا دے مارا ہے۔ ساری دنیا کے سامنے۔

اچانک ہی لائٹس پھر سے آن ہوئیں۔

ہر سو ایک بار پھر روشنی پھیل گئی۔ وہ اس کے بالکل سامنے پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ پسٹل کی ٹھنڈی نال ابھی تک اس کی کنپٹی پر جما رکھی تھی۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا سعیر مراد!" وہ اٹھا۔ "میں تمہاری ہر مشکل آسان کر دیتا ہوں۔ تم نے آج تک ہر اس شخص کا اعتبار توڑا جس نے تم پر اعتبار کیا۔ اور دیکھو۔ میں یعنی اشہد حدید تمہارے اعتبار کی دھجیاں اڑانے کے لیے تمہاری زندگی میں آیا۔" وہ چند قدم پیچھے

ہوا۔ ”کیوں نہ آج تمہاری موت آسان کر دی جائے۔“ وہ پیچھے ہوتا گیا اور ایک جگہ جا کر رک گیا۔ سعیر کا حلق سوکھ چکا تھا۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ سر درد سے پھٹنے کو تھا۔ گھٹنے میں لگی گولی کے باعث پورے وجود میں درد کی لہر دوڑ گئی۔

اس نے بہ مشکل سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

وہ قطار میں اس کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ کچھ اس طرح کہ سب سے آگے اشہد حدید اور سہراب خان ایک ساتھ کھڑے تھے۔ اشہد کی بائیں جانب لائلہ ایک قدم پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے مزید پیچھے شاہ میر تھا۔ سہراب خان کی دائیں جانب ایک قدم کے فاصلے پر اشعر کھڑا تھا پھر اس کے پیچھے پرل۔ دور سے دیکھنے پر ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک ساتھ قطار میں کھڑے ہوں۔ سب کے ہاتھ میں پسٹل تھی۔ ایک ساتھ سب نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ نشانہ سعیر مراد کی جانب باندھا۔ پھر اچانک !

سعیر مراد تمام منظر بھول گیا۔ نظر ان سب کے پیچھے کھڑی ایک لڑکی پر پڑی۔ نگاہ اس پر ٹھہر کر لوٹنا بھول گئی۔ وہ دھیرے دھیرے آگے کی جانب چلتی ہوئی اشہد حدید اور

سہراب خان کے آگے آکھڑی ہوئی تھی۔ وہ دم سادھے بنا پلک جھپکے اسے دیکھتا رہا۔ سفید فراک کے ساتھ سنہرا آنچل.... لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ....

سب سے پہلی گولی اشہد حدید کی پسٹل سے نکل کر سعیر مراد کے سینے کو چیرتی ہوئی گئی تھی۔ اس کے وجود نے ایک جھٹکا کھایا۔ بغیر کراہے ہو ہنوز اس اپسرا کو دیکھ رہا تھا۔

"ملکۂ قلب!" اس کے لبوں نے حرکت کی۔

تب ہی ایک اور گولی سہراب خان کی پسٹل سے نکل کر اس کا کندھا چیرتی اندر پیوست ہو گئی۔

وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ اس کی ایک ایک ادا اس کی فتح کی ضامن تھی۔

اگلی گولی اشعر جہان کی پسٹل سے نکل کر سعیر مراد کی دائیں ٹانگ پہ جا لگی تھی۔

"ملکۂ قلب!" وہ اب بھی اپنی تکلیف سے بے نیاز اپنی ملکۂ قلب کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بے بسی سے ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ جیسے اسے پکار رہا ہو۔

لائلہ کی پسٹل سے نکلنے والی گولی اس کے اسی بازو میں جا کر لگی تھی جس کے سبب اس کا بازو ایک بار پھر اس کے پہلو میں ڈھے گیا۔

وہ اب قدم بہ قدم چلتی اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔ وہیں چمکتی دمکتی رنگت... وہیں انمول حسن... کیا کچھ تھا جو بدلا تھا؟

اگلی گولی پرل کی پسٹل سے نکل کر اس کے دوسرے بازو میں لگی تھی۔

"ملکۂ قلب!" مگر وہ تو اپنی طرف بڑھتی اس اپسرا کی جانب متوجہ تھا۔

وہ اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھی۔

وہ ہنوز ٹکٹکی باندھے بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔

آخری گولی ....

اس کے ہی بیٹے کی پسٹل سے ....

سیدھا دل میں پیوست ہوئی تھی....

سارے منظر دھندلا گئے۔ بصارت جواب دے گئی۔ سماعت جواب دے گئی۔ ملکۂ قلب کی مسکراہٹ بے حد گہری ہو چکی تھی۔ اس کارواں رواں اس کی فتح کا شاہد تھا۔

سعیر مراد مر چکا تھا۔

یامی نوکائی کا غدار۔

سید ار باز شاہ کا غدار۔

انمول ساما کا غدار۔

ہر اس شخص کا غدار جس نے اس پر اعتبار کیا۔

وہ مر چکا تھا۔ اپنی شکست کے ساتھ۔ فتح انمول کی ہوئی۔ ملکۂ قلب کی۔

❤ ❤ ❤

# آخری سفر

جاپان کے شہر ساپورو میں آج حسین شام اتری تھی۔ وجہ تھی بہار کا موسم۔ بہار کے موسم میں ساپورو شہر میں ہر طرف رنگینی سی پھیل جایا کرتی تھی۔ یہ شہر خاص طور پر بہار کے موسم میں کھلنے والے چیری بلاسم کی وجہ سے شہرت کا حامل ہے۔ چیری بلاسم کو جاپانی زبان میں ساکورا کہتے ہیں۔ ٹھنڈی اور معطر ہوا لوگوں کو پر سکون کر رہی تھی۔ سورج غروب ہونے کی تیاری میں تھا۔ آسمان پر جامنی رنگ پھیل چکا تھا۔ آج معمول سے زیادہ لوگ تفریح اور چہل پہل کے لیے گھروں سے باہر نکل آئے تھے۔ شام کے وقت ساپورو کی سڑکوں پر تفریح کا الگ ہی مزہ تھا اور جاپانی لوگ یہ موقع نہیں گنوایا کرتے تھے۔

سڑک سے آتے جاتے لوگوں کی نظر ساپورو کلاک ٹاور پر پڑتی تو لبوں کو ایک دلکش مسکراہٹ چھو جاتی۔ وہ اس وقت ساپورو کلاک ٹاور کے بلکل سامنے سڑک پر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اپنی مستی میں مگن چل رہی تھی۔ سفید گھٹنوں تک آتی فراک، سر پر

سفید ہیٹ اور سفید ہی لانگ بوٹس پہنے وہ کافی پر کشش لگ رہی تھی۔ ساتھ سے گزرتے لوگوں کی نظر اس پر پڑتی تو ان کے دل میں ایک بار مڑ کر اسے دوبارہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی۔ اس کی دودھ جیسی رنگت، شفاف چہرہ اور جاپانی نقوش دیکھ کر دماغ میں اس کی خوبصورتی کا اعتراف کرنے کے لیے دو الفاظ گردش کرنے لگتے تھے "جاپانی گڑیا"۔

وہ ہاتھ میں چند سفید اور ہلکے جامنی رنگ کے گلاب اٹھائے بے نیازی سے چل رہی تھی۔ سڑک پار کر کے وہ کلاک ٹاور کے قریب آ پہنچی۔ سر اٹھا کر اس نے اس کلاک ٹاور کو دیکھا اور پھر سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑے ان گلابوں کو۔ اس کے چہرے پر ایک سوگوار سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ چند لمحے وہاں رکنے کے بعد وہ آگے بڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دور جا کر ہی اس کے دل میں ایک عجیب لیکن شناسا سا احساس پیدا ہوا۔ ایک جانی پہچانی سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔

"تم سا پورو آ چکی ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

وہ شخص اس کی دائیں جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ فون کانوں سے لگا رکھا تھا اور وہ الفاظ جو اس لڑکی کو رکنے پر مجبور کر گئے یقیناً کال پر موجود شخص سے کہے گئے تھے۔ اس کا لہجہ

خوشگوار اور چہرے پر قوس قزح کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ یہ رنگ اس نے تب دیکھے جب وہ کال پر مصروف پیچھے کی جانب مڑا اور اس سے غیر ارادی طور پر ٹکرا گیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود گلاب پھسل کر زمین پر جا گرے۔ وہ ہنوز اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ کیا وہ خواب تھا یا پھر حقیقت؟ اگر وہ خواب تھا تو بہت حسین تھا اور اگر وہ حقیقت تھا تو.... تو بہت ہی خوف ناک تھا۔

وہ شخص فون پر موجود شخص کی بات کو اتنا غور سے سن رہا تھا کہ ٹکرانے کے باوجود اس کی نظر سامنے کھڑی لڑکی پر نہ پڑی۔ وہ مصروف انداز میں دھیرے سے جھکا اور پھول اٹھانے کی غرض سے ہاتھ آگے بڑھائے۔ وہ اب نووارد سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"مانا مجھے انتظار سے سخت نفرت ہے مگر میں تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔"

اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اس لڑکی کے دل کو بری طرح چبھے تھے۔ اور پھر اچانک ہی وہ شخص خاموش ہوا۔ سفید اور جامنی گلاب دیکھ کر اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ وہ سکتے کی حالت میں سیدھا ہوا اور نظر اس ملاقات میں پہلی بار اس لڑکی کے چہرے پر پڑی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں تو ماضی کی کئی بھولی بسری یادیں ان کا طواف

کرنے لگیں۔ کال پر موجود شخص شاید اب رابطہ منقطع کر چکا تھا۔ وہ دونوں چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ دل پر پڑی برف پگھلنے لگی مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس حالت سے باہر نکلے۔ شاید وہ اپنے جذبات چھپانے میں ماہر تھے۔ اس نے وہ پھول اس کی طرف بڑھائے جنہیں اس لڑکی نے خاموشی سے تھام لیا اور پھر اپنے ہیٹ کو قدرے آگے جھکایا جس کی وجہ سے اس کا آدھا چہرہ چھپ گیا۔ اتنا کرتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ وہ شخص ابھی تک فون کان سے لگائے اسے وہاں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔

پہلے حیرت، پھر پریشانی اور پھر غصے کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی۔ اس کی گرفت موبائل فون پر اتنا مضبوط ہو گئی کہ اگر وہ مزید چند لمحے اسے یوں ہی پکڑے رکھتا تو یقیناً وہ کرچی کرچی ہو جاتا۔ غصے سے فون جیب میں اڑستا وہ سڑک کے اس پار موجود اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

وہ لڑکی اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر بھی حیرت، پریشانی اور غصے کے تاثرات تھے جبکہ آنکھیں ویران تھیں اور یقیناً صدمے سے بھری ہوئی تھیں۔ پھول میز پر رکھتی وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ سر پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ کانوں میں

اس شخص کے الفاظ گونج رہے تھے۔ وہ یقیناً ان الفاظ کی وجہ سے تکلیف میں تھی ورنہ اس شخص کو دیکھ کر اسے صرف اس شخص کی قسمت پر افسوس ہوتا تھا۔ بند آنکھوں میں بھی اسی شخص کا چہرہ جگمگانے لگا۔ اس نے اکتا کر آنکھیں کھولیں اور پھر اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ صرف اس شخص سے ملاقات کے بعد جایا کرتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹول پر بیٹھی کینوس پر رنگوں سے بھیگا برش چلا رہی تھی۔ وہ جب بھی اس سے ملتی تھی تو اس کا چہرہ ذہن کی سکرین پر جم سا جاتا اور وہ اسے رنگوں کی مدد سے کینوس پر اتارا کرتی تھی۔ اس طرح وہ اسے ذہن سے نکالنے کی سعی کیا کرتی تھی۔ آج بھی وہ یہی کر رہی تھی۔

وہ شخص کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا جبکہ ذہن اس لڑکی اور ان گلابوں کے درمیان الجھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ہی ایک اور شخص بیٹھا پچھلے کئی گھنٹوں سے اسے اسی طرح خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے مجھے اتنا جلدی میں یہاں کیوں بلایا ہے؟" آخر کار اس کی خاموشی سے اکتا کر اس نے سوال کر ہی ڈالا۔

)اس نے آنکھیں بند کیں اور ذہن کی سکرین پر ابھرتی اس شخص کی تصویر کو دیکھا۔

اس کے بعد اس کا ہاتھ اور اس میں موجود برش کینوس پر خود بخود کام کرنے لگے۔ (

"وہ ساپورو میں ہی ہے۔"۔ پہلی بار اس شخص نے اس سے کچھ کہا۔

"کون ساپورو میں ہے؟" سامنے بیٹھا شخص متجسس ہوا۔

)اس نے آنکھیں کھولیں تو اس شخص کے مسکراتے ہوئے چہرے کو کینوس پر دیکھا۔

چہرہ اب کی بار سپاٹ تھا۔ اس مکمل پینٹنگ کو دیکھ کر اس کا خود کو سراہنے کو جی چاہا اور ذہن میں یہی سوال آیا۔ "کیا اس سے زیادہ اچھا آرٹسٹ بھی کوئی ہو سکتا ہے؟" مگر چند لمحے مزید اس آرٹ کو دیکھنے کے بعد وہ الجھ سی گئی کہ یہ کمال اس کا تھا یا پھر اس شخص کے حسن کا۔ خیر... اس بات کا فیصلہ ناممکن تھا۔ اس نے اس کینوس کی دائیں جانب کونے میں اپنا نام لکھا جہاں عموماً آرٹسٹ اپنا نام لکھا کرتے ہیں "تمہاری ہانہ ("

"واٹ! ہانہ ساپورو میں ہے؟" سامنے بیٹھا شخص چونکا تھا جبکہ وہ ابھی تک غیر مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں"۔ اب کی بار اس نے نظریں اس پر جمائیں اور اپنی بات میں اضافہ کیا۔ "اب تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

چند لمحے سوچنے کے بعد سامنے بیٹھا شخص بولا۔ "میرا نہیں خیال کہ یہ درست فیصلہ ہے ۔ ابھی اسے مارنا مناسب نہیں ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ درست یا غلط کیا ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ہوتا صرف وہی ہے جو میں چاہتا ہوں۔ اسی لیے اسے جلد از جلد تلاش کرو اور ختم کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ لاس اینجلس (کیلیفورنیا) جانے سے پہلے ہی میں اس کی موت کی خبر سن لوں۔" وہ سخت لہجے میں اس سے گویا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

)کمرے میں ارد گرد نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ واحد پینٹنگ نہیں تھی جو ہانہ نے اس شخص کی بنائی تھی بلکہ ایسی کئی اور پینٹنگز وہاں موجود تھیں۔ کہیں اس کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آتا تو کہیں نہایت سنجیدہ (...

"آر یو شیور؟" اس شخص نے آخری بار تصدیق چاہی۔

"یس آئی ایم۔" وہ یہ کہتے ہی اٹھا۔ "میں جانتا ہوں کہ یہ کام تمہارے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ارسم تم نے مجھے پہلے کبھی مایوس نہیں کیا اور مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی نہیں کرو گے۔" اپنے کوٹ کے بٹن بند کر کے اس نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا گویا اس کی رضامندی چاہتا ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چاہے وہ اس کا باس تھا مگر سامنے بیٹھا شخص اس کا کوئی بھی کام تب تک نہیں کرتا تھا جب تک وہ خود رضامند نہ ہو۔ وہ چند لمحے خاموش رہا اور پھر سر کو خم دیا جس پر اس شخص کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ چھا گئی۔

)وہ اب اسٹول سے اٹھ چکی تھی۔ اس نے اس پینٹنگ کو آخری بار دیکھا اور پھر ہاتھ میں موجود لال رنگ اس پر دور سے اس طرح پھینکا کہ وہ قطروں کی صورت اس شخص کی تصویر پر پھیل سا گیا۔

"میں مانتی ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے مگر تم تو جانتے ہو ناں کہ میں اپنے مقصد کے آگے محبت کو بھی نظر انداز کر دیتی ہوں۔ اس لیے.... میں اپنے جن ہاتھوں سے تمہاری صورت کینوس پر اتارتی ہوں انہی ہاتھوں سے تمہیں ایک دن موت کے گھاٹ اتاروں گی۔ تمہاری قسم "!..

❣ ❣ ❣

وہ سب ساپورو پہنچ چکے تھے۔ لائلہ نے زمان کی کال آنے پر جب اسے بتایا کہ وہ ساپورو میں ہے تو وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے چہرے پر خوشگوار سی حیرت پھیل گئی۔ وہ اس کی آخری محبت تھی! تب ہی تو وہ انتظار سے سخت نفرت کرنے والا شخص بھی اس کا انتظار کرنے کو راضی ہو چکا تھا۔

ساپورو میں بہار اپنے عروج پر تھی۔

وہ ساپورو میں موجود ناکاجیما پارک کی سڑک پر چلتے ہوئے پرل سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

"ساپورو بہت خوبصورت ہے پرل ساما! آج یقین سا ہو گیا۔"

پرل دھیرے سے مسکرا دی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے ساپورو کبھی اچھا نہیں لگا۔ "

"وہ کیوں؟" ساکورا کے درختوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے لائلہ نے حیرت سے پوچھا۔

"کیونکہ ساپورو نے مجھ سے میرا کچھ قیمتی چرایا تھا۔ "

لائلہ چند لمحے ناسمجھی سے سوچتی رہی۔

"یعنی؟"

"میں نے ساپورو میں کچھ قیمتی کھو دیا تھا لائلہ ساما! وہ ایسا کھویا کہ پھر کبھی ملا ہی نہیں۔ "

"محبت؟" لائلہ نے اندازہ لگایا جبکہ پرل چند لمحے سانس نہیں لے پائی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

"معلوم نہیں۔ بس مجھے لگا تو میں نے پوچھ لیا۔" لائلہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ پرل ابراہم بھی محبت کر سکتی ہے؟ "

"بالکل۔"

لائلہ کی بات پر پرل کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ کیا کہیں اس کی اداکاری میں کوئی کمی رہ گئی تھی؟

"ہر وہ شخص محبت کر سکتا ہے جو دل رکھتا ہے اور دل ہر انسان کے سینے میں موجود ہے۔
"

"میرے سینے میں پتھر ہے لائلہ ساما!" پرل زخمی سا مسکرائی۔

"پتھر تو اسے ہم بناتے ہیں۔ ورنہ دل تو دل ہوتا ہے۔"

چند لمحے خاموشی برقرار رہی۔

"تمہیں معلوم ہے زمان سامانے کیا کہا تھا؟ "

پرل نے ایک دم سر اٹھایا۔ اس بات میں زمان کا ذکر؟ وہ بھی یوں اچانک؟

"کیا؟"

"ساپورو محبت کا شہر ہے۔" وہ چند لمحے سوچتی رہی اور پھر اپنی بات میں اضافہ کیا۔"

یہاں بہار میں محبت کے پھول کھلتے ہیں۔"

پرل زخمی سا مسکرا دی۔

بہار میں اس کی محبت کا پھول مرجھایا تھا۔یعنی اس کی محبت ہمیشہ سے ادھوری تھی اور ہمیشہ ہی ادھوری رہنے والی تھی۔

"وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے پرل ساما! کیا مجھے اس سے ملنا چاہیے؟"

پرل کے اندر کچھ ڈوب سا گیا۔اس کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔

"اپنے شوہر محترم سے پوچھو۔"

"اس کا تو یہی کہنا ہے کہ میں اس سے دور رہوں۔وہ کوئی درندہ ہے بلا بلا۔" اس نے کہتے ہی آنکھیں گھمائیں۔

"وہ جانتا ہے کہ زمان ساما کیسا ہے۔یقیناً اسے معلوم ہو گا کہ وہ تمہیں ہرٹ کرے گا۔ تب ہی تو وہ تمہیں اس سے دور رکھنا چاہ رہا ہے۔"

"ہوں۔ چلو دیکھتے ہیں۔ ویسے بھی میں نے اس سے کہا ہے کہ میں ابھی مصروفیت کے سبب اسے نہیں مل سکتی۔ اسے انتظار کرنا ہو گا۔"

"تو اس نے کیا کہا؟" پرل کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا۔ (کانوں میں برسوں پہلے کی گئی گفتگو گونجنے لگی۔

"انتظار سے سخت نفرت ہے مجھے۔ میں انتظار نہیں کیا کرتا۔"

"نہیں کا مطلب نہیں۔ پھر چاہے تم ہو یا کوئی اور۔ ("

"اس نے کہا کہ وہ انتظار کر لے گا۔ میں جب چاہے اس سے مل سکتی ہوں۔ وہ میرے لیے وقت نکال لے گا۔" لائلہ لاپروائی سے بولتی چلی گئی جبکہ پرل کے دل پر منوں بوجھ بڑھ گیا۔ اس نے گہری سانس اندر کو کھینچی۔

"تم اشہد کو معاف کیوں نہیں کر دیتیں؟" پرل نے بات بدلی۔

"پرل ساما! تمہیں لگتا ہے کہ میں اس سے نفرت کر سکتی ہوں۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں نے اسے تب ہی معاف کر دیا تھا جب اس نے مجھے اپنی سچائی خود بتائی تھی۔ میں بھلا اس سے ناراض رہ سکتی ہوں۔" وہ خود ہی اس بات پر ہنس دی۔

"اور جو تم کرتی پھر رہی ہو وہ؟"

"وہ تو اسے سبق سکھانے کے لیے ہے۔ تاکہ وہ پھر کبھی مجھ سے کچھ نہ چھپا سکے۔"

"مطلب تمہیں اس سے نفرت نہیں ہوئی؟"

"توبہ استغفار! وہ میری محبت ہے پرل ساما! میری پہلی اور آخری محبت۔ میں اس سے نفرت کیسے کر سکتی ہوں۔ یقین کرو آج تک اس پر غصہ تو میں کر نہیں پائی۔ نفرت کیا خاک کروں گی۔ وہ میرے دل کی سلطنت کا اکلوتا حکمران ہے۔"

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

پرل دھیرے سے مسکرا دی۔

"میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ..." چند لمحوں کا توقف ....

لائلہ اسے سننے کے لیے بے تاب سی ہوئی۔ کیونکہ پرل کی زبان سے نکلے ایک لفظ پر بھی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ خالص بولتی تھی۔

"اگر دنیا کی تمام محبتیں ملا لی جائیں تو بھی وہ اس محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو محبت تم دونوں کے درمیان ہے۔ وہ محبت جو ہادی اپنی وفا سے کرتا ہے اور وفا اپنے ہادی سے۔"

لائلہ ایک دم ٹھہر سی گئی۔ رنگت گلابی پڑ گئی۔ گالوں پر موجود گڑھے گہرے ہو گئے۔

"کیا وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتا ہے؟" دل نے جیسے تسلی چاہی۔

"حد سے زیادہ۔ تین سال اگر تم سکون سے نہیں رہ پائیں تو وہ بھی بے چین رہا۔ اگر تم کئی راتیں سو نہیں پائیں تو وہ بھی تمہاری فکر میں جاگتا رہا۔ جب بھی کال کرتا سب سے پہلے یہی پوچھتا کہ میری لائلہ کیسی ہے؟ اس نے تم سے وہ محبت کی ہے جو کتابوں میں لکھی جاتی ہے۔ کسی بھی غرض سے پاک... پاکیزہ محبت"!

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

چند لمحے خاموشی۔

"میرے خیال سے اب تمہیں اسے معاف کر دینا چاہیے۔"

"فائن۔" گلابی پڑتی رنگت کے ساتھ وہ محض اتنا ہی بول پائی۔ تھوڑی دیر مزید بات کرنے کے بعد کال بند ہوئی تو وہ ایسے ہی ساپورو کی اس سڑک کے کنارے چلتی رہی۔ ساکورا کے سائے میں چلنے کا مزہ ہی لگ تھا۔

پھر جانتے ہو کیا ہوا؟

"مسز ایش" !

ایک آواز پر وہ رکی۔ دل کی دھڑکن تھمی۔ مگر وہ مڑی نہیں۔ تب ہی اسے احساس ہوا کہ وہ اس کے بالکل ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے دھیرے سے گردن دائیں جانب موڑ کر اسے دیکھا تو نظر انہی سنہری آنکھوں سے ٹکرائی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون مسز؟" وہ مسکراہٹ دبائے بولی۔

"یہاں ایک عدد ایسی لڑکی موجود ہے جسے پوری دنیا مسز ایش کہتی ہے۔"

وہ بھی قدرے لاپرواسے حلیے میں تھا۔

لائلہ نے لال رنگ کی فراک پہن رکھی تھی جبکہ اشہد سفید شرٹ کے ساتھ سفید ہی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔

"اچھا! مجھے علم نہیں تھا۔"

وہ آنکھیں گھماتی آگے بڑھ گئی۔

"کیا میں مسز ایش سے معافی مانگ سکتا ہوں؟"

وہ اس کے بالکل سامنے آکر الٹے قدم چلنے لگا۔

"ہرگز نہیں۔"

"آل رائٹ! تو کیا مسز ایش آپ اس بھلے آدمی پر ترس کھا کر اسے معاف کر سکتی ہیں؟"

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ اس کے بالکل ہی سامنے ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے الٹے قدم چل رہا تھا۔

"میں بھلا کیوں معاف کروں تمہیں؟" ایک ابرو اٹھا کر سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"کیونکہ یہ بھلا آدمی مزید آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"جھوٹ۔" وہ رکی۔ وہ بھی رک گیا۔

"اشہد حدید کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔" فرضی کالر جھاڑے گئے۔

"اور اشہد حدید سے زیادہ جھوٹ بھی کوئی نہیں بولتا۔" وہ ایک بار پھر چلنے لگی۔

اشہد اس کی بات پر کھل کے ہنس دیا۔

"تم وہ پہلا شخص ہو جس نے میری بات صحیح سے مکمل کی ہے۔"

لائلہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"ساری دنیا ہمیں میاں بیوی سمجھتی ہے۔ اب ہمیں بھی کچھ سوچ لینا چاہیے۔ نہیں؟"

"ہرگز نہیں۔"

"آخر مجھ میں کمی کیا ہے؟"

"آخر تم میں ہے کیا جو مجھے امپریس کر سکے؟"

"بھلا آدمی ہوں۔" وہ سوچتے ہوئے بولنے لگا۔ اب کہ دونوں ٹھہر گئے۔ ساکورا کے اس درخت کے نیچے جہاں بہار کے موسم میں ملنے والے کبھی نہیں بچھڑتے۔

لائلہ انگلیوں پر گننے لگی۔

"بہت اچھا ہوں، ہینڈسم ہوں، ماسٹر مائنڈ ہوں، کبھی جھوٹ نہیں بولتا، کبھی بے وفائی نہیں کی، یامی نوکائی کا کنگ ہوں۔"

"اوہ۔" لائلہ نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔ پھر ایک دم کھل کر ہنس دی۔ گالوں پر موجود گڑھے گہرے ہوئے۔ اشہد اسے دیکھتا رہ گیا۔ اس کی مسحور کن ہنسی کو، اس کے ڈمپلز کو، اس کی آنکھوں کو ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے منانے کے لیے یہ سب کافی نہیں۔"

"اچھا! تو تمہیں منانے کے لیے کیا کافی ہے؟"

وہ خاموش رہی۔ چند لمحے وہ یوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے رہے۔ جیسے ایک دوسرے کی آنکھیں پڑھ رہے ہوں۔

"کیا میرا اقرار کافی رہے گا؟" اب کہ وہ بولا۔ لائلہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"آئی لو یو۔"

پرسکون ہوا کے جھونکے نے ان کے وجود کو گدگدایا۔ ساکورا کے درختوں میں ایک دم ہلچل سی مچ گئی۔ وہاں نئی داستان شروع ہو چکی تھی۔ لازوال محبت کی داستان۔ وہ محبت جو ہمیشہ عروج پہ رہتی ہے۔ وہ محبت جسے کبھی زوال نہیں آتا۔ وہ محبت جو ہمیشہ کے لیے رقم ہو جاتی ہے۔ ذہنوں میں، کتابوں میں، دلوں میں ....

"جھوٹ۔ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو پھر گلوریانہ کون ہے؟ جس سے محبت کا اقرار تم میرے سامنے کر کے گئے تھے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس سے تو میں آج بھی محبت کرتا ہوں۔"

"جہنمی انسان!" وہ اتنا کہتی غصے سے آگے جانے لگی تھی کہ اشہد نے اس کے بازو سے پکڑ لیا۔

"تم اس سے جیلس ہو رہی ہو۔"

"میں کیوں کسی سے جیلس ہوں گی؟ آخر تم لگتے کیا ہو میرے؟"

"تم جیلس ہو رہی ہو۔ اور رہی بات ہماری تو... وہ دھیرے سے ہنسا... ساری دنیا جانتی ہے کہ تم مسز ایش ہو۔ یعنی میری بیوی۔"

"ہو ہی نہ جاؤں میں۔" نروٹھے پن سے کہہ کر اس نے بازو سینے پر لپیٹے اور ارد گرد دیکھنے لگی۔ خفا ہونے کا انداز تھا۔

"تم ایک بچی سے جیلس ہو رہی ہو لائلہ۔" وہ ہنس دیا۔

"بچی؟" اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

اگلے ہی لمحے اشہد نے موبائل کے ذریعے اسے ایک تصویر دکھائی۔ جسے دیکھ کر لائلہ کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"اینا؟"

"ہاں۔ کلارا نے اس کا نام گلوریانہ رکھا تھا۔ مگر چونکہ اشعر ساما پیار سے اسے اینا کہتا تھا اس لیے سب نے ہی اسے اینا کہنا شروع کر دیا۔"

"مطلب تم... اوہ مائی گڈ نیس! مطلب تم کسی اور سے محبت نہیں کرتے؟"

"او نہوں۔" اشہد نے معصومیت سے پلکیں جھپکا کر دائیں بائیں نفی میں گردن ہلائی۔

"تمہارے اندر کا سافٹ پرسن اچانک سے کیسے زندہ ہو جاتا ہے؟ ہاتھ میں پسٹل ہو تو تم سے بڑھ کر خوفناک کوئی نہیں لگتا۔"

اشہد ہنس دیا۔

"کیونکہ میرا سافٹ ورژن صرف میری بیوی کے لیے ہے۔ ہر کسی کے لیے نہیں۔"

"اور تمہاری بیوی کون ہے؟"

"میرے سامنے کھڑی ملکۂ قلب۔ اشہد حدید کی ملکۂ قلب۔"

"مگر میں تو نہیں مانی۔"

"اچھا؟ تو پھر منا لیتے ہیں۔" وہ اگلے ہی لمحے ایک گھٹنے کے بل ساکورا کے درخت کے نیچے بیٹھا۔

"تم نے مجھے سات دن کے لیے ہائر کیا تھا۔ مگر میری خواہش ہے کہ تم مجھے لائف ٹائم پارٹنر ہائر کرلو۔" اس نے جیب سے ایک مخملی ڈبیا نکالی۔ سیاہ ڈبیا۔ جسے کھولا گیا تو اندر ایک چمکتی دمکتی رنگ دیکھنے کو ملی۔ رنگ آف یامی نوکائی۔ جو کنگ اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ اپنی ملکۂ قلب کو۔

"تو کیا ہماری ملکۂ قلب ہمیں لائف پارٹنر کے طور پر ہائر کرنا چاہیں گی؟"

وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"سوچنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے جب تک تم سوچو میں یہ رنگ کسی اور کو..." وہ اٹھ کر وہاں سے جانے ہی لگا تھا کہ لائلہ نے اسے کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

"خبردار جو کسی اور کے بارے میں سوچا بھی۔"

وہ تلملاتی رہ گئی۔ رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔ وہ بلش کر رہی تھی یا غصے کا اثر تھا، کسی کو نہیں معلوم۔

اشہد اس کی اس حرکت پر کھل کر ہنس دیا۔

اگلے ہی لمحے وہ اس معمولی سی رنگ کو ملکۂ قلب کے ہاتھوں کی زینت بنا کر انمول کر چکا تھا۔

وہ اس رنگ کو دیکھ کر دھیرے سے مسکرائی۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ انمول ساما کی رنگ میرا نصیب بنی۔"

"اور انمول ساما کا ماسٹر مائنڈ اور ہینڈسم بیٹا بھی۔"

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر دونوں ہی بلاوجہ یوں ہی ہنس دیے۔ لائلہ ہنستی تو اشہد ہنستا۔ اشہد ہنستا تو لائلہ ہنستی۔

"آئی لو یو۔" آخر کار ڈھنگ سے اقرار ہوا۔

"کیا؟" اس نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا جبکہ اشہد چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے پھر بولا۔

"آئی لو یو۔"

یہی وہ الفاظ تھے جنہیں سننے کے لیے لائلہ کے کان تو کیا اس کی روح تک ترس گئی تھی۔

اس کی پاکیزہ محبت کا اقرار۔

"کیا؟" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

"آئی لو یو۔"

"مجھے سنائی نہیں دے رہا۔"

اشہد اس کی اس بچگانہ حرکت پر ہنس دیا۔

"آئی لو یو۔"

"پھر بولو۔"

"آئی لو یو لائلہ" !

"یقین کرو۔ ہوا بہت تیز ہے۔"

اشہد کا اب کہ قہقہہ گونجا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”آئی لو یو مائی کوئین آف ہارٹ (I love you, queen of my heart!)

”پھر بولو۔“

" Aishiteru laela sama! (I love you laela sama) "

”پھر۔“

”آئی لو یو۔“

”ایک بار اور۔ “

”آئی لو یو۔“

”پھر۔“

”آئی لو یو محترمہ “ !

”آئی لو یو ٹو جہنمی انسان “ !

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دونوں ہی ہنس رہے تھے۔ وقت بھی، محبت بھی، ارد گرد کی ایک ایک چیز اس وقت ان کی خوشی سے مسرور ہو رہی تھی۔

"آئی لو یو تھری۔"

اشہد کی اس بات پر لائلہ کھکھلا کر ہنس دی۔

"آئی لو یو فور۔"

"آئی لو یو فائیو۔"

"آئی لو یو سکس۔"

"آئی لو یو سیون۔"

"آئی لو یو نائن تھاؤزنڈ۔"

"آئی لو یو فائیو ہنڈریڈ نائن تھاؤزنڈ ٹریلین۔"

لائلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب لگاتی رہو حساب۔"

اگلے ہی لمحے دونوں کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

❤ ❤ ❤

یہ منظر ایک آؤٹ ڈور کنسرٹ کا تھا۔ وہ اکیلی وہاں آئی تھی اور لوگوں کا ہجوم دیکھ کر حد درجہ کوفت کا شکار تھی۔ سامنے ایک بلند و بالا اسٹیج تھا، جس پر رنگ برنگی روشنیوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اسٹیج کے اوپر بڑے اسپیکرز لگے ہوئے تھے جو پورے میدان میں آواز پہنچا رہے تھے اور اسٹیج کے کناروں پر رنگین لائٹس جھلملا رہی تھیں۔ جیسے وہ آنے والے سنگر کے استقبال کے لیے بے تاب ہوں۔ پیچھے ایک بڑی LED اسکرین لگی تھی

جس پر مختلف ویژولز چل رہے تھے اور کبھی کبھی سنگر کا نام اور گانے کے بول بھی دکھائی دے رہے تھے۔

اسٹیج کے سامنے دور تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد تھی جو بے صبری سے آنے والے سنگر کے منتظر تھی۔ کچھ لوگ جوش میں آکر نعرے لگا رہے تھے، کچھ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ہاتھوں کو فضا میں لہرا رہے تھے۔ سامنے کی قطاروں میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے اور پیچھے کچھ لوگ چھوٹی میزوں کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھے اپنے دوستوں کے ساتھ محو گفتگو تھے مگر سب کی نظریں اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں۔

کنسرٹ کے ارد گرد فوڈ اسٹالز بھی لگے ہوئے تھے جہاں سے خوشبوؤں کا ایک ہلکا سا جھونکا فضا میں پھیل رہا تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے اور چاند کی مدھم روشنی اس ماحول کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔ ہر طرف ایک جادوئی سی کیفیت تھی، جیسے ہر کوئی کسی خوشگوار حیرت کے انتظار میں ہو کہ کب سنگر اسٹیج پر آئے اور یہ رات یادگار بن جائے۔

وہن سب میں کہیں پیچھے ایک میز کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی تھی۔ چہرہ کوفت زدہ تھا۔ اس نے اپنا موبائل آن کیا اور بروکن ریڈ کو کال ملائی۔

"کہاں ہو اشہد؟ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"ایک دوست کے ساتھ ہوں۔ کچھ ہی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔"

"تم نے اگر اپنے دوست کے ساتھ آنا تھا تو مجھے بلایا ہی کیوں؟" وہ غصہ نہیں تھی بلکہ سنجیدہ تھی۔ جھنجھلائی ہوئی۔

"کیونکہ میں تمہیں اپنے دوست سے ملوانا چاہتا ہوں۔"

"دوست سے؟"

"ہاں۔ جاننا چاہو گی کس سے؟"

"پرنس بی سے۔" آواز فون سے نہیں بلکہ اس کے عقب سے آئی تھی۔ وہ ایک دم چونکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ سفید شرٹ کے ساتھ بھوری جیکٹ پہنے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ لائلہ کی نظر اس سے ہوتی ہوئی ساتھ کھڑے ایک اور مرد پر پڑی۔ وہ سیاہ ماسک لگائے ہوئے تھا جس کے سبب اس کی ہیزل آنکھیں مزید واضح ہو رہی تھیں۔ وہ بھی اشہد ہی کی طرح تھا۔ خاصا پرکشش اور ہینڈسم!

اس کی آنکھیں دیکھ کر ہی وہ بھانپ گئی کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

"برہان حیدر!" صدمے کی حالت میں اس نے آنکھیں پھیلا کر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیے۔ ارد گرد شور میں اس کی آواز ضائع ہی ہوئی تھی مگر سامنے کھڑے ان دو مردوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جی ہاں۔ پرنس بی یعنی پرنس برہان۔ ملنا چاہتی تھیں نا تم اس سے۔"

"مجھے یقین نہیں...." وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے سرشار تھی۔ "مجھے یقین نہیں آرہا کہ پرنس برہان میرے سامنے ہے۔"

"تم میری بیوی کے فیورٹ سنگر ہو برہان!" اشہد نے ساتھ کھڑے برہان کو خبر دی۔

برہان حیدر کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"یہ یقیناً ہماری خوش قسمتی ہے۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھے سر کو خم دے کر اسے سلام پیش کیا۔

لائلہ ہنوز بنا پلک جھپکے اپنے فیورٹ سنگر کو دیکھ رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ سنبھلی اور جواباً سر کو خم دیا۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"

اب کہ وہ تینوں اس چھوٹی سی میز کے گرد رکھی کرسیوں پر براجمان ہوئے۔

"میرا کچھ عرصہ کیلیفورنیا میں رہنا ہوا تھا۔ تب ہی میری ان دونوں سے دوستی ہوئی۔"

اشہد نے خوشدلی سے جواب دیا۔ وہ یقیناً اچھے دوست تھے۔

"ان دونوں سے؟"

"ہمارا ایک اور دوست بھی ہے۔ بازل سلطان۔ آج کل وہ پاکستان میں ہوتا ہے۔"

"اوہ۔" لائلہ کا چہرہ خوشی کے مارے ٹمٹما رہا تھا۔ جیسے ہر فین کا اپنے کرش کو دیکھ کر ٹمٹماتا ہے۔

"آج کنسرٹ کے لیے جب اس نے مجھے انوائیٹ کیا تو میں نے اسی لمحہ تم دونوں کی ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔"

"لیکن یہاں ماسک لگانے کی کیا ضرورت ہے؟"

لائلہ کے سوال پر وہ دونوں ہنس دیے۔

"یہیں تو ضرورت ہے۔" برہان حیدر نے جواب دیا۔ سنجیدہ اور نرم لہجے میں۔

"پرنس بی کے فینز دیکھ رہی ہو۔" اشہد نے ارد گرد موجود سینکڑوں لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ جس کی خاطر یہاں موجود ہیں وہ انہی میں بیٹھا ہے تو سوچو ذرا کیا ہو گا۔"

لائلہ اب کہ سمجھی۔

"اسٹیج پر جا کر ماسک اتار دوں گا۔" برہان نے مزید بتایا۔

"میں تو برہان سے کہہ رہا تھا کہ کچھ دن مزید رک جائے سا پورو۔ اسی بہانے ہماری شادی کے فنکشن میں چار چاند لگ جائیں گے۔"

لائلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مگر کچھ مصروفیات کے سبب اسے کل ہی واپس کیلیفورنیا جانا ہے۔"

اشہد بولتا چلا گیا جبکہ لائلہ واقعی بلش کرنے لگی تھی۔

"ڈونٹ وری! پھر کبھی ملاقات ہو جائے گی۔" برہان حیدر نے اسے گویا تسلی دی۔

"ہاں مگر میں اور لائلہ کیلیفورنیا نہیں آئیں گے بلکہ تمہیں آنا ہو گا ہمیں ملنے۔"

"لائلہ؟" برہان حیدر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ اس نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا پھر اشہد کو۔ "مگر تم تو وفا سے محبت کرتے تھے نا۔"

اشہد اور لائلہ دھیرے سے مسکرا دیے۔

"ہادی کی محبت وفا ہے اور اشہد حدید کی محبت لائلہ۔"

برہان چند لمحے اسے ناسمجھی سے دیکھتا رہا اور پھر سمجھ آنے پر ہنس دیا۔ محبت...! برہان حیدر کا دل محبت کے ذکر پر ڈوب کر ابھرا۔

"یہ لڑکی میرا مقدر ہے برہان! مجھے اپنے ہر کردار میں اسی ایک سے محبت ہوئی ہے۔ اس کا ملنا مجھے پر سکون کر گیا ہے۔ مجھے اب کسی اور چیز کی تلاش نہیں ہے۔ میں اب اپنی زندگی سے سیٹسفائیڈ ہوں۔" وہ گہری مسکراہٹ لیے لائلہ کو دیکھتے ہوئے برہان حیدر سے گویا ہوا۔

"محبتوں کا فیصلہ عرش پر ہوتا ہے۔ ہمیں محبت کی تلاش میں مارا مارا پھرنے کی بجائے خود کے لیے satisfaction کی تلاش کرنی چاہیے۔ اگر وہ محبت کے رستے پر نہیں تو ایسے رستے کو چھوڑ دینا چاہیے۔ زندگی میں سب سے زیادہ اہم satisfaction ہوتی ہے۔ تم خوش قسمت ہو کہ محبت کے رستے پر اتنے سیٹسفائیڈ ہو۔ ہر کسی کی قسمت تم جیسی نہیں ہوتی۔" وہ زخمی سا مسکرایا۔

"تم نے یقیناً محبت اور satisfaction میں سے اپنے لیے سیٹسفیکشن کا انتخاب کیا۔"

لائلہ کی بات پر وہ چونکا۔ ہیزل آنکھوں میں ڈھیروں جذبات ابھرے۔ دل ڈوب کر ابھرا۔ پھر وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

"میری نظر میں یہی بہتر تھا۔"

"بالکل ٹھیک کیا۔ جس محبت کے ساتھ سیٹسفیکشن نہ ہو وہ ایک زخم کی مانند ہوتی ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

برہان نے اس کی بات سے متفق ہوتے ہوئے سر کو خم دیا۔

تب ہی برہان حیدر کا فون بجنے لگا۔

"میں بس ابھی آیا۔" نوورا د سے اتنا کہہ کر اس نے فون بند کیا اور ایک الوداعی نگاہ ان دونوں پر ڈالی۔

"جین آچکی ہے۔ مجھے اب اسٹیج پر جانا ہے۔"

اشہد اور لائلہ اس کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اشہد نے اسے گلے سے لگایا پھر وہ چلا گیا۔ اس گہرے ہجوم میں۔

تھوڑی دیر بعد اسٹیج پر دو مشہور سنگرز موجود تھے۔ پرنس بی اور جین ہیوبرٹ۔

لائلہ اور اشہد ایک دوسرے کے بالکل آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ لائلہ دلچسپی سے سامنے کھڑے سنگرز کو دیکھ رہی تھی جبکہ اشہد وقفے وقفے سے اس پر نگاہ ڈال رہا تھا۔

"لائلہ ساما" !

اشہد نے اسے پکارا تو وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ وہ اسے قدرے پریشان دکھائی دیا۔

"کیا ہوا؟"

"زمان ساما ہمارا نیکسٹ وکٹم ہے۔"

"جانتی ہوں۔" وہ اب کہ مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اگر زمان ساما اور سعیر ساما کا قتل کچھ سال پہلے ہوتا تو یقیناً ساری دنیا میں باوال مچ جاتا۔ مگر چونکہ پچھلے سالوں میں میں نے ان کے قریب رہ کر ان کی جڑیں کاٹی ہیں اس لیے اب وہ بہت کمزور ہیں۔ نتیجتاً سعیر ساما کی موت کا دنیا والوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور اب ہم زمان ساما کو بھی آسانی سے مار سکتے ہیں۔"

"ہمم۔" لائلہ نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جبکہ آنکھوں میں سوال ابھرا۔ وہ آخر کہنا کیا چاہتا تھا؟

"تو اب..." وہ کھنکھارا۔ "اسٹون آف یامی نوکائی میں زمان ساما کے حوالے کر رہا ہوں۔ پھر اسے مار کر ویسے بھی ہم اسے دوبارہ حاصل کر لیں گے۔ رنگ اپنی اصل جگہ موجود ہے۔" اس کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود رنگ پر پڑی۔ "سب ٹھیک ہو چکا ہے۔"

"اشہد تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ جو کہنا ہے بے فکر ہو کر کہو۔" اس نے جیسے اس کی ہمت بڑھائی۔

"تم واپس چلی جاؤ۔"

"کہاں؟" لائلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"پاکستان یا پھر کیلیفورنیا۔" ارد گرد کا شور قدرے کم پڑ گیا۔ لائلہ ناسمجھی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"مگر کیوں؟"

"یہاں ہم سب ہیں لائلہ! زمان ساما کا قتل کوئی مشکل بات نہیں ہے ہمارے لیے۔ تم پلیز جاپان سے چلی جاؤ۔"

"اشہد تم زمان سے ڈر رہے ہو؟"

"نہیں۔ ہر گز نہیں۔ میں زمان سے نہیں ڈر رہا بلکہ تمہیں کھونے سے ڈر رہا ہوں۔ میں تمہیں ایک بار کھو چکا ہوں، دوبارہ نہیں کھونا چاہتا۔"

"اشہد!" لائلہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

پیچھے جین ہیوبرٹ اسٹیج پر کھڑی گانا گا رہی تھی۔ اس کے الفاظ ہر جانب گونج رہے تھے۔

Ladies and gentlemen! Will you please stand?

With every guitar string scar on my hand

I take this magnetic force of a man to be my, lover!

"پچھلی بار اسی ڈر نے ہمیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ ایک بار پھر ایسا مت کرو۔

"اشہد نے کچھ کہنا چاہا مگر لائلہ نے اپنی بات جاری رکھی۔ "تم میرا غرور ہو اشہد حدید!

میری طاقت! میرا مان! مجھے اپنی کمزوری مت بناؤ۔ میں تمہاری طاقت بننا چاہتی ہوں۔ "

"تم میری طاقت ہو لائلہ جہان!" اشہد نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھا جن سے وہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئی تھی۔

"تم ہمیشہ سے میری طاقت تھیں۔ مگر زمان ملک ایک درندہ ہے۔ وحشی ہے وہ۔ سالوں بعد اسے محبت ہوئی ہے۔ مجھے اس کی محبت سے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ تمہیں" ...

"میں تمہاری ہوں اشہد حدید! میں مر تو سکتی ہوں مگر کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ میں کوئی کھلونا نہیں ہوں جسے کوئی بھی زبردستی اپنا لے گا۔"

"تم زمان کی محبت کو سریس نہیں لو گی۔ وعدہ کرو۔"

لائلہ دھیرے سے ہنس دی۔

"تم میری واحد محبت ہو۔ تمہارے علاوہ میرے لیے ہر محبت خاک"!

"تمہارا ملنا میرے ہر درد کی دوا ہے لائلہ!" اشہد کی آنکھوں میں کچھ چمکا۔ محبت، نمی اور جانے کیا کیا!

پیچھے اب کہ برہان حیدر کی آواز سارے میں گونج رہی تھی۔

Look in my eyes, they will tell you the truth

The girl in my story has always been you

I'd go down with the titanic, it's true

For you, lover!

"جانتی ہوں۔" لائلہ دھیرے سے ہنسی۔ ہنسی میں تشکر تھا۔

"Only I can heal you, Ashhad Hadid! "

اشہد کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ اس کی اس بات سے متفق تھا۔

"پھر زمان ساما کو مارنے کے لیے تیار ہو؟"

"ملکہ ہمیشہ تیار رہتی ہے۔" لہجے میں غرور دمکا۔ ملکہ ہونے کا غرور نہیں۔ اشہد حدید کی ملکۂ قلب ہونے کا غرور۔ بنتا بھی تھا۔

انہیں لگا تھا کہ جنگ کا اختتام آسان ہوتا ہے۔ مگر نہیں۔ اس بار وہ غلطی پر تھے۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ جنگ میں نقصان ہمیشہ دونوں طرف ہوتا ہے۔

❣ ❣ ❣

وہ اس وقت پرل سے ملنے جا رہی تھی۔ پرل نے اسے بلایا تھا یہ بتائے بغیر کہ وہاں اشعر اور شاہ میر کے علاوہ بھی چند لوگ اس کے منتظر تھے۔ یہ اس کے لیے ایک چھوٹا سا سرپرائز تھا۔ وہ گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھی باہر پھیلی بہار کو دیکھ رہی تھی۔ ڈرائیور خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ مطلوبہ جگہ پہنچے۔ گاڑی سے اتر کر وہ خاموشی سے اندر کی جانب چل دی۔ اندر سناٹا تھا۔ ہر طرف پھیلا اندھیرا اور خاموشی۔ اس کی ہیلز کی ٹک ٹک سارے میں گونج رہی تھی۔ ماتھے پر اس قدر گہری خاموشی دیکھ کر بل نمایاں ہوئے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کیا وہ غلط جگہ پر تھی؟

تب ہی اچانک لائٹس آن ہوئیں۔ سب ایک ساتھ گلا پھاڑ کر چلائے تھے۔

"سرپرائز"!

اس نے یکدم اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ دل گویا سینے میں ہی اچھل کر رہ گیا تھا۔

تب ہی نظر دھیرے دھیرے سامنے کھڑے لوگوں کا طواف کرنے لگی۔

سب سے پہلے اس نے پری کو دیکھا، پھر ساتھ کھڑے حسیب کو، پھر تعوذ اور اس کے ساتھ کھڑی شیریں کو، پھر فریال کو، پھر زریں اور آفرین کو۔ بے حد بے یقینی کا عالم تھا۔ چند لمحے مزید سناٹا چھایا رہا۔ وہ باری باری حیرت اور بے یقینی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ ان کے آگے چھوٹی عوام ٹھہری تھی۔ جن میں سے وہ صرف اینا اور شاہ میر کے بیٹے عریش مراد کو جانتی تھی۔ مزید بھی دو بچے وہاں موجود تھے۔ اور ایک کو آفرین اٹھائے ہوئے تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ سکتے کی حالت میں کھڑی انہیں بنا پلک جھپکے دیکھ رہی تھی۔ تب ہی پری دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اسے گلے سے لگا لیا۔

"وقت نے ہم پر ظلم کیا۔ اس کی سزا ہمیں ایک دوسرے کو نہیں دینی چاہیے۔" وہ اس کے کان میں مدھم سی آواز میں بولی۔

پری سیدھی ہوئی۔

"دو ماہ بعد ملنے پر تو حلق کے بل چلایا کرتی تھی۔ آج سالوں بعد ملنے پر خاموش ہو۔"

اس نے جیسے افسوس کرتے ہوئے جتایا۔

لائلہ نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔ آنسو گلے میں اٹک کر تکلیف دینے لگے تھے۔

پری ایک بار پھر اس کے گلے لگ گئی۔

"اپنی پری کو بھی بھول گئی تھی؟"

"کرائم پارٹنر کو بھول سکتی ہوں؟" لائلہ نے رندھی آواز میں کہا تو وہ دونوں ہی دھیرے سے ہنس دیں۔ پھر وہ قدم قدم چلتی ان سب کے پاس گئی۔ سب سے ملی۔ زریں کافی دیر اسے سینے سے لگائے بیٹھی رہی۔ آنسو چہرہ بھگونے لگے۔ اس کے آنسو لائلہ کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

اس نے دھیرے سے لائلہ کا ماتھا چوما۔ پھر باری باری اس کے دونوں گال چومے۔ لائلہ کو عرصہ بعد زریں کا پیار نصیب ہوا تھا۔ وہ پیار جو ایک ماں اپنی بیٹی سے کرتی ہے۔ وہ بھیگی آنکھوں سے کتنی ہی دیر زریں کے پاس بیٹھی اسے سنتی اور دیکھتی رہی۔

آفرین کی آنکھوں میں پشیمانی تھی، ملال تھا۔ وہ اس سے گلے لگ کر کتنی ہی دیر اس سے عفان کی طرف سے معافی مانگتی رہی۔ لائلہ نے اس کے آنسو پونچھ کر نفی میں سر ہلایا۔ اسے کسی کی معذرت کی ضرورت نہیں تھی۔ سب سے ملنے کے بعد اس کمرے نما ہال میں ایک بار پھر ویسی رونق لگ چکی تھی جیسی برسوں پہلے مراد ہاؤس میں لگا کرتی تھی۔ بس کچھ لوگوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ جیسے ان سب میں بیٹھا اشعر جہان جسے زریں اپنے بالکل ساتھ بٹھائے ہوئے تھی اور ڈھیروں سوال پوچھ رہی تھی۔ اشعر ہنستے ہوئے اسے جواب دے رہا تھا۔ جیسے ایک بیٹا اپنی ماں کو دیتا ہے۔ پرل، پری، فریال اور لائلہ ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔ پرل کو اب احساس ہوا تھا کہ لائلہ سے سالوں پہلے کتنا انمول خزانہ چھینا گیا تھا۔ اپنوں کا خزانہ ....

وہ عام لڑکیوں کی طرح ہنس رہی تھی۔ باتیں کر رہی تھی۔ مافیا لیڈی کی بجائے عام سی لڑکی ہونا کتنا آسان تھا۔ کتنا پر سکون تھا۔ وہ احساس ہی کس قدر قیمتی تھا۔

شاہ میر اور اشہد ان سب کے سامنے بیٹھے تھے۔ سب کے سب آپس میں گپے لڑا رہے تھے۔ ماضی نے جیسے انہیں سراہا۔ حال نے فخر سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اور مستقبل.... مستقبل بس مدھم سی زخمی مسکراہٹ لیے ان سب میں موجود ایک شخص کو دیکھتا رہا۔ وہ جو ہنس رہا تھا۔ جس کی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ جس کے دل میں درد تھا۔ ایک کبھی نہ مندمل ہونے والا گہرا زخم تھا۔

پری کے دو بچے تھے۔ ایک بڑی بیٹی جو اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ایک چھوٹی بیٹی جسے آفرین اٹھائے ہوئے تھی۔ تعوذ اور شیریں کا ایک بیٹا تھا۔ شاہ میر اور فریال کے بیٹے عریش کو تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے۔ ان سب میں سب سے زیادہ پر کشش وہ بچی تھی جو لائلہ کے پاس بیٹھی تھی۔ گلوریانہ... ہم سب کی اینا !

اس کی نیلی جھیل سی آنکھیں وہاں نورِ نظر کی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں۔ اشعر جہان اور زریں کے درمیان اینا کے متعلق کوئی بات ہوئی تو وہ دونوں اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔ پھر اچانک !

اشعر جہان کی مسکراہٹ قدرے مدھم پڑ گئی۔ دور کھڑی کے پاس اسے کسی کا احساس ہوا۔ پیلا فراک پہنے اس معصوم سی لڑکی کا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اشعر کا دل گویا مٹھی میں آ گیا۔ آنسوؤں کو حلق سے نیچے اتارتا وہ بہ مشکل مسکرایا۔ آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ اشہد کی نظر ہنستے ہوئے شاہ میر اور لائلہ سے بات کرتے ہوئے اچانک زریں کے پاس بیٹھے اشعر پر پڑی۔ اس نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو اس کی نظر کھڑکی پر پڑی جو ویران پڑی تھی۔ اس نے پریشان ہو کر واپس اشعر جہان کو دیکھا جو ہنوز کھڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پھر غور کرنے پر جیسے اشہد حدید کو اشعر کی آنکھوں میں کسی کا عکس نظر آیا۔ اپنی بہن کا۔ اشعر کی نورِ نظر کا۔

وہ سرد آہ بھرتا رہ گیا۔ جو کچھ ابھی اشہد کے ساتھ ہوا تھا وہ پرل اور لائلہ کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ کیونکہ ان کا بانڈ بہت ہی اسٹرانگ تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بھی ایک دوسرے کے درد

کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ شاہ میر بھی اب کہ اس ویران کھڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نورِ نظر سے کوئی ایک دو بار ہی ملاقات ہوئی تھی۔ اشعر کے دوست کی حیثیت سے۔ مگر وہ اس کی اہمیت سے بخوبی واقف تھا۔ اس محفل میں بہت سے لوگ کھڑکی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ کیا ایسا بانڈ بھی کبھی کسی نے دیکھا ہو گا؟

❣ ❣ ❣

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

واپسی پر وہ بہت ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ سالوں سے کندھوں پر پڑا بوجھ اتر چکا تھا۔ اشہد اس کے لیے واقعی کوئی معجزہ تھا۔ کوئی حسین تحفہ! جو پاس ہوتا تو سب ٹھیک رہتا۔ وہ پاس ہوتا تو اسے ہر رشتے سے سرشار کرتا۔ وہ اس کی ایک ایک خوشی کا خیال رکھتا۔ وہ اس کی وہ خوشی تھا جس کے ذریعے اسے مزید ڈھیروں خوشیاں ملتی تھیں۔ وہ واقعی بھلا آدمی تھا۔ لائلہ یہ سوچتے ہوئے دھیرے سے ہنس دی۔ پھر دھیرے سے کار کی پچھلی نشست کی پشت سے ٹیک لگائی۔ ڈرائیور خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ ہر طرف رات پھیلی ہوئی

تھی۔ مصنوعی روشنی میں ساپورواس وقت نہایا ہوا تھا۔ وہ شہر اسے اچانک ہی بہت خوبصورت لگنے لگا تھا۔ محبت کا شہر! جہاں محبت کے پھول کھلا کرتے تھے۔

تب ہی اچانک ان کی گاڑی رکی۔ لائلہ سیدھی ہوئی اور بت بنے ڈرائیور کو دیکھا۔ وہ دم سادھے سامنے دیکھ رہا تھا۔ لائلہ نے پریشان ہو کر پہلے تو اسے دیکھا اور پھر اس کی نظر سامنے شیشے کے پار دور سڑک پر کھڑی گاڑیوں پر پڑی۔ اگلے ہی لمحے ان کی گاڑی ارد گرد بہت سے گاڑیوں سے گھر چکی تھی۔ ڈرائیور نے جلدی سے پسٹل نکالی۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتا لائلہ نے اسے روکا۔

"رکو۔ تمہاری کوئی بھی غلطی ہماری جان لے سکتی ہے۔" لائلہ نے خود کو پر سکون رکھتے ہوئے اسے بھی پر سکون رہنے کا اشارہ دیا۔

وہ گاڑیاں عام گاڑیاں نہیں تھیں بلکہ ایک مابسٹر کی گاڑیاں تھیں جو اس کے لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اور قریباً ہر شخص کے پاس اس وقت اسلحہ تھا۔ وہ دم سادھے خود کو سنبھالے رکھنے کی کوشش کرتی رہی۔ ان کے عین سامنے کھڑی گاڑی کا دروازہ کھلا۔ اندر سے نکلنے والا سوٹڈ بوٹڈ آدمی وہ نیلگوں آنکھوں والا مرد تھا۔ لبوں پر گہری

مسکراہٹ سجائے اس نے شیشے کے پار نشست پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا جو برف کی مانند ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔

اس کے کچھ لوگ لائلہ کی گاڑی کی جانب بڑھے اور اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

ڈرائیور کو نکال کر کچھ لوگوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔لائلہ اب تک غیر محسوس انداز میں اپنے شوہر محترم (نام کا ہی سہی) کو میسج کر چکی تھی۔ آخر کو وہ بھی اب ایک مافیا لیڈی تھی۔ مصیبت دیکھ کر ڈرنے کی بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

گہری سانس لے کر وہ پورے اعتماد سے باہر نکلی۔زمان ملک کی مسکراہٹ اسے دیکھ کر مزید گہری ہوئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم تو سا پورو آ کر مجھے بھول ہی گئیں۔" وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کی جانب بڑھنے لگا۔

"تم مجھے کبھی یاد ہی نہیں رہے۔" ایک ابرو اٹھا کر تلخ حقیقت بتائی گئی۔

زمان کا دل اس لمحے کئی بار ٹوٹا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وفا جہانگیر سے لائلہ جہان بن چکی ہو۔"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں کافی دیر سے معلوم ہوا۔"

"اسٹون میرے پاس ہے۔" مغرور لہجے میں کہتے ہوئے اس نے جیسے اپنی طاقت کا اعلان کیا۔

"اور رنگ میرے پاس ہے۔" اسی انداز میں جواب دے کر وہ اسے لاجواب کر گئی۔

زمان ملک کی مسکراہٹ لمحے بھر کے لیے سمٹ گئی مگر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے مسکرا دیا۔

"اسٹون کنگ کے پاس ہے تو رنگ اس کی ملکہ کے پاس ہی ہو گی۔"

"رنگ اس وقت ملکہ کے پاس ہی ہے۔ مگر تمہاری نہیں اشہد حدید کی ملکہ۔" سنجیدگی سے باور کرایا گیا۔

"اشہد حدید یعنی ارسم۔" زمان اب کہ کھل کر ہنس دیا۔ ہنسی میں ارسم پر کیے گئے اندھے اعتبار کے سینکڑوں ٹکڑے تھے۔ وہ یقیناً اصلیت جان کر بے حد زخمی ہوا تھا۔ جیسے سعیر مراد ہوا تھا۔

"یو نو واٹ!" زمان اس کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔

"اصلیت جاننے کے بعد مجھے اشہد حدید سے نفرت ہو چکی ہے۔" اس کے چہرے پر اشہد حدید کے لیے بے حد ناپسندیدگی کا تاثر در آیا۔ "مگر میں اس بات کا اقرار کھلے عام کر سکتا ہوں کہ اشہد حدید ایک بہترین اداکار ہے۔ اس کی اداکاری قابلِ ستائش ہے۔"

لائلہ کے چہرے پر فخر جھلملایا۔ اشہد حدید واقعی اس کا غرور تھا۔

"وہ سامنے بیٹھے بڑے سے بڑے اداکار کو آسانی سے دھوکا دے سکتا ہے۔ مگر کیا ہے نا کہ.... ہر بار بازی وہ نہیں جیت سکتا۔" وہ شیطانی انداز میں مسکرایا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم میری ملکۂ قلب ہو۔ زمان ملک کی ملکۂ قلب۔" اس نے لائلہ کا ہاتھ پکڑ کر قدرے نرم لہجے میں کہا۔ لائلہ نے اگلے ہی لمحے اپنا ہاتھ اس کی قید سے آزاد کروایا۔

"تم محض خواب دیکھ سکتے ہو۔"

"میں تمہیں اس خواب کو حقیقت میں ڈھال کر دکھاؤں گا۔" آنکھوں میں عزم تھا۔

"میں تم سے محبت نہیں کرتی زمان ملک" !

اس لمحے زمان ملک کو لگا کہ اس کے وجود سے خون کا آخری قطرہ تک سینچ لیا گیا ہے۔

"اگر پرل ساما جیسی پتھر لڑکی مجھ سے محبت کر سکتی ہے تو تم کیوں نہیں؟"

لائلہ جہاں تھی وہیں تھم سی گئی۔

پرل ساما اور محبت.... وہ بھی سامنے کھڑے اس درندے سے... امپاسبل !

"میں نہیں جانتی پرل ساما کو تم سے محبت ہے بھی یا نہیں۔ مگر میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ پرل ساما کی پہلی محبت اس کا باپ ہے۔ وہ ایسی لڑکی ہے جو اپنے باپ کی محبت کا ہر حق ادا کرے گی۔ وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے مارے گی زمان ملک! وہ پتھر دل لڑکی ایک بہترین اور بے مثال بیٹی بن کر دکھائے گی۔"

زمان ملک دھیرے سے ہنس دیا۔

"تم مل جاؤ۔ اس کے بعد موت بھی قبول ہے۔"

لائلہ لب بھینچتی رہ گئی۔

"تمہارے اندر سعیر مراد کی سی درندگی جنم لے رہی ہے زمان ملک! اس کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔"

"میں محبت کرتا ہوں تم سے لائلہ! سچی محبت۔ تم میری آخری محبت ہو۔" اس کے چہرے کا ایک ایک تاثر اس کی ہر بات میں سچائی کی گواہی دے رہا تھا۔

"میں نے تم سے وہ محبت کی ہے جو رات چاندنی سے کرتی ہے۔ وہ محبت جو خوشبو پھولوں سے کرتی ہے۔ وہ محبت جو خواب آنکھوں سے کرتے ہیں۔"

وہ لائلہ کے بے حد قریب آیا۔ لائلہ دم سادھے آنکھوں میں غصہ لیے اسے دیکھتی رہی۔ دور کسی نے مدھر سا ساز چھیڑا۔ کسی نے گیت گانا شروع کیا۔ ایسا گیت جو رگ رگ میں سرایت کرتا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ محبت جو لہریں ساحل سے کرتی ہیں۔ وہ محبت جو سانسیں زندگی سے کرتی ہیں۔ وہ محبت جو پروانے شمع سے کرتے ہیں۔"

"تم خود کو اس دلدل میں دھکیل رہے ہو زمان ملک جہاں موت کے سوا کچھ نہیں۔"

لائلہ نے جیسے افسوس کیا۔

"زمان ملک کو فتح سے عشق ہے لائلہ! اور تم میری فتح ہو۔"

ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا گیا۔

"میں تمہاری شکست ہوں زمان ملک"!

زمان نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم میری فتح ہو ملکۂ قلب"!

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سالوں پہلے جس سفید محل کی چار دیواری میں پہلی ملکۂ قلب کو قید کیا گیا تھا، یہ منظر اسی سفید محل کا تھا۔ سفید محل کی بیسمنٹ میں موجود ٹارچر سیل کے پاس والا کمرہ... وہ اس وقت وہیں موجود تھی۔ وہ اسی کونے میں اسی صورت بیٹھی تھی جیسے پہلی ملکۂ قلب بیٹھی تھی۔

ہر سو گہری تاریکی تھی۔ گہرا سناٹا تھا۔ وہاں صرف نئی ملکۂ قلب کے سانس لینے کی مدھم سی آواز تھی۔

اس سفید محل سے کئی میل کے فاصلے پر موجود اس اپارٹمنٹ میں اس وقت وہ چاروں ساتھ بیٹھے تھے۔ اشہد کا چہرہ ضبط اور غصے کے مارے سرخ پڑا ہوا تھا۔ شاہ میر اور اشعر سانس روکے پریشان حال اس صورت حال سے باخبر ہو رہے تھے۔ پرل دم سادھے خاموشی سے بیٹھی تھی۔ زمان ملک نے ایسا کیا تھا! پرل کا دل دو دو اطراف سے زخمی ہوا تھا۔

میز پر رکھے اشعر کے موبائل کا اسپیکر آن تھا۔ نوشابہ کی آواز گونج رہی تھی۔

"مبارک ہو! زمان ملک لائلہ ساما کو قید کر چکا ہے۔ اب اس کا انجام بھی وہی ہو گا جو انمول ساما کا ہوا تھا۔" وہ لاپروائی سے بولتی چلی گئی۔

"اگر تم مجھے اس کا پتہ بتا دو تو میں تمہیں معاف کر دوں گا نوشابہ" !

اشعر کی آواز سارے میں گونجی۔ سب نے چونک کر نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ یہ بہت کٹھن تھا! اشعر جہان کے لیے تو بہت زیادہ ....

"مجھے میری بہن آزاد چاہیے۔ کسی بھی قیمت پر۔" اس کی آواز درد کے سبب لرز سی گئی۔

اشہد کا دل ڈوب سا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر یاد رہے۔ اس کے بدلے تمہیں میری ایک خواہش کا احترام کرنا ہو گا۔ اسے پورا کرنا ہو گا۔" نوشابہ کی لالچ بھری آواز گونجی تو سب سے سب لب بھینچتے رہ گئے۔

"منظور ہے۔" اشعر کی کپکپاتی آواز ایک بار پھر گونجی۔

"تم جانتے ہو میری واحد خواہش تم ہو اشعر " !

ان سب کا جی چاہا کہ کاش وہ ان کے سامنے ہوتی اور وہ اس کا بالکل ویسا حال کرتے جیسا اس کے باپ کا کیا تھا۔ یا شاید اس سے بھی بدتر۔

تھوڑی دیر بعد بہت سی گاڑیاں اس سفید محل کی جانب رواں تھیں۔

اشعر اس وقت اینا کے پاس کھڑا تھا۔ اینا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس نے ایک گارڈین بینڈ اینا کی کلائی پر باندھا۔

"میں جا رہا ہوں اینا" !

"آپ کہاں جا رہے ہیں بابا؟"

اشعر زخمی سا مسکرایا اور اینا کے گال پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی۔

"آپ کی مما کے پاس۔ "

"سچ؟" اینا ایک دم خوشی سے اچھلی۔

"مچ۔" اشعر کے اندر کچھ ڈوب سا گیا۔

"آپ انہیں بتائیں گے کہ اینا اپنی مما کو بہت مس کرتی ہے؟" اس نے "بہت" کو قدرے کھینچ کر کہا۔

اشعر نے بھیگتی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر باری باری اس کے دونوں گال چومے۔

کتنی ہی دیر وہ اسے سینے سے لگائے بیٹھا رہا۔ آخر کار! وہ جانے کے لیے آگے بڑھا۔ اینا کو جی بھر کے دیکھا۔ پھر دروازے کی جانب چل دیا۔

"آپ واپس آئیں گے بابا؟"

اینا کی کھنکتی آواز پر اس کے قدم دہلیز پار کرنے سے پہلے ہی زنجیر ہو گئے۔

اس نے بہ مشکل سانس لیا اور پھر مڑ کر اینا کو دیکھا۔

"یہ گارڈین بینڈ آپ کو بتائے گا اینا۔"

"وہ کیسے بابا؟" اینا اب کہ گارڈین بینڈ کو غور سے دیکھنے لگی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ٹوٹ گیا تو سمجھ جانا کہ بابا کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔"

اتنا کہتا وہ دہلیز پار کر گیا جبکہ اینا اس گارڈن بینڈ کو دیکھتی رہ گئی۔

سفید محل کی بیسمنٹ کی سیڑھیوں سے اس وقت لائلہ کو اوپر لے جایا جا رہا تھا۔ مگر اس کی چال اس وقت بھی ویسی ہی پر اعتماد تھی۔

زمان ساما کی نظر سامنے سے آتی اپسرا پر پڑی۔ لبوں کو گہری مسکراہٹ چھو گئی۔

"اس کا انتظار مت کرو۔ وہ نہیں آئے گا۔" وہ اٹھا اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کی جانب بڑھنے لگا۔

وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"وہ آئے گا۔" لہجے میں یقین تھا، ایمان تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ اگر وہ آ بھی گیا تو تمہیں حاصل کر لے گا؟"

وہ ہنسا اور پھر اپنی بات میں اضافہ کیا۔

"وہ آ بھی گیا تو میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" اس نے پسٹل جیب سے نکالی۔ "تم اگر میری نہیں تو کسی کی نہیں۔"

لائلہ ہنوز مسکراتی رہی۔ سفید محل کی ایک ایک اینٹ اس مسکراہٹ سے اچھی طرح واقف تھی۔ یہ وہی مسکراہٹ تھی جو سامنے والے کو اس کی شکست کی خبر دیتی تھی۔ وہی مسکراہٹ جو برسوں پہلے انمول ساما کے لبوں پر بکھری سعیر مراد کی شکست کا اعلان کر رہی تھی۔

"آج جنگ کا اختتام ہو گا لائلہ ساما! تمہاری شکست اور میری فتح سے۔"

"قید شکست ہوتی ہے۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "اور تم میری محبت کے اسیر ہو چکے ہو زمان ملک! شکست تو تمہارے حصے میں بہت پہلے سے آ چکی ہے۔"

"ایک بار سعیر مراد نے کہا تھا کہ اگر محبوب کسی اور سے محبت کرتا ہو تو اس سے بڑھ کر ظالم کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے۔" وہ اس کے قریب آیا۔ "اور آج مجھے تم ظالم لگ رہی ہو۔" اس نے ٹھنڈی نال لائلہ کی کنپٹی پر جمائی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور ہر ظالم کا انجام موت ہے۔"

لائلہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی رہی۔

"تمہیں مجھ سے خوف نہیں آرہا؟"

"لائلہ خوف کو ہرا چکی ہے۔ "

زمان نے تھوک نگلا۔ وہ اس لڑکی کے سامنے وہ نہیں بن پا رہا تھا جو وہ تھا۔ سفاک اور درندہ صفت انسان !

"تم جادوگرنی ہو لائلہ "!

وہ بے بس ہو کر بولا۔

"تم نے مجھ پر محبت کا طلسم پھونکا ہے۔" آواز میں درد جاگا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

"ظلم کسی بھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مگر یہ ظلم کی نہایت اذیت ناک قسم ہے۔"

"تب ہی تو تم پر قسمت نے یہ قسم آزمائی ہے۔"

زمان ملک سانس نہیں لے پایا۔ اس کے چہرے پر ایسا سکوت چھا گیا جیسے طوفان کے بعد سمندر کی بے کراں لہریں یکدم رک جائیں۔ مگر گہرائی میں درد کی ٹوٹتی صدائیں ابھی بھی دبے دبے لہجوں میں گونج رہی ہوں۔

اس نے ٹھنڈی نال کا دباؤ اس کی کنپٹی پر بڑھایا۔

"تمہاری محبت مجھے توڑ رہی ہے لائلہ!" اس کی آواز میں کرب تھا۔

"تمہیں ٹوٹنا ہو گا۔ یہی تمہارا مقدر ہے۔"

زمان کی محبت ہر سو خوشبو کی مانند بکھرنے لگی۔ سفید محل ایک دم مہکنے لگا۔ اس کی بکھری محبت اور بکھرے خوابوں کی خوشبو سے۔ اس کی آنکھیں کرب کے سبب سرخ پڑنے لگی تھیں۔ وہ نیلگوں آنکھیں سنہری آنکھوں میں گاڑھے اس سے رحم کی اپیل کرتا رہا۔ مگر وہ تو ظالم تھی! بے حد ظالم!

"تمہاری موجودگی مجھے سانسیں دیتی ہے لائلہ" !

"میرا قہر تمہیں موت دے گا زمان ملک" !

زمان نے دھیرے سے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے گال پر گلابی گال پر رکھا۔

تب ہی کوئی نہایت طیش میں دروازہ پار کرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔ درد و غصے کے سبب اس کا چہرہ انگاروں کی مانند دہک رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک آیا اور اس کی پچھلی گردن سے پکڑ کر اسے لائلہ سے دور کیا۔ اگلے ہی پل وہ اس کا گریبان پکڑے اس پر برس چکا تھا۔

"میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی تمہاری جرات کیسے ہوئی؟" بے حد غصے میں تھا۔ اس کا خون خول رہا تھا. زمان ملک کو سنبھلنے تک کا موقع نہ مل سکا۔

شاہ میر اپنے لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا اور زمان ملک کے لوگوں کے ساتھ لڑنے لگا۔

زمان ملک تک سنبھلا جب اشہد اسے مار مار کر لائلہ کی جانب بڑھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

لائلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ آنکھوں میں سکون تھا جو اشہد کو وہاں دیکھ کر نصیب ہوا تھا۔

اس سب ہنگامے میں پرل ایک طرف کھڑی وہ سب دیکھ رہی تھی۔ ہر طرف مارا ماری جاری تھی۔ اشہد لائلہ کو سنبھالے ہوئے تھا۔ زمان ملک چہرے پر ہاتھ رکھے زمین پر پڑا تھا۔ شاہ میر زمان کے لوگوں کو لائلہ اور اشہد کے پاس جانے سے روک رہا تھا۔

ایک دم جیسے سارا کا سارا شور مدھم پڑ گیا۔ ہر سو خاموشی چھا گئی۔ قبرستان کی سی خاموشی ....

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ چپ چاپ زمان ملک کو دیکھتی رہی۔

اسے زمان ملک سے محبت تھی یا نفرت؟

اس نے خود سے سوال کیا۔

دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ آج نہ صرف اس جنگ کا فیصلہ ہونا تھا بلکہ پرل کی زندگی کا فیصلہ بھی ہونا تھا۔ اس کے دل کا حتمی فیصلہ...

اس نے زمان ملک کو ساتھ پڑی پسٹل اٹھاتے دیکھا۔ وہ سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

وہ اٹھا اور لائلہ کے پاس کھڑے اشہد کی جانب نشانہ باندھا۔ ایک ساتھ کئی لوگوں نے اسے دیکھا۔ مگر کسی کے کچھ بھی کرنے سے پہلے وہ گولی چلا چکا تھا۔

ہر سو گولی چلنے کی چنگھاڑتی آواز گونجی تھی۔ سفید محل کی دیواروں نے افسوس سے نظریں چرا لیں۔ اگلے ہی پل کسی ایک شخص کا خون اس کے وجود سے بری طرح ابلنے لگا۔ سارے منظر تھم گئے۔ ساری دنیا تھم گئی۔ ہر طرف پھیلی محبت کی خوشبو ایک دم ماند پڑ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفید محل کے باہر سڑک پر اس وقت دو گاڑیاں موجود تھیں۔ گاڑیوں کے ساتھ اشعر جہان نوشابہ سعیر کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ نوشابہ مسکرا رہی تھی۔ وہ آج اس سے اشعر ہی کو مانگنے والی تھی۔

"میں نے تم سے ہمیشہ محبت کی ہے اشعر جہان "!

"میں نے تم سے ہمیشہ نفرت کی ہے نوشابہ سعیر" !

نوشابہ کے تاثرات ایک دم بدلے۔ دل کو کچھ ہوا۔

"تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم"....

وہ اس کے جیب سے پسٹل نکالنے پر چونکی۔ الفاظ دم توڑ گئے۔

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی نورِ نظر کی موت کا بدلہ لوں گا۔"

نوشابہ کے دل کی دھڑکن لمحے بھر کے لیے رک گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم مجھے دھوکا دے رہے ہو۔ تم اپنی ہی بات سے مکر رہے ہو۔"

"میں اپنی نورِ نظر کے علاوہ ہر شخص کے لیے دھوکے باز ہوں۔ اسی لیے تو اپنی زندگی کی پرواکیے بغیر یہاں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ ورنہ بہت سے لوگ میری واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ میں ان سب کو دھوکا دے کر یہاں موت کے منہ میں آیا کھڑا ہوں۔ "

"کیا تم نورِ نظر کو نہیں بھول سکتے؟" نوشابہ کا ضبط جواب دے گیا۔ برداشت ختم ہو گئی۔

"نورِ نظر کو بھولنا بے وفائی ہے اور اشعر جہان بے وفا نہیں ہو سکتا۔" اس نے پسٹل والا ہاتھ اوپر کیا۔ نشانہ نوشابہ کی پیشانی کا تھا۔

"میں نے ہمیشہ اپنی ان آنکھوں سے تم سے محبت کی۔ ان آنکھوں میں تمہارے خواب سجائے۔ تمہیں میری ان سوالی آنکھوں پر ترس نہیں آتا؟"

"نہیں آتا۔"

(کوئی پوچھے مجھ سے کہ ایسا کیوں تو میں بتاؤں گی کہ اشعر جہان کا دل برسوں پہلے ہی مر چکا تھا۔

وہ اسی دن مر گیا تھا جب ایک کمرے کی دہلیز پار کرنے پر اس کی نظر اپنی بے جان نورِ نظر پر پڑی تھی۔ اسی لمحے اشعر جہان مر گیا تھا۔)

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اکیلی مروں گی؟" نوشابہ ڈبڈبائی آنکھوں سے دھیرے سے مسکرائی اور اپنی پسٹل اشعر جہان پر تانی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

(اس کے بعد اشعر جہان صرف سانس لیتا رہا۔ صرف اور صرف نورِ نظر کے انتقام کے لیے۔ اور اس انتقام کے پورا ہونے کے بعد وہ ایک لمحہ بھی مزید سانس لیتا تو وہ نورِ نظر سے بے وفائی ہوتی۔ اور جانتے ہو کیا؟ اشعر جہان کبھی بے وفا نہیں ہو سکتا۔)

اشعر کی نظر نوشابہ کے ساتھ کھڑی اس پیلے لباس والی لڑکی پر پڑی۔ اس کا دل دھڑکنا بھول گیا۔ دم سادھے وہ اسے دیکھتا رہا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اشعر کے پاس آئی۔ آج وہ اکیلی جانے کے لیے نہیں آئی تھی۔

اس نے اشعر جہان کے سینے پر سر رکھا۔ اس طرح کے وہ سامنے کھڑی نوشابہ کو آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بابا واپس آئیں گے ناروزی؟"

اینا کے سوال پر روزی زبردستی مسکرائی۔

"وہ ضرور آئیں گے اینا"!

اینا ٹکٹکی باندھے اپنی کلائی میں موجود گارڈین بینڈ کو دیکھ رہی تھی۔ تب ہی اچانک!

ہوا کا تیز جھونکا.... اور پھر فضا میں ایک ساتھ دو گولیاں چلنے کی آواز گونجی۔

اس کا گارڈین بینڈ ٹوٹ کر اس کی گود میں جا گرا۔

"وہ مما کے پاس چلے گئے روزی! وہ اب نہیں آئیں گے۔"

اینا کی آواز پر روزی نے چونک کر اسے دیکھا۔ ہاتھ میں موجود پیلا گلاب پھسل کر نیچے زمین پر جا گرا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ سال بعد

یہ منظر ساپورو کے ایک خوبصورت کیفے کا تھا۔ وہاں حسین شام کے وقت ہلکا سا ہجوم تھا۔ کیفے کا ماحول بے حد پر کشش اور پر سکون تھا۔ بڑی بڑی کھڑکیوں سے شام کی سنہری

روشنی اندر آرہی تھی۔ اس روشنی میں میزوں پر سجے گلدانوں میں موجود پھول مزید دلکش لگ رہے تھے۔

"ہانہ" !

اکیلی میز پر بیٹھے اس شخص نے کسی کو پکارا تو دور کاؤنٹر کے پاس کھڑی لڑکی نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔ سبز آنکھیں، جاپانی نقوش، چہرے پر بلا کی معصومیت۔ سیاہ بلاؤز کے ساتھ اسکن کلر کی اسکرٹ زیب تن کیے وہ لڑکی خاصی سادہ مگر حسین لگ رہی تھی۔ اس لباس کے اوپر کمر پر باندھا ایپرن اس بات کا ضامن تھا کہ وہ وہاں کی ایک خوش مزاج اور خوبصورت ویٹریس تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

پیچھے دیکھنے پر اس کی اونچی پونی اس کے کندھوں پر جھولنے لگی۔

اس شخص کے لیے وہ ٹرے میں اس کا مطلوبہ سامان لیے اس کے پاس حاضر ہوئی۔ وہاں ہائی ہیلز پہنے ہوئے وہ واحد ویٹریس تھی۔ پاس سے گزرنے پر قریباً ہر شخص اس پر ستائشی نگاہ ضرور ڈالتا۔

اس کے پاس پہنچ کر اس نے ٹرے میز پر رکھی اور سینے پر ہاتھ رکھے سر کو خم دے کر سلام پیش کیا۔

"بیٹھو گی نہیں؟" اس شخص نے سوال کیا۔

"تم کون ہو؟" ہانہ کے سوال پر وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

"اوکے۔ میں ابھی کوئی نہیں ہوں مگر ایک وقت تھا جب ہم پارٹنرز ہوا کرتے "...

"شش!" ہانہ نے اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"یو نو دیٹ! میں اپنے ماضی سے بہت دور پہنچ چکی ہوں۔"

"اٹس اوکے۔ جیسا تم چاہو۔ میں تو یہاں تمہیں کچھ دینے آیا تھا۔"

وہ اٹھا۔ میز پر ایک لفافہ رکھا اور مسکرا کر الوداعی نگاہ اس پر ڈالتا چلا گیا۔

اس نے وہ لفافہ اٹھایا۔ جانی پہچانی سی مہک تھی۔

اگلے ہی پل اس نے وہ لفافہ کھولا۔ اس کے اندر چند تصاویر اور ایک چھوٹا سا خط تھا۔

وہ تصاویر اینا کی تھیں۔ کچھ ہی دن قبل اس کا برتھ ڈے تھا۔ وہ تصویریں یقیناً برتھ ڈے پارٹی کے دوران اتاری گئی تھیں۔ چھوٹے سے خط پر صرف ایک ہی سطر موجود تھی۔

"آئی مس یو پرل" !

اس نے اینا کو بولتے ہوئے محسوس کیا۔ اس نے اس کی آواز سنی۔ پھر دھیرے سے مسکرا دی۔

اگلے ہی لمحے وہ کیفے کے بیرونی حصے میں دوڑتی ہوئی باہر کی جانب جا رہی تھی۔

"شاہ میر" !

وہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھنے لگا اس کی آواز پر رکا۔ وہ سامنے سے قریباً بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔

"آپ کون؟"

شاہ میر نے اس کے پاس آنے پر وہ سوال دہرایا تو وہ ہنس دی۔

"ہانہ۔"

شاہ میر نے سر کو خم دیا اور پھر دھیرے سے ہنس دیا۔

"یہ اینا کے لیے ہے۔ میری طرف سے اسے دے دینا۔" اگلے ہی پل اس نے ایک گفٹ شاہ میر کی جانب بڑھایا۔ شاہ میر نے وہ تھاما اور پھر الوداع کرتا وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوئی۔ ملازمہ نے اسے جھک کر سلام کیا۔ جواباً سر کو خم دیتی وہ متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی آگے بڑھ گئی۔

"ریو کہاں ہے؟"

مطلوبہ فرد کے نظر نہ آنے پر اس نے ملازمہ سے پوچھا۔

"وہ لان میں ہیں۔" ملازمہ کے جواب پر وہ سر کو خم دیتی لان کی جانب بڑھ گئی۔ لان میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ سب سے پہلے بال کے ساتھ کھیلتے ہوئے ایک چھوٹے سے بچے پر پڑی۔ بیک وقت اس بچے نے بھی ہانہ کی جانب دیکھا۔

"مما"!

اسے دیکھ کر خوشی سے نہال ہوتا وہ بچہ قریباً دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اس کے پاس آتے ہی اسے گلے سے لگا لیا۔

❣ ❣ ❣

ایک گاڑی اس وقت کیوٹو کی سڑکوں پر رواں دواں تھی۔ موسم بہت خوشگوار تھا۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ایک بچی بیٹھی کھڑکی کے پار کا منظر دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں بے حد بے قراری تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

فضا میں سرسراتے درختوں کے پتے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی لڑکی کو ماضی کی یاد دلا رہے تھے۔

) آج سے کچھ سال پہلے اگر ہم سفید محل کے اندر داخل ہوں تو وہاں ایک سوگوار سا منظر دیکھنے کو ملے گا۔ جب زمان ملک کی پسٹل سے نکلنے والی گولی لائلہ جہان کی کمر میں

پیوست ہوئی تھی۔ ہر طرف ایک دم سب کچھ ٹھہر سا گیا۔ وہ گولی اشہد پر چلائی گئی تھی مگر لائلہ کے سامنے آجانے پر وہ گولی اس کی کمر میں لگی تھی۔ اشہد اس وقت سانس نہیں لے سکا۔ ایسا ہی کچھ حال زمان ملک کا تھا۔ اشہد نے سکتے کی حالت میں آگے بڑھ کر لائلہ کو تھاما۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین پر ڈھے جاتی اشہد حدید اسے تھام چکا تھا۔ اس نے لائلہ کا سر اپنے سینے پر ٹکایا۔ خونی نظریں زمان ملک پر ڈالیں۔ اس وقت واقعی زمان ملک کو ان نظروں سے خوف آیا اور بے حد آیا۔

زمان ملک نے سپاٹ چہرہ لیے نفی میں گردن ہلانا چاہی۔ سب کچھ سلو موشن میں ہونے لگا تھا۔ لائلہ آدھ کھلی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظر زمان ملک کے چہرے پر ٹکی تھی۔ زمان ہنوز اسی کو دیکھ رہا تھا۔ تب ہی نیلگوں آنکھوں نے سنہری آنکھوں سے کچھ کہا۔

"مقابل تم ہو تو فتح کیسی؟ مجھے شکست منظور ہے۔"

اگلے ہی پل زمان ملک کے ہاتھ میں موجود پسٹل اس کے ہاتھوں سے پھسل کر نیچے جا گری۔

دور کچھ فاصلے پر کھڑی پرل نے دل کو مزید پتھر کیا۔ پسٹل سنبھالی اور زمان ملک پر تانی۔

نیلگوں آنکھیں ابھی بھی سنہری آنکھوں سے ہم کلام تھیں۔

"میں تم سے ہار سکتا ہوں۔ فقط تمہارے لیے۔ ایک بار نہیں سو بار۔ "

پرل کی پسٹل سے نکلنے والی گولی زمان ملک کا سینا چیرتی ہوئی سیدھا دل میں پیوست ہوئی تھی۔

لائلہ کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ سامنے ہی زمان ملک زمین پر بیٹھتا چلا جا رہا تھا۔

"لائلہ " !

اشہد اس کا چہرہ تھپتھپاتا اسے پکار رہا تھا۔ سامنے کھڑے لوگوں کو اپنی جانب بلا رہا تھا۔

زمان ملک زمین پر ڈھے گیا۔

پرل لڑکھڑائی۔ مرے مرے قدموں سے وہ چند قدم پیچھے ہوئی۔ دل تھا کہ پھٹنے کو تھا۔ ہو طرف الم کا عالم تھا۔ محبت کا ماتم شروع ہو چکا تھا۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھتی چلی گئی۔

زمان ملک کی سانس تھم گئی۔ تب ہی اچانک !

لائلہ جہان کی سانس بحال ہوئی۔ اشہد اسے بازوؤں میں اٹھائے باہر کی جانب جا رہا تھا۔ شاہ میر پرل کے پاس جا کر اسے حوصلہ دے رہا تھا۔

لائلہ جہان نے زمان ملک سے سانسیں ادھار لی تھیں۔ اب جب تک وہ سانس لیتی رہے گی، زمان ملک کا عشق گونجتا رہے گا۔

سفید محل کے باہر سڑک پر دو بے جان وجود پڑے تھے۔ مراد فیملی کے افراد۔ ایک سعیر مراد کی بیٹی نوشابہ اور دوسرا جہانگیر مراد کا بیٹا اشعر۔

اشعر جہان نے وفا نبھائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ نورِ نظر کی جگہ کسی کو نہیں دے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ وہ مر تو گیا مگر نورِ نظر کی جگہ کسی کو نہ دی۔ کچھ لوگوں کا کوئی ثانی نہیں ہوتا۔ وہ واحد ہوتے ہیں۔ جیسے اشعر جہان کی زندگی میں اس کی نورِ نظر !

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہسپتال میں اس وقت لائلہ کا آپریشن جاری تھا۔ جبکہ دوسری طرف اسٹریچر پر موجود اشعر جہان کا بے جان وجود ساتھ بیٹھی پرل کو ساکت کر گیا تھا۔ شاہ میر اور اشہد بھی وہیں موجود تھے۔

وہ خاموش نگاہوں سے اشعر جہان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں ڈھیروں درد چھپائے۔ اشہد حدید اس کی دوسری طرف کھڑا تھا۔

اس کا ہاتھ اشعر کے بالوں میں تھا۔ جیسے اشعر گہری نیند سو رہا ہو اور اس کا دوست اس کا سر سہلا رہا ہو۔ وہ الم کا عالم تھا۔ رنج اور افسوس کا۔)

وہ گاڑی ایک جگہ جا کر رکی۔ گاڑی سے نکلنے والے تین لوگ ت۔ اشہد نے باہر نکل کر پیچھے کا دروازہ کھولا تو اینا جلدی سے باہر نکلی۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلنے پر اندر سے نکلنے والی لائلہ جہان تھی۔

اگلے ہی پل وہ اس قبرستان میں داخل ہوئے۔ اینا درمیان میں تھی جبکہ اس کی دائیں بائیں جانب سے اشہد اور لائلہ نے اس کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔ اشہد اور لائلہ کے

دوسرے ہاتھوں میں پیلے گلابوں کے بکے تھے۔ ایک اشہد کے پاس اور دوسرا لائلہ کے پاس۔ ایک جگہ جا کر وہ رکے۔ سامنے ہی دو قبریں تھیں۔ ایک ساتھ...

اینا نے جلدی سے اشہد اور لائلہ کا ہاتھ چھڑایا اور وہاں ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

لائلہ اور اشہد نے دھیرے سے آگے بڑھ کر ایک ایک بکے ان کی قبر پر رکھا۔ پھر ہاتھ فاتحہ کے لیے اٹھائے۔ کڑا لمحہ تھا۔ کڑا وقت تھا۔

ارد گرد ہر سو پھولوں کی خوشبو پھیلی تھی۔ ایک دم ٹھنڈی ہوا چلی اور وہاں اشعر اور اس کی نورِ نظر کی موجودگی کی ضمانت دینے لگی۔

لائلہ دھیرے سے آگے بڑھی اور گھٹنوں کے بل اینا کے پاس بیٹھ گئی۔ پیچھے سے اینا کو گلے لگایا جو خاموشی سے باری باری دونوں قبروں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ روزانہ ان کے ساتھ یہاں آیا کرتی تھی اور اسی طرح بیٹھ کر اپنے مما بابا سے باتیں کیا کرتی تھی۔ اشہد اور لائلہ نے اسے کبھی والدین کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔ وہ خود بھی پر سکون سی رہا کرتی تھی۔ قسمت نے اس معصوم سی بچی پر ترس کھایا تھا اور اس کے دل میں سکون اتار دیا تھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ اس کے جینے کے لئے کافی تھا۔

کچھ کردار کہانی کا حسن ہوتے ہیں۔

جو مر کر بھی نہیں مرتے۔

جن کی محبت آب حیات بن کر ان کرداروں کو امر کر دیتی ہے۔

وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

دل کے محل میں۔

ذہن کے گلشن میں۔

کتاب کے صفحوں میں۔

ان کی محبت ایک مدھر دھن بن کر تمام عمر دل کی دھڑکن کے ساتھ بجتی رہتی ہے۔

جیسے نورِ نظر ...

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جیسے اشعر جہان...

اور ان کی قابلِ ستائش محبت ...

❣ ❣ ❣

ساحل کا منظر اس وقت بے حد پر سکون تھا۔ سمندر سے اٹھتی چھوٹی چھوٹی لہریں اس ساحل سے ٹکرا کر واپس لوٹ کر جا رہی تھیں اور ماحول کو میٹھا سا شور فراہم کر رہی تھیں۔ فضا میں اس وقت نمی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ آسمان بے حد حسین دکھائی دے رہا تھا۔ ساحل پر کھڑے ہو کر سامنے دیکھا جائے تو دور دور تک سمندر ہی دکھائی دے رہا تھا۔ ایک لڑکی ہاتھ میں گیند اٹھائے روزی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔ اس کی آنکھیں نیلی جھیل جیسی تھیں۔ وہ بہت خوشی سے روزی کے ساتھ کھیل رہی تھی اور وقفے وقفے سے ساحل پر اس کی کھکھلاتی آواز گونج رہی تھی۔

اس سے ذرا فاصلے پر وہ دونوں نرم ریت پر بیٹھے تھے۔ ہوا کے پر سکون جھونکے انہیں مسرور کیے ہوئے تھے۔ لائلہ نے اشہد کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا. دونوں کی نظر سامنے سمندر کی لہروں پر ٹکی تھی۔ محبت کا احساس ہر

احساس پر غالب تھا۔

"شکریہ" !

اشہد کی آواز پر لائلہ نے سر اٹھایا۔ نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔

"کس لیے؟"

"میری زندگی میں آنے کے لیے۔"

وہ دھیرے سے ہنس دی۔ گالوں پر گڑھے نمایاں ہوئے۔

"قسمت نے تمہیں heal کرنا تھا۔ تمہارے ہر زخم کو بھرنا تھا۔ پھر کیسے ممکن تھا کہ میں تمہاری زندگی میں نہ آتی؟"

لہروں کا شور محسور کن تھا۔ نرم اور خوبصورت سا۔

"آئی لو یو" !

اشہد کی بات پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آئی لو یو ٹو" !

سنہری آنکھیں سنہری آنکھوں میں ڈالے اس نے اپنی محبت کا اعلان کیا۔

"آئی لو یو تھری" !

عقب سے آنے والی آواز پر وہ دونوں پہلے تو چونکے پھر گردن موڑ کر کھیلتی ہوئی اینا کو دیکھا۔ اگلے ہی پل وہ کھل کر ہنس دیے۔

لائلہ نے پھر سے اشہد کے کندھے پر سر رکھا اور دونوں ایک ساتھ سامنے کا منظر دیکھنے لگے۔

"شکریہ" !

اب کہ گونجے والی آواز لائلہ کی تھی۔

"کس لیے؟"

"میری زندگی مکمل کرنے کے لیے۔"

دونوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ باتیں ہوتی رہیں۔ کتنے ہی لمحے، کتنے ہی پل !

کافی دیر بعد وہ اچانک بولی۔

"پرل ساما کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟"

اشہد نے گہری سانس لی۔

"یامی نوکائی کا باب ختم ہو چکا ہے لائلہ ! ہم سب جدا ہو چکے ہیں۔ شاید ہم سب پھر کبھی نہ مل سکیں۔"

"کاش ہم مل پاتے"!

لائلہ کا لہجہ رنجیدہ تھا۔

"مگر وہ کہاں ہو سکتی ہے؟"

لائلہ نے پر سوچ نگاہیں اس پر ڈالیں تو اشہد نے کندھے اچکائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہو سکتا ہے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر ایک عام سی لڑکی بن کر زندگی گزار رہی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کیفے میں بطور ویٹریس کام کر رہی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی بچہ ایڈاپٹ کر کے اسے اپنی تنہائی کا سہارا بنا لیا ہو۔ ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی"...

لائلہ کو جواب مل چکا تھا۔ اس نے ایک پر سکون سانس خارج کی پھر لبوں کو مدھم سی مسکراہٹ چھو گئی۔

"پرل ساما اس کھیل کی سب سے بہترین کھلاڑی تھی۔"

"اور خوبصورت بھی۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائلہ کی بات اشہد نے مکمل کی۔ جواباً لائلہ نے اسے گھوری سے نوازا۔ پھر اگلے ہی پل دونوں کھل کر ہنس دیے۔

یامی نوکائی کا باب ختم ہوا۔

مگر کہانی ابھی بھی جاری ہے۔

اور ہمیشہ رہے گی۔

یامی نوکائی کا باب پھر سے کھلے گا۔

نئے صفحے سے۔

جب وقت صدا لگائے گا۔

وہ سب لوٹ کے آئیں گے۔

کچھ نئے کرداروں کے سنگ۔

ایک بار پھر قلم اٹھایا جائے گا۔

پھر نئی داستانیں لکھی جائیں گی۔

لازوال محبت کی۔

ظلم و جبر کی۔

لمحوں میں بدلتی حقیقت کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سیاہ گلابوں کی۔

مگر تم ہمیشہ یاد رکھنا اس کہانی کے سبق۔

حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔

حقیقت تلخ ہوتی ہے۔

ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی ...

موت شکست کی قید سے آزادی کی علامت ہے۔

اعتبار کا صلہ زہر ہوتا ہے، جو ہمیں ہی پینا پڑتا ہے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاری ہے۔۔۔

باقی آئندہ قسط میں

Click here

safareadab.com

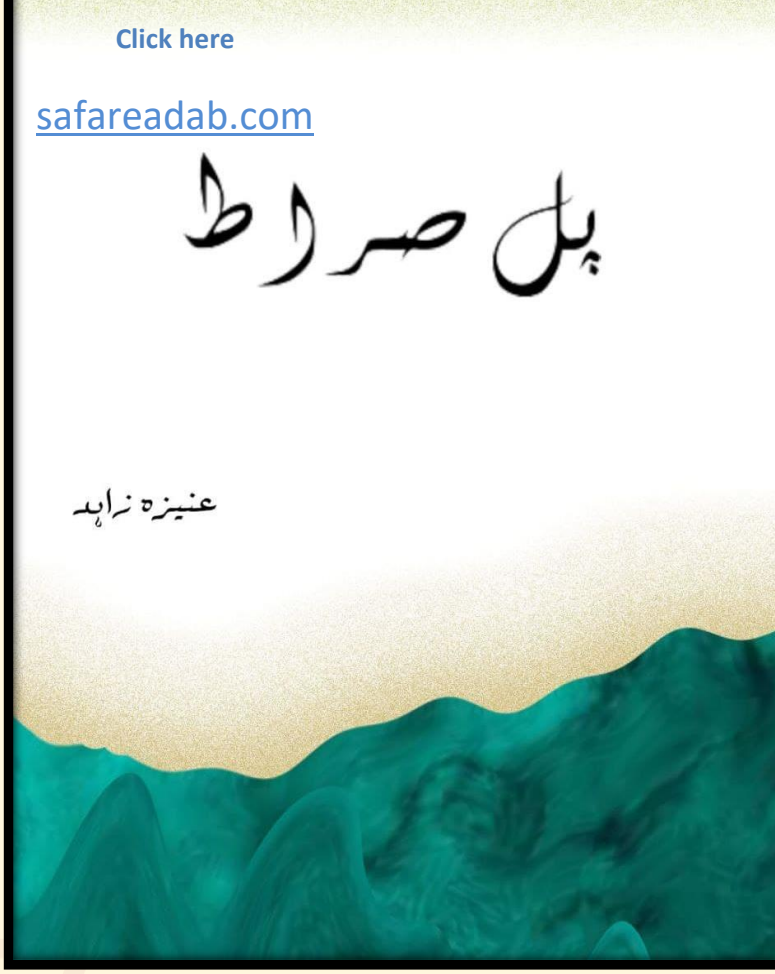


"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آ جائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

Click here

safareadab.com

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو باآسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

# ناول رعد کی دیک جھلک

وہ کلینک سے باہر نکلی تو ارد گرد اسے تلاشنا چاہا۔
مگر وہ اسے دکھائی نہ دیا۔
"میں نے کہا بھی تھا کہ میں انتظار نہیں کروں
گی۔" وہ خود کلامی کرتے ہوئے گاڑی کی طرف
بڑھی تو دور ایک گھنے سایہ دار درخت کی اوٹ
میں چھپے شخص کے نشانے نے حرکت کی۔ وہ
گاڑی کے دروازے کے پاس آکر رک گئی۔ اس
کی طرف کیا گیا نشانہ بھی رک گیا۔ چند لمحے مزید
گزرے اور پھر فائر ہوا۔
درخت پہ بیٹھے پرندے خطرہ بھانپتے تیزی سے
اپنے آشیانے سے راہ فرار حاصل کر گئے۔ ماحول
میں ایک چیخ سنائی دی۔ وہ چیخ زخرف نور کی تھی۔
وہ گولی جو کچھ دیر قبل زخرف نور پہ نشانہ تاک
کے چلائی گئی تھی وہ کسی اور کے وجود کے آر پار
ہو گئی تھی۔ اس وجود نے بے یقینی سے پہلے نور کو
اور پھر خود کو دیکھا۔ گولی کس کو لگی تھی چند
لمحات یہ ڈی کوڈ کرنے میں صرف ہوئے۔ پھر
جھٹکے اور تکلیف کی شدت سے اس کا ہاتھ اس
جگہ پہ گیا جہاں سے خون ابل ابل کر باہر نکلنے لگا

تھا۔ اس نے مندی آنکھوں سے نور کو دیکھا۔ وہ محفوظ رہی تھی۔ گولی اسے چھوئی بھی نہیں تھی۔ اس نے ایک آخری سکون کا سانس بھرا۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے بھاری ہونے لگے اور ان میں نظر آتا نور کا عکس مدھم پڑنے لگا تھا۔

چند لمحات کا کھیل تھا اور وہ وجود زمین بوس ہوا۔ یکایک ماحول میں خون کی بو رچ گئی۔ ہواؤں میں سوگواریت چھا گئی۔ زخرف کی ساری حسیات گویا سن ہو چکی تھیں۔ کئی لمحے وہ خالی خالی نظروں سے اس گرتے وجود کو دیکھتی رہی۔ اس منظر کو سمجھنے کے لیے گویا وہ اہل نہ رہی تھی۔ چند سیکنڈز مزید گزرے تو اس کے دماغ نے جو خبر اس کے دل کو پہنچائی تھی اور جو وہ سمجھی تھی اس کے بعد وہ بے ساختہ چلائی۔ وہ اونچی آواز میں اس کا نام لیتے ہوئے چیخی تھی۔ پھر گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھتے اسے پکارنے لگی۔ بار بار، بآواز بلند، شدت سے، کرب سے، اذیت سے، بے چینی سموئے، بے یقینی کی کیفیت میں گھری۔

لگاتار نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ اسے جھنجھوڑ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ خون آلود ہو چکے تھے۔ یہ سرخ خون اس کے ہاتھوں کو سرخی دے رہا تھا۔ اپنی آنکھوں کو کھلا رکھنے کی کوشش کرنے کے باوجود اس کی آنکھیں بند ہوئی تھیں۔ ان میں آخری عکس نور کا نقش ہوا تھا۔ بھاری سانسیں، سست اور دھیمی ہو چکی تھیں۔ پل بھر میں اس کا چہرہ سفید پڑا۔ اور زخرف کو لگا جیسے گزرتے وقت کی مانند وہ اس کو کھو چکی ہے۔ وہ مدد کے لیے پکار رہی تھی۔ ساتھ ہی وہ اس کے چہرے کو تھپک رہی تھی تاکہ اسے ہوش دلا سکے۔

"برہان آنکھیں کھولو۔۔۔۔ برہان پلیز۔۔۔۔ دیکھو مذاق نہیں کرو۔ برہان۔۔۔ میں ناراض ہو جاوں گی۔" وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں لگاتار اسے پکار رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس کے جسم میں خون منجمند ہو چکا ہے۔ اس کا جسم کپکپانے لگا تھا۔ برہان کے چہرے کو بار بار تھپکتے اس کے

Sabar-e-Ahab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہاتھ سن ہو چکے تھے۔ بیک وقت اتنی عجیب
کیفیات سے گزرتے ہوئے وہ صدمے کا شکار
تھی۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں
کلک کریں۔

safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب